انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)

ترتیب

مناظر ختم نبوت، حضرت مولانا

اللہ وسایا صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

www.amtkn.com 061 4783486 www.emaktaba.info

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	:	**قادیانی شبہات کے جوابات** (مکمل)
مرتب	:	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
تصحیح وتخریج (جلد اوّل)	:	حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب
تصحیح وتخریج (جلد دوم)	:	حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب
تصحیح وتخریج (جلد سوم)	:	حضرت مولانا محمد رضوان عزیز صاحب
صفحات	:	۶۸۸
قیمت	:	۴۵۰ روپے
مطبع	:	ناصر زین پریس لاہور
طبع اوّل	:	جنوری ۲۰۱۷ء
ناشر	:	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

اجمالی فہرست

۱......	دیباچہ جدید ایڈیشن	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ			۳
۲......	قادیانیت شبہات کے جوابات (جلد اوّل)	//	//	//	۵
۳......	قادیانیت شبہات کے جوابات (جلد دوم)	//	//	//	۱۴۵
۴......	قادیانیت شبہات کے جوابات (جلد سوم)	//	//	//	۴۴۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ جدید ایڈیشن

قادیانی شبہات کے جوابات جلد اوّل (ختم نبوت)　رجب ۱۴۲۰ھ

قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم (حیات عیسیٰ علیہ السلام)　جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ

قادیانی شبہات کے جوابات جلد سوم (کذب مرزا قادیانی) جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ

میں شائع ہوئیں۔ تینوں جلدیں سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے نصاب میں شامل ہیں۔ تینوں جلدیں وقفہ، وقفہ سے شائع ہوئیں۔ اس لئے علیحدہ علیحدہ شائع ہوتی رہیں۔ تینوں کو ایک ساتھ ایک جلد میں شائع کرتے تو صفحات اتنے بڑھ جاتے کہ کتاب کو سنبھالنا دشوار ہو جاتا۔ لیکن علیحدہ علیحدہ شائع کرنے میں دشواری یہ پیش آئی کہ کبھی کوئی جلد شارٹ، کبھی کوئی۔ نیز یہ کہ رفقاء کرام کا خیال ہوا کہ اس کی لفظی اغلاط پر بھی نظر ڈالی جائے۔ چنانچہ نظر ثانی کا کام حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری اور حضرت مولانا محمد رضوان عزیز صاحب نے انجام دیا اور دوستوں کی رائے پر فیصلہ بھی یہ ہوا کہ ان تینوں کو ایک جلد میں شائع کیا جائے۔ البتہ سائز بڑا کر دیا جائے تاکہ صفحات کی تعداد بھی زیادہ نہ بڑھنے پائے اور علیحدہ علیحدہ اشاعت کی دشواری سے بھی بچ جائیں گے۔ چنانچہ اب یہ جدید ایڈیشن تینوں یکجا جلدوں پر مشتمل ہے۔ حق تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا ملتان

۲۲؍ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲۳؍فروری ۲۰۱۷ء

(گرہنوں کا نقشہ برائے عبارت صفحہ نمبر: ۲۱۶)

نمبر شمار	گرہن قمر ہے یا گرہن شمس	کلی یا جزئی	سن عیسوی	سن ہجری	انگریزی مہینہ	انگریزی تاریخ	عربی مہینہ	عربی تاریخ	گرہن کے دن	
(۱)	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جولائی	۱۳	رمضان	۱۳	گرہن کی پہلی رات	یہ گہن ہندوستان میں مرزا قادیانی کے دعویٰ سے قبل ہوا۔ جب کہ اس کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی۔
	سورج		//	//	جولائی	۲۸	رمضان	۲۸	گرہن کا درمیانی دن	
(۲)	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۳	گرہن کی پہلی رات	یہ گہن ہندوستان میں ہوا ہی نہیں۔ بلکہ امریکہ میں ہوا۔ جس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔
	سورج		//	//	اپریل	۲۶	رمضان	۲۸	گرہن کا درمیانی دن	
(۳)	چاند	کلی	۱۸۹۵	۱۳۱۲	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	گرہن کی پہلی رات	یہ گہن ہندوستان میں ہوا۔ لیکن یہ اس حدیث کا مصداق نہیں۔ کیونکہ اس سے قبل ایک ہی صدی میں اس گہن کی نظیر موجود ہے۔
	سورج		//	//	//	۲۶	رمضان	۲۸		

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (الحدیث)

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی شبہات کے جوابات

جلد اوّل

ختم نبوت

ترتیب

فاتح قادیانیت

شاہینِ ختم نبوتؐ، حضرت مولانا

اللہ وسایا

صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مرکزی رہنما

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ پاکستان

تصحیح و تخریج

حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب

نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

فہرست مضامین

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان

اسلوب نمبر۱	۱۲	اسلوب نمبر۲	۱۳
اسلوب نمبر۳	۱۴	اسلوب نمبر۴	۱۶
عالم ارواح میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۷	عالم دنیا میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۸
عالم برزخ میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۹	عالم آخرت میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۹
حجۃ الوداع میں ختم نبوت کا تذکرہ	۱۹	درود شریف میں ختم نبوت کا تذکرہ	۲۰
شبِ معراج میں ختم نبوت کا تذکرہ	۲۰	کلمۂ شہادت کی طرح عقیدۂ ختم نبوت بھی ایمان کا جزو ہے	۲۱
مسلمانوں کی مساجد اور ختم نبوت	۲۱	حفاظِ کرام اور ختم نبوت	۲۱
تبلیغِ اسلام اور ختم نبوت	۲۲	آیتِ خاتم النّبیین کی تفسیر	۲۲
شانِ نزول	۲۲	خاتم النّبیین کی قرآنی تفسیر	۲۴
خاتم النّبیین کی نبوی تفسیر	۲۵	خاتم النّبیین کی تفسیر صحابہ کرام سے	۲۵
خاتم النّبیین اور اصحاب لغت	۲۶	خاتم النّبیین اور قادیانی جماعت	۳۰
مرزائیوں کو کھلا چیلنج	۳۱	قادیانی ترجمہ کے وجوہ ابطال	۳۲
قایانیوں سے ایک سوال	۳۳		

ختم نبوت اور احادیثِ نبویہ متواترہ

حدیث نمبر۱	۳۴	حدیث نمبر۲	۳۵
حدیث نمبر۳	۳۵	حدیث نمبر۴ وحدیث نمبر۵	۳۶
حدیث نمبر۶	۳۶	حدیث نمبر۷	۳۷
حدیث نمبر۸	۳۸	حدیث نمبر۹	۳۸
حدیث نمبر۱۰	۳۹	اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت	۴۰
اجماع بھی دراصل دلیل ختم نبوت ہے	۴۱	صحابہ کرام کا پہلا اجماع	۴۲
اجماع امّت کے حوالہ جات	۴۳	خلاصہ بحث	۴۵

قادیانی شبہات اوران کے جوابات

خاتم النّبیین کون؟	۴۶	نبوت کی اقسام اوردعوئے نبوت میں قایانی مغالطہ	۴۸
ظلّی بروزی کی اصطلاح	۴۹	امکان کی بحث	۵۰

قرآنی آیات میں قادیانی تاویلات وتحریفات کے جوابات

آیت خاتم النّبیین	۵۱	تاویل نمبر۱:اوراس کے جوابات	۵۱
تاویل نمبر۲:اوراس کا جواب	۵۱	تاویل نمبر۳:اوراس کے جوابات	۵۱
تاویل نمبر۴:اوراس کے جوابات	۵۲	تاویل نمبر۵:اوراس کے جوابات	۵۵
تاویل نمبر۶:اوراس کے جوابات	۵۸	لفظ خاتم کا مرزا کے یہاں استعال	۵۹
ایک شبہ اوراس کا جواب	۵۹	مرزائی جماعت سے ایک سوال	۶۰
تاویل نمبر۷:اوراس کے جوابات	۶۰	آیت یابنی آدم امّایأتینّکم رسل منکم	۶۱
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۶۱	ضروری وضاحت	۶۲
مرزائی عذراوراس کا جواب	۶۴	شعر میں تاویل	۶۴
تاویل کا تجزیہ	۶۴	آیت من یطع اللّٰہ والرسول	۶۵
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۶۵	حدیث نمبر-۱	۶۷
حدیث نمبر-۲	۶۷	حدیث نمبر-۳	۶۷
درجات کے ملنے کا تذکرہ	۶۸	نبوت وہبی چیز ہے	۶۹
مرزائی عذر نمبر۱:کے جوابات	۷۰	مرزائی عذر نمبر۲:کے جوابات	۷۳
مرزائی عذر نمبر۳:کے جوابات	۷۴	ڈھول کا پول	۷۵
مرزائی عذر نمبر۴ :اوراس کا جواب	۷۵	مرزائی عذر نمبر۵ :اوراس کا جواب	۷۶
آیت:یأ ایھا الرسل کلوا من الطیبات	۷۶	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۷۶
آیت:ان لن یبعث اللّٰہ احدا	۷۸	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۷۸
آیت: وآخرین منھم	۷۸	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۷۸
آیت:واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین	۸۱	قادیانی استدلال اوراس کے جوابات	۸۱

آیت:وبالآخرة هم یؤقنون	۸۲	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۸۲
تفسیر از مرزا قادیانی	۸۳	تفسیر از حکیم نور الدین	۸۳
آیت:وجعلنا فی ذریته النبوة	۸۳	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۸۳
آیت:ظهر الفساد فی البر و البحر	۸۴	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۸۴
آیت:وما کنا معذبین	۸۴	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۸۴
آیت:ذلک بان الله لم یک مغیرا	۸۶	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۸۶
نبوت ایک نعمت ہے	۸۶	قادیانی مغالطہ کے جوابات	۸۶
آیت: واذابتلیٰ ابراهیم	۸۷	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۸۷
آیت:لیستخلفنهم فی الارض	۸۸	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۸۸
آیت:الیوم اکملت لکم دینکم	۹۰	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۹۰
آیت:یتلوه شاهد منه	۹۰	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۹۰
آیت:حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب	۹۱	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۹۱
آیت: صراط الذین انعمت علیهم	۹۳	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۹۳
آیت:الله یصطفی من الملائکة	۹۶	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۹۶
آیت:فلایظهر علی غیبه احداً	۹۹	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۹۹
آیت:یلقی الروح من امره	۱۰۱	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۱۰۱
آیت:ولاتنکحوا ازواجه	۱۰۱	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۱۰۱
آیت:ان رحمت الله قریب	۱۰۲	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۱۰۲
آیت:ولقدضل قبلهم اکثر الاولین	۱۰۳	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۱۰۳
آیت:مبشراًبرسول یأتی	۱۰۴	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۱۰۴

احادیث میں قادیانی تاویلات وتحریفات کے جوابات

حدیث:لوعاش ابراهیم	۱۰۵	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۱۰۵
حدیث:ولاتقولوا لانبی بعده	۱۰۹	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات	۱۰۹

مرزائی مفسر کی شہادت ۱۱۲
حدیث:مسجدی آخر المساجد ۱۱۲
حدیث:انک خاتم المهاجرین ۱۱۳
حدیث:ابوبکر خیر الناس بعدی ۱۱۳
حدیث: انا مقفی ۱۱۴
حدیث:اذا هلک کسریٰ ۱۱۴
حدیث:رؤیاالمسلمین جزء من اجزاء النبوة ۱۱۶
حدیث:اناالعاقب ۱۱۶
قادیانی اعتراض اوراس کا جواب ۱۱۷
حدیث:قصر نبوت ۱۱۷
اعتراض نمبر۱ ۱۱۸
قادیانی اعتراض نمبر۲ ۱۱۸
قادیانی اعتراض نمبر۳ ۱۱۹
حدیث: ثلاثون کذابون ۱۱۹
مزیدار بات ۱۲۰
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۲۱
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۲۲
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۲۳
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۲۴
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۲۵
عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر مسئلہ ختم نبوت اور قایانی مغالطہ کے جوابات ۱۲۷
مدعی نبوت کے متعلق استخارہ کا حکم ۱۲۹
خیر امت کا تقاضہ، قایانی مغالطہ کے جوابات ۱۳۱
ظلی اور برزی نبوت کی کہانی ۱۳۲
ختم نبوت اور بزرگانِ امت ۱۳۸
قادیانیوں کا منہ بند ۱۴۳
قادیانی سوال اوراس کا جواب ۱۱۲
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۲
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۳
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۳
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۴
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۴
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۶
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۶
تشریح لفظ عاقب از علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۷
جواب ۱۱۸
جواب ۱۱۸
جواب ۱۱۹
قادیانی استدلال اوراس کے جوابات ۱۱۹
حدیث:بنی اسرائیل ۱۲۱
حدیث:لولم ابعث لبعثت یا عمر ۱۲۲
حدیث: لو کان بعدی نبی لکان عمر ۱۲۳
حدیث:لانبی بعدی ۱۲۴
حدیث:الخلافة فیکم والنبوة ۱۲۵
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی اور قایانی مغالطہ کے جوابات ۱۲۶
ایک ضمنی بات ۱۲۹
درود شریف اور قادیانی مغالطہ کے جوابات ۱۳۰
دعا اور قادیانی مغالطہ کے جوابات ۱۳۱
ظلی اور برزی پر ایک اہم گزارش! ۱۳۷
تنقیح موضوع ۱۴۲
مرزائی جماعت سے چند سوال ۱۴۳

پیش لفظ

(طبع اوّل)

مسئلہ ختم نبوت، رفع ونزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا پر امت محمدیہ ﷺ کے علماء واہل قلم نے گراں قدر کتب تحریر فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر کی خواہش تھی کہ ان رشحات قلم اور بکھرے ہوئے موتیوں کی آبدار مالا تیار کردی جائے۔ اس نئی ترتیب میں جدید وقدیم قادیانی اعتراضات کے جامع، مسکت، دندان شکن جوابات جمع کردئے جائیں۔ اکابر واصاغر کی خواہش کے احترام میں یہ کام مولانا اللہ وسایا صاحب کے سپرد کیا گیا۔

کام کرنے کے لئے یہ خطوط متعین کئے گئے کہ:

الف...... عقیدہ ختم نبوت پر قرآن وسنت اور اجماع امت کے دلائل ہوں۔

ب...... مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین وبددین افراد وجماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرین اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کردیا جائے۔

ج...... مناظر اسلام حجۃ اللہ علی الارض حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیان استاذ المناظرین مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بھر کی ریاضت وفتنہ قادیانیت سے متعلق ان کی علمی محنت کو انہی کی نوٹ بکوں کی مدد سے مرتب کردیا جائے۔

د...... مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالغنی بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد مسلم دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا

محمد ابراہیم سیالکوٹی ؒ، مولانا عبداللہ معمار ؒ نے قادیانی شبہات کے جوابات میں جو کچھ فرمایا وہ سب اس کتاب میں سمو دیا جائے۔

ہ...... مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر ؒ سے دوران تعلیم مولانا بشیر احمد فاضل پوری اور مولانا اللہ وسایا نے جو کچھ تحریری طور پر محفوظ کیا۔ اسی طرح مناظر اسلام فاتح قایان مولانا محمد حیات ؒ، حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ، مولانا عبدالرحیم اشعر ؒ، مولانا خدا بخش ؒ، مولانا جمال اللہ ؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹی ؒ، مولانا محمد اسماعیل اور دیگر حضرات نے جو کچھ پڑھا، مطبوعہ یا مخطوطہ جو بھی میسر آئے موقعہ بموقعہ اس کتاب میں شامل کر دیا جائے۔ تاکہ یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو جائے جسے قادیانی شبہات کے جوابات کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جا سکے۔

الحمدللہ! ان خطوط پر مولانا موصوف نے کام کیا۔ پہلا حصہ جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ پہلے اس کا نام ختم نبوت پاکٹ بک تجویز کیا گیا تھا۔ مگر احباب کی رائے یہ ہے کہ اب پاکٹ سائز کتب کا رواج نہیں رہا۔ اس لئے اب اس کا نام (قادیانی شبہات کے جوابات) تجویز ہوا ہے۔ سالانہ رد قادیانیت کورس چناب نگر پر سبقاً یہ پڑھائی جاتی ہے۔ اس لئے اس کی فوری اشاعت ضروری ہے۔ ورنہ بہت حد تک اس میں اصلاح کی گنجائش ہو گی۔ ہمارے مخدوم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی ؒ نے اس کتاب کا نام تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ مجلس کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین!

طالب دعا، خاکپائے اکابرین

عزیز الرحمٰن جالندھری

۲۸ رجب ۱۴۲۰ھ

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم:امابعد

اسلوب نمبر۱

قرآن مجید نے جہاں خدا تعالیٰ کی توحید اور قیامت کے عقیدہ کو ہمارے ایمان کا جزو لازم ٹھہرایا۔وہاں انبیاء ورسل علیہم السلام کی نبوت ورسالت کا اقرار کرنا بھی ایک اہم جزو قرار دیا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوتوں کو ماننا اوران پر عقیدہ رکھنا ویسے ہی اہم اور لازمی ہے جس طرح خدا تعالیٰ کی توحید پر۔لیکن قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھ لیجئے۔جہاں کہیں ہم انسانوں سے نبوت کا اقرار کرایا گیا ہو اور جس جگہ کسی وحی کو ہمارے لئے ماننا لازمی قرار دیا گیا ہو۔وہاں صرف پہلے انبیاء کی نبوت ووحی کا ہی ذکر ملتا ہے۔آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کہیں کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں۔نہ اشارۃً نہ کنایۃً۔حالانکہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا مقصود ہوتا تو پہلے انبیاء کی بہ نسبت اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا اور اس پر تنبیہ کرنا از حد ضروری تھا۔کیوں کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی وحییں تو گزر چکیں۔امت مرحومہ کو تو سابقہ پڑنا تھا آنحضرت ﷺ کے بعد کی نبوتوں سے، مگر ان کا نام ونشان تک نہیں۔بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں بیان فرمانا صاف اور روشن دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخصیت کو نبوت یا رسالت عطا نہ کی جائیگی۔

مندرجہ ذیل آیات پرغور فرمائیے۔

۱۔ ”یُؤمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ(بقرۃ:۴)“

﴿ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہو تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔﴾

۲۔ ”یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ ھَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ (المائدہ:۵۹)“

﴿اے کتاب والو!کیا ضد ہے تم کو ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے۔﴾

۳۔ ”لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (نساء:۱۶۲)“

﴿لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں اور ایمان والے سو مانتے ہیں اس کو جو نازل ہوا تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے۔﴾

۴۔ ”یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (نساء:۱۳۶)“

﴿اے ایمان والو! یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی گئی پہلے۔﴾

۵- ”اَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْ ابِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (نساء:۶۰)“

﴿کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو دعوی کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اتارا تیری طرف اور جو اتارا تجھ سے پہلے۔﴾

۶- ”وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (زمر:۶۵)“

﴿اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے شرک مان لیا تو اکارت جائیں گے تیرے اعمال اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا۔ (یعنی یقنی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے)﴾

۷- ”کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (شوریٰ:۳)“

﴿اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا ہے۔﴾

مندرجہ بالا تمام آیتوں میں اللہ تعالی نے ہمیں صرف اُن کتابوں، الہاموں اور وحیوں کی اطلاع دی ہے اور ہم سے صرف اُن ہی انبیاء کو ماننے کا تقاضہ کیا ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعد میں کسی نبی کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ چند آیتیں لکھی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن پاک میں اس نوعیت کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔ مندرجہ بالا آیتوں میں ”من قبل، من قبلک“ کا صریح طور پر ذکر تھا۔

اسلوب-۲

اب چند وہ آیتیں بھی ملاحظ فرمائیے جن میں خدا تعالی نے ماضی کے صیغہ میں انبیاء کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا منصب جن لوگوں کو حاصل ہونا تھا وہ ماضی میں حاصل ہو چکا ہے اور انہی کا ماننا داخل ایمان ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کو نبوت بخشی جائے اور اس کا ماننا ایمان کا جزو لازمی قرار دیا گیا ہو۔

۱- ”قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ (بقرة:۱۳۶)“

﴿تم کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اتارا ہم پر اور جو اتارا ابراہیم پر۔﴾

۲- ”قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ (آل عمران:۸۴)“

﴿تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اتارا ہم پر اور جو کچھ اتارا ابراہیم پر۔﴾

۳- ”اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ (نساء:۱۶۳)“

﴿ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی

ابراہیم پر اور اسماعیل پر۔﴾

ان تینوں آیتوں میں اور ان جیسی اور آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گزشتہ انبیاء اور ماضی کی وحی کو منوانے کا اہتمام کیا ہے۔ حضورﷺ کے بعد کسی کی نبوت ورسالت کو کہیں بھی صراحۃً وکنایۃً ذکر نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جن جن حضرات کو خلعت نبوت ورسالت سے نوازنا مقدر تھا، پس وہ ہو چکے اور گزر گئے۔ اب آئندہ نبوت پر مہر لگ گئی اور بعد میں نبوت کی راہ کو ہمیشہ کے لئے مسدود کر دیا گیا ہے اور اب انبیاء کے شمار میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔

اسلوب۔۳

قرآن مجید میں بیان کردہ نقشۂ نبوت حضرات ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب دنیا پیدا ہوئی تو اس وقت حکم خداوندی حضرت آدم صفی اللہ کو ان الفاظ میں پہنچایا گیا۔

”قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعاً فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِنِّيْ هُدىً فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقرة:۳۸)“

﴿ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے تم سب۔ پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر، نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔﴾

”قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعاً بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِنِّيْ هُدىً فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى (طٰهٰ:۱۲۳)“

﴿فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے۔ رہو ایک دوسرے کے دشمن۔ پھر اگر پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت پھر جو چلا میری بتلائی راہ پر سو نہ وہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑے گا۔﴾

اسی مضمون کو الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ دوسری جگہ بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس کو آج کل مرزائی آنحضرتﷺ کے بعد نبوت کو جاری ثابت کرنے کے لئے بالکل بے محل پیش کر دیا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (اعراف:۳۵)“

﴿اے آدم کی اولاد اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں کے کہ سنائیں تم کو میری آیتیں۔ تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔﴾

ان دونوں آیتوں میں ابتداء آفرینش کا ذکر فرمایا جارہا ہے اور دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل اور نوع انسان کو حکم دیا کہ میں آدم سے نبوت کا سلسلہ شروع کرنا چاہتا ہوں اور آدم کے بعد انبیاء ورُسل بکثرت ہوں گے اور لوگوں کے لئے ان کا اتباع کرنا ضروری ہوگا۔ اس جگہ رُسُل جمع کے صیغہ سے بیان فرمایا ہے اور انبیاء کی تحدید وتعیین نہیں کی۔ جس سے ثابت ہوا کہ آدم صفی اللہ کے بعد کافی تعداد میں انبیاء کرام مبعوث ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت نوح وابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا تو اس میں بھی یہی اعلان ہوا کہ ان کے بعد بھی بکثرت انبیاء کرام ہوں گے۔

”وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً وَّاِبْرَاھِیمَ وَجَعَلْنَافِیْ ذُرِّیَّتِھِمَاالنُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ فَمِنْھُمْ مُّھْتَدٍ.وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ. ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ بِرُسُلِنَا (حدید:۲۶،۲۷)“

﴿اور ہم نے بھیجا نوح اور ابراہیم کو اور ٹھہرا دی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب۔ پھر کوئی ان میں راہ پر ہے اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔ پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر اپنے رسول۔﴾

اس آیت کریمہ میں صاف فرمایا کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام پر نبوت کا دروازا بند نہیں ہو گیا تھا۔ بلکہ ان کے بعد بھی کافی تعداد میں انبیاء کرام تشریف لائے اور یہاں بھی ”رسل“ کا لفظ فرمایا کوئی تحدید و تعیین نہیں فرمائی۔ علی ہذا القیاس یہی سنت اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی رہی اور بعینہٖ یہی مضمون ذیل کی آیت میں صادر ہوا۔

”وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسیٰ الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ (بقرۃ:۸۷)“

﴿اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے اس کے پیچھے رسول۔﴾

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی نبوت کا باب بند نہیں ہوا تھا اور ان کے بعد بھی انبیاء کرام بکثرت آتے رہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بالرسل کہہ کر بیان فرمایا ہے

یہ صرف تین آیتیں اس لئے ذکر کی گئیں تا کہ ان سے معلوم ہو جائے کہ اولوالعزم انبیاء کے بعد کیا سنت خداوندی رہی ہے؟

لیکن جب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کی باری آئی تو اس مبشر احمد نے آ کر دنیا کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ اب میرے بعد سلسلہ نبوت اس کثرت سے اور غیر محدود نہیں جیسے پہلے انبیاء کرام کے بعد ہوتا چلا آیا ہے۔ بلکہ میرے زمانہ میں نبوت میں ایک نوع کا انقلاب ہو گیا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ ”الرُسُل“ کے لفظ سے انبیاء کرام کی آمد کو بیان کیا جاتا تھا اب واحد کا لفظ ”بِرَسُوْل“ کہہ کر ارشاد کیا اور بجائے اس کے کہ حسب سابق غیر محدود اور غیر معین رسولوں کے آنے کا ذکر کیا جاتا۔ طریقہ بیان کو بدل کر صرف ایک رسول کے آنے کی اطلاع دی اور اس کے اسم مبارک (احمد ﷺ) کی بھی تعیین فرما دی کہ کوئی شقی ازلی یہ دعویٰ نہ کرنے لگے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ (جیسے خاص کر مرزا قادیانی کی امت یہ ہانک دیا کرتی ہے کہ بشارت احمد کا مصداق مرزا قادیانی ہے)

ارشاد ہوا ہے:

”وَاِذْقَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقاً لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاۃِ وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اسْمُہٗ اَحْمَدُ (صف:۶)“

﴿اور جب کہا مریم کے بیٹے عیسیٰ نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس۔ یقین کرنے والا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت، اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے احمد۔﴾

آنے والے نبی کا نام بتا کر تعیین بھی کر دی اور کہا کہ اب میرے بعد ایک اور صرف ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام گرامی احمد ہو گا۔ انبیاء سابقین نے تو اپنے بعد کے زمانہ میں بصیغۂ جمع کئی رسولوں کی آمد کی خوشخبری دی تھی۔ مگر حضرت مسیح نے صرف ایک رسول احمد ﷺ کی ہی بشارت و خوشخبری دی اور جب وہ رسول خاتم الانبیاء والمرسلین، آخر آمد بود فخر

الاوّلین تشریف فرما ہوئے تو خدا نے ساری دنیا کے سامنے اعلان فرمادیا کہ اب وہ رسول کریم ﷺ جس کی طرف نگاہیں تاک رہی تھیں وہ تشریف فرما ہوگیا ہے۔ وہ خاتم النّبیین ہے اور اس کے بعد کوئی نیا شخص نبوت کے اعزاز سے نہیں نوازا جائے گا۔ بلکہ وہ نبوت کی ایسی اینٹ ہے جس کے بعد نبوت کے دروازہ کو بند فرمادیا گیا ہے۔ ارشاد ملاحظہ ہو:

”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب:۴۰)“

یعنی آنحضرت ﷺ، جن کی آمد کی اطلاع حضرت مسیح نے دی تھی وہ آچکے اور آکر نبوت پر مہر کردی۔ اب آپ ﷺ کے بعد دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہوگی جس کو نبوت کے خطاب سے نوازا جائے اور انبیاء کرام کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ قرآن کا یہ طریقۂ بیان نبوت کے سلسلہ کی اُن کڑیوں کا اجمالی نقشہ تھا کہ جو حضرت آدم سے شروع ہوکر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوگیا۔

اسلوب-۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف فرما ہوئے ہیں آپ کے بعد اب کسی کو نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

”وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ (آل عمران:۸۱)“

﴿اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔﴾

اس جگہ متعین کردیا گیا کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے بعد آئیں گے۔ اسی آیت کو مرزا قادیانی نے نقل کر کے اس کے بعد تحریر کیا ہے کہ اس آیت میں ”ثُمَّ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ“ سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں[1]۔

قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک پڑھئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع کیا اور آنحضرت ﷺ پر ختم کردیا خود مرزا قادیانی بھی اس کا اقراری ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

”سیدنا و مولانا محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۳۰)

آیات مندرجہ بالا کے علاوہ ایک ایسی آیت بھی ملاحظہ ہو جو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کی ضرورت کو ہی اٹھادیتی ہے اور وہ ایسی فلاسفی بتاتی ہے کہ جس پر یقین کر کے ہر مومن اطمینان حاصل کرے کہ اب آئندہ کسی کو نبوت حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (مائدہ:۳)“

[1] مرزا نے لکھا ہے ”وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ...... اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ (حقیقت الوحی خزائن ج۲۲ص۱۳۳)

﴿آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کیا تم پر میں نے اپنا احسان، اور پسند کیا تمہارے واسطے اسلام کو دین۔﴾

اس ارشاد خداوندی نے بتلا دیا کہ دین کے تمام محاسن پورے ہو چکے ہیں۔ اب کسی پورا کرنے والے، مکمل کرنے والے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جب کسی پورا کرنے والے کی ضرورت نہیں رہی تو آج کے بعد کسی کو نبی ماننے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں کتاب تحریر فرمائی تھی، ہدیۃ المہدیین اس کا اردو ترجمہ ''ختم نبوت کامل'' کے نام سے مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ اس میں آپ نے قرآن مجید کی ننانوے آیات سے مسئلہ ختم نبوت پر استدلال فرمایا ہے۔

عالم ارواح میں ختم نبوت کا تذکرہ

''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران: ۸۱)''

اس آیت میں اللہ رب العزت نے عہد و میثاق کا ذکر فرمایا ہے۔ جو ازل میں تمام انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا۔ جو ایک جملہ شرطیہ کی صورت میں تھا کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو آپ اس پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ یہ عہد خاص اگرچہ جملہ شرطیہ کے طور پر تھا۔ تاہم اس سے تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی امتیازی جلالت شان واضح ہو گئی۔

جملہ شرطیہ کا وقوع ضابطہ میں ضروری نہیں تاہم مختلف مواقع میں خاص شان کی جلالت واضح بھی ہوئی۔

۱...... لیلۃ المعراج میں تمام انبیاء کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنا۔

۲...... یوم آخرت میں سب انبیاء علیہم السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈا تلے جمع ہونا۔

۳...... حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ تک تمام انبیاء کا اپنے اپنے ادوار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر دینا۔

۴...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابتک زندہ رکھا گیا۔ وہ تشریف لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور آپ کے دین کی مدد فرمائیں گے وغیرہ۔

اس آیت میں ''ثُمَّ'' کا لفظ ''النَّبِيِّيْنَ'' کے بعد قابل توجہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء کے بعد سب سے اخیر میں وہ نبی تشریف لائیں گے۔ سبحان اللہ! ختم نبوت کی شان دیکھئے کہ عالم ارواح میں اس کا تذکرہ اللہ رب العزت انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ'' تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں تمام انبیاء کے بعد ہوں۔ (مسند الشامین للطبرانی رقم الحدیث: ۲۶۰۰، دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث: ۳، عیون الاثر لابن سید الناس رقم الحدیث: ۱۶، ابن کثیر ص ۴۸ ج ۸، کنز العمال ص ۴۱۸ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۲۶)

واضح رہے کہ یہ حدیث کثرت طرق اور تلقی بالقبول کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچی ہوتی ہے۔ محدثین کا اصول ہے۔ ''يحكم للحديث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح''

(تدریب الراوی ج ۲ ص ۳۰، صفوۃ الاصول ص ۱۲۷)

عالم دنیا میں ختم نبوت کا تذکرہ

۱...... اللہ رب العزت نے عالم دنیا میں سب سے پہلے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ حضور پاک ﷺ کی حدیث ہے۔

”اِنِّی عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ“

تحقیق کہ میں اللہ کے نزدیک (لوح محفوظ میں) خاتم النّبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۳، مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷، کنز حدیث نمبر ۳۱۹۶۰، اتحاف المھرہ لابن حجر عسقلانی رقم الحدیث: ۱۳۱۴۴، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۵۴۰، معجم کبیر طبرانی رقم الحدیث: ۱۵۰۵۲، تاریخ اوسط للبخاری رقم الحدیث: ۲۷)

نیز اس حدیث کی کم وبیش ۴۹ محدثین نے تخریج کی ہے اور ڈیڑھ صد کے لگ بھگ اس کے شواہد ہیں جو اس کی صحت پر دلالت کر رہے ہیں۔

۲...... عالم دنیا میں اللہ رب العزت نے جس نبی کو بھیجا تو ان کے سامنے آپ ﷺ کی خاتمیت کا یوں تذکرہ فرمایا۔

”لَمْ یَبْعَثِ اللّٰہُ نَبِیًّا آدَمَ وَمَنْ بَعْدَہٗ اِلَّا اَخَذَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْعَھْدَ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَھُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرَنَّہٗ“

﴿حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے جس کسی کو مبعوث فرمایا تو یہ عہد اُن سے ضرور لیا کہ اگر ان کی زندگی میں حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔﴾

(ابن جریر ص ۲۳۲ ج ۳، ابن کثیر، تاریخ ابن عساکر، فتح الباری باب کتاب الانبیاء، شرح مواہب زرقانی ص ۲۴۳ ج ۵)

۳...... تخلیق باری کا پہلا شاہکار سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کی کرم فرمائیوں کے قربان جائیں پہلے شاہکار قدرت (آدم) پر بھی اللہ رب العزت نے رحمت دوعالم ﷺ کی ختم نبوت کا علم یوں ثبت فرمادیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

”بَیْنَ کَتِفَیْ آدم مکتوب محمد رسول اللّٰہ خاتم النبیین“

﴿آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین لکھا ہوا تھا۔﴾

(خصائص الکبریٰ ص ۱۹ ج ۱، بحوالہ ابن عساکر، جز من حدیث ابی بکر النہروانی رقم: ۹، جزفیہ من حدیث ابی اکبر اساماسی رقم الحدیث: ۹)

۴...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ“

﴿آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔﴾ (شمائل ترمذی ص ۲)

اللہ! اللہ! سب سے پہلے نبی آدم آئے تو بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان ونشان لے کر آئے اور آپ ﷺ تشریف لائے تو سراپا ختم نبوت بن کر۔

۵...... ”عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لما نزل آدم بالھند واستوحش فنزل جبرائیل فنادی بالاذان اللّٰہ اکبر. مرتین. اشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ مرتین. اشھد ان محمد ارسول اللّٰہ

مرتین. قال آدم: من محمد؟ فقال هو آخر ولدک من الانبیاء“

(ابن عساکر و کنز ص۴۵۵ ج۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۳۹، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم رقم الحدیث: ۲۶۸۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے (تو بوجہ تنہائی) ان کو وحشت ہوئی تو جبرئیل نازل ہوئے اوراذان پڑھی اللّٰہ اکبر دوبار، اشهدان لا الٰه الا اللّٰہ دوبار، اشهد ان محمد رسول اللّٰہ دوبار، حضرت آدم علیہ السلام نے جبرائیل سے پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء کرام کی جماعت میں سے آپ کے آخری بیٹے ہیں۔

عالم برزخ میں ختم نبوت کا تذکرہ

ابن ابی الدنیا وابو یعلی نے حضرت تمیم داری ﷛ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کی ہے کہ جب فرشتے منکر نکیر قبر میں مردہ سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے تو وہ کہے گا:

”رَبِّیَ اللّٰهُ وَحده لا شریک له، الاسلامُ دینی، ومحمدٌ نبیی وَهو خاتمُ النبیینَ فیقولانِ له صدقتَ“

﴿میرا پروردگار وحدہ لاشریک ہے اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں اور وہ آخری نبی ہیں۔ یہ سنکر فرشتے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔﴾ (تفسیر درمنثور ج۶ ص۱۶۵)

عالم آخرت میں ختم نبوت کا تذکرہ

”عن ابی هریره ﷛ فی حدیث الشفاعة فیقول لهم عیسیٰ علیه السلام ......اِذْهَبُوا اِلٰی غَیرِیْ اِذْهَبُوا اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ فَیَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ فَیَقُوْلُوْن یَا مُحَمَّد اَنتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنبِیَاء“

﴿حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے ایک طویل روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے محمد (ﷺ) آپ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔﴾ (بخاری ج۲ ص۶۸۵، مسلم ج۱ ص۱۱۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج محمد خاتم النّبیین تشریف فرما ہیں ان کے ہوتے ہوئے کون شفاعت میں پہل کرسکتا ہے۔ بہر کیف معلوم ہوا کہ عالم آخرت میں بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ ہوگا۔

حجۃ الوداع میں ختم نبوت کا تذکرہ

”عن ابی امامة ﷛ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ فی خطبته یوم حجة الوداع ایها الناس انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم الا فاعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم وادوا زکوٰة اموالکم طیبة بها انفسکم واطیعوا ولاة امورکم تدخلوا جنة ربکم“

﴿حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔﴾ (منتخب کنزالعمال برحاشیہ مسند احمد ص۳۹۱ ج۲)

خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مالوں کی خوش دلی سے زکوٰۃ دیتے رہو اور اپنے خلفاء کی اطاعت کرتے رہو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

درود شریف اور ختم نبوت کا تذکرہ

"عن علی رضی اللہ عنہ فی صیغ صلوٰۃ النبی ﷺ اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ خاتمُ النبیین وامام المرسلین. الحدیث. رواہ عیاض فی الشفاء"

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درود شریف کے صیغے جو روایت کئے گئے ہیں ان میں **اللّٰھم صلی علی محمد خاتم النبیین وامام المرسلین** بھی آیا ہے۔ قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا میں اس کو نقل کیا ہے۔﴾

شب معراج اور ختم نبوت کا تذکرہ

"فی حدیث طویل فی باب الاسراء عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً قالوا یا جبرائیل من ھذا معک قال ھذا محمد رسول اللّٰہ ﷺ خاتم النبیین (الی ان قال) فقال لہ ربہ تبارک وتعالیٰ قداخذ تک حبیباً وھو مکتوب فی التوراۃ محمد حبیب الرحمٰن وارسلناک للناس کافۃ وجعلت امتک ھم الاوّلون وھم الآخرون وجعلت امتک لا تجوز لھم خطبۃ حتیٰ یشھدوا انک عبدی ورسولی وجعلتک اول النبیین خلقاً وآخرھم بعثاً واعطیتک سبعاً من المثانی ولم اعطھا نبیاً قبلک واعطیتک خواتیم سورۃ البقرۃ من کنز تحت العرش لم اعطھا قبلک وجعلتک فاتحاً وخاتماً"

(رواہ البزار کذافی مجمع الزوائد ص۲۷، بحوالہ ختم نبوت کامل ص۳۲۲ حدیث نمبر:۱۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شب اسراء کے واقعہ کو مفصل ایک طویل حدیث میں مرفوعاً بیان کیا ہے (جس کے چند جملے حسب ضرورت ذکر کئے جاتے ہیں) فرشتوں نے حضرت جبرئیل سے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں سے آخر محمد ﷺ ہیں (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے ارشاد ہوا کہ میں نے تمہیں اپنا محبوب بنایا ہے اور توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور ہم نے تمہیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کی امت کو اوّلین اور آخرین بنایا، اور آپ ﷺ کی امت کو اس طرح رکھا کہ ان کے لئے کوئی خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، اور میں نے آپ کو باعتبار اصل خلقت کے سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے۔ الخ!

کلمہ شہادت کی طرح عقیدہ ختم نبوت بھی ایمان کا جزو ہے

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے ایمان لانے کا ایک طویل اور دلچسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ ﷺ کے پاس دیکھ کر کہا کہ اے زید اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ ﷺ کے سوا کسی اور کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انھوں نے آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے کہا کہ اے محمد ﷺ! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سے اموال دینے کے لئے تیار ہیں جو آپ ﷺ چاہیں طلب فرمائیں ہم ادا کر دیں گے (مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا ''**اسئلکم ان تشهدوا ان لا اله الا الله وانی خاتم الانبیاء ورسله وارسله معکم** ''میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں انبیاء و رسل کا ختم کرنے والا ہوں۔ (اس اقرار و ایمان کے بدلہ میں) زید کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ (مستدرک حاکم ج۳ص۲۱۴)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمۂ شہادت کی طرح ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ اس لئے (الاشباہ والنظائر ص۲۹۶) میں ہے:

''**اذالم یعرف الرجل ان محمدا ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات** ''

﴿جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ غرض ایمان کے لئے کلمہ کی طرح ختم نبوت کا اقرار بھی ضروری ہے۔﴾

مسلمانوں کی مساجد اور ختم نبوت

رحمت دوعالم ﷺ کی امت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت عیسائی لوگ ہیں۔ جن کی عبادت گاہوں گرجا گھروں میں صبح و شام تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ گرجا گھر بناتے ہیں اور جب عبادت کے لئے مسیحی وہاں نہیں آتے تو گرجا گھر سے پلازہ، حمام، سبزی کی دکان، شراب خانہ جوا گھر، ناچ ڈانس غرض اس (گرجا گھر، چرچ) کو کسی بھی مصرف میں لے آئیں ان کی شریعت اُن کو اس امر سے منع نہیں کرتی۔ بخلاف اہل اسلام کے کہ اگر وہ کہیں مسجد بنا دیں تو قیامت کی صبح تک اس مسجد کی جگہ کو کسی اور مصرف میں نہیں لا سکتے۔ کبھی آپ نے سوچا کہ یہ کیوں ہے؟ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت محدود وقت کے لئے تھی۔ اس لئے ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے اس لئے جہاں کہیں آپ کی امت کا کوئی فرد مسجد بنائے گا وہ اس جگہ کو کسی اور مصرف میں نہیں لا سکتا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو پوری دنیا کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل ہے۔

حفاظ کرام اور ختم نبوت

پہلی آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب جوں کی توں محفوظ نہیں۔ اُن کتب میں سے کسی ایک کا بھی حافظ دنیا میں موجود نہیں۔ جبکہ قرآن مجید جیسے نازل ہوا تھا ویسا ہی قرن اول سے اس وقت تک محفوظ اور موجود ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں قرآن مجید کے حافظ و قاری نہ ہوں اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں ایک

ایک شہر میں ہزاروں حفاظ کا موجود ہونا کسی پر مخفی نہیں۔ آپ نے توجہ فرمائی کہ یہ کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تمام سابقہ کتب اور وحی محدود وقت کے لئے تھیں۔ اس لئے قدرت نے ان کے محفوظ کرنے کا کوئی اہتمام نہیں فرمایا۔ مگر قرآن مجید آخری وحی اور آخری کتاب ہے تو قدرت نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا۔ لاکھوں علماء اور مفسرین، اُس کے ترجمہ اور معانی کی حفاظت کے لئے، لاکھوں قراء اس کے تلفظ اور لہجہ کی حفاظت کے لئے، لاکھوں حفاظ اس کے متن کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں پیدا فرمائے اور قیامت تک یوں حفاظت قرآن کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مسجد نبوی کے اصحاب صفہ سے لیکر دنیا بھر کا ہر مدرسہ اور ہر حافظ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

تبلیغ اسلام اور ختم نبوت

پہلے ادیان کی نشر واشاعت ترویج وتشریح کے لئے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے تھے۔ تبلیغ دین کا کام انبیاء کے ذمہ تھا۔ آپ ﷺ کی ذات پر اللہ رب العزت نے نبوت کا سلسلۂ ختم فرمادیا تو اب دین کی اشاعت کا جو کام انبیاء کو کرنا تھا وہ امت کے ذمہ لگا دیا۔ ختم نبوت کے صدقہ میں امت کو تبلیغ دین اور اشاعت کا کام ملا اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو دنیا میں ہر تبلیغی بھائی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

قارئین کرام! عالم ارواح ہو یا عالم دنیا، عالم برزخ ہو یا عالم آخرت، سیدنا آدم علیہ السلام کی خلقت یا آپ ﷺ کی بعثت، معراج مبارک کا سفر ہو یا حجۃ الوداع، مساجد ہوں یا مدارس، تبلیغ دین ہو یا تعلیم قرآن، غرض اوّل سے اخیر تک خاک سے افلاک تک ہر دور میں ختم نبوت کی صداقتیں اور بہاریں نظر آتی ہیں۔

آیئے! اب ختم نبوت کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے قرآن وسنت کے حوالہ سے اگلے سفر کو شروع کریں۔

آیت خاتم النّبیین کی تفسیر

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْماً (احزاب:۴۰)“

﴿محمد ﷺ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کا جاننے والا۔﴾

شان نزول

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن مضحکہ خیز اور تباہ کن رسومات قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام واحوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے اور اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے اور مرنے کے بعد وراثت، رشتہ ناطہ، حلت وحرمت وغیرہ تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی نکاح کو حرام قرار دیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر وضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کرے۔ اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کو بھی جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی فکر کرتا۔ چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ ایک قولی اور دوسرا عملی۔ ایک

طرف تو یہ اعلان فرمادیا۔

”وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَ کُمْ اَبْنَاءَ کُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ وَاللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِیْ السَّبِیْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاءِ هِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب:۴،۵)“

﴿اورنہیں کیا تمہارے لیپالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی، اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لیپالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔﴾

اصل مدعا یہ تھا کہ شرکت نسب اور شرکت وراثت اور احکام حلت وحرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے۔ لیکن اس خیال کو باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ متبنیٰ یعنی لیپالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہو گیا کہ لیپالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزول وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو (جو کہ آپ ﷺ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبنیٰ بیٹا بنالیا تھا اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قبیح کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ لیکن چونکہ کسی رسم ورواج کے خلاف کرنے میں اعزاء واقارب اور اپنی قوم وقبیلہ کے ہزاروں طعن وتشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے۔ چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کر لیں۔ تاکہ اس رسم وعقیدہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

”فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَراً زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَائِهِمْ (الاحزاب:۳۷)“

﴿پس جب کہ زید رضی اللہ عنہ زینب رضی اللہ عنہا سے طلاق دے کر فارغ ہو گئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔﴾

آپ ﷺ نے بامر خداوندی نکاح کیا۔ ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا۔ تمام کفار عرب نے شور مچایا کہ لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے یہ آیت نازل ہوئی۔ ”مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ“

جس میں یہ بتادیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کسی بھی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بھی نسبی باپ نہ ہوئے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا ان کی سابقہ بیوی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے اور اس بارے میں آپ ﷺ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔

ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں۔ لیکن خداوند عالم نے ان مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ ﷺ زید رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ تو کسی بھی مرد کے باپ نہیں۔ پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کج روی ہے۔

اور اگر کہو کہ آنحضرت ﷺ کے چار فرزند ہوئے ہیں۔ قاسم اور طیب اور طاہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے۔ پھر یہ ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں؟

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے۔ کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں اور آپ ﷺ کے چار فرزند بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ آیت میں ''رِجَالِکُمْ'' کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہیں۔ بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت ﷺ سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپ ﷺ کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ''ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین'' لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔

خاتم النّبیین کی قرآنی تفسیر

اب سب سے پہلے دیکھیں کہ قرآن مجید کی رو سے اس کا کیا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہئے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ''ختم'' کا مادہ قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

۱...... ''خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ (بقرۃ:۷)'' مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر۔

۲...... ''خَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ (انعام:۴۶)'' اور مہر کر دی تمہارے دلوں پر۔

۳...... ''خَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ (الجاثیہ:۲۳)'' مہر کر دی اس کے کان پر اور دل پر۔

۴...... ''اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاھِھِمْ (یٰس:۶۵)'' آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر۔

۵...... ''فَاِنْ یَّشَأِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ (الشوریٰ:۲۴)'' سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔

۶...... ''رَحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ (مطففین:۲۵)'' مہر لگی ہوئی۔

۷...... ''خِتَامُہٗ مِسْکٌ (مطففین:۲۶)'' جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔

ان ساتوں مقامات کے اوّل و آخر، سیاق و سباق کو دیکھ لیں ختم کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے اور اندر سے کوئی سی چیز باہر نہ نکالی جا سکے۔ وہاں پر ''ختم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کر دی۔ کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تو فرمایا: ''ختم اللّٰہ علی قلوبھم''

اب زیر بحث آیت خاتم النّبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دوعالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسی بندش کر دی، مہر لگا دی کہ اب کسی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلۂ نبوت میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ فھو المقصود!

خاتم النّبیین کی نبوی تفسیر

آنحضرت ﷺ نے خاتم النّبیین کی تفسیر ’’لا نبی بعدی ‘‘ کے ساتھ وضاحت سے فرمادی۔ آپ ﷺ کی معروف حدیث شریف جس کا آخری جملہ ہے ’’انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ‘‘اس کا حوالہ اور اس کی وضاحت آگے آرہی ہے سردست یہاں فریق مخالف کے سامنے اس کے گرو مرزا قادیانی کے ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔

’’قال اللّٰہ عز وجل مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّنَ، الا تعلمُ ان الربَ الرحیمَ المتفضل سَمّیٰ نبیَّنا ﷺ خاتَمَ الانبیاء بغیر استثناء ،وفسَّرہ نبیُنا فی قولہ لا نبیَّ بعدی ببیان واضح للطالبین‘‘ (حمامۃ البشریٰ خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

دیکھئے کس طرح مرزا قادیانی صراحت اور وضاحت کر رہا ہے کہ خاتم النّبیین کی تفسیر حضور ﷺ نے واضح بیان کے ساتھ لا نبی بعدی سے کر دی ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ قادیانی گروہ نہ اپنے گرو گھنٹال مرزا کا ترجمہ مانتا ہے اور نہ رحمت دو عالم ﷺ کے ترجمہ و تفسیر کو ماننے کے لئے آمادہ ہے۔ فیا للعجب !

خاتم النّبیین کی تفسیر صحابہ کرام سے

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا مسئلہ ختمِ نبوت کے متعلق کیا موقف تھا۔ خاتم النّبیین کا ان کے نزدیک کیا ترجمہ تھا؟ اس کے لئے مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ختم نبوت کامل کے تیسرے حصہ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں پر صرف دو صحابہ کرام کی آراء مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم الشان تفسیر ص ۱۱ ج ۲۲‘‘ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے خاتم النّبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

’’عن قتادۃَ ولکن رسولَ اللّٰہِ وخاتمَ النبیین اَیْ آخِرُھُمْ ‘‘

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر درمنثور میں عبد الرزاق اور عبد ابن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے۔ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)

اس قول نے بھی صاف وہی بتلا دیا جو ہم اوپر قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے ہیں۔ کیا اس میں کہیں تشریعی ، غیر تشریعی ، ظلی ، بروزی کی کوئی تفصیل ہے؟ نیز عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہی اس آیت میں ’’ولٰکن نبیاً ختم النبیین ‘‘ ہے جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

’’عن الحسن فی قولہ وخاتم النبیین قال خَتَمَ اللّٰہُ النبیینَ بِمُحمد ﷺ وکانَ آخرُ مَنْ بُعِث‘‘ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے آیت خاتم النّبیین کے بارے میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو محمد ﷺ پر ختم کر دیا اور آپ ﷺ ان رسولوں میں سے آخری ہیں جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔

کیا اس جیسی وضاحتوں، صراحتوں کے بعد بھی آیت میں کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ یا ظلی، بروزی وغیرہ کی تاویل چل سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

خاتم النّبیین اور اصحاب لغت

خاتم النّبیین (''ت'' کی زبر یا زیر) کے معنی کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی تصریحات اور صحابہ وتابعین اور ائمۂ سلف کی شہادتوں سے بھی صرفِ نظر کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے۔ تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرأت پر دو معنی ہو سکتے ہیں۔ آخر النّبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہوسکتے ہیں یعنی آخر النّبیین۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے اور بلحاظ مراد کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغۃً یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کے آخر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں بتصریح موجود ہے۔

''والخَاتَمُ اسمُ آلة لما يُختَمُ به كا لطابع لما يُطبَعُ به فمعنىٰ خاتمُ النبيين الذى ختم النبييون به ومآله آخر النبيين'' (روح المعانی ج ۷ ص ۵۹)

اور خاتم بالفتح اسم آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم النّبیین کا معنی یہ ہوں گے ''وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے'' اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النّبیین ہے۔

اور علامہ احمد معروف بہ ملا جیون نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''والمالُ علىٰ كُلِّ توجيه هو المعنىَ الآخر ولذالک فسَّرَ صاحبُ المد ارک قرأة عاصم بالآخر و صاحبُ البيضاوى كلَّ القرأتينِ بالآخر''

اور نتیجہ دونوں صورتوں میں بالفتح وبالکسر صرف آخر ہی کے معنی ہیں اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاوی نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہوگئی کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں۔ ان کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے۔ یعنی آخر النّبیین اور اسی بنا پر بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں قرأتوں سے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا۔ بلکہ دونوں صورتوں میں آخر النّبیین تفسیر کی ہے۔

خداوند عالم ائمۂ لغت کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا۔ بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغۃً محتمل ہے اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدائے علیم وخبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور معتبر وغیر معتبر لکھی گئیں اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں۔ ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے۔ بلکہ صرف اُن چند کتابوں سے جو عرب وعجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں ''مشتے نمونہ از خروارے''

ہدیۂ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر کے معنی میں سے ائمۂ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تحریر کئے ہیں۔

ا-مفردات القرآن

یہ کتاب امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں۔

"وخاتمُ النبيين لانه خَتَمَ النُبوۃَ ای تَمَّمَها بِمَجِيئه" (مفردات راغب ص۱۴۲)

آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ ﷺ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرما دیا۔

۲-المحکم لابن سیدہ

لغت عرب کی وہ معتمد کتاب ہے جس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان معتبرات میں شمار کیا ہے جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جا سکے۔

"وَخَاتَمُ كُلُّ شَىء وَخَاتِمَتُه عاقِبَتُه و آخِرُه" (از: لسان العرب)

اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔

۳- تہذیب الازہری

اس کو بھی سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے معتبر لغات میں شمار کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

"والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی ﷺ وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین ای آخرهم" (از: لسان العرب)

خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہیں اور قرآن عزیز میں ہے کہ نہیں ہے محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ تعالی کے رسول اور خاتم النّبیین یعنی سب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلایا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت ﷺ کے نام ہیں اور قرآن مجید میں خاتم النّبیین سے آخر النّبیین مراد ہے۔ کیا ائمۂ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا اور کوئی معنی تجویز کر سکتا ہے؟

۴-لسان العرب

لغت کی مقبول کتاب، عرب و عجم میں مستند مانی جاتی ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے:

"خاتِمهم وخاتَمُهم آخِرُهم عن اللحيانی ومحمد ﷺ خاتم الانبياء عليه وعليهم الصلوٰة والسلام"

خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انہیں معانی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے، محمد ﷺ خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء ہیں۔

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النّبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النّبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔

لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہوسکتے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا نہیں۔ بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت ''نبیین'' کی طرف ہے۔ اسی لئے اس کے معنی آخر النّبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتے۔ اس قاعدہ کی تائید ''تاج العروس شرح قاموس'' سے بھی ہوتی ہے۔ وھو ھذا!

۵-تاج العروس

تاج العروس شرح قاموس (للعلامہ الزبیدی) نے لحیانی سے نقل کیا ہے:

''ومن اسمائِه علیه السلام الخاتِمُ والخاتَمُ وَهو الذی خَتَمَ النبوةَ بمجیئه''

اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے خاتِم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کر دیا ہو۔

۶-مجمع البحار

جس میں لغات حدیث کو معتمد طریق سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کی عبارت درج ذیل ہے۔

'' الخاتَمُ وَالخَاتِمُ من اسمائِه ﷺ بالفتح اسمٌ ای آخرُهم وبالکسر اسمُ فاعل''

(مجمع البحار ص۱۵ ج۲)

خاتم بالفتح اور خاتم بالکسر نبی ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں۔

''خاتم النبوة بکسر التاء ای فاعل الختم وھو الاتمام وبفتحھا بمعنی الطابع ای شئٌ یدُلُ عَلٰی انه لا نَبی بعدَه'' (مجمع البحار ج۳ ص۱۵)

خاتم النبوۃ ''تا'' کے کسرہ کیساتھ بمعنی تمام کرنے والا اور ''ت'' کے فتحہ کیساتھ بمعنی مہر یعنی وہ شے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۷-قاموس میں ہے

”والخاتم آخر القوم کا لخاتم ومنه قوله تعالیٰ وخاتم النبیین ای آخرھم“

اور خاتم بالکسر اور بالفتح قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النّبیین یعنی آخرالنّبیین۔

اس میں لفظ قوم بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

۸-کلیات ابی البقاء

لغت عرب کی مشہور و معتمد کتاب ہے اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے۔ (ص۳۱۹) پر ملاحظہ ہو:

”وتسمیة نبیناﷺ خاتم الانبیاء لان الخاتم آخر القوم قال اللّٰه تعالی ما کان محمدا با احد من رجالکم ولکن رسو ل اللّٰه وخاتم النبیین“

اور ہمارے نبیﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم (قوم کے آخری فرد) کو کہتے ہیں۔ (اور اسی معنی میں) خداوند عالم نے فرمایا ہے: **”ماکان محمدالآ یة“**

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم النّبیین نام رکھنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ: ”خاتم“ خاتم القوم کو کہا جاتا ہے اور آپﷺ آخرالنّبیین ہیں۔ نیز ابوالبقاء نے اس کے بعد کہا ہے کہ:

”و نفی الاعم یستلزم نفی الاخص“ اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ رسول خاص تشریعی کے لئے بولا جاتا ہے اور آیت میں جبکہ عام یعنی نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپﷺ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ جو لوگ آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم گھڑتے ہیں علامہ ابوالبقاء نے پہلے ہی سے ان کے لئے رد تیار کر رکھا ہے۔

۹-صحاح العربیة للجوھری

جس کی شہرت محتاج بیان نہیں۔ اس کی عبارت یہ ہے:

”والخاتِم والخاتَم بکسر التاء وفتحها الخَیْتَامُ والخٰتام کله بمعنی والجمع الخواتیم وخاتمة الشیء آخره ومحمدﷺ خاتم الانبیاء علیھم السلام“

اور خاتم اور خاتم ”ت“ کے زیر اور زبر دونوں سے اور ایسے ہی ”ختیام“ اور ”خاتام“ سب کے معنی ایک ہیں اور جمع خواتیم آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں اور اسی معنی میں محمدﷺ کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کہا جاتا ہے۔

اس میں تصریح کر دی گئی ہے کہ خاتم اور خاتم بالکسر و بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں۔ یعنی آخر قوم۔

۱۰-منتہی الارب

میں خاتم کے متعلق لکھا ہے:

”خاتم کصاحب، مہر و انگشتری، وآخر ہر چیزے وپایانآں، وآخر قوم وخاتم بالفتح مثله ومحمد خاتم الانبیاء ﷺ “

۱۱-صراح

میں لکھا ہے:

”خاتمةُ الشیءِ آخِرُہ ومحمد خاتم الانبیاء بالفتح صلوات اللّٰہ علیه وعلیهم اجمعین“

خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور اسی معنی میں محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ ائمہ لغت کے چند اقوال بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب، آیت مذکورہ میں خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے[1]۔

یہاں تک بحمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہو چکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہو سکتے ہیں اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی مراد لئے جائیں تو اگرچہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے۔ اس کی ضرورت نہیں، لیکن بالفرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہوں گے اور اس وقت آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ ﷺ انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں۔

خاتم النّبیین اور قادیانی جماعت

قرآن وسنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اصحاب لغت کی لفظ خاتم النّبیین کی وضاحت کے بعد اب قادیانی جماعت کے موقف کو دیکھیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ خاتم النّبیین کا معنی ”نبیوں کی مہر“ کے ہیں یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عنایت فرماتے تھے، اب اللہ تعالیٰ کی مرضی کا دخل نہیں بلکہ حضور ﷺ کی اتباع کا دخل ہے اب آنحضرت کی اتباع سے نبوت ملا کرے گی، جو شخص حضور ﷺ کی کامل اتباع کرے گا۔ آپ ﷺ اس پر مہر لگا دیں گے۔ تو وہ نبی بن جائے گا۔

(خلاصہ بیان مرزا قادیانی مندرجہ حقیقت الوحی در خزائن ص۱۰۰، درحاشیہ)

[1] قادیانی اس موقع پر مغالطہ دیتے ہیں کہ خاتَم ”ت“ کے فتحہ کے ساتھ کے معنی ختم کرنے والا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ اسم فاعل نہیں ہے۔ چونکہ فتحہ کے ساتھ ہے اس لئے اس کے معنی ”افضل“ کے ہوں گے۔ الجواب۔ زبان عرب کے جملہ محققین میں سے کسی ایک نے بھی لفظ خاتم کا معنی افضل نہیں لکھا۔ خواہ ”ت“ کے زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ چونکہ قادیانی اپنی نادانی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے بعض عبارتوں اور روایتوں میں لفظ خاتم کا ترجمہ ”افضل“ بیان کر کے مغالطہ دیتے ہیں، اس لئے محققین زبان نے زیر بحث آیت میں بوضاحت زیر اور زبر دونوں کا معنی ”آخر“ اور ”ختم کرنے والا“ بیان کر کے، مرزائیوں کے منہ پر ایک زناٹے دار طمانچہ رسید کیا ہے۔

ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا یہ موقف سراسر فاسد، باطل، بے دینی، تحریف دجل وافترا، کذب وجعل سازی پر مبنی ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس موقع پر کیا خوب چیلنج کیا، آپ فرماتے ہیں:

''اگر مرزا صاحب اور ان کی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ لغت عرب کے طویل وعریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کردیں، یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھا سکیں گے۔''

(ختم نبوت کامل)

خود مرزا صاحب نے (اپنی کتاب برکات الدعا، در روحانی خزائن ص ۱۷، ۱۸، ج ۶ میں) جو تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلے نمبر پر قرآن مجید کو اور دوسرے پر احادیث نبی کریم اور تیسرے پر اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھانے کے دانت نہیں تو اور کیا ہے؟ خدارا خاتم النّبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو احادیث نبویہ کے اتنے وسیع وعریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں۔ پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم ﷺ نے خاتم النّبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابی کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النّبیین کے یہ معنی بیان کیے ہوں، لیکن مجھے معلوم ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مرزائیوں کو کھلا چیلنج

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعوے میں کوئی صداقت کی بو اور قلب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو۔ اس کی کوئی نظیر پیش کرو![1] اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں، احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کسی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ خاتم النّبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کر سکتے ہیں۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے، تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کر سکیں گے۔ ''وَلَوْ کَانَ بَعْضُھم لِبَعْضٍ ظَھِیْراً'' بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے صاف صاف آثار سلف صالحین اور ائمہ تفسیر کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا

[1] یاد رکھئے مرزا کا اصول ہے ''سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی۔ (خزائن ج ۷ ص ۹۵) لہٰذا مرزا کا من گھڑت معنی اس کے اصول کے مطابق غلط ہے تا آنکہ کوئی نظیر پیش کرے۔

واضح فیصلہ، سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت خاتم النّبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔

قادیانی ترجمہ کے وجوہ ابطال

نمبر۱: اوّل اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

نمبر۲: خود مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النّبیین کا معنی کیا ہے۔

''اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔'' (ازالہ اوہام، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)

نمبر۳: مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں مختلف مقامات پر لفظ خاتم کو جمع کی طرف مضاف کیا ہے ملاحظہ فرمائیے اس کی ایک مثال۔

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔[1]''

(تریاق القلوب خ ص ۴۷۹ ج ۱۵)

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ولد تھا مرزا کے بعد اس کے ماں باپ کے یہاں کوئی لڑکی یا لڑکا، صحیح یا بیمار، چھوٹا یا بڑا، ظلی، بروزی کسی قسم کا پیدا نہیں ہوا تو خاتم النّبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی ظلی بروزی مستقل غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اور اگر خاتم النّبیین کا معنی ہے کہ حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں مرزا کے بعد مرزا کا باپ فارغ۔ اب مرزا صاحب مہر لگاتے جائیں گے اور مرزا صاحب کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں — لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

نمبر۴: پھر قادیانی جماعت کا موقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ سے لیکر مرزا قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا خود مرزا نے لکھا (حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) پر ہے:

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اِس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں۔''

[1] مرزائی امت کے بعض جہلا چیلنج دیا کرتے ہیں کہ ''عربی زبان کا کوئی مستعمل محاورہ پیش کیا جائے جس میں ''خاتم'' کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہوا ہو اور پھر اس کے معنی بند کرنے والے کے ہوں۔ انھیں چاہئے کہ مرزا کی تحریروں کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیں اور پہلے اپنی اصلاح کریں یا پھر اپنے جھوٹے نبی کی! لغویین، محدثین اور مفسرین سے قطع نظر خود مرزا سے خدائے کارساز نے آیت اور محاورہ دونوں طور پر لفظ خاتم کا استعمال کرادیا ہے، جس کے معنی آخر کے ہی بنتے ہیں۔ **فلہ الحمد**

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت نام نہاد ہے نبوت نہیں اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور ﷺ کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا تو گویا حضور ﷺ خاتم النبی ہوئے خاتم النّبیین نہ ہوئے، چنانچہ مرزا محمود نے لکھا ہے:

''ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا''

(ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۸)

نمبر ۵: خاتم النّبیین کے معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور ﷺ کی مہر سے نبی بننے مراد لئے جائیں تو آپ آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے لئے آپ ﷺ خاتم النّبیین نہ ہوئے اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشاء کے صاف صاف خلاف ہے۔

نمبر ۶: مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دو عالم ﷺ کی اتباع کی تو نبی بن گیا، یہ ہے خاتم النّبیین کا قادیانی معنی۔ یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''اب میں بموجب آیۃ کریمہ ''واما بنعمة ربک فحدث'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔''

(حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

لیجئے! خاتم النّبیین کا معنی نبیوں کی مہر۔ وہ لگے گی اتباع کرنے سے۔ وہ صرف مرزا پر لگی۔ اس لئے آپ ﷺ خاتم النبی ہوئے۔ اب اس حوالہ میں مرزا نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی۔ تو گویا خاتم النّبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو خاتم النّبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

قادیانیوں سے ایک سوال

ایک دفعہ مناظرہ میں فقیر نے ایک قادیانی سے سوال کیا کہ اگر آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے تو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نجات بھی مل سکتی ہے یا نہیں؟ قادیانی نے کہا ہو سکتی ہے۔ تو میں نے کہا جب آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ چکرا گیا اور کہنے لگا نہیں ہو سکتی، تو میں نے کہا مرزا اگر حضور کی اتباع کرے تو اسے نبوت مل جائے اور امت محمدیہ اگر حضور کی اتباع کرے تو نجات بھی نہ ہو۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ!

ختم نبوت اور احادیث نبویہ متواترہ

آنحضرت ﷺ نے متواتر احادیث میں اپنے خاتم النّبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرما دی کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں رہی۔ متعدد اکابر نے احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

"وقد صح عن رسول اللہ ﷺ بنقل الکواف التی نقلت نبوته واعلامه وکتابه انه اخبر انه لا نبی بعده"

وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت، آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی کتاب (قرآن مجید) کو نقل کیا ہے۔ انھوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (کتاب الفصل ج۱ ص۷۷، الموسوعہ العقدیہ ج۶ ص۴۴۴، الفصل فی الملل والاہواء والنحل ج۱ ص۶۸)

حافظ ابن کثیرؒ آیت خاتم النّبیین کے تحت لکھتے ہیں:

”وبذالک وردت الاحادیث المتواترة عن رسول اللّٰہ ﷺ من حدیث جماعة من الصحابة“

اور ختم نبوت پر آنحضرت ﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جن کو صحابہ کرام ؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۴۹۳)

اور علامہ سید محمود آلوسی، زیر آیت خاتم النّبیین لکھتے ہیں:

”وکونه ﷺ خاتم النّبیین مما نطق به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصر“

اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے، اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو، اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ (روح المعانی ج۲۲ ص۴۱)

پس عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ یہاں اختصار کے پیش نظر چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر۱

عن ابی هریرة ؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ“

(بخاری کتاب المناقب ج۱ ص۵۰۱، مسلم ج۲ ص۲۴۸)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں وہی۔ (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں[۱]۔

[۱] یہ حدیث حضرت ابوہریرہ ؓ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے بھی مروی ہے (۱) حضرت جابر بن عبداللہ کے الفاظ صحیح مسلم میں اس طرح ہیں: ”قال رسول اللّٰہ ﷺ فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبیاء“ (مسند احمد ج۳ ص۳۶۱، بخاری ج۱ ص۵۰۱، مسلم ج۲ ص۱۴۸، ترمذی ج۱ ص۱۰۹) (۲) حضرت ابی ابن کعب کے الفاظ یہ ہیں: ”مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فاحسنها واکملها واجملها وترک منها موضع لبنة فجعل الناس یطوفون بالبناء ویعجبون منه و یقولون لو تم موضع تلک اللبنة، وانا فی النبیین موضع تلک اللبنة“ (قال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح غریب ج۲ ص۲۰۱، مسند احمد ج۵ ص۱۳۷) (۳) حضرت ابوسعید خدری سے مسند احمد میں حدیث کے یہ الفاظ منقول ہیں: ”مثلی ومثل النبیین من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاتمها الالبنة واحدة، فجئت انا فاتممت تلک اللبنة“ (مسند احمد ج۳ ص۹ واللفظ لہ، مسلم ج۲ ص۲۴۸، جامع الاصول ج۸ ص۵۳۹)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کی ایک محسوس مثال بیان فرمادی ہے اور اہل عقل جانتے ہیں کہ محسوسات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر۲

”عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان رسو ل اللّٰه ﷺ قال فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِستٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الارضُ مسجدا وطهورا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ“ (صحیح مسلم ج۱ص۱۹۹،مشکوۃ ص۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیا کرام پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) مجھ پر تمام نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔اس کے آخر میں ہے ”وکان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة“ (مشکوۃ ص۵۱۲) پہلے انبیا کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر۳

”عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللّٰه ﷺ لِعَلِیٍّ انتَ مِنی بِمنزلةِ هارونَ مِن موسٰی اِلاَّ اَنَّہٗ لانبیَ بعدِی، وفی روایة، انه لانبوة بعدی“ (مسلم ج۲ص۲۷۸)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں۔

واضح رہے کہ جو حدیث دس سے زیادہ صحابہ کرام سے مروی ہو حضرات محدثین اسے احادیث متواترہ میں شمار کرتے ہیں۔چونکہ یہ حدیث دس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے اس لئے مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث متواتر میں شمار کیا ہے۔[1]

[1] چند صحابہ کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (مسند احمد ص ۳۳۸ ج ۳، ترمذی ص ۲۱۴ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۲) (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کنزل العمال ص ۶۰۷ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۴) (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ (کنز ص ۱۵۸ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۴۸۸ مجمع الزوائد ص ۱۱۰ ج ۹) (۴) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (مسند احمد ص ۴۳۸ ج ۶ مجمع ص ۱۰۹ ج ۹، کنز ص ۶۰۷ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۷) (۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (کنز ص ۶۰۳ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۹۱۵ مجمع الزوائد ص ۱۰۹ ج ۹) (۶) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ص ۱۱۱ ج ۹) (۷) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ (ایضاً ص ۱۱۰ ج ۹) (۸) ام سلمہ رضی اللہ عنہا (ایضا ص ۱۰۹ ج ۹) (۹) براء بن عازب رضی اللہ عنہ (ایضاً ص ۱۱۱ ج ۹) (۱۰) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ (ایضاً ص ۱۱۱ ج ۹) (۱۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ایضاً ص ۱۱۰ ج ۹، خصائص کبریٰ سیوطی ص ۲۴۹ ج ۲) (۱۲) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ (کنز ص ۱۹۲ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۵۷۲ مجمع ص ۱۰۹ ج ۹) (۱۳) مالک بن حسن بن حویرث رضی اللہ عنہ (کنز ص ۶۰۶ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۲) (۱۴) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ (کنز ص ۱۰۵ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۳۴۵)

حضرت شاہ صاحب ''ازالۃ الخفا'' میں ''ماٰثر علی رضی اللہ عنہ''، کے تحت لکھتے ہیں:

''فمن التواترِ انتَ منی بمنزلۃِ ھارونَ من موسٰی'' (ج۴ص۴۴۴مترجم)

متواتر احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔''

حدیث نمبر۴

''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یُحَدِّثُ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانتْ بنو اسرائیلَ تَسُوسُھُم الانبیاءُ کُلَّما ھلکَ نبیٌّ خَلَفَہ نبیٌّ وانہ لانبی بعدِی وسیکون خلفاء فیکثرون'' (بخاری ج۱ص۴۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیا کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو دوسرا نبی اس کی جگہ آجاتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیا آتے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے انبیا کی آمد بھی بند ہے۔

حدیث نمبر۵

''عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَہُ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ انہ نبیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' (ابوداؤد ج۲ص۵۹۵،ترمذی ج۲ص۴۵)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں یعنی میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔

یہ حدیث بھی متواتر ہے اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ دس سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہے[۱]۔

حدیث نمبر۶

''عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن النبوۃَ والرسالۃَ قد انقطعتْ فلا رسولَ بعدِیْ وَلَا نبی'' (ترمذی ج۲ص۵۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت ونبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔

[۱] حضرت ثوبان کے علاوہ بقیہ صحابہ کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (بخاری ج۱ص۵۰۹، مسلم ج۲ص۳۹۷) (۲) حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ (کنز العمال ج۱۴ص۱۹۸، حدیث نمبر:۳۸۳۷۲) (۳) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ (مشکل الآثار ج۴ص۱۰۴) (۴) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (فتح الباری ج۶ص۶۱۷، حدیث نمبر:۳۶۰۹) (۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (فتح الباری ج۱۳ص۸۷، حدیث نمبر:۷۱۲۱) (۶) عبداللہ بن مسعود (۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۸) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ (۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ (۱۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ج۷ص۳۳۴) ان تمام احادیث کا متن (مجمع الزوائد ج۷ص۳۳۲ تا ۳۳۴) میں درج ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس کو امام احمد نے مسند میں بھی روایت کیا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بروایت ابو یعلی اتنا اضافہ نقل کیا ہے:

”ولٰکن بقیت المبشرات قا لو اما المبشرات قال رو یا المسلمین جزء من اجزاء النبوة“ (فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۷۵)

لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں صحابہ نے پوچھا مبشرات کیا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا مومن کا خواب جو نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہے۔

اس مضمون کی حدیث متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے۔[1]

حدیث نمبر ۷

”عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُول اللّٰہ ﷺ یقول نحنُ الآخرونَ السابقونَ یومَ الْقِیَامَۃِ بید انھم اُوْتُوْ الْکِتَابَ مِنْ قبلنا“ (بخاری ۱۲۰ ج ۱، صحیح مسلم ج ۲ ص ۵۸۶)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنا آخری نبی ہونا اور اپنی امت کا آخری امت ہونا بیان فرمایا ہے یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے۔[2]

[1] مثلاً: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (بخاری ص ۱۰۳۵ ج ۲) (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (کنز العمال ص ۳۷۰ ج ۱۵، حدیث نمبر: ۴۱۴۱۹، مجمع الزوائد ص ۱۷۲ ج ۷) (۳) حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ (مجمع) (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (مسلم ص ۱۹۱ ج ۱، سنن نسائی ص ۱۷۸، ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۱، ابن ماجہ ص ۲۷۸) (۵) حضرت ام کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا (ابن ماجہ ۲۷۸، مسند احمد ص ۳۸۱ ج ۶، فتح الباری ص ۳۷۵ ج ۱۲) (۶) حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ (مسند احمد ص ۴۵۴ ج ۵، مجمع الزوائد ص ۱۷۳ ج ۷)

[2] مثلاً: (۱) **”عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ......ونحن الآخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیامۃالمقضی لھم قبل الخلائق“** (مسلم ص ۲۸۲ ج ۱، نسائی ص ۲۰۲ ج ۱) (۲) **”عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ (فذکر حدیث الشفاعۃوفیہ) نحن الآخرون الاولون نحن آخرالامم واول من یحاسب“** (مسند احمد ص ۲۸۲ ج ۱) (۳) **”عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی ﷺ قال انا خاتم الانبیا ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء“** (کنز العمال ص ۲۸۰ ج ۱۲، حدیث نمبر: ۳۴۹۹۹) (۴) **”عن ابی ہریرۃ مرفوعا لما خلق اللّٰہ عزوجل آدم خبرہ ببنیہ فجعل یری فضائل بعضھم علی بعض فرأی نورا ساطعا فی اسفلھم فقال یا رب من ھذا قال ھذا ابنک احمد ھوالاول ھوالأخر وھو اول شافع اول مشفع“** (کنز ص ۴۳۸ ج ۱۱، حدیث نمبر: ۳۲۰۵۶) (۵) **”عن ابی ا سید رضی اللہ عنہ (فی حدیث الاسراء) ثم سار حتی اتی بیت المقدس فنزل فربط فرسہ الی صخرۃ ثم دخل فصلی مع الملائکۃ فلما قضیت الصلوۃقالوا یا جبرئیل من ھذا معک قال ھذا محمد خاتم النبیین“** (المواہب الدنیہ ص ۱۷ ج ۲) (۶) **”عن ابی اما مۃ الباھلی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ......قال انا آخر الانبیا وانتم آخر الامم“** (ابن ماجہ ص ۲۹۷) (۷) حضرت ابو قتیلہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: **”لانبی بعدی ولا امۃ بعدکم“** (مجمع الزوائد ص ۲۷۳ ج ۳، کنز العمال ص ۹۴۷ ج ۱۰ حدیث نمبر: ۴۳۶۳۸) (۸) **”عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یا ابا ذر اول الرسل آدم وآخرھم محمد ﷺ“** (کنز العمال ص ۴۸۰ ج ۱۱، حدیث نمبر: ۳۲۲۶۹)

حدیث نمبر ۸

"عن عقبة بن عامر قال قال رسو ل اللّٰهﷺ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الخطابِ" (ترمذی ص۲۰۹ ج۲)

حضرت عقبۃ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے[1]۔

"لو" کا لفظ فرض محال کے لئے آتا ہے اور فرض محال اپنے واقع ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔ جیسا کہ مشہور محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "والحاصل ان قضیة الشرطیة لاتستلزم الوقوع" (مرقاۃ المفاتیح ج۹ ص۷۴۶)

حاصل کلام یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ مستلزم وقوع نہیں، مفروضہ کے عدم وقوع والے اس اصول کو علامہ ابن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے بھی بیان فرمایا ہے۔ انظر!

(فتح الباری ج۸ ص۱۶۷، جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج۲ ص۱۲۴، ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ ج۳۹ ص۲۷۹)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نبوت کی صلاحیت کامل طور پر پائی جاتی تھی مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی کا نبی ہونا محال ہے اس لئے باوجود صلاحیت کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی نہیں بن سکے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"درشان حضرت فاروق فرموده است علیه وعلی آله الصلوٰة و السلام لوکان بعدی نبی لکان عمر رضی اللہ عنہ یعنی لوازم و کمالاتیکه در نبوت در کار است همه را عمر دارد اما چو ں منصب نبوت بخاتم رسل ﷺ ختم شده است علیه وعلی آله الصلواة و السلام بدولت منصب نبوت مشرف نگشت" (مکتوب ۲۴ ص۲۳ دفتر سوم)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے" یعنی وہ تمام لوازم وکمالات جو نبوت کے لئے درکار ہیں سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں، لیکن چونکہ منصب نبوت خاتم الرسل ﷺ پر ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ منصب نبوت کی دولت سے مشرف نہ ہوئے۔"

حدیث نمبر ۹

"عن جبير بن مطعم رضی اللہ عنہ قا ل سمعت النبی ﷺ يقول ان لی اسماء، اَنَا محمدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ ، وَاَنَا المَاحِی الذی يَمْحُوْ اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ، وَاَنَا الحَاشِرُ الذی يُحْشَرُ الناسُ عَلٰی قَدَمَیَّ ، وانا العاقبُ الذی لَيْسَ بَعْدَهٗ نبیٌّ" (مشکوٰۃ ص۵۱۵)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

[1] یہ حدیث حضرت عقبۃ بن عامر کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ سے مروی ہے: (۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (فتح الباری ص۵۱ ج۷، مجمع الزوائد ص۶۸ ج۹) (۲) حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ص۶۸ ج۹)

میرے چند نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی یعنی مٹانے والا ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے، اور میں حاشر یعنی جمع کرنے والا ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں، اور میں عاقب یعنی سب کے بعد آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں دو اسماء گرامی آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اوّل ''الحاشر'' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری'' میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اشارة الی انه لیس بعده نبی ولا شریعة فلما کان لا امة بعد امته لانه لانبی بعده نسب الحشر الیه لانه یقع عقبه'' (فتح الباری ص۵۵۷ ج۶)

یہاں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور کوئی شریعت نہیں...... چونکہ آپ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حشر کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔

دوسرا اسم گرامی ''العاقب'' جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے یعنی کہ ''الذی لیس بعده نبی'' آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس مضمون کی حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے[1]۔

حدیث نمبر ۱۰

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''بعثت انا والساعة کھاتین'' (مشکوٰۃ ص۴۸۰، عن انس رضی اللہ عنہ) مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے[2]۔

[1] مثلاً: (۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''کان رسول اللہ ﷺ یسمی لنا نفسه اسماء فقال انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبه ونبی الرحمة'' (مسلم ص۲۶۱ ج۲) (۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''قال انا محمد وانا احمدوانا الرحمة ونبی التوبه وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم'' (شمائل ترمذی ص۲۶، مجمع الزوائد ص۲۸۴ ج۸) (۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''انا احمد وانامحمد وانا الحاشر الذی یُحشر الناس علی قدمی'' (مجمع الزوائد ص۲۸۴ ج۸) (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ہے: ''وانا احمد ومحمد والحاشر والمقفی والخاتم'' (مجمع الزوائد ص۲۸۴ ج۸) (۵) مرسل مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''انا محمد واحمد انا رسول الرحمة، انا رسول الملحمة، انا المقفی والحاشر بعثت بالجهاد ولم ابعث بالزراع'' (طبقات ابن سعد ص۱۰۵ ج۱) (۶) حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے بھی (فتح الباری ص۵۵۵ ج۶) میں یہی روایت منقول ہے۔

[2] اس مضمون کی احادیث مندرجہ ذیل صحابہ سے مروی ہیں: (۱) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (بخاری ص۹۶۳ ج۹، مسلم ص۴۰۶ ج۲) (۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (بخاری ص۹۶۳ ج۲) (۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (بخاری ص۹۶۳ ج۲) (۴) حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ (ترمذی ص۴۴ ج۲) (۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (مسلم ص۲۸۴ ج۱، نسائی ص۲۳۴ ج۱) (۶) حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ (جامع الاصول ص۸۵ ج۱۰) (۷) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ (مسند احمد ص۳۴۸ ج۵) (۸) حضرت ابی جبیرۃ رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ص۳۱۲ ج۱۰) (۹) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ (مسند احمد ص۱۰۳ ج۵) (۱۰) حضرت وہب السوائی رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ص۳۱۱ ج۱۰) (۱۱) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ (کنز ص۱۹۵ ج۱۴، مسند احمد ص۳۰۹ ج۴)

اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے۔ جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

”التشبیہ فی المقارنۃ بینھما ای لیس بینھما اصبع اخری کما انہ لا نبی بینہ ﷺ وبین الساعۃ“ (حاشیہ سندھی برنسائی ص۲۳۴ ج۱)

تشبیہ دونوں انگلیوں کے درمیان اتصال میں ہے یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ کی بعثت اور قیامت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی ”تذکرہ“ میں لکھتے ہیں:

”واما قولہ بعثت انا والساعۃ کھاتین فمعناہ انا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر وانما تلینی القیامۃ کما تلی السبابۃ الوسطی ولیس بینھا اصبع آخر ولیس بینی وبین القیامۃ نبی“ (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ۱۱۷)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”ختم نبوت کامل“ کے حصہ دوم میں دوسو دس احادیث مبارکہ رحمت دوعالم ﷺ کی ختم نبوت پر نقل فرمائی ہیں حضرت مفتی صاحب کے زمانہ میں بہت کم احادیث شریف کے انڈکس تیار ہوئے تھے آج کل بہت زیادہ انڈکس احادیث پر مشتمل کئی کئی جلدوں کے مل جاتے ہیں ان سے اس موضوع ”ختم نبوت“ کا کام لیا جائے تو دوسو دس احادیث سے کہیں زیادہ ذخیرہ احادیث ختم نبوت کے موضوع پر تیار ہوسکتا ہے۔

کم ترک الاولون لآخرون!

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خداتعالیٰ کے ہزاروں درود اس ذات مقدس پر جسکے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا وقصور، بھی خیر الامم، امت وسطی، امت مرحومہ، شہداء خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پکارے جاتے ہیں:

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

”وہ بے شمار خداوندی انعام واکرام جو ہمارے آقاء نامدار ﷺ کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں، اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علماء مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کرلیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن وحدیث کے شرعی احکام۔ جس کی حقیقت دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جب نبوت ختم کردی گئی تو آپ ﷺ کے بعد کوئی ہستی معصوم

باقی نہیں رہتی جس کے حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے، اس لئے رحمت خداوندی نے امت محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دیدیا کہ ساری امت جس چیز کے اچھے یا برے ہونے پر متفق ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔''

اسی بات کو رسول کریم ﷺ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ ''**لن تجتمع امتی علی الضلالة**'' یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتا۔

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط ولوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے اور احکام شرعیہ کی حجتوں میں قرآن وحدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے۔

اجماع بھی دراصل دلیل ختم نبوت ہے

درحقیقت اجماع کا شرعی حجتوں میں داخل ہونا اور اس امت کے لئے مخصوص ہونا بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے۔ جیسا کہ صاحب توضیح لکھتے ہیں:

''وما اتفق علیه المجتهدون من امة محمد ﷺ فی عصر علی امر فهذا من خواص امة محمد علیه الصلوٰة والسلام فانه خاتم النبیین لا وحی بعده وقد قال اللّٰه تعالی الیوم اکملت لکم دینکم ولاشک ان احکام التی تثبت بصریح الوحی بالنسبة الی الحوادث الواقعة قلیلة غایة القلة فلو لم تعلم احکام تلک الحوادث من الوحی الصریح وبقیت احکامها مهملة لایکون الدین کاملا فلابد ان یکون للمجتهدین ولایة استنباط احکامها من الوحی'' (توضیح مصری ص۴۹ ج۱)

اور وہ حکم جس پر محمد ﷺ کی امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق ہو جائے اس کا واجب التعمیل ہونا اس امت کے خصوصیات میں سے ہے۔ کیوں کہ آپ خاتم النّبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی نہیں آئے گی اور ادھر یہ ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے ہیں وہ بنسبت روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات کے نہایت قلیل ہیں۔ پس جب ان واقعات کے احکام وحی صریح سے معلوم نہ ہوئے اور شریعت میں ان واقعات سے متعلق احکام نہ ہوں تو دین کامل نہیں رہتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس امت کے مجتہدین کو وحی سے ان احکام کے استنباط کرنے کا حق حاصل ہو۔

الغرض جس طرح قرآن واحادیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح بتصریح قرآن واحادیث، اور باتفاق علماء امت، اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔ البتہ اس میں چند درجات ہیں۔ جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ جس کے متعلق علماء اصول کا اتفاق ہے کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام صحابہ کی آراء بالتصریح جمع ہو جائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تردید نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے اور

اس سے جو حکم ثابت ہو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔ بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام ادلۂ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے اور بعض حیثیات سے تمام حجج شرعیہ پر مقدم ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت کے معنی ومفہوم متعین کرنے میں آراء مختلف ہوسکتی ہیں، اجماع میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”وَاِجْمَاعُهُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ يَجِبُ اِتِّبَاعُهَا بَلْ هِيَ اَوْكَدُ الْحِجَجِ وَهِيَ مُقَدَّمَةٌ عَلٰى غَيْرِهَا وَلَيْسَ هٰذَا مَوْضِعُ تَقْرِيْرِ ذَالِكَ فَاِنَّ هٰذَاالْاَصْل مُقَرَّرٌ فِيْ مَوْضِعِهِ وَلَيْس فِيْهِ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ وَلَا بَيْنَ سَائِرِالْمُؤْمِنِيْنَ الذين هُمُ الْمومنون خِلَافٌ“ (اقامة الدليل ص ۱۳۰ ج۳)

اور اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے بلکہ اس کا اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی حجتوں میں سب سے زیادہ موکد اور سب سے مقدم ہے۔ یہ موقع اس بحث کا نہیں۔ کیونکہ ایسے موقعے (یعنی کتب اصول) میں یہ بات باتفاق اہل علم ثابت ہو چکی ہے اور اس میں تمام فقہا اور تمام مسلمانوں میں جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا اختلاف نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سب سے پہلا اجماع

اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعویٰ نبوت کیا، اور ایک بڑی جماعت اس کی پیرو ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلی مہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں روانہ کی وہ اسی کی جماعت کی سرکوبی کے لئے تھی۔ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے، اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی وجہ سے کافر سمجھا اور باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا۔ حالانکہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا قادیانی کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہ مرزا قادیانی کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا مدعی تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر ”اشهد ان محمد ارسول الله“ پکارا جاتا تھا اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔ تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳ میں ہے۔

”كان يوء ذن للنبى صلی اللہ علیہ وسلم وشهد فى الاذان ان محمدا رسول الله وكان الذى يُوء ذّنُ له عبدُ اللّٰهِ بن النواحه وكان الذى يُقيمُ له حُجير بن عُمير وَيَشْهَدُ له وكان مسيلمةُ اِذا دَنىٰ حجيرُ مِن الشَّهادةِ قَالَ صرح حجير فَيَزِيْدُ فِى صوت وَيُبالغُ التصديقَ فى نفسِه“

وہ (مسیلمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اس کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا اور جب حجیر شہادت پر پہنچتا تو مسیلمہ آواز بلند کہتا کہ حجیر نے صاف بات کہی اور پھر اس کی تصدیق کرتا تھا۔

الغرض نبوت وقرآن پر ایمان، نماز روزہ سب ہی کچھ تھا۔ مگر ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار اور دعوی نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کرام کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہاجرین، انصار، اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت میں مسیلمہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

تمام صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، نماز روزہ، حج زکوۃ، ادا کرتے ہیں ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے حضرت فاروق اعظم کا ابتداءً خلاف کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا بلکہ مانعین زکوۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت وضعف کا عذر پیش کر کے ابتداءً ان کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہوگئی۔

الغرض حضرت فاروق اعظم کا ابتداء میں اختلاف کرنا بھی مسیلمہ کذاب کے واقعہ میں ثابت نہیں۔ اس طرح حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کے مسئلہ پر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا مگر مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہاد کرنے کے مسئلہ پر کسی ایک صحابی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ یہ دلیل ہے کہ سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا۔ امت کو اجماع ختم نبوت کے صدقے ملا۔ امت نے بھی سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر کیا۔ بارہ سو صحابہ کرام اسی جگہ میں شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ وقاری تھے۔ رحمت دو عالم ﷺ کی امت کا سب سے قیمتی اثاثہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مسئلہ پر شہید ہوئے جس سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ ختم نبوت کی صحابہ کرام کے نزدیک کتنی اہمیت تھی۔

نیز ''مسک الختام فی ختم نبوۃ سید الانام'' کے (ص۱۰) پر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمائی ہے کہ ''امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت قتل کیا جائے''

(احتساب قادیانیت ج۲ مجموعہ رسائل مولانا ادریس کاندھلوی ص۱۰)

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا۔ جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا۔ اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرام کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔ (خاتم النّبیین مترجم ص۱۹۷)

اجماع امت کے حوالہ جات

۱...... ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

''دَعْوَی النبوۃِ بعدَ نبیِّنا ﷺ کفرٌ بالاجماعِ'' (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)

ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

۲...... حجۃ الاسلام امام غزالی ''الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں۔

'' ان الامة فهمت بالاجماع من هذ اللفظ و من قرائن احواله انه افهم عدم نبی بعده ابدا.... وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص فمنكر هذا لا يكون الا منكر الاجماع''

(الاقتصاد فی الاعتقاد ص۱۲۳)

بیشک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النّبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے

بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں۔ پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔

۳...... حضرت قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''شفاء'' میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے وقت کے علماء (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ تھے) کے فتویٰ سے اسے قتل کر دیا اور سولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاض صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

''وفَعَلَ ذالک غیرُ واحد مِن الخُلَفاءِ والملوکِ باشباھھم واَجْمَعَ علماءُ وقْتِھِم علٰی صواب فِعلھم والمخالفُ فی ذالک مِنْ کُفرِ ھم کافرٌ'' (شفاء ص۲۵۷، ۲۵۸ ج۲)

اور بہت سے خلفاء، سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے اور اس زمانہ کے علماء نے ان سے اس فعل کے درست ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔

۴...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''لانه اخبرَ ﷺ اَنَّه خاتَم النبیین لانبی بعدَه واخبر عن اللّٰہِ تعالٰی اَنَّه خاتَم النبیین وانه اُرسِل کافةً للناسِ واَجْمعت الامةُ علٰی حملِ ھذالکلامِ علی ظاھرِه وانه مفھومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعاً وسمعاً'' (شفاء ص۲۴۷ ج۲)

اس لئے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ یہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کرے اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

۵...... اور علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی ص ۳۹ ج ۲۲ میں اسی اجماع کو الفاظ ذیل میں نقل فرماتے ہیں۔

''ویکون ﷺ خاتم النبیین مما نطقت به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافِه ویُقتلُ اِنْ اَصرَّ''

اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر کتاب (بلکہ تمام آسمانی کتابیں) ناطق ہے اور احادیث نبوی ﷺ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔ پس اس کے خلاف کا مدعی کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔

۶...... اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔
”ومن اعتقد وحیاً بعد محمد ﷺ کفر باجماع المسلمین“
اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع المسلمین کافر ہے۔

۷...... کتاب الفصل فی الملل والنحل میں ہے۔
”صح الاجماع علیٰ ان کلّ من جحد شیئاًصحّ عندنا باالاجماع انّ رسول اللّٰہ ﷺ اتیٰ بہ فقد کفر“
رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے اجماعی طور پر ثابت ہوجانے سے اس کا انکار کرنے والا بھی بالاجماع کافر ہے۔

خلاصہ بحث

۱- مسئلہ ختم نبوت قرآن مجید کے ننانوے آیات وبینات سے ثابت ہے۔

۲- مسئلہ ختم نبوت دوسودس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

۳- مسئلہ ختم نبوت تواتر سے ثابت ہے۔

۴- مسئلہ ختم نبوت اجماع امت سے ثابت ہے۔

۵- مسئلہ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہوا۔

۶- مسئلہ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا، جس میں سات سو حافظ وقاری اور بدری صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

۷- مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے امت کو اجماع کی نعمت سے نوازا۔

۸- مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے رحمت دوعالم ﷺ پر نازل شدہ وحی قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔

۹- ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ کے بعد قرآن مجید کو جمع کرنے کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امت نے اہتمام کیا۔

۱۰- ختم نبوت کے منکر یعنی جھوٹے مدعی نبوت سے اس کے دعوی نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہے۔ نیز یہ کہ جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کی شرعی سزا قتل ہے۔

۱۱- دنیا میں کہیں کسی آسمانی کتاب کے حافظ موجود نہیں جب کہ قرآن مجید کے حافظ وقاری ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہیں، یہ اس لئے کہ پہلی کتب عارضی اور محدود دور کے لئے تھیں۔ قرآن مجید قیامت تک کے لئے ہے اس اعتبار سے تو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم سے لیکر اس وقت تک دنیا کے ہر خطہ میں حافظ وقاری ختم نبوت کی دلیل ہیں۔

۱۲- مسیحی قوم اپنی عبادت گاہوں کو فروخت کرکے دوسرے مقاصد، دکان ومکان، کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ جہاں مسجد بن جائے امت محمدیہ ﷺ اس جگہ کو شرعاً دوسرے مقصد کے لئے استعمال نہیں کرسکتی۔ پہلے انبیاء کی شریعت محدود وقت کے لئے تھیں ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے تھیں۔ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے تو مساجد بھی قیامت تک کے لئے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھئے تو مسجد نبوی ﷺ سے لیکر کائنات کے ہر خطہ کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل نظر آتی ہے۔

ان تمام امور پر نظر کریں تو گویا پورا دین ختم نبوت کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔

قادیانی شبہات اوران کے جوابات

ختم نبوت کے موضوع پر مرزائی شبہات اوران کے جوابات ملاحظہ کرنے سے پہلے اس سلسلہ میں تنقیح موضوع کے طور پر چند اصولی باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں، جن سے موضوع کی تفہیم کے ساتھ ساتھ قادیانی دجل وفریب بھی خوب خوب آشکارا ہوجائیگا۔

ا-خاتم النّبیین کون؟

ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان ختم نبوت یا اجراء نبوت نزاع کا سبب نہیں۔ کیونکہ مسلمان بھی نبوت کو ختم مانتے ہیں اور مرزائی بھی۔ فرق دونوں میں یہ ہے کہ مسلمان رحمت دوعالم ﷺ پر نبوت کو ختم اور بند مانتے ہیں جبکہ قادیانی مرزا غلام احمد پر نبوت کو ختم اور بند مانتے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا جبکہ مرزائیوں کے نزدیک حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد نبی بنا اور مرزا کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ مسلمانوں کے نزدیک نبوت کی عمارت میں لگنے والی آخری اینٹ محمد ﷺ ہیں جبکہ مرزائیوں کے نزدیک آخری اینٹ مرزا غلام احمد ہے۔

اب فرق واضح ہوجانے کے بعد معلوم ہوا کہ مرزائیوں سے ختم نبوت، اجراء نبوت پر بحث کرنا ہی سخت غلطی ہے۔ لہٰذا اس وضاحت کے بعد اب قادیانیوں سے ہمیشہ یہ مطالبہ ہونا چاہئے کہ سارے قرآن وحدیث میں سے ایک آیت یا ایک بھی ایسی حدیث مرزائی دکھادیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نبوت حضور ﷺ پر نہیں بلکہ مرزا قادیانی پر ختم ہوئی ہے اور قیامت تک مرزا قادیانی کے بعد اب کوئی نبی نہیں بنے گا؟

قیامت تک تمام زندہ مردہ قادیانی اکٹھے ہوکر ایک آیت اور ایک حدیث بھی اس سلسلہ میں نہیں دکھا سکتے:

"هَاتُوا بُرُهَانَكُمُ اِنُ كُنُتُمُ صٰدِقِيُنَ فَاِنُ لَّمُ تَفُعَلُوُا وَلَنُ تَفُعَلُوُا فَاتَّقُوُا النَّارَ"

مرزا قادیانی کی امت جتنی آیات واحادیث وغیرہ سے ختم نبوت کا انکار ثابت کرنے کے لئے تحریفات کیا کرتے ہیں ان تحریفات کو صحیح اگر تسلیم کرلیا جائے تو ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے نبی آیا کریں گے۔ گویا نبیوں کا ایک پھاٹک کھول دیا کرتے ہیں۔

لیکن ان کا چیف گرو مرزا غلام احمد قادیانی تو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت صرف اپنے لئے ہی محفوظ اور مخصوص رکھتا ہے۔ اس سے تو امت اور نبی کے درمیان ایک زبردست اختلاف ثابت ہوتا ہے کہ نبی نبوت کو بس اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا چاہتا ہے جبکہ امت، نبوت کی کہیں حد بندی ہی نہیں کرتی۔

اور صرف مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ اس کا بیٹا مرزا محمود اور تا حال اس کی ذریت یہی ثابت کر رہی ہے کہ بس حضور ﷺ کے بعد میرا ابا ہی نبوت سے سرفراز ہوا ہے۔ تو گویا مرزا کی ذریت اور اس کے نام نہاد خلفاء بھی قادیانی امت کے خلاف ہیں! فیاللعجب!!!

مرزا قادیانی نبوت کو صرف اپنے لئے مخصوص کرتا ہے اس کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱...... ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اِس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

۲...... ''چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وُہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اِس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست وپا ہے۔ کیوں کہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالاتِ محمدیہ ﷺ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سوؤہ ظاہر ہوگیا۔ اب بجز اِس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج۱۸ ص۲۱۵، ضمیمہ حقیقت النبوۃ ۲۶۸)

۳...... ''اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ پس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا۔'' (حقیقت النبوۃ ص۳۱۸)

۴...... ''ہلاک ہوگئے وہ جنھوں نے ایک برگذیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح، خزائن ج۱۹ ص۶۱)

۵...... ''**فارادَ اللّٰہُ اَنْ یتم البناءَ ویکمل البناءَ باللبنۃِ الاخیرۃِ فانَا تِلْکَ اللبنۃُ**'' پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بناء کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔ (خطبہ الہامیہ، خزائن ج۱۶ ص۱۷۸)

۶...... ''مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔'' (چشمہ معرفت، خزائن ج۲۳ ص۳۳۳)

۷...... ''امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں نہیں آسکتے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے۔ بلکہ ''لا نبی بعدی'' فرما کر اوروں کی نفی کردی اور کھول کر بیان فرمادیا کہ مسیح موعود کے سوا قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔''

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان، ماہ ۱۹۱۴ء)

ان اقتباسات کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو ہی آخری نبی اور خاتم النّبیین قرار دیتا ہے۔ مرزا کے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ مرزائی نبوت پر ایمان لانے والوں کے نزدیک نبوت مرزا پر ختم ہوئی اور آخری نبی مرزا ٹھہرا، پھر اجراء نبوت یا ختم نبوت پر بحث کرنے سے کیا حاصل؟

لہٰذا اب ہمیشہ بحث اس پر ہونی چاہئے کہ آخری نبی کون ہے؟ آیا حضور محمد عربی ﷺ ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ اپنے من گھڑت عقائد ونظریات کی صداقت کے لئے نہ مرزا قادیانی کوئی ایک آیت یا ایک حدیث پیش کرسکا ہے اور نہ آج تک اس کی امت پیش کرسکی ہے اور نہ قیامت تک پیش کرسکتی ہے۔ قیامت آسکتی ہے لیکن قادیانی ہمارا چیلنج قبول نہیں کرسکتے۔

نبوت کی اقسام اور دعوی نبوت میں قادیانی مغالطہ

ایک عام قاعدہ ہے کہ دعوی اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے۔ دلیل اگر دعوی کے مطابق نہ ہو تو وہ دلیل نہیں بلکہ ہفوات کہلائے گی۔

قادیانی جس قسم کی نبوت جاری ہونے کے قائل ہیں وہ ایک خاص قسم کی نبوت ہے، جس کو ظلی، بروزی نبوت کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری ہوئی ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ نبوت رسول کی اطاعت ومحبت اور رسول میں فنائیت سے حاصل ہوتی ہے گویا وہ کسبی ہے وہبی نہیں۔

اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ قادیانیوں سے ان کے خاص دعویٰ کے مطابق خاص دلیل طلب کریں۔ عموماً قادیانی دھوکہ دیتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں خاص قسم کی نبوت کے جاری ہونے کا اور جب دلیل دینے کی باری آتی ہے تو عام دلیل پیش کردیتے ہیں جس میں ان کے خاص دعوے کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا۔ ذیل میں قادیانیوں کے خاص دعوی کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱...... ’’میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت والے ہوں۔ دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن نبوت ان کو بلا واسطہ ملتی ہے اور کام وہ پہلی امتوں کا ہی کرتے ہیں۔ جیسے سلیمان و یحییٰ اور زکریا علیہم السلام اور تیسرے وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے، لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔‘‘ (قول فیصل، مرزا بشیر الدین ص ۱۴)

۲...... ’’اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے نمبر ۱۔ تشریعی نبوت، ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔ نمبر ۲۔ وہ نبوت جس کے لئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ایسی نبوت حضرت موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔ نمبر ۳۔ ظلی اور امتی نبی ہے حضور ﷺ کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازا کھولا گیا۔‘‘

(مسئلہ کفر واسلام کی حقیقت، مرزا بشیر احمد ایم اے ص ۱۳۱۔ کلمۃ الفصل ص ۱۱۹)

۳...... ’’انبیاء علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) تشریعی۔ (۲) غیر تشریعی۔ پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) براہ راست نبوت پانے والے، (۲) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت کے حاصل کرنے والے، آنحضرت ﷺ سے پیشتر صرف پہلے دو قسم کے نبی آتے تھے۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

ان حوالوں سے قادیانیوں کا یہ دعویٰ واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک نبوت کی تین قسمیں ہیں جن میں دو بند ہیں اور ایک خاص قسم یعنی ’’ظلی بروزی‘‘ نبوت جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے جاری ہے۔ نیز نبوت کی یہ خاص قسم آنحضرت ﷺ سے پہلے نہیں پائی جاتی تھی آپ ﷺ کے بعد ظہور میں آئی اور یہ وہبی نہیں بلکہ کسبی ہے۔ کیونکہ اس میں اتباع کا دخل ہے۔

تو گویا دعویٰ کے تین جز ہوئے۔(۱) ظلی بروزی نبوت۔(۲) یہ نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہوئی۔(۳) یہ نبوت کسبی ہے وہبی نہیں۔اب تینوں اجزاء کی تنقیح ،وضاحت کے بعد دیکھنا یہ چاہئے کہ مرزائی اپنے عقیدہ کے ثبوت میں جو دلیل پیش کریں وہ ان کے خاص دعویٰ سے مطابقت رکھتی ہے یا نہیں۔یعنی اس پیش کردہ آیت میں ظلی بروزی کی قید لگی ہوئی ہے؟اور اس میں کسب سے حاصل ہونے اور حضور ﷺ کی اتباع سے ملنے کا ذکر ہے؟اگر یہ تینوں شرطیں اس دلیل میں پائی جارہی ہوں تو ٹھیک!ورنہ اسے رد کر دیا جائے کیوں کہ وہ دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ قیام قیامت تک سارے مرزائی مل کر بھی اپنے من گھڑت دعویٰ کے مطابق دلیل نہیں پیش کر سکتے۔ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین!

ظلی بروزی کی اصطلاح

قادیانی ظلی ،بروزی کی اصطلاح استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا دعوی عین محمد ہونے کا ہے اور رتبہ اور درجہ کے اعتبار سے تو محمد ﷺ سے بھی بڑھا ہوا ہونے کا ہے۔ظل،اور بروز کا نام لیکر تو ان کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اس کی آڑ میں قادیانی نبوت کو فریب کا چولا پہنایا جائے اور آسانی سے اس فریب کا ری کے ذریعہ مسلمانوں کا شکار کیا جاسکے۔چنانچہ ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

”خدا ایک اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی......جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو۔اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔“ (کشتی نوح خ ص۱۶ ج۱۹)

قارئین محترم!مرزا قادیانی کا کفر یہاں ننگا ناچ رہا ہے۔اس کا یہ کہنا کہ میں ظلی بروزی ہوں،کیا مطلب؟جب آئینہ میں حضور ﷺ کی شکل دیکھو تو وہ غلام احمد ہے،اور جو غلام احمد آئینہ میں دکھائی دے رہا ہے وہ غلام احمد نہیں محمد ہی ہے۔دونوں ایک ہیں پھر ظل اور بروز کی ڈھکوسلہ بازی کیسی؟یہ تو صرف عوام کو مغالطہ دینا ہے اور بس!

قطع نظر اس خبث وبد باطنی کے مجھے یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ ظلی بروزی کہہ کر مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو قادیانی جو فریب کا چولا پہناتے ہیں وہ بھی اصولی طور پر غلط ہے۔کیونکہ مرزا لکھتا ہے:

”نقطہ محمد یہ ایسا ہی ظل الوہیت کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے اور امہات صفات الٰہیہ یعنی حیات،علم،ارادہ،قدرت،سمع،بصر،کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم واکمل طور پر اس (آنحضرت ﷺ) میں انعکاس پذیر ہیں۔“ (سرمہ چشم آریہ،خزائن ص۲۲۴ ج۲ درحاشیہ)

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے:”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔“
(ایام الصلح،خزائن ص۲۶۵ ج۱۴)

ایک اور جگہ لکھتا ہے:”خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔“ (شہادت القرآن،خزائن ص۳۵۳ ج۶)

تو اب سوال یہ ہے کہ کیا کسی قادیانی کی ہمت ہے کہ مرزا قادیانی کے فلسفہ کے مطابق حضور ﷺ کو خدا کہہ دے؟اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفا ئکو نبی اور رسول کہہ دے؟قادیانی اس موقع پر قیامت تک مرزا قادیانی کا فلسفہ نہ قبول

کریں گے۔ معاملہ یہ ہے کہ ظل اور بروز کا جو معنی، مطلب اور جو فلسفہ محمد ﷺ اور مرزا کے درمیان ہے جس کی بنیاد پر اسے نبوت مل جاتی ہے۔ وہی معنی، مطلب اور وہی فلسفہ بقول مرزا حضور ﷺ اور خدا تعالی کے درمیان ہے تو پھر حضور ﷺ کو خدائی کا درجہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کو نبی کا درجہ کیوں نہیں دیا جاتا؟

معلوم یہ ہوا کہ ظل و بروز کا فلسفہ محض ڈھکوسلہ بازی اور مرزا کی جھوٹی نبوت کو فریب کا چولا پہنانے کی خاطر ہے۔اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت اور حیثیت نہیں ہے۔

دیکھنے والے ہوش میں رہنا سب دھوکہ ہی دھوکہ ہے
ملبوس بڑے بد صورت ہیں لباس بڑے بھڑکیلے ہیں

امکان کی بحث

اکثر اوقات مرزائی امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ یہاں امکان کی بحث نہیں ہے، وقوع کی بحث ہے اگر وہ امکان کی بحث چھیڑیں تو تریاق القلوب کی درج ذیل عبارت پیش کریں۔

”مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پائخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں او راس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔اب خدا تعالی کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالی کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کریگا خدا اسے جہنم میں ڈالے گا۔لیکن باوجود اس امکان کے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔“ (تریاق القلوب خ ص ۲۸۰ ج ۱۵)

جب یہ عبارت پڑھیں تو ساری پڑھ دیں کیوں کہ عموماً تھوڑی سی عبارت پڑھنے کے بعد قادیانی کہتے ہیں کہ آگے پڑھو اور مجمع پر برا اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہاں پر یہ واقعہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جب حضرت ابوسفیان زمانہ جاہلیت میں تجارتی سفر پر روم گئے تھے اور قیصر روم نے انھیں اپنے دربار میں بلا کر سوال پوچھے تھے جن میں سے ایک سوال حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں تھا۔جس کا انھوں نے جواب دیا تھا کہ وہ ایک بلند مرتبہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور قیصر روم کا اس پر تبصرہ یہ تھا کہ انبیاء عالی نسب قوموں سے ہی مبعوث کئے جاتے ہیں۔ (بخاری ص ۴ ج ۱)

معلوم ہوا کہ نبی کا عالی نسب ہونا یہ ایسا امر ہے جس پر کافروں کو بھی اتفاق تھا مگر غلام احمد قادیانی ایسا بدترین کافر تھا کہ وہ اپنے جیسے ہر ذلیل و کمینہ و بدکار کے لئے نبوت کی گنجائش اور امکان پیدا کر رہا ہے۔ دراصل وہ اپنے ذلیل خاندان کے لئے منصب نبوت کی گنجائش نکالنے کے چکر میں ہے۔

قرآنی آیات میں قادیانی تاویلات وتحریفات کے جوابات

آیت خاتم النّبیین

تاویل نمبر ۱: خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کی مہر کہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

’’اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

جواب ۱: مرزا قادیانی کا بیان کردہ یہ معنی اس کے دجل وکذب کا شاہکار، اور قرآن وسنت کے سراسر خلاف ہے۔ محض اپنی جھوٹی نبوت کو سیدھی کرنے کی غرض سے مرزا نے جو معنی بیان کئے ہیں، لغت عرب میں ہرگز ہرگز مستعمل نہیں۔ قادیانیوں میں غیرت وحمیت نام کی اگر کوئی چیز ہے، تو اپنے معنی کی تائید میں قرآن وحدیث یا لغت عرب سے کوئی ایک نظیر پیش کردیں؟

جواب ۲: اگر مرزا کا من گھڑت ترجمہ مان لیا جائے تو ’’خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ‘‘ کے معنی مہمل ہوں گے، اور پھر تو خاتم الاولاد کے معنی ہوں گے کہ اس کی مہر سے اولاد بنتے ہیں اور خاتم القوم کے معنی ہوں گے اس کی مہر سے قوم بنتی ہے۔ اگر قادیانیوں میں ہمت ہے تو اس ترجمہ کے ماننے کا اعلان کریں؟

جواب ۳: مرزا نے حقیقت الوحی میں لکھا ہے کہ نبوت کا نام پانے کے لئے صرف مرزا ہی مخصوص کیا گیا اور چودہ سو سال میں اور کوئی نبی نہیں بنا کیونکہ نبوت کی مہر ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہے (خلاصہ خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲) تو اگر خاتم النّبیین کا یہی معنی ہے کہ آپ ﷺ کی مہر سے نبی بنتے ہیں، تو کسی کے نبی بننے سے مہر کے ٹوٹنے کا خطرہ کیوں لاحق ہے؟ بلکہ پھر تو جتنے زیادہ نبی بنیں گے اسی میں اس مہر کا کمال ہے۔ یہ کیسی مہر ہے کہ بنتے بنتے بنا بھی تو ایک نبی اور وہ بھی ناقص ظلی، بروزی اور ایک آنکھ کا کانا؟

تاویل نمبر ۲: خاتم النّبیین کا ترجمہ آخر النّبیین ہے لیکن آپ ﷺ اپنے سے پہلوں کے خاتم اور آخری ہیں۔

جواب: اس معنی کے لحاظ سے ہر نبی آدم علیہ السلام کے علاوہ اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے پھر خاتم النّبیین ہونے میں آنحضرت ﷺ کی خصوصیت کیا رہی؟ جبکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے چھ چیزوں کے ساتھ تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی، ان میں سے ایک ’’اُرْسِلْتُ اِلَی الخلقِ کافۃً وخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْ ن‘‘ آپ ﷺ کا وصف خاصہ ہے اور قاعدہ ہے۔ ’’خَاصَّۃُ الشَّیِٔ یُوْجَدُ فیہ ولا یوجد فی غیرہ‘‘ لہٰذا مرزا قادیانی کا من گھڑت معنی بے سود اور باطل ہے۔

تاویل نمبر ۳: خاتم النّبیین کا معنی آخر النّبیین ہے لیکن الف لام اس میں عہد کا ہے نہ کہ استغراق کا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ انبیاء شریعت جدیدہ کے خاتم ہیں نہ کہ کل نبیوں کے۔

جواب ۱: اگر الف لام عہد کا ہوتا تو معہود کلام میں مذکور ہونا چاہئے تھا اور کلام سابق میں انبیاء تشریعی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ اگر ذکر آیا ہے تو مطلق انبیاء کا جو اس امر کی دلیل ہے تمام انبیاء کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔

جواب۲: قادیانی اخبار الحکم اگست ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے ’’خدا نے اپنے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کردیا۔‘‘ سوال یہ ہے کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیا ’’تمام نبوتوں‘‘ میں تشریعی اور غیر تشریعی شامل نہیں؟

جواب۳: مرزا غلام احمد نے لکھا ہے ’’ہست اوخیر الرسل خیر الانام...... ہر نبوت را برو شد اختتام ‘‘ (سراج منیر خ ص ۹۵ ج ۱۲) قادیانی دنیا میں اگر انصاف نام کی کوئی چیز ہے تو خود غور کریں کہ ’’ہر نبوت‘‘ میں کیا تشریعی اور غیر تشریعی سب شامل نہیں؟

معلوم ہوا کہ آیت بالا میں الف لام عہد کا بتلانا قادیانی لاف زنی اور مرزا کے بیان کردہ تفسیری معیار کی روشنی میں قرآن مجید میں کھلی تحریف معنوی ہے۔

تاویل نمبر۴: خاتم النّبیین میں الف لام استغراق عرفی کے لئے ہے استغراق حقیقی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ’’وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ‘‘ میں استغراق عرفی ہے، حقیقی نہیں۔

جواب۱: پہلے تو استغراق عرفی اور حقیقی کی تعریف دیکھیں کیا ہے؟ الف لام استغراق حقیقی، اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد بے کم و کاست مراد لئے جاسکیں۔ مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے اس سے اس کے تمام افراد مراد ہیں، یعنی تمام غائبات کا عالم اور استغراق عرفی میں تمام افراد مراد نہیں ہوسکتے۔ مثلاً ’’جَمعَ الامیرُ الصاغۃ ‘‘ یعنی بادشاہ نے سناروں کو جمع کیا۔ یہاں صاغہ جس پر الف لام داخل ہے اس کے تمام افراد مراد نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے شہر یا قلم رو کے تمام سناروں کو جمع کیا۔ کیوں کہ پوری دنیا کے سناروں کو جمع کرنا مراد بھی نہیں اور ممکن بھی نہیں۔

باتفاق علماء عربیت واصول استغراق عرفی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب استغراق حقیقی نہ بن سکتا ہو، یا عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ لئے جاسکتے ہوں۔ اس اصول کے اعتبار سے خاتم النّبیین میں جب استغراق حقیقی مراد لیا جاسکتا ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ استغراق عرفی مراد لینا جائز نہ ہوگا۔ خاتم النّبیین کے بلاتکلف استغراق حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی کو چھوڑ کر بلادلیل وقرینہ اور بلاکسی وجہ کے استغراق عرفی مراد لیا جائے!!

باقی رہا یہ مسئلہ کہ آیت کریمہ ’’وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ‘‘ کو اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرنا، تو ہم عرض کرچکے ہیں کہ جب استغراق حقیقی نہ بن سکے گا تو استغراق عرفی کی طرف ہم جائیں گے اور اس آیت میں کھلی ہوئی بات ہے کہ ’’یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ ‘‘ کا الف لام استغراق حقیقی کے لئے کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ ورنہ آیت کے یہ معنی کرنے پڑیں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے۔ حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہوسکتی، بلکہ کذب محض ہوگی۔ کیوں کہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان میں سے پہلے گذر چکے تھے اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا مطلب رکھتا ہے؟

دوسرے یہ کہ یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء کو بلا استثناء قتل ہی کرڈالا ہو۔ بلکہ قرآن عزیز ناطق ہے کہ ’’فَفَرِیْقاً کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقاً تَقْتُلُوْنَ‘‘ جس سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین کو بھی قتل نہیں کیا۔ اس اعلان کے بعد بھی اگر ’’وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ‘‘ کے الف لام کو استغراق حقیقی کے لئے

رکھا جاوے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اس کی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم بھی اس کو غلط ٹھہرائے گا۔اس لئے یہاں استغراق عرفی ہی مرادلیا جائے گا، حقیقی نہیں۔

بخلاف آیت خاتم النّبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اس میں معنی حقیقی لینا بلا تامل درست ہیں۔یعنی حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یادرکھنے کی ہے کہ قادیانی اگر یوں ہی نفس پرستی اور خودغرضی کی بنیاد پر جہاں چاہیں استغراق عرفی مرادلے سکتے ہیں تو ہمارا ان سے سوال ہے کہ مندرجہ ذیل آیتوں میں بھی الف لام ''النبیین'' پر داخل ہے، کیا اس جگہ بھی استغراق عرفی مرادلیں گے؟ اگر ہمت ہے تو اس کا اعلان کریں؟

''وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ''

لیکن نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور ملائکہ پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔ (بقرۃ ۱۷۷)

کیا یہاں استغراق عرفی مرادلیکر قادیانی یہ معنی مطلب بیان کریں گے کہ تمام انبیا پر ایمان لانا ضروری نہیں؟

اسی طرح آیت ''فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ'' میں کیا استغراق عرفی مرادلیکر یہ معنی ومطلب بیان کریں گے کہ اللہ نے بعض انبیاء کو بشیر ونذیر بنایا ہے اور بعض کو نہیں[1]؟

اگر آیات مذکورۃ الصدر اور ان کی امثال میں استغراق عرفی مراد نہیں لیا جاسکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النّبیین میں استغراق عرفی مرادلیا جائے۔یاللعجب!! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النّبیین کے نظائر سے بھرا ہوا ہے ان میں سے کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر ان کو قیاس نہ کیا گیا۔قیاس کے لئے ملی تو آیت ''وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ'' جس میں بداہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق حقیقی کو غیر ممکن بنادیا ہے اور پھر قرآن کریم نے اس کا اعلان صاف صاف لفظوں میں کردیا ہے۔

جواب ۲: سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعد عربی سے بھی آنکھیں بند کرلیں اور آیت میں کسی طرح استغراق عرفی مرادلے لیں تو پھر آیت خاتم النّبیین کے معنی ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔لیکن جس شخص کو خداوند تعالیٰ نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت میں خاتم النّبیین ہونا آنحضرت ﷺ کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ)

حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النّبیین ہونا آپ ﷺ کی مخصوص فضیلت ہے علاوہ بریں خود آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کو اپنے ان فضائل میں شمار فرمایا ہے جو آپ ﷺ کے لئے مخصوص ہیں اور آپ ﷺ سے

[1] اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بے شمار ہیں جہاں الف ولام النّبیین پر داخل ہے، لیکن وہاں استغراق عرفی کسی طرح مراد نہیں لیا جاسکتا مثلاً: ''وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِکَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا (آل عمران:۸۰)'' (۲) ''مَعَ الذین انعم اللّٰہُ علیھِمْ مِنَ النبیین'' (۳) ''وَوُضِعَ الکِتٰبُ باالنبیینَ وَ الشھداءِ'' (۴) ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النبیینَ'' (۵) ''ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض''

پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ چنانچہ حدیث مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گذر چکی ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے: ’’وارسلتُ اِلی الخلق کافۃ وخُتِمَ بی النبیون‘‘

اور منجملہ مخصوص فضائل کے یہ ہے کہ میں تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں اور مجھ پر انبیاء ختم کردیئے گئے۔ (رواہ مسلم)

جواب ۳: اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کرلیں اور اپنی دھن میں اس کا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراق عرفی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحاب شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہوں گے یا غلط۔ بفرض محال اس احتمال کو نافذ اور جائز قرار دیں، تب بھی مرزا قادیانی اور ان کے اذناب کا مقصد ’’ہنوز دلی دوراست‘‘ کا مصداق ہے۔ کیوں کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر محض احتمالات عقلیہ اور لغویہ سے نہیں ہو سکتی جب تک کے مذکورہ سابقہ اصول تفسیر سے اس کی صداقت پر شہادت نہ لے لی جائے۔

لیکن مرزا قادیانی اور ان کی ساری امت ملکر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں یہ نہیں دکھلا سکتے (اور ہرگز نہ دکھلا سکیں گے، ’’وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا‘‘ کہ آیت خاتم النّبیین میں فقط انبیاء تشریعی یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں؟

اسی طرح ان کی تمام ذریت، احادیث کے اتنے وسیع دفتر میں کسی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النّبیین کی یہ تفسیر نہیں دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خَاتَم النبیین التشریعین مراد ہیں۔

اسی طرح مرزا قادیانی اور ان کے تمام اذناب، آثار صحابہ اور تابعین کے وسیع ترمیدان میں سے کوئی ایک بھی اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش نہیں کرسکتے ہیں اور ہرگز نہیں۔

اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو ائمہ تفسیر کی مستند اور معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النّبیین کی مراد بیان کی گئی ہو۔ کہ ختم کرنے والے تشریعی انبیاء کے۔ مرزا قادیانی اور ان کی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر، بلکہ تحریف کی شہادت میں پیش نہ کرسکیں گے۔

جواب ۴: ہم علاوہ تفسیر اور اصول کے خود اسی آیت کے سیاق وسباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تامل آیت بول اٹھتی ہے کہ خاتم النّبیین میں نبیین سے تمام انبیاء مراد ہیں۔ جمہور عربیت واصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص۔ یعنی رسول صرف اس نبی کو کہا جاتا ہے کہ جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے، صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین کہا گیا ہے، خاتم المرسلین نہیں فرمایا۔ کیوں کہ اس سے پہلے آپ ﷺ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے ’’وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ‘‘ لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بہ نسبت خاتم النّبیین کے زیادہ چسپاں ہے۔ مگر سبحان اللہ! خداء علیم وخبیر کا کلام ہے وہ جانتا ہے کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کردیا۔ چنانچہ امام المفسرین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر متنبہ فرمایا ہے۔

”وقوله تعالی وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا. فھذہ الآیة. نص فی انه لانبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بعدہ با لطریق الا وُلیٰ والاخریٰ لانّ مقامَ الرسالةِاخصُّ من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولاینعکس وبذا لک وردت الا حادیثُ المتواترُعن رسول اللّٰہﷺ من حدیث جماعةمن الصحابة“

(تفسیرابن کثیرج۸ص۸۹)

اورفرمان اللہ تعالیٰ آیت ”ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شیئ علیماً “اس بارہ میں صاف وصریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعدکوئی نبی نہ ہوگااور جب کہ آپ ﷺ کے بعدکوئی نبی نہیں، تورسول بھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت خاص ہے کیونکہ ہررسول کے لئے نبی ہونا شرط ہےاور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں اوراسی پر وارد ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث ،جن کوصحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

اسی طرح سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیرمیں بیان فرمایاہے:

”والمرادُ بالنبی ما ھُوَ اَعم مِن الرسولِ فیلزَمُ من کونه ﷺ خاتمُ النبیین خاتمُ المرسلین “

اور نبی سے وہ مراد ہے جورسول سے عام ہےاوراس لئے آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے سے خاتم المرسلین (یعنی اصحاب شریعت انبیاء کاخاتم)ہونا بھی لازم آتا ہے۔ (روح المعانی ج۸ص۶۰)

یہ بات فریقین کے ہاں مسلمہ ہے کہ نبوت عام ہےاوررسالت خاص ہےاورکلیات ابوالبقاء میں یہ اصول لکھا ہے:”ونفی الاعم یستلزم نفی الاخص“ (کلیات ص۳۶۷،طبع قاہرہ)

کہ عام کی نفی سے خاص کی نفی خود بخود ہوجاتی ہے۔اس لئے خاتم النّبیین سے بسلسلہ نبوت کے ساتھ ساتھ سلسلہ رسالت کی بھی نفی ہوگئی۔

تاویل نمبر۵: قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خاتم المحدثین بعض حضرات کے لئے خاتم المفسرین کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اوروہ سب مجاز پرمحمول کیا جائے گا۔لہٰذااسی محاورہ کی طرح یہاں بھی خاتم النّبیین کامعنی ومطلب ہوگا۔

جواب ا: خاتم المحدثین، خاتم المحققین، خاتم المفسرین وغیرہ انسان کا کلام ہے جس کوکل کی کچھ خبرنہیں کہ کل کیاہونے والا ہے۔کتنے آدمی پیداہوں گے،کتنے مریں گے،کتنے عالم ہوں گے،کتنے جاہل ہوں گے، کتنے محدث ومفسرہوں گے،اور کتنے آوارہ پھریں گے۔اس لئے اس کوکوئی حق نہیں کہ وہ کسی کوخاتم المحدثین کہے۔اگرکہیں کسی کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جائیں تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اسے مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ورنہ یہ کلام لغواور بے معنی ہوجائے گا۔لیکن کیاعالم الغیب ذات کے کلام کوبھی اس پرقیاس کیا جائے گا؟ جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہرنہیں اور جواپنے علم اوراختیار کے ساتھ انبیاء کرام کومبعوث فرماتا ہے۔پس علیم وخبیراورحکیم ذات کے کلام میں اگرکسی کی ذات کے متعلق خاتم النّبیین کالفظ جوارشاد کیا گیاہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقیقی معنی مراد نہ لئے جائیں جو کہ بلاتکلف مراد لئے جاسکتے ہیں اوران کوچھوڑ کرمجاز

ومبالغہ پر حمل کرنا صریحاً ناجائز ہے۔ الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں۔ مگر خداوند قدوس کے کلام میں ہمیں اس کی ضرورت نہیں اور بلاضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلم کے خلاف ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”لیس فیہ تاویلٌ ولا تخصیصٌ ومن اولہ بتخصیص فکلامُہ من انواع الھذیانِ لایمنع الحکمَ بتکفیرہِ لانہ مُکذبٌ لِھذاالنص الذی اَجتمعت الامۃُعلی انہ غیرُ ماؤل ولا مخصوص“ (الاقتصاد ص)

آیت خاتم النّبیین میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تخصیص کرے اس کا کلام ہذیان کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر کہنے کے حکم سے روک نہیں سکتی کیوں کہ وہ اس آیت (خاتم النّبیین) کی تکذیب کررہا ہے جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ وہ ماؤل یا مخصوص نہیں

الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کردیا کہ خاتم النّبیین اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے۔ نہ اس میں مجاز ہے نہ کوئی مبالغہ اور نہ تاویل وتخصیص۔ اب اسے کسی مجازی معنی پر محمول کرنے کیلئے قیاس کے اٹکل پچو چلانا جائز نہیں۔

مخفی نہیں رہے کہ حق تعالی کے ارشاد ” وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ “ کو عوام الناس کے قول پر قیاس کرنا انتہائی جہالت ونادانی کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ اوّل تو یہ مقولہ ایک عامی محاورہ ہے جو تحقیق پر مبنی نہیں۔ بہت سے محاورات مقامات خطابیہ میں استعمال ہوتے ہیں جن کا مدار تحقیق پر نہیں ہوتا۔ بخلاف ارشاد خداوندی کے کہ وہ سراسر تحقیق ہے اور حقیقت واقعہ سے سرمو متجاوز نہیں بلکہ قرآن کریم کے وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ایک کلمہ کی جگہ مخلوق دوسرا کلمہ نہیں لاسکتی۔ کیونکہ اس مقام کے حق اور حقیقت غرض کی گہرائی کا احاطہ انسانی طاقت سے خارج ہے۔

جواب ۲: اس فقرہ کے قائل نے خود بھی تحقیق کا ارادہ نہیں کیا۔ کیونکہ نہ تو اسے غیب کا علم ہے اور نہ وہ غیب کے پردہ میں چھپی ہوئی چیزوں سے باخبر ہے کہ دوام کی رعایت رکھ کر بات کہتا۔ بخلاف باری تعالی کے کہ اس کے لئے ماضی اور مستقبل یکساں ہیں۔

جواب ۳: یہ فقرہ ہر شخص اپنے گمان کے موافق کہتا ہے اور ایک ہی زمانہ میں متعدد لوگ کہتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے کے قول کی خبر نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک شخص اس اطلاع کے باوجود کہ اس زمانہ میں دیگر اصحاب کمال بھی موجود ہیں، اس لفظ کا اطلاق کرتا اور قطعی قرینہ پر اعتماد کرتا ہے کہ دوسرے لوگ خود مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے میرے سامعین ایک ایسی چیز کے بارے میں جسے وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنی کانوں سے سنتے ہیں، میرے کلام کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوں گے۔

جواب ۴: ہر شخص کی مراد اپنے زمانہ کے لوگوں تک محدود ہوتی ہے، مستقبل سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

جواب ۵: اس قادیانی دجال کے خیال کے مطابق نعوذ باللہ آئندہ آنے والے ہر نبی پر ایک اعتبار سے خاتم کا اطلاق کرسکتے ہیں اندریں حالت آیت کے مضمون کا کوئی حاصل اور نتیجہ ہی نہیں نکلتا۔

جواب ۶: جس صورت میں کہ (دجال قادیان کے بقول) خاتم کے معنی مہر لگانے والے کے لئے جائیں تو اس صورت میں اگر خاتم الانبیاء کا زمانہ تمام انبیاء کرام سے مقدم ہوتا، جب بھی آپ ﷺ خاتم بالمعنی المذکور ہوتے۔ حالانکہ یہ قطعاً بے معنی بات ہے۔ ایسی حالت میں مقدام النبیین بولتے ہیں نہ کہ خاتم النّبیین۔

جواب ۷: اس تقدیر پر اگر خاتم النّبیین ﷺ کو امت مرحومہ کے ساتھ کوئی زائد خصوصی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ حالانکہ آیت کا سیاق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو امت کیساتھ ابوت کے بجائے خاتم نبوت کا علاقہ ہے اور شاید آنحضرت ﷺ کی نرینہ اولاد اسی واسطے نہیں رہی تا کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کی طرح کلی طور پر منقطع ہو جائے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ سے علاقہ ابوت مت تلاش کرو بلکہ اس کی جگہ علاقہ نبوت ڈھونڈو اور وہ بھی ختم نبوت کا علاقہ اور آپ ﷺ کی نرینہ اولاد کے زندہ نہ رہنے میں یہ ارشارہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت باقی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ بعض صحابہ مثلاً عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے سمجھا جاتا ہے۔ دیکھئے ''شرح مواہب'' جلد ثالث۔ ذکر ابراہیم اور وراثت نبوت کے لئے ''جامع البیان'' اوائل سورۃ مریم مع حاشیہ اور مواہب لدنیہ میں خصائص کی بحث دیکھئے۔

غرض یہ کہ محاورہ عامیہ، تحقیقی کلام نہیں ہے بلکہ تساہل اور تسامح پر مبنی ہے اور اس کے نظائر احیاء العلوم (مصنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ) کے ''باب آفات لسان'' میں ملاحظہ کئے جائیں۔ نیز جو کلام انہوں نے فخریہ القاب۔ مثلاً شہنشاہ پر کیا ہے اسے بھی ملاحظہ کئے جائیں اور ممدوحین کے روبروان کی تعریف وتوصیف کی ممانعت معلوم ہی ہے۔ پس یہ محاورات تو تحقیقی ہیں اور نہ شرعی ہیں۔ (اس نوعیت کے غیر ذمہ دارانہ القاب ومحاورات تو کیا شرعی ہوتے ہیں) چہ جائیکہ شارع علیہ السلام نے برہ نام کو بھی پسند نہیں فرمایا (کہ اس میں تزکیہ وتوصیف کی جھلک تھی)

جواب ۸: لفظ ختم کا مدلول یہ ہے کہ خاتم کا حکم وتعلق اس کے ماقبل پر جاری ہوتا ہے اور سابقین اس کی سیادت وقیادت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ بادشاہ موجودین کا قائد ہوتا ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کا جو ہنوز پردہ عدم میں ہوں اور اس کی سیادت کا ظہور اور اس کے عمل کا آغاز رعایا کے جمع ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ نہ کہ اس سے پہلے۔ گویا اجتماع کے بعد کسی قوم کا کسی کی آمد کے لئے منتظر اور چشم براہ ہونا اس امر کا اظہار ہے کہ معاملہ اس کی ذات پر موقوف ہے۔ بخلاف اس کی برعکس صورت کے کہ (قائد آئے اور چلا جائے اور ماتحت عملہ اس کے بعد آئے۔ اس صورت میں کسی قرینے سے اس امر کا اظہار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پیشرو کی برتری اور سیادت کا تصور) محض ایک معنوی اور ذہنی چیز ہے۔ (جس کا خارج میں کوئی اثر ونشان نہیں ہوتا۔ نہ اس پر کوئی دلیل وبرہان ہے) یہی وجہ ہے کہ عاقب، حاشر اور مقفی جو سب آنحضرت ﷺ کے اسمائے گرامی ہیں مابعد کے لحاظ سے نہیں (بلکہ ماقبل کے لحاظ سے ہیں۔ جیسا کہ ان کے معانی پر غور کرنے سے بادنیٰ تامل معلوم ہوسکتا ہے) اور خاتمیت سے یہ مراد لینا کہ چونکہ آپ ﷺ کی نبوت بالذات ہے اور دوسروں کی نبوت بالعرض۔ لہٰذا آپ ﷺ سے استفادہ کے ذریعہ اب بھی نبوت مل سکتی ہے۔ خاتمیت کا یہ مفہوم غلط ہے کیوں کہ مابالذات اور مابالعرض کا ارادہ فلسفہ کی اصطلاح ہے۔ نہ تو یہ قرآن کریم کا عرف ہے۔ نہ زبان عرب ہی اس سے آشنا ہے اور نہ قرآن کریم کی عبارت میں اس کی جانب کسی قسم کا اشارہ یا دلالت موجود ہے۔ پس اس آیت میں ''استفادہ نبوت'' کا

اضافی مضمون داخل کرنا محض خود غرضی اور مطلب براری کے لئے قرآن پر زیادتی ہے۔ البتہ سنت اللہ یہی واقع ہوئی ہے کہ ختم زمانی کا منصب عالی اسی شخصیت کے لئے تجویز فرمایا گیا جو قطعی طور پر امتیازی کمال میں سب سے فائق تھی اور تمام سابقین کو اس کی سیادت وقیادت کے ماتحت رکھا گیا اور انبیاء کرام کو نبوت پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا جاتا (کہ مہر لگا کر نبی پیدا کریں) بلکہ سیادت وقیادت اور سیاست درسیاست کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔ قوم نماز کے لئے پہلے جمع ہو تو اس کے بعد امام مقرر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے یہی محمل ہے حق تعالیٰ کے ارشاد: ''یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل: ۷۱)'' کا پہلی امتوں میں انبیاء کرام تکمیل کار کے لئے رسولوں کے ماتحت ہوتے تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے: ''اُشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ وَاَشْرِکْهُ فِیْ اَمْرِیْ (طٰهٰ: ۳۰)'' نیز موسیٰ علیہ السلام کی درخواست کے جواب میں ارشاد خداوندی ہے: ''سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ'' اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے مقام میں کمال کا کوئی جزء باقی نہیں چھوڑا گیا (بلکہ کار نبوت کی تکمیل من کل الوجوہ آپ ﷺ کی ذات گرامی سے کرادی گئی لہٰذا اب کوئی منصب باقی نہ رہا جس کے لئے کسی نئے نبی کو مبعوث کیا جاتا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی شان تو یہ ہے)

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

<u>تاویل نمبر ۶:</u> خاتم کا معنی انگشتری ہے۔ قادیانی کہتے ہیں خاتم النّبیین میں خاتم بمعنی نگینہ ہے اگر یہاں نگینہ مراد لیکر زینت کا معنی مراد لیا جائے اور کلام کا معنی یہ ہوں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کی زینت ہیں تو اس صورت میں آیت کو ختم نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا۔

<u>جواب ۱:</u> لیکن جب ہم اس کو اصول تفسیر پر رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض قرآن پر افترا ہے۔ اس کی ہرگز وہ مراد نہیں، جو قادیانی لینا چاہتے ہیں۔

اوّل تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنی زینت مراد لینا مجازی معنی ہیں اور جبکہ اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسب تصریحات علماء لغت وبلاغت واصول، معنی مجازی کی طرف جانیکی کوئی وجہ نہیں۔ دوسرے احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے یہ اس کے خلاف ہے۔

<u>جواب ۲:</u> یہ تفسیر اجماع اور آثار سلف کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل عرض کیا ہے۔

<u>جواب ۳:</u> ائمہ تفسیر کی شہادتیں بھی اس کے خلاف ہیں۔ پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنی تسلیم کرسکتا ہے؟ جو قواعد عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحات قرآن مجید کے بھی۔ احادیث متواترہ اور آثار سلف بھی اس کو رد کرتے ہوں اور ائمہ تفسیر بھی۔

<u>جواب ۴:</u> اور اگر اسی طرح ہر کس وناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی معنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں ''اقیمو الصلواۃ'' وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درود بھیجنا اور دعا کرنا مراد ہے جو لفظ صلواۃ کے لغوی معنی ہیں۔

اسی طرح آیت کریمہ ''فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ: ۱۸۵)'' وغیرہ جس میں روزہ کی فرضیت ثابت ہے۔ اس کا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہیکہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم رک جاؤ کیوں کہ لغت عرب میں صوم کے لغوی معنی صرف رک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکواۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنی اگر احادیث اور آثار سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت کئے جائیں تو مرزا قادیانی اور ان کے اذناب کی عنایت سے سارے فرائض سے چھٹی ہو جائے گی۔ بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مل جائے۔ (والعیاذ باللہ تعالی)

لیکن آیات مذکورہ میں صوم وصلواۃ اور حج وغیرہ کے الفاظ سے ان کے معنی لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ قرآن عزیز کی دوسری آیت اور احادیث متواترہ اور آثار سلف سے جو تعبیر ان کی ثابت ہے اس کے خلاف ہے اور اگر آج کوئی ان آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرنا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل وعالم یہی جواب دے گا ''اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰماً (الفرقان:۶۳)''

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہوسکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگرچہ خاتم بمعنی زینت مجازاً مراد لینا محتمل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال نصوص قرآن وحدیث اور تفاسیر سلف کے خلاف ہے۔ اس لئے اسی طرح مردود اور ناقابل قبول ہوگا، جس طرح صوم، صلواۃ، حج، زکواۃ، وغیرہ ارکان دین کے مشہور لغوی معنی لینا باتفاق مردود ہیں۔

لفظ خاتم کا مرزا قادیانی کے یہاں استعمال

مرزا قادیانی نے سینکڑوں مرتبہ لفظ خاتم استعمال کیا اور ان مقامات کے بغیر جہاں خاتم النّبیین کی تفسیر ''نبی ساز'' کرتے ہیں باقی ہر مقام پر اس لفظ کو ''آخری'' کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مثلاً

۱...... خدا تعالی نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا۔ جن میں سے ہر ایک حضرت موسی کی قوم میں سے تھا اور تیرواں حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا۔

(تحفہ گولڑویہ، خزائن ج۱۷ص۱۲۳)

۲...... ''یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ (خود مرزا قادیانی) اس امت کا خاتم الاولیاء ہے۔ جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ، خزائن ج۱۷ص۱۲۷)

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مرزا قادیانی نے لفظ خاتم کو باقی ہر مقام پر آخری کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ لیکن جب خاتم النّبیین کی تفسیر کرنے لگا تو کہا ''اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ص۱۰۰)

اور اس سے عجب تر یہ ہے کہ جب اپنے آپ کو خاتم الخلفاء والانبیاء قرار دیتا ہے تو لفظ خاتم کو پھر ''آخری'' کے مفہوم میں استعمال کرتا ہے۔

ایک شبہ

مرزائیوں کی جانب سے شبہ یہ ڈالا جاتا ہے کہ یہ تحریرات نومبر۱۹۰۱ء سے پیشتر کی ہیں۔ کہ جس وقت مرزا قادیانی کو نبوت نہیں ملی تھی، لہٰذا یہ تمام تحریریں منسوخ کہی جائیں گی۔

جواب: نبوت کا دعوی کفر ہے۔ دعوی نبوت کا تعلق عقائد سے ہے اور نسخ عقائد میں جاری نہیں ہوتا، احکام میں ہوتا ہے۔ ایوب بن موسیٰ ابوالبقاء نے نسخ کے بارے میں یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ نسخ کا تعلق احکام شرعیہ سے ہوتا

ہے۔موجبات عقلیہ اور عقائد سے نہیں ہوتا۔’’واعلم ان النسخ انما یجری فی الاحکام الشرعیۃ التی لھا جواز ان لا تکون مشروعۃ دون الاحکام‘‘ (کلیات ص۶۴۷) یہ ناممکن ہے کہ جو بات پہلے کفر کی تھی وہ بعد میں اسلام بن جائے۔ نیز انبیاء کفر سے قبل از نبوت بھی ایسے ہی پاک ہوتے ہیں جیسے بعد از نبوت۔ نیز بدعقل اور بدفہم کبھی نبی نہیں ہوسکتا جبکہ مرزا بدعقل اور بدفہم تھا۔

مرزائی جماعت سے ایک سوال؟

مرزا قادیانی کی ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دعوی نبوت سے پہلے مرزا قادیانی بھی خاتم النّبیین کے معنی وہی سمجھتا تھا جو تیرہ سو برس سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے اور اب دعوی نبوت کے بعد مرزا قادیانی خاتم النّبیین کے دوسرے معنی بیان کرتا ہے جس کی بناء پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہوگیا اور بقول مرزا جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶) ’’جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم خ ص۳۰۶ ج۲۱)

اب سوال یہ ہے کہ خاتم النّبیین کے کون سے معنی صحیح ہیں پس اگر خاتم النّبیین کے جدید معنی صحیح ہیں، تو یہ لازم آئے گا کہ تیرہ سو سال میں جس قدر بھی مسلمان گزر چکے وہ سب کافر اور بے ایمان مرے۔ گویا کہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اس وقت تک تمام امت کفر پر گزری اور دعوی نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے، کافر رہے اور پچاس برس تک جملہ آیات و احادیث کا مطلب بھی غلط سمجھتے رہے اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص تمام امت کی تکفیر و تضلیل کرتا، اور احمق و جاہل قرار دیتا ہو وہ بالاجماع کافر اور گمراہ ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی بالاجماع کافر اور گمراہ ٹھہرا۔

اور اگر خاتم النّبیین کے پہلے معنی صحیح ہیں جو تمام امت نے سمجھے اور مرزا صاحب بھی دعوی نبوت سے پہلے وہی سمجھتے تھے تو لازم آئے گا کہ پہلے لوگ تو سب مسلمان ہوئے اور مرزا صاحب دعوی نبوت کے بعد سابق عقیدہ کے بدل جانے کی وجہ سے خود اپنے اقرار سے کافر اور مرتد ہوجائیں۔

غرض یہ کہ خاتم النّبیین کے جو بھی معنی مراد لئے جائیں مرزا صاحب بہر صورت کافر ہیں اور غباوت اور بدفہمی بھی بہر دو صورت ان کے ساتھ ہے جو نبوت کے منافی ہے۔

تاویل نمبر ۷: مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں (حاشیہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰) میں تو آیت خاتم النّبیین کی تحریف کرتے ہوئے آیت کے معنی یہ بتلائے تھے کہ آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، لیکن اس سے بھی جب کام بنتا نظر نہ آیا تو ایک اور تاویل گھڑی اور (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۳۰) پر لکھا کہ ’’اور ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔‘‘

جواب ۱: ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النّبیین کے یہ معنی لغت اور عربی زبان کے اعتبار سے بھی ہوسکتے ہیں یا نہیں! اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نو ایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا اللہ کے رسول کے ہاتھ میں ہے جس پر آپ ﷺ چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں، اللہ کے ہاتھ میں نہیں! مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رو سے نبوت ایک اکتسابی چیز بن جاتی ہے! کہ جو کوئی آنحضرت ﷺ

کی مکمل پیروی کرلے وہ نبی بن جائے۔

ہاں ہم اس جگہ اس نوایجاد تفسیر کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور ﷺ کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن تحقیق سے پتہ چلا کہ مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آسکے اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں۔ تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ روحانی بقول مرزا ''نبی تراش'' ہو۔ اس کی توجہ روحانی ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی اور پھر ان کے بعد جن لوگوں کو آپ ﷺ نے خیر القرون فرمایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپ ﷺ کی پیروی کرکے آپ ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔

تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کرسکی۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا نے جنم لیا۔ تو اِس توجہ روحانی کا ثمرہ صرف ایک شخص بنا۔ معاذ اللہ، یہ قرآن کی تحریف کے ساتھ خود حضور پاک ﷺ کی کس قدر توہین ہے۔ نعوذ باللہ اور مرزا قادیانی کے بعد پھر آپ ﷺ کی توجہ روحانی معطل! (جیسا کہ گزشتہ حوالوں سے معلوم ہوئے) **نعوذ باللہ!**

جواب۲: خاتم النّبیین دو الفاظ سے مرکب ہیں۔ خاتم اور النّبیین۔ النّبیین جمع ہے نبی کی۔ عربی میں جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ مثلاً کتب، کم از تین کتابیں۔ مساجد کم از کم تین مسجدیں۔ اگر خاتم سے مراد نبی تراش مہر لی جائے تو خاتم النّبیین کی تفسیر ہوگی کہ کم از کم تین نبی بنانے والے مہر۔ لیکن مرزا صاحب اپنی آخری کتابوں میں اعلان کر چکے ہیں کہ وہ امت کے پہلا اور آخری نبی ہیں تو پھر اس جدید اور من گھڑت معنی کا فائدہ ہی کیا نکلا؟

آیت: ''یٰبنی آدم امّا یاتینّکم رسل منکم''

قادیانی: ''یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ (اعراف:۳۵)''

یہ آیت آنخضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ لہٰذا اس میں حضور ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کے بعد بنی آدم کو خطاب ہے۔ لہٰذا جب تک بنی آدم دنیا میں موجود ہیں، اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

جواب۱: اس آیت کریمہ سے قبل اسی رکوع میں تین بار ''یابنی آدم'' آیا ہے اور اول ''یابنی آدم'' کا تعلق ''اِھْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (البقرۃ:۳۶)'' سے ہے۔ ''اِھْبِطُوْا'' کے مخاطب سیدنا آدم علیہ السلام وسیدہ حواء ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں بھی آدم علیہ السلام کے وقت کے اولاد آدم کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ پھر زیر بحث آیت نمبر ۳۵ ہے۔ آیت نمبر ۱۰، سے سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے۔ اس تسلسل کے تناظر میں دیکھا جائے تو دو رکوع سے پہلے جو مضمون چلا آرہا ہے اس کی ترتیب وتنسیق خود ظاہر کرتی ہے کہ جب آدم وحواء کو اپنے اصلی مسکن (جنت) سے عارضی طور پر جدا کیا گیا تو ان کی مخلصانہ توبہ وانابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی میراث آبائی واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایات دی

جائیں۔ چنانچہ ھبوط آدم کا قصہ ختم ہونے کے بعد ''یَابَنِیْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاساً (اعراف:۲۶)'' سے خطاب شروع کر کے تین چار رکوع تک انہیں ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ تو حقیقت میں یہ خطاب اولین اولاد آدم علیہ السلام کو ہے اس پر قرینہ اس کا سباق ہے۔ تسلسل اور سباق آیات کی صراحۃً دلالت موجود ہے کہ یہاں پر حکایت کیا گیا ہے۔

جواب۲: قرآن مجید کے اسلوب بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی امت اجابت کو ''یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' سے مخاطب کیا جاتا ہے اور آپ ﷺ کی امت دعوت کو ''یَا اَیُّهَا النَّاسُ'' سے خطاب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی آپ ﷺ کی امت اجابت کو یابنی آدم سے خطاب نہیں کیا گیا۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ آیت بالا میں حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

ضروری وضاحت

ہاں البتہ ''یَا بَنِیْ اٰدَمَ'' کی عمومیت کے حکم میں آپ ﷺ کی امت کے لئے وہی سابقہ احکام ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہو گئے ہوں اور اگر وہ منسوخ ہو گئے یا کوئی ایسا حکم جو آپ ﷺ کی امت کو اس عمومیت میں شمول سے مانع ہو تو پھر آپ ﷺ کی امت کا اس عموم سے سابقہ نہ ہوگا۔

جواب۳: کبھی قادیانی کرم فرماؤں نے یہ بھی سوچا کہ بنی آدم میں ہندو، عیسائی، یہودی، سکھ، سبھی شامل ہیں۔ کیا ان میں سے نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر ان کو اس آیت کے عموم سے کیوں خارج کیا جاتا ہے؟ ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات وواقعات وقرائن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔ پھر بنی آدم میں تو عورتیں، ہجڑے بھی شامل ہیں۔ تو کیا اس عموم سے ان کو خارج نہ کیا جائے گا؟ اگر یہ کہا جائے کہ عورتیں وغیرہ تو پہلے نبی نہ تھیں اس لئے وہ اب نہیں بن سکتیں تو پھر ہم عرض کریں گے کہ پہلے رسول مستقل آتے تھے، اب تم نے رسالت کو اطاعت سے وابستہ کر دیا ہے۔ تو اس میں ہجڑے وعورتیں بھی شامل ہیں۔ لہٰذا مرزائیوں کے نزدیک عورتیں وہجڑے بھی نبی ہونے چاہئیں۔

جواب۴: اگر ''یَابَنِیْ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ'' سے رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو ''اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِنِّیْ هُدًی'' میں وہی یاتینکم ہے اس سے ثابت ہوا کہ نئی شریعت بھی آ سکتی ہے۔ تو مرزائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہوا۔ کیوں کہ تمہارے نزدیک تو اب تشریعی نبی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ خود مرزا نے کہا ''رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں'' (آئینہ کمالات، خزائن ج۵ ص۳۲۲) اگر کہا جائے کہ ''قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعاً'' قرینہ ہے کہ ھبوط آدم کے وقت کے لئے یہ آیت مخصوص ہے تو ہم عرض کریں گے کہ ''یابنی آدم'' قرینہ ہے کہ یہ حکم اولین اولاد آدم کو تھا۔ اس میں آپ ﷺ کی امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔ بلکہ حکایت حال ماضیہ کی کی گئی ہے۔

جواب۵: اما حرف شرط ہے۔ جس کا تحقیق ضروری نہیں۔ ''یاتینکم'' مضارع ہے اور ہر مضارع کے لئے استمرار ضروری نہیں۔ جیسا کے فرمایا ''اِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَداً (مریم:۲۶)'' کیا حضرت مریم قیامت تک زندہ رہیں گی اور کسی بشر کو دیکھتی رہیں گی؟ مضارع اگرچہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے مگر استمرار کے لئے قیامت

تک رہنا ضروری نہیں۔ جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے اس کے لئے مضارع استمرار سے تعبیر کرنا جائز ہے اس کی ایک مثال گزر چکی[1]۔

جواب۶: آیت زیر بحث میں ہے۔ ''یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ'' تو معلوم ہوا کہ آنے والے رسول شریعت لائیں گے۔ جیسا کہ مفسرین نے اور بالخصوص امام فخر الدین رازیؒ نے وضاحت کی ہے[2] اور جیسا کہ ''نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ'' سے ثابت ہے۔ تو یہ آیت مرزائیوں کے دعویٰ کے خلاف ہوئی کیونکہ ان کے نزدیک تو اب صاحب شریعت نبی نہیں آئیں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی شریعت کے اجراء کا قائل نہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ: ''میں حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء حقیقی معنوں کی رو سے سمجھتا ہوں اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہوں۔'' (سراج منیر، خزائن ج۱۲ ص۶)

جواب۷: (در منثور ج۳ ص۸۲) میں زیر بحث آیت ہذا لکھا ہے: ''یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ[3] رُسُلٌ مِّنْکُمْ (الآیۃ) اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی فقال ان اللہ تبارک وتعالیٰ جَعَلَ آدم وذریتہ فی کفہ فقال یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ ثم نظر الی الرسل فقال یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً''

[1] اس کی مزید چند مثالیں یہ ہیں: (۱) ''اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ (مائدہ: ۴۴)'' ظاہر ہے کہ تورات کے موافق حکم کرنے والے گزر چکے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کسی کو حتیٰ کے صاحب توراۃ کو بھی حق حاصل نہیں اس کی تبلیغ کا۔ (۲) ''وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاؤدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ (الانبیاء: ۷۹)'' تسبیح داؤد کی زندگی تک ہی رہی پھر مسدود ہوگئی۔ مگر ہر جگہ صیغہ مضارع کا ہے۔ (۳) ''وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ بَلَغَ (انعام: ۱۹)'' چنانچہ حضور ﷺ ایک زمانہ تک ڈراتے رہے مگر اب بلاواسطہ آپ کی انذار وتبشیر مسدود ہے۔

[2] بعض مرزائی جہلاء بحوالہ تفسیر کبیر مغالطہ دیتے ہیں کہ یہاں آیاتیسے مراد صرف قرآن ہے یعنی اب جو نبی آئیں گے وہ غیر تشریعی ہوں گے جن کا کام قرآن پڑھ پڑھ کر سنانا ہوگا۔ تو واضح رہے کہ امام رازیؒ نے یہاں تین اقوال ذکر کئے ہیں: ''فَقِیْلَ تِلْکَ الآیاتُ ھِی القرآن وقِیْلَ الدلائلُ وقِیْلَ الاحکامُ و الشرائعُ والاَوْلیٰ دخولُ الکلِّ فِیْہِ لِاَنَّ جمیعَ ھٰذہ الاشیاءِ الآیاتُ'' معلوم ہوا کہ امام رازیؒ نے قرآن کے ساتھ تخصیص نہیں کی یہ قادیانی دیانت داری کے دیوالیہ ہونے کی شہادت اور قادیانیوں کا نرا مغالطہ ہے اور بس۔

[3] دھوکے باز مرزائی یہاں پر مضارع اور نون تاکید کے بحث میں الجھا کر بیضاوی کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں: ''اتیان الرسل امر جائز غیر واجب'' اور ترجمہ یوں کرتے ہیں: ''رسولوں کا آنا جائز ہے اگرچہ ضروری نہیں۔'' اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا آنا ممکن ہے لیکن اسی کے آگے جملہ ''کما ظنہ اھل التعلیم'' کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے صاحب بیضاوی کا مقصد اور مراد واضح ہوتا ہے۔ بہرکیف شہاب علی البیضاوی نے کیا خوب قادیانیوں پر چپت رسید کیا ہے ملاحظہ ہو: ''ذکرہ بحرف الشرط. ارسال الرسل لھدایۃ البشر واقع ولیس بواجب عندنا وقالت الفلاسفۃ انہ واجب علی اللہ لانہ یجب علیہ تعالی ان یفعل الاصلح وھم یُسمون اھل التعلیم ......ولیس المراد بالرسل نبینا ﷺ وبنی آدم امتہ کما قیل فانہ خلاف الظاھر''

(شہاب علی البیضاوی ص۱۶۶)

ابی یسار سلمیٰ سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام اوران کی جملہ اولاد کو (اپنی قدرت ورحمت کی) مٹھی میں لیا اور فرمایا: ''یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ '' پھر نظر (رحمت) رسولوں پر ڈالی تو ان کو فرمایا: ''یاایھا الرسل''

غرض یہ کہ عالم ارواح کے واقعہ کی حکایت ہے۔

مرزائی عذر

اس آیت میں حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بنی آدم کو ہی خطاب ہے جیسے ''یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ'' میں کیونکہ اس میں مسجد کا لفظ ہے اور یہ لفظ محض امت محمدیہ ہی کی عبادت گاہ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

جواب: امم سابقہ کے لئے بھی مسجد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ سورہ کہف میں ہے ''قَالَ الَّذِیۡنَ غَلَبُوۡا عَلٰۤی اَمۡرِهِمۡ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیۡهِمۡ مَّسۡجِدًا (کہف: ۲۱)''

بالفرض والتقدیر اگر اس آیت کو اجرائے نبوت کی دلیل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قیامت کی صبح تک نبی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیوں کہ وہ بقول خود آدم کی اولاد ہی نہیں اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے۔ مرزا نے اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

اب اگر وہ بنی آدم میں سے تھا جیسا کہ ہمارا اس کے بارے میں ابھی تک خیال ہے تو پھر اسنے اپنی آدمیت کا انکار کر کے سفید جھوٹ بولا ہے اور جھوٹا آدمی نبی نہیں ہوسکتا اور اگر وہ واقعی دائرہ آدمیت سے خارج تھا تو پھر یابنی آدم والی آیت سے اس کی نبوت نہیں ثابت کی جاسکتی۔ اس لئے مرزائیوں کا اس آیت سے اجراء نبوت کی دلیل پیش کرنا سراسر لاحاصل کوشش ہے۔

شعر میں تاویل

مذکورہ بالا شعر میں مرزائی یہ تاویل کرتے ہیں کہ دراصل ہمارے حضرت صاحب بہت ہی منکسر المزاج تھے۔ اس کسر نفسی کی بناء پر انھوں نے یہ شعر کہہ دیا اس سے اپنا تعارف کرانا مقصود نہ تھا۔ لہٰذا یہ شعر ہماری بحث سے خارج ہونا چاہئے۔

تاویل کا تجزیہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی عقل مند آدمی ایسی تواضع نہیں کرتا کہ اپنے آدمی ہونے ہی کا انکار کردے، اور ساتھ میں اپنے کو بشر کی جائے نفرت (شرمگاہ) قرار دے۔ دوسری بات یہ کہ جو شخص متواضع ہوتا ہے وہ ہر جگہ اپنی تواضع اور کسر نفسی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک جگہ اپنے آدمی ہونے کا ہی انکار کردے اور دوسری جگہ اپنے کو دنیا کا سب سے عظیم المرتبت انسان قرار دینے لگے۔ لیکن اس الٹی منطق کا ارتکاب مرزاجی ایک نہیں بے شمار جگہ کرتے ہیں۔ چند ایک ان کی نام نہاد تواضع کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو مرزائیوں کی تاویل کا منہ چڑا رہے ہیں۔ دیکھئے!

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے[۱]
(دافع البلاء، خزائن ج۱۸ص۲۴۰)

روضۂ آدم کے جو تھا نامکمل اب تلک میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج۲۱ص۱۴۴)

کربلائے ست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم
آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمہ ابرار
آنچہ داداست ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم زکسے
(نزول المسیح، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

خود ہی سوچئے! کیا کوئی ہوش مند انسان ایسے متکبر اور گھمنڈی کو منکسر المزاج کہہ سکتا ہے؟ مرزا نے کہا، کربلائے ست سیر ہر آنم، تو مرزا کے بیٹے مرزا محمود نے اس پر یہ رنگ چڑھایا:

''حضرت مسیح موعود (مرزا مردود) نے فرمایا کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔'' (خطبہ محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا یہ منکسر المزاجی تھی؟

۲...... کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں اگر یہ عاجزی ہے تو تمام مرزائی اجتماعی طور پر مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کر کے عاجزی کریں اور اعلان کریں کہ وہ آدم زاد نہیں۔

۳...... ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار، تو انسان کی جائے نفرت دو مقام ہیں۔ مرزائی وضاحت کریں کہ وہ کون سی جگہ تھا۔ (**لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**)

آیت: ''مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ''

قادیانی: ''مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (نساء: ۶۹)''

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ نبی ہوں گے، صدیق ہوں گے، شہید ہوں گے، صالح ہوں گے۔ اس آیت میں چار درجات ملنے کا ذکر ہے اگر انسان صدیق، شہید، صالح بن سکتا ہے تو

[۱] استاذ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاتح قادیان نے یہ شعر اس طرح بدلا ہے۔
ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بدتر غلام احمد ہے (اللہ وسایا)

نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجوں کو جاری ماننا اور ایک کو بند ماننا تحریف نہیں تو اور کیا ہے اور اگر صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے، بذات خود صدیق اور شہید نہ تھے؟

جواب ۱: آیت مبارکہ میں نبوت ملنے کا ذکر نہیں اور نہ ہی کوئی اور درجہ ملنے کا یہاں ذکر ہے یہاں تو محض معیت اور رفاقت کا ذکر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے مذکورہ بالا چار لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ ''حَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقاً'' سے ظاہر ہے۔

جواب ۲: آیت میں معیت مراد ہے عینیت نہیں، معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرۃ ہی مراد ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے مسلمہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر جلالین شریف میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے:

''قال بعضُ الصحابةِ لِلنبی صلی اللہ علیہ وسلم کیفَ نراکَ فی الجنة وانت فی الدرجات العلی. ونحن اسفل منک فنز ل ومن یطع اللّٰہ والرسول فیما امر به فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیهم من النبیین والصدیقین. افاضل اصحاب الانبیاء لمبالغتهم فی الصدق والتصدیق. والشهداء القتلی فی سبیل اللّٰہ والصالحین غیر من ذکر وحسن اولئک رفیقاً. رفقاء فی الجنة بان یستمتع فیها برؤیتهم وزیارتهم والحضور معهم وان کان مقرهم فی درجات عالیة'' (جلالین ص۸۰)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات میں ہوں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے ہوگی؟ تو یہ آیت نازل ہوئی ''من یطع اللّٰہ والرسول'' یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء علیہم السلام کی زیارت و حاضری سے فیضیاب ہوں گے اگرچہ ان (انبیاء) کا قیام بلند و بالا مقام پر ہوگا۔

اسی طرح اما فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''من یطع اللّٰہ والرسول ذکروا فی سبب النزول وجوهاًالاول روی جمع من المفسرین ان ثوبان رضی اللہ عنہ مولی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید الحب لرسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل الصبر عنه فاتاه یوماوقد تغیر وجهه ونحل جسمه وعرف الحزن فی وجهه فسئله رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حاله فقال یا رسول اللّٰہ ما بی وجع غیر انی اذا لم اراک اشتقت الیک واستوحشت وحش شدیدحتی القاک فذکرت الآخرة فخفت ان لا اراک هناک لانی ان ادخلت الجنة فانت تکون فی الدرجات النبیین وانا فی الدرجة العبید فلا اراک وان انا لم ادخل الجنة فحینئذ لا اراک ابدا فنزلت هذه الآیة: من یطع اللّٰہ''

اس آیت کے کئی اسباب مفسرین نے ذکر کئے ہیں ان میں پہلا یہ ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ شیدائی تھے (جدائی) پر صبر نہ کر سکتے تھے ایک دن غمگین صورت بنائے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان کے چہرے پر حزن وملال کے اثر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی۔ تو انھوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ بس اتنا ہے کہ

آپ ﷺ کو اگر نہ دیکھوں تو اشتیاق ملاقات میں بے قراری بڑھ جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے قیامت کا تذکرہ کیا تو سوچتا ہوں کہ جنت میں داخلہ ملا بھی تو آپ ﷺ سے ملاقات کیسے ہوگی۔ اس لئے کہ آپ ﷺ تو انبیاء کے درجات میں ہوں گے اور ہم آپ ﷺ کے غلاموں کے درجہ میں اور اگر جنت میں سرے سے میرا داخلہ ہی نہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے ملاقات سے گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اس معیت سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔ ابن کثیر، تنویر المقیاس، روح البیان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔

حدیث نمبر۱: ''عن معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من قرء الف آیة فی سبیل اللہ کتب یوم القیامة مع النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقاً''

''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک ہزار آیت اللہ (کی رضا) کے لئے تلاوت کرے۔ طے شدہ ہے کہ وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہداء وصالحین کے ساتھ بہترین رفاقت میں ہوگا۔'' (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ج۱ ص۳۶۳، ابن کثیر ج۱ ص۲۳)

حدیث نمبر۲: ''قَالَ رسولُ اللّٰہِ ﷺ التاجرُ الصدُوقُ الامینُ مَعَ النبیین و الصدیقین و الشھداءِ''

''آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

(منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ص۲۰۹ ج۲' ابن کثیر ص۵۲۳ ج۱ طبع مصر)

مرزائی بتائیں کہ اس زمانہ میں کتنے امین وصادق، تاجر نبی ہوئے ہیں؟

حدیث نمبر۳: ''عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من نبی یمرض اِلّاخُیِّرَ بین الدنیا والآخرۃِ وکان فی شکواہُ الذی قُبِضَ اَخَذتہ مجة شدیدٌ سمعتُہ یقولُ مع الذین انعمتَ علیھم مِن النبیین فعلمتُہ اَنَّہ خُیِّرَ''

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر نبی مرض (وفات) میں اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرۃ میں۔ جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ اس مرض میں فرماتے تھے ''مع الذین انعمت علیھم من النّبیین'' اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو بھی (دنیا وآخرۃ میں سے ایک کا) اختیار دیا جا رہا ہے۔''

(مشکوٰۃ ص۵۴۷ ج۲۔ ابن کثیر ص۵۲۲ ج۱)

کتب سیر میں یہ روایت موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال کے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ''مع الرفیق الاعلی فی الجنة مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین'' (البدایہ والنہایہ ص۲۴۱ ج۵) رفیق اعلیٰ کے ساتھ جنت میں انعام یافتہ لوگوں۔ (یعنی انبیا، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ)

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں چونکہ نبی تو پہلے بن چکے تھے آپ ﷺ کی تمنا آخرۃ کی معیت کے متعلق تھی۔

ان تمام احادیث میں مع کا لفظ ہے۔ جو معیت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ان کو عینیت کے معنوں میں لینا ممکن ہی نہیں۔ محض اختصار[۱] سے یہ روایات درج کی گئی ہیں۔

درجات کے ملنے کا تذکرہ

قرآن کریم میں جہاں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر چہ باقی تمام درجات مذکور ہیں جیسے دیکھو!

۱...... ’’وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ (الحدید:۱۹)‘‘ ﴿اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔﴾

۲...... ’’وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّھُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ (عنکبوت:۹)‘‘ ﴿اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیئے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔﴾

۳...... سورۂ حجرات کے آخر میں محاربین فی سبیل اللہ کو فرمایا: ’’اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ‘‘

۴...... ’’من یطع اللّٰہ‘‘ میں من عام ہے۔ جس میں عورتیں بچے ہجڑے سب شامل ہیں۔ کیا یہ سب نبی ہو سکتے ہیں؟ اگر نبوت اطاعت کاملہ کا نتیجہ ہے تو عورت کو بھی نبوت ملنی چاہئے۔ کیونکہ اعمال صالحہ کے نتائج میں مرد وعورت کو یکساں حیثیت حاصل ہے جیسے فرمایا:

’’مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہ‘ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (النحل:۹۷)‘‘ ﴿کہ کوئی اچھا عمل کرتا ہے مرد یا عورت، اور وہ مومن ہے تو یقیناً اسے ایک پاک زندگی میں زندہ رکھیں گے اور ہم یقیناً ان کے بہترین اعمال کے جو وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔﴾

کیا اس میں آنحضرت ﷺ کا کمال فیضان ثابت نہ ہوگا کہ عورت جسے کبھی نبوت حاصل نہ ہوئی وہ بھی آپ ﷺ کے طفیل نبوت حاصل کرتی ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت ورسالت اطاعت کاملہ کا نتیجہ نہیں۔

۵...... کیا تیرہ سو سال میں کسی نے حضور ﷺ کی پیروی کی ہے یا نہ؟ اگر اطاعت اور پیروی کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اور اگر کسی نے بھی اطاعت وپیروی نہیں کی تو آپ ﷺ کی امت خیر امت نہ ہوئی بلکہ شرّ امت ہوگی

[۱] مزید چند روایتیں حسب ذیل ہیں: (۱) ’’عن انس ؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من احبنی کان معی فی الجنۃ‘‘ (ابن عساکر ج۳ ص۱۴۵) (۲) ’’عن عمر ابن مرۃ الجھنی ؓ قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللّٰہ ﷺ اشھدت ان لاالٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ وصلیت الخمس وادیت زکواۃ مالی وصمت رمضان فقال ﷺ من مات علی ھذا مع النبیین والصدیقین والشھداء یوم القیامۃ ھکذا ونصب اصبعیہ‘‘ (مسند احمد، ابن کثیر ج۱ ص۵۲۳) (۳) ’’قال علیہ السلام المرء مع من احب‘‘ (مسند احمد ج۳ ص۱۰۴)

(نعوذباللہ) جس میں کسی نے بھی اپنے نبی کی کامل پیروی نہ کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق خود شہادت دیدی ہے: ”کھیطِیُعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ (توبہ: ۷۱)“ یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ بتاؤ وہ نبی کیوں نہ ہوئے؟ اس لئے کہ اگر اطاعت کاملہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا جنہیں ”رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْعَنْہ“ کا خطاب ملا اور یہی رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے چنانچہ فرمایا: ”وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ (توبہ: ۷۲)“

۶...... مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔ (ایام الصلح، خزائن ج۱۴ ص۲۶۵) (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے دست و بازو تھے۔ (سر الخلافہ ج۸ ص۳۴۱) (۳) صدیق اکبر من بقیۃ طینۃ النبی تھے۔ (سر الخلافہ ج۸ ص۳۵۵) (۴) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آیت استخلاف کا مصداق تھے۔ (سر الخلافہ، خزائن ج۸ ص۳۵۲) (۵) صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھے۔
(فتح اسلام، خزائن ج۳ ص۲۱)

سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور کامل اتباع کا نمونہ تھے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۷...... اگر بفرض محال ایک منٹ کے لئے تسلیم کرلیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں نبوت ملتی ہے تو بھی اس آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی تخصیص نہیں۔ تم غیر تشریعی کی کیوں تخصیص کرتے ہو؟ اگر اس آیت میں نبوت ملنے کا ذکر ہے تو آیت میں النّبیین ہے المرسلین نہیں اور نبی تشریعی ہوتا ہے جیسا کہ نبی و رسول کے فرق سے واضح ہے۔ تو اس لحاظ سے تشریعی نبی آنے چاہئیں۔ یہ تمہارے عقیدہ کے بھی خلاف ہوا۔ مرزا کہتا ہے:

”اب میں بموجب آیت کریمہ ”وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ“ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔“
(حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

اس حوالہ سے تو ثابت ہوا کہ مرزا کو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نہیں بلکہ وہبی طور پر نبوت ملی ہے۔ تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال باطل ہوا۔

۸...... اگر اطاعت کرنے سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسبی چیز ہوئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہ“ لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبوت وہبی چیز ہے جو اسے کسبی مانے وہ کافر ہے۔

نبوت وہبی چیز ہے

۱...... علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ”الیواقیت والجواہر“ میں تحریر فرماتے ہیں: ”فَاِنْ قُلْتَ فَھَلِ النبوۃ مکتسبۃ اوموھوبۃ فالجواب لیست النبوۃ مکتسبۃ حتی یتوصل الیھا بالنسک و الریاضات کما ظنہ جماعۃ من الحمقاء...... وقد افتی المالکیۃ وغیرھم بکفر من قال ان النبوۃ مکتسبۃ“ (الیواقیت ج۱ ص۱۶۴، ۱۶۵) اگر تو کہے کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ محنت و کاوش،

سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ، از مترجم) کا خیال ہے۔ مالکی وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتوی دیا ہے۔

۲...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء میں لکھتے ہیں:

"من ادعی النبوة احد مع نبینا ﷺ او بعده...... او من ادعی النبوة لنفسه او جوز اکتسابها او البلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها...... وکذا من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة...... فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانه اخبر علیه السلام انه خاتم النبیین لانبی بعدی" (شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ج۲ص۲۴۶،۲۴۷)

ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی میں یا آپ ﷺ کے بعد جوکوئی کسی اور کی نبوت کا قائل ہویا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعوی کیا۔ یا پھر دل کی صفائی کی بنا پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا۔ یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا۔ اگر چہ نبوت کا دعوی نہ کیا تو یہ سب قسم کے لوگ نبی ﷺ کے دعوی "انا خاتم النّبیین" کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھرے۔

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت کے کسبی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدااور رسول کا عنصر رکھتا ہے اور ایسا عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماء کے نزدیک قابل گردن زدنی اور کافر ہے۔

مرزا قادیانی خود اقراری ہے کہ نبوت وہبی چیز ہے کسبی نہیں۔ اس نے لکھا ہے:

۱...... "اس میں شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی چیز ہے۔ کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔" (حمامۃ البشری، خزائن ج۷ص۳۰۱)

۲...... "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا۔ یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔ (چشمہ مسیحی، خزائن ج۲۰ص۳۶۵)

مرزائی عذر:۱

وہبی چیز میں بھی انسان کا دخل ہوتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ہے "یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثاً وَیَهَبُ لِمَنْ یَشَاءُ الذُّکُوْرَ (شوری:۴۹)" بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے۔ اس میں اگر مرد عورت اکٹھے نہ ہوں تو کچھ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ وہبی چیز میں بھی کسب کو دخل ہے۔

جواب: ہاں ٹھیک ہے کہ انسان کا اس عمل میں دخل ہے مگر لڑکا یا لڑکی عطا کرنے میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں ہے۔ چنانچہ بسا اوقات اس اختلاط سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ پڑھئے "وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْماً (شوری:۵۰)"

۹...... اگر نبوت ملنے کے لئے اطاعت وتابعداری شرط ہے تو پھر بھی غلام احمد نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی کامل اطاعت اور تابعداری نہیں کی جیسے: (۱) مرزا نے حج نہیں کیا۔ (۲) مرزا نے ہجرت نہیں کی۔ (۳) مرزا نے جہاد بالسیف نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو حرام کہا۔ (۴) مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے۔ (۵) ہندوستان کے قحبہ خانوں میں زنا ہوتا رہا مگر غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا بلکہ اس کے اور اس کے خاندان کے اس فعل قبیح میں ملوث ہونے کے پختہ ثبوت خود قادیانیوں نے ہی جمع کئے ہیں۔

(۶) ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں مگر مرزا جی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے۔ بلکہ خود مرزا جی ہی پانچ اور پچاس کا فلسفہ پڑھاتے رہے۔ اس عقدہ کو آج تک کوئی مرزائی حل نہیں کر سکا!

۱۰...... مرزا نے لکھا کہ: ''تم پنج وقت نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو کہ **اھدنا الصراط المستقیم**......یعنی اے ہمارے خدا اپنے منعم علیہم بندوں کی ہمیں راہ بتا، وہ کون ہے! نبی اور صدیق اور شہید اور صلحاء۔ اس دعا کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان چاروں گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ اس کے سایہ صحبت میں آ جاؤ۔''

(آئینہ کمالات، خزائن ج۵ ص۶۱۲)

نیز مرزا قادیانی خود تحریر کرتا ہے:

''الا تریٰ الی قول رسو ل اللہ ﷺ اذقال ان فی الجنۃ مکاناً لا ینالہ الا رجل واحد وارجو ان اکون انا ھو فبکی رجل من سماع ھذاالکلام وقال یا رسو ل اللّٰہ ﷺ لا اصبر علی فراقک ولا استطیع ان تکون فی مکان وانا فی مکان بعیدعنک محجوباً عن رؤیۃ وجھک وقال لہ رسول اللّٰہ ﷺ انت تکون معی و فی مکانی''

(حمامۃ البشریٰ، خزائن ج۷ ص۲۹۴)

اب صراحۃً مرزا کے کلام سے ثابت ہوا کہ معیت سے مراد معیت فی الجنۃ ہے اور معیت فی المرتبہ مراد نہیں تا کہ اجراء نبوت کا سوال پیدا ہو۔

۱۱...... یہ کہ مرزا قادیانی نے اہل مکہ کے لئے دعاء کی ہے اللہ تعالیٰ تم کو انبیاء ورسل وصدیقین وشہداء اور صالحین کی معیت نصیب کرے۔ جیسے (حمامۃ البشریٰ، خزائن ج۷ ص۳۲۵) میں لکھا ہے: ''**نسئلہ ان یدخلکم فی ملکوتہ مع الانبیاء والرسل والصدیقین والشھداء والصالحین** '' تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرزا دعا مانگ رہا ہے کہ اہل مکہ تمام کے تمام انبیاء ورسول بن جاویں؟ اگر یہی مراد سمجھی جاوے تو مرزا نے گویا اہل مکہ کے لئے نبوت حاصل کرنے کی دعا کی ہے اور یقیناً اس کی دعا منظور ہوئی ہوگی۔ کیونکہ مرزا کو خدا نے الہام میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ: ''**اجیب کل دعائک الافی شرکائک**'' میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔ (تذکرہ ص۲۶ طبع سوم) تو پھر یقیناً مکہ والے لوگ نبی ہو گئے ہوں گے؟

(عسل مصفٰی ج۱ ص۲۷۰) میں خدا بخش قادیانی نے کتاب (ماثبت بالسنۃ ص۴۶ مؤلفہ شیخ عبدالحق دہلوی) سے یہ عبارت نقل کی ہے: ''**ماوقع فی مرضہ انہ ﷺ خیر عند موتہ یقول فی آخر مرضہ مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین** '' جب حضور ﷺ مریض ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو موت کے وقت، حیات دنیا و آخرت میں اختیار دیا تو آپ ﷺ نے آخری مرض میں یہ آیت پڑھی۔ ''**مع اللذین انعم اللہ...... الخ**''

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کو کامل نبوت کے حاصل ہونے کے بعد بھی اپنی مرض موت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا گیا تھا، کہ دنیا کے ساتھیوں کی رفاقت پسند کرتے ہیں یا جنت والے ساتھیوں کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر دو مقام سے رفاقت مکانی مقصود ہے نہ کہ رفاقت مرتبی۔ کیونکہ یہ تو آپ ﷺ کو پہلے ہی سے حاصل تھی۔

۱۲...... نیز مع کا معنی ساتھ کے ہیں۔ جیسے: ''**اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ،اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا،مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہ، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ**''

نیز اگر نبی کی معیت سے نبی ہوسکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا خدا کی معیت سے خدا بھی ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ!

۱۳...... یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے۔ اس لئے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں۔ بغیر اس تائید کے اس کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے۔ اس لئے کہ مرزا نے لکھا ہے:

''جو شخص ان (مجددین) کا منکر ہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔'' (شہادت القرآن، خزائن ج۶ ص ۳۴۴)

۱۴...... اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی، بروزی؟ اگر نبوت کا ظلی، بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی و بروزی ہونے چاہئیں۔ حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی، بروزی ہونے کا قائل نہیں اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہئے۔ حالانکہ تشریعی اور مستقل نبوت کا ملنا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے یہ دلیل مرزائیوں کے دعوی کے مطابق نہ ہوئی۔

۱۵...... اس آیت سے چار آیت پہلے انبیاء و رسل کے متعلق فرمایا ہے: ''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (نساء: ۶۴) ''یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ وہ کسی دوسرے رسول کا مطیع اور تابع ہو اور آیت: ''وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ'' میں مطیعون کا ذکر ہے اور مطیع کسی بھی صورت میں نبی اور رسول نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ نبی اور رسول مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں (فافہم)

۱۶...... مرزائی ایک طرف تو دلیل بالا سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اطاعت رسول کے ذریعہ سے آدمی درجۂ نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ دوسری طرف خود ان کے حضرت صاحب نے اس بات کا اقرار و اعتراف کیا ہے کہ اطاعت کرنے حتی کہ فنافی الرسول ہوجانے سے بھی نبوت نہیں مل سکتی۔ بس زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہوسکتا ہے۔ اس اعتراف کے ثبوت میں چند حوالے پیش ہیں:

حوالہ ۱: ''جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے (جو اس سے قبل ذکر کی گئی) تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الورا ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پالیتا ہے۔ جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء و رسل کا نائب اور وارث ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیا میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے اور وہی حقیقت انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔ اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔ حقیقت ایک ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف رنگ کے، ان کے نام مختلف رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کے ملفوظات مبارکہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ محدث، نبی بالقوۃ ہوتا ہے اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا ہے اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں کہ ''المحدث نبیّ'' جیسا کہ کہہ سکتے ہیں ''العنب خمر نظراً علی القوۃ والاستعداد ومثل هذا المحمل شائع متعارف'' (ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز ج۳، ماہ اپریل ۱۹۰۴ء بعنوان اسلام کی برکات)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدثیت ہی ہے اور کامل اتباع سے جو ظلی نبی بنتا ہے وہ دراصل محدث ہوتا ہے اور یہاں جو محدث پر نبی کا حمل کیا گیا ہے وہ محض استعداد کی بنا پر ہے۔ یعنی اگر دروازۂ نبوت بند نہ

ہوتا تو وہ بھی نبی بن جاتا۔ جیسا کہ عنب پر خمر کا اطلاق قوت اور استعداد کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو خمر کا حکم ہے وہ عنب کا بھی حکم ہو۔ بلکہ دونوں کے احکام اپنی جگہ الگ الگ ہیں۔ اسی طرح اگر محدث پر نبی کا اطلاق بلحاظ استعداد کیا جائے گا تو دونوں کے احکام الگ الگ ہوں گے۔ نبی کا انکار کفر ہوگا اور محدث کی نبوت کا انکار کفر نہ ہوگا۔ حالانکہ مرزائی اپنے حضرت صاحب (ظلی نبی) کے منکرین کو پکا کافر گردانتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہوا مرزا غلام احمد کچھ کہیں۔ مرزائی کچھ کہیں اور آج کل کے جاہل کچھ کہیں! اسی سے اس لچر عقیدہ کے بطلان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حوالہ۲: مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔''

(ایام الصلح، خزائن ج۱۴ص ۲۶۵)

مرزا کو خود تسلیم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ظلی وجود تھے۔ پھر بھی وہ نبی نہ بن سکے۔ معلوم ہوا کہ اتباع نبی سے زیادہ سے زیادہ ظلی وجود تو مرزا کے نزدیک ہوسکتا ہے مگر نبوت نہیں مل سکتی۔ ورنہ قادیانی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ظلی نبی تسلیم کریں! ''**لو کان بعدی نبی لکان عمر** رضی اللہ عنہ'' حدیث نے عمر رضی اللہ عنہ کے نبی نہ ہونے کی صراحت کردی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''**قال علی** رضی اللہ عنہ **الا وانی لست نبی ولا یوحی الی**'' (ازالۃ الخفاء ص ۱۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خبردار! نہ میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی آتی ہے۔

حوالہ۳: ''صدہا ایسے لوگ گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ص ۳۴۶)

اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلا کہ اگرچہ صدہا لوگ ایسے گزر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر محمد یا احمد تھا مگر پھر بھی ان میں سے نہ کوئی نبی بنا اور نہ کسی نے دعوی نبوت کیا، نہ اپنی الگ جماعت بنائی اور نہ اپنے منکرین کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔ تو عجیب بات ہے کہ اتنے بڑے بڑے متبعین خدا اور رسول تو اس نعمت سے محروم ہی دنیا سے رخصت ہوگئے اور مرزا قادیانی جیسا کوڑھ مغز آدمی ظلی نبی کے ساتھ ساتھ حقیقی نبی بھی بن گیا۔

مرزائی عذر-۲

''**مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ مع**'' ''من کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم انبیاء وغیرہ میں سے ہوگا، نہ کہ محض ان کے ساتھ ہوگا اور اس کی مثال قرآن کریم میں بھی موجود ہے دیکھئے فرمایا گیا: ''**وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ، ای من الابرار**'' یعنی نیکوں میں سے بنا کر ہمیں وفات دیجئے۔

جواب: مرزائی عذر بچند وجوہ باطل ہے۔

الف...... پورے عرب میں کہیں بھی مع، من کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ اگر یہ من کے معنی میں آتا تو مع پر من کا دخول ممتنع ہوتا حالانکہ عربی محاوروں میں من کا مع پر داخل ہونا ثابت ہے لغت کی مشہور کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے: ''**ودخول من نحو جئت من معه. مع القوم**'' لہٰذا معلوم ہوا کہ من کبھی بھی مع کے معنی میں نہیں ہوسکتا۔ ورنہ ایک ہی لفظ کا تکرار لازم آئے گا۔

ب...... جب کوئی لفظ مشترک ہو اور دو معنی میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ کون سے معنی حقیقی ہیں اور کون سے معنی مجازی۔ جب تک حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو تو مجاز اختیار کرنا درست نہیں ہوتا۔ یہاں پر بہرحال مع رفاقت کے

معنی میں حقیقت ہے اور اس پر عمل کرنا یہاں ممکن بھی ہے۔ کیونکہ اگلے جملہ ''وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیقاً'' سے صاف طور پر رفاقت کے معنی کی تائید ہو رہی ہے۔ لہٰذا مع کو من کے مجازی معنی میں لے جانا ہرگز جائز نہ ہوگا۔

ج...... اگر مع کا معنیٰ من لیا جائے تو حسب ذیل آیت کے معنی کیا ہوں گے۔

ا...... ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرة:۱۵۳)'' کیا خدا اور فرشتے ایک ہوگئے۔

۲...... ''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (توبہ:۴۰)'' کیا حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خدا ایک ہوگئے۔

۳...... ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرة:۱۵۳)''

۴...... ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ' (فتح:۲۹)'' کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ صابروں کے جز ہیں یا یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ میں سے ہیں؟ دیکھئے کس طرح قادیانی تنکوں کا پل بناتے ہیں اور پھر اس پر زندہ ہاتھی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

د...... اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ مع بھی کبھی من کے معنی میں استعمال ہوا ہے یا ہوتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آیت مجوث عنہا میں بھی مع، من کے معنی میں ہے۔ کیا کسی مفسر یا مجدد نے یہاں پر مع کے بجائے من کے معنی مراد لیے ہیں؟

ہ...... مع، من کے معنی میں ہونے پر مرزائی جو آیات قرآنیہ تلبیس ومغالطہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی مع، من کے معنی میں نہیں۔ ہمارے اور مرزائیوں کے معتبر مفسر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ (جو مرزائیوں کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں (عسل مصفی ص۱۶۴ ج۱) نے آیت: ''وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ'' کی تفسیر فرماتے ہوئے مرزائیوں کے سارے کھروندے کوزمیں بوس کردیا ہے اور ان کی رکیک تاویل کی دھجیاں اڑادی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

''وفاتھم معھم ھی ان یموتوا علی مثل اعمالھم حتی یکونوا فی درجاتھم یوم القیامة قد یقول الرجل انا مع الشافعی فی ھذہ المسئلة ویرید به کونه مساویا له فی ذالک الاعتقاد'' (تفسیر کبیر ص۱۸۱ ج۳)

ان کا ان (ابرار) کے ساتھ وفات پانا اس طرح ہوگا کہ وہ ان نیکوں جیسے اعمال کرتے ہوئے انتقال کریں تاکہ قیامت کے دن ان کا درجہ پالیں۔ جیسے کبھی کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں اس مسئلہ میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اعتقاد رکھنے میں وہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ برابر ہیں۔ نہ یہ کہ وہ درجہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گیا۔

مرزائی عذر-۳

مرزائیوں نے اپنے باطل استدلال کی تائید کے لئے جھوٹ کا پلندہ تیار کیا ہے اور مشہور امام لغت راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول سے ان کے بیان کردہ معنی کی تائید ہوتی ہے وہ عبارت یہ ہے۔

''قال الراغب: ممن انعم علیھم من الفرق الاربع فی المنزلة والصواب النبی بالنبی والصدیق بالصدیق والشھید بالشھید والصالح بالصالح واجاز الراغب ان یتعلق من

النبی بقولہ ومن یطع اللّٰہ والرسول ای من النبیین ومن بعدھم“

(بحرالحیط للعلامہ اندلسی ص ۲۸۷ ج ۳)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ من النبیین ،انعم اللّٰہ علیھم سے نہیں بلکہ ومن یطع اللّٰہ سے متعلق ہے۔لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نبیوں وغیرہ میں سے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم کے ساتھ ہوگا اور یہاں ”یطع“ مضارع کا صیغہ ہے جو حال و مستقبل دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔لہٰذا ضروری ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسولوں کی اطاعت کرنے والے ہوں۔اگر نبوت کا دروازہ بند ہوگا تو اس آیت کے مطابق کون سا نبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا؟

ڈھول کا پول

مرزائیوں نے مذکورہ عبارت پیش کر کے انتہائی دجل وفریب کا مظاہرہ کیا ہے۔یہ حوالہ علامہ اندلسی کی تفسیر ”البحر المحیط“ سے ماخوذ ہے۔مگر انہوں نے اس قول کو نقل کر کے اپنی رائے اس طرح بیان فرمائی ہے:

”وھذا وجہ الذی ھو عندہ ظاھر فاسدمن جھۃالمعنی ومن جھۃ النحو“

(تفسیر البحرالمحیط ص ۲۸۷ ج ۳ بیروت) معنی اور نحو کے لحاظ سے یہ بات فاسد ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ قول بالکل مردود اور ساقط الاستدلال ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب میں اس طرح کی عبارت نہیں ملتی۔ان کی طرف یہ قول منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ان کی طرف قول بالا کی غلط نسبت ہونے پر ہمارے پاس دو قرینہ موجود ہیں۔دیکھئے:

پہلا قرینہ

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے صدیقین کی تفسیر میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔جس کا نام ”الذریعہ الٰی مکارم الشریعہ“ ہے۔آیت: ”ومن یطع اللّٰہ والرسول...الخ“ کا تعلق بھی اسی مضمون سے ہے اگر بالفرض امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مسلک ہوتا جو بحر محیط میں نقل کیا ہے تو اس کتاب میں ضرور نقل کرتے۔لیکن پوری کتاب میں کہیں اشارۃً وکنایۃً بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔

دوسرا قرینہ

اگر اس طرح کی عبارت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب میں ہوتی تو مرزائی مناظرین امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کی اسی کتاب سے حوالہ دیتے اور وہیں سے نقل کرتے کہ دلیل پختہ ہوتی۔لیکن وہ لوگ تو بحر محیط کی ایک عبارت لے کر لکیر پیٹتے رہتے ہیں۔کیونکہ اس کا اصل ماخذ کہیں ہے ہی نہیں۔

۱۷...... اگر درجے ملنے کا ذکر ہے تو بترتیب حاصل ہونے چاہئیں پہلے صدیق پھر شہید پھر صالح۔

مرزائی عذر-۴

مَعَ، بمعنیِ مِن ہے۔ابلیس کے متعلق ایک جگہ فرمایا: ”اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (الحج)“ دوسری جگہ فرمایا: ”لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (اعراف: ۱۱)“

جواب: ابلیس نے تین گناہ کئے تھے۔(۱) تکبر کیا تھا۔اس کا ذکر سورۃ ص کے آخری رکوع میں ہے:''کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْن''(۲) سجدہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔اس کا بیان سورۃ اعراف کے دوسرے رکوع میں ہے:''لم یکن من الساجدین''(۳) اس نے جماعت ملائکہ سے مفارقت کی تھی۔اس کا بیان سورۃ حجر کے تیسرے رکوع میں ہے:''اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السَّاجِدِیْنَ''
پس مع ہرگز من کے معنوں میں نہیں بلکہ دونوں کے فائدے الگ الگ اور جداگانہ ہیں۔جیسا کہ ظاہر ہیں۔

مرزائی عذر-۵

''اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا (نساء:۱۴۶)'' کیا توبہ کرنے والے مومن نہیں، مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔کیا ان کو اجر عظیم عطا نہ ہوگا؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ مؤمنین پر الف لام عہد کا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شروع سے خالص مومن ہیں ان سے کبھی نفاق سرزد نہیں ہوا، ان کی معیت میں وہ لوگ جنت میں ہوں گے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے مخلص مومن بن گئے۔پس ثابت ہوا کہ مع اپنے اصل معنی، مصاحبت کے لئے آیا ہے نہ کہ بمعنی من۔

آیت:''یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ''

قادیانی: ''یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (مومنون:۵۱)'' یہ آیت آپ ﷺ پر نازل ہوئی حضور ﷺ واحد ہیں اور رسل جمع کا صیغہ ہے۔پس ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد آنے والے رسول مراد ہیں۔جن کو یہ حکم ہے کہ میرے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ورنہ کیا خدا تعالیٰ وفات شدہ رسولوں کو حکم دے رہا ہے؟ کہ اٹھو پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص۴۶۷)
تبلیغی پاکٹ کے مصنف سے زیادہ ایک مرزائی سردار عبدالرحمٰن مہر سنگھ نے کمال کیا ہے۔اس نے بھلوال ضلع سرگودھا سے ایک اشتہار نکالا ہے۔جس کے جواب کے لئے بیس ہزار انعامی چیلنج کا اعلان ہے۔اشتہار کا عنوان ہے''پاک محمد نبیوں کا بادشاہ''اس میں اجراء نبوت کے دلائل دیتے ہوئے مندرجہ بالا آیت بھی پیش کی ہے۔جس کی تمہید اس نے اس طرح ذکر کی ہے کہ''آنحضرت ﷺ سے پیشتر کے انبیاء کی طرز زندگی خوراک، پوشاک وغیرہ سادہ ہوا کرتی تھی۔اکثر نبی، جو، اور کھجور پر گزارہ کر لیا کرتے تھے مگر زمانہ مستقبل میں آنے والے رسولوں کو فرمایا:''یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ''اے آنے والے رسولو! تمہارے زمانہ میں بے شمار پیسٹری اور مٹھائیاں اور نفیس اکل وشرب کی چیزیں تیار ہوں گی۔پرتم ان میں سے پاک اور صاف اور ستھری چیزیں کھایا کرنا جو کچھ تم کرو گے میں خوب جانتا ہوں۔اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ زمانہ مستقبل میں گوناگوں مٹھائیاں اور ٹوسٹ تیار ہوں گے۔یہ حکم حضور ﷺ، حضرت آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، ادریس علیہم السلام کے لئے نہیں دیا گیا تھا کہ قبروں سے اٹھو اور نہا دھو کر پاک اور طیب چیزیں کھایا کرو۔کیونکہ وہ ہزاروں سال سے بہشت میں مزے کر رہے ہیں۔پس یہ حکم آنیوالے امتی نبیوں کے متعلق آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا۔

(اشتہار مذکورہ ص۲)

جواب ۱: سورۃ مومنون کے دوسرے رکوع سے اس آیت کریمہ تک انبیاء سابقین کا ذکر ہے۔ سب سے آخر میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا: ''وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (مومنون:۵۰)'' ﴿ہم نے مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کو بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو بوجہ غلات میوہ جات ہونے کے ٹھہرنے کے قابل اور شاداب تھی۔﴾ اس سے اگلی آیت نمبر ۵۱، میں فرمایا: ''يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً'' ﴿اے میرے پیغمبرو: تم اور تمہاری امتیں نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اور میں تم سب کے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں۔﴾ اگلی آیت نمبر ۵۲ میں فرمایا: ''وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (المؤمنون:۵۲)'' ﴿اور ہم نے ان سب سے یہی کہا یہ ہے تمہارا طریقہ وہ ایک ہی طریقہ ہے (اور حاصل اس طریقہ کا یہ ہے کہ) میں تمہارا رب ہوں۔ سو تم مجھ سے ڈرتے رہو۔﴾

ان آیات میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ پاک اور نفیس اشیاء کا استعمال کرو۔ ''وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً''، یعنی اصول دین کا طریق کسی شریعت میں مختلف نہیں ہوا گویا انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی امتوں کے لئے نمونہ بننے کے لئے رزق حلال وطیب اور اپنا کردار صالح اپنانے کا ارشاد ہو رہا ہے۔ تو اصل حکم امتوں کو دینا مقصود ہے۔ قرینہ آیت نمبر ۵۴ ہے: جس میں فرقہ بازی کے ارتکاب پر تنبیہ کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ تفرقہ کا شکار امت ہوتی ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام۔ **فافهم وكن من الشاكرين!**

جواب ۲: **''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسو ل الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله طيب لايقبل الاطيباًوان الله امر المومنين لما امر به المرسلين. فقال يايها الرسل كلو من الطيبات واعملو ا صالحاً وقال الله تعالى ياايها الذين آمنوا كلوا من الطيبات ما رزقناكم''**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سوائے پاکیزگی کے کچھ قبول نہیں کرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے انبیاء کرام کو دیا تھا۔ کہ اے رسولو! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل صالح کرو اور ایسا ہی مسلمانوں کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! کھاؤ پاک رزق سے جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے۔

(مسلم شریف کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، مسند احمد ص ۳۲۸ ج ۲، ابن کثیر ص ۲۴۷ ج ۳)

اب نفس آیت کے مفہوم کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے صاحبزادے کو ایک اونچے محفوظ مقام، شاداب جگہ پر پناہ دی۔ اس واقعہ کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (حضرت مسیح ہوں یا اور رسول) ہم نے ان سب کو حکم دیا تھا کہ پاک چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں اس کو جانتا ہوں۔ یہ سب لوگ امۃ واحدہ تھے اور میں تم سب کا رب ہوں اور مجھ سے ڈرو۔ مگر اس تاکید کے بعد بھی انبیاء کے متبعین نے دین الٰہی میں پھوٹ ڈال دی اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہر فرقہ اپنی اپنی جگہ خوش وخرم ہے کہ ہم حق پر ہیں: ''فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (مومنون:۵۳)'' آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ: ''فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ (مومنون:۵۴)'' ''ان کو اس مدہوشی میں چھوڑ دیں وقت معین تک۔ یعنی موت تک یا قیامت تک کہ بالآخر میرے پاس آئیں گے۔ اپنے کئے کی پائیں گے (معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نبوت نہیں) اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انا والساعة كهاتين''

غرض یہ کہ آیات اپنے مطلب کو صاف صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ امر ہر ایک رسول کو اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہا ہے فَتَقَطَّعُوْا کی آیت نے تو بالکل بات واضح کر دی کہ ان امتوں کا ذکر ہے جن پہلی امتوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ گذشتہ واقعہ کی خبر و حکایت بیان کی گئی ہے نہ کہ آنے والے رسولوں کا ذکر ہے؟

جواب۳: مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی رسول یعنی اپنے آپ کو ہی صحیح مانتے ہیں۔ اسی طرح مرزا محمود اور بشیر احمد بھی آپ ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے قائل ہیں۔ تو پھر ایک کے لئے ''یا ایھا الرسل'' جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا؟ علاوہ ازیں اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں آنحضرت ﷺ اور بعد والا مرزا بھی معاذ اللہ مراد ہے تو پھر بھی یہ تثنیہ کا صیغہ چاہئے تھا نہ کہ جمع کا۔ الغرض کسی بھی احتمال پر قادیانی مفہوم صحیح ثابت نہیں ہو سکتا۔

نوٹ: حضرت ابو یسار سلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ''یابنی آدم'' کی بحث میں گذر چکی ہے۔ وہ اس مسئلہ پر ضرور دیکھ لی جائے۔

آیت: ''اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ اَحَداً''

قادیانی: ''وَاَنَّھُمْ ظَنُّوْا کَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ اَحَدًا (جن:۷)'' ﴿پہلے بھی کہتے تھے اللہ کسی کو مبعوث نہ کریگا۔ اب بھی کہتے ہیں یہ پرانی بات ہے نئی بات نہیں۔﴾

جواب۱: اس میں بعثت انبیاء کا ذکر نہیں بلکہ کفار کے بقول قیامت کے دن دوبارہ پیدا ہونے کا انکار ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کھڑا نہ کریگا۔ اس آیت کی وضاحت دوسری جگہ موجود ہے: ''زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ (تغابن:۷)'' تو ان کا انکار بعث بعد الموت سے ہے۔

جواب۲: قادیانی تحریف بھی بفرض محال تسلیم کر لیجائے تو بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ قول کفار ہے یہ کافر جنوں کا ظن تھا۔ جو غلط ہے۔ یہ خدائی فیصلہ نہیں۔ خدائی فیصلہ اب ختم نبوت کا ہے۔ کافر جنات کے قول غلط سے استدلال کر کے قادیانی کافر کی جھوٹی اور غلط نبوت کو ثابت کرنا۔ خدا تعالیٰ مرزائیوں کو مبارک کرے۔

جواب۳: جس وقت ان لوگوں نے کہا کہ اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس وقت نبوت جاری تھی۔ اب نبوت ختم ہے۔ جب جاری تھی تو اس کو بند کہنے والے کافر تھے۔ اب جب بند ہے تو اس کو جاری کہنے والے کافر ہوں گے۔

آیت: ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (جمعہ:۳)''

قادیانی: ''طائفہ قادیانیہ چونکہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت: ''ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (جمعۃ:۲،۳)'' کو بھی ختم نبوت کی نفی کے لئے پیش کر دیا کرتے ہیں۔ طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے امیین میں ایک رسول عربی ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس طرح بعد کے لوگوں میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔ (معاذ اللہ)

جواب ۱: مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے: ''خداوہ ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھلاتا ہے۔ اگرچہ پہلے وہ صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کررہا ہے۔ ایک دوسرے کی بھی تربیت کریگا جو انہی میں سے ہو جاویں گے۔''

گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے: ''**هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ**'' یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ کرام ؓ کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسے نبی کریم ﷺ نے صحابہ ؓ کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔ (آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ص ۲۰۸،۲۰۹)

ماحصل عبارت کا یہ ہے کہ بہ اقرار مرزا قادیانی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آخرین منھم میں بھی کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ بلکہ وہ آیت کا مطلب یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جیسے پہلے لوگوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام اپنے ذمہ رکھا تھا ویسے ہی بعد کے لوگوں کی تعلیم وتربیت بھی آنحضرت ﷺ ہی فرمائیں گے۔ نہ یہ کہ کوئی اور نبی آئے گا جو قادیان سے پیدا ہوکر ان کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کا نبی بنے گا۔

جواب ۲: بیضاوی شریف میں ہے''**وآخرین منهم عطف علی الامیین او المنصوب فی یعلمهم وهم الذین جاء وا بعد الصحابة الی یوم الدین فان دعوته وتعلیمه یعم الجمیع**'' آخرین کا عطف اُمیّٖن یا یُعَلِّمُهُمْ کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا۔ کہ آپ ﷺ کی تعلیم ودعوت صحابہ ؓ اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لئے عام ہے۔

خود آنحضرت ﷺ بھی فرماتے ہیں: ''**انا نبی من ادرک حیاً ومَنْ یُوْلَدُ بعدِی**'' صرف موجودین کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت اور ہمیشہ کے لئے ہادی ﷺ برحق ہوں۔

جواب ۳: ''**القرآنُ یُفَسِّرُ بعضه بعضاً**'' کے تحت دیکھیں تو یہ آیت کریمہ دعائے خلیل کا جواب ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تکمیل پر دعاء فرمائی تھی۔ ''**رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ** (بقرة:۱۲۹)''

اب زیر بحث آیت: ''**هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ** (جمعه:۲،۳)'' میں اس دعا کی اجابت کا ذکر ہے۔ کہ دعائے خلیل کے نتیجہ میں وہ رسول معظم ان امیوں میں مبعوث فرمایا لیکن صرف انہیں کے لئے نہیں بلکہ جمیع انسانیت کے لئے جو موجود ہیں ان کے لئے بھی جو ابھی موجود نہیں ہیں لیکن آئیں گے قیامت تک، سبھی کے لئے آپ ﷺ ہادی برحق ہیں جیسے ارشاد باری تعالی ہے: ''**یَآاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً** (اعراف:۱۵۸)'' یا آپ ﷺ کا فرمانا: ''**انی ارسلتُ اِلی الخلقِ کافةً**'' لہٰذا مرزا قادیانی دجال قادیان اور اس کے چیلوں کا اس کو حضور ﷺ کی دو بعثتیں قرار دینا۔ یا نئے رسول کے مبعوث ہونے کی دلیل بنانا سراسر دجالیت ہے۔ پس آیت کریمہ کی رو سے مبعوث واحد ہے اور مبعوث الیہم موجود وغائب سب کے لئے بعثت عامہ ہے۔

جواب۴: رسولاً پر عطف کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جو قید معطوف علیہ میں مقدم ہوتی ہے اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے چونکہ رسولاً معطوف علیہ ہے ''فی الامیین'' مقدم ہے۔ اس لئے ''فی الامیین'' کی رعایت ''وآخرین منھم'' میں بھی کرنی پڑے گی۔ پھر اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ ''امیین'' میں اور رسول بھی آئیں گے۔ کیونکہ امیین سے مراد عرب ہیں۔ جیسا کہ صاحب بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ''فی الامیّن ای فی العرب لان اکثرھم لا یکتبون ولا یقرؤن'' اور لفظ منھم کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ جبکہ مرزا عرب نہیں تو مرزائیوں کے لئے سوائے دجل وکذب میں اضافہ کے استدلال باطل سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جواب۵: قرآن مجید کی اس آیت میں ''بعث'' کا لفظ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اگر رسولاً پر عطف کریں تو پھر ''بعث'' مضارع کے معنوں میں لینا پڑیگا۔ ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا ممتنع ہے۔

جواب۶: اب آیئے دیکھئے کہ مفسرین حضرات جو قادیانی دجال سے قبل کے زمانہ کے ہیں۔ وہ اس آیت کی تفسیر میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

''قال المفسرون هم الاعاجم يعنون به غير العرب ای طائفة كانت قاله ابن عباس رضی اللہ عنہ وجماعة وقال مقاتل يعنی التابعين من هذه الامة الذين يلحقون باوائلهم وفی الجملة معنی جميع الاقوال فيه كل من دخل فی الاسلام بعد النبی ﷺ الی يوم القيامة فالمراد بالاميين العرب وبالآخرين سواهم من الامم'' (تفسیر کبیر ج۴ ص۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت مفسرین کہتے ہیں کہ آخرین سے مراد عجمی ہیں یعنی آپ ﷺ عرب وعجم کے لئے معلم ومربی ہیں اور مقاتل کہتے ہیں کہ تابعین مراد ہیں سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ امیین سے عرب مراد ہیں اور آخرین سے سوائے عرب کے سب قومیں جو حضور ﷺ کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے وہ سب مراد ہیں۔

''**وهم الذين جاؤا بعد الصحابة الی يوم الدين**'' (تفسیر ابوسعود) آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد قیامت تک آئیں گے (ان سب کے لئے حضور ﷺ ہی نبی ہیں) ''**هم الذين ياتون من بعدهم الی يوم القيامة**'' (کشاف ص۱۸۵ ج۳)

جواب۷: (بخاری شریف ص۷۲۷ ج۲، مسلم شریف ص۳۱۲ ج۲، ترمذی شریف ص۱۶۷ ج۲، مشکوٰۃ شریف ص۵۷۶) پر ہے:

''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال كنا جلوساً عند النبی فانزِلَتْ عليه سورةُ الجمعةِ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قال قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رسولَ اللّٰهِ فلم يُرَاجِعْهُ حتی سَئِلَ ثلاثاً وفينا سلمان الفارسی وضعَ رسولُ اللّٰه ﷺ يَدَهٗ عَلٰی سلمانَ ثم قال لو كان الايمانُ عند الثريا لَنَالَهٗ رِجَالٌ او رَجُلٌ مِنْ هٰؤلاءِ''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر باش تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ ''وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ'' تو میں نے عرض کی، کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی۔ حتیٰ کہ تیسری بار سوال عرض کرنے پر آپ ﷺ نے ہم میں بیٹھے

ہوئے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر چلا گیا تو یہ لوگ (اہل فارس) اس کو پا لیں گے۔« (رجال یا رجل کے لفظ میں راوی کو شک ہے مگر اگلی روایت نے رجال کو متعین کر دیا)

یعنی عجم یا فارس کی ایک جماعت کثیرہ جو ایمان کو تقویت دیگی اور امور ایمانیہ میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوگی۔ عجم و فارس میں بڑے بڑے محدثین، فقہا، مفسرین، مجددین، صوفیا، اسلام کے لئے باعث تقویت بنے۔ آخرین منھم سے وہ مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ وابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیکر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک سبھی اسی رسول ہاشمی ﷺ کے در اقدس کے دریوزہ گر ہیں۔ حاضر و غائب امیین و آخرین سبھی کے لئے آپ ﷺ کا در اقدس کھلا ہے آئے جس کا جی چاہے۔ اس حدیث نے متعین کر دیا کہ آپ ﷺ کی نبوت عامہ وتامہ وکافتہ ہے۔ موجود وغائب عرب وعجم سبھی کے لئے آپ ﷺ معلم ومزکی ہیں۔ اب فرمایئے کہ آپ ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر مبارک ہے یا کسی اور نئے نبی کے آنے کی بشارت؟ یقیناً نئے نبی کی بشارت کا خیال کرنا باطل و بے دلیل دعویٰ ہے۔

آیت: ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ''

قادیانی: کبھی کبھی آیت: ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران: ۸۰)'' اور آیت: ''وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (احزاب: ۷)'' سے استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب انبیاء سے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بھی ایک رسول کے آنے کا واقعہ پیش کر کے اس کی تصدیق کرنے کا اور اس رسول کو ماننے کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔ وہ رسول کون ہوگا جو سب انبیاء اور آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والا ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہے۔ نعوذ باللہ!

جواب ا: ہر دو آیات میں جس چیز کا خدا تعالیٰ انبیاء سے وعدہ لے رہے ہیں وہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ پہلی آیت لیں تو ایک بہت عظیم الشان نبی کی تصدیق کا وعدہ لیا جا رہا ہے جو آیت بتلا رہی ہے کہ وہ نبی اعلیٰ منصب رکھتا ہوگا۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام سے تاکیدی طور پر اس پر ایمان لانے کا وعدہ لے رہے ہیں اور جس کی امداد کے لئے سخت تاکید فرمائی جا رہی ہے۔ وہ تو آنحضرت ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی جیسے دجال کو اس میثاق ووعدہ کا مصداق ٹھہرانا جس قدر بعید از عقل ونقل ہے اس قدر دنیا میں اور کوئی ظلم ہو ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر خود مرزا قادیانی بھی اس ''ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ'' سے مراد آنحضرت ﷺ کو سمجھتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اُس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی...... اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔'' (حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳، ۱۳۴)

جب مرزا قادیانی نے اس کا مصداق رحمت دوعالم ﷺ کی ذات اقدس کو قرار دیا اور مرزائیوں کی لن ترانی کو مرزا نے درخور اعتنا نہیں سمجھا تو پھر ہم مرزائیوں کو کیوں گھاس ڈالیں؟

دوسری آیت میں تبلیغ واشاعت احکامات الٰہیہ پر وعدہ لئے جانے کا تذکرہ ہے۔

جواب۲: ’’ثم جآء کم‘‘ کے الفاظ قابل غور ہیں۔ان میں نبی کریم ﷺ کا تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف لانے کوثم کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔جو لغت عرب میں تراخی کے لئے آتا ہے۔جب کہا جاتا ہے کہ’’جاء نی القوم ثم عمر‘‘ تو لغت عرب میں اس کا یہی مفہوم و معنی سمجھا جاتا ہے کہ پہلے تمام قوم آ گئی پھر کچھ تراخی یعنی مہلت کے بعد سب کے آخر میں عمر آیا۔’’لهذا ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ‘‘ کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔یہ تو ختم نبوت کی دلیل ہوئی اور قادیانیت کے لئے نشتر جان!

جواب۳: تمام مفسرین کرام نے’’ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ‘‘ سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کو لیا ہے۔چنانچہ ابن کثیر اور جامع البیان میں حضرت ابن عباس ؓ کے حوالہ سے اس کی تفسیر یہ منقول ہے۔

’’مابعث اللّٰه نبیاًمن الانبیاء الا اخذ علیه المیثاق لئن بعث اللّٰه محمداوهو حی لیؤمنن به ولینصرنه وآصره ان یاخذ المیثاق علی امة لئن بعث محمد وهم احیاء لیؤمنن به ولینصرنه‘‘ (ابن کثیر ص۱۷۷، جامع البیان ص۵۵)

اللہ رب العزت نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس سے یہ عہد لیا کہ اگر تمہاری زندگی میں اللہ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا تو ان پر ضرور ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر اس نبی کو(جسے مبعوث کیا) حکم دیا کہ آپ اپنی امت سے پختہ عہد لیں کہ اگر اس امت کے ہوتے ہوئے وہ نبی (آخرالزماں) تشریف لائیں تو وہ امت ضرور ان پر ایمان لائے اور اس کی نصرت کرے۔

رسول کا لفظ نکرہ تھا مگر حضرت علی ؓ وابن عباس ؓ نے اس کی تخصیص کر کے اس سے انکار کی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔

جواب۴: ’’رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلاً. هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلاً.لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ. قَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ ذِکْراً رَسُوْلاً‘‘

ان آیات میں بھی رسول نکرہ ہے۔اگر ان کی تخصیص کر کے ان کا مصداق محمد عربی ﷺ کو لیا جاتا ہے تو’’جاء کم رسول‘‘میں کیوں نہیں لیا جاتا؟

آیت:’’وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ‘‘

قادیانی: اجرائے نبوت کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں:’’وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ (بقرہ:۴)‘‘یعنی وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔اس سے حضور ﷺ کے بعد وحی کا ثبوت ملتا ہے

جواب۱: اس جگہ آخرت سے مراد قیامت ہے۔جیسا کہ دوسری جگہ صراحةً فرمایا گیا:’’وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ (عنکبوت:۶۴)‘‘ آخری زندگی ہی اصل زندگی ہے:’’خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ (حج)‘‘ دنیا وآخرت میں خائب وخاسر:’’اَلْآخِرَةُ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ‘‘الحاصل قرآن مجید میں لفظ آخرت پچاس سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ مراد جزا اور سزا کا دن ہے۔حضرت ابن عباس ؓ سے (تفسیر ابن جریر ص۸۱ جلداوّل، درمنثور جلداوّل ص۲۷) پر ہے:’’**عن ابن عباس** ؓ **(وبالآخرة) ای بالبعث والقیامة والجنة والنار والحساب والمیزان**‘‘

۲-تفسیر مرزا قادیانی

طالب نجات وہ ہے جو خاتم النّبیین پیغمبر آخر الزماں پر جو کچھ اتارا گیا ہے ایمان لائے ''وبالآخرۃ ھم یوقنون'' اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا اور سزا مانتا ہو۔

(الحکم نمبر ۳۴، ۳۵، ج ۸، ۱۰/ اکتوبر ۱۹۰۴ء، خزینۃ العرفان ص ۸۷ ج ۱، الحکم نمبر ۲ ج ۱۰، مورخہ ۱۷/ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵، کالم ۲، ۳)

اس میں مرزا قادیانی نے ''بالآخرۃ ھم یوقنون'' کا ترجمہ، اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں کیا ہے اور پھر لکھتا ہے: قیامت پر یقین رکھتا ہوں۔

تفسیر از حکیم نورالدین خلیفہ قادیان:

''اور آخرت کی گھڑی پر یقین کرتے ہیں۔'' (ضمیمہ بدر مورخہ ۴ فروری ۱۹۰۹ء)

لہٰذا مرزائیوں کا ''وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ'' کا معنی آخری وحی کرنا تحریف وزندقہ ہے۔

۳...... قادیانی علم ومعرفت سے معریٰ ہوتے ہیں کیونکہ خود مرزا قادیانی بھی جاہل محض تھا اسے بھی تذکیر وتانیث واحد وجمع کی کوئی تمیز نہ تھی۔ ایسے ہی یہاں بھی ہے کہ ''الآخرۃ'' تو صیغہ مونث ہے جبکہ لفظ وحی مذکر ہے۔ اس کی صفت مونث کیسے ہوگی؟ دیکھئے قرآن مجید میں ہے ''اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ (عنکبوت: ۶۴)'' دیکھئے دارالآخرۃ مونث واقع ہوئی ہے۔ ''لھی'' کی مونث ضمیر آئی ہے۔ اور لفظ وحی کے لئے ''وحی، یوحی'' مذکر کا صیغہ مستعمل ہے تو پھر کوئی سر پھرا الآخرۃ کو آخری وحی قرار دے سکتا ہے؟ اسی طرح دوسرے کئی مقامات پر الآخرۃ کا لفظ قیامت کے لئے آیا ہے۔ دیکھئے یہاں صرف قیامت ہی کا تذکرہ ہے۔ جس کے لئے ہی ترکیب لائی گئی ہے۔ قادیانی عقل ودانش اور علم وتمیز سے بالکل معریٰ ہوتے ہیں۔ وہ اغراض فاسدہ کے حصول کے لئے اندھے بہرے ہوکر ہر قسم کی تحریف وتاویل اور جہالت وحماقت کا ارتکاب کرگزرتے ہیں۔

آیت: ''وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ''

قادیانی: ''وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (عنکبوت: ۲۷)'' یعنی ہم نے اس ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ابراہیم کی اولاد ہے اس وقت تک نبوت ہے۔

جواب۱: اگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے تو کتاب کا نزول بھی جاری ہی معلوم ہوتا ہے کہ حالانکہ یہ بات قادیانیوں کے نزدیک باطل ہے جو دلیل کتب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی اجرائے نبوت سے مانع ہے۔

جواب۲: قرآن مجید میں دوسرے مقام پر سیدنا نوح علیہ السّلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام دونوں کے متعلق ہے۔ ''وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ'' تو کیا سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد میں اب بھی قادیانی نبوت کو جاری مانیں گے۔ حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں۔

جواب۳: ''وجعلنا'' کا فاعل باری تعالیٰ ہیں تو گویا نبوت وہبی ہوئی حالانکہ قادیانی وہبی کی بجائے اب کسبی یعنی اطاعت والی کو جاری مانتے ہیں۔ تو گویا کئی لحاظ سے یہ قادیانی اعتراض خود قادیانی عقائد ومستدلات کے خلاف ہے۔

آیت: ’’ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ‘‘

قادیانی: ’’ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ (روم:۴۱)‘‘ اس تحریف میں متعدد آیات پیش کرتے ہیں۔ خلاصہ جن کا یہ ہے کہ جب دنیا میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول بھیجتا ہے۔

جواب ا: پہلی شریعتیں وقتی اور خاص خاص قوموں کے لئے تھیں ۔ چنانچہ حالات کے موافق احکامات نازل ہوتے رہے۔ مگر اسلام کامل واکمل ہے۔ محمد ﷺ کی بعثت سے دین کمال کو پہنچ گیا۔ قرآن نے ہدایت ورشد کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط اور تمام تفصیلات کے ساتھ دنیا میں روشن کر دیا اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی رہا اصلاح وتبلیغ کا کام تو یہ کام صالحین امت اور علماء دین کے سپرد ہے: ’’وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آل عمران:۱۰۴)‘‘ اور ’’العلماء ورثة الانبیاء (الحدیث)‘‘ اس پر شاہد ہیں۔

جواب:۲ خود مرزا نے بھی لکھا ہے کہ: ’’اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔‘‘ (نور الحق، خزائن ج۹ ص۳۳۹)

الحاصل مرزا قادیانی کے زیر نظر یہی آیت ہے مگر پھر بھی مرزا قادیانی اسی آیت کے ماتحت نبوت کی عدم ضرورت کو بیان کر رہا ہے۔ اور ختم نبوت کا قائل ہے۔ مرزائیہ قادیانی طائفہ اس سے نفی ختم نبوت کرنا چاہتا ہے مگر ان کا پیر ومرشد ختم نبوت کو ثابت کر رہا ہے۔ قادیانی بتائیں کہ سچا کون اور جھوٹا کون؟

آیت: ’’وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ‘‘

قادیانی: ’’وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلاً (بنی اسرائیل:۱۵)‘‘ جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے۔ یعنی بموجب قرآن، نزول آفات سماوی وارضی سے پہلے حجت پوری کرنے کے لئے رسول کا آنا ضروری ہے۔ موجودہ عذابات اس ضرورت پر گواہ ہیں۔

جواب ا: آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بے خبری اور لاعلمی میں ہلاک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول آکر حجت پوری کرتے ہیں تاکہ وہ گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کریں۔ مگر منکرین مخالفت کرتے ہیں جس کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ تمام جہان اور سب وقتوں، اور سب امتوں کے لئے ایک ہی نبی ہیں۔ اس لئے یہ تمام عذابات اسی رسالت کاملہ کی مخالفت کا باعث ہے۔ نیز جو عذابات مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کرنے سے پہلے دنیا میں آئے وہ کس نبی کے انکار کی وجہ سے آئے؟ اگر وہ آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے آئے تو اس زمانہ کے عذابات کو کیوں نہ آپ ﷺ ہی کی مخالفت کا نتیجہ قرار دیا جائے؟ کیا اللہ نے کوئی حد مقرر کی ہے؟ کہ تیرہ سو سال تک تو جو عذاب آئے گا وہ رسول اللہ ﷺ کے انکار کی وجہ سے آئے گا۔ پھر بعد میں کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے ہوگا اور اگر موجودہ عذابات مرزا

قادیانی کے انکار کی وجہ سے آ رہے ہیں، تو اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے کہ ان کی وجہ سے کتنے عرصہ تک عذاب آئے گا۔ ثابت ہوا کہ عذابات آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت کسی نئے نبی کو نہیں چاہتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کافۃ للناس کے لئے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے آنے سے حجت پوری ہو گئی ہے۔

جواب۲: اسی آیت کو مرزا قادیانی اپنے زیر نظر رکھتے ہوئے ختم نبوت کا قائل ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب صرف خلیفے آئیں گے۔ (ملاحظہ ہو شہادت القرآن، خزائن ج۶ ص ۳۵۲) اور اس کی امت اجرائے نبوت کی دلیل بنا رہی ہے۔

فیا للعجب!

جواب۳: عموماً دنیا میں مصائب تو آتے ہی رہتے ہیں تو کیا ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی ماننا ضروری ہوگا؟ اگر ہر عذاب کے موقع پر کوئی نبی، رسول، ہونا ضروری ہے تو بتایا جائے کہ:

۱...... آنحضرت ﷺ کے بعد جس قدر مصائب اور عذاب آئے وہ کن رسولوں کے باعث آئے؟

۲...... حضرت فاروق اعظم کی خلافت میں مرض طاعون پڑی جس سے ہزاروں صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

۳...... ۸۰ھ میں بہت سخت زلزلہ آیا تھا جس میں ہزاروں انسان مر گئے اور اسکندریہ کے منارے گر گئے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۵۸)

۴...... ۴۲۵ھ میں تمام دنیا میں زلزلے آئے اس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا لاکھوں انسان تباہ ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۸۶) یہ سب کس رسول کی تکذیب کے باعث ہوئے؟

۵...... اندلس اور بغداد کی تباہی کے وقت کونسا رسول تھا؟

۶...... انگلستان کا خطرناک طاعون ۱۳۴۸ء میں کس رسول کے باعث آیا؟

۷...... چنگیز و ہلاکو کے زمانہ میں لاکھوں قتل ہوئے۔

۸...... پہلی جنگ عظیم، زلزلہ بہار، اور دوسری جنگ عظیم، زلزلہ کوئٹہ، جاپان، اٹلی، کے وقت کونسا رسول تھا؟

۹...... اور اب جبکہ مرزا کو بھی مرے ہوئے سو سال سے زائد ہو گئے پھر بھی تباہیاں آ رہی ہیں تو اس وقت کونسا رسول ہے؟ معلوم ہوا کہ قادیانیوں کا استدلال محض ایک بکواس ہے اور بس!

جواب۴: (الف) اگر تیرہ سو سال تک جو عذاب آتے رہے وہ حضور پاک ﷺ کی تکذیب کے باعث تھا تو آئندہ قیامت تک جو عذاب آئیں گے وہ کیوں نہ آپ ﷺ کی تکذیب کے باعث قرار دیئے جائیں؟

(ب) یہ کہنا کہ اب کسی اور رسول کے باعث عذاب آتے ہیں یہ معنی رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ ختم ہو گیا۔ کیا مرزائی اس کا کھلا اعلان کریں گے؟

(ج) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مرزا کے کامل اتباع سے بھی نعمت نبوت مل سکتی ہے (اربعین نمبر۱، خزائن ص ۳۴۶ ج۱۷) مگر مرزائی مرزا کے بعد اور کسی نبی کا وجود ہی نہیں مانتے۔ پھر سوال یہ ہے کہ عذاب کی علت کس کو قرار دیا جائے؟

جواب۵: مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ، مرزا

سلطان محمدؒ ساکن پٹی۔ (مرزا کا رقیب اور بقول حضرت مولانا چنیوٹی مرزائیوں کی آسمانی ماں کو لے بھاگنے والا، محمدی بیگم کا خاوند) مولانا صوفی عبدالحق غزنویؒ، جو متنبّی قادیان کے اشد ترین مخالف تھے۔ حیرت ہے کہ مرزا کی تکذیب کے باعث ان لوگوں پر عذاب نہ آیا بلکہ یورپ کی اقوام پر عذاب آیا جنہیں مرزا قادیانی کی خبر تک نہ تھی۔ ’’تلک اذیً قسمة ضیزی‘‘

۶...... ’’وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلاً‘‘ سے اگر یہ ثابت کیا جائے کہ اور نبی آ سکتا ہے تو ’’وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلاَّ خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ‘‘ کا تقاضہ اور سنت الٰہی یہی ہونی چاہئے کہ ہر بستی میں رسول آئے۔ اگر قادیانی کہیں کہ آپ ﷺ کی نبوت کافۃ للناس ہے تو پھر کل عالم میں جہاں عذاب آئے گا وہ بھی آپ ﷺ کی تکذیب کے باعث آئے گا۔

۷...... عذاب کا باعث صرف نبوت کا انکار نہیں بلکہ اور بھی بے شمار وجوہات عذاب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ظلم سے عذاب آتا ہے۔ زنا سے عذاب آتا ہے۔ جھوٹی قسم سے عذاب آتا ہے۔ جس کے مرتکب خود مرزا قادیانی اور مرزائی ہیں۔

آیت: ’’ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِعْمَةً اَنْعَمَهَا (انفال ۵۳)‘‘

قادیانی: یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم پر کوئی نعمت کرتا ہے تو اس سے وہ نعمت دور نہیں کرتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدل لے۔ اگر اس امت پر خدا نے نبوت کی نعمت بند کر دی ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ امت بدکار ہو گئی ہے۔

جواب: اس آیت میں نعمت نبوت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ دیگر دنیوی نعمت کا ذکر ہے۔ جو آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس آیت کے پہلے بھی اور بعد میں بھی فرعون وغیرہ کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ئی نعمتیں بخشی تھیں۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کی تو خدا تعالیٰ نے ان پر تباہی ڈالی۔ کہاں نبوت اور کہاں دنیا کی نعمتیں خوشحالی وحکومت وغیرہ۔

نبوت ایک نعمت ہے قادیانی مغالطہ

قادیانی: نبوت بھی ایک نعمت ہے۔ امت محمدیہ ﷺ اس سے کیوں محروم ہو گئی ہے؟

جواب ا: نبوت تشریعی اور نزول کتاب بھی اس سے بڑھ کر نعمت ہے۔ کیا آپ ﷺ کے بعد کوئی نئی کتاب یا کوئی نئی شریعت نازل ہو سکتی ہے؟ نہیں تو پھر وہی اعتراض لازم آیا کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دنیا فیض شریعت سے محروم کر دی گئی، کیونکہ جس طرح انبیاء علیہم السلام آتے رہے اس طرح شریعت بھی وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہی اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ انعام شریعت بہ نسبت انعام نبوت کے بہت بڑا ہے۔

الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

الغرض نزول کتاب، ونبوت تشریعی بھی ایک بڑی نعمت ہے۔ جب یہ نعمت بوجود بند ہونے کے امت میں نقص پیدا نہیں کرتی تو اگر مطلق نبوت نعمت ہو تو اس کے ختم ہونے کی صورت میں بھی کوئی نقص لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ نعمت اپنے وقت میں نعمت ہوتی ہے۔ مگر غیر وقت میں نعمت نہیں ہوتی۔ جیسے بارش اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے مگر یہی بارش دوسرے وقت زحمت وعذاب ہو جاتی ہے۔

جواب ۲: ہم تو اس کے قائل ہیں کہ وہ نعمت پورے کمال کے ساتھ انسانوں کے پاس پہنچا دی گئی۔ ہم نعمت سے محروم نہیں ہیں بلکہ وہ اچھی صورت میں ہمارے پاس ہے۔ جس طرح سورج نکلنے سے کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی اس طرح آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں شجرۂ طیبہ (اسلام) کے متعلق ہے کہ: ''تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ (ابراھیم:۲۵)'' شجرہ اسلام قیامت تک ثمر بار اور فیضان رساں رہے گا۔ اس کا فیضان قیامت تک منقطع نہیں ہوسکتا۔ قادیانی اگر خود کو اس نعمت سے محروم سمجھتے ہیں تو ان کی یہ بدفہمی ہے اس کی اصلاح کرلیں۔

نیز اگر نبوت نعمت ہی ہے تو مرزا کے بعد بھی اس نعمت کے مظاہر وجود پذیر ہونے چاہئے، وہ کیونکر بند ہوگئے؟

آیت: ''وَاِذِابْتَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ''

قادیانی: ''وَاِذِابْتَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَایَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ (بقرہ:۱۲۴)''

اور جس وقت آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو رب اس کے نے، ساتھ کئی باتوں کے۔ پس پورا کیا ان کو۔ کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھ کو واسطے لوگوں کے امام اور میری اولاد سے، کہا نہ پہنچے گا عہد میرا ظالموں کو۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں: (۱) اوّل یہ کہ عہد نبوت نسل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ضرور پورا ہوگا۔ (۲) دوم یہ کہ جب نسل ابراہیمی ظالم ہوجائے گی تو ان سے نبوت چھین لی جائے گی۔ کیونکہ امت محمدیہ میں نبوت جاری نہیں۔ لہٰذا یہ امت ظالم ہوگئی اور اگر ظالم نہیں تو امت محمدیہ میں نبوت جاری ہے۔

جواب ۱: آیت کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ جو ظالم ہو اس کو یہ نعمت نہ ملے مگر ہر غیر ظالم کے لئے نبوت جاری نہیں۔ ہاں اگر نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہوتی تو پھر غیر ظالموں کو مل سکتی تھی۔ مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے ''**ماکان محمد ابااحدمن رجالکم الی قولہ وخاتم النبیین**'' مرزا قادیانی نے خود آیت ختم نبوت کا ترجمہ کیا ہے:

''محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کررہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔'' (ازالہ اوہام، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

جواب ۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی تھی جو قبول ہوگئی۔ مگر دکھاؤ کہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایسی دعا مانگی ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا: ''**ان النبوۃ والرسالۃ قدانقطعت فلارسول بعدی ولا نبی**'' (ترمذی شریف ص۵۱ ج۲ باب ذہبت النبوۃ) ثابت ہوا کہ نبوت جاری نہیں۔

جواب ۳: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں صاحب کتاب نبی بھی ہوئے ہیں۔ لہٰذا تمہارے قاعدے کے مطابق کوئی نبی صاحب کتاب بھی ضرور آنا چاہئے۔ حالانکہ تم اس کے خود قائل نہیں۔ جس دلیل سے صاحب کتاب نبی آنے کی ممانعت ہے وہی دلیل مطلقاً کسی نبی کے آنے سے مانع ہے۔

جواب ۴: اگر کہو کہ وہ جسے نبوت نہ ملے ظالم ہوتا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام امت محمدیہ ﷺ اب تک ظالم ٹھہرتی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد تمام قادیانی امت بھی ظالم ٹھہرتی ہے۔

جواب ۵: مذکورہ آیت تو یہ بتاتی ہے کہ جو لوگ آزمائشوں میں کامیاب ہوتے ہیں وہ دنیا میں امام بنائے جاتے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام اس امامت کے منصب سے پہلے بھی نبی بن چکے تھے۔ یہ امامت کس نوعیت کی تھی؟ لکھا ہے کہ: ’’خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازے پر قابض ہوگی اور تیری نسل سے دنیا کی ساری قومیں برأت پائیں گی۔‘‘ (پیدائش آیت:۱۷، ۱۸ باب ۲۲)

پھر فرمایا: ’’میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں۔‘‘ (پیدائش آیت:۷، ۸ باب ۷)

تو الحاصل آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی ذریۃ طیبہ کو دنیا میں سرفراز کرنے کا عہد تھا۔ جس کا اظہار ’’سورۃ حدید‘‘ کے آخر میں واضح کر دیا کہ ہم نے آپ کی اولاد میں کتاب اور نبوت کو مرتکز کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا جنہوں نے اس سلسلۂ انبیاء کے آخری فرد کامل کا اعلان کر دیا۔ اس فرد کامل نے تشریف لاکر سلسلۂ نبوت کا کلی اختتام وانقطاع کا اعلان فرما کر حقیقت واضح کر دی۔

آیت: ’’لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ‘‘

قادیانی: ’’ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ (النور:۵۵) ‘‘ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح خلیفے یعنی غیر تشریعی نبی ہوں گے۔

جواب ۱: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سلطنت عنایت کریگا نہ یہ کہ نبی خلیفہ ہوں گے ورنہ دوسری آیت کا کیا جواب ہے؟ کہ: ’’ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ (الاعراف:۱۲۹) ‘‘ قریب ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین کا بادشاہ بنا دے۔

اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم سب کو غیر تشریعی نبی بنا دے گا۔ ’’ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْمَآ اٰتٰکُمْ (انعام:۱۶۵) ‘‘ وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو دنیا میں جانشین بنایا اور بعض کے بعض پر درجات بلند کئے۔ تاکہ اس نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں آزمائش کرے۔

اس کا بھی ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غیر تشریعی نبی بنائے۔ تفسیر ’’معالم التنزیل‘‘ میں لیستخلفنھم کا معنی لکھتے ہیں: ’’ای لیورثنھم ارض الکفار من العرب والعجم فجعلھم ملوکا سادتھا وسکانھا ‘‘ یعنی مسلمانوں کو کافروں (عرب ہوں یا عجمی) کی زمین کا وارث بنائے گا اور ان کو بادشاہ اور فرمانروا اور وہاں کا باشندہ بنا دے گا۔ نہ یہ مطلب ہے کہ غیر تشریعی نبی بنا دے گا۔ نیز یہی آیت تو ختم نبوت پر دال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ اب بند ہے۔ آگے خلفاء ہی ہوں گے۔ پھر یہ کہ وعدہ خلافت بھی اس سے ہے جو مومن بھی ہو اور اعمال صالحہ بھی کرنے والا ہو۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان دونوں صفات سے موصوف نہ تھے؟ اگر تھے تو نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا دعویٰ انہوں نے کیوں نہ کیا اور اگر جواب نفی میں ہے تو یہ قرآن عظیم کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ان دونوں صفات سے موصوف تھی اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفہ بھی بنے مگر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ ان سے ثابت نہیں ہے۔

جواب۲: مرزائیو! اپنے پیرومرشد کی خبر لو کہ وہ اس آیت میں خلفاء سے کیا مراد لیتا ہے؟ چنانچہ خود مرزا نے اس آیت سے ایسے خلیفے مراد لئے ہیں جن کے مصداق خلفاء راشدین ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا آیت کے تحت مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

۱...... ’’نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔‘‘ (شہادت القرآن، خزائن ج۶ص ۳۵۵)

۲...... ’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہونگا اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے۔‘‘ (شہادت القرآن، خزائن ج۶ص ۳۳۹)

ان حوالوں میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کی اصلاح وتربیت کے لئے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ بلکہ انبیاء کے بجائے مجدد اور روحانی خلیفے یعنی وارثان محمد ﷺ آتے رہیں گے۔

۳...... ’’قرآن کریم نے اس امت میں خلیفوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرے کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔ مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔‘‘

(شہادت القرآن، خزائن ج۶ص ۳۳۹، ۳۴۰)

مگر افسوس مرزا صاحب نے بہت جلد قرآن کی اس تعلیم کو بھلا دیا اور خود نبوت کے مدعی بن بیٹھے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور وہ آنحضرت ﷺ کے جانشین تھے، لیکن نبی نہ تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی امت میں خلفاء ہی آیا کریں گے نبی ہرگز نہیں آئیں گے۔

جواب۳: (الف) ’’وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (النور:۵۵)‘‘ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تخصیص ہے۔ موعودلہم صحابہ ہیں ورنہ منکم نہ فرمایا جاتا۔

(ب) استخلاف فی الارض سے مراد زمین کی حکومت اور سلطنت ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت شریف میں: ’’وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ (الاعراف:۱۲۹)‘‘ مرزا حکمران تو کجا غلام ابن غلام تھا۔ پھر اس کو تشریعی یا غیر تشریعی نبوت سے کیا واسطہ۔

(ج) آیت میں وعدہ ہے کہ تمکین دین ہوگی۔ جب کہ لعین قادیان انگریزی عدالتوں کی زندگی بھر خاک چھانتا رہا۔

(د) آیت بتارہی ہے کہ خوف کے بعد امن ہوگا۔ مرزا کے امن کا یہ حال تھا کہ بوجہ خوف اپنی حفاظت کے لئے حفاظتی کتا رکھتا تھا اور محض خوف کی وجہ سے حج نہ کرسکا۔ ملاحظہ فرمایئے حوالہ۔

’’ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفعہ ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازہ پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔‘‘ (سیرت المہدی ج۳ص ۲۹۸)

(ہ) آیت میں ہے: ’’لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا (النور:۵۵)‘‘ مرزا کا حال یہ ہے کہ وہ آخری درجہ کا مشرک تھا۔ کیونکہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر پچاس سال سے زائد عرصہ قائم رہا۔ پھر خود ہی اس کو شرک قرار دیا۔ تو

بقول خود پچاس سال سے زائد عرصہ تک مشرک رہا۔ علاوہ ازیں مرزا کو الہام ہوا ’’انت منی بمنزلة ولدی‘‘ (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۸۹) اور یہ جملہ خالص کفریہ ہے۔

جواب۴: مرزا نے ’’سر الخلافۃ‘‘ نامی کتاب میں یہ آیت اور دیگر چند آیات لکھ کر ان آیات کے متعلق لکھا ہے: ’’فالحاصل ان هذه الآيات كلها مخبر عن خلافة الصديق وليس له محمل آخر‘‘ یہ آیات صدیق اکبر کی خلافۃ پر دال ہیں ان کا کوئی دوسرا محمل نہیں۔ معلوم ہوا کہ مرزا کے فیصلہ کے مطابق اس آیت سے اجرائے نبوت پر استدلال بے سود اور باطل ہے۔

آیت: ’’اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ‘‘

قادیانی: ’’اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ (مائدہ:۳)‘‘ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد لوگ منصب نبوت پر فائز ہوا کریں گے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ نے ہمیں نعمت تامہ دیدی ہے، تو سب سے اعلیٰ نعمت تو نبوت کی نعمت ہے وہ ضرور ہمیں ملنی چاہئے۔

جواب: اپنے گھر کی خبر لو! تمہارا پیر و مرشد اس آیت کو ختم نبوت کے لئے پیش کر رہا ہے اور تم اس سے نفی ختم نبوت کو ثابت کرنا چاہ رہے ہو۔ معلوم نہیں الٹی سمجھ کس کی ہے؟ ملاحظہ ہو: ’’اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ‘‘ اور آیت وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ‘‘ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔
(تحفہ گولڑویہ، خزائن ج۱۷ ص۱۷۴)

آیت: ’’يَتۡلُوۡهُ شَاهِدٌ مِّنۡهُ‘‘

قادیانی: ’’يَتۡلُوۡهُ شَاهِدٌ مِّنۡهُ (ہود:۱۷)‘‘ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک نبی شاہد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ’’اس کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جب اتنا عرصہ گزر جائے گا کہ پہلے دلائل قصوں کے رنگ میں رہ جائیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نیا گواہ آ جائے گا۔ اس جگہ خصوصیت کے ساتھ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ہی ذکر ہے۔
(مرزائی تفسیر کبیر ج۳ ص۱۶۶، بشیر الدین محمود)

جواب۱: قادیانیوں کا یہ کہنا کہ: ’’ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے۔‘‘ یہ گھر کا بنایا ہوا قاعدہ ہے جس پر کوئی نص قرآنی یا حدیث دلالت نہیں کرتی اور اگر یہ صحیح ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو پھر ان کے بعد ان کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آئے۔ پھر اس نبی کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آنا چاہئے۔ پس اس سے تسلسل لازم آئے گا جو باطل ہے۔

جواب۲: پھر سوچو کہ کیا مسلمان کا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے کہ جب تک مرزا قادیانی نبی نہ مانا جائے اس وقت تک آنحضرت ﷺ کی نبوت مشکوک اور مشتبہ ہے اور مرزا کی گواہی کی محتاج ہے؟ اور فرض کریں کہ اگر مرزا نہ آتا اور گواہی نہ دیتا تو آنحضرت ﷺ کی نبوت ہی شکی اور فرضی رہتی؟ نعوذ بالله من هذه الخرافات! یہ کس قدر لغو اور بیہودہ خیال ہے اور ہزار افسوس ہے ان قادیانیوں کے ایمان پر جن کے نزدیک ہمارے نبی ﷺ کی نبوت ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ جب مرزا نے نبی بن کر گواہی دی تو ثابت ہوئی۔

جواب۳: دراصل اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ مومن کے ہاتھ میں صرف ایک بینہ یعنی کتاب یا روشنی ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک کامل نمونہ بھی موجود ہے جو اس بینہ پر عمل کر کے اس کے راستہ کو بالکل صاف کر دیتا ہے اور مومن کے اندر بھی اس کتاب پر عمل کرنے کی طاقت پیدا کر دیتا ہے اور اسی طرح کتابوں کا نازل کرنا اور انبیاء کو ان کتابوں کی عملی تعلیم کا نمونہ بنانا یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آگے جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر آتا ہے وہ سب اپنی امتوں سے یہی خطاب کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف سے ایک بینہ پر ہیں۔ کیوں کہ ہر نبی کی وحی اس کے حق میں بینہ ہی ہے۔ مگر اس میں ایک دوسری غرض یہ بھی ہے کہ یہ بینہ یعنی قرآن ایسی صاف ہے کہ اس کی شہادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اور پہلی امتوں میں بھی ہے۔

جواب۴: اس آیت شریفہ میں ’’یتلوہ شاھد منہ‘‘ سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقامات پر آپ ﷺ کے مشاہد ہونے کا ذکر ہے۔ ’’وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا (نساء: ۴۱) ویکون الرسول علیکم شھیداً (بقرہ: ۱۴۳)‘‘ معلوم ہوا کہ آیت ’’یَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ‘‘ میں آپ ﷺ ہی کی ذات مراد ہے یعنی سرور کائنات ﷺ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ کیونکہ اگر اس سے مراد مرزا ہے۔ معاذ اللہ! تو سوال یہ ہے کہ کیا مرزا غلام احمد تک قرآن نہیں پڑھا گیا؟

جواب۵: اگر شاہد سے مراد مرزا ہے اور یہ قرآن کی آیت کا مصداق ہے تو کیا چودہ سو سال میں اہم امر جو مدار ایمان تھا اس کا کہیں کسی زمانہ میں تذکرہ ملتا ہے جبکہ مرزا نے خود لکھا ہے۔

’’مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر شائع ہوتی رہیں۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین خ ص ۶۲ ج ۲۰)

اس کا تذکرہ نہ ملنا بقول اس کے واضح دلیل ہے اس بات کی کہ اس آیت کا مصداق مرزا ہرگز ہرگز نہیں۔

آیت: ’’حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ‘‘

قادیانی: ’’مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ (آل عمران: ۱۷۹)‘‘

خدا تعالیٰ ہر مومن کو اطلاع غیب نہیں دیتے بلکہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے گا بھیجے گا۔

(مرزائی پاکٹ بک ص ۴۵۰)

جواب۱: آیت مذکورہ بالا میں ’’بھیجے گا‘‘ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اس آیت میں یہ لفظ قطعاً نہیں۔ البتہ اطلاع علی الغیب کی خبر ہے جو غیر نبی کو بھی تمہارے نزدیک ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ مرزا نے لکھا ہے۔

’’یہ بھی ان کو معلوم رہے کہ تحقیق وجود الہام ربانی کے لئے جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک اور بھی راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں۔ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں۔ جن کا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ اوّل ص ۲۳۸)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر نبی کو بھی مرزائیوں کے نزدیک اطلاع علی الغیب ہوتی رہتی ہے اور اسی کتاب کے ص۸۰ پر مرزا نے لکھا ہے کہ ’’وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے۔‘‘

نیز رسلاً میں عموم ہے اور قادیانیوں کا دعوی خاص ہے دعوی کے مطابق دلیل نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کی دلیل باطل ٹھہری۔ اور یجتبی میں اللہ فاعل ہے جس سے مستقل نبی کا چننا ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ قادیانی لوگ مستقل نبی آنے کے قائل نہیں۔

جواب۲: حکیم نور الدین نے یہی آیت مرزا کے مرنے پر پڑھ کر بیان کیا کہ یہ مومنوں کا امتحان اور جانچنا ہے اور دوسرے امتیاز بین المخلصین والمنافقین ہے۔ لہٰذا اس آیت سے صرف ابتلا مراد ہے جیسا کہ مرزا کی موت پر تم کو آزمائش میں ڈالا گیا۔ (ریویو آف ریلیجنز بابت جون، جولائی ۱۹۰۸ء ص۲۲۵ ج۷)

حکیم نور الدین نے اس آیت کو کسی نبی کے آنے پر نہیں پڑھا تھا کہ اجرائے نبوت ثابت ہو بلکہ مرزائیوں کے جھوٹے نبی کے جانے پر پڑھا تھا۔ مرزائی خلیفہ نے بھی ثابت کر دیا کہ اسے اجرائے نبوت کی دلیل بنانا حماقت ہے۔

جواب۳: ’’حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ‘‘ میں مرزائیوں کا یہ کہنا کہ تمیز پہلے ہو چکی تھی یہ بھی غلط ہے کیونکہ سورۂ توبہ میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے جو نزول کے اعتبار سے آخری ہے: ’’وَمِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُھُمْ نَحْنُ نَعْلَمُھُمْ سَنُعَذِّبُھُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ (توبہ: ۱۰۱)‘‘ (آل عمران:۱۱۹) میں ہے: ’’وَاِذَا لَقُوْکُمْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ‘‘ تو یہ تمیز مومنوں اور منافقوں میں ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالی ہر ایک کو نہیں بتائے گا اور تمیز ہو گی۔

جواب۴: اجتباء کا معنی کسی لغت کی کتاب میں بھیجنا نہیں ہے۔ آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے: ’’اور اللہ ایسا نہیں کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ دے جس پر (اے گروہ کفار و منافقین) تم ہو (بلکہ خدا انہیں اس حالت سے بلند کرنا چاہتا ہے) یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ (اور مومنین سے ہر قسم کی ایمانی اور عملی کمزوریاں دور کر دے) اور اللہ تعالیٰ ایسا بھی نہیں کہ تم کو (اپنی ہدایت وقوانین کے) غیب پر اطلاع دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (اس مرتبہ پر) فضیلت بخشتا ہے۔ (جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو چنا) سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہیں بڑا اجر ملے گا۔‘‘

گویا اس آیت میں رسولوں کے سلسلہ جاری رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جواب۵: سوال کرنے والوں نے کہا تھا کہ ہمیں فرداً فرداً غیب پر کیوں اطلاع نہیں دی جاتی؟ جواب میں فرمایا: یہ رسول کا کام ہے۔ آئندہ بعثت رسل کے متعلق نہ کسی نے سوال کیا نہ جواب دیا گیا۔

جواب۶: یہ کہنا کہ آئندہ رسول آئے گا یہ مطلب رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ خبیث وطیب میں امتیاز نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے: ’’یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰئِثَ (الاعراف:۱۵۷) جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقاً (بنی اسرائیل: ۸۱)‘‘ حق آ گیا اور باطل ہلاک ہو گیا۔ بیشک باطل ہلاک ہونے والا ہی تھا۔ پس حق و باطل میں حضور ﷺ کے ذریعہ امتیاز قائم ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مدعیان ایمان کو اسی طرح (منافق ومخلص مومن ملے جلے) رہنے دے حتی کہ وہ بدباطن منافق اور مخلص مومن کے درمیان بالکل تمیز قائم کر دیگا۔ چنانچہ تمیز کلی طور پر غزوۂ تبوک تک مکمل ہوگئی۔ مخلص مومن لوگ باقی رہ گئے اور منافق چھٹ گئے۔ حتیٰ کہ منافقین کے نام لے لے کر مسجد نبوی سے اٹھا دیا گیا تھا۔

آیت: ’’صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ‘‘

قادیانی: ’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ‘‘ اے اللہ ہم کو سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا جن پر تو نے اپنی نعمت نازل کی۔ گویا ہم کو بھی وہ نعمتیں عطا فرما جو پہلے لوگوں کو عطا کی گئیں۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں کیا تھیں۔ قرآن مجید میں ہے: ’’یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَاءَ وَجَعَلَکُمْ مُلُوْکاً (مائدہ: ۲۰)‘‘ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم تم اپنے خدا کی نعمت یاد کرو جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔ تو ثابت ہوا کہ نبوت اور بادشاہی دونوں نعمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کسی قوم کو دیا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اور خود ہی نبوت کو نعمت قرار دیا ہے اور دعا کا سکھانا بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی قبولیت کا فیصلہ فرما چکا ہے۔ لہٰذا امت محمدیہ میں نبوت ثابت ہوئی۔

(احمدیہ پاکٹ بک ص۴۶۶،۴۶۷ آخری ایڈیشن)

جواب۱: اس آیت میں منعم علیہم کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ’’لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: ۲۱)‘‘

جواب۲: اگر انبیا کی پیروی سے آدمی نبی بن سکتا ہے تو کیا خدا کی پیروی سے خدا بن جائے گا؟ جیسا کہ خدا کا فرمان ہے: ’’اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْہُ (انعام: ۱۵۳)‘‘ اور کیا گورنر کے راستہ پر چلنے والا گورنر بن سکتا ہے؟ یا چپڑاسی کے راستہ پر چلنے والا چپراسی بن جاتا ہے؟

جواب۳: نبوت دعاؤں سے نہیں ملا کرتی۔ اگر نبوت دعاؤں سے ملے تو نبوت کسبی ہو جائے گی۔ حالانکہ نبوت وہبی ہے۔ ’’اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہ‘ (انعام: ۱۲۴)‘‘

جواب۴: حضور ﷺ نے بھی یہ دعا مانگی تھی حالانکہ آپ ﷺ اس سے پہلے نبی بن چکے تھے۔ آپ ﷺ کا ہر نماز میں ’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ‘‘ کے الفاظ سے دعا کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس سے حصول نبوت مراد نہیں۔

جواب۵: تیرہ سو برس میں اگر کوئی نبی نہ بنا تو کیا کسی کی بھی دعا قبول نہ ہوئی؟ جس مذہب میں کروڑوں لوگوں کی دعا قبول نہ ہو وہ خیر امت نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ اس کو کہلانے کا حق ہے۔

جواب۶: ’’اھدنا‘‘ صیغہ جمع کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی بنائے۔ اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی بھی دعا قبول نہ کی۔ کیونکہ اگر دعا قبول ہوئی ہوتی تو مرزا قادیانی کے سب پیروکاروں کو نبی ہونا چاہئے تھا۔ مگر ایسا نہ ہوا، اور اگر سب نبی ہی بن جائیں تو سوال یہ ہے کہ پھر امتی کہاں سے آتے؟ کیا مرزائیوں میں سے کوئی

نبوت چھوڑ کر امتی بننے کے لئے تیار ہے؟

جواب ۷: یہی دعا عورتوں کو بھی سکھائی گئی ہے۔ تو کیا وہ بھی منصب نبوت پر فائز ہوسکتی ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ دعا انھیں کیوں سکھائی گئی ہے؟ اور اگر ہاں میں ہے تو یہ تمہارے خلاف ہے۔

جواب ۸: نبوت اور بادشاہت دونوں خدا کی نعمت ہیں جیسا کہ مرزائی سوال میں بھی اعتراف کیا گیا ہے۔ تو مرزائی بتائیں کہ ان کے قول کے مطابق مرزا نبی تو بنا مگر بادشاہ نہ بنا تو کیا آدھی دعا قبول ہوئی؟

جواب ۹: شریعت اور کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت بلکہ نعمت عظمٰی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے ''وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ (بقرة: ۲۳۱)'' تو پھر قادیانیوں کے ہاں اس پر پابندی کیوں ہے؟ اگر دعا سے نبوت لینی ہے تو پھر نعمت تامہ یعنی تشریعی نبوت لینی چاہیے تاکہ مکمل نعمت حاصل ہو۔ حالانکہ مرزائی اس کے قائل نہیں۔

جواب ۱۰: مرزا قادیانی اس آیت کے تحت لکھتا ہے: ''پس اِس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا اُن کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو۔'' (شہادت القرآن، خزائن ج۶ص ۳۵۲)

اس آیت سے مراد مرزا قادیانی وہ ظلی نبی لیتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں چلے آتے ہیں۔ جن سے دنیا کبھی خالی نہیں رہی۔ مگر مرزا کی امت، حضور پاک ﷺ کے بعد اور مرزا سے پہلے کسی کو بھی نبی تسلیم نہیں کرتی۔ معلوم ہوا کہ مرزا کچھ کہتا ہے اور اس کی امت کچھ کہتی ہے۔ اب مرزائی فیصلہ کریں کہ وہ درست کہتے ہیں یا انکا متنبّی مرزا؟

جواب ۱۱: نعمت سے مراد نبوت کا ملنا نہیں۔ کیونکہ یہ نعمت حضرت مریم علیہا السلام پر بھی نازل ہوئی: ''اُذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ (المائدہ: ۱۱۰)'' اے عیسیٰ میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کی۔ ایسا ہی زید ابن حارثہؓ پر انعام ہوا: ''اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (الاحزاب: ۳۷)'' اسی طرح سب مسلمانوں پر انعام الٰہی ہوا کہ بھائی بھائی بن گئے ''وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (آل عمران: ۱۰۳)'' ان سب مقامات پر نعمت ملنے کا ذکر ہے۔ لیکن اس سے نبوت لازم نہیں آتی اسی طرح زیر بحث آیت میں بھی نعمت سے مراد نبوت ملنا لازم نہیں۔

جواب ۱۲: اس دعا میں منعم علیہم گروہ کی طرح استقامت کی راہ پر گامزن رہنے کی تمنا ہے۔ کیونکہ جو ممکن انعامات ہیں اسی راہ پر ملیں گے مثلاً ہر قسم کے انوار و برکات اور محبت و یقین کامل اور تائیدات سماویہ اور قبولیت اور معرفت تامہ، عزیمت و استقامت کے انعام، جو امت محمدیہ کے لئے مقرر ہیں۔

جواب ۱۳: اگر نبوت طلب کرنے کی دعا ہے تو غلام احمد قادیانی نبی بن جانے کے بعد یہ دعا کیوں مانگتا تھا۔ کیا اسے اپنی نبوت پر یقین نہ تھا؟

جواب ۱۴: مرزا قادیانی نے لکھا: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔ (تحفہ گولڑویہ، خزائن ج۱۷ص ۲۱۸)

مسیح موعود کی پچر تو خرد جال (مرزا قادیانی) نے خود لگائی ہے لیکن ’’اِھْدِنَا الصِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ‘‘ کا معنیٰ مرزا کی راہ طلب کرنا نہ کہ مرزا (مسیح موعود) بننا۔ پس مرزا کے اس اقرار سے مرزائیوں کی دلیل کا مرزائیوں کے دلوں کی طرح خانہ خراب ہوگیا۔ اس آیت میں منعم علیہم کی نعمت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بلکہ ان کے راستے پر چلنے کی دعاء سکھلائی گئی ہے۔ انبیاء کا راستہ شریعت ومذہب ہے کہ وہ اس کی پابندی اور اتباع کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اگر نبوت طلب کرنے کی تعلیم دینی مقصود ہوتی تو: ’’صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ‘‘ کی بجائے: ’’اعطنا ماانعمت علیھم‘‘ ہوتا۔

جواب ۱۵: ’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ‘‘ یہ دعاء نبی کریم ﷺ نے بھی مانگی بلکہ یہ دعاء مانگنا آپ ﷺ نے امت کو سکھلایا۔ لیکن یہ دعا آپ ﷺ نے اس وقت مانگی جب آپ ﷺ نبی منتخب ہو چکے تھے۔ قرآن مجید آپ ﷺ پر اترنا شروع ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ اس دعا سے نبی نہیں بنے تو پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا؟ مزید یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ چودہ سو سال میں کسی ایک کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔ اگر ہوئی تو وہ کون ہے جو اس دعا سے نبی بنا؟ اور اگر قبول نہ ہوئی تو پھر یہ امت خیر امت کہاں ہوئی؟ اور اگر مرزائی کہیں کہ صرف مرزا کی دعا قبول ہوئی۔ تو پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر مرزا کے حق میں قبول ہوئی تو مکمل کیوں نہ قبول ہوئی تیسرا حصہ کیوں قبول ہوئی؟ کیونکہ بادشاہت اور نبوت مستقلہ بھی نعمت ہیں یہ دونوں نعمتیں مرزا کو کیوں نہ ملیں؟ مرزا میں وہ کون سی خامیاں تھیں جن کی وجہ سے مرزا کو ان نعمتوں سے محروم رکھا گیا؟

قابل غور ٹھوکر اور گرو، چیلا ’’مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے گرو مسٹر محمد علی لاہوری نے اپنی نام نہاد تفسیر ’’بیان القرآن‘‘ (ص۵ ج۱) میں لکھا ہے۔

یہاں (منعم علیہم میں) نبی کا لفظ آ جانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے اور گویا ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعہ سے طلب کرتا ہے۔ یہ ایک اصولی غلطی ہے اس لئے کہ نبوت محض محبت ہے اور نبوت میں انسان کی جدوجہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں۔ ایک وہ چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں اور ایک وہ جو انسان کی جدوجہد سے ملتی ہیں۔ نبوت اوّل میں سے ہے۔‘‘

محمد علی لاہوری کا کہنا کہ: ’’بعض لوگوں کو ٹھوکر لگی، یہ اصولی غلطی ہے، یہ ٹھوکر کسی اور کو آج تک کبھی نہیں لگی یہ تو صرف اور صرف محمد علی کے چیف گرو مرزا قادیانی کو لگی ہے۔ اس اصولی غلطی اور ٹھوکر کا مرتکب صرف اور صرف مرزا ہے۔‘‘ چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا کی تحریر ملاحظہ ہو۔

’’افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت ﷺ کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت ﷺ کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اِس اُمت کو یہ دُعا سکھلاتا ہے: ’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ‘‘ پس اگر یہ اُمت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے اِن کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔‘‘ (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۱۰۴)

دعا سکھانے کا فلسفہ تو محمد علی اپنے گرو جی سے سیکھیں۔ ہاں ہمیں یہ ضرور بتانا ہے کہ متضاد باتوں کو گرو اور چیلہ دونوں ٹھوکر قرار دے رہے ہیں۔ اب کون سچا ہے؟ یہ فیصلہ قارئین خود کرلیں!

آیت: ’’اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ‘‘

قادیانی: ’’ اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (حج:۷۵)‘‘ ’’یصطفی‘‘ مضارع ہے جو حال اور استقبال اور استمرار کے لئے ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں سے رسول چنتا ہے اور چنتا رہے گا۔ یہ آیت حضور ﷺ پر نازل ہوئی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی نبی آئیں گے۔ حضور ﷺ واحد ہیں اور رسل جمع ہے۔ واحد پر جمع کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

جواب ۱: اس آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ثابت ہو کہ حضور ﷺ کے بعد نبی مبعوث ہوسکتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا ہے کہ وہ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا حکم انبیاء علیہم السلام پر لاتے ہیں اور انسانوں میں سے رسول چنتا ہے جو انسانوں میں کلام الٰہی کی تبلیغ کرتے تھے۔ اس سنت قدیم کی رو سے اب بھی یہ رسول بھیجا ہے اس آیت سے معبودان باطلہ کی تردید ہے کہ اگر وہ معبود حقیقی ہوتے تو وہ بھی اپنے رسول مخلوق کی طرف بھیجتے۔

جواب ۲: یہ کسی جاہل کا ہی عقیدہ ہے کہ ہر مضارع استمرار کے لئے ہوتا ہے۔ اس آیت میں صیغہ مضارع فعل کے اثبات کے لئے ہے نہ کہ استمرار اور تجدد کے لئے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ’’هُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبۡدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ (الحدید:۹)‘‘ یہاں بھی مضارع ہے۔ کیا اس سے بھی لازم آتا ہے کہ اس میں استمرار ہو اور ہمیشہ قیامت تک کے لئے قرآن نازل ہوتا رہے؟

مرزا جی کا الہام

’’یریدون ان یروا طمثک‘‘ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱) یہاں بھی ’’یریدون‘‘ اور ’’یروا‘‘ مضارع ہے کیا مرزا کا حیض قیامت تک چلتا رہے گا؟ اور بابو الٰہی بخش اسے ہمیشہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے؟

درحقیقت اس آیت میں ’’یصطفی‘‘ زمانہ استقبال کے لئے نہیں بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’فَفَرِیۡقًا کَذَّبۡتُمۡ وَفَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ (بقرة:۸۷)‘‘ اس کے یہ معنی نہیں کہ اے یہودیو! حضرت محمد ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے تم ان کو قتل کرو گے بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی یا جیسے ’’اِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ (البقرة:۱۲۷)‘‘ میں بھی حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ (دیکھو تفسیر بیضاوی)

جواب ۳: فرمایا: ’’اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (حج:۷۵)‘‘ فرشتوں میں سے یا انسانوں میں سے رسول ہوں گے۔ مرزا قادیانی نہ تو فرشتے ہیں نہ انسان ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ’’کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں‘‘ مرزا جی تو کسی حالت میں نبی نہیں بنتے۔ خود مرزا صاحب ہماری تائید کرتے

ہوئے لکھتے ہیں: ''ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔''

(نور القرآن ۲، خزائن ج ۹ ص ۴۴۴)

جواب ۴: آیت بالا کا قادیانی ترجمہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: ''اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ'' کا مطلب یہ ہے کہ عند الضرورت خدا تعالیٰ رسول بھیجتا رہے گا۔ (مرزائی تبلیغی پاکٹ بک ص ۴۵۰)

پہلی بات تو یہ ہے کہ: ''عند الضرورت'' آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ حالانکہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''اب رسولوں کی ضرورت نہیں وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے۔'' (براہین احمدیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۳۸)

اور اسی طرح (ازالہ اوہام، خزائن خزائن ج ۳ ص ۴۳۲) میں بھی لکھا ہے کہ ''وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔''

جواب ۵: بایں وجہ استدلال مرزائیہ باطل ہے کہ لفظ ''رسلا'' کے اندر عموم ہے جس میں نبی اور رسول و مجدد و محدث سب شامل ہیں۔ جیسا کہ مرزا نے (آئینہ کمالات ص ۳۲۲، خزائن ج ۵ ص ۳۲۲) پر لکھا ہے: ''رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔''

ایسے ہی (ایام الصلح ص ۱۹۵، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۹ حاشیہ) پر لکھا ہے کہ: ''رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔'' اسی طرح (شہادت القرآن ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۲۳) پر ہے: ''رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔''

سو ظاہر ہے کہ مرزائیوں کا دعویٰ فرد خاص کا ہے۔ دلیل میں عموم ہے لہٰذا تقریب تام نہ ہونے کی وجہ سے استدلال باطل ہے تو دلیل، دلیل نہ ٹھہری۔

جواب ۶: نیز چننے والے نبیوں کے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ ''اصطفٰی'' فعل خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا مستقل نبی ہوتا ہے جیسا کہ آل عمران آیت نمبر ۳۳ میں الفاظ قرآن ہیں: ''اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحاً وَّاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ'' اس آیت میں مستقل نبیوں کا ہونا مسلم ہے تو اس طرح کا چننا اور اللہ تعالیٰ کا چننا تو مرزائیوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

جواب ۷: نبیوں کا انتخاب خدا تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ جس طرح اس نے ایک وقت تک کتابیں بھیجیں اسی طرح رسول بھیجے۔ اب اگر وہ کتابیں نہ بھیجے یا رسول نہ بھیجے اور نبوت ختم کر دے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ سیاق کلام بتاتا ہے کہ آیت میں ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو انسانوں کو الوہیت کا مقام دیتے ہیں۔ فرمایا معزز ترین گروہ تو انبیاء و رسل کا ہے۔ مگر وہ بھی الوہیت کے اہل نہیں یا بطور اصول فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں اور ملائکہ کو رسالت کا منصب تو دیتا ہے مگر خدائی نہیں دیتا۔ تم کیوں ان کی طرف خدائی منسوب کرتے ہو؟ سیاق کلام کے ساتھ مذکورہ ترجمہ پر غور کر لیا جائے تو قادیانی استدلال باطل ہو جائے گا۔: ''یَاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ...... تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (الحج: ۷۳، ۷۶)'' ﴿اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ گو وہ سب اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ طاقتور اور غالب ہے۔ اللہ

فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا اصطفاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جائیں گے۔﴾

جواب ۸: اگر اس طرح استمرار تجددی مراد لینا جائز ہے تو ذیل کی آیات میں کیسے استمرار لیا جائے گا:

۱...... ''کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (شوریٰ:۳)'' ﴿اللہ جو عزیز وحکیم ہے اسی طرح تیری طرف اور ان کی طرف جو تجھ سے پہلے ہوئے وحی کرتا ہے۔﴾

۲...... ''اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (نساء:۵۸)'' اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امانتیں ان کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں۔

۳...... ''یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا (المائدہ:۴۴)'' اسی کے مطابق نبی جو فرمانبردار تھے فیصلہ کرتے تھے۔

اب کیا آنحضرت ﷺ کی طرف وحی آئندہ بھی نازل ہوگی؟ کیا امانات کے متعلق آئندہ بھی احکام نازل ہوں گے؟ کیا تورات کے مطابق آئندہ بھی فیصلہ کیا کریں گے؟

جواب ۹: استمرار تجددی کے لئے اصول حسب ذیل ہے: ''وقد تفید الاستمرار التجددی بالقرائن اذا کان الفعل مضارعا (قواعد اللغۃ العربیہ)'' یعنی استمرار تجددی کا اندازہ قرائن سے لگایا جاتا ہے اور بعد خاتم النّبیین، ارسال رسل کے لئے تو کوئی قرینہ نہیں۔ البتہ اس کے خلاف تمام قرآن مجید قرینہ ہے۔

جواب ۱۰: ضرورت نبوت کے مقتضی کون کون سے اسباب ہیں؟

۱...... جبکہ کتاب اللہ اصلاً مفقود ہو جائے۔

۲...... جبکہ کتاب اللہ محرف ومبدل ہو جائے۔

۳...... جبکہ احکام الٰہی میں سے کوئی حکم بوجہ مختص بالقوم ہونے یا مختص بالزمان ہونے سے قابل تنسیخ ہو یا کوئی نیا حکم آنا ہو۔

۴...... جبکہ شریعت میں ابھی تکمیل کی ضرورت ہو۔

۵...... جبکہ الگ الگ امتوں اور الگ الگ ملکوں کے لئے الگ الگ نبی ہوں اور ساری دنیا کے لئے ابھی ایک نبی نہ آیا ہو۔

۶...... جبکہ اس کتاب کے ہمیشہ تک محفوظ رہنے کا وعدہ الٰہی نہ ہو۔

۷...... جبکہ اس نبی کا فیض روحانی بند ہو جائے اور اس دین میں کامل انسان بنانے کی طاقت نہ رہے۔

قارئین پر واضح ہو چکا ہوگا کہ اجرائے نبوت کے مذکورہ تقاضوں میں سے کوئی بھی ایسا تقاضہ باقی نہیں رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لئے کسی اور نبی کی بعثت کی ضرورت ہو۔ لہٰذا ختم نبوت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

جواب ۱۱: اگر رسل جمع ہے تو ملائکہ بھی جمع ہے۔ کیا بہت سے فرشتے وحی لایا کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

الف...... ''رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سنۃ اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں۔'' (ازالہ، خزائن ج۳ ص۴۱۵)

ب...... ’’کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔‘‘ (ازالہ،خزائن ج۳ص۳۸۷)

پس جب پیغام رساں فرشتہ کو باوجود واحد ہونے کے جمع کے صیغہ سے ذکر کیا گیا ہے تو پھر حضرت نبی کریم ﷺ (واحد) پر اس کا اطلاق کیوں ناجائز ہے؟

آیت:’’فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ‘‘

قادیانی: اس آیت:’’فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا (جن:۲۶)‘‘ کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب پر اظہار غیب ہوا یعنی آپ کو پیش گوئیاں دی گئیں۔لہٰذا وہ نبی ہیں اور نبوت جاری ہے۔

جواب۱: خود مرزا صاحب نے اس آیت کا جو معنی ومفہوم بیان کیا ہے ملاحظہ ہو:’’فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّامَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (جن:۲۶)‘‘یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔خواہ وہ نبی ہوں یارسول یا محدث اور مجدد ہوں۔ (ایام الصلح،خزائن ج۱۴ص۴۱۹)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں:’’فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّامَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ‘‘رسول کا لفظ عام ہے۔جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام،خزائن ج۵ص۳۲۲)

پھر ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ‘‘اور آیت:’’وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ‘‘میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ،خزائن ج۱۷ص۱۷۴)

معلوم ہوا کہ مرزائی تحریروں کی روشنی میں بھی اور’’لم یبق من النبوۃ الا المبشرات‘‘ جیسی احادیث کی روشنی میں زیر بحث آیت کا صرف یہی مفہوم ہے کہ’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ‘‘کے مطابق امت محمدیہ ﷺ میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، مجدد ومحدث، غوث وقطب وابدال پیدا ہوتے رہیں گے۔جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پائیں گے۔یہ لوگ اگرچہ نبی اور رسول نہ ہونگے اللہ تعالیٰ ان سے وہی کام لے گا جو انبیاء سے لیا کرتا تھا۔جن میں سے ایک اظہار واطلاع غیب بھی ہے۔

جواب۲: مرزا قادیانی نے یوں تو بہت سی پیشگوئیوں کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔مگر خود ان پیشگوئیوں کا نہ مطلب سمجھ سکے نہ مصداق۔کاش! قادیانی حضرات مرزا جی کی ان پیشگوئیوں پر ہی سرسری نظر ڈال لیں جن کو انھوں نے اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا ہے تو ان کے دعوے کی حقیقت بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔مرزا کی پیشگوئیوں کا حال تو نجومیوں سے بھی برا ہے۔ان میں دس جھوٹ تو ایک سچ ہوتا ہے۔مگر مرزا میں تو جھوٹ ہی جھوٹ تھا۔

جواب۳: غیب سے مراد صرف پیش گوئیاں ہی نہیں ماضی حال اور مستقبل کی ہر چیز جو محسوسات سے غائب ہو’’غیب‘‘ ہے۔ذرا’’یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ‘‘پر غور کیا جائے۔حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات کا ذکر کر کے فرمایا ’’تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَآ اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُھَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا

(ھود: ۴۹) ’’کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جن سے تو اور تیری قوم دونوں بے خبر تھے۔ لہٰذا غیب کو پیش گوئیوں میں مخصوص کرنا غلط ہے۔

کائنات کے متعلق علم کس قدر ہی کیوں نہ بڑھ جائے ایک حصہ غیب کا ضرور رہتا ہے۔ اسی لیئے فرمایا ’’عَالِمُ الْغَیْبِ وِالشَّھَادَۃِ (حشر: ۲۲) ‘‘ خدا غیب کو بھی جانتا ہے اور موجود کو بھی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز بھی غائب نہیں البتہ تمہارے لئے ایک حصہ غیب کا ہے اور دوسرا موجود کا ہم غیب کے ایک حصہ کا علم حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور وہ ہمارے لئے موجود بنتا چلا جاتا ہے۔ مگر غیب کی بعض قسمیں ایسی ہیں جن پر ہم اپنی کوشش سے غالب نہیں آسکتے۔ مثلاً خدا کی ذات وصفات، احکام وشرائع اور مابعد الموت۔ یہ صرف نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جاتا ہے اور اسی کے توسط سے انسان کو ملتا ہے۔ پیش گوئیوں والا غیب تو اولیاء اور محدثین کو بھی حاصل ہوتا ہے مگر حقیقی غیب صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ اس قسم کا ہر غیب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ امت کو دیا جاچکا ہے۔ اس لئے مزید کسی نبوت کی گنجائش نہیں۔

جواب۴: اے کاش! اس اعتراض سے قبل قادیانی کچھ خوف خدا کرتے۔ کیا ان کو نہیں معلوم کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جس کو رسول بنانا چاہتا ہے اس کو غیب کی خبریں دے کر رسالت عطا کر دیتا ہے۔ مغیبات کی خبریں دے کر رسول بنانا آیت کا مفہوم نہیں بلکہ رسول بنا کر مغیبات پر مطلع کرنا آیت کا مفاد ومقصد ہے۔ چنانچہ قاضی بیضاویؒ اس آیت کے معنی بیان کرتے ہیں ’’ولکن اللّٰہ یجتبی الرسالتہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات ‘‘یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا رسول بنالیتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ سے مغیبات کی خبریں دیتا ہے۔

غرض رسول کو غیب کی خبریں دیجاتی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو غیب کی خبر دے وہ رسول ہو جائے۔ ورنہ تو خود مرزا کو بھی تسلیم ہے کہ فاسق فاجر، فاحشہ عورتیں بھی سچے خواب کے ذریعہ، نجومی کاہن اپنے اٹکل پچو سے غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ کیا وہ رسول ہیں؟ ہرگز نہیں۔ غرض آیت سے اتنا ثابت ہے کہ رسول کو غیب کی خبر دیجاتی ہے۔ یہ نہیں جو غیب کی خبر دیدے وہ رسول ثابت ہو جائے۔

جواب۵: ’’وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (اٰل عمران: ۱۷۹) ‘‘ دوسری آیت شریفہ میں ہے ’’فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَداً اِلَّا مَنْ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ‘‘ دونوں آیتوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں رسولوں میں سے کسی ایک رسول کے ذریعہ سے دیتا ہے۔ اس صورت میں ’’من رسلہ ‘‘ میں لفظ من تبعیضیہ ہوگا اور اگر من بیانیہ لیں تو غیب سے مراد وحی (وحی رسالت) لینی پڑے گی۔ پھر آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ وحی پر سوائے رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ غرض کہ اللہ جسے رسول بناتا ہے تو ان کو وحی رسالت، غیب کی خبریں عنایت کرتا ہے۔ اس آیت سے قادیانی استدلال قادیانی دعوی کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے کہ ان کے دعوی کے مطابق اب خدا کی عنایت سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اطاعت سے بنتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر اس آیت میں قادیانیوں کا تحریف شدہ مفہوم (معاذ اللہ) مان بھی لیں تب بھی یہ دلیل قادیانی دعوی کے مطابق نہیں۔

آیت: ’’یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ‘‘

قادیانی: ’’یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ (مومن:۱۵)‘‘ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی آتے رہیں گے۔

جواب۱: آیت مذکورہ میں روح کے معنی نبوت کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے یہی معنی ہیں آیا ہے کہ ’’لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا‘‘ یعنی مومنوں کے لئے مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ یا فرمایا: ’’لم یبق من النبوت الا المبشرات‘‘ کہ خدا کا کلام مبشرات کے رنگ میں امت محمدیہ ﷺ کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی کے تحت گزشتہ چودہ سو سال میں ہزار ہا اولیاء امت اور علماء حق کو انوار نبوت ملے اور آثار نبوت بھی انکے اندر موجزن تھے مگر وہ نبی نہ تھے۔

جواب۲: روح کا لفظ محض کلام کے معنی میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام غیر نبی سے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح ’’رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء‘‘ سے ظاہر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے کلام کرنا اجرائے نبوت کی دلیل نہیں بن سکتی۔

آیت: ’’وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ‘‘

قادیانی: ’’وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا (احزاب:۵۳)‘‘ اور نہ نکاح کرو اس نبی ﷺ کی بیویوں سے اس کی وفات کے بعد کبھی بھی۔ قادیانیوں کی طرف سے سب سے زیادہ مضحکہ خیز استدلال اس آیت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا ہے تو کوئی نبی نہ آئے گا۔ نہ اس کی وفات کے بعد اس کی بیویاں زندہ رہیں گی۔ اور نہ ان کے نکاح کا سوال ہی زیر بحث آئے گا۔ اب اگر اس آیت کو قرآن مجید سے نکال دیا جائے تو کونسا نقص لازم آتا ہے ورنہ ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت جاری ہے اور قیامت تک انبیاء کی ازواج مطہرات ان کی وفات کے بعد بیوی ہی کی حالت میں رہیں گی۔ کیونکہ رسول اللہ کا لفظ نکرہ ہے جس میں ہر رسول داخل ہے۔

جواب۱: رسول اللہ کا لفظ معرفہ ہے اور یہاں بھی وہی رسول اللہ مراد ہے جس کا اس سورۃ میں کئی بار ذکر آچکا ہے۔ جیسے ’’لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (احزاب:۲۱)‘‘ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں اسوۂ حسنہ ہے۔ ’’قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (احزاب:۲۲)‘‘ مومنوں نے کہا یہی ہے جس کا اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ دیا تھا: ’’وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب:۴۰)‘‘ مگر اللہ کا رسول اور آخری نبی ہے۔ ’’اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (احزاب:۲۹)‘‘ اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چاہتی ہو۔

اور وہی رسول اللہ مراد ہے جس کے متعلق کتب حدیث میں ہزار ہا مرتبہ یہ الفاظ آتے ہیں ’’قال رسول اللہ ﷺ‘‘ کیا کوئی بندہ جاہل یہ کہہ سکتا ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ نکرہ ہے تو اس سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ معاذ اللہ!

جواب۲: نحو کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اضافت معنوی نکرہ کو معرفہ بنا دیتی ہے۔ جیسے عندہ زید، لفظ رسول، اللہ کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہوگیا۔ فرمایا: ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ (فتح:۲۹)''

جواب۳: یہ کہنا کہ اب نبی نہ آئے گا تو اس آیت کی کیا ضرورت ہے ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ آدم علیہ السلام کے بے ماں باپ یا عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ ہونے کا ذکر قرآن سے نکال دیئے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ اب کوئی اس طرح پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہوگا۔

یا یہ کہے کہ: ''فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَھَا (احزاب:۳۷)'' سے ظاہر ہے کہ آئندہ رسول بھی منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کیا کریں گے۔ ورنہ اس آیت کو نکال دیا جائے۔

جواب۴: قرآن مجید میں اس آیت کے باقی رکھنے کی ضرورت یہ تھی کہ عرب معاشرہ میں امراء کی وفات پر ان کی ازواج سے شادی کرنا فضیلت میں شمار ہوتا تھا اور قرآن نے سورۃ نور میں بیواؤں سے نکاح کا حکم دیا ہے۔

قرآن نے صریح حکم دیا ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج سے نکاح نہ کیا جائے۔ وہ آخری امہات المؤمنین ہیں اور آپ ﷺ بوجہ خاتم النّبیین ہونے کے آخری ''باپ'' ہیں اگر یہ حکم مذکور نہ ہوتا تو اس فضیلت کے حصول کے لئے کوشش کرتے۔ اس امت میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا اور ازواج مطہرات کی پوزیشن بجائے امت کی معلمات دین ہونے کی معمولی حیثیت بھی نہ رہتی۔ اس لئے اس تاریخی حکم کا تاقیامت باقی رکھنا ضروری تھا تاکہ معلوم ہو کہ یہ خواتین مقدسہ آخری مائیں ہیں اور حضور اقدس ﷺ آخری باپ ہیں۔

جواب۵: یہ آیت مبارکہ حضور ﷺ کی شان وفضیلت کا اظہار کرتی ہے جو کہے کہ اسے نکال دو۔ وہ حضور ﷺ کی فضیلت کو مٹانے والا ہے۔ اس لئے ملعون کافر جہنمی ہے۔ وہ یہود کا مثیل ہے کل ایسے خبیث کہیں گے کہ قرآن مجید سے گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے قصص نکال دینے چاہئیں۔ کیونکہ وہ انبیاء گزر چکے ہیں۔ جیسا کہ لعین قادیانی نے کہا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین اردو، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰، دافع البلاء)

جو ایسی بیہودہ تحریف کرے اس کے متعلق لعین قادیانی نے کہا: ''تحریف، تغیر کرنا بندروں اور سؤروں کا کام ہے۔'' (اتمام الحجت، خزائن ج۸ ص۲۹۱)

آیت: ''اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ''

قادیانی: ''اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (اعراف:۵۶)'' نبوت بھی ایک رحمت ہے وہ بھی نیکوں کو ملنی چاہیے۔

جواب۱: اس آیت میں جملہ رحمتیں مراد نہیں اور نہ ہر رحمت ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ دولت، سلطنت، بارش وغیرہ سب رحمت ہیں جبکہ اکثر محسنین خصوصاً انبیاء علیہم السلام دولت اور سلطنت وغیرہ کی رحمتوں سے خالی تھے تو کیا وہ نبی نہ تھے؟ معلوم ہوا کہ بہت ساری رحمتوں کی طرح نبوت بھی ایک رحمت ہے جو باری تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔ جب چاہیں اور جس کو چاہیں دیں اور جس پر جس نعمت کی چاہیں بندش فرمادیں۔

جواب۲: ’’وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء:۱۰۷)‘‘ اس امت کے لئے دنیا میں سب سے بڑی رحمت حضور پاک ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جو شخص اب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور رحمت، نبوت کو تلاش کرتا ہے یا جاری کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت محمد عربی ﷺ سے منہ موڑتا ہے اس سے بڑھ کر بدنصیب اور کون ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا ہے ’’انا حظکم من الانبیاء وانتم حظی من الامم‘‘ نبیوں میں سے میں محمد ﷺ تمہارے حصہ میں آیا ہوں اور امتوں میں سے تم میرے حصہ میں آئے ہو۔ معلوم ہوا کہ جو شخص کسی اور نبی کی تلاش میں ہے وہ حضور ﷺ کی امت میں نہیں رہے گا گویا وہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت اور نعمت سے محروم ہو جائے گا اور جب کہ مرزا نے خود ہی لکھا ہے: ’’فلا حاجة لنا الی نبی بعد محمد‘‘ (حمامۃ البشری، خزائن ج۷ ص۲۴۴) تو مرزائیوں کو نیا نبی اور وہ بھی مرزا جیسا کوڑھ مغز نبی ڈھونڈنے کی ضرورت کیا ہے۔

جواب۳: حضور ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعوی کرے گا وہ اپنی وحی کی اتباع کا پابند ہوگا اور حضور ﷺ کی اتباع سے محروم ہو کر خدا کی سب سے بڑی رحمت سے محروم ہو جائے گا۔ اس محروم القسمت بدبخت کے لئے جو حضور ﷺ کی اتباع سے منہ موڑتا ہے مرزائی لوگ قرآن میں تحریف کر کے اس کی نبوت کے لئے دلائل تلاش کرتے ہیں۔ فیاللعجب!

جواب۴: پھر جناب اگر نبوت رحمت ہے تو سب سے بڑی رحمت نبوت تشریعیہ ہے تو مرزائی اس کو بند کیوں مانتے ہیں؟

جواب۵: آیت: ’’اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (اعراف:۵۶)‘‘ کے ساتھ ملحقہ اگلی آیت ’’هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ (اعراف:۵۷)‘‘ میں بارش کو رحمت کہا گیا ہے۔ مگر پوری دنیا کا اتفاق ہے کہ اگر بارش والی رحمت ضرورت سے بڑھ جائے تو رحمت کے بجائے زحمت یعنی عذاب بن جاتی ہے۔ لیجئے جناب! اس آیت شریفہ سے ہی قادیانی لغویات کا بھرپور ابطال نکل آیا۔ بارش رحمت ہے مگر جو ضرورت سے زیادہ بارش مانگے وہ عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی نبوت رحمت ہے اس رحمت کے ہوتے ہوئے اگر اور نبوت کی رحمت کو کوئی مانگتا ہے تو وہ بھی عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔

آیت: ’’وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ‘‘

قادیانی: ’’وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ (صٰفّٰت:۷۲)‘‘ ان سے پہلے بھی بہت سے لوگوں میں گمراہ ہوئے اور یقیناً ہم نے ان کے اندر ڈرانے والے بھیجے۔ جیسے پہلی گمراہیوں کے وقت نبی آتے رہے ویسے ہی اب بھی گمراہی کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نبی مبعوث ہوا۔ معاذاللہ!

جواب۱: پہلے لوگوں میں گمراہی اس لئے پھیلی کہ ان کے انبیاء کی تعلیمات محفوظ نہ رہیں۔ اس میں ترمیم و اضافہ کر دیا گیا۔ ہمارے نبی ﷺ کی تعلیمات الحمدللہ محفوظ ہیں: ’’اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر:۹)‘‘ اس لئے حضور ﷺ کی امت، سابقہ امتوں کی طرح من حیث المجموع گمراہ نہیں ہو سکتی۔ حضور

پاک ﷺ کا ارشاد ہے: ''لا تجتمع امتی علی الضلالة (مشکوٰۃ)'' اور پھر امت محمدیہ کے علماء وہی کام انجام دیں گے جو انبیاء بنی اسرائیل دیتے تھے۔ چنانچہ اس حدیث پاک کو لعین قادیان مرزا نے بھی اپنی کتاب (شہادت القرآن خ ص ۳۲۳ ج ۶) پر تسلیم کیا ہے کہ اصلاح وتبلیغ کا کام یہ صالحین امت وعلماء دین کریں گے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: ۱۰۴)''

جواب۲: اب خود مرزا کے مسلمات پر غور کیجئے۔

الف...... ''خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں بھی پیشینگوئی کر کے آپ فرمادیا یعنی شرک اور مخلوق پرستی نہ کوئی اپنی نئی شاخ نکلے گی نہ پہلے حالت پر عود کرے گی۔'' (براہین احمدیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۰۲)

ب...... ''اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ (یعنی حضور ﷺ سے قبل کا) توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الٰہ الا اللّٰہ کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔'' (نور القرآن، خزائن ج ۹ ص ۳۳۹)

آیت: ''مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى''

قادیانی: ''مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗ اَحْمَدُ (صف: ۶)'' کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب۱: (الف) چودہ سو سال سے آپ ﷺ کی امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔
(ب) پھر یہ بشارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے من بعدی کے ساتھ دی تھی تو ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد رحمت عالم ﷺ تشریف لائے تو اس کا آپ ﷺ مصداق ہوئے نہ کہ مرزا کانا۔
(ج) آپ ﷺ کا اسم گرامی محمد ﷺ اور احمد ﷺ تھا۔ جیسا کے مشہور احادیث صحیحہ ومتواترہ میں وارد ہے۔ تفصیلات کے لئے کنز العمال، مدارج النبوت وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور مرزا کا نام محمد یا احمد نہیں بلکہ غلام احمد یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے اس کے لئے مرزائی کتب، کتاب البریہ، تذکرہ، ازالہ اوہام وغیرہ ملاحظہ ہو۔
(د) آپ ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں: ''انا بشارة عیسیٰ'' اور قرآن مجید میں آپ ﷺ ہی کی نسبت بشارت عیسیٰ وارد ہے۔ نہ کہ مرزا جیسے افیونی کے لئے۔

جواب۲: مرزا غلام احمد قادیانی کا اصل نام جو اس کے ماں باپ نے رکھا تو وہ غلام احمد تھا۔ مرزا بھی ساری زندگی یہی لکھتا رہا، بکتا رہا۔ اس کا نام احمد نہیں تھا۔ تو غلام احمد، اسمہ احمد کا مصداق کیسے ہو گیا؟
ایک دفعہ ایک قادیانی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ بات کہہ دی آپ نے فی البدیہہ فرمایا غلام احمد سے مراد، احمد ہے تو عطاء اللہ سے مراد صرف اللہ ہو سکتا ہے۔ غلام احمد کو احمد مانتے ہو تو پھر عطاء

اللہ کو اللہ ماننا پڑے گا۔ اگر اللہ مانو گے! تو میرا پہلا حکم یہ ہے کہ غلام احمد جھوٹا ہے۔ اسے میں نے نبی نہیں بنایا۔ پس شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر جوابی سے قادیانی یہ جاوہ جا!

جواب۳: اگر احمد سے مراد مرزا قادیانی ہے تو پھر یہ مسیح موعود یا مہدی کیسے ہوا؟ اس لئے کہ مسیح موعود اور مہدی میں سے کسی کا نام احمد نہیں۔

احادیث میں قادیانی تاویلات وتحریفات کے جوابات

حدیث: ''لو عاش ابراھیم''

قادیانی: ''لو عاش (ابراھیم) **لکان صدیقاً نبیاً**'' اس سے قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ بوجہ وفات کے حضرت ابراہیم نبی نہیں بن سکے ورنہ نبی بننے کا امکان تو تھا۔

جواب۱: یہ روایت جس کو قادیانی اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ ،باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ وذکر وفاتہ) میں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: **''عن ابن عباسؓ لما مات ابراھیم ابن رسول اللہ ﷺ صلیٰ رسول اللہ ﷺ وقال ان لہ مرضعاً فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً ولو عاش لاعتقت اخوالہ القبط وما استرق قبطی** (ابن ماجہ ص۱۰۸)''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اس کے لئے دودھ پلانے والی جنت میں (مقرر کردی گئی) ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اور اگر وہ زندہ رہتے تو اس کے قبطی خالہ زاد آزاد کردیتا۔

۱...... اس روایت پر شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''**انجاح الحاجہ علی ابن ماجہ**'' میں کلام کیا ہے: ''**وقد تکلم بعض الناس فی صحۃ ھٰذا الحدیث کما ذکر السید جمال الدین المحدث فی روضۃ الاحباب** (انجاح ص۱۰۸)''

اس حدیث کے صحت میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے جیسا کہ ''**روضۃ الاحباب**'' میں محدث سید جمال الدین نے ذکر کیا ہے۔

۲...... ''**قال ابن عبد البرّ لا ادری ما معنی ھٰذا القول لان اولاد نوح ما کانوا انبیاء** (انجاح ص۱۰۸)''

شیخ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس قول کے کیا معنی ہیں مجھے نہیں معلوم۔ کیونکہ یہ کہاں ہے کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہو۔ اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہیں تھے۔

۳...... ''**قال الشیخ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ وھٰذہ جرأۃ عظیمۃ ......لم یصح** (انجاح ص۱۰۸)'' شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے......جو صحیح نہیں۔

۴...... **روی ابن ماجہ بسندفیہ ابو شیبۃ ابراھیم بن عثمان العبسی قاضی واسط وھو متروک الحدیث**

۵...... علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ: ’’**ابو شیبة ابراهیم بن عثمان العبسی هو متروک الحدیث**‘‘
(تقریب التھذیب ص۲۵)

۶...... ہدایہ اور فتاوی عالمگیری کے مترجم علامہ امیر علی نے (تقصیب التقریب میں ترمذی جلد۱ص۱۹۹، کتاب الجنائز) کے حوالہ سے ابوشیبہ ابراہیم کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ (تقریب ص۲۵)

۷...... (تذکرۃ الموضوعات ص۲۴۳) پر ابوشیبہ ابراہیم ابن عثمان کو متروک کہا ہے اور لکھا ہے کہ شیبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔

۸...... ’’**قال النووی فی تھذیبه ھذا الحدیث باطل وجسارۃ علی الکلام المغیبات وفجازفة وهجوم علی عظیم**‘‘ (موضوعات کبیر ص۵۸)

امام نووی نے تہذیب الاسماء میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔غیب کی باتوں پر جسارت ہے بڑی بے تکی بات ہے۔

۹...... (مدارج النبوت ج۲ص۶۷۷) پر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح کو نہیں پہنچتی۔اس کا کوئی اعتبار نہیں۔اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم ابن عثمان ہے جوضعیف ہے۔

۱۰...... حضرت امام احمد ابن حنبلؒ، حضرت امام یحییٰؒ، حضرت امام داؤدؒ وغیرہ محدثین کی آراء یہ ہیں کہ ابوشیبہ ابرہیم ابن عثمان، ثقہ نہیں۔حضرت امام ترمذیؒ کی رائے یہ ہے کہ منکر الحدیث ہے۔حضرت امام نسائیؒ فرماتے ہیں وہ متروک الحدیث ہے۔حضرت امام جوز جانیؒ فرماتے ہیں، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔حضرت امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں، وہ ضعیف الحدیث ہے۔ (تہذیب التہذیب ج۱ص۱۴۵،۱۴۴)

ایسا راوی جس کے متعلق آپ اکابر امت کی آراء ملاحظہ فرما چکے ہیں۔اس کی ایسی ضعیف روایت کو لیکر قادیانی اپنا باطل عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے خبر واحد (اگر چہ صحیح کیوں نہ ہو) بھی معتبر نہیں ہوتی۔چہ جائے کہ عقائد میں ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے۔یہاں تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہوگی۔

جواب۲: اور پھر قادیانی دیانت کا دیوالیہ پن ملاحظہ فرمائیں کہ اس روایت سے قبل حضرت ابن ابی اوفیؓ کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے جو صحیح ہے۔اس لئے کہ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح میں اس کو نقل فرمایا ہے جو قادیانی عقیدہ اجرائے نبوت کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیتی ہے۔اے کاش! قادیانی پہلے اس روایت کو پڑھ لیتے۔ جو یہ ہے: ’’**قال قلت لعبد اللّٰه ابن ابی اوفیٰ رائیت ابراهیم بن رسول اللّٰه ﷺ قال مات وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنه ابراهیم ولکن لا نبی بعده**‘‘ (ابن ماجہ ص۱۰۸)

اسماعیل راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے دیکھا تھا؟ عبداللہ ابن ابی اوفیؓ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم) چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئے اور اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا۔تو آپ ﷺ کے بعد ابراہیم زندہ رہتے۔لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یہ وہ روایت ہے جسے اس باب میں ابن ماجہ سب سے پہلے لائے ہیں۔ یہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت امام بخاری ﷫ نے اپنی صحیح کے باب ’’من سمی باسماء الانبیاء‘‘ میں اسے مکمل نقل فرمایا ہے۔ (بخاری ج۲ص۹۱۴)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صحیح روایت ہے جسے ابن ماجہ متذکرہ باب میں سب سے پہلے لائے اور جس کو امام بخاری ﷫ نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) پر ’’بخاری شریف‘‘ کو ’’اصح الکتب بعد کتاب اللہ‘‘ تسلیم کیا ہے۔ اگر مرزائیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو اس صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں ایک ضعیف اور منکر الحدیث کی روایت کو نہ لیتے۔ مگر مرزائی اور دیانت یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی ﷛ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے۔ گویا حضرت کے صاحبزادہ کا انتقال ہی اس لئے ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔ اس لئے فرمایا کہ رحمت دوعالم ﷺ کے بعد اگر آپ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے اور جوانی کی عمر کو پہنچتے تو دوصورتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی بنتے، تو یہ آپ ﷺ کی ختم نبوت کے منافی تھا۔ دوسرے یہ کہ نبی نہ بنتے، تو پھر یہ سوال پیدا ہوسکتا تھا کہ حضرت ابراہیم ﷷ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی بنے۔ اسی طرح حضرت یعقوب ﷷ کے بیٹے حضرت یوسف ﷷ نبی بنے تو آپ ﷺ کا بیٹا کیوں نبی نہیں؟ گویا اللہ رب العزت کی حکمت بالغہ نے آپ ﷺ کے صاحبزادوں کا بچپن میں انتقال ہی اس لئے کردیا کہ نہ آپ کی ختم نبوت پر حرف آئے اور نہ آپ ﷺ کی ذات پر کوئی اعتراض آئے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت ابراہیم کا انتقال ہی ختم نبوت کی وجہ سے ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔

لیجئے! ایک اور روایت انہیں حضرت ابن ابی اوفی ﷛ سے ملاحظہ فرمائیے:

’’حدثنا ابن ابی خالدقال سمعت ابن ابی اوفیٰ یقول لو کان بعد النبی ﷺ نبی مامات ابنه ابراهیم‘‘ (مسند احمد ص۳۵۳ ج۴)

ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفی ﷛ سے سنا، فرماتے تھے کہ اگر رحمت دوعالم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔

حضرت انس سے سدی ﷫ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا **’’ماملاء معهده ولوبقی لکان نبیاًلکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء** (تاریخ الکبیر لابن عساکر ص۴۹۲ ج۱) ’’وہ تو گہوارہ کو بھی نہ بھر سکے (یعنی بچپن میں ہی انتقال کر گئے) اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

’’قال ابن عباس یرید لولم اختم به النبیین لجعلت له ابناًیکون بعده نبیا وروی عن عطاء عن ابن عباس ﷛ ان اللّٰه تعالیٰ لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولداً ذکراًیصیر رجلاً‘‘ (معالم التنزیل ص۱۷۸ ج۳)

حضرت عبداللہ ابن عباس ﷛ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اگر نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کرتا تو آپ ﷺ کے لئے صاحبزادہ ہوتا۔ جو آپ ﷺ کے بعد نبی ہوتا۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بعد نبوت بند کرنے کا فیصلہ فرمادیا تو آپ کو بیٹا نہیں دیا جو جوانی کو پہنچے۔

اس روایت نے واضح کردیا کہ ابراہیم ؓ کی وفات ہی اس لئے ہوئی کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ بننا تھا۔اب ان صحیح روایات کے ہوتے ہوئے جو بخاری، ابن ماجہ، مسند احمد میں موجود ہیں، ایک ضعیف روایت کو جس کا جھوٹا ہونا اور مردود ہونا قطعی طور پر ظاہر ہے۔اسے صرف وہی لوگ اپنے عقیدہ کی تائید میں پیش کر سکتے ہیں جن کے متعلق حکم خداوندی ہے:''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (بقرة:۷)''

قادیانی: اس روایت کی شہاب علی البیضاوی اور موضوعات میں ملا علی قاری نے تصحیح کی ہے۔

جواب: شہاب علی البیضاوی یا حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح ائمہ حدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں کوئی تقدیم نہیں رکھتی ۔ یہ تمام ائمہ حدیث اس روایت کو ضعیف اور باطل قرار دیتے ہیں اور پھر موضوعات میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان ائمہ کی اس حدیث کے بارے میں جرح کو نقل کیا ہے۔ اس لئے شہاب علی البیضاوی ہوں یا حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کی تصحیح وتعدیل پر حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح مقدم ہوگی اور پھر جبکہ جرح بھی ائمہ حدیث کی ہو جن کی ثقاہت پر حضرت ملا علی قاریؒ بھی سر دھنتے ہوں۔

(الحاوی للفتاوی ص۹۹ ج۲) پر حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''**توفی وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ولکنه لانبی بعده**''حضرت ابراہیم بچپن میں فوت ہوگئے اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کا نبی بننا مقدر (جائز) ہوتا تو وہ زندہ رہتے لیکن (زندہ اس لئے نہیں رہے کہ) آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (بننا تھا) اور (الحاوی للفتاوی ص۹۹ ج۲) پر ایک اور روایت حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ:''**ولو بقی لکان نبیا ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء**'' اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ زندہ اس لئے نہیں رہے کہ آنحضرت ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔

الحاوی کے مصنف علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔جن کو قادیانی نویں صدی کا مجدد مانتے ہیں اور جن کے متعلق مرزا لکھا ہے کہ:''انھوں نے حالت بیداری میں ۷۵ مرتبہ رحمت دو عالم ﷺ سے حدیثوں کی صحت کرائی تھی۔''

(ازالہ اوہام، خزائن ج۳ ص۱۷۷)

غرض علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد انکا جو جواب تحریر کیا ہے۔اے کاش! قادیانیوں کے لئے ہدایت کا باعث بن جائے۔ جو یہ ہے۔

''حافظ ابن حجر اصابہ میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ ہر چند کہ یہ تین صحابہ سے مروی ہے (لیکن غلط ہے) اس لئے کہ صحابہ کرام ؓ سے متعلق یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ انھوں نے ایسی بات کہی ہو۔علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (اگر یہ صحیح ہوتی بھی) تو یہ قضیہ شرطیہ ہے اس کا وقوع لازم نہیں۔

(الحاوی للفتاوی ص۱۰۰ ج۲)

جواب۳: اگر یہ روایت کہیں سند سے مذکور بھی ہوتی تو بھی واحد ہونے کی وجہ سے اور احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف ہونے کے باعث قابل توجیہ یا قابل رد تھی ۔جیسا کہ ''مدارج النبوت'' میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا کہ اگر رحمت دو عالم ﷺ کے بعد نبوت جاری ہوتی اور ابراہیم زندہ رہتے تو ان میں نبی بننے کی صلاحیت تھی۔ (۷۹، طبع دہلی)

مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے تو صلاحیت ہونے کے باوجود بھی نبی نہیں بن سکتے تھے۔جیسا کہ حضرت عمرؓ کے متعلق معروف روایت ہے''لو کان بعدی نبی لکان عمر ''حضرت عمرؓ میں بالقوۃ نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی مگر آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے باعث بالفعل نبی نہیں بن سکے۔

جواب۴: اس میں حرف''لو''قابل توجہ ہے۔''لو''عربی میں محال کے لئے آتا ہے۔جیسے:''لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَة اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (انبیاء:۲۲)''میں تعلیق محال ہے،اسی طرح اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے''لو عاش ابراهیم ''بعد تقدیر موت کے،حیات ابراہیم محال ہے۔لہٰذا ان کا نبی ہونا بھی محال ہوا۔کیوں کہ معلق علی المحال بھی محال ہی ہوتا ہے۔پس اگر اسکی سند صحیح بھی ہو تب بھی یہ ممتنع الوقوع ہے۔

حدیث:''ولا تقولو الانبی بعده''

قادیانی: حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:''قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعده (مجمع البحار ص۸۵، در منثور ج۵ ص۲۰۴)''اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک نبوت جاری ہے۔

جواب۱: حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف اس قول کی نسبت اصطلاحات واصول محدثین کی روشنی میں باطل ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں اس کی ایسی متصل سند موجود نہیں جو علت قادحہ سے محفوظ ہو۔ایک غیر مستند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا سراپا دجل وفریب ہے۔

جواب۲: رحمت دوعالم ﷺ فرماتے ہیں''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ''حضرت عائشہؓ کا قول صریحاً اس فرمان نبوی کے خلاف ہے۔اس تعارض میں یقیناً قول نبی ﷺ کو ترجیح دیجائے گی۔علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے اس بنیادی اصول کو اس طرح بیان فرمایا ہے:''ولا حجة فی قول الصحابی فی معارضة المرفوع (اعلاء السنن ج۱ ص۴۲۸)''پھر حدیث:''لانبی بعدی ''متعدد صحیح اسناد سے مذکور ہے۔جبکہ قول عائشہؓ کی سند ہی نہیں تو صحیح حدیث کے مقابلہ میں یہ کیسے حجت ہوسکتا ہے؟

جواب۳: خود حضرت عائشہؓ صدیقہ سے مروی ہے:''لم یبق من النبوة شیئی الا المبشرات (کنز العمال ج۸ ص۳۳)''تو اس واضح فرمان کے بعد اس غیر مستند قول کو حضرت صدیقہؓ کی طرف منسوب کرنے کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔

جواب۴: قادیانی دجل وفریب ملاحظہ ہو کہ مجمع البحار سے نقل کرتے وقت قادیانی صرف آدھی بات نقل کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔اگر پوری بات نقل کریں تو دنیا ان کے استدلال پر تھو،تھو، کرے گی۔غور فرمائیے اسی سے آگے روایت میں یہ جملہ بھی ہے''هذا ناظر الی نزول عیسی علیه السلام ''(تکملہ مجمع البحار ص۸۵) اب اگر ان کا، یا حضرت مغیرہؓ کا قول''حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء ''وغیرہ جیسے آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ تھا۔کہ یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ہاں!خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا۔اس لئے کہ''وعیسیٰ علیہ السلام ممن نبی قبله''وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جاچکے ہیں۔

جواب ۵: اس قول میں بعدہ خبر کے مقام پر آیا ہے اور خبر افعال عامہ یا افعال خاصہ سے محذوف ہے۔ اس لئے اس کا پہلا معنی یہ ہوگا: ’’لا نبی مبعوث بعدہ ‘‘حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ مرقاۃ حاشیہ مشکوٰۃ شریف پر یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو صحیح ہے۔

دوسرا معنی ہوگا۔ لانبی خارج بعدہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا۔ یہ معنی غلط ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں معنوں کے اعتبار سے ’’لا تقولوا لا نبی بعدہ ‘‘میں ممانعت فرمائی ہے جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

تیسرا معنی ہوگا: ’’لا نبی حی بعدہ ‘‘اس معنی کے اعتبار سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ’’لا تقولوا لا نبی بعدہ‘‘ میں ممانعت فرمائی ہے۔ اس لئے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں اور ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جو آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

جواب ۶: مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’دوسری کتب حدیث (بخاری اور مسلم کے علاوہ) صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہوں گے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہ ہوں۔‘‘

(آریہ دھرم، در حاشیہ خزائن ج۱۰ ص۶۰)

جب صحیحین کے مخالف مرزا کے نزدیک کوئی حدیث کی کتاب قابل قبول نہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب غیر مستند قول غیر صحیحین سے قابل قبول کیوں ہوگا؟ نیز مرزا نے اپنی تصنیف (کتاب البریہ، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷) پر تحریر کیا ہے کہ حدیث ’’لا نبی بعدی ‘‘ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا‘‘ تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایسی مشہور صحیح حدیث کے خلاف کچھ فرمایا ہو؟

جواب ۷: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اگر صحیح ہوتا، تو بھی مرزائیت کے منہ پر یہ ایک زوردار جوتا تھا۔ اس لئے کہ (بخاری شریف کتاب العلم ج۱ ص۲۴) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوم تازہ تازہ ایمان لائی ہے ورنہ میں بیت اللہ شریف کو توڑ کر دو دروازے کر دیتا۔ (ایک مشرقی جانب اور دوسرا مغربی جانب) ایک سے لوگ داخل ہوتے دوسرے سے نکل جاتے۔ اس حدیث کو لانے کے لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے: ’’باب من ترک بعض الاختیار مخافۃان یقصر فھم بعض الناس فیقعوا فی اشد منہ ‘‘کہ جب اس بات کا اندیشہ ہو کہ قاصر الفہم لوگ خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے تو امر مختار کے اظہار کو ترک کر دے۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بخاری میں موجود ہے۔ کوئی شخص ’’لا نبی بعدی ‘‘ کی روایت سے قادیانی دجالوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی آمد کا انکار نہ کر دے، اس لئے امر مختار ’’لا نبی بعدی ‘‘کو آپ نے ترک کرنے کا حکم دیا۔ اس کی شاہد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب وہ روایت ہے جو (در منثور ج۵ ص۲۰۴) پر ہے کہ کسی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ’’خاتم الانبیاء لا نبی بعدی ‘‘کہا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ وبعدہ‘‘

جواب ۸: اب قول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور قول مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ دونوں کی مکمل عبارتیں مع ترجمہ وتشریح ملاحظہ فرمائیے۔

’’وفی حدیث عیسیٰ انه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسه بان یتزوج ویولد له وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فحینئذ یؤمن کل احد من اهل الکتاب یتیقن بانه بشر وعن عائشةؓ قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه‘‘ (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ وہ نزول کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور صلیب کو توڑیں گے اور اپنے نفس کی حلال چیزوں میں اضافہ کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔ کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نکاح نہیں فرمایا تھا۔ آسمان سے اترنے کے بعد نکاح فرمائیں گے۔ پس اس حال کو دیکھ کر اہل کتاب میں سے ہر ایک شخص ان کی نبوت پر ایمان لائے گا اور اس بات کا یقین کرے گا کہ بلاشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بشر ہیں خدا نہیں۔ جیسا کہ نصاریٰ اب تک سمجھتے رہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو یہ منقول ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ ان کا یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر رکھ کر تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا ’’**لا نبی بعدی**‘‘ کے منافی نہیں کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے متبع ہوں گے اور **لا نبی بعدی** کی مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ناسخ ہو۔‘‘

اور اسی قسم کا قول حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

’’عن الشعبی قال قال رجل عند المغیرة بن شعبةؓ صلی الله علی النبی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعده فقال المغیرة بن شعبه حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسٰی علیہ السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله وبعده‘‘ (تفسیر در منثور ص۲۰۴ ج۵)

’’شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم الانبیاء ہے اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے۔ یعنی **لا نبی بعدہ** کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر تشریف لائیں گے۔ پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان کا آنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوا اور ایک آنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا۔‘‘

پس جس طرح حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے قائل ہیں۔ مگر محض عقیدہ نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی حفاظت کے لئے **لا نبی بعدہ** کہنے سے منع فرمایا اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ختم نبوت کے عقیدہ کو تو خاتم النّبیین کے لفظ سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔ کہ جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا۔ ورنہ حاشا وکلاء، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مرزائی صاحبان کے نزدیک ایک مجہول الاسناد اثر تو معتبر ہو جائے اور صحیح اور صریح روایتوں کا دفتر معتبر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لفظ ان کے خواہش کے مطابق کہیں سے مل جائے، وہ تو قبول ہے اور جو آیت اور حدیث خواہ کتنی صریح اور صاف کیوں نہ ہو وہ نامقبول ہے: ’’اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَھْوٰیٓ اَنْفُسُکُمُ

اسْتَكْبَرْتُمْ (بقرة:٨٧) ’’اور یہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ دونوں کے اقوال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے مسئلہ کے پیش نظر ہیں۔ ان کے مطمح نظر کو، قادیانی، نظر انداز کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس یہود یا نہ قادیانی تحریف کے مدنظر کیا سچ فرمایا: ’’اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (بقرة:٨٥)‘‘

مرزائی مفسر کی شہادت

محمد علی لاہوری بیان القرآن میں لکھتا ہیں: ’’اور ایک قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں ’’قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعده‘‘ خاتم النّبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک خاتم النّبیین کے معنی کچھ اور تھے اور کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے قول میں ہوتے، کسی صحابی کے قول میں ہوتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ہوتے، مگر وہ معنی در بطن قائل ہے اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النّبیین کے معنی لا نبی بعدی کئے گئے ہیں ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہیں۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کئے جائیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں خاتم النّبیین کافی ہے۔ جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا: ’’خاتم الانبیاء ولا نبی بعده‘‘ تو آپ نے فرمایا کہ خاتم الانبیاء تجھے کہنا بس ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النّبیین واضح ہے تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں؟ اور اتنی حدیثوں کا مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی۔ چہ جائے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا قول جو شرعاً حجت نہیں۔‘‘

(مرزائی تفسیر بیان القرآن ج۲ص۱۱۰۳، ۱۱۰۴)

قادیانی سوال

اگر اس قول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سند نہیں تو کیا ہوا۔ تعلیقات بخاری کی بھی سند نہیں۔

جواب: یہ بھی قادیانی دجل ہے ورنہ فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کا نام ’’تعلیق التعلیق‘‘ ہے۔ اس میں تعلیقات صحیح بخاری کی اسناد کو موصول کیا ہے۔

حدیث: ’’مسجدی آخر المساجد‘‘

قادیانی: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ’’مسجدی آخر المساجد‘‘ ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے بعد دنیا میں ہر روز مسجدیں بن رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر النّبیین کا بھی یہی مطلب ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی بن سکتے ہیں۔

جواب: یہ اشکال بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے اس لیے کہ جہاں ’’مسجدی آخر المساجد‘‘ کے الفاظ احادیث میں آئے ہیں وہاں روایات میں ’’آخر مساجد الانبیاء‘‘ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارکہ یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کی مساجد میں سے

آخری مسجد، مسجد نبوی ﷺ ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ ’’الترغیب والترھیب‘‘ میں ’’آخر مساجد الانبیاء‘‘ کے الفاظ صراحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ نیز کنز العمال میں بھی (ص۲۵۶ ج۶) ’’باب فضل الحرمین‘‘ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ ’’عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء‘‘

حدیث: ’’انک خاتم المهاجرین‘‘

قادیانی: حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’اطمئن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة‘‘ اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بعد ہجرت جاری ہے تو حضور ﷺ کے بعد نبوت بھی جاری ہے۔

جواب: قادیانی اس روایت میں دجل وفریب سے کام لیتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے تھے۔ مکہ مکرمہ سے چند ہی میل کا سفر کئے تھے کہ دیکھا حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے دس ہزار قدسیوں کا لشکر لیکر مکہ شریف فتح کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ راستہ میں ملاقات ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے افسوس ظاہر فرمایا کہ میں ہجرت کی فضیلت سے محروم رہا۔ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تسلی اور حصول ثواب کی بشارت دیتے ہوئے یہ فرمایا۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ سے واقعی ہجرت کرنے والے آخری مہاجر حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ ہجرت دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف کی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں ایسا فتح ہوا جو قیامت کی صبح تک دار الاسلام رہے گا۔ تو مکہ مکرمہ سے آخری مہاجر حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہوئے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا فرمانا کہ اے چچا تم آخری مہاجر ہو، تمہارے بعد جو بھی مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے گا اسے مہاجر کا لقب نہیں ملے گا۔ اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’’لا هجرة بعد الفتح‘‘ (بخاری ص۴۳۳ ج۱) حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’هاجر قبل الفتح بقلیل وشهد الفتح‘‘ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔ (اصابہ ص۲۷۱ ج۲)

معلوم ہوا کہ اس واقعہ کو اجرائے نبوت کے لئے بطور تشبیہ استعمال کرنا قادیانیوں کی جہالت کا شاہکار ہے۔

حدیث: ’’ابو بکر خیر الناس بعدی‘‘

قادیانی: ’’ابوبکر خیر الناس الا ان یکون نبیاً‘‘ ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جواب ۱: ’’الناس‘‘ سے مراد عام لوگ ہیں، نبی نہیں۔ اگر ’’الناس‘‘ سے مراد نبی ہو تو آپ کو خیر الناس کا لقب نہیں ملے گا۔ اس کی تائید واقعات عالم کے علاوہ، دو روایتیں بھی کرتی ہیں جو آپ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔ گویا آسان لفظوں میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب۲: یہ روایت (کنزالعمال ج۱۲ص۱۶۱، مطبوعہ دکن) کی ہے۔ اس کے آگے ہی لکھا ہے: ’’**ھٰذا الحدیث احد ما انکر** ‘‘ یہ روایت ان میں سے ایک ہے جس پر انکار کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسی منکر روایت سے عقیدہ کے لئے استدلال قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔

جواب۳: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے ’’**ما صحب النبیین والمرسلین ولا صاحب یٰسین افضل من ابی بکر** ‘‘ رحمت دوعالم ﷺ سمیت تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کے صحابہ سے ابوبکرؓ افضل ہیں۔

(کنزالعمال ص۱۵۹ ج۱۲ روایت نمبر۸۰۴)

’’حاکم‘‘ میں ابوہریرۃؓ سے (کنزالعمال میں ص۱۸۰ ج۱۲) پر روایت کے یہ الفاظ ہیں: ’’**ابو بکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السمٰوات وخیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین**‘‘ زمینوں وآسمانوں کے تمام اوّلین وآخرین سوائے انبیاء ومرسلین کے باقی سب سے ابوبکر وعمر افضل ہیں۔ (کنزالعمال ص۱۸۰ ج۱۲)

ان تمام روایات کو سامنے رکھیں تو مطلب واضح ہے کہ انبیاء کے علاوہ باقی سب سے افضل ابوبکر ہیں۔ ان تمام روایات کے سامنے آتے ہی قادیانی دجل پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔

حدیث: ’’انا مقفی‘‘

قادیانی: حضور ﷺ فرماتے ہیں: ’’**انا مقفی** ‘‘ یعنی آپ ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے آپ ﷺ ان کے مقفی یعنی مطاع ہوں گے۔

جواب: ’’**وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ** (بقرۃ:۸۷)‘‘ آیت کریمہ دلالت کررہی ہے کہ یہاں ’’**الذی قفی به**‘‘ سب کے آخر میں آنے والے کا معنی دیتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے ’’**انا محمد واحمد والمقفی قال النووی المقفی العاقب** ‘‘ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ: ’’**مقفی**‘‘ کے معنی آخر میں آنے والے کے ہیں لہٰذا آخر میں آنے والے کسی نبی کے مطاع، کا معنی قادیانی تحریف ہے۔

حدیث: ’’اذا هلکَ کِسریٰ‘‘

قادیانی: ’’**لانبی بعدی** ‘‘ میں ’’**لا نفی** ‘‘ کمال کے لئے ہے۔ یعنی کامل تشریعی نبی آپ ﷺ کے بعد نہ ہوں گے بلکہ غیر تشریعی ہوں گے۔ جیسے کہ: ’’**اذا هلک کسریٰ فلا کسریٰ بعده واذا هلک قیصر فلا قیصر بعده** ‘‘ ہے۔

جواب۱: ’’**لانبی بعدی** ‘‘ میں لانفی جنس کا ہے۔ جیسے ’’**ذالِکَ الکِتابُ لا رَیْبَ فِیْهِ** ‘‘ اور ’’**لاالٰه الا اللّٰه** ‘‘ میں جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے بھی لکھا ہے: ’’حدیث **لا نبی بعدی** میں لانفی عام ہے۔‘‘

(ایام الصلح، خزائن ج۱۴ ص۳۹۳)

جہاں تک ’’**اذا ھلک کسری** ‘‘ کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسریٰ وقیصر کسی خاص آدمی کے نام نہیں بلکہ جاہلیت میں فارس وروم کے بادشاہوں کے لقب تھے جب قریش مسلمان ہو گئے اور انہیں خوف ہوا کہ اب

ہمارا داخلہ شام وعراق میں بند ہو جائے گا تو حضور ﷺ نے مومنین کی تسلی کے لئے فرمایا کہ تمہاری تجارت گاہیں ان کے وجود ہی سے پاک کردی جائیں گی۔ جب مملکت فارس اسلام کے قبضہ میں آجائے گا تو کسریٰ کا لقب جاتا رہے گا اور مملکت روم کے آجانے سے لقب قیصر بھی جاتا رہے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی پیشینگوئی حرف بحرف سچی ہوئی اور ایسا ہوا کہ کسریٰ اور کسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہوگیا۔ اور قیصر نے ملک شام چھوڑ کر اور وہاں سے بھاگ کر اور جگہ پناہ لی۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے (شرح مسلم ص۳۹۶ ج۲) میں لکھا ہے: ’’**قال الشافعی وسائر العلماء معناه لا یکون کسریٰ بالعراق وقیصر بالشام کما کان فی زمانه ﷺ فاعلمنا بانقطاع ملکهما فی هٰذین الاقلیمین**‘‘

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام علما نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ کسریٰ، عراق میں اور قیصر، شام میں باقی نہ رہے گا۔ جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے۔ پس حضور ﷺ نے ان کے انقطاع سلطنت کی خبر دی کہ دونوں اقلیموں میں ان کی سلطنت باقی نہ رہے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لہٰذا یہ حدیث شریف اپنے ظاہری معنی پر ہی مستعمل ہے۔ اس میں مرزائی وسوسہ کا شائبہ ہی نہیں۔

جواب۲: حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’**اماترى انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی**‘‘ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اے علی تو میرے جیسا کامل نبی نہیں ہوگا؟ مگر گھٹیا نبی ہوگا؟ (معاذ اللہ)

جواب۳: آنحضرت ﷺ سے پہلے صاحب کتاب اور بغیر کتاب نبی آتے رہے (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) قادیانیوں کے اس فیصلے سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو جو خاتم النّبیین کہا گیا تو دونوں قسم کے انبیاء کے آپ ﷺ خاتم ہوئے۔ اب اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بغیر کتاب ہی کے سہی، نبی آجائے تو سوال یہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء کیسے ہوئے؟ اور آپ ﷺ کی فضیلت ہی کیا رہی؟

جواب۴: اگر **لا نبی بعدی** میں لا نفی کمال کے لئے ہے۔ یعنی آپ ﷺ جیسا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو اس لحاظ سے تو موسیٰ علیہ السلام بھی خاتم الانبیاء ہوئے۔ اس لئے کہ ان کے بعد جتنے خلفا آئے کوئی ان جیسا نہ ہوا جیسا کہ خود مرزا نے لکھا ہے۔

اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ کو اپنی رسالت سے مشرف کرکے پھر بطور اکرام وانعام خلافت ظاہری اور باطنی کا ایک لمبا سلسلہ ان کی شریعت میں رکھ دیا...... اس عرصہ میں صدہا بادشاہ اور صاحب وحی والہام شریعت موسوی میں پیدا ہوئے...... ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور بہت سے رسل اس کے پیچھے آئے۔‘‘ (شہادت القرآن خ ص۳۲۲ ج۶) لیکن مرزائی اس معنی کے حساب سے حضرت موسیٰ کو خاتم الانبیا نہیں مانتے لہٰذا ان کا استدلال خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔

جواب۵: مرزا نے لکھا ہے: ’’حدیث **لا نبی بعدی** میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت ودلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔‘‘ (ایام الصلح، خزائن ج۱۴ ص۳۹۳) لہٰذا مرزائیوں کو خیالات رکیکہ چھوڑ کر مرزائیت کے لغو استدلال اور مرزائیت سے توبہ کرلینا چاہئے۔

حدیث:''رویا المسلمین جزء من اجزاء النبوۃ''

قادیانی: نیک خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ جو امت محمدیہ میں باقی ہے۔ اسی جز کے اعتبار سے نبوت باقی ہے اور ایسے نبی آسکتے ہیں۔

جواب: اگر ایک اینٹ کو مکان، نمک کو پلاؤ اور ایک دھاگہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چارپائی نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے ۴۶/ویں جز کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے اور یہ ایک بدیہی امر ہے۔

حدیث:''انا العاقب''

قادیانی: حدیث ''انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی'' میں قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کی نفی راوی کا اپنا خیال ہے۔ حضور ﷺ کی زبان سے ثابت نہیں۔

جواب: یہ غلط ہے جس کسی نے کہا ہے خود اس کا یہ خیال ہے ورنہ حدیث میں کوئی تفریق نہیں۔ عاقب کے یہ معنی خود رسول اللہ ﷺ نے کئے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وفی روایۃ سفیان بن عیینۃ رضی اللہ عنہ عند الترمذی وغیرہ بلفظ الذی لیس بعدی نبی'' (فتح الباری ص۳۱۳ ج۱۴، ترمذی ص۱۱۱ ج۲)

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذیؒ وغیرہ کے نزدیک یہ لفظ ہے۔ میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمائے ہیں۔

حدیث عاقب کی تشریح از ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ ہو: ''والعاقب الذی لیس بعدہ نبی قیل ھذا قول الزھری وقال العسقلانی ظاھرہ انہ مدرج لکنہ وقع فی روایۃ سفیان بن عیینہ عند الترمذی ای فی الجامع بلفظ الذی لیس بعدی نبی'' (الجمع الوسائل حصہ دوم ص۱۸۳)

لہٰذا ثابت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمائے ہیں۔

مزید برآں شمائل کی شرح (جو جمع الوسائل شرح الشمائل مصری ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ پر چڑھی ہوئی ہے) کرتے ہوئے علامہ عبدالرؤف المناوی المصری رحمۃ اللہ علیہ نے متن میں ''بعدی'' کو نقل فرمایا ہے۔

اسی طرح چوتھی صدی کے مشہور محدث حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت مذکور پوری نقل فرمائی ہے: ''قال...... وانا الخاتم ختم اللہبی النبوۃ وانا العاقب فلیس بعدی نبی'' (کتاب الاستیعاب برحاشیہ اصابہ، مطبوعہ مصر ص۳۷ ج۱)

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں خاتم ہوں اللہ نے نبوت میرے ساتھ ختم کردی ہے اور میں عاقب ہوں۔ پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

اسی طرح چھٹی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاضؒ بھی لکھتے ہیں: ''وفی الصحیح انا العاقب الذی لیس بعدی نبی'' (کتاب الشفا مطبوعہ استنبول ص۱۹۱ ج۱، ترمذی ص۱۱۱ ج۲)

’’یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

ایسا ہی ’’تفسیر خازن (سورۃ صف)‘‘ میں ہے: ’’**انا العاقب الذی لیس بعدی نبی**‘‘ ان کتابوں (شفاء کتاب الاستیعاب، خازن، فتح الباری اور شرح الشمائل) میں لفظ بعدی موجود ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر نبوی ہے۔

(ص ۷۱ ج ۷ طبع مصر ۱۳۴۹ھ)

قادیانی اعتراض

صحاح ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں ہیں۔ ان میں یوں نہیں آیا۔ لہٰذا حجت نہیں ہے۔

جواب: صحاح ستہ میں سے جامع ترمذی میں یوں ہی موجود ہے۔ چنانچہ (**ترمذی ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی اسماء النبی**) میں حدیث صحیح مرقوم ہے: ’’**وانا العاقب الذی لیس بعدی نبی**‘‘

(ترمذی مطبوعہ مصر ص ۱۳۷ ج ۲ طبع ۱۲۹۲، مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۷ ج ۲ طبع ۱۳۲۸ھ، مطبوعہ مجیدی پریس کانپور ص ۱۱۲ ج ۲)

اعلان: ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض نسخوں (مطبوعہ احمدی وغیرہ) میں اس مقام پر ’’**بعدہ**‘‘ غلط طبع ہوگیا ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ ترمذی کے اس مقام کو درست کرلیں اور بجائے ’’**بعدہ**‘‘ کے ’’**بعدی**‘‘ بنالیں۔ محدثین شارحین نے بھی ترمذی کے حوالہ سے بعدی نقل کیا ہے۔

(فتح الباری پ ۱۴ ص ۳۱۳، اسی طرح زرقانی نے شرح مؤطا میں بحوالہ ترمذی بعدی نقل کیا ہے۔ ص ۲۷۲ ج ۴ مطبوعہ مصر)

تشریح لفظ عاقب از علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

’’**والعاقب الذی جاء عقب الانبیاء فلیس بعدہ نبی فان العاقب ھو الاخر فھو بمنزلۃ الخاتم ولھٰذا سمی العاقب علی الاطلاق ای عقب الانبیاء جاء عقبھم** (زاد المعاد ج ۱ ص ۳۴)‘‘

حدیث: قصر نبوت

قادیانی: اوّل! تو نبی ﷺ کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کی توہین ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا درجہ بہت بلند ہے۔ پھر اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی شرائع کو کامل کردیا ہے اور شریعت کے محل کو مکمل کردیا۔ حدیث میں پہلے انبیاء کا ذکر ہے بعد میں آنے والے کا نہیں۔

جواب: محل کی تو ایک مثال ہے۔ شریعت وغیرہ کا اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النّبیین فرمایا اور ساتھ یہ جان کر کہ آئندہ کذاب ودجال پیدا ہونے والے ہیں جن میں سے کوئی تو عذر کرے گا کہ میرا نام ’’لا‘‘ ہے اور حدیث میں ’’**لانبی بعدی**‘‘ آیا ہے اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ مردوں میں نبوت ختم ہے۔ میں عورت ہوں اس لئے میرا دعویٰ خاتم النّبیین کے منافی نہیں۔ اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ دور محمد یہ میں نبوت ختم ہے نئی کتاب اور شریعت خاتم النّبیین کے خلاف نہیں۔ (جیسا کہ بہائی مذہب والے کہتے ہیں) اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ شریعت والی نبوت ختم ہے۔ بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ حدیث میں پہلے نبیوں کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔ ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھ کر اللہ تعالیٰ نے

اپنے نبی کی زبان سے آیت کی وہ تفسیر کرائی جس سے تمام دجالوں کی تاویلات: ''هباءً منثورا'' ہوجاویں۔
چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خاتم النّبیین ہونا ان معنوں سے ہے کہ جس طرح ایک محل بنایا جائے۔ جس کی تکمیل میں صرف ایک اینٹ کی کسر ہو۔ سو اسی طرح یہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ جس میں کتاب والے آئے اور بلا کتاب والے بھی۔ یہ روحانی انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ چلتا چلتا اس مقام پر پہنچا کہ صرف ایک ہی نبی باقی رہ گیا۔ سو وہ نبی میں ہوں۔ جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ اس مثال سے جملہ دجال وکذاب اشخاص کی تاویلات واہیہ تباہ وبرباد ہوکر رہ جاتی ہیں۔ نہ تشریعی وغیر تشریعی کا عذر نہ عورت و مرد کا امتیاز۔ نہ پہلے اور پچھلوں کا فرق۔ محل نبوت تمام ہوگیا۔ نبوت ختم ہوگئی اب بعد میں پیدا ہونے والے بموجب حدیث' سوائے دجال وکذاب کے اور کسی خطاب کے حقدار نہیں۔

قادیانی اعتراض: ۱

بعض روایات میں لفظ ''من قبلی'' موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاء کی مثال نہیں بلکہ گذشتہ انبیاء کی مثال ہے۔ نیز اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس قسم کے پہلے نبی آیا کرتے تھے۔ اس قسم کے نبی اب ہرگز نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ: ''من قبلی'' ظاہر کرتا ہے۔

جواب: چونکہ سب انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اس لئے ''من قبلی'' بولا گیا ہے۔ نیز جملہ: ''ختم بی البنیان وختم بی الرسل'' جریان نبوت کی فقط نفی کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیث: ''من قبلی'' کے الفاظ خصوصیت سے قابل غور ہیں۔ جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے۔ اور جملہ ''ختم بی الرسل'' اور ''انا اللبنة وانا خاتم النبیین'' اور ''فجئت انا و اتممت تلک اللبنة'' اس کی پوری تشریح کررہے ہیں کہ شرعی یا غیر شرعی نبوت کی ہر قسم کی آخری اینٹ میں ہوں اور نبیوں کا اور ہر قسم کی نبوت کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے آنے سے وہ کمی پوری ہوگئی جو ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ اب کسی قسم کے نبی پیدا نہیں ہوں گے۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ پہلے صرف بلاواسطہ نبی ہوتے تھے اور اب آنحضرت ﷺ کی وساطت سے ہوا کریں گے؟ اور خدا تعالیٰ کی سنت کی تبدیلی اور استثناء کس حرف سے معلوم ہوا؟

مرزا نے بھی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور جامع الکمالات بھی

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را برو شد اختتام

(درثمین فارسی ص ۱۱۴' سراج منیر ص ۹۳ خ ص ۹۵ ج ۱۲)

ہر نبوت ختم کا کیا معنی؟ اب مرزائی مرزا قادیانی پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں؟ دیدہ باید!

قادیانی اعتراض: ۲

جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے؟

جواب: مثلاً کہا جاتا ہے کہ خاتم اولاد (سب سے آخر میں پیدا ہونے والا) اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی اولاد کا صفایا ہو

چکا ہے اور سب مر گئے ہیں۔ اسی طرح خاتم النّبیین سے کیسے سمجھ لیا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی ہے؟ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو یہ عہدۂ نبوت نہیں دیا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ کے بعد عہدۂ نبوت نہیں ملا۔ بلکہ آپ ﷺ سے پہلے مل چکا ہے۔ اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ متصف ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے؟

قادیانی اعتراض: ۳

نبی ﷺ کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کی توہین ہے۔

جواب: اگر کوئی شخص یہ کہے 'فلاں شخص شیر ہے۔ تو کیا یہ مطلب ہے کہ وہ جانور ہے۔ جنگلوں میں رہتا ہے۔ اس کی دم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا ہے۔ کیا خوب یہ مبلغ علم وفہم؟ نبی ﷺ نے ایک مثال سمجھانے کے لئے دی ہے۔ اور اس میں توہین کہاں آ گئی؟ اگر یہ توہین ہے تو پھر مرزا صاحب بھی اس توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔ یعنی یہی مثال مرزا نے دی ہے کہ: ''جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں؟'' (سرمہ چشم آریہ مصنفہ مرزا ص ۱۹۸ حاشیہ خ ص ۱۹۸ ج ۲)

اس توہین کا جو جواب مرزائی دیں وہی میری جانب سے تصور کر لیں۔

حدیث: ''ثلاثون کذابون''

قادیانی: تیس دجال کی تعیین بتاتی ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آئیں گے۔

جواب: تیس کی تعیین اس لئے ہے کہ کذاب و دجال صرف تیس ہی ہوں گے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ: ''**لاتقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلاثون دجالون کلهم یزعم انه رسول الله** (ابوداؤد)'' (قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال وکذاب پیدا نہ ہولیں) صاف دال ہے کہ قیامت تک تیس ہی ایسے ہونے والے ہیں ان سے زیادہ نہیں۔ خود مرزا قادیانی بھی مانتا ہے کہ یہ قیامت تک کی شرط ہے۔

''آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے۔''

(ازالہ اوہام، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

باقی رہا یہ کہ کچھ سچے بھی ہوں گے سو اس کے جواب میں وہی الفاظ کافی ہیں جو آپ ﷺ نے دجالوں کی تردید میں ساتھ ہی اس حدیث میں فرمائے ہیں: ''**لانبی بعدی**'' میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

قادیانی: یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ ''**اکمال الاکمال**'' میں لکھا ہے۔

جواب: حدیث میں قیامت تک شرط ہے۔ ''**اکمال الاکمال**'' والے کا ذاتی خیال ہے۔ جو سند نہیں۔ بعض دفعہ ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے خیال کے مطابق تعداد پوری سمجھ لی۔ حالانکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت نے وضاحت کر دی کہ ابھی اس تعداد میں کسر باقی ہے۔

مزید برآں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری شرح صحیح بخاری'' میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا:

’’ولیس المراد بالحدیث من ادعیٰ النبوة مطلقاًفانهم لایحصون کثرة لکون غالبهم ینشألهم ذلک عن جنون وسوداء وانما المراد من قامت له الشوکة (فتح الباری ص۲۵۵ ج۶)‘‘

اور ہر مدعی نبوت مطلقا اس حدیث سے مراد نہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت تو بیشمار ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون یا سوداء سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں۔

مزیدار بات

اور ملاحظہ ہو ایک طرف تو بحوالہ اکمال الاکمال آج سے چار سو برس قبل تیس دجال کی تعداد ختم لکھی ہے۔ مگر آگے چل کر بحوالہ حجج الکرامہ مصنفہ مولانا نواب صدیق حسن خان ؒ لکھا ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے جو اس امت میں تیس دجالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہو کر ستائیس کی تعداد مکمل ہو چکی ہے۔‘‘ (ص۵۴۰) گویا اکمال الاکمال والے کا خیال غلط تھا۔ اس کے ساڑھے تین سو برس بعد تک بھی صرف ستائیس دجال وکذاب ہوئے ہیں۔ بہت خوب۔ حدیث میں تیس کی خبر ہے۔ جس میں بقول نواب صاحب ؒ مسلمہ شمار ۲۷ ہو چکے ہیں۔ اب ان میں ایک متنبّی مرزا قادیانی کو ملائیں تو بھی ابھی دو کی کسر باقی ہے۔

یہاں تک تو مرزائی وکیل نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی مانتے ہوئے جواب دیئے۔ مگر چونکہ اس کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ جواب دفع الوقتی اور بددیانتی کی کھینچ تان ہے جسے کوئی دانا قبول نہیں کر سکتا۔ اس لئے آگے چل کر عجیب دجالانہ صفائی کی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ آہ! صحاح ستہ خاص کر صحاح میں بھی سب کی سردار کتاب بخاری ومسلم کی حدیث اور ضعیف؟ اور پھر جرات یہ کہ حجج الکرامہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر ؒ نے ’’فتح الباری‘‘ میں حدیث تیس دجال والی کو ضعیف لکھا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ حجج الکرامہ کی جو عبارت درج کی ہے اگرچہ ساری نہیں درج کی گئی تاہم اس سے ہی اصل حقیقت کھل رہی ہے۔ ملاحظہ ہو! لکھا ہے:

’’در حدیث ابن عمر سی کذاب در روایتی عبداللہ بن عمر نزد طبرانی است برپا نمیشود ساعت تا آنکه بیرون آیندهفتاد کذاب، ونحوه عند ابی یعلی من حدیث انس ؓ، حافظ ابن حجر ؒ گفته که سند ایں ہر دو حدیث ضعیف است‘‘

ناظرین کرام! حجج الکرامہ کی عبارت میں تین روایتوں کا ذکر ہے۔ ابن عمر ؓ کی تیس دجال والی (یہ صحیح مسلم بخاری وترمذی وغیرہ کی ہے بادنیٰ تغیر) دوسری روایت عبداللہ بن عمر ؓ کی جو طبرانی میں ہے۔ ۷۰ دجال والی اور تیسری روایت انس ؓ والی جو ابویعلی میں ہے۔ ۷۰ دجال والی حافظ صاحب ؒ نے پچھلی دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے۔ مگر مرزائی صحیح حدیث کو بھی اسی صف میں لا کر نہ صرف اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر رہا ہے بلکہ حافظ ابن حجر ؒ اور نواب صدیق حسن خان ؒ پر افتراء کر کے اپنی مرزائیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ اب آیئے!

میں آپ کے سامنے حافظ ابن حجر ؒ کی اصل کتاب جس کا حوالہ دیا گیا پیش کروں: ’’وفی روایة عبداللہ بن عمر ؓ عند الطبرانی لاتقوم الساعة حتی یخرج سبعون کذابا وسندها ضعیف وعند ابی یعلی من حدیث انس ؓ نحوه وسنده ضعیف ایضا‘‘ (فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی ص۵۶۴ جزء۲۹)

عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں امام طبرانی کے نزدیک یہ وارد ہے کہ ستر کذاب نکلیں گے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو یعلی کے نزدیک حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی اسی طرح ہے اور اس کی بھی سند ضعیف ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے صرف ستر دجال والی روایت کو جو دو طریق سے مروی ہے، ضعیف لکھا ہے۔ نہ کہ تیس دجال والی روایت کو۔[1]

حدیث بنی اسرائیل

قادیانی: حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں نبی سیاست کرتے رہے مگر میرے بعد خلفا ہوں گے۔ اس حدیث میں ''سیکون'' کا لفظ وارد ہے جس کے معنی ہیں عنقریب میرے بعد خلفا ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی۔ جو بادشاہ خلیفہ ہوگا نبی نہ ہوگا اور جو نبی ہوگا وہ خلیفہ نہ ہوگا۔

جواب: کیا کہنے اس یہودیانہ تحریف کے۔ حدیث شریف کے الفاظ صاف ہیں کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ نبی ہوتے تھے جب ایک فوت ہوتا تھا تو دوسرا اس کا قائم مقام بادشاہ بن جاتا تھا۔ اب اس تقریر سے خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی بادشاہ ہوں گے جو آپ کے جانشین ہو کر نبی کہلائیں گے۔

حضور ﷺ نے اس خیال کو یوں حل کیا کہ چونکہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اس لئے میرے بعد میرے جانشین صرف خلفا ہوں گے جو عنقریب عنان خلافت سنبھالیں گے۔ پھر بکثرت ہوں گے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت بند اور انتظام ملکی کے لئے خلافت جاری۔

اس خلافت کے مسئلہ کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا: **''تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ......ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ما شاء اللہ ثم تکون ملکاً عاضاً فیکون ماشاء اللہ ......ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ''** (رواہ احمد والبیہقی مشکوٰۃ کتاب الفتن)

رہے گی میری نبوت تمہارے اندر جب تک خدا چاہے۔ پھر ہوگی خلافت، منہاج نبوت پر۔ اس کے بعد بادشاہی ہو جائے گی۔ پھر خلافت منہاج نبوت پر ہوگی۔ یعنی امام مہدی کے زمانہ میں۔ یعنی جس طریقہ پر امور سیاسیہ کو حضور پاک ﷺ نے چلایا اسی طرح حضور ﷺ کی سنت کے مطابق آخری زمانہ میں امام مہدی چلائے گا۔

ایک اور روایت بیہقی میں ہے کہ اس کے بعد فساد پھیل جائے گا ''**حتی یلقوا اللہ**'' یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن) حاصل یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اس امت کے لئے سوائے درجہ ولایت وخلافت کے نبوت کا اجرا نہیں ہوگا۔

بطرز دیگر ''س'' تحقیق وقوع کے لئے ہے جیسے: ''**سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ** (آل عمران: ۱۸۱)'' یعنی جس چیز کا وہ بخل کرتے تھے وہ قیامت کے دن ضرور بالضرور ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔ ثابت یہ ہوا کہ نبوت منقطع ہو چکی ہے اور اس انقطاع کے بعد ایک چیز یقیناً باقی ہے اور وہ خلافت ہے۔

[1] اسی عبارت کو علامہ عینی حنفیؒ نے اپنی شرح بخاری میں اسی طرح نقل کیا ہے اور مسئلہ کو صاف کر دیا ہے کہ ستر کی تعداد والی ہر دو روایات جو طبرانی اور ابو یعلی نے روایت کی ہیں وہ دونوں ضعیف ہیں۔ (عینی ص۳۹۸ ج۱۱)

دیگر یہ کہ اسی حدیث میں آپ ﷺ کے بعد فوراً خلافت کا منہاج نبوت پر ہونا مذکور ہے اور اس سے مراد بالخصوص حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت ہے۔ ان زمانوں میں آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق عمل ہوتا رہا اور یہ امر مسلم ہے کہ یہ چاروں حضرات نبی نہ تھے اور نہ ان میں سے کسی نے نبوت کا دعوی کیا۔ پس یہ حدیث اجرائے نبوت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔

حدیث:’’لو لم ابعث لبعثت یا عمر‘‘

قادیانی: حدیث میں ہے:’’لو لم ابعث لبعثت یا عمر ‘‘یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمرؓ تو مبعوث ہوتا۔ لیکن چونکہ حضور ﷺ مبعوث ہوئے اس وجہ سے حضرت عمرؓ نبی نہ بن سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا امکان ہے۔

جواب: ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ میں حدیث’’لو کان بعدی نبی لکان عمر ‘‘کے تحت لکھا ہے’’وفی بعض طرق ھذا الحدیث لو لم ابعث لبعثت یا عمر ‘‘(ص۵۲۹ ج۵) لیکن ملا صاحب نے نہ راوی حدیث کا نام لیا ہے نہ مخرج کا پتہ دیا ہے نہ الفاظ مذکورہ حدیث کی کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں ملتے ہیں۔ البتہ حافظ مناویؒ نے’’کنوز الحقائق ‘‘میں اس کے ہم معنی روایت دو طریق سے نقل کی ہے۔ ایک تو ابن عدی کے حوالہ سے، جس کے الفاظ یوں ہیں:’’لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم ‘‘(ص۱۵۱ ج۲) دوسری فردوس دیلمی کے حوالہ سے، جس کے الفاظ اس طرح ہیں’’لو لم ابعث لبعث عمر ‘‘(بحوالہ مذکورہ) ملا علی قاریؒ نے غالباً اسی روایت کو بالمعنی نقل کر دیا ہے۔ محدثین کے نزدیک ہر دو روایت باطل اور جھوٹی ہیں اور موضوع ہیں۔ ابن جوزیؒ نے اپنی موضوعات میں ابن عدی والی روایت کو دو سندوں سے نقل کیا ہے اور چونکہ دونوں میں راوی وضاع ہیں اس لئے دونوں کو موضوع کہا ہے۔ چنانچہ سلسلۂ اسناد ملاحظہ ہو۔

۱...... ’’حدثنا علی بن الحسین بن قدیر المصری حدثنا زکریا بن یحیٰ الوقار حدثنا بشیر بن بکر عن ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم الغسانی عن ضمرۃ عن غفیف بن الحارث عن بلال بن رباح قال قال النبی ﷺ لو لم ابعث فیکم لبعث عمر ‘‘

۲...... ’’حدثنا عمر بن الحسن بن نصر الحلبی حدثنا مصعب بن سعید ابو خیثمۃ حدثنا عبد اللہ بن واقد الحرانی حدثنا حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو بن مشرح بن ھاعان عن عقبۃ بن عامر قال قال ﷺ لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم‘‘

ابن جوزیؒ نے اس کے بعد فرمایا ہے:’’زکریا کذاب یضع، وابن واقد الحرانی متروک‘‘

ذہبیؒ نے میزان میں خود ابن عدی سے جس نے روایت مذکور اپنی کتاب میں درج کی ہے نقل کیا ہے:

’’قال ابن عدی، یضع الحدیث وقال صالح کان من الکذا بین الکبار ‘‘یعنی پہلی سند کا راوی زکریا، حدیثیں بناتا تھا۔ زکریا بہت بڑے جھوٹوں میں سے ہے۔ دوسری سند کا راوی ابن واقد حرانی متروک ہے۔ جیسا کہ ابن جوزی اور ابن جوز جانی نے کہا ہے۔ بلکہ میزان میں یعقوب بن اسماعیل کا قول ابن واقد حرانی کے بارے میں ’یکذب‘ بھی موجود ہے۔ یعنی یہ بھی جھوٹا ہے چنانچہ اس نے ترمذی وغیرہ کی سند رجال، اپنی جھوٹی روایت پر لگالی ہے۔

کنوز الحقائق کی دوسری حدیث بحوالہ فردوس دیلمی منقول ہے اس کی سند یوں ہے۔

’’قال الدیلمی انبأنا ابی انبأنا عبد الملک بن عبد الغفار انبأنا عبد اللہ بن عیسیٰ بن ھارون انبأنا عیسیٰ بن مروان حدثنا الحسین بن عبد الرحمٰن بن حمران حدثنا اسحٰق بن نجیع الملطی عن عطاء بن میسرۃ الخراسانی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم‘‘

یہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے۔ اس کی سند میں بھی اسحٰق ملطی وضاع وکذاب ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان میں لکھتے ہیں: **’’قال احمد ھو من اکذب الناس وقال یحییٰ معروف للکذب ووضع الحدیث‘‘** یعنی اسحٰق بڑا جھوٹا ہے۔ جھوٹی حدیثوں کو بنانے میں مشہور ہے۔ دوسرا راوی عطاء خراسانی بھی ایسا ہی ہے۔ تہذیب میں سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے **’’کذب عطاء‘‘** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ’’تاریخ صغیر‘‘ میں سعید کا قول ’’کذب‘‘ نقل کیا ہے۔ (ص۱۵۷) یعنی عطاء جھوٹا ہے۔ خود امام ترمذی فرماتے ہیں **’’عامۃ احادیثہ مقلوبۃ‘‘** یعنی عطاء خراسانی کی حدیثیں الٹی پلٹی غلط ہوتی ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کثیر الغلط کہا ہے۔ (زیلعی) حاصل کلام یہ ہے کہ کنوز الحقائق کی دونوں روایتیں باطل اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ کامل ابن عدی اور فردوس دیلمی کی تمام روایات کا یہی حاصل ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عجالہ نافعہ میں طبقہ رابعہ کا بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ’’احادیث یہ کہ نام ونشاں آنہا کہ درقرون سابقہ معلوم نہ بوداں احادیث نا قابل اعتماد اند‘‘ پھر ان کے نقل کرنے والوں میں کتاب الکامل لابن عدی اور فردوس دیلمی کا نام بھی گنا ہے۔ (ص۸۷۷) اور بستان المحدثین میں دیلمی کی کتاب الفردوس کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ درسقیم وصحیح احادیث تمیز نمی کند لہٰذا دریں کتاب موضوعات واہیات ہم مدرج اند (ص۶۲) یہی حال فردوس دیلمی کی اس روایت کا بھی ہے جسے مرزائیوں نے اپنی ڈائری کے صفحہ نمبر ۵۱۸ میں کنوز الحقائق کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **’’ابوبکر افضل ھٰذہ الامۃ الا ان یکون نبیا‘‘** اور اس سے انکار نبوت کی دلیل پکڑی ہے۔ حالانکہ یہ روایت باطل، موضوع اور جھوٹی ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے اس کے حوالہ میں فردوس دیلمی کا نام کافی ہے حافظ مناوی نے کنوز الحقائق میں فردوس دیلمی کے حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ **ولعل فیہ کفایۃ**

حدیث: ’’لو کان بعدی نبی لکان عمر‘‘

قادیانی: اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ لہٰذا حجت نہیں۔

جواب: کیا ہر غریب حدیث ضعیف یا غلط ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ مطلقاً غرابت صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔ جب تک کہ کوئی اور سبب نہ پایا جائے۔ چنانچہ خود مرزا نے بھی اس کو (ازالہ اوہام، خزائن ج۳ ص۲۱۹) پر نقل کیا ہے۔ اگر حدیث غیر معتبر ہوتی تو مرزا صاحب اس کو ازالہ اوہام میں ہرگز درج نہ کرتے۔ کیوں کہ انکا دعویٰ ہے کہ: ’’لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں زید وعمر سے ڈھونڈتے ہیں اور میں بلا انتظار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنتا ہوں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ ص۲۵)

حدیث:’’لا نبی بعدی‘‘

قادیانی: حدیث’’لا نبی بعدی‘‘میں لفظ بعدی بھی مغائرت اور مخالفت کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے:’’فَبِاَیِّ حَدِیثٍ بَعْدَاللّٰہِ وَآیٰتِہٖ یُؤمِنُونَ (جاثیہ:۶)‘‘اللہ اور اس کی آیات کے بعد کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔اللہ کے بعد سے کیا مقصد ہے؟کیا اللہ کے فوت ہوجانے کے بعد؟یا اللہ کی غیر حاضری میں؟ظاہر ہے کہ دونوں معنی باطل ہیں پس بعد اللہ کا مطلب ہوگا کہ اللہ کے خلاف اللہ کو چھوڑ کر۔پس یہی معنی’’لا نبی بعدی‘‘کے۔یعنی مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف رہ کر کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:’’فاولتها کذابین لیخرجان بعدی احدهما العنسی والآخر مسیلمة (بخاری ص۶۲۸ ج۲)‘‘یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خواب میں،میں نے سونے کے کنگن جو دیکھے اوران کو پھونک مار کر اڑادیا تو اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ اس سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے۔پہلا اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔یہاں بعد سے مراد غیر حاضری یا وفات نہیں بلکہ مخالفت ہے۔کیونکہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں مدعی نبوت ہو کر آنحضرت ﷺ کے بالمقابل کھڑے ہوگئے تھے۔

جواب: بعد کا ترجمہ’’مخالفت‘‘خلاف عربیت ہے لغت عربی کی کسی کتاب میں بعد کے معنی مغائرت ومخالفت کے نہیں لکھے ہیں۔نہ اہل زبان سے اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔حدیث’’لانبی بعدی‘‘کے معنی دوسری حدیثیں خود واضح کرتی ہیں۔’’لم یبق من النبوة الاالمبشرات (مشکوٰۃ ص۳۸۶)‘‘یہاں بعد کا لفظ موجود نہیں اور ہر قسم کی نبوت کی نفی ہے۔کوئی نیا نبی نہ موافق آئے گا نہ مخالف۔صحیح مسلم میں ہے’’انی آخر الانبیاء (ص۴۴۶)‘‘پس اگر کوئی نیا ہی نبی گو موافق سہی آجائے تو آپ ﷺ کی آخریت باقی نہیں رہتی۔ابوداؤد اور ترمذی میں ہے’’انا خاتم النبیین لانبی بعدی (مشکوٰۃ ص۴۵۷)‘‘یہاں لا نبی بعدی کے ساتھ وصف خاتم النّبیین بھی مذکور ہے جو بعدہ کے معنی’’مخالفت‘‘کے لینے کی تردید کرتا ہے۔کیونکہ نئے موافق نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے۔مسند احمد اور ترمذی میں ہے:’’ان الرِسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نُبُوَّةَ (ابن کثیر ص۸۹ ج۸)‘‘یہاں بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید’’انقطعت‘‘سے ہورہی ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ(موافق ومخالف)ہر قسم کی نبوت ورسالت بند ہوگئی ہے۔پس میری رسالت ونبوت کے بعد نہ تو کوئی رسول ہی ہوگا اور نہ نبی۔

اب سورۃ جاثیہ کی آیت مذکور کی تحقیق سنئے۔قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔عربی زبان جاننے کے لئے بہت سے فنون جو قرآن کے خادم ہیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔منجملہ ان کے ایک فن علم معانی کا ہے۔اس علم میں ایک باب ایجاز کا ہے۔جس میں لفظ اصل مراد سے کم لیکن کافی ہوتا ہے۔اس کی دوسری قسم ایجاز حذف کا ہے۔جس میں کچھ محذوف ہوتا ہے۔آیت مذکورہ اس قبیل سے ہے اور’’بعد اللہ‘‘میں بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔چنانچہ تفسیر معالم وخازن میں ہے:’’ای بعد کتاب اللہ‘‘اور تفسیر جلالین وبیضاوی وکشاف وسراج المنیر وابوالسعود وفتح الباری وابن جریر میں ہے:’’ای بعد حدیث اللہ وھو القرآن‘‘اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔سورۃ اعراف ومرسلات

آیت نمبر ۵۰ میں ہے: ''فبای حدیث بعدہ یومنون ''بعدہ کی ضمیر مجرداور راجع ہے حدیث کی طرف۔یعنی کس بات پر اس بات کے بعد ایمان لائیں گے؟۔اسی طرح نبی ﷺ کی دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں ان میں بھی ایجاز حذف ہے۔ایک دعا میں وارد ہے: ''انت الأخر فلیس بعدک شیٔ (مسلم ص ۳۴۸ ج ۲) ای بعد اخریتک (مرقاۃ ص ۱۰۸ ج ۳) فلا شیء بعدہ (مسلم ص ۳۵۰ ج ۲) ای امرہ بالفناء ''اسی طرح حدیث ''لانبوۃ بعدی (مسلم ص ۲۷۸ ج ۲) '' کے معنی میں لانبوۃ بعدنبوتی یعنی میری پیغمبری کے بعد کوئی پیغمبری نہیں ہے۔

مرزائیوں کی دوسری دلیل (اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب) کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی ایجاز محذوف ہے اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے یعنی: ''یخرجان بعد نبوتی (فتح الباری انصاری پ ۲۸ ص ۵۰۷) ''مطلب یہ ہے کہ اب جبکہ نبوت مجھے مل چکی ہے۔اس مل جانے کے بعد ان دونوں کا ظہور ہوگا۔چنانچہ مسیلمہ اور اسود عنسی کا ظہور آپ ﷺ کے نبی بن چکنے کے بعد ہوا ہے نہ قبل۔اس محذوف پر قرینہ صحیح بخاری کی دوسری حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "الکذابین الذین انا بینھما (بخاری ص ۶۲۸ ج ۲) '' وہ دونوں جھوٹے مدعیان نبوت کہ ان دونوں کے درمیان میں موجود ہوں۔ اسی کو واضح کرنے کے لئے امام بخاری نے حدیث: ''یخرجان بعدی '' کے متصل ہی انا بینھما کی روایت ذکر کی ہے۔دیکھو کتاب (المغازی بخاری ص ۶۲۸ ج ۲) اصل بات یہ کہ جب کوئی شخص اپنی بات منوانے پر تل جائے تو پھر کوئی پروا نہیں کرتا کہ بات بنتی ہے یا نہیں۔قرآن کی مخالفت ہو یا حدیث کی مخالفت اور عربی زبان کی مخالفت، اسے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔مرزا قادیانی اور اس کی ''امت'' کا یہی حال ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب وسنت ولغت عرب میں لفظ بعد بمعنیٰ مخالفت نہیں آیا۔ وھو المراد! حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق روایت میں بھی لفظ بعد وارد ہے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے مخالف تھے۔اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ان کو یہ جواب دینا کہ تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کو تھی۔مگر میرے مخالف بن کر تم نبی نہیں ہو سکتے کیا یہی مطلب ہے۔کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبوت کا عہدہ مانگا تھا جو یہ جواب دیا گیا ہے؟

ناظرین کرام! غور فرمائیے حضور ﷺ جنگ کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا ملال ہے کہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے جاتے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اے علی رضی اللہ عنہ میں تجھے کسی مغائرت کے سبب نہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں بلکہ اپنے بعد اپنا جانشین بنا کر جا رہا ہوں۔جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا جانشین اور خلیفہ حضرت ہارون علیہ السلام کو بنا کر گئے تھے۔فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے، تم نبی نہیں ہو۔امر مقدر یوں ہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

نیز صحیح مسلم غزوۂ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث، جس میں لانبی بعدی کی بجائے لا نبوۃ بعدی کے الفاظ موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں۔اُس سے صاف واضح ہے کہ ''لانبی بعدی'' اور ''لا نبوۃ بعدی'' دونوں ایک ہی معنی میں ہیں یعنی آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

حدیث: ''الخلافۃ فیکم و النبوۃ''

<u>قادیانی:</u> (حجج الکرامہ ص ۱۹۷) پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: ''الخلافۃ فیکم والنبوۃ'' اس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں نبوت بھی جاری ہے۔

جواب ۱: اصل میں یہ ایک روایت نہیں بلکہ تین روایتیں ہیں جو (مسند احمد ص۲۸۳ ج۱۲) پر موجود ہیں۔ ان کو سامنے رکھیں تو قادیانی دجل تار عنکبوت سے بھی کمزور نظر آئے گا۔ روایت نمبر ۱۶۷۷۳ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا ''**الخلافة فیکم والنبوة**'' روایت نمبر ۱۶۷۷۴ بھی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا: ''**فیکم النبوة والخلافة**'' اور روایت نمبر ۱۶۷۷۸ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا: ''**لی النبوة ولکم الخلافة**'' ان تینوں روایتوں کو سامنے رکھیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان مبارک کا منشاء یہ تھا کہ نبوت وخلافت قریش میں ہے۔ یعنی میں نبی (قریشی) ہوں۔ تم (قریش) میں خلافت ہوگی۔

جواب ۲: جہاں تک حجج الکرامۃ کی روایت ہے اس کے ساتھ ہی حجج الکرامۃ میں لکھا ہے ''**اخرجه البزار در سندش محمد عامری ضعیف است**'' قادیانی علم کلام کا معیار دیکھئے کہ عقائد کے لئے ضعیف روایت کو سہارا بنایا جا رہا ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا!

جواب ۳: یہ روایت جہاں سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ درایت کے اعتبار سے بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ آج تک بنو عباس میں کوئی نبی نہ ہوا۔

جواب ۴: اگر یہ روایت صحیح بھی مان لی جائے تو پھر بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں۔ کیونکہ آن دجال مرزا قادیانی تو مغل کا بچہ تھا۔ ان کا اس روایت سے بھلا کیا تعلق۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی اور قادیانی مغالطہ

قادیانی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان پر وحی نازل ہوگی یا نہیں؟ اگر وحی ہوگی تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد وحی ہو سکتی ہے۔ پس مسلمانوں کا عقیدہ غلط ہوا، اور اگر وحی نہ ہوگی تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبوت چھن گئی؟

جواب ۱: انقطاع وحی سے مراد انقطاع وحی نبوت ہے۔ باقی کشف، الہام، رؤیا تو امت میں جاری ہے اور خود قرآن گواہ ہے کہ ہدایت کا راستہ دکھانے اور کسی مخفی امر پر مطلع کرنے کے لئے وحی نبوت کے علاوہ اور بھی راستے ہیں۔ جیسے فرمایا گیا: ''**وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی**، یا **وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ**'' شہد کی مکھی یا ام موسیٰ کو جو رہنمائی ہوئی قرآن نے اسے وحی سے تعبیر کیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ نبی نہیں تھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوگی وہ وحی نبوت نہ ہوگی۔ لہٰذا ان کی طرف وحی کا ہونا امت کے عقیدہ انقطاع وحی نبوت کے منافی نہ ہوگا۔

جواب ۲: وحی شریعت، لازم نبوت ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر وقت اور ہر آن اس پر وحی نبوت نازل ہوتی رہے گی اور اگر وحی نازل نہ ہو تو وہ نبوت سے معزول ہو جائے۔ اس قادیانی فلسفہ سے تو معاذ اللہ حضور ﷺ بھی کبھی نبوت کے عہدہ پر بحال اور کبھی اس سے معزول ہوتے رہے ہوں گے؟ کیونکہ ابتدا میں تو برابر تین سال تک اور واقعہ افک میں ایک ماہ تک برابر وحی کا آنا موقوف رہا۔ تو کیا معاذ اللہ حضور ﷺ ان ایام میں نبوت سے

معزول سمجھے جائیں گے؟ (معاذ اللہ) بے شک عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے لیکن اب ان پر وحی نبوت کا آنا لازم نہیں۔ کیونکہ بحکم خداوندی دین کامل ہو چکا ہے اور اب وحی نبوت کی حاجت نہیں۔ اس لئے نبی ہونے کے باوجود ان کو وحی نبوت نہ ہوگی۔

عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی مغالطہ

قادیانی: عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو اس سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی ہے۔ حضور ﷺ نے مسلم شریف کی روایت کے مطابق تین مرتبہ فرمایا کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لائیں گے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا ان کا تشریف لانا ختم نبوت کے منافی ہے۔

جواب ا: عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت میں زمین وآسمان کا فرق ہے اور ان دونوں باتوں کو آپس میں خلط ملط کرنا انصاف کا خون کرنا ہے خاتم النّبیین کا تقاضہ اور مفہوم ومعنی یہ ہے کہ رحمت دوعالم ﷺ کے بعد کوئی شخص اب نئے طور پر نبی نہیں بنایا جائے گا۔ نئے سرے سے کسی کو اب نبوت ورسالت نہیں ملے گی۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ حضور ﷺ سے پہلے کے نبی ورسول ہیں۔ ان کو آپ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ لہٰذا ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کشاف، تفسیر ابوسعود، روح المعانی، مدارک، اورشرح مواہب زرقانی میں ہے: ’’**معنی کونه آخر الانبیاء ای لا ینبأ احد بعده وعیسیٰ ممن نبی قبله** ‘‘یعنی آخر الانبیاء ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کو منصب نبوت آنحضرت ﷺ سے پہلے عطا کیا جا چکا ہے۔‘‘ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص نئے سرے سے منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا۔

اب مرزا قادیانی کے کیس پر غور کریں کہ اس نے چودہویں صدی میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کا دعویٔ نبوت، رحمت دوعالم ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے بعد ہے۔ لہٰذا یہ نہ صرف غلط بلکہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٔ نبوت کرنا آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق کہ جو شخص میرے بعد دعوئے نبوت کرے گا دجال، کذاب ہوگا۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الفتن) یہ دعویٰ دجل وکذب پر مبنی ہے۔ یہ ہردو علیحدہ علیحدہ امر ہیں ان کو باہمی خلط ملط نہیں کیا جاسکتا۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی یا رسول متعین کر کے مبعوث نہ کیا جائے گا اور کوئی بھی فرد آ کر حسب سابق یہ نہیں کہے گا کہ: ’’**اِنِّیْ رَسُوْلُ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ** ‘‘یا خدا اسے کہے ’’**اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ**‘‘ چنانچہ جب مسیح آئیں گے تو آ کر کوئی دعویٰ یا اعلان نہیں کریں گے۔ بلکہ جب آپ نازل ہوں گے تو آپ کو پہچان لیا جائے گا۔ نہ کوئی اعلان واظہار، نہ کوئی دعویٰ وبیان، نہ مباحثہ، نہ کوئی دلیل وحجت کچھ نہیں ہوگا۔ بخلاف قادیانی کے کہ یہاں سب کچھ ہوا۔ مرزا نے کہا مجھ پر وحی ہوئی، مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا **انا ارسلنا احمد الی قومه** (تذکرہ ص۳۴۵) تو یہ سراسر دجل، کذب اور ختم نبوت کے منافی ہے۔

جواب ۲: مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو والدین کے لئے خاتم الاولاد کہا ہے۔ (تریاق القلوب، خزائن ج۱۵

ص ۴۷۹) مرزا نے جب اپنے آپ کو خاتم الاولاد کہا۔ اس وقت مرزا قادیانی کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر زندہ تھا۔ پہلے بھائی کا زندہ ہونا مرزا کے خاتم الاولاد کے خلاف نہیں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا بھی رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

جواب ۳: خاتم النّبیین کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کا شمار اب بند ہو گیا ہے اور کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جس کے آنے سے انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہو آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ یعنی انبیاء کا شمار زیادہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آخری نمبر زمانہ کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کا نمبر ٹھہرا۔ فرض کرو کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے ایک لاکھ ایک کم چوبیس ہزار انبیاء ہو چکے تھے تو آپ ﷺ کے آنے سے پورے ایک لاکھ چوبیس ہزار کی گنتی پوری ہوگئی۔ اب آپ ﷺ نے آ کر انبیاء کی تعداد کو بند کر دیا۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ کی نبوت سب سے اوّل تھی۔ لیکن زمانہ کے لحاظ سے آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا۔ اب کسی نئے شخص کو منصب نبوت پر فائز نہ کیا جائے گا۔ ورنہ انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ مثلاً پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک، نبی ہو جائیں گے اور پہلے انبیاء کی جو گنتی بند ہو چکی تھی وہ بند نہ ہوگی اور اس تعداد پر زیادتی ہو جائے گی اور یہ ختم نبوت کے منافی ہوگا۔

اب اس معنی کے بعد عرض کرونگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اگر آنحضرت ﷺ کے بعد دوبارہ تشریف فرما ہوں تو اس سے ختم نبوت اور خاتم النّبیین کے مفہوم میں کوئی کسی قسم کا خلل واقع نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت مسیح کا شمار تو پہلے ہو چکا ہے۔ اب وہ دوبارہ نہیں شمار کئے جائیں گے۔ اگر بالفرض سہ بار بھی آ جائیں یا چالیس سال نہیں بلکہ اس سے زیادہ سال بھی ان پر وحی ہوتی رہے بلکہ اس سے بڑھ کر بالفرض اگر تمام انبیاء سابقین بھی دوبارہ آ جائیں تو اس سے ختم نبوت اور خاتم النّبیین کے مفہوم میں کسی قسم کی خرابی نہ ہوگی۔ کیونکہ ان سب انبیاء کرام کا شمار پہلے ہو چکا ہے۔ اب ان کے دوبارہ آنے سے سابقہ تعداد میں کوئی اضافہ نہ ہوگا اور آخر نبی اور خاتم النّبیین بھی آنحضرت ﷺ ہی رہیں گے۔ کیونکہ ظہور کے لحاظ سے اور زمانہ کے لحاظ سے آخری نمبر آنحضرت ﷺ کو ہی نبوت عطا ہوئی ہے آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہ ہوگی۔ اسی مفہوم کو ہمارے اہل اسلام علماء نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ص۳۲ ج۲۲) پر ہے: ”انقطاع حدوث وصف النبوة فی احد من الثقلین بعد تحیته علیه الصلوٰة والسلام بها فی هٰذه النشأة“ یعنی اس عالم ظہور میں آنحضرت ﷺ کے منصب نبوت سے ممتاز ہو چکنے کے بعد کسی کو وصف نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

خازن میں ہے: ”خاتم النبیین ختم به النبوة بعده“ (تفسیر خازن ص۲۱۸ ج۵) یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو یہ نہ ہو سکے گا۔ بلکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔

”خاتم النبیین آخرهم یعنی لا ینبأ احد بعده“ (تفسیر مدارک ۲۱۱) مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی کو نئی نبوت حاصل نہ ہوگی کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کا نمبر زمانہ اور ظہور کے لحاظ سے سب سے آخری نمبر ہے۔

پس حاصل جواب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے انبیاء کرام علیہم السلام کی شمار میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جو تعداد انبیاء کرام علیہم السلام کی پہلے تھی وہی باقی رہے گی۔

لیکن مرزا قادیانی یا مسیلمہ کذاب یا ان جیسے مدعیان نبوت کی نبوت کو صحیح تسلیم کرنے سے خاتم النّبیین اور ختم

نبوت کا مفہوم بالکل بگڑ جائے گا اور جو شمار انبیاء کرام کا پہلے ہو چکا ہے اس پر یقیناً اضافہ کرنا ہوگا کیونکہ مرزا اور اس کے یاران طریقت تمام مدعیان کا پہلے اعداد میں شمار نہیں ہوا۔ لہٰذا وہ پہلے نمبروں پر زائد ہوں گے۔ مثلاً فرض کرو کہ ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء کا شمار تھا تو اب اس عدد پر ایک یا دو یا تیس چالیس کا اضافہ ہو جائے گا اور آخری نمبر پر پھر مرزا قادیانی کا ہوگا۔ وہی خاتم النّبیین ٹھہرے گا۔ (نعوذ باللہ)

اس اجمالی عرضداشت سے مرزا کے آنے سے ختم نبوت کے مفہوم کا بگڑ جانا اور حضرت مسیح کے دوبارہ آنے سے مفہوم خاتم النّبیین میں کوئی فرق نہ پڑنا بالکل روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ **فالحمد لله علی ذالک!**

ایک ضمنی بات

ہاں ایک چیز رہ جاتی ہے کہ شاید مرزائی کہہ دے کہ مرزا قادیانی کیوں کہ ایک بروزی نبی ہے اور وہ غیر مستقل ہے اس لئے اس کے آنے سے شمار و تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ انبیاء کی تعداد میں تشریعی اور غیر تشریعی سب شامل ہیں۔ چنانچہ باقرار مرزا قادیانی حضرت یوشع علیہ السلام یا حضرت مسیح علیہ السلام بروزی یا غیر تشریعی نبی اور دوسرے نبی کے متبع تھے تو ان کے آنے سے کیا اضافہ نہیں ہوا؟ اور ان کے آنے کو انبیاء کا آنا نہیں سمجھا گیا؟ یقیناً ان کو تعداد میں شمار کیا گیا اور ان کو بھی انبیاء کی گنتی میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء کا یوں ذکر فرمایا ''وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ (بقرة:۸۷)'' تو ان کو بھی انبیاء و رسل کی صف میں شمار کیا گیا تھا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو باقرار خود بروزی انبیاء کی آمد کو انبیاء کی آمد نہ سمجھو اور آیت: ''وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ'' کا انکار کر دو یا پھر تسلیم کرو کہ مرزا قادیانی کے آنے سے انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہوگا ایک نمبر اور بڑھ جائے گا تو آخری نبی آنحضرت ﷺ نہ رہے۔ نعوذ باللہ!

مدعی نبوت کے متعلق استخارہ کا حکم

قادیانی: استخارہ کرنا سنت ہے۔ مرزا قادیانی کے متعلق آپ استخارہ کرلیں۔

جواب: استخارہ ایسے امور میں ہوتا ہے جس کا کرنا یا نہ کرنا دونوں امور مباح ہوں۔ ایسے امر میں استخارہ کرنا جس کا حلال یا حرام شریعت نے واضح کر دیا ہے جائز نہیں۔ جیسے ماں بیٹے پر حرام ہے۔ اب کوئی بیٹا یہ استخارہ نہیں کرے گا کہ ماں مجھ پر حلال ہے یا حرام ہے۔ ایسا کرنے والا اسلام کے حدود کو توڑنے والا ہوگا۔ اسی طرح نماز فرض ہے۔ اب نماز کی فرضیت یا عدم فرضیت پر کوئی مسلمان استخارہ نہیں کر سکتا۔

اسی طرح آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں کوئی آدمی آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کے لئے استخارہ نہیں کر سکتا۔ جو استخارہ کرے گا وہ کافر ہوگا۔ کیونکہ استخارہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نزدیک آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی بن سکتا ہے۔ تبھی تو استخارہ کر رہا ہے۔ اگر اسے یقین ہو کہ کوئی نبی نہیں بن سکتا تو پھر استخارہ کیوں کرے؟ استخارہ کا دل میں خیال لانا گویا آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کے لئے جگہ پیدا کرنا ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کے لئے استخارہ کرنا کفر ہے۔

درود شریف اور قادیانی مغالطہ

قادیانی: ’’**اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کماصلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید .اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کمابارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمیدمجید**‘‘

حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کی اولاد پر خیر وبرکت نبوت ورسالت تھی۔اس قسم کی برکات اور رحمتیں آل محمد پر ہونی چاہئیں۔ورنہ لفظ کما کالانا صحیح نہ ہوگا۔

جواب۱: درود شریف میں جس خیر وبرکت کا ذکر ہے اس سے کثرت اولاد اور بقاء نسل مراد ہے۔جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے:’’**قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ** (ھود:۷۳)‘‘ تفسیر عثمانی میں ہے کہ بعض محققین نے لکھا ہے کہ درود ابراہیمی اس آیت شریف سے اقتباس کیا گیا ہے۔اس میں حضرت سارہ علیہا السلام کو اولاد کی بشارت دیتے ہے ارشاد فرمایا گیا ہے، خیر وبرکت والی اولاد مراد ہے۔عطاء نبوت کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔اس لئے درود شریف میں نبوت ورسالت کی برکت مراد نہیں۔

جواب۲: اگر’’صل‘‘یا’’بارک‘‘سے نبوت مراد ہے’’**صل علی محمد، بارک علی محمد**‘‘کے معنی یہ ہوں گے محمد ﷺ کونبوت کی برکت عطا فرما۔حضور ﷺ نبی ہوتے ہوئے اپنے لئے نبوت کی دعا کررہے ہیں اور امت بھی حضور ﷺ کے لئے عطاء نبوت کی دعا کررہی ہے۔یہ بات نہ صرف یہ کہ بیہودہ ہے بلکہ بداہتہ غلط ہے۔

جواب۳: ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تو مستقل وتشریعی نبی تھے۔کیا حضور ﷺ کی اولاد میں بھی تشریعی نبی ہوں گے؟ یہ تو مرزائیوں کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔

جواب۴: ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں مستقل نبوت کا سلسلہ چلا۔حضور ﷺ کی اولاد میں چودہ سوسال میں کوئی بھی نہ بنااور بقول مرزائیوں کے جو بنا، تو وہ حضور ﷺ کی اولاد سے نہیں تھا اور وہ بنا بھی تو ظلی وبروزی بنا۔(چلی وموذی) جس ظلی وبروزی کا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ذکر ہی نہیں۔غرض مرزا کی تحریف کوتسلیم بھی کرلیں تو لفظ’کما‘کا کمال یہ ہے کہ اس کے معنی مرزا پرفٹ نہیں آتے۔اس مرزائی تحریف پرسوائے’’**سبحانک ھذا بھتان عظیم**‘‘کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

جواب۵: حضور ﷺ کی شریعت اتنی اعلیٰ، افضل، اکمل اوراتم ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی تمام شریعتیں مل کرآپ ﷺ کی شریعت کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔آج سے چودہ سوسال قبل آپ ﷺ کو جوشریعت ملی۔اس کا مقابلہ ہوہی نہیں سکتا۔کیا یہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں کہ آپ ﷺ جیسی شریعت کے ہوتے ہوئے اس کے مقابل حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کی اولاد جیسی نعمت (شریعت) مانگیں۔’’**اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ ھُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ**‘‘

جواب۶: قادیانی جاہلوں کومعلوم ہونا چاہئے کہ یہاں لفظ کما ہے جس سے قادیانی مشابہت تامہ سمجھ رہے ہیں۔حالانکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ من کل الوجوہ نہیں ہوا کرتی بلکہ ایک جز میں مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کو

دوسری چیز سے مشابہت دیدی جاتی ہے۔ بقائے نسل وغیرہ سے کما کی تشبیہ کا تقاضہ سوفی صد پورا ہوگیا۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنی مماثلت کی وجہ سے بلکہ ایک جز و میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام، خزائن ج۳ ص۱۳۸)

خلاصہ یہ کہ درود شریف میں جن رحمتوں و برکتوں کو طلب کیا جاتا ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں۔ وجہ یہ کہ آیت: ’’لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ‘‘ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔
(تحفہ گولڑویہ ص۵۲، خزائن ج۱۷ ص۱۷۴)

خیر امت کا تقاضہ اور قادیانی مغالطہ

قادیانی: ایک اور شبہ مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوا کرتا ہے کہ پہلے انبیاء کی شریعت کی خدمت کے لئے تو انبیاء کرام تشریف لایا کرتے تھے۔ اب اس امت میں بھی اگر انبیاء تشریف نہ لائیں تو آپ ﷺ کی امت خیر امت اور بہترین امت نہ رہے گی۔

جواب ۱: یہ بھی ایک محض دھوکہ دہی ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ ’’شہادت القرآن‘‘ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ پہلے انبیاء کے بعد تو خدمت دین کے لئے انبیاء کرام غیر تشریعی آیا کرتے تھے۔ اب اس امت میں بوجہ ختم نبوت کے انبیاء (غیر تشریعی) تو نہیں آئیں گے البتہ خلفاء آتے رہیں گے اور مجددین کا وقتاً فوقتاً دور دورہ ہوتا رہے گا، تو تمہارا مرزا قادیانی ہی اس کا جواب دے چکا۔ (ملخص شہادت القرآن ص۵۹ خزائن ص۳۵۵ ج۶)

جواب ۲: یہ کہ اگر آنحضرت ﷺ کی امت میں علماء مجددین ہی وہ فریضہ ادا کریں جو ڈیوٹی بنی اسرائیل کے انبیاء ادا کیا کرتے تھے تو آپ ﷺ کی امت خیر امت ہوگی اور اس میں امت مرحومہ کی افضلیت ثابت ہوگی کیونکہ ادنی درجہ کے لوگ اعلیٰ درجہ والے حضرات کی ڈیوٹی ادا فرما رہے ہیں۔ سو اس میں آنحضرت ﷺ یا آپ کی امت کی کوئی ہتک نہیں بلکہ زیادہ عزت ہے۔

دعاء اور قادیانی مغالطہ

عام طور پر قادیانی کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپ بھی دعا کریں ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی سچا تھا یا جھوٹا۔ جو حق پر نہ ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

جواب ۱: مرزا قادیانی بھی اسی طرح لوگوں کو کہا کرتا تھا مگر مرزا قادیانی کا جو حشر ہوا کیا وہ آپ کو یاد نہیں؟ کہ اپنی منہ مانگی موت، وبائی ہیضہ میں مرا۔

جواب ۲: مرزا قادیانی کا مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ ہوا اور مرزا قادیانی اپنے حریف مولانا غزنوی کے دیکھتے دیکھتے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوگیا۔ مرزا کے جھوٹ نے مرزا کو تباہ و برباد کر دیا۔

جواب ۳: مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مقابلہ میں بددعا کی کہ جھوٹا سچے کے مقابلہ میں ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ مرزا، مولانا امرتسری کی زندگی میں ہلاک ہوا، اور اپنے جھوٹ پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ سچ ہے کہ مرزا

کذب میں سچا تھا اس لئے پہلے مر گیا۔

جواب۴: مرزا قادیانی نے اپنے ازلی ابدی رقیب، مرزا سلطان بیگ کے موت کی پیشگوئی کی مگر سلطان بیگ کے زندہ ہوتے ہوئے ہیضہ کی موت سے دوچار ہوگیا۔ کیا مرزا کے جھوٹا ہونے کے لئے ابھی مزید شہادت درکار ہے کہ دعا کی جائے۔

جواب۵: مرزا قادیانی نے اپنے ایک اور حریف ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو مرتد قرار دیا اور فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار دکھائی اور دعا کی کہ: ''اے میرے رب سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ کردے۔'' قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اللہ نے اس کی کوئی اور دعا سنی یا نہ سنی، لیکن یہ دعا ضرور سن لی اور ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں ہلاک و برباد ہوکر اپنے جھوٹے ہونے کی ایسی نشانی چھوڑ گیا جو مرزائی امت کی ندامت کے لئے کافی ہے۔

جواب۶: اسی طرح ایک اور دعا کا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ہماری جماعت ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے بانی رکن اور دوسرے امیر، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے۔ جماعت قادیانی کے مشہور مناظر قاضی نذیر احمد سے آپ کی گفتگو ہوئی۔ جب قاضی نذیر قادیانی لاجواب ہوگیا اور کوئی جواب اس سے نہ بن پڑا تو خفت مٹانے اور اپنے ہمراہیوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے یہی کہا کہ آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ جو سچا ہوگا اس کی دعا قبول ہوجائے گی اتفاق سے قاضی ایک آنکھ سے عاری (کانے) تھے۔ ہمارے حضرت قاضی احسان احمدؒ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور فرمایا، یا اللہ اگر مسلمان سچے ہیں اور مرزائی جھوٹے ہیں تو اس قاضی نذیر قادیانی کی آنکھ ٹھیک نہ ہو۔ منہ پر ہاتھ پھیر کر قاضی نذیر قادیانی کو کہا کہ اب آپ دعا کریں کہا اگر آپ سچے ہیں تو آپ کی آنکھ ٹھیک ہو جائے۔ اس پر قاضی نذیر کھسیانی بلی کھمبا نوچے' کا عملی مصداق بن کر رہ گیا۔

ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی

مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''لیکن اگر کوئی شخص اُسی خاتم النّبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وُہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد ﷺ خاتم النّبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ،خزائن ص۲۰۹ ج۱۸)

مرزا قادیانی کی اس عجیب وغریب تحقیق کا جائزہ تو بعد میں لیا جائے گا۔ پہلے اس پر نظر فرمایئے کہ اس نے (حقیقت الوحی ص۱۰۰) پر خاتم النّبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے: ''آنحضرت ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بنتے ہیں۔'' جس کا واضح مطلب یہ نکلا کہ کسی کے دعویٰ نبوت سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ختم نبوت کی مہر تو مزید نبی بنانے کے لئے ہے اور اس نئی تحقیق میں دعویٰ نبوت کو اس نے ختم نبوت کی مہر ٹوٹنے کا مترادف قرار دیا ہے اور مہر کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے ظلی، بروزی کا دم چھلہ لگایا ہے۔ یعنی دعویٰ نبوت سے تو مہر ٹوٹ جائے گی لیکن کوئی ظل بن جائے اور تصویر ثانی بن جائے تب نہیں ٹوٹے گی۔

اب پہلے مرزا قادیانی اور اس کی امت سے یہ پوچھا جائے کہ دونوں میں سے کونسی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ اگر حقیقت الوحی کے اعتبار سے معنی صحیح ہیں تو مرزا کو ظل اور بروز کا ڈھکوسلہ بنانے کی کیا ضرورت پڑی تھی؟ اور اگر (ایک غلطی کا ازالہ) کے مطابق معنی صحیح ہیں کہ: ''خاتم النّبیین'' سے نبوت تو ختم ہو چکی ہے۔ یعنی نبوت پر اب بند کی مہر لگ گئی ہے۔ وہ کوئی مہر نہیں کہ اس سے نبی بنا کریں گے۔ ہاں! مرزا کے آنے سے اس لئے وہ مہر نہیں ٹوٹتی کہ وہ ظل اور تصویر ثانی بن کر آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں معنی صحیح نہیں ہو سکتے۔ ایک ضرور غلط ہوگا۔

اب ایک غلطی کے ازالہ کی غلطیاں دیکھئے۔

مرزا نے لکھا ہے کہ: ''اس کا حل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کامل اتباع سے کوئی شخص ظلی یا بروزی طور پر عین محمد ﷺ بن جاتا ہے۔''

جواب ا: اگر یہ صحیح ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے مرزا قادیانی کی پیدائش تک کیا کسی اور کو بھی یہ کامل اتباع نصیب ہوئی؟ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ظلی طور پر محمد بنا یا نہیں؟ جنھوں نے آپ ﷺ کی محبت اور پیروی کے لئے اپنے ماں باپ، بھائیوں سے قتال کیا اور ایک ایک سنت پر جان دی۔ ان میں محمدی چہرہ کا انعکاس ہوا یا نہیں؟ اگر ان میں کسی کو یہ مرتبہ حاصل ہوا تو کیا انھوں نے اس مرزائی ڈھکوسلہ بازی کے مطابق دعویٔ نبوت کیا؟

جواب ۲: مرزا نے یہ ظل و بروز کی کہانی ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ سے لیا ہے لیکن مرزائیوں کے ڈوب مرنے کی بات ہے کہ مرزا نے بے سمجھے ان سے یہ عقیدہ لیا ہے۔ کیونکہ ظل اور بروز کا تو اسلام میں کوئی تصور ہی نہیں یہ قطعاً غیر اسلامی عقیدہ ہے اور جن متصوفین نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے ان کا مرزائی فلسفہ سے کوئی جوڑ نہیں اور جو لوگ تناسخ اور حلول کے قائل ہیں وہ بھی اس کے قائل نہیں کہ دوسری نئی پیدائش میں آنے والا، بعینہٖ پہلی پیدائش والے شخص جیسا ہو جاتا ہے، اس کے احکام اور حقوق وہی ہوتے ہیں جو پہلے شخص کے تھے۔ مثلاً فرض کرلو کہ زید مر گیا اور پھر وہ کسی دوسری پیدائش میں آیا۔ اس کے ماں باپ نے نام عمر رکھا تو کسی مذہب و عقیدہ میں عمر کے نام سے پیدا ہونے والے زید کو یہ حق نہیں کہ قدیم حقوق کا مطالبہ کرے۔ اپنی سابق بیوی کو بیوی سمجھے۔ سابق ماں باپ کو ماں باپ کہے۔ وارثوں میں تقسیم شدہ جائیداد کو اپنی ملک قرار دے دے۔

مرزا قادیانی کا فلسفہ سب سے نرالا ہے کہ اسلامی عقیدہ کو تو خراب کیا ہی تھا۔ تناسخ کے عقیدہ کا بھی ستیاناس کر دیا کہ جس شخص کو ظل و بروز قرار دیا۔ اس کو یہ حق بھی دے دیا کہ وہ اپنے پچھلے سارے حقوق کا مالک بنا رہے۔ وہ اپنے کو رسول و نبی بھی کہے اور ساری دنیا کو اپنی نبوت ماننے پر مجبور بھی کرے اور جو نہ مانے اس کو کافر کہے۔ پہلے حق کا حوالہ دے کر اپنے گرد جمع ہونے والے ڈفالیوں کو صحابہ سے تعبیر کرے اور اپنی چڑیل بیویوں کو اسی بنیاد پر ام المومنین کا لقب دے دے۔ **فیا للعجب!**

ایں کار از تو می...... آید و مرداں چنیں کنند

جواب ۳: اس کے بعد کوئی مرزا صاحب سے پوچھے کہ نبوت و رسالت کے معاملہ میں آپ کے ظل و بروز کے فلسفہ پر کیا کوئی قرآن و حدیث کی شہادت بھی موجود ہے؟ کہیں قرآن کریم نے ظلی و بروزی نبی کا ذکر کیا ہے؟ یا کسی

حدیث میں اس کا کوئی اشارہ ہے؟ اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسلام کا دعوی رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقیدہ رسالت میں اس ہندوانہ عقیدہ کو ٹھونسنا کون سی دینی روایت یا عقل و شریعت ہے؟

جواب۴: صرف یہی نہیں کہ بروز اور نبی بروزی کے پیدا ہونے سے احادیث و قرآن کی نصوص خالی اور ساکت ہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی بہت سی احادیث اس کے بطلان کا اعلان صاف صاف کر رہی ہیں۔

ملاحظہ ہو وہ حدیث جو آخری نبی ﷺ نے اپنے آخری اوقات حیات میں بطور وصیت ارشاد فرمائی اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

”**یا ایہا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرویا الصالحۃ**“ رواہ مسلم والنسائی وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ”اے لوگو! مبشرات نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔

اور اسی مضمون کی ایک اور حدیث بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ”**لم یبق من النبوۃ الا المبشرات** “ بخاری کتاب التفسیر و مسلم ”نبوت میں سے کوئی جز باقی نہیں رہا سوائے اچھے خوابوں کے۔

اور اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے روایت کی ہے۔ اور نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ اور مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی مضمون بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے۔ جن میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں: ”**ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات**“ نبوت تو جاتی رہی اور اچھا خواب باقی رہ گئے۔

الغرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصۂ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی۔ البتہ اچھے خواب باقی ہیں جو کہ نبوت کا چھیالیسواں جز ہیں۔ (جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے)

لیکن ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو موجود ہونے سے اس چیز کا موجود ہونا لازم نہیں آتا اور نہ جز کا وہ نام ہوتا ہے جو اس کے کل کا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ صرف نمک کو پلاؤ کہا جائے کیونکہ وہ پلاؤ کا جز ہے اور ناخن کو انسان کہا جائے کیونکہ وہ انسان کا جزو ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کو نماز کہا جائے کیونکہ وہ نماز کا جز ہے یا کلی کرنے کو غسل کہا جائے کیونکہ وہ غسل کا جزو ہے۔

غرض کوئی عقل مند انسان جزو اور کل کو نام میں بھی برابر نہیں کر سکتا۔ احکام کا تو کہنا کیا۔ پس اگر نمک کو پلاؤ اور پانی کو روٹی اور ایک ناخن یا ایک بال کو انسان نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھیالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں نبوت کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دے کر اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ بلکہ استثناء کیا گیا تو صرف چالیسویں جزو کا کیا گیا ہے۔ جس کو کوئی انسان نبوت نہیں کہہ سکتا۔

اب منصف مزاج ناظرین ذرا غور سے کام لیں کہ اگر نبوت کی کوئی نوع یا کوئی جزئی مستقل یا غیر مستقل، تشریعی یا غیر تشریعی، ظلی یا بروزی، عالم میں باقی رہنے والی تھی تو بجائے اس کے کہ آنحضرت ﷺ نبوت کے چھیالیسویں جزو کا استثناء فرمائیں ضروری تھا کہ اس نوع نبوت کا استثناء فرماتے۔

اور جب کہ آپ ﷺ نے استثناء میں صرف نبوت کے چھیالیسویں جزو کو خاص کیا ہے تو یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ

یہ بروزی نبوت جو مرزا قادیانی نے ایجاد کی ہے (اگر بالفرض کوئی چیز ہے اور اس کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے) تو آنحضرت ﷺ کے بعد یہ بھی عالم میں موجود نہ رہے گی۔

جواب ۵: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ فَخَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فوابیعۃ الاول فالاولُ اعطوھم حَقَّہ‘‘

(بخاری ص۴۹۱ ج۱، مسلم کتاب الایمان ومسند احمد ص۲۹۷ ج۲ وابن ماجہ وابن جریر، وابن ابی شیبہ)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اول تو نبوت کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دی اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپ ﷺ کے بعد باقی رہنے والی تھی اس کو بھی بیان فرمادیا۔ جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بروزی نبی آنے والا تھا اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی، مستقل یا غیر مستقل، تشریعی یا غیر تشریعی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا تقاضہ تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر فرمایا جاتا۔

اور جب آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلفاء کو قرار دیا ہے۔ تو ضرور اس کا اعلان ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بروزی وغیرہ نہیں ہوسکتا۔

جواب ۶: حضرت ابومالک اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’ان اللّٰہ بدأ ھٰذا الامر بنبوۃ ورحمۃ وکائناً خلافۃً ورحمۃً (رواہ الطبرانی فی الکبیر)‘‘ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداء نبوۃ اور رحمت بنایا اور اب خلافت اور رحمت ہوجانے والا ہے۔

اس حدیث میں بھی اختتام نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ نبوت رحمت ختم ہوکر خلافت رحمت باقی رہے گی۔ جس میں صاف اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ نہیں رہے گی ورنہ ضروری تھا کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

جواب ۷: آخر میں ہم ناظرین کی توجہ ایک ایسے امر کی طرف منعطف کرتے ہیں کہ جس میں تھوڑا سا غور کرنے سے ہر شخص اس پر بلاتأمل یقین کرے گا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی بروزی، ظلی وغیرہ نہیں ہوسکتا۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنیٰ مسلمان اس میں شک نہیں کرسکتا کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں۔ آپ ﷺ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہوجائے اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنج دہ اور باعث تکلیف نہیں کہ لوگ آپ ﷺ کی ہدایت کو قبول نہ کریں۔ خداوند سبحانہ اپنے رسول کی رحمت وشفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے: ’’عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم‘‘ سخت گراں ہے رسول اللہ ﷺ پر تمہاری تکلیف۔ وہ تمہاری ہدایت پر حریص ہے اور مسلمانوں پر شفیق ومہربان۔

اور دوسری جگہ آپ ﷺ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ’’لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْن (شعراء:۳)‘‘ شاید آپ ﷺ اپنی جان کو ان کے پیچھے گنوادیں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں۔

پھر اس نبی امی (فداہ ابی وامی) کے ارشاد وتبلیغ پر جانکاہ کوشش مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفاکشی۔ ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر وتحمل۔ کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں: ''**اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون**'' (روح المعانی ج۶ص ۱۹۸، الاحادیث المختارہ لمقدسی ج۱۰ص ۱۶، الفردوس بماثور الخطاب ج۳ص ۴۳۲) اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر کیوں کہ وہ جانتے نہیں۔ فرمانا ایک ناقابل انکار مشاہدہ ہے جو آپ ﷺ کی اس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپ ﷺ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔

اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے امت کو ایسی سیدھی اور صاف روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ بلکہ ''**لیلها و نهارها سواء**'' کا مصداق ہے۔ یعنی اس کا رات اور دن برابر ہے۔

آپ ﷺ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے اگر ایک طرف ان کی ایک ایک خبر دے کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیریں امت کے لئے بیان فرمائیں تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابل اتباع اور قابل تقلید انسان پیدا ہونے والے تھے ان میں ایک ایک سے امت کو مطلع فرما کر ان کی اقتدا کا حکم دیا۔ غرض کوئی خیر باقی نہیں کہ جس کی تحصیل کے لئے امت کو ترغیب نہ کی ہو اور کوئی شر باقی نہیں کہ جس سے امت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتدا کا حکم کیا اور فرمایا: ''**اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر** (بخاری)'' ان دو شخصوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ ایک جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین**'' ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''**انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی**'' (ترمذی ص۲۴۴ ج۱)

پھر آپ ﷺ نے اطلاع دی کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو امت کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرما کر ان کو نبی ﷺ کی ٹھیک سنت پر قائم کرے گا اور آپ ﷺ کی ان سنتوں کو زندہ کرے گا جن کو لوگ بھلا چکے ہوں گے۔

(رواہ ابوداؤد والحاکم)

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اس امت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنے بعد ہونے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی لفظ وصیت سے اس تاکید کو بیان فرمایا: ''**اوصیکم بتقوی الله والسمع والطاعة ولو امر علیکم عبد حبشی مجدع الاطراف**'' (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی) میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور خلفاء کی اطاعت وفرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام لنگڑا لولا حاکم بنا دیا جائے۔

اب منصف ناظرین غور فرمائیں! اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا ظلی بروزی نبی پیدا ہونے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے۔ ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز بات ہوگی کہ ایک لنگڑے غلام حبشی کی اتباع کی تو تاکید کی جائے اور ایک انوکھی اور بروزی رنگ میں پیدا ہونے والے ظلی نبی کا کوئی تذکرہ ہی نہ ہو۔ حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونے سے زیادہ سے زیادہ ایک آدمی فاسق کہلائے گا لیکن نبی کے انکار سے تو آدمی کافر ہو جائے گا تو نبی کا ذکر تو نہ ہو اور خلفاء کا ذکر ہر جگہ ہو یہ کیسا الٹا معاملہ ہوگا۔

قادیانیو! ذرا سوچو! کہ وہ نبی جس کو رؤف ورحیم اور رحمۃ للعالمین کا خطاب خدائے پاک دیتا ہے۔ وہ مخلوق خدا کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی تو خبر دیتا ہے لیکن کسی ایک حدیث میں بھی یہ اشارہ تک نہیں دیتا کہ چودھویں صدی میں ہم خود دوبارہ بروزی رنگ میں دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا۔ امت کو معمولی گناہوں سے بچنے کی تو تاکید کرتا ہے مگر ان کو کفر صریح میں مبتلا ہونے سے نہیں روکتا۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ!

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث میں اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

ظلی اور بروزی پر ایک اہم گزارش!

پہلے ظل اور بروز سے متعلق مرزائی تحریرات ملاحظہ فرمایئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ کیا ظل و بروز کا مرزائی فلسفہ کسی کے سمجھ میں آنے والا ہے؟

۱...... مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا آنا بعینہ محمد رسول اللہ کا گویا دوبارہ آنا ہے۔ یہ بات قرآن سے صراحۃ ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ دوبارہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے آئیں گے۔" (اخبار الفضل ج ۲ نمبر ۲۴) حالانکہ آج تک کسی مرزائی ماں نے ایسا بچہ جنم نہیں دیا کہ اسے قرآن سے ثابت کر دکھائے۔ اگر کوئی ہے تو سامنے آئے۔ ناقل!)

۲...... پھر مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے۔ بروز میں وجودِ بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے...... بروز اور اوتار ہم معنی ہیں۔" (الفضل ۲۰/ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

۳...... میں احمدیت میں بطور بچہ کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ "مسیح موعود محمد است وعین محمد است" (اخبار الفضل قادیان، ۱۷/ اگست ۱۹۱۵ء ج ۲ نمبر ۲۴)

۴...... "اس میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)

۵...... پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

۶...... "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَه (الفتح: ۲۹) "اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

مذکورہ بالا مرزائی تحریرات، واقرارات کا واضح مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور حضور ﷺ ہر لحاظ سے ایک ہیں۔ لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا دونوں جسم وروح ہر دو لحاظ سے ایک تھے۔ یا حضور ﷺ کی صرف روح مرزا قادیانی میں داخل ہوئی تھی۔ پہلی صورت بداہۃ غلط ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا جسم اطہر گنبد خضرا میں مدفون ہے اور دوسری صورت میں تناسخ کا قائل ہونا پڑے گا جو عقائد اسلام کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم شہداء کی حیات کا قائل ہے۔ انبیاء کا درجہ شہداء سے بہت بلند ہوتا ہے تو لازماً انبیا بھی حیات سے بہرہ ور ہیں تو پھر مرزا قادیانی میں انبیاء کی روح کہاں سے آ گئی تھی؟ آریائی فلسفہ سے تو بروز و اوتار کا مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ لوگ تناسخ کے قائل ہیں لیکن اسلام کی سیدھی سادی تعلیم ان پیچیدگیوں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

اور اگر عینیت سے مراد وحدت اوصاف وکمالات ہوں تب بھی بات نہیں بنتی اس لئے کہ:

۱...... حضور ﷺ امی تھے اور مرزا کئی کتابوں کا مصنف ہے۔

۲...... حضور ﷺ عربی تھے اور مرزا عجمی ہے۔

۳...... حضور ﷺ قریشی تھے۔ مرزا مغل کا بچہ ہے اور خود کو فارسی ہونیکا مدعی ہے۔

۴...... حضور ﷺ دنیوی لحاظ سے بے برگ و بے نوا تھے۔ جبکہ مرزا کو رئیس قادیان کہلانے کا بیحد شوق تھا اور زمین وباغات کا مالک تھا۔

۵...... حضور ﷺ نے مدنی زندگی کے دس برس میں سارا جزیرہ عرب زیرنگیں کرلیا تھا اور مرزا غلامی زندگی کو پسند کرتا تھا۔ جہاد وفتوحات کا قائل ہی نہ تھا۔

۶...... حضور ﷺ کے ہاں قیصروکسریٰ کے استبداد ختم کرنے کا پروگرام تھا اور مرزا انگریز کے جابرانہ وغاصبانہ تسلط کو قائم رکھنے کے منصوبے بناتا تھا۔

۷...... حضور ﷺ کے ہاں اسلام کو آزادی کا مترادف قرار دیا گیا ہے اور مرزا کا اسلام غلامی کا مترادف ہے۔

۸...... حضور ﷺ کی صداقت کی گواہی غیروں نے بھی دی۔ جب کہ مرزا کو آج تک مرزائی سچا ثابت نہ کرسکے اور نہ کرسکیں گے۔ ''هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ''

۹...... حضور ﷺ کی صاف ستھری زندگی سب پر عیاں ہے۔ جبکہ مرزائیوں کی ماں نے ایسا بچہ جنم نہیں دیا جو مرزا کے گھناؤنے کیریکٹر پر بحث کرے۔

۱۰...... حضور ﷺ کی مالی معاملات اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بے مثال زندگی دنیا بھر کے لئے نمونہ ہے۔ جب کہ مرزا کی خیانت اور لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنا آج بھی مرزائیوں کے لئے سوہان روح بنا ہوا رہتا ہے۔

الغرض نہ وحدت جسم اور وحدت روح کا دعویٰ درست ہے اور نہ وحدت کمالات واوصاف کا تو پھر ہم یہ کیسے باور کرلیں کہ مرزا قادیانی عین محمد ہے یا محمد ﷺ کا بروز؟ (معاذاللّٰہ لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ)

ختم نبوت اور بزرگان امت

قارئین محترم! قادیانی گروہ چند بزرگان دین کی کچھ عبارتوں کو غلط معانی کا جامہ پہنا کر عوام کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرنے کی شیطانی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے اس دجل کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ابتدائی چند اصولی باتیں زیرنظر رہنی چاہئیں۔

۱...... پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ قادیانی کس طرح قرآن وسنت سے کتربیونت کرکے مطلب برآری کرتے ہیں۔ جو گروہ قرآن وسنت پر اپنے دجل کا کلہاڑا چلانے سے باز نہیں رہتا۔ اگر وہ بزرگان دین کی عبارتوں میں قطع وبرید کرے یا کسی بات کو اس کے سیاق وسباق سے ہٹا کر اپنے دجل وتلبیس کا مظاہرہ کرے تو یہ امر ان سے کوئی بعید نہیں۔

۲...... ہمارا دعویٰ ہے کہ حضور پاک ﷺ سے لے کر آج تک کوئی شخص امت محمدیہ میں ایسا پیدا نہیں ہوا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی بن سکتا ہے یا یہ کہ آپ ﷺ کے بعد فلاں شخص نبی تھا۔ اگر قادیانیوں میں ہمت ہے تو کوئی ایک مثال پیش کریں۔ ان شاء اللّٰہ! قیامت کی صبح تک وہ ایسا نہیں کرسکتے۔

۳...... وہ توجیہات واحتمالات جوفرض محال کے درجہ میں ہوں۔ اگر، مگر، چنانچہ، چونکہ، وغیرہ کی قیدیں جن عبارات کے ساتھ لگی ہوئی ہوں ان سے کوئی بددیانت اور بدعقیدہ ہی عقائد کے باب میں استدلال کرے گا۔ ورنہ عقائد میں نص صریح اور صحیح کے علاوہ کسی کا گزرنہیں ہوتا چہ جائیکہ ان سے عقیدہ ثابت کیا جائے۔

پھر جن حضرات نے توجیہ کے یہ جملے ''اگر ہوتے تو ایسے ہوتے'' وغیرہ کہیں استعمال میں لائے ہیں تو صراحۃً وہ اس بات کے قائل ہیں۔

۱...... آپ ﷺ پر نبوت ختم ہے۔

۲...... آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا۔

۳...... آپ ﷺ کے بعد آج تک کوئی شخص نبی نہیں بنا۔

۴...... جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے کافر گردانا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مدعی نبوت کو کافر قرار دیتے ہوئے ان کے اس قسم کے جملے اگر ہوتے تو ایسے ہوتے ''لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء: ۲۲)'' کے ہی قبیل سے ہوں گے۔ یعنی تعلیق بالمحال قرار دئے جائیں گے۔ لیکن قادیانی دجل کو دیکھئے کہ وہ محال کو احتمال اور احتمال کو استدلال سمجھ کر بے پرکی اڑائے جاتے ہیں۔ ''وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ (بقرۃ: ۹)''

۵...... جملہ اکابرین نے ختم نبوت کا یہی معنی سمجھا کہ آپ ﷺ کے بعد اب کسی کو منصب نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔ اب کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ نہ یہ کہ پہلی سب رسالتیں ختم ہوگئیں۔ ہاں اب ان رسالتوں میں سے کسی کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔ مفہوم ختم نبوت کا تقاضہ یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں میں سے کوئی تشریف لائیں (جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) تو وہ آپ ﷺ کی شریعت کے ماتحت اور مطیع ہوکر آئیں گے۔ کیونکہ یہ دور دور محمدی ہے۔ آپ ﷺ کی شان خاتمیت کے پیش نظر دو باتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو۔ دوم یہ کہ پہلوں میں سے کوئی آجائے تو وہ آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہوکر، آپ ﷺ کی شریعت کا مبلغ ہوکر رہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک جاری وساری ہے اب آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ممکن نہیں رہا۔ نبوت کی رحمت جو پہلے تغیر پذیر تھی اب پوری آن وبان، کمال وشان کے ساتھ نوع انسانی کے پاس آپ ﷺ کی شکل مبارک میں ہمیشہ موجود رہے گی۔ ہم سے کوئی نعمت چھنی نہیں گئی بلکہ امت محمدیہ ﷺ کی رحمت کے مسئلہ پر آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ایسی مالا مال کردی گئی ہے کہ اب کسی اور نبوت کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سورج نکلنے کے بعد چراغ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ ﷺ کی آفتاب رسالت کے ہوتے ہوئے نوع انسانی کا کوئی فرد بشر کسی اور چراغ نبوت کا محتاج نہیں۔

۶...... آنحضرت ﷺ زمانہ کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں تشریف لائے اور اپنے مقام ومرتبہ، منصب وشان کے اعتبار سے بھی آپ ﷺ پر مراتب ختم ہوگئے۔ آپ ﷺ پر تمام مراتب کی انتہا فرمادی گئی۔ اس ختم نبوت مرتبی کو ختم نبوت زمانی لازم ہے۔ ان میں تباین وتناقض نہیں اور نہ ختم نبوت مرتبی کے بیان سے ختم نبوت زمانی کی نفی لازم آتی ہے۔ قادیانی وسوسہ اندازوں نے ایک کے اقرار کو محض اپنے دجل سے دوسرے کی نفی لازم قرار دے کر اپنا غلط مقصد پورا کرنے کے لئے چور دروازہ کھول دیا اور مرزا کو اس میں داخل کرنے کے درپے ہوگئے۔

بزرگان اسلام میں جن حضرات نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت مرتبی بیان کی قادیانی وسوسہ انداز فوراً کود پڑے کہ اس سے ہماری تائید ہوگئی اور انھوں نے اُن بزرگوں کی اُن عبارات پر سرسری نظر بھی نہ ڈالی جن میں حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا صریح طور پر ذکر ہے۔

جبکہ وہ تمام حضرات ختم نبوت مرتبی کی طرح ختم نبوت زمانی کے بھی قائل ہیں اور اس کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ بعض بزرگ ایسے تھے جنھوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی آمد ثانی کے ذکر میں حضور ﷺ کے بعد ایک پرانے نبی کی آمد کا بیان کیا تھا۔ قادیانی وسوسہ اندازوں نے اسے امت میں ایک نئے نبی کی آمد کا جواز قرار دے کر مسیح ابن مریم علیہما السلام کی بجائے مرزا قادیانی بن چراغ بی بی کو باور کرلیا۔ اِن دو باتوں (۱) ختم نبوت مرتبی (۲) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی آمد ثانی کو خواہ مخواہ حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کے مقابل لا کھڑا کیا۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قادیانی جو عبارتیں پیش کرتے ہیں اگر اُن کو اس تناظر میں دیکھا جائے تو قادیانی دجل نقش برآب، یا تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ قادیانی اپنے الحادی عقیدہ کو کشید کرتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ ضروریات دین کو تأویل وتحریف کا آب ودانہ مہیا کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔

۷...... جن حضرات کی عبارتوں سے قادیانی اپنے الحادی عقیدہ کو کشید کرنے کے لئے سعی لاحاصل کرتے ہیں ان کے پیش نظر جو امور تھے ان کی تفصیل یہ ہے۔

الف...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا بظاہر آیت ختم النّبیین اور حدیث ’’**لا نبی بعدی** ‘‘ کے منافی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ؒ نے فرمایا کہ: ’’**وان عیسٰی** علیہ السلام **اذا نزل مایحکم الا بشریعة محمد** ﷺ (فتوحات مکیہ ج ۱ باب ۱۴ ص ۱۵) ‘‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ صرف نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اس کے مطابق فیصلہ کریں گے یعنی اپنی نبوت ورسالت کی تبلیغ کے لئے نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی شریعت کے اجرا ونفاذ، خدمت وتمکین کے لئے تشریف لائیں گے۔

ب...... حدیث ’’**لم یبق من النبوة الا المبشرات** ‘‘ میں نبوت کے ایک جز کو باقی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث سطحی طور پر ’’**لا نبی بعدی** ‘‘ کے مخالف نظر آتی ہے حضرت محی الدین ابن عربی ؒ نے اس کے متعلق تحریر فرمایا: ’’**قالت عائشة** رضی اللہ عنہا **اوّل ما بدی به رسول اللّٰه** ﷺ **من الوحی الرؤیا فکان لا یری رؤیاً الا خرجت مثل فلق الاصباح وهی التی ابقی اللّٰه علی المسلمین وهی من اجزاء النبوت لما ارتفعت النبوت با لکلیة و لهٰذا قلنا انما ارتفعت نبوة التشریع فهٰذا معنی لا نبی بعده** (فتوحات مکیہ ج ۲ باب ۷۳، سوال ۲۵) ‘‘ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو وحی سے پہلے سچے خواب نظر آتے تھے جو چیز رات کو خواب میں دیکھتے تھے وہ خارج میں صبح روشن کی طرح ظہور پذیر ہوجاتی تھی اور یہ وہ چیز ہے جو مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ نے باقی رکھی ہے اور یہ سچا خواب نبوت کے اجزا میں سے ہے۔ پس اس اعتبار سے نبوت کلی طور پر بند نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ لا نبی بعدی کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت تشریعی باقی نہیں۔

اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ: نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں۔ کیا ہر اچھا خواب دیکھنے والا نبی ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ناخن انسان کے جسم کا جز ہے، انیٹ مکان کا جز ہے، مگر ناخن پر انسان کا اور انیٹ پر مکان کا اطلاق کوئی جاہل نہیں کرتا۔ اسی طرح اچھے خواب دیکھنے والے کو آج تک امت کے کسی فرد نے نبی قرار نہیں دیا۔

نیز نبی چاہے وہ صاحب کتاب وشریعت ہو یا نہ ہو بلکہ کسی دوسرے نبی کی کتاب وتابعداری کا اسے حکم ہو۔ غرض کسی بھی نبی کی جو وحی ہوگی وہ امر ونہی پر مبنی ہوگی۔ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تابع داری کریں تو یہ امر ہے۔ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور اس قبیل کے دوسرے صوفیاء کے نزدیک ہر نبی کو جو بھی وحی ہو تشریعی ہوتی ہے۔ اب وہ بھی باقی نہیں رہی۔ یعنی اب کسی شخص کو انبیاء والی وحی نہ ہوگی بلکہ غیر تشریعی جس میں بجائے امر ونہی کے ایقان واطمنان کا الہام وبشارت ہو یہ اولیاء کو ہوگا۔ ان اولیاء کو وہ غیر تشریعی قرار دیتے ہیں پھر کسی بھی ولی کو وہ غیر تشریعی نبی کا نام نہیں دیتے۔ نہ ہی ان کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں۔ نہ ہی ان اولیاء کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں۔ خدالگتی قادیانی بتائیں کہ اس غیر تشریعی نبی کے لفظ سے وہ نبوت ثابت کر رہے ہیں یا صرف ولایت کو باقی تسلیم کر رہے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد تشریعی نبوت بند ہے۔ یہی معنی ہے **لا نبی بعدی** کا غیر تشریعی یعنی اولیاء ہو سکتے ہیں۔ اولیاء کے نیک خوابوں کی بنیاد پر ان کو کسی نے آج تک نبی قرار دیا؟ اس کو یوں فرض کریں کہ نبی خبر دینے والے کو کہتے ہیں اگر خبر وحی سے ہو تو وہ نبی ہوگا۔ واجب الاطاعت ہوگا، اس کی وحی خطا سے پاک ہوگی، شریعت کہلائے گی، اس کا منکر کافر ہوگا اور اگر خبر اس نے الہام وغیرہ سے دی تو وہ نبی نہ ہوگا، واجب الاطاعت نہ ہوگا، اس کی خبر (الہام) خطا سے پاک نہ ہوگی۔ شریعت نہ ہوگی اس کا منکر کافر نہ ہوگا، اور نہ اس پر نبی کے لفظ کا اطلاق کیا جائے گا۔ یہ غیر تشریعی وحی (الہام) والا صرف ولی ہوگا۔ فرمائیے یہ ختم نبوت کا اعلان ہے یا انکار؟

ج...... بعض علماء وصوفیا کو وحی والہام سے نوازا جاتا ہے۔ اس سے بادی النظر میں ختم نبوت سے تعارض معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: ”**فللاولیاء والا نبیاء ،الخبر خاصة وللانبیاء الشرائع والرسل والخبر و الحکم** (فتوحات مکیہ ج۲ باب ۱۵۸ ص۲۵۷) “ انبیاء واولیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر خاصہ (وحی والہام) کے ذریعہ خصوصی خبر دی جاتی ہے اور انبیاء کے لئے تشریعی احکام، شریعت ورسالت، خبر واحکام نازل ہوتے ہیں۔ شریعت ورسالت، خبر واحکام گویا انبیاء کا خاصہ ہے اور پھر شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جس خبر (الہام اور رہنمائی) کو اولیا کے لئے جاری مانتے ہیں اس کو تو وہ حیوانات میں بھی جاری مانتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”**وھذہ النبوة جاریة ساریة فی الحیوان مثل قوله تعالی واوحیٰ ربک الی النحل** (فتوحات مکیہ ج۲ باب ۱۵۵ ص ۲۵۴) “اور نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔

اب شیخ ابن عربی کی اس صراحت نے تو یہ بات واضح کردی کہ وہ جہاں پر نبوت کو اولیا کے لئے جاری مانتے

ہیں۔ان کو وحی نبوت نہیں خبر وولایت سمجھتے ہیں جوصرف رہنمائی تک محدود ہی۔احکام واخبار،امرونہی،شریعت ورسالت کا اس سے تعلق نہیں ہے۔یہ صرف رہنمائی ہے۔اس پر انھوں نے لفظ نبوت کا استعمال کیا۔اور گھوڑے، گدھے، بلی، چھپکلی، چمگادڑ، الّو اور شہد کی مکھی تک میں اس کو جاری مانتے ہیں۔کیا یہ نبی ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس سے وہ صرف رہنمائی مراد لے رہے ہیں کہ یہ رہنمائی وہدایت تو باری تعالیٰ ان جانوروں کو بھی کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ حقیقت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا جو جو فرق بیان کرتے ہیں ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔لیکن تشریعی نہیں ہو سکتی۔بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جو وحی، نبی یا رسول پر نازل ہوتی ہے وہ تشریعی ہی ہوتی ہے۔اس میں اوامر ونواہی ہوتے ہیں۔حضور ﷺ کے بعد کسی پر وحی تشریعی نازل نہ ہوگی۔اس لئے حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔البتہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور وہ بھی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔نیز نبوت کا ایک جز قیامت تک باقی ہے، جسے مبشرات کہتے ہیں اور بعض خواص کو الہام اور وحی ولایت ہوسکتی ہے۔لیکن کسی پر رسول اور نبی کا لفظ ہرگز نہیں بولا جاسکتا۔

چنانچہ فرماتے ہیں: ’’**اسم النبی زال بعد رسول اللہ ﷺ فانہ زال التشریع المنزل من عند اللہ بالوحی بعدہ ﷺ** (فتوحات مکیہ ج ۱ ص ۵۸ باب ۷۳ سوال ۲۵)‘‘

اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جاسکتا۔کیونکہ آپ کے بعد وحی جو تشریعی صورت صرف نبی پر آتی ہے۔ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔

مطلب واضح ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو تشریعی احکام لاتا ہے۔حضور ﷺ کے بعد احکام شرعیہ (اوامر ونواہی) کا نزول ممتنع اور محال ہے اس لئے کسی پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

تنقیح موضوع

لے دے کے چند عبارات ہیں جن میں تاویل وتحریف کے ہاتھ صاف کرتے ہوئے مرزائی پنڈت انھیں آنحضرت ﷺ کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کی دلیل بناتے ہیں۔حالانکہ یہ لوگ آج تک ان عبارات میں سے ایک بھی عبارت ایسی نہیں پیش کر سکے جن میں ان کے مدعا کے مطابق حسب ذیل باتیں پائی جاتی ہوں۔

۱...... آنحضرت ﷺ کی ختم مرتبت کے بعد کسی غیر تشریعی نبی کے اس امت محمدیہ میں پیدا ہونے کی صراحت موجود ہو۔

۲...... اس کے سیاق وسباق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہ ہو۔جیسا کہ علامہ طاہر پٹنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ’’**قولو ا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ**‘‘ نقل کرنے کے بعد ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے۔’’**وھذا ناظر الی نزول عیسی بن مریم**‘‘ اس طرح ملا علی قاریؒ نے ’’موضوعات کبیر‘‘ میں اس نبی کی آمد کو جو آپ کی شریعت کو منسوخ نہ کرے اسے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف نہیں کہا وہاں تشبیہ کے طور پر حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام کے نام لکھ دیئے ہیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے بعد نبی ہونا ہوتا تو انھیں نبوت حضور ﷺ سے پہلے ملی ہوتی۔جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام کو ملی ہوئی ہے۔کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت

نہیں ملتی ہے گو غیر تشریعی کیوں نہ ہو۔اس لئے کہ یہ یقیناً آیت خاتم النّبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔

۳...... اس میں محض اجزاء نبوت، سچے خواب وغیرہ یا بعض کمالات نبوت ملنے کا بیان نہ ہو بلکہ امت کے بعض افراد کے لئے منصب نبوت پانے کی خبر ہو۔

۴...... یہ نہ ہو کہ اس کے سیاق میں تو ختم نبوت مرتبی کا ذکر ہو اور اسے کسی نئے غیر تشریعی نبی کی نبوت سے غیر متصادم کہا گیا ہو اور اسے دعویٰ سے پیش کیا جائے کہ کسی نئے غیر تشریعی نبی کی نبوت حضور ﷺ کی ختم زمانی کے منافی نہیں۔حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی بات ختم نبوت مرتبی کے سیاق میں کہی گئی ہے۔ جسے قادیانی خیانت کے طور پر ختم نبوت زمانی بنا کر پیش کرتے ہیں اور مولانا کی جانب منسوب کر کے کہتے ہیں کہ اگر حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو اس سے ختم نبوت زمانی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔(استغفراللہ) یہاں ختم نبوت زمانی کا کوئی ذکر نہیں۔بات بدل کر لوگوں کو مغالطہ دینا یہی دجل کہلاتا ہے۔

ان چار شرطوں کے ساتھ آج تک مرزائی پنڈت اجراءِ نبوت کے ثبوت میں ایک عبارت بھی اپنے دعویٰ کے مطابق پیش نہیں کر سکے۔لہٰذا اصولاً ہمارے ذمہ مرزائیوں کے کسی استدلال کا جواب نہیں کیونکہ مدعی اپنے دعوے کو صحیح صورت میں پیش نہ کر سکے اور جس کے پاس اپنے دعوی کے مطابق ایک بھی دلیل نہ ہو تو مدعا علیہ کے ذمے کوئی جواب نہیں ہوتا۔

قادیانیوں کا منہ بند

تاہم مرزائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے یہ دو حوالے زیر نظر رہیں۔

۱...... مرزا قادیانی لکھتا ہے:''اقوال سلف وخلف در حقیقت کوئی مستقل حجت نہیں۔''(ازالہ اوہام،خزائن ج۳ص۳۸۹)

۲...... مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود لکھتا ہے:''نبی کی وہ تعریف جس کی رو سے آپ (مرزا قادیانی) اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے ہیں۔ یہ ہے کہ نبی وہی ہوسکتا ہے جو کوئی نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلا واسطہ نبوت پائی اور کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو اور یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۲۲)

لیجئے!مرزا محمود نے خود تسلیم کر لیا کہ اہل اسلام کے نزدیک صرف ایک ہی نبوت تھی یعنی تشریعی۔(غیر تشریعی ان کے ہاں صرف ولایت تھی مگر اس پر نبوت کے نام کا ان کے نزدیک بھی اطلاق درست نہ تھا۔

اس باب میں مزید تفصیلات کے لئے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ کا رسالہ ''ختم نبوت اور بزرگان امت'' اور ''بقیة السلف'' حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ کا رسالہ ''مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین'' اور مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ خالد محمود کی کتاب ''عقیدة الامة فی معنی ختم النبوة'' سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مرزائی جماعت سے چند سوال؟

یہ مسئلہ فریقین میں مسلم ہے کہ تشریعی نبوت کا دعوی کفر ہے۔خود مرزا قادیانی کی تصریحات اس پر موجود ہیں کہ جو شخص تشریعی نبوت کا دعوی کرے......وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ص۲۳۰،۲۳۱ ج۱)

اختلاف صرف نبوت مستقلہ کے بارے میں ہے کہ آیا وہ جاری ہے یا وہ بھی ختم ہوگئی۔ اس لئے اب اس کے متعلق فریق مخالف سے چند سوالات ہیں۔

۱...... مرزا نے اوّل اپنی کتابوں میں تشریعی نبوت کے دعوی کو کفر قرار دیا اور پھر خود صراحۃ تشریعی نبوت کا دعوی کیا۔ کیا یہ صریح تعارض اور تناقض نہیں؟ کیا مرزا اپنے اقرار سے کافر نہ ہوا؟

۲...... جب مرزا قادیانی تشریعی نبوت اور مستقل رسالت کا مدعی ہے تو پھر اس کو خاتم النّبیین میں یہ تاویل کرنے اور غیر تشریعی نبی مراد لینے سے کیا فائدہ؟

۳...... نصوص قرآنیہ اور صدہا احادیث نبویہ سے مطلقاً نبوت کا انقطاع اور اختتام معلوم ہوتا ہے اس کے برعکس کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا سلسلہ جاری رہے گا اگر ہے تو اسے پیش کیا جائے؟

۴...... نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

۵...... کیا وہ معیار حضرات صحابہ میں نہ تھا؟ اور اگر تھا جیسا کہ مرزا کو اقرار ہے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۶...... اس چودہ سو سال کی طویل وعریض مدت میں، ائمہ حدیث وائمہ مجتہدین، اولیاء، عارفین، اقطاب وابدال، مجددین میں سے کوئی ایک شخص ایسا نہ گزرا جو علم وفہم ولایت ومعرفت میں مرزا کے ہم پلہ ہوتا؟ اور نبوت غیر مستقلہ کا منصب پاتا کیا رسول اللہ ﷺ کی ساری امت میں سوائے قادیان کے دہقان کے کوئی بھی نبوت کے قابل نہ نکلا؟

۷...... آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے بعض ان میں سے تشریعی نبوت کی مدعی تھے جیسے صالح بن ظریف اور بہاء اللہ ایرانی اور بعض غیر تشریعی نبوت کے مدعی تھے۔ جیسے ابوعیسیٰ وغیرہ تو ان سب کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟

نوٹ: اللہ کے فضل وکرم سے عقیدہ ختم نبوت کی متعلقہ مباحث سے ہم فارغ ہوئے اور عقیدۂ ختم نبوت کے پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر کو جان لینے اور مرزائی امت کی بے اعتدالیوں سے واقف ہوجانے کے بعد اب لازم ہے کہ امت مرزائیہ کی ان محلاتی سازشوں کو بھی بے نقاب کیا جائے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے تیار کیں اور اس مبارک منصب پر ڈاکہ زنی کی۔ لہٰذا ضروری تھا کہ ایک مستقل تصنیف میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی منقبت کو بیان کیا جائے اور ان کے متعلق مرزائی امت کے پھیلائے ہوئے شبہات ووساوس کے تار عنکبوت کو چاک کر دیا جائے تو لیجئے! اب آپ کی خدمت میں حاضر ہے، قادیانی شبہات کے جوابات کی دوسری جلد۔ امید ہے دفاع ختم نبوت میں آپ کا اور ہمارا ساتھ اس کتاب کے آغاز سے اختتام، حتیٰ کہ زندگی کے انجام تک ساتھ رہے گا۔

ہے افق سے اک سنگ آفتاب آنے کی بات
ٹوٹ کر مانند آئینہ بکھر جائے گی رات

اللہ وسایا!

اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَ اِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (الحدیث)

تحقیق عیسیٰ ابھی تک نہیں فوت ہوئے اور تحقیق وہ تمہاری طرف قیامت سے قبل لوٹیں گے

قادیانی شبہات کے جوابات

جلد دوم

حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

ترتیب

فاتح قادیانیت

شاہین ختم نبوت، حضرت مولانا

اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مرکزی رہنما

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

تصحیح و تخریج

حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب

شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

اعتراف ومعافی	۱۵۳
قادیانیوں سے گفتگو کے لئے رہنما اصول	۱۵۵
باب اوّل ...... تمہیدات خمسہ	۱۵۹
تمہید اوّل: رفع ونزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اور آنحضرت ﷺ کا فرض منصبی	۱۵۹
تمہید دوم: نزول مسیح علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی جلالت شان	۱۶۸
تمہید سوم: امکان رفع کی بحث	۱۶۹
تمہید چہارم: رفع ونزول کی حکمتیں	۱۷۳
تمہید پنجم: رفع ونزول مسیح پر چند گزارشات	۱۷۴
باب دوم ...... حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قرآنی دلائل	۱۷۸
دلیل نمبر:۱......وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کی تفسیر	۱۷۸
آٹھ تفسیری شواہد	۱۸۵
قادیانی اعتراضات کے جوابات	۱۸۷
اعتراض نمبر:۱......مسیح کی شکل دوسرے شخص پر کیسے	۱۸۷
اعتراض نمبر:۲......مسیح کی شکل دشمن پر	۱۸۷
اعتراض نمبر:۳......بل ابطالیه کیسے؟	۱۸۷
اعتراض نمبر:۴......رفع سے مراد عزت کی موت	۱۸۸
اعتراض نمبر:۵......رفع روحانی	۱۸۹
اعتراض نمبر:۶......آسمان کا ذکر کہاں ہے	۱۹۰
اعتراض نمبر:۷......صلیب کا معنی صلیب پر مارنا	۱۹۲
اعتراض نمبر:۸......آسمان پر کیسے؟ درمیان میں کئی کرے ہیں	۱۹۲
حیات موسیٰ علیہ السلام پر قادیانی اہم حوالہ	
اعتراض نمبر:۹......اس حوالہ پر قادیانی اشکالات کے جوابات	۱۹۵
اعتراض نمبر:۱۰......ثُمَّ اَقْبَرَهٗ کا جواب	۱۹۵
اعتراض نمبر:۱۱......تواضع العبد کا جواب	۱۹۶
دلیل نمبر:۲......وان من اهل الكتاب	۱۹۷

آیت کی تفسیر قول اوّل	۱۹۷
تفسیر بالحدیث وقول ثانی	۱۹۹
دونوں اقوال میں تطبیق	۲۰۰
گیارہ تفسیری شواہد	۲۰۱
آیت پر قادیانی اعتراضات کے جوابات	
اعتراض نمبر:۱......تمام اہل کتاب کیسے ایمان لائیں گے؟	۲۰۵
اعتراض نمبر:۲......قبل موتھم کا جواب؟	۲۰۶
اعتراض نمبر:۳......نزول کے وقت کے اہل کتاب کیسے؟	۲۰۹
اعتراض نمبر:۴......''بہ'' کی ضمیر میں اختلاف کا جواب؟	۲۱۰
اعتراض نمبر:۵......القینا بینهم العداوۃ کا جواب؟	۲۱۰
اعتراض نمبر:۶......جب سب مومن تو غلبہ کن کافروں پر کا جواب؟	۲۱۳
دلیل نمبر:۳......ومکروا ومکر اللّٰہ	۲۱۳
چودہ تفسیری شواہد	۲۱۳
چیلنج	۲۱۷
آیت پر قادیانی اعتراضات کے جوابات	
اعتراض نمبر:۱......مسیح کا ہم شکل کون تھا؟	۲۱۷
اعتراض نمبر:۲......یہود نے یہ تدبیر کیوں کی؟	۲۱۸
اعتراض نمبر:۳......مکر سے مراد قتل ہے؟	۲۱۸
اعتراض نمبر:۴......ماکرین کو عذاب؟	۲۱۹
اعتراض نمبر:۵......تدبیر کے مقابلہ میں قدرت؟	۲۲۱
اعتراض نمبر:۶......ہو بہو شکل کیسے؟	۲۲۱
اعتراض نمبر:۷......آسمانوں پر کیوں؟	۲۲۱
قادیانیوں سے سوال	۲۲۲
دلیل نمبر:۴...... یا عیسی انی متوفیک	۲۲۲
لفظ توفی کی تحقیق	۲۲۳
توفی کا لغوی معنی	۲۲۴
توفی کا حقیقی معنی موت نہیں	۲۲۵
موت وحیات کا تقابل	۲۲۶
توفی کا مجازی معنی موت کہاں؟	۲۲۶

بیس تفسیری شواہد ۲۳۰
دلیل نمبر:۵......وانه لعلم للساعة ۲۳۶
تفسیری شواہد ۲۳۶
تفسیر نبوی چھ حوالہ جات ۲۳۸
اس آیت پر قادیانی اعتراض نمبرایک ''انہ'' کی ضمیر میں اختلاف ۲۴۰
قادیانی اعتراض نمبر:۲ ۲۴۱
مضحکہ خیز قادیانی تفسیر ۲۴۳
اس آیت کی تصدیق از انجیل ۲۴۵
دلیل نمبر:۶......واذ كففت بنى اسرائيل عنك ۲۴۶
تفسیری شواہد ۲۴۸
قادیانی اعتراض نمبر:۱ ۲۵۱
قادیانی اعتراض نمبر:۲ ۲۵۳
دلیل نمبر:۷......وجيها فى الدنيا والآخرة ۲۵۵
قرآنی تفسیر ۲۵۶
تفسیری شواہد ۲۵۷
قادیانی نظریہ کی حقیقت ۲۵۹
دلیل نمبر:۸...... اذ علمتك الكتاب والحكمة ۲۶۱
تفسیری شواہد ۲۶۱
دلیل نمبر:۹...... يكلم الناس فى المهد وكهلا ۲۶۲
تفسیری شواہد ۲۶۳
دلیل نمبر:۱۰...... ليظهره على الدين كله ۲۶۵
تفسیر نبوی ﷺ ۲۶۵
تفسیری شواہد ۲۶۶
دلیل نمبر:۱۱......ايدناه بروح القدس ۲۶۸
تفسیری شواہد ۲۷۰
دلیل نمبر:۱۲......وجعلنا لهم ازواجًا وذرية ۲۷۱
تفسیر نبوی ﷺ ۲۷۱
باب سوم ...... حیات مسیح علیہ السلام احادیث کی روشنی میں ۲۷۳
حدیث نمبر:۱......الانبياء اخوة ۲۷۳

حدیث نمبر:۲......ان عیسٰی لم یمت	۲۷۳
حدیث نمبر:۳......اذا نزل ابن مریم فیکم	۲۷۳
حدیث نمبر:۴......ینزل اخی عیسٰی بن مریم من السماء	۲۷۳
حدیث نمبر:۵......فیتزوج ویولد	۲۷۳
حدیث نمبر:۶......یدفن عیسٰی مع رسول اللہ ﷺ	۲۷۳
حدیث نمبر:۷......کیف تهلك امة انافی اولها	۲۷۳
حدیث نمبر:۸......قصہ ابن صیاد	۲۷۳
حدیث نمبر:۹......حدیث معراج	۲۷۳
حدیث نمبر:۱۰......آنحضرت ﷺ کا انصاری سے مباحثہ	۲۷۳
باب چہارم ...... حیات عیسیٰ علیہ السلام اور اجماع امت	۲۹۹
باب پنجم ...... مرزا قادیانی اور عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے تین دور	۳۰۱
تیس قادیانی استدلال کے جوابات	۳۰۱
پہلی آیت:''انی متوفیك''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۱۰
دوسری آیت:''بل رفعه اللہ''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۱۵
تیسری آیت:''توفیتنی''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۱۶
چوتھی آیت:''لیومنن به قبل موته''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۲۲
پانچویں آیت:''قد خلت من قبله الرسل''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۲۴
چھٹی آیت:''وما جعلناهم جسد الا یاکلون''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۲۶
ساتویں آیت:''قد خلت من قبله الرسل''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۲۹
آٹھویں آیت:''وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۳۱
نویں آیت:''تلك امة قد خلت''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۳۲
دسویں آیت:''اوصانی باالصلوٰة والزکوٰة مادمت حیا''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۳۳
گیارھویں آیت:''یوم ولدت ویوم اموت''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۳۵
بارھویں آیت:''ومنکم من یرد الیٰ ارزل العمر''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۳۷
تیرھویں آیت:''ولکم فی الارض مستقر''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۳۸
چودھویں آیت:''ومن نعمره ننکسه فی الخلق''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۴۱
پندرھویں آیت:''اللہ الذی خلقکم من ضعف''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۴۲
سولہویں آیت:''انما مثل الحیوة الدنیا''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۴۳
سترھویں آیت:''ثم انکم بعد ذالك لمیتون''میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۴۴

اٹھارھویں آیت: ''الم تر ان اللّٰہ انزل من السماء'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۴۴
انیسویں آیت: ''لیاکلون الطعام ویمشون'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۴۵
بیسویں آیت: ''اموات غیر احیاء'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۴۶
اکیسویں آیت: ''ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۴۸
بائیسویں آیت: ''فاسئلوا اھل الذکر'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۵۱
تئیسویں آیت: ''فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۵۶
چوبیسویں آیت: ''ثم یمیتکم ثم یحییکم'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۵۷
پچیسویں آیت: ''کل من علیھا فان'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۵۸
چھبیسویں آیت: ''ان المتقین فی جنّٰت ونھر'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۵۹
ستائیسویں آیت: ''ما اشتھت انفسھم وھم فیھا خٰلدون'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۶۰
اٹھائیسویں آیت: ''اینما تکونوا یدرکم الموت'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۶۱
انتیسویں آیت: ''ما آتاکم الرسول فخذوہ'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۶۲
تیسویں آیت: ''او ترقٰی فی السماء'' میں قادیانی تحریف کا جواب	۳۶۴
باب ششم ...... حیات مسیح اور بزرگان امت	۳۶۶
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۳۶۶
حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۳۶۷
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۳۶۹
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	۳۶۹
حضرت علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۰
حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۱
حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۱
حافظ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۲
ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۳
ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۳
علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (الیواقیت والجواہر)	۳۷۴
حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۵
حضرت امام جبائی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۷
حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۸
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۸
حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۹

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ	۳۷۹
باب ہفتم ...... متفرق قادیانی شبہات کے جوابات	۳۸۳
قادیانی سوال نمبر:۱......نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوں گے یا نہ؟	۳۸۳
قادیانی سوال نمبر:۲......نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کس شریعت پر عمل کریں گے؟	۳۸۳
قادیانی سوال نمبر:۳......نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوا تو باب نبوت بند نہ ہوا؟	۳۸۴
قادیانی سوال نمبر:۴......نزول عیسیٰ کے وقت سیڑھی کیوں؟	۳۸۵
قادیانی سوال نمبر:۵......نزول عیسیٰ علیہ السلام کی شہریت کس ملک کی ہوگی؟	۳۸۶
قادیانی سوال نمبر:۶......کیا عیسیٰ علیہ السلام خنزیروں کو قتل کریں گے؟	۳۸۶
قادیانی سوال نمبر:۷......غیر معقول بات؟	۳۸۸
قادیانی سوال نمبر:۸......نزول عیسیٰ کے بعد رفع کی آیات کا کیا بنے گا؟	۳۸۸
قادیانی سوال نمبر:۹......قتل دجال تلوار سے یا قلم سے؟	۳۸۹
قادیانی سوال نمبر:۱۰......دجال کہاں قتل ہوگا؟	۳۸۹
قادیانی سوال نمبر:۱۱......انزلنا الحدید میں نزول سے پیدائش مراد؟	۳۹۰
قادیانی سوال نمبر:۱۲......علامات مسیح اور مرزا قادیانی	۴۰۰
قادیانیوں سے دس سوال	۴۰۱
قادیانی سوال نمبر:۱۳......نزول کے وقت کیفیت کیا ہوگی؟	۴۰۲
قادیانی سوال نمبر:۱۴......دو فرشتوں سے مراد؟	۴۰۲
قادیانی سوال نمبر:۱۵......عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے کافر مریں گے؟	۴۰۳
قادیانی سوال نمبر:۱۶......سر سے پانی ٹپکے گا؟	۴۰۳
قادیانی سوال نمبر:۱۷......بیت اللہ کا طواف؟	۴۰۴
قادیانی سوال نمبر:۱۸......کسر صلیب؟	۴۰۴
قادیانی سوال نمبر:۱۹......شادی کریں گے؟	۴۰۵
قادیانی سوال نمبر:۲۰......قتل دجال سے مراد دجالی فتنہ رو بزوال؟	۴۰۵
قادیانی سوال نمبر:۲۱......عیسیٰ علیہ السلام کی جائے تدفین اور مرزا قادیانی؟	۴۰۶
قادیانی سوال نمبر:۲۲......روضہ طیبہ کھولا جائے گا؟	۴۰۷
قادیانی سوال نمبر:۲۳......عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تصریحات؟	۴۰۸
قادیانی سوال نمبر:۲۴......مومن کی قبر فراخ کا جواب؟	۴۱۰
قادیانی سوال نمبر:۲۵......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر؟	۴۱۱
قادیانی سوال نمبر:۲۶......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت زمین اور مسیح کی آسمانوں پر؟	۴۱۳
قادیانی سوال نمبر:۲۷......یاجوج ماجوج؟	۴۱۳

قادیانی سوال نمبر:۲۸......اہل دجال کا گدھا؟ ۴۱۴

قادیانی سوال نمبر:۲۹......آسمانوں پر عیسیٰ علیہ السلام کیا کھاتے ہوں گے؟ ۴۱۴

قادیانی سوال نمبر:۳۰......حیات مسیح پر بحث کے لئے اصرار کا جواب؟ ۴۱۷

قادیانی سوال نمبر:۳۱......عیسیٰ علیہ السلام میدان حشر میں؟ ۴۱۷

قادیانی سوال نمبر:۳۲......لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین؟ ۴۱۸

قادیانی سوال نمبر:۳۳......لا مهدی الا عیسیٰ؟ ۴۲۰

قادیانی سوال نمبر:۳۴......علامات قیامت موجود تو مہدی کون؟ ۴۲۳

قادیانی سوال نمبر:۳۵......دمدار ستارہ؟ ۴۲۶

قادیانی سوال نمبر:۳۶......رفع کا حقیقی معنی؟ ۴۲۶

قادیانی سوال نمبر:۳۷......اللہ فاعل ذی روح مفعول باب توفی؟ ۴۲۸

قادیانی سوال نمبر:۳۸......آپ ﷺ کا رفع مسیح علیہ السلام جیسا؟ ۴۳۰

قادیانی سوال نمبر:۳۹......حدیث اقول کما قال العبد الصالح؟ ۴۳۱

قادیانی سوال نمبر:۴۰......علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل کا تقاضہ ہے کہ مسیح نہ آئیں؟ ۴۳۳

قادیانی سوال نمبر:۴۱......تمام روئے زمین کے لوگ سو سال میں مر جائیں گے؟ ۴۳۴

قادیانی سوال نمبر:۴۲......ینزل فیکم سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہ؟ ۴۳۴

قادیانی سوال نمبر:۴۳......مبشراً برسول یاتی من بعدی سے مراد وفات؟ ۴۳۵

قادیانی سوال نمبر:۴۴......معراج کی رات؟ ۴۳۵

قادیانی سوال نمبر:۴۵......زمین وآسمان کی طویل مسافت؟ ۴۳۶

قادیانی سوال نمبر:۴۶......عقل میں نہیں آتا؟ ۴۳۷

قادیانی سوال نمبر:۴۷......ایلیاء کی پیش گوئی یحییٰ سے پوری ہوئی؟ ۴۳۷

قادیانی سوال نمبر:۴۸......طبری میں کتبہ قبر مسیح کا ذکر ہے؟ ۴۳۹

قادیانی سوال نمبر:۴۹......عمر مسیح علیہ السلام پر اختلاف؟ ۴۴۰

قادیانی سوال نمبر:۵۰......کرہ ناریہ سے گزر کیسے؟ ۴۴۲

قادیانی سوال نمبر:۵۱......بعض اکابر کی عبارات؟ ۴۴۳

قادیانی سوال نمبر:۵۲......حلیے دو؟ ۴۴۳

قادیانی سوال نمبر:۵۳......عیسیٰ علیہ السلام مخصوص کیوں؟ ۴۴۴

قادیانی سوال نمبر:۵۴......قبور انبیاء سجدہ گاہ؟ ۴۴۵

قادیانی سوال نمبر:۵۵......مسلمانو! عیسیٰ علیہ السلام کو اتار لاؤ؟ ۴۴۶

قادیانی سوال نمبر:۵۶......حضرت عیسیٰ حضرت مہدی کس فرقہ سے ہوں گے؟ ۴۴۷

قادیانی سوال نمبر:۵۷......تقدیم وتاخیر ۴۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراف قصور وطلب معافی

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم واحسان وتوفیق، عنایت ومہربانی سے ’’قادیانی شبہات کے جوابات‘‘ کی دوسری جلد پیش خدمت ہے۔ یہ جلد حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر مشتمل ہے۔ قادیانی شبہات کے جوابات کی جلد اوّل رجب۱۴۲۰ھ میں شائع ہوئی تھی۔ اب جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ میں دوسری جلد شائع ہورہی ہے۔ چارسال دس ماہ کی طویل مدت تک رفقاء کو انتظار کرنا پڑا۔ پہلی جلد کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے پاکستان میں اس وقت تک متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ مخدوم محترم حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے اس پر نظر ثانی فرماکر اسے ہندوستان سے بھی شائع کیا۔ دارالعلوم دیوبند کے ’’درجہ تخصص فی ختم النبوۃ‘‘ میں اسے شامل کورس کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام شعبان میں منعقدہ ’’سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس‘‘ چناب نگر میں اسے پڑھایا جاتا ہے۔ رفقاء نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کی قدردانی اور فقیر کی حوصلہ افزائی کی۔ متعدد حضرات نے حیات مسیح علیہ السلام پر دوسری جلد کی اشاعت کا تقاضہ کیا۔ لیکن فقیر راقم احتساب قادیانیت شائع کرنے کے کام میں ایسا مستغرق ہوا کہ اس کی تو ۱۳جلدیں شائع ہوگئیں۔ مگر قادیانی شبہات کے جوابات کی جلد ثانی مکمل نہ کرپایا۔ حالانکہ مسودہ تقریباً تیار تھا۔ اب گزشتہ دوماہ سے تبلیغی اسفار کے باوجود اسے ترجیحاً شائع کرنے کا نظم بنایا۔ مسودہ پر نظر ثانی کی اور عجلت میں کمپوزنگ کے لئے بھجوادیا۔ عجلت اس لئے ہوئی کہ آج سے دس دن بعد سفر برطانیہ درپیش ہے۔ سفر برطانیہ سے واپسی پر چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس وکورس کا کام سرپرسوار ہوگا۔ یہ رہ گئی تو سال بھر اس کی اشاعت مؤخر ہوجائے گی۔ پہلے بھی یہی ہوا اب بھی اسی کا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جو کچھ ہوسکا پیش خدمت ہے۔ یہ کام عجلت میں ہوا اور بہت ہی عجلت میں ہوا۔ اس میں بہت ساری خامیاں ہیں۔ مزید محنت درکار تھی جو نہیں ہوسکی۔ اس میں بعض مقامات پر آپ کو تکرار ملے گا۔ بعض جگہ تو اجمال وتفصیل کے باعث تکرار ناگزیر تھا اور بعض مقامات پر عجلت کے باعث تکرار رہ گیا۔ جوکسی

کتاب کے لئے بدنما داغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر میں اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت اور اس کے بندوں سے معافی چاہتا ہوں۔ کاش! حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی مدظلہ، حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری، حضرت مولانا محمد عابد مدظلہ، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا محمد ابراہیم واسوی، پروفیسر مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن (ٹنڈوآدم) ایسا کوئی محسن اس پر نظر ثانی سے توجہ فرما کر اس کے جھول دور کر کے تکرارات کو حذف اور مفید اضافے کردے۔ ’’بہتر نقش ثانی از نقش اوّل‘‘ ہوجائے۔ وما ذالك على الله بعزيز!

اس کے سات ابواب ہیں۔ حیات مسیح پر قرآنی دلائل میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی کتاب ’’حیات مسیح‘‘ کو اور آیات قرآنی میں قادیانی تحریفات کے جوابات کے لئے حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کی کتاب ’’غایت المرام‘‘ کو بنیاد بنا کر اس پر اضافے کئے ہیں۔ ان شاءاللہ العزیز تمام تر کوتاہیوں کے باوصف اس موضوع پر یہ کتاب تمام قدیم ماخذ و محنت بزرگان کا نچوڑ ثابت ہوگی۔

جو کچھ مواد ہے یہ بزرگوں کی محنت ہے۔ فقیر اس کا جامع یا مرتب ہے۔ مانگ تانگ سے کشکول گدائی بھر گیا تو صاحب ہم بھی مصنف ہوگئے۔ (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

سراپا تقصیر مجموعہ خطاء، امت محمدیہ کا سیاہ دل وسیاہ رو اس کے علاوہ اور کیا عرض کر سکتا ہے۔ اے باری تعالیٰ اپنے عاجز و مسکین گنہگار بندہ کی خطاؤں کو معاف فرما اور قادیانی شبہات کے جوابات کی تیسری جلد ’’کذب قادیانی‘‘ بھی مرتب کرنے کی توفیق سے مالا مال فرمائیں۔

آمین. بحرمة النبى الكريم خاتم النّبيين!

فقیر: اللہ وسایا (دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

حضوری باغ روڈ ملتان

۱۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ، بمطابق یکم؍جولائی ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیوں سے گفتگو کے لئے رہنما اصول

قادیانیوں سے گفتگو کرنی ہو تو ہماری پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کے کذب پر گفتگو ہو۔ اس موضوع سے قادیانی اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شکار تیر سے۔ اس لئے کہ قادیانی کتب سے مرزا قادیانی کی جو بھیانک صورت اجاگر ہوتی ہے اس سے قادیانیوں کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ بدیں وجہ قادیانیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ کو آڑ بنا کر، تحریف کے نشتر چلا کر، استعارہ کی اوٹ لے کر اور بات کا بتنگڑ بنا کر مرزا قادیانی کی حقیقت پر پردہ پوشی کریں۔ لہٰذا حیات مسیح علیہ السلام پر جب گفتگو کرنی پڑے تو اس کتاب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز یہ مفید اور کارگر ہتھیار ثابت ہوگی۔ قادیانی تمام شبہات کا اس میں جواب موجود ہے۔ لیکن جب آپ گفتگو کریں تو قادیانیوں اور سامعین پر واضح کریں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اسے نازل ہوئے چودہ صدیاں بیت گئیں۔ آیا اسے آج تک کسی نے سمجھا بھی ہے یا نہیں؟ یقیناً اس کا وہ جواب ہاں میں دیں گے، تو پھر آپ مؤقف اختیار کریں کہ قرآن مجید کی جس آیت کا ترجمہ ومفہوم سمجھنا ہو امت کے قدیم مفسرین، مجددین ومحدثین کی تفہیم کی روشنی میں ہم اسے سمجھیں گے۔ یعنی جو آیت زیر بحث ہو اس کا ہم یا قادیانی جو ترجمہ ومفہوم بیان کریں وہ چودہ سو سالہ امت کی رائے کے خلاف نہ ہو۔ اگر ہم نیا ترجمہ کرتے ہیں تو لازم آئے گا کہ چودہ سو سال میں امت میں سے قرآن مجید کو کسی نے نہیں سمجھا اور یہ محال ہے۔ مرزا قادیانی کے فتنہ کو سو سال ہوگئے۔ اس سے اختلاف ہوا۔ اس سے قبل جو امت کے مفسرین، مجددین یا محدثین ہیں وہ تو متفقہ ہیں۔ اس لئے فریقین جو آیت پیش کریں اس کا ترجمہ ومفہوم امت کی سابقہ تفسیروں سے دکھائیں۔ جو تفسیر فریقین کے نزدیک مسلم ہو اس کو مدار بنائیں۔ ایک نہیں دس سابقہ قدیم تفاسیر کو مدار بنا کر گفتگو کریں جو ترجمہ ومفہوم ہو ہم ان تفاسیر میں دکھانے کے پابند ہوں اور قادیانی بھی ''جی بسم اللہ'' قادیانی کسی ایک قدیم تفسیر یا تفاسیر جتنی چاہیں ان کے نام بتائیں۔ جس آیت کا ترجمہ ومفہوم پوچھنا ہو ان سے پوچھیں گے۔ اس نکتہ پر قادیانی کبھی نہ آئیں گے تو ان کا بار بار کہنا کہ قرآن سے، قرآن سے، قرآن سے، بحث کریں۔ وہ سامعین پر واضح ہو جائے گا کہ یہ جو قرآن کا نام لے کر قرآن مجید پر الحاد کا کلہاڑا چلانا چاہتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ لغت سے ترجمہ نہ ہو۔ لیکن لغت میں ایک لفظ کے کئی معنی ہی، یہاں کون سا معنی مراد ہے۔ اس کے لئے قدیم مفسرین پر فیصلہ کی فریقین پابندی کریں۔ آخر قدیم مفسرین بھی تو لغت جانتے تھے۔ آج کے دور میں فہم قرآن پر ہم پابندی نہیں لگا رہے۔ بلکہ اپنے فہم کو امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ سلسلۃ الذہب سے منسلک کر رہے ہیں تاکہ الحاد سے بچ جائیں۔

۲...... ہمارے نزدیک ہر صدی میں مجدد یا مجددین کا ہونا صحیح ہے۔ لیکن وہ کون ہے؟ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن قادیانیوں نے از خود مرزا قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد بنانے کے لئے تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست شائع کر دی ہے۔ جو یہ ہے:

''پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں: (۱) عمر بن عبدالعزیز۔ (۲) سالم۔ (۳) قاسم۔ (۴) مکحول۔ علاوہ ان کے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنٰی ہوتا ہے وہ سب کا

سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے۔

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) امام محمد ادریس ابوعبداللہ شافعی۔ (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی۔ (۳) یحییٰ بن معین بن عون عطفانی۔ (۴) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس۔ (۵) ابوعمر مالکی مصری۔ (۶) خلیفہ مامون رشید بن ہارون۔ (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی۔ (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی۔ (۹) سہل بن ابی سہل بن رنحلہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابوعبداللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضات علامہ عینی۔ احمد بن خالد الخلال، ابوجعفر حنبلی بغدادی۔ (نجم الثاقب ج۲ ص۱۴، قرۃ العیون ومجالس الابرار)

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی۔ (۲) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابوجعفر طحاوی ازدی حنفی۔ (۴) احمد بن شعیب۔ (۵) ابوعبدالرحمٰن نسائی۔ (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی۔ (۷) حضرت شبلی صوفی۔ (۸) عبیداللہ بن حسین۔ (۹) ابوالحسن کرخی صوفی حنفی۔ (۱۰) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) امام ابوبکر باقلانی۔ (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی۔ (۳) ابوحامد اسفرانی۔ (۴) حافظ ابونعیم۔ (۵) ابوبکر خوارزمی حنفی۔ (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری۔ (۷) امام بیہقی۔ (۸) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے ہیں۔ (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی۔ (۱۰) ابواسحٰق شیرازی۔ (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ ومحدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) محمد بن ابوحامد امام غزالی۔ (۲) بقول عینی وکرمانی حضرت راعونی حنفی۔ (۳) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی۔ (۴) عبداللہ بن محمد انصاری ابواسماعیل ہروی۔ (۵) ابوطاہر سلفی۔ (۶) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) محمد بن عمر ابوعبداللہ فخرالدین رازی۔ (۲) علی بن محمد۔ (۳) عزالدین ابن کثیر۔ (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا۔ (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت۔ (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی۔ (۷) حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی۔ (۸) حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سرتاج طریقہ قادری۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی۔ (۲) تقی الدین ابن دقیق السعید۔ (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بھائی سندی۔ (۴) حضرت معین الدین چشتی۔ (۵) حافظ ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی درعی دمشقی حنبلی۔ (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابومحمد عفیف الدین یافعی شافعی۔ (۷) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی۔ (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی۔ (۳) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی۔ (۴) علامہ ناصرالدین شاذلی ابن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) عبدالرحمٰن بن کمال الدین شافعی معروف بامام جلال الدین سیوطی۔ (۲) محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی۔ (۳) سید محمد جون پوری مہدی۔

اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) ملاعلی قاری۔ (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ۔

(۳) حضرت علی بن حسام الدین معروف بعلی متقی ہندی مکی۔

گیارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب۔ (۲) حضرت آدم بنوری صوفی۔ (۳) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی۔ معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی۔

بارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی۔ (۲) مرزا مظہر جانِ جاناں دہلوی۔ (۳) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکیانی۔ (۴) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ (۵) امام شوکانی۔ (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن۔ (۷) محمد حیات بن ملا ملازیہ سندھی مدنی۔

تیرھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) سید احمد بریلوی۔ (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ (۳) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی۔ (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں۔ (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں ان کی اطلاع نہ ملی ہو۔'' (عسل مصفٰی ص ۱۶۲ تا ۱۶۵، خدابخش مرزائی تصدیق شدہ از مرزا غلام احمد قادیانی)

لیجئے! اس فہرست میں جو حضرات فریقین کے ہاں مسلم ہوں ان پر اتفاق کر لیا جائے۔

(الف)...... جس آیت کا وہ جو ترجمہ کریں دونوں فریق قبول کریں۔

(ب)...... وہ فرمادیں کہ مسیح علیہ السلام زندہ تو ہم دونوں فریق قبول کریں۔ وہ کہہ دیں فوت ہو گئے تو بھی فریقین قبول کریں۔

(ج)...... وہ ختم نبوت کے مسئلہ پر جو موقف رکھتے ہوں فریقین مان لیں۔ قادیانیوں کو اس کا پابند کریں۔ فیصلہ آسان ہوگا۔ قارئین یقین فرمائیے تیرہ صدیوں کا ایک بھی مسلمہ مفسر و مجدد ایسا نہیں جو حیات مسیح کا منکر یا اجرائے نبوت کا قائل ہو۔ قادیانی اس پر آجائیں۔ لیکن قادیانی اس سے بھاگیں گے۔ اس پر نہیں آئیں گے۔ حیات مسیح، ختم نبوت پر ان بزرگوں کے جو وہ حوالہ جات دیتے ہیں سب میں تحریف کرتے ہیں۔ کانٹ چھانٹ اور ہیر پھیر سے کام لیتے ہیں۔ دجل کرتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں ایک بھی مسلمہ بزرگ ان مسائل میں امت کے خلاف مؤقف نہیں رکھتا۔ جیسا کہ آپ اس کتاب میں ملاحظہ کریں گے۔

۳...... قادیانی اس پر کبھی نہ آئیں گے۔ تو پھر آپ ان سے سوال کریں کہ تیرہ صدیوں کے مسلمہ مجدد حیات مسیح اور ختم نبوت کے قائل۔ چودھویں صدی کا ایک آپ کا نام نہاد مجدد مرزا قادیانی ان کا منکر۔ آیا تیرہ صدیوں کے مجدد صحیح ہیں یا یہ ایک؟ اس لئے کہ ایک مسئلہ پر تیرہ صدیوں کے مسلمہ بزرگوں کی رائے ایک ہے۔ اکیلے مرزا قادیانی کی ایک طرف۔ اگر تیرہ صدیوں کے حضرات حق پر ہیں تو مرزا قادیانی حق پر نہ ہوا۔ اگر مرزا قادیانی حق پر ہے تو تیرہ صدیوں کے حضرات حق پر نہ ہوئے۔ اب مرزائی تیرہ صدیوں کے مسلمہ مجددین کا انکار کریں یا ایک کا؟ اس سے بھی سامعین اور انصاف پسند قادیانی سمجھ جائیں گے کہ حق کس طرف ہے۔

۴...... ذیل میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ ان پر گفتگو کے وقت نظر رہے۔ نیز سابقہ نکات کی تائید کے لئے بھی یہ کارآمد ہیں۔

حوالہ نمبر۱: ''مومنوں کو قرآن کریم کا علم اور نیز اس پر عمل عطا کیا گیا ہے۔'' (شہادۃ القرآن ص ۵۵، خزائن ج ۶ ص ۳۵۱)

حوالہ نمبر۲: ''ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے۔ جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کے پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں

تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔'' (ایام الصلح ص۵۵، خزائن ج۱۴ص۲۸۸)

حوالہ نمبر۳: ''مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔'' (کرامات الصادقین ص۲۰، خزائن ج۷ص۶۲)

حوالہ نمبر۴: ''غرض برخلاف اس متبادر مسلسل معنوں کے جو قرآن شریف میں...... اول سے آخر تک سمجھے جاتے ہیں۔ ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑنا یہی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچاوے۔''

(ازالہ اوہام ص۷۴۵، خزائن ج۳ص۵۰۱)

حوالہ نمبر۵: ''کسی اجماعی عقیدہ سے انکار وانحراف موجب لعنت کلی ہے۔'' (انجام آتھم ص۱۴۴، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

ان حوالہ جات سے جو نتائج برآمد ہوئے وہ یہ ہیں:

(الف) مومنوں کو قرآن کا علم وعمل عطا کیا گیا۔

(ب) ہر صدی میں ائمہ واکابر قرآن مجید کے فہم کو جاننے والے موجود رہے۔

(ج) مدار ایمان چیزیں ہر زمانہ میں شائع (مشہور عام) رہیں۔

(د) متبادر مسلسل معنوں کے خلاف قرآن میں معنی گھڑنا الحاد وتحریف ہے۔

مرزا قادیانی کے ان حوالوں کی روشنی میں قادیانی گزشتہ صدیوں کے ائمہ واکابر کے فہم کے قرآن کے خلاف نئے معنی گھڑ کر الحاد وتحریف اختیار کرنے کی بجائے ہمارے ساتھ تمام مختلف فیہ مسائل میں تمام قرآنی آیات جو پیش ہوں وہ ترجمہ کریں۔ اس فہم کو پیش کریں جو مرزا قادیانی سے پہلے ہے گزشتہ صدیوں کے ائمہ واکابر کی تفاسیر سے معلوم ومتعین ہیں۔ تاکہ بات کسی نتیجہ پر پہنچ سکے۔

اختلاف تفاسیر: قادیانی تفاسیر کی آراء کے اختلاف کی بابت سوال کریں تو ان سے کہا جائے کہ امت کے اکابر نے دیانت داری سے جتنے اقوال وتشریحات ہوسکتی ہیں سب کو بیان کردیا۔ ان آراء کے باوجود جو مختار، راجح بلکہ ارجح معنی ومفہوم تھا۔ اسے بھی بیان کیا۔ اس کے مطابق جو عقیدہ اختیار کیا اس کو ماننا چاہئے۔ اب حیات مسیح، ختم نبوت پر جو امت کے اکابر وائمہ کا عقیدہ ہے اسے مانیں۔ وہ سب حیات مسیح اور ختم نبوت کے قائل تھے۔ ہاں اگر اختلاف اقوال کو دیکھا جاسکتا ہے تو وہ مختلف حضرات کے مختلف اقوال تھے۔ مختلف آیات کی ہر ایک نے ترجمہ وتفسیر کی۔ جس آیت کی جتنی تشریح یا جو جو آیت کا مفہوم ہوسکتا تھا بیان کیا۔ لیکن کسی نے ایک ہی مسئلہ پر کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ نہیں فوت ہوگئے۔ ختم نبوت نہیں اجرائے نبوت ہے۔ یہ نہیں کہا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا ان امور پر کیا کردار تھا۔ دور نہ جائیں قادیانیوں کے گھر کی شہادت پیش خدمت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا سالا مرزا محمود کا ماموں میر اسماعیل قادیانی نے لاہوری قادیانی اختلاف کے سلسلہ میں ''نبوت حضرت مسیح موعود پر ایک شہادت'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو ''فرقان قادیان جولائی ۱۹۴۳ء'' میں شائع ہوا۔ اسی مضمون کو دوبارہ الفرقان ربوہ مئی، جون ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں شائع کیا گیا۔ جس میں وہ لاہوریوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

''اس مسئلہ کے حل کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا) ہر دو فریق کے مقتداء ہیں۔ نیز ہمارے اور آپ کے نزدیک وہ صادق اور راست باز ہیں۔ ان باتوں کے باوجود: (۱) حضور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مسیح ناصری زندہ ہیں۔ پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ مسیح ناصری فوت ہوچکے ہیں۔ (۲) اور یہ کہتے ہیں کہ مسیح ناصری آخری زمانہ

میں آسمان سے نازل ہوں گے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ ہرگز آسمان سے نازل نہیں ہوں گے۔(۳) پھر کہتے ہیں مسیح اور مہدی دو شخص ہوں گے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہرگز نہیں مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے۔(۴) کبھی فرماتے ہیں کہ مہدی تو بنی فاطمہ سے ہوگا۔ پھر کہتے ہیں کہ میں مہدی ہوں۔(۵) کہیں فرماتے ہیں کہ مجھے عیسیٰ سے کیا نسبت وہ عظیم الشان نبی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں مسیح ناصری سے افضل اور ہر شان میں بڑھ کر ہوں۔(۶) کہیں فرماتے ہیں کہ میں نبی نہیں ہوں صرف مجدد اور محدث ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔(۷) اسی طرح فرماتے ہیں کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ میرا منکر کافر ہے۔(۸) غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے بھی رہے پھر حرام بھی فرمادیں۔(۹) ان سے رشتے ناطے بھی کرتے تھے۔ پھر منسوخ بھی کر دیئے۔(۱۰) متوفیک کے معنے کیئے کہ پوری نعمت دوں گا۔ پھر کہا کہ ہزار روپیہ انعام اگر سوائے موت۔ اس کے کوئی اور معنے ثابت ہوں۔(۱۱) فرماتے تھے کہ ایک نبی دوسرے کا متبع نہیں ہوتا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ کسی نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔(۱۲) ایک کتاب میں نبی کی تعریف اور کی ہے۔ دوسری میں اس کے کچھ مخالف کی ہے۔(۱۳) کبھی کہا کہ میں تو مسیح کا صرف مثیل ہو کر آیا ہوں۔ وہ خود بھی آئے گا۔ پھر کہا کہ میں ہی مسیح ہوں اور کوئی نہیں آئے گا۔ غرض حضور کی تصانیف میں دس حوالے اگر آپ ایک طرح کے دکھا سکتے ہیں تو سو ہم دوسری طرح کے۔'' (مسیح موعود نمبر الفرقان ربوہ مئی جون ۱۹۶۵ء ص ۴۴)

قادیانی دوست فرمائیں کہ یہ آپ کے مجدد، مہدی، مسیح، نبی کی یہ شان تھی۔ اعمال میں نہیں۔ عقائد واخبار میں بھی تفاوت اقوال ہے۔ کیا عقائد واخبار میں بھی نسخ ہوتا ہے؟

باب اوّل ...... تمہیدات خمسہ

تمہید اوّل

رفع ونزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اور آنحضرت ﷺ کا فرض منصبی

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد!

حضور سرور کائنات ﷺ کی بعثت کے وقت سرزمین عرب میں تین طبقے خصوصیت سے موجود تھے۔
(۱) مشرکین مکہ۔(۲) نصاریٰ نجران۔(۳) یہود۔(خیبر میں)

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ قرآن مجید کی رو سے آنحضرت ﷺ کی رسالت کے کیا فرائض تھے؟

(الف)...... چنانچہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کے جو طریق منہاج ابراہیمی کے موافق تھے ان میں تغیر وتبدل نہ ہوا تھا ان کو آپ ﷺ نے اور زیادہ استحکام کے ساتھ قائم فرمایا اور جن امور میں تحریف، فساد یا شعائر شرک وکفر مل گئے تھے۔ ان کا آپ ﷺ نے بڑی شدت سے علی الاعلان رد فرمایا۔ جن امور کا تعلق عبادات واعمال سے تھا ان کے آداب ورسومات اور مکروہات کو واضح کیا۔ رسومات فاسدہ کی بیخ کنی فرمائی اور طریق ہائے صالحہ کا عمل فرمایا اور جس مسئلۂ شریعت کو پہلی امتوں نے چھوڑ رکھا تھا یا انبیاء سابقہ نے اسے مکمل نہ کیا تھا۔ ان کو آپ ﷺ نے تر وتازگی دے کر رائج فرمایا اور کامل ومکمل کر دیا۔

(ب)...... اسی طرح آپ ﷺ سے قبل مختلف مذاہب کے پیروکاروں میں جن امور پر اختلاف تھا آپ ﷺ ان کے لئے فیصل (فیصلہ کرنے والے) اور حکم بن کر تشریف لائے۔آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید اور اس کی تفسیر (حدیث) کے ذریعے مختلف فیہ امور میں جو فیصلہ صادر ہو جائے وہ حتمی اور اٹل ہے۔(اس سے روگردانی وانحراف موجب ہلاکت وخسران اور اسے دل سے تسلیم کرنا سعادت مندی اور اقبال بختی کی دلیل ہے) چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (النحل:٦٤)‘‘ ﴿اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنادے تو ان کو وہ چیز جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو اور بخشش واسطے ایمان لانے والوں کے۔﴾

اب ہم دیکھتے ہیں کہ تینوں طبقات کے کون کون سے عقائد واعمال صحیح یا غلط تھے اور ان کا آپ ﷺ نے کیا فیصلہ فرمایا؟

مشرکین مکہ

۱...... شرک میں مبتلا تھے۔بتوں کی پوجا کرتے تھے۔چنانچہ قرآن مجید نے تردید شرک اور اثبات توحید باری تعالیٰ پر جتنا زور دیا ہے اور جس طرح شرک کو بیخ وبن سے اکھاڑا ہے بتوں کی عبادت کی تردید اور ابطال کا قرآن مجید نے جو انداز اختیار کیا ہے کیا کسی آسمانی مذہب یا آسمانی کتاب میں اس کی نظیر پیش کی جاسکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے جس طرح معبودان باطلہ کو للکارا وہ صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کا حصہ تھا۔

۲...... مشرکین مکہ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔یہ عمل ان کا صحیح تھا۔اسلام نے اس کو نہ صرف قائم رکھا۔بلکہ زمانہ نبوت سے تا آبدالآباد اس کو اسلامی عبادت کا بہترین حصہ قرار دیا۔’’وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج:۲۹)‘‘ ﴿اور طواف کریں پس قدیم گھر کا۔﴾ طواف امرالٰہی اور حکم ربی ہے۔ہاں! مشرکین نے طواف میں جو غلط رسوم شامل کر لی تھیں۔مثلاً وہ ننگے طواف کرتے تھے۔یہ بیہودہ امر تھا اس کو محو کردیا۔

۳...... مشرکین مکہ حجاج کو ستو پلایا کرتے تھے۔حجاج کی عزت وتکریم کرتے تھے۔حجاج کو، بیت اللہ کے زائرین کو ضیوف اللہ سمجھتے تھے۔یہ امر صحیح تھا۔اس لئے اس کی توثیق فرمائی۔جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’سِقَايَةَ الْحَاجِّ (توبہ:۱۹)‘‘ ﴿حاجیوں کو پانی پلانا۔﴾ اس سے قبل بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور اس میں حاجیوں کو پانی پلانا ذکر فرما کر ان امور خیر کی توثیق فرمائی۔

۴...... مشرکین عرب اپنی بچیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے۔ان کا یہ فعل قبیح اور حرام تھا۔اس سے پیغمبر اسلام نے نہ صرف روکا بلکہ بچیوں کی تربیت کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سے نوازا۔بچیوں کے قتل پر قرآن مجید میں ارشاد ہے: ’’وَاِذَا الْمَوْؤٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (تکویر:۸،۹)‘‘ ﴿اور جب بیٹی زندہ گاڑدی گئی تو پوچھیں کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی۔﴾

غرض قرآن مجید نے مشرکین کے غلط عقائد ورسوم کو مٹایا اور صحیح کاموں کی توثیق کی اور ان کو اور زیادہ منقح اور مستحکم کیا۔

یہود کے عقائد

۱...... یہود بے بہود حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ قرار دیتے تھے۔ ’’وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ (توبه:۳۰)‘‘ ﴿اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔﴾

قرآن مجید نے اس کی تردید کی۔ ’’تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا. اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا. وَمَا یَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا (مریم:۹۰تا۹۲)‘‘ ﴿ابھی آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ پکارتے ہیں رحمان کے نام پر اولاد اور نہیں پھبتا رحمان کو کہ رکھے اولاد۔﴾

۲...... یہود حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے قتل کا اعتقاد رکھنے اور ’’اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ (النساء:۱۵۷)‘‘ ﴿ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ، مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا۔﴾ جتنی پختگی سے وہ دعویٰ کرتے تھے اس سے زیادہ زوردار بیان سے قرآن مجید نے ’’وَمَا قَتَلُوْهُ‘‘ ﴿اور انہوں نے نہ اس کو مارا۔﴾ کہہ کر قتل مسیح کی مطلق نفی کر کے اس غلط دعویٰ کی تردید فرمائی۔

۳...... اور وہ حضرت مریم عذراء علیہا السلام کی پاک دامنی کے خلاف تھے۔ قرآن مجید نے ’’وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰی نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ (آل عمران:۴۲)‘‘ ﴿اور جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہان کی عورتوں پر۔﴾ ’’وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ (مائده:۷۵)‘‘ ﴿اور اس کی ماں ولیہ ہے۔﴾ کہہ کر یہود کے عقیدۂ بد کی تردید فرمائی۔

خود مرزا قادیانی کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا کہ: ’’یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ قتل بھی کئے گئے اور صلیب بھی دیئے گئے۔ بعض یہود کہتے ہیں پہلے قتل کر کے پھر صلیب پر لٹکائے گئے اور بعض کہتے ہیں پہلے صلیب دے کر پھر ان کو قتل کیا گیا۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۷۶، خزائن ج۲۱ ص۳۴۵)

غرض یہود کے ان غلط دعوؤں کو ’’وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا‘‘ کے زوردار الفاظ سے ڈنکے کی چوٹ پر قرآن مجید نے نہ صرف رد کیا بلکہ قتل مطلق اور صلب مطلق کی نفی کی تلوار سے ان دعوؤں کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیا۔ ’’وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا‘‘ تو ایسا قرآنی بم ہے جس نے یہود کے دعویٰ کو ملیامیٹ اور زمین بوس کر دیا۔

نصاریٰ کے عقائد

۱...... نصاریٰ تثلیث کے قائل تھے۔ ان کا یہ عقیدہ بداہۃً باطل تھا۔ قرآن مجید نے اس کا رد فرمایا۔ ’’لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (مائده:۷۳)‘‘ ﴿بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک۔﴾ نیز فرمایا: ’’وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (مائده:۷۳)‘‘ ﴿حالانکہ کوئی معبود نہیں بجز ایک معبود کے۔﴾

۲...... نصاریٰ الوہیت مسیح کے قائل تھے۔ ان کا یہ عقیدہ بھی بداہۃً باطل تھا۔ چنانچہ صراحۃً قرآن مجید نے اس کی تردید فرمائی۔ ’’لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ (مائده:۷۲)‘‘ ﴿بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا۔﴾ نیز فرمایا: ’’مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ (مائده:۷۵)‘‘ ﴿نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول۔﴾

۳...... نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کو ابن اللہ قرار دیتے تھے۔ ’’وَقَالَتِ النَّصَارَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ (توبہ:۳۰)‘‘ ﴿اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔﴾

ان کا یہ عقیدہ بھی بداہۃً باطل تھا۔ قرآن مجید نے صراحتاً اس کی بھی تردید فرمائی۔ ’’قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (سورۃ الاخلاص)‘‘ ﴿تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا گیا اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔﴾

نیز سورۃ مریم کی آیات ۹۰ تا ۹۲ پہلے گزر چکی ہیں۔ غرض نصاریٰ کے اس (ابنیت مسیح) عقیدہ باطل کی بھی قرآن مجید نے تردید کی۔

۴...... نصاریٰ کا عقیدہ تھا کہ مسیح علیہ السلام پھانسی پر چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوگئے۔ ان کے عقیدۂ کفارہ کی بنیاد مسیح علیہ السلام کا صلیب پر چڑھنا تھا۔ قرآن مجید نے اس کی تردید کی ’’وَمَا صَلَبُوْهُ (النساء:۱۵۷)‘‘ کہ وہ قطعاً پھانسی پر نہیں چڑھائے گئے تو عقیدہ کفارہ کی بنیاد ہی قرآن مجید نے گرادی کہ جب وہ سرے سے صلیب پر نہیں چڑھائے گئے تو تمہارے گناہوں کا کفارہ کا عقیدہ ہی سرے سے بے بنیاد ہوا۔

چونکہ یہ عقیدہ اصولاً غلط تھا۔ چنانچہ قرآن مجید نے صرف نفی صلیب پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ واقعاتی تردید کے ساتھ ساتھ اصولی اور معقولی تردید بھی کی۔ ’’وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (فاطر:۱۸)‘‘ ﴿اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا۔﴾

نیز فرمایا: ’’فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (زلزال:۸،۷)‘‘ ﴿سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے کی ذرہ برابر برائی وہ دیکھ لے گا اسے۔﴾

مرزا قادیانی کو بھی تسلیم ہے کہ نصاریٰ کا عقیدہ تھا کہ: ’’مسیح عیسائیوں کے گناہ کے لئے کفارہ ہوا۔‘‘
(ازالہ اوہام ص۳۷۳، خزائن ج۳ ص۲۹۲)

نصاریٰ کا عقیدہ کفارہ غلط تھا۔ قرآن مجید نے بغیر رعایت کے اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے اس کی تردید کا علم بلند کیا۔

۵...... نصاریٰ کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ہوا اور وہ دوبارہ اس دنیا میں واپس تشریف لائیں گے۔ حضرت مسیح کے رفع الی السماء حیات مسیح اور نزول مسیح من السماء کے نصاریٰ قائل تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی مانتا ہے کہ: ’’اس خیال پر تمام فرقے نصاریٰ کے متفق ہیں کہ (مسیح علیہ السلام) آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۴۸، خزائن ج۳ ص۲۲۵)

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’اِنَّ عَقِیْدَۃَ حَیَاتِہٖ قَدْ جَاءَ تْ فِیْ الْمُسْلِمِیْنَ مِنَ الْمِلَّۃِ النَّصْرَانِیَۃِ‘‘
(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰)

(حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ مسلمانوں میں امت نصاریٰ سے آیا ہے)

قادیانیوں سے سوال:۱

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ نصاریٰ قوم کی طرف سے آیا ہے۔ آیا حیات مسیح کا

عقیدہ صحیح تھا یا غلط؟ اگر غلط تھا تو آنحضرت ﷺ نے ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ (بخاری ج۱ ص۴۹۰)'' ﴿قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور بالضرور عیسیٰ بیٹا مریم کا تم میں نازل ہوگا۔﴾ ''اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَاِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ''

(ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶، ابن جریر ج۳ ص۲۸۹)

تحقیق عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہی تمہاری (امت محمدیہ کی) طرف واپس لوٹیں گے اور قرآن مجید نے ''بل رفعہ اللّٰہ الیہ'' میں نصاریٰ کے غلط عقیدے کو قبول کر لیا؟ ۱۱۲/احادیث صحیحہ میں آنحضرت ﷺ، عیسائیوں کے غلط عقیدہ کی ترجمانی کرتے رہے؟ اور چودہ سو سال سے امت مسلمہ اس غلط عقیدہ کی ترجمانی کرتی چلی آرہی ہے؟ قرآن مجید غلط عقائد کی ترجمانی کرتا رہا؟ کیا کوئی بڑے سے بڑا دشمن رسول آنحضرت ﷺ پر اتنے بڑے افتراء کی جرأت کر سکتا ہے جو مرزا قادیانی نے کی؟ مرزا قادیانی کے اس الزام کو صحیح مان لیا جائے تو اس حالت میں معاذ اللہ آپ ﷺ عیسائیت کے ترجمان ٹھہریں گے۔ نہ ترجمان حق، خداوند کریم اور آنحضرت ﷺ پر مرزا قادیانی کے اس افتراء کی دنیا کا کوئی قادیانی صفائی دے سکتا ہے؟

اصل صورتحال

اب ہم اصل صورتحال قارئین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ واقعتاً رفع ونزول مسیح کا عقیدہ مسیحی حضرات کا تھا۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے یہ عقیدہ اس قوم میں پایا جاتا تھا۔ مگر چونکہ یہ عقیدہ صحیح تھا۔ عین واقعہ کے مطابق تھا۔ تبھی قرآن مجید کے ذریعہ اللہ رب العزت نے اور آنحضرت ﷺ نے اس عقیدہ کی توثیق فرمائی۔ پھانسی پر چڑھنے، موت کا واقع ہونے اور پھر زندہ ہونے کی باتیں غلط تھیں۔ ان کی ''وَمَا قَتَلُوْہُ، وَمَا صَلَبُوْہُ، وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا'' میں واشگاف الفاظ سے تردید کر دی۔ ہاں! مسیح علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے اور دوبارہ نازل ہونے کی بات صحیح تھی۔ اس حصہ کی خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے تصدیق وتوثیق فرمائی۔

رفع ونزول مسیح اور انجیل

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہی دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جیسا کہ خود عیسائی کتب میں ہے۔

۱...... ''غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا۔'' (مرقس باب:۱۶، آیت:۱۹)

۲...... ''ان (حواریوں) سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔'' (لوقا باب:۲۴، آیت:۵۲)

ان دونوں حوالہ جات میں سیدنا مسیح علیہ السلام کے آسمانوں پر رفع کا جس صراحت سے ذکر ہے اس کا اندازہ قارئین خود فرمالیں کہ آیا اس سے زیادہ صراحت ہو سکتی ہے؟ یہ دو حوالہ جات آپ نے رفع کے ملاحظہ کئے۔ اب دو حوالہ جات نزول مسیح علیہ السلام کے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۳...... ''اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم (عیسیٰ علیہ السلام) کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔''

(متی باب:۲۴، آیت:۳۰)

۴...... ’’اس وقت لوگ ابن آدم (عیسیٰ علیہ السلام) کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتے دیکھیں گے۔‘‘ (مرقس باب:۱۳، آیت ۲۶)

قارئین! حوالہ نمبر۴ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا وہ جواب نقل کیا ہے جب آپ کے حواریوں نے پوچھا کہ آپ کا آنا کب ہوگا۔ اس کے جواب میں انہوں نے جو فرمایا وہ آپ حضرات نے ملاحظہ کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مرقس اور متی کے بیان کے تقریباً الفاظ بھی ایک ہیں۔ اب اس سے زیادہ مزے کی بات ملاحظہ ہو۔

۵...... ’’ہم کو بتا یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخیر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے۔ (مرزا قادیانی و بہاء اللہ ایرانی) اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے۔‘‘ (متی باب:۲۴، آیت:۳تا۶)

۶...... ’’اور بہت سے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔‘‘ (متی باب:۲۴، آیت:۱۱)

۷...... قارئین! اب مرقس کا بیان ملاحظہ ہو: ’’اور اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں (قادیان) یا دیکھو وہاں (ایران) ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور نشان اور عجیب کام دکھائیں گے۔ تاکہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر دیں۔ لیکن تم خبردار رہو۔ دیکھو میں نے تم سے سب کچھ پہلے کہہ دیا ہے۔‘‘

(مرقس باب:۱۳، آیت:۲۲،۲۳)

غرض مسیح علیہ السلام کے رفع ونزول اور جھوٹے مسیحیت کے دعویداروں کے بیان کے ساتھ ثابت ہوا کہ مسیحی کتب اور خود مرزا قادیانی کے اقرار کے بموجب مسیحی قوم رفع ونزول کے عقیدہ کی قائل تھی۔ اگر رفع مسیح کا عقیدہ، نصاریٰ کے دیگر عقائد کی طرح غلط تھا تو جس طرح قرآن مجید نے مسیحیوں کے دیگر غلط عقائد کی تردید کی۔ قرآن مجید اس غلط عقیدہ کی بھی دوٹوک الفاظ میں تردید کرتا۔ وضاحت سے قرآن مجید اور صاحب قرآن محمد عربی ﷺ ’’ما رفع ولا ینزل‘‘ ارشاد فرماتے۔

قادیانیوں سے سوال:۲

کیا ساری دنیا کے قادیانی مل کر قرآن مجید اور ذخیرہ احادیث سے ’’مَارَفَعَهُ اللّٰهُ وَلَا يَنْزِلُ عِيسٰى بْنُ مَرْيَمَ‘‘ دکھا سکتے ہیں؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ رہتی دنیا تک کوئی قادیانی ہمارے اس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتا۔

حقیقت حال

پھر جب یہ تسلیم ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ رفع ونزول کا تھا۔ اگر یہ عقیدہ غلط تھا تو قرآن مجید اس کی تردید کرتا۔ اگر تردید نہ کرتا اور صرف سکوت اختیار کر لیا جاتا تو بھی یہ عقیدہ صحیح تسلیم کر لیا جاتا۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی بات یا کوئی کام ہو تو نبوت کا سکوت بھی تسلیم ورضا کی دلیل اور شریعت کا حکم بن جاتا ہے۔ خود مرزا قادیانی کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ لکھتا ہے: ’’واقعہ صلیب کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے۔ اگر یہ خاموش ہے تو پتہ چلا کہ یہود ونصاریٰ اپنے خیالات میں حق پر ہیں۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز، ش۱ج۹ص۱۴۹،۱۵۰)

اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں قرآن حکیم اور رسول کریم ﷺ نے ہمیں کیا تعلیم دی؟ یہ ظاہر ہے کہ مسیح کے دوبارہ آنے کا عقیدہ اسلام کا پیدا کردہ نہیں۔ بلکہ مسیح علیہ السلام کا وہ ارشاد اور پیش گوئی ہے جو آپ نے ظالم

فریسیوں کے پنجہ میں گرفتار ہونے سے چند روز پیشتر باطلاع خداوندی اپنی قوم کو دی تھی۔ غرض یہ عقیدہ اس زاہد اور مظلوم نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کی بناء پر عیسائیوں میں قائم ہوا اور برابر ظہور نبی ﷺ (تقریباً چھ سو برس) تک کمال استحکام کے ساتھ عیسائیوں میں چلا آیا اور حضرت مسیح کا بجسدہ العنصری آسمان سے اترنا اور بادلوں پر سے اترتے ہوئے نظر آنا مسیحیوں کا نہایت مسلم عقیدہ رہا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ وہ پاک اسلام جس نے ملتہائے متفرقہ کی افراط وتفریط کو دور کر کے صراط مستقیم کو قائم کیا اور ادیان سابقہ کے دروازۂ تحریف کو بند کر کے ابواب تنقیح وتصحیح کو کھولا۔ ہم کو اس عقیدہ رفع ونزول مسیح کے بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے؟ وہ نبی جس کی شان ہے: ''هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (الجمعه:۲)'' ﴿وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں سے ایک رسول انہیں میں پڑھ کر سناتا ہے ان کو ان کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں۔﴾ وہ مزکی نبی خداوند کریم کے حکم سے، وحی سے، کافہ اہل عالم کو اس عقیدہ کے بارہ میں کیا کھول کھول کر سناتے ہیں؟ کہ: (۱) مسیح دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ (۲) خدا کی قسم ضرور آئیں گے۔ (۳) اس شان وشوکت کے ساتھ آئیں گے۔ (۴) ایسے زمانہ میں آئیں گے۔ (۵) ایسی جگہ پر آئیں گے۔ (۶) آکر یہ کام کریں گے۔ (۷) اتنا عرصہ دنیا میں زندہ رہیں گے۔ (۸) پھر وفات پائیں گے۔ (۹) میرے ساتھ روضہ طیبہ میں دفن ہوں گے۔ (۱۰) اور قیامت کے دن میرے ساتھ اٹھیں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی وہ مختصر پیش گوئی جس کی کیفیت مسیحیوں میں بہت کچھ اجمالی تھی۔ اس کی شرح وتفسیر، تفصیل وتوضیح رسول اللہ ﷺ نے ایسی فرمائی کہ جس سے بڑھ کر تشریح وتفصیل ممکن ہی نہیں۔ دوسو نو علامات رفع ونزول سے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمائیں۔ (علامات قیامت ونزول مسیح ص۱۷۳)

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى (النجم:۴،۳)'' ﴿اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا۔﴾

لیکن ان تمام توضیحات واعلان قرآنی کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ آج ایک ایسے عقیدہ کو مشتہر کیا جارہا ہے کہ مسیح نہیں آئیں گے جس مسیح کے آنے کا انتظار ہے۔ اس کے آنے سے درحقیقت ایک شخص کا پیدا ہونا ہے جو اپنی ذات میں کمالات مسیح کو لئے ہوئے ہو تو یہ دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ انجیل میں تحریف ہونا ممکن (اس لفظی ومعنوی تحریف کی ہمارے علماء کرام نے تصریح بھی کی) اس پیش گوئی (رفع ونزول) میں تحریف وتفسیر یا من گھڑت ہونا انجیل میں شامل کیا جانا۔ ہمارے نزدیک ممکن الوقوع۔ لیکن کیا یہی محرف ومبدل، غیر اسلامی وغیر سماوی عقیدہ مسلمانوں میں، اسلام میں، حضور علیہ السلام کی زبان مقدسہ سے، قرآن مجید کی آیت ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ'' سے شامل ہوگیا۔ کیا یہ قرین قیاس ہے؟

۱...... وہ رسول جن کو ''بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ (مائده:۶۷)'' ﴿اے رسول پہنچادے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام۔﴾ کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا۔

۲...... جس نبی ﷺ کی یہ نشانی بتائی گئی: ''یٰاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ (مائده:۱۵)'' ﴿اے کتاب والو تحقیق آیا ہے۔ تمہارے پاس رسول ہمارا ظاہر کرتا ہے تم پر بہت سی چیزیں جن کو تم چھپاتے تھے کتاب میں سے۔﴾

۳...... یاوہ رسول ’’وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (بقرہ:۴۲)‘‘ ﴿اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور مت چھپاؤ سچ کو جان بوجھ کر۔﴾ کہہ کر اہل کتاب کو جھٹلاتے تھے۔ وہ نبی خود معاذ اللہ ان پر معاملہ مشتبہ ہوگیا؟ وہ تلبس کا شکار ہوگئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جن علامات کو اپنی پیشین گوئی میں بیان نہ کیا تھا ان کو نبی ﷺ نے باوجود اصل واقعہ کے موضوع ہونے کے شامل عقائد کرلیا؟ اور وہ عقائد جو مرزا قادیانی کے نزدیک شرک تک پہنچتے ہیں اسلام میں داخل ہوگئے اور وہ بھی نبوت کی زبان سے؟ اے بد باطن خبردار؟ رسول اللہ ﷺ کی جناب میں یہ بیہودہ خیال نہ کر، معصوم نبی ﷺ کی شان میں تہمت نہ تراش، چاند پہ تھوکنا اپنے منہ پر تھوکنا ہے اور آفتاب پہ غبار ڈالنا اپنی آنکھوں کو خاک آلودہ کرنا ہے۔‘‘حذر کن‘‘

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰) پر لکھا ہے کہ: ’’پس کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشین گوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلمات میں سے سمجھی گئی تھیں بد موضوعات داخل کردیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اوّل درجہ کی پیشین گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں ’’قَالَ اللّٰهُ‘‘ اور ’’قَالَ الرَّسُوۡلُ ﷺ‘‘ کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کرلیتے ہیں۔‘‘

اوّل درجہ کی پیشین گوئی جس کو تواتر کا درجہ حاصل ہے کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’متواترات کا انکار کرنا گویا اسلام کا انکار کرنا ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۸۸، خزائن ج۱۳ ص۲۰۶)

اور پھر (ایام الصلح ص۲۷، خزائن ج۱۴ ص۲۹۸) پر لکھا ہے کہ: ’’ہمیں اس بات کو اوّل درجہ کی دلیل قرار دینا چاہئے کہ ایک قوم باوجود ہزاروں اور لاکھوں اپنے افراد کے پھر ایک بات پر متفق ہو۔‘‘ اسی طرح (ازالہ اوہام ص۵۵۶، خزائن ج۳ ص۳۹۹) پر لکھا ہے کہ: ’’تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔‘‘

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے تشریف لانے کو اوّل درجہ کی پیشین گوئی قرار دے کر شرک قرار دینا کتنا بڑا شاخسانہ ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنی کتاب (الاستفتاء ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰) پر لکھا ہے کہ: ’’فَمِنۡ سُوۡءِ الۡاَدَبِ اَنۡ يُّقَالَ اِنَّ عِيۡسٰى مَامَاتَ وَاِنۡ هُوَ اِلَّا شِرۡكٌ عَظِيۡمٌ‘‘

اور پھر لطف یہ کہ اقرار کرتا ہے کہ: ’’میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

گویا یہ خود مثیل مسیح بننے سے پہلے مشرک رہا اور اب مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آنا جو انجیل کی تعلیم سے مسیحیوں کا عقیدہ ہے۔ اس کا طلسم صرف اتنی اظہار حقیقت سے ٹوٹ سکتا ہے کہ اس کے مثیل کا دنیا میں پیدا ہونا مان لیا جائے۔ جب کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ: ’’میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی ایمان نہیں کہ صرف مثیل مسیح

ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور بھی دس ہزار مثیل مسیح آجائیں...... کسی زمانہ میں ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔"

(ازالہ اوہام ص۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ: "اوّل تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو ہو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشین گوئیوں میں سے یہ ایک پیشین گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔" (ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱)

یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: "اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

۱...... مسیح ابن مریم کے رفع اور نزول کو اوّل درجہ کی پیشین گوئی قرار دینا۔

۲...... قرآن وانجیل کی تصدیق شدہ ہونا قرار دینا۔

۳...... تواتر کا درجہ اس کے لئے ماننا۔

۴...... غیر قوموں کے تواتر کو بھی حجت ماننا۔

۵...... تواتر کے انکار کو کفر قرار دینا۔

۶...... پھر حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو شرک قرار دینا۔

۷...... اسے صدہا پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی قرار دینا۔ جس کا حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔

۸...... پھر مثیل مسیح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کرنا۔

۹...... جو اسے مسیح موعود سمجھے اسے کم فہم قرار دینا۔

۱۰...... پھر دس ہزار مثیل مسیح کا آنا ماننا۔

۱۱...... پھر ایسے مثیل مسیح کا آنا ماننا جس پہ حدیث کے ظاہری الفاظ بھی صادق آسکیں۔

ان تمام مندرجہ بالا نتائج کو سامنے رکھ کر سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ ؎

تف بر تو اے چرخ گردوں تف

یا پھر ؎

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

کیا رسول اکرم ﷺ نے عیسائیوں کو یہ نہ فرمایا کہ تم مجاز کو حقیقت سمجھتے ہو اور مسیح علیہ السلام کی دقیق تعلیم کو نہیں سمجھتے جس مسیح علیہ السلام کا تم انتظار کرتے ہو وہ تو میرے امتیوں میں سے ایک امتی ہوگا بلکہ اس کے علی الرغم یہود و نصاریٰ کے دو بڑے گروہوں میں رب کریم نے حکم بن کر "اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (الطارق:۱۳، ۱۴)" کی شان کو دکھلایا ہے اور دونوں گروہوں کے معتقدات میں سے جو حصہ درست اور صحیح تھا اسے درست وصحیح کہا اور جو حصہ غلطی یا کفر وشرک سے بھرا ہوا تھا اسے غلط وباطل فرمایا۔ پس ایسی حالت میں فریقین متنازعین کے درمیان فیصلہ صادر کیا جائے۔ کون عقلمند یہ تجویز کر سکتا ہے کہ اس فیصلہ میں اصل حقیقت اس لئے ظاہر نہیں کی گئی کہ فلاں تیسرا شخص بھی اس حقیقت سے واقف نہ ہو جائے۔

یادرکھو کہ قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ نے اس زمانہ کے موجودہ مذاہب کے لوگوں میں جن مسائل میں وہ اختلاف میں پڑے ہوئے تھے خوب کھول کھول کر فیصلے سنائے۔ پھر اعتقادات و ایمانیات میں سے فروگزاشت کیا کرنی تھی۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ ابن مریم علیہ السلام دنیا پر پھر آئے گا، بادشاہت کرے گا جب کہ یہود کہتے ہیں کہ وہ مرگیا۔ کبھی مردہ بھی پھر آیا ہے؟ رسول اکرم ﷺ دونوں کا بیان سن لیں اور ارشاد فرمائیں کہ ہاں! ابن مریم علیہ السلام ضرور آئے گا، اور قوانین اسلام پر چلے گا تو ان بیانات پر کیا سمجھا جاتا ہے کہ وہی ابن مریم علیہ السلام جس کے بارے میں جھگڑا تھا یا کوئی اور؟ اگر یہ عیسائیوں کا گھڑا ہوا عقیدہ تھا تو عیسیٰ علیہ السلام ایک نبی کی پیشین گوئی کو دوسرے نبی حضرت محمد ﷺ نے چیستان بنادیا اور بھی پیچیدہ کردیا۔ نہ پہلے نے حق رسالت ادا کیا اور نہ دوسرے نے حق تبلیغ؟ جس نبی ﷺ نے ”جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا“ پڑھ کر سنایا۔ جس نے اہل کتاب کو راست بازی اور انصاف سے ملزم ٹھہرایا۔ جس نے یہود و نصاریٰ کو ان کے افعال ملعونہ پر شرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی تعلیمات کو نفسانی تاویلات سے علیحدہ کر کے دکھلایا۔ اب اس نئی روشنی کے زمانہ میں اس نبی کی نسبت مرزا قادیانی یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اس نے بھی ہم کو دھوکہ میں رکھا اور جس مسیح کی مسیحی انتظار کر رہے تھے اسی انتظار کی مصیبت میں اپنی امت کو بھی شریک کردیا۔ (معاذ اللہ) کیا نبی علیہ السلام نے ایسے ناقص المعانی الفاظ کا استعمال کیا اور مغلق پیرایہ اختیار فرمایا۔ لفظی و معنوی الجھنوں کو کام میں لائے کہ خود حضور ﷺ کے فیضان صحبت سے مستفید ہونے والے صحابی مقصود محمدی ﷺ کو صحیح نہ سمجھ سکے اور نہ امت، وارثان علم نبوت، آج تک اسے سمجھ سکی۔ کیا آج تک اس سے بھی بڑا کفر چودہ سو سال میں کسی کے خیال و ذہن میں آیا ہے جس کا مرزا قادیانی مرتکب ہو رہا ہے؟

تمہید دوم

نزول مسیح علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی جلالت شان

اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم ﷺ کی جلالت شان کی سیادت و قیادت کو صرف مسلمانوں تک محدود نہ رکھا بلکہ ایک خرق عادت امر کا ظہور مقدر فرمایا جس کے سامنے موافق و مخالف، مسلمان و اہل کتاب کو خوشی یا ناگواری سے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ جب حق و باطل کی فیصلہ کن گھڑی آن پہنچے گی۔ اس وقت بنی اسرائیل کے خاتم حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خاتم مطلق و سید برحق آنحضرت ﷺ کا نائب اور امت محمدیہ کا قائد بنا کر نہایت اکرام و اجلال کے ساتھ آسمان سے زمین پر بھیجا جائے گا۔ یہودیت و مسیحیت تمام ادیان و ملل کا خاتمہ ہوگا۔ اسلام کا چہار سو عالم غلغلہ بلند ہوگا۔ سیدنا مسیح علیہ السلام یہ سب کچھ اپنے نام سے نہیں بلکہ اپنے آقا و سید آنحضرت ﷺ کے نام سے سرانجام دیں گے۔ جن کے آپ نائب بنا کر بھیجے جائیں گے۔ وہ انجیل کی طرف نہیں قرآن و سنت کی طرف مخلوق خدا کو بلائیں گے جو مقدس وجود نہایت اکرام کے ساتھ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ وہ وجود آج آنحضرت ﷺ کے دین کی سربلندی اور آئین محمدی کی اتباع کو فخر سمجھ کر نزول فرمائیں۔ سبحان اللہ! وہ کیسا منظر قابل فخر ہوگا کہ بنی اسرائیل کے خاتم آنحضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی قیادت و سیادت کا علم لئے ہوں گے۔ ذرا ایمان و وجدان کی نظروں سے اس کا تصور ذہن میں لایئے۔ جب ایک جلیل القدر نبی و رسول، آنحضرت ﷺ کی امت میں صف باندھے کھڑا آپ ﷺ کی سروری و سرداری کی علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دے رہا ہوگا۔

وہ منظر اتنا جاذب اور ایمان افروز ہوگا جس کی اہمیت کی طرف خود آنحضرت ﷺ نے بھی اپنی امت کو متوجہ فرمایا۔ ’’کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ (بخاری ومسلم) ‘‘ فرمایا اس وقت تمہاری خوشی کا کیا عالم ہوگا جب عیسیٰ بیٹا مریم علیہ السلام کا تم میں نازل ہوگا۔ افسوس امت محمدیہ ﷺ میں مسیحیت ویہودیت کے ایجنٹ، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار کر کے آنحضرت ﷺ کی اس جلالت شان کو دنیا پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ قادیانی گروہ دجال کی نمائندگی کر کے، سیدنا مسیح علیہ السلام کی وفات کا پروپیگنڈہ کر کے، خود مسیح بن کر، جہاں آنحضرت ﷺ کی جلالت شان کے اظہار میں روڑے اٹکاتا ہے۔ وہاں وہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کو قتل سے بچانے کے لئے کوشاں ہے۔ لیکن ذات باری تعالیٰ کے ارادہ وحکم کے سامنے نہ آج تک کسی فرعون ودجال کی تدبیر چلی نہ آئندہ چلے گی۔ آنحضرت ﷺ کی جلالت شان علی رؤس الاشہاد ظاہر وباہر ہوگی اور ضرور ہوگی۔ رب کریم ایسا ضرور فرمائیں گے۔ ہم نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: ’’وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ (بخاری، مسلم) ‘‘ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری (آنحضرت ﷺ کی) جان ہے۔ ضرور عیسیٰ بیٹا مریم کا تم میں نازل ہوگا۔ آپ ﷺ کے اس قسمیہ وحلفیہ اعلان کو جو شخص پس پشت ڈالتا ہے وہ ارادۂ خداوندی اور آنحضرت ﷺ کی جلالت شان کا انکاری ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کے نزول میں آنحضرت ﷺ کی جلالت شان کے وقوع میں آنے کا دراصل وہ وقت عیسائیت کے لئے اتنا خفت وذلت کا باعث ہوگا کہ جس ذات کو اپنا معبود والہ مانتے ہیں۔ وہ خود اسلام کا نمائندہ بن کر ان مسیحیوں کو داخل اسلام کر رہا ہوگا۔ اس کے سفید فام آقاؤں کو ذلت سے بچانے کے لئے قادیانی حیات ونزول کا منکر ہو رہا ہے۔ خود مسیح بن کر سفید فام آقاؤں کی غلامی کا دم بھر رہا ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کے نزول سے انکار کا باعث یہی وہ امر ہے جس کی مرزا قادیانی کو رعایت مقصود ہے۔ (فافہم)

مسلمانو! ہوشیار رہو۔ ان سفید فام انگریزوں کے چیلوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ مسیح علیہ السلام کے نزول کو ہونے دو۔ ان کا نام ہی، مسیحیت ویہودیت، دجال زمان ودجال قادیان کے کفر کا جانا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نائب اعظم (سیدنا مسیح علیہ السلام) کی حیات میں کفر کی موت ہے۔ ’’یُھْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهٖ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامُ‘‘ ان کی آمد پر تمام ملتیں نیست ونابود ہو جائیں گی۔ ان کی آمد سے کل عالم پر اسلام کا غلبہ ہوگا۔

’’هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (القرآن) ‘‘ کا ایک بار پھر زمین وآسمان والے ایسا مسحور کن نظارہ دیکھیں گے کہ کل عالم مرحبا مرحبا کی صداؤں سے معمور ومخمور ہو جائے گا۔

’’اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ‘‘

تمہید سوم

امکان رفع کی بحث

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر بحث سے قبل یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا ’’امکان رفع‘‘ ہے؟ قرآن وسنت اور واقعات عالم پر نظر دوڑائیں کہ اس کی کوئی مثال ہے؟ کیا کبھی ایسے ہوا؟ واقعات سے اگر ثابت ہو جائے کہ رفع کا امکان ہے۔ ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار یا حقیقت واقعہ کا انکار سوائے احمقوں کے اور کوئی نہیں کیا کرتا۔ اس بحث سے ہم

قادیانی عقائد کو نہیں لیتے کہ وہ ان سب واقعات کے انکاری محض اس لئے ہیں کہ ان واقعات کے اقرار سے رفع ونزول کی اگر مثال قائم ہوگئی، تو مسیح علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار بے معنی ہوکر رہ جائے گا۔ جس سے ان کے خودساختہ مسیح کے دجل وکذب، افتراء وتلبیس کی پوری عمارت دھڑام سے گر پڑے گی۔ اس لئے وہ ان واقعات سے انکاری ہیں۔

ہم یہاں صرف مسلمانوں کے ایمان کی تازگی کے لئے قرآن وسنت وتاریخ وسوانح کے حوالہ سے، ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ رفع ونزول کے نظائر موجود ہیں۔ جن سے امکان رفع نہیں بلکہ وقوع رفع ثابت ہوتا ہے۔

دربیان امکان رفع جسمانی

مرزا قادیانی اوران کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پرنہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پاکر مدفون ہوچکے اور دلیل یہ ہے کہ: ''کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔'' جیسا کہ (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶) پر ہے۔

جواب نمبر:۱...... یہ ہے کہ جس طرح نبی اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کا جسد اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے۔

جواب نمبر:۲...... جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہبوط ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے۔ ''اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ''

جواب نمبر:۳...... جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے ان کو جعفر طیار کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ''اَخرَجَ الطِّبرَانِیُّ بِاِسنَادٍ حَسَنٍ عَن عَبدِاللّٰہِ بنِ جَعفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ هَنِیئاً لَكَ اَبُوكَ یَطِیرُ مَعَ المَلَائِكَةِ فِی السَّمَاءِ'' امام طبرانی نے باسناد حسن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیٹے جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ اے جعفر کے بیٹے عبداللہ تجھ کو مبارک ہو تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے (اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جعفر جبرائیل ومیکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوۂ موتہ میں کٹ گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو باز و عطاء فرمادیئے ہیں) اوراس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے۔

(الترغیب ج۲ص ۲۸۷، حدیث:۲۰۳۵، جامع الاحادیث ج۱۱ص ۲۷۹ حدیث:۳۳۴۸۹، زرقانی ص۲۷۵ ج۲، فتح الباری ج۷ص ۷۶)

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے ؎

وجعفرِ الَّذِی یضحی و یمسِیٔ   یطیر مَع الملائکۃ ابنَ اُمّی

(وہ جعفر کہ جو صبح وشام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے وہ میری ہی ماں کا بیٹا ہے)

جواب نمبر:۴...... عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا غزوۂ بیر معونہ میں شہید ہونا اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے۔ جیسا کہ حافظ عسقلانی نے (اصابہ ج۲ص ۲۵۶، القسم الاوّل حرف العین) میں اور حافظ ابن عبدالبر نے (استیعاب ج۲ص ۳۴۵) میں علامہ زرقانی نے (شرح مواہب ج۲ص ۷۸) میں ذکر کیا ہے۔ جبار بن سلمیٰ جو عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے۔ وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک رضی اللہ عنہ بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا:

''دعانِی الی الاسلام مَا رایتُ مِنْ مَقتَل عَامر بن فهیرة وَمن رَفعه الی السماءِ'' عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اوران کا آسمان پر اٹھایا جانا میرے اسلام لانے کا باعث بنا۔ عامرابن فہیرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں کی طرف سے بھائی طفیل بن صحرا کے غلام تھے۔ ہجرت کی شب یہی عامرابن فہیرہ رضی اللہ عنہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور پر بکریاں چراتے چراتے لے جا کر دودھ دیا کرتے تھے۔ عامرابن فہیرہ رضی اللہ عنہ بیر معونہ کے واقعہ میں قتل ہوئے۔ بخاری شریف میں ہشام ابن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:''فقال لقد رأیتهٔ بعد ما قتل رفع الی السمآء حتی انی لا نظر الی السما بینه وبین الارض ثم وضع فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبرهم (بخاری ج ۲ ص ۵۸۷، باب غزوة الرحیع وبیرمعونه)''

ضحاک رضی اللہ عنہ نے یہ تمام واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لکھ کر بھیجا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''فان الملائکة وارت جثته وانزل فی علیین''''فرشتوں نے اس کے جثہ کو چھپالیا اور وہ علیّین میں اتارے گئے۔''

ضحاک ابن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقی اور ابونعیم اصفہانی دونوں نے اپنی اپنی ''دلائل النبوۃ'' میں بیان کیا۔ (شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور للعلامۃ السیوطی ص ۲۵۷، طبع بیروت ودلائل النبوۃ للبیہقی ج ۳ ص ۳۵۳)

اور حافظ عسقلانی رحمہ اللہ نے (اصابہ ج ۱ ص ۲۲۰، القسم الاوّل حرف الجیم) میں جبار بن سلمٰی کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً اشارہ فرمایا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (شرح الصدور ص ۲۵۸) میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۴ نمبر ۴۹ اور حاکم اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

جواب نمبر:۵...... ''واقعه رجیع، رجیع اسمه لموضع من بلاد هذیل کانت الواقعه بالقرب منه فی صفر سنة اربع'' (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۵۸۵)

واقعہ رجیع میں جب قریش نے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش اتارلانے کے لئے روانہ فرمایا۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن امیہ وہاں پہنچے اور خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش کو اتارا۔ دفعۃً ایک دھماکہ سنائی دیا۔ پیچھے پھر کر دیکھا تو اتنی دیر میں نعش غائب ہوگئی۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن امیہ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا۔ اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا۔ اس روایت کو امام ابن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

(زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۷۳)

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خبیب رضی اللہ عنہ کو زمین نے نگلا! اسی وجہ سے ان کا لقب ''بلیغ الارض'' ہوگیا اور ابونعیم اصفہانی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی طرح خبیب رضی اللہ عنہ کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھالے گئے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو آسمان پر اٹھایا۔ انتہی!

جواب نمبر:۶...... ''ومما یقوی قصة الرفع الی السماء ما اخرجه النسائی والبیهقی والطبرانی وغیرهم من حدیث جابر بن طلحة اصیبت انا ملهٔ یَوْمَ احدٍ فقال حِسِّ، فقال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم لو

قلت بسم اللّٰہ لرفعتك الملائكة والناس يَنظُرُونَ اليكَ حَتّٰى تلج بك فى جَوِّ السماءِ''
(شرح الصدور ص ۲۵۸، نسائی ج ۶ ص ۳۳۶، حدیث: ۳۱۴۹)

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور خبیب رضی اللہ عنہ کے واقعۂ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے ''حس'' یہ لفظ نکلا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بجائے حس کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے ہوئے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے۔ یہاں تک کہ تجھ کو آسمان میں لے کر گھس جاتے۔

جواب نمبر:۷...... علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اولیاء کا الہام و کرامت انبیاء کرام علیہم السلام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے۔

''واخرج ابن ابی الدنیا فی ذکر الموتی عن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ قال کان فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل الناس فی کهف جبل وکان اَهلُ زمانِهٖ اذا قحطُوا استغَاثُوا بِهٖ فدعی اللّٰه فسقاهُمُ فَمَاتَ فاخذوا فی جهازه بینهم كَذٰلِكَ اِذاهَمَّ بسریر فرفع فی، عنان السماء حتی انتهی الیه فقام رجل فاخذه فوضعه علی السریر والناس لینظرون الیه فی الهواء حتی غَابَ عَنهُمُ'' (شرح الصدور ص ۲۵۷)

''ابن ابی الدنیا نے ذکر الموتی میں زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ جو پہاڑ کی غار میں رہتا تھا جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے باران رحمت نازل فرماتا۔ اس عابد کا انتقال ہوگیا۔ لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے۔ اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا۔ یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آ کر رکھا گیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا۔ لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگیا۔''

جواب نمبر:۸...... اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا ''مستدرک حاکم'' میں مفصل مذکور ہے۔ (مستدرک ج ۲ ص ۵۷۹)

جواب نمبر:۹...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے۔ ''کما قال تعالٰی اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (الٰی قوله تعالٰی) قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ (مائدہ: ۱۱۴، ۱۱۵)''

جواب نمبر:۱۰...... سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے من وسلویٰ آسمانوں سے اترا تھا۔ اس کے لئے (ان تمام کروں سے) آنا قرآن سے ثابت ہے۔ پس کھانا انبیاء علیہم السلام کے اجساد سے زیادہ مادی جسم ہے۔ کھانے کی نسبت انبیاء علیہم السلام کا وجود زیادہ لطیف بلکہ الطف ہے۔ اگر مادی جسم آسمانوں سے آنا محال نہیں تو ان سے لطیف بلکہ الطف اجساد کا آنا کیوں کر محال ہے؟

مقصدان واقعات عشرہ کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ منکرین اور ملحدین خوب سمجھ لیں کہ حق جل شانہ نے اپنے محبّین اور مخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح وسالم فرشتوں کے ذریعے آسمانوں پر اٹھوالیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے تا کہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین معجزات وکرامات کی رسوائی وذلت آشکارا ہو اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مومنین اور مصدقین کے لئے موجب طمانیت اور مکذبین کے لئے اتمام حجت کا کام دے۔

ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوگیا کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون قدرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تا کہ اس ’’ملیك مقتدر ‘‘ کی قدرت کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔غرض یہ کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے۔

تمہید چہارم

رفع الی السماء اور نزول من السماء الی الارض کی حکمت

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا۔’’کما قال تعالٰی وقولهم انّا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول اللّٰه ‘‘ اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی قوم یہود سے ہوگا اور یہود اس کے متبع اور پیرو ہوں گے۔اس لئے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے تا کہ خوب واضح ہو جائے کہ جس ذات کی نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کردیا وہ سب غلط ہے۔ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لئے اتارا تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے ان کو قتل نہیں کر سکے۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لئے نازل کیا اور یہ حکمت (فتح الباری باب نزول عیسیٰ ج۱۰ص۳۵۷) پر مذکور ہے۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا تا کہ اس ملک کو فتح فرمائیں۔جیسا کہ نبی اکرم ﷺ ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لئے تشریف لائے۔اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی اور وفات سے کچھ عرصہ پہلے شام کو فتح کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود کا استیصال فرمائیں گے اور نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف اشارہ ہوگا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم علیہما السلام صلیب پر چڑھائے گئے بالکل غلط ہے۔حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔اسی لئے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام ونشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

۳...... اور بعض علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔’’کما قال تعالٰی لتؤمننّ به ولتنصرنّه ‘‘

اورانبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرختم ہوتا تھا۔اس لئے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوآسمان پر اٹھایا تاکہ جس وقت دجال ظاہر ہواس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اوررسول اللہ ﷺ کی امت کی مددفرمائیں۔

کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا وہ وقت امت محمدیہ پرسخت مصیبت کا وقت ہوگا اورامت شدید امداد کی محتاج ہوگی۔اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے تاکہ امت محمدیہ ﷺ کی نصرت واعانت کا جووعدہ تمام انبیاء کرچکے ہیں۔وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالۃً اورباقی انبیاء کی طرف سے وکالۃً ایفاءفرمائیں۔’’فافهم ذلك فانه لطيف‘‘

۴...... اوربعض علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب انجیل میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اورآپ ﷺ کی امت کے اوصاف دیکھے توحق تعالیٰ سے یہ دعافرمائی کہ مجھے بھی امت محمدیہ ﷺ میں سے کردیجئے۔حق تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اوران کوآخرزمانہ تک باقی رکھااورقیامت کے قریب دین اسلام کے لئے ایک مجدد کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تاکہ قیامت کے نزدیک ان کا حشرامت محمدیہ ﷺ کے زمرہ میں ہو۔ ’’وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ‘‘

تمہید پنجم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کے متعلق چند مختصراورمنصفانہ گزارشات

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کارفع ونزول بےشک عالم کے عام دستور کے خلاف ہے۔لیکن ذرااس پر بھی توغورفرمائیے کہ ان کی ولادت کیا عالم کے عام دستور کے موافق ہے؟ بایں ہمہ اس اعجازی ولادت کا ذکرخودقرآن کریم نے فرمایا ہے۔پھران کا نزول عالم کے درمیانی واقعات میں سے نہیں بلکہ عالم کی تخریب کے علامات میں شمار ہے اور تخریب عالم یعنی قیامت کی بڑی علامات میں سے ایک علامت بھی ایسی نہیں جوعالم کے عام دستور کے موافق ہو۔لہٰذا اگر ان کے نزول کوقیاس کرنا ہی ہے توعالم کے تعمیری دور کی بجائے اس کے تخریبی دورپرقیاس کرنا چاہئے۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا مسئلہ صرف عام انسانوں کی موت پرقیاس کر کے طے کردینا صحیح نہیں۔کیونکہ عام انسانوں کی حیات وموت سے مذہبی عقیدہ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔اس لئے کہ وہ صرف ظن وتخمین سے بھی طے کیا جاسکتا ہے۔اس کے برخلاف اس اولوالعزم رسول کی موت وحیات کا مسئلہ ہے۔اس سے مذہبی عقیدے کا تعلق ہے۔مزید برآں یہاں ایک طرف کتاب وسنت کی تصریحات،دوسری طرف نصاریٰ کی مذہبی تاریخ ان کی حیات کی گواہی بھی دے رہی ہے۔اس لئے اس کوصرف قیاس سے کیسے طے کیا جاسکتا ہے۔

۳...... یہ بات بہت زیادہ غورکرنے کے قابل ہے کہ دنیا میں پہلے بہت سے رسول گزرچکے ہیں۔بلکہ ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جن کو یہود ملعون نے قتل کیا ہے۔مگر کیا ان کی موت میں کسی متنفس کوبھی اختلاف ہے۔پھرخاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے معاملہ میں بات کیا ہے کہ ان کی موت وحیات میں آج تک ان کی امت کوبھی اختلاف ہے۔کیا اس سے یہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا کہ ان کی موت کا معاملہ ضروردوسروں سے کچھ مختلف ہے۔

۴...... لغت عرب میں موت کے لئے ایک صریح لفظ’’موت‘‘ کا موجود ہے۔پس اگرحضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی موت واقع ہوچکی تھی تو کیا وجہ ہے کہ ان کے معاملہ میں قرآن کریم نے اس صریح لفظ کو کہیں استعمال نہیں فرمایا تاکہ ایک طرف ان کی موت کا مسئلہ طے ہوجاتا اور دوسری طرف ان کی الوہیت کا افسانہ بھی باطل ہوجاتا۔

۵...... یہ کتنی تعجب کی بات ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہوچکی تھی تو آج تک ان کی قبر کیسے لاپتہ رہی۔ جبکہ ان کی امت میں ان کے موافق اور مخالف دونوں فریق کسی انقطاع کے بغیر مسلسل چلے آرہے ہیں۔ دیکھئے اس امت میں نہ معلوم کتنے اولیاء اللہ گزر چکے ہیں۔ جن کی وفات کو بڑی بڑی مدتیں گزر چکی ہیں۔ مگر ان کی قبروں کا لاپتہ ہونا تو درکنار اب تک وہ زندہ یادگاریں بنی ہوئی ہیں۔ پھر یہ کیسے قرین قیاس ہے کہ نصاریٰ کی اس فرط عقیدت کے باوجود ان کی قبر لاپتہ ہوجاتی۔

۶...... ہم ہرگز اس امر کے مجاز نہیں کہ کسی اولوالعزم رسول کی اپنی جانب سے کوئی ایسی جدید تاریخ بناڈالیں جو اس کے موافق ومخالف میں سے کسی کو بھی مسلم نہ ہو اور نہ اس کے لئے کوئی اور خارجی قطعی ثبوت موجود ہو۔ مثلاً یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی دیئے گئے۔ مگر وہ اس پر مرے نہیں بلکہ کشمیر جاکر مدتوں کے بعد اپنی موت سے مرگئے ہیں۔ یہ ان کی ایک ایسی جدید تاریخ ہے جس کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں اور نہ اس کے لئے خارجی کوئی قطعی شہادت موجود ہے۔

۷...... اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ سلف صالحین کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی عقیدہ تھا کہ وہ وفات پاچکے ہیں تو پھر تاریخی طور پر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مسلمانوں میں ان کی حیات کا عقیدہ کب سے پیدا ہوا۔ یہ واضح رہنا چاہئے کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سب کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے۔ جو موت کہ متنازع فیہ ہے وہ ان کی گزشتہ موت ہے۔ پس اگر کسی کے قلم سے موت کا لفظ نکلا بھی ہو تو جب تک یہ بھی ثابت نہ کیا جائے کہ وہ ان کی گزشتہ موت کا قائل ہے اور آیت نزول کا منکر ہے۔ اس وقت تک صرف موت کا لفظ پیش کرنا بالکل بے سود ہے۔

۸...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں قرآنی آیتوں کی تفسیر صرف لغت کی مدد سے کرنی صحیح نہیں۔ بلکہ اس پر بھی نظر رکھنی لازم ہے کہ یہاں مدعیین کے بیانات کیا نقل کئے گئے ہیں؟ اور ان کے معاملہ کی پوری روئیداد کیا ہے؟ پھر جو قرآنی فیصلہ ہے وہ بھی اسی روشنی میں دیکھنا چاہئے۔

۹...... قرآن کریم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں اصل لفظ جو قابل بحث ہے وہ ''رفع'' کا ہے۔ اس لئے اس نے اسی لفظ کو اپنے فیصلہ میں لیا ہے اور اسی پر زور دیا ہے اور توفی کا لفظ اپنے فیصلہ میں لیا ہی نہیں۔ یعنی ''وماقتلوہ یقینا بل رفعه اللّٰہ الیه'' فرمایا ہے اور ''بل توفاہ اللّٰہ'' نہیں فرمایا۔

۱۰...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں زیر بحث ان کا جسم ہی تھا۔ یہود اس کے قتل کے مدعی تھے اور نصاریٰ اس کے رفع کے قائل تھے۔ روح کا معاملہ نہ زیر بحث تھا۔ نہ یہ معاملہ زیر بحث آنے کے قابل تھا۔ ظاہر ہے کہ روح کا معاملہ ایک غیبی اور پوشیدہ معاملہ ہے۔ اس پر کوئی حجت قائم نہیں کی جاسکتی۔ نیز جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ابھی ثابت ہی نہیں ہے تو ان کی روح زیر بحث آہی نہیں سکتی۔ اس کے علاوہ جب رفع روحانی میں عام مؤمنین بھی شریک ہوسکتے ہیں تو انبیاء علیہم السلام کے متعلق اس میں شبہ ہی کیا ہوسکتا ہے۔

۱۱...... یہ بات بڑی اہمیت کے ساتھ غور کرنے کے قابل ہے کہ جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کا مقتول ہونا قرآن کریم نے خود تسلیم کرلیا ہے۔ حالانکہ ان کے قاتلین بھی وہی یہود تھے جو یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل

کے مدعی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اگر کسی کے مقتول ہونے سے اس کے رفع روحانی میں شبہ پیدا ہوسکتا تھا تو قرآن کریم نے ان کے رفع روحانی کی تصریح نہیں کی اور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ تصریح کرنی کیوں ضروری سمجھی ہے۔ حالانکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے قتل سے بھی ان کا مقصد ان کے رفع روحانی کا انکار کرنا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی کا مقتول ہو جانا اس کے لعنتی ہونے کا ہرگز ثبوت نہیں بن سکتا۔ ورنہ دوسرے مقتول انبیاء علیہم السلام کا لعنتی ہونا ماننا پڑے گا۔ والعیاذ باللہ!

۱۲...... یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جب یہود نے: ''انا قتلنا'' کہا (یعنی ہم نے ان کو یقیناً قتل کر ڈالا ہے) تو قرآن کریم نے ان کی تردید میں دو بار: ''وما قتلوہ'' فرمایا (یعنی ہرگز ان کو قتل نہیں کیا) لیکن جب عیسائیوں نے: ''ان عیسیٰ رفع'' کہا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام اٹھالئے گئے) تو اس نے ایک بار بھی: ''وما رفع'' نہیں کہا (یعنی ہرگز نہیں اٹھائے گئے) بلکہ: ''بل رفعه الله الیه'' کہہ کر ان کی اور تائید فرمادی۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اتنی بات میں یعنی ان کے رفع کے بارے میں نصاریٰ کا عقیدہ درست تھا۔

۱۳...... قرآن کریم سے کہیں معلوم نہیں ہوتا کہ اہل کتاب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مقدمہ کبھی آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ بلکہ ان کے نزدیک وہ پیش کرنے کے قابل ہی نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ جو فریق ان کے قتل کا یقین رکھتا ہو وہ ان کے نزول کی بحث ہی کیا کر سکتا تھا۔ ہاں جو فریق ان کے رفع جسمانی کا مدعی تھا وہ لازمی طور پر ان کے نزول کا بھی قائل تھا۔ پس براہ راست ان کے نزول کا مسئلہ نہ ان کے نزدیک قابل بحث تھا نہ ان کے نزدیک۔ لہٰذا جب اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث ہی نہ تھا تو قرآن کریم اس صریح لفظ کے ساتھ اس پر بحث کیسے کرتا۔ اس لئے یہ خیال کتنا غلط ہے کہ قرآن کریم میں چونکہ نزول کا صریح لفظ کہیں موجود نہیں۔ اس لئے ان کا نزول قابل تسلیم نہیں۔ جی ہاں رفع کا لفظ جہاں موجود تھا۔ کیا آپ نے اس کو مان لیا؟

۱۴...... قرآن کریم اور حدیث پر سرسری نظر ڈالنے سے ہم کو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں قرآن کریم کسی خاص مقصد سے بحث کا ایک پہلو لے لیتا ہے۔ وہاں حدیث فوراً اس کا دوسرا پہلو اپنے بیان میں لے لیتی ہے اور اس طرح اس کے دونوں پہلو سامنے آجاتے ہیں اور درحقیقت حدیث کے بیان ہونے کا بھی منشاء یہی ہے۔ اسی اصول کے مطابق چونکہ یہاں قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا پہلو لے لیا تھا۔ اس لئے حدیث نے اس کا دوسرا پہلو یعنی نزول کا لے لیا ہے اور اس کو اتنا روشن کیا ہے۔ اس کی اتنی تفصیلات بیان کی ہیں اور اس کو اتنا پھیلایا ہے کہ اس کے بعد قرآن کریم میں رفع سے جسمانی رفع کے سوا روحانی رفع کا احتمال ہی باقی نہیں رہتا۔ ظاہر ہے کہ حدیثوں میں جو تفصیلات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی مذکور ہیں۔ ان میں جسمانی نزول کے سوا دور کا بھی کوئی دوسرا احتمال نہیں۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ جو شخص اپنے جسم کے ساتھ اترے گا وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اٹھایا گیا تھا اور اس طرح اب آپ جتنا قرآنی رفع کو حدیثی نزول اور حدیثی نزول کو قرآنی رفع کے ساتھ ملا ملا کر پڑھتے جائیں گے اتنا ہی آپ پر یہ روشن ہوتا چلا جائے گا کہ جو شخص جسم کے ساتھ اترے گا وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اٹھایا گیا تھا اور جو جسم کے ساتھ اٹھایا گیا تھا وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اترے گا۔

۱۵...... یہ سوال بھی کتنا عجیب ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم ہی کے ساتھ نازل ہوں گے تو کیا لوگ ان کو اپنی آنکھوں سے اترتا ہوا بھی دیکھیں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ سوال ان کے آسمان پر جانے کے متعلق ہوسکتا ہے

تو اترنے کے متعلق بھی ہوسکتا ہے۔اس کی مثال بالکل ایسی ہوگی جیسا یہ کہا جائے کہ اگر عرش بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آنا تسلیم کرلیا جائے تو کیا اس کو لوگوں نے اڑتا ہوا بھی دیکھا تھا؟ یا مثلاً اگر شق القمر کا معجزہ تسلیم کیا جائے تو کیا اس کو دو ٹکڑے ہوکر اس کا پھر مل جانا عام لوگوں نے بھی دیکھا تھا۔ پس جو حیثیت اس سوال کی ان ثابت شدہ مقامات میں ہوگی وہی حیثیت اس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں سمجھنی چاہئے۔

۱۶...... یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ جب کوئی واقعہ اپنے دلائل کے ساتھ ثابت ہوجاتا ہے تو اس میں ضمنی اختلافات کا پیدا ہوجانا اس کی واقعیت پر ذرا اثر انداز نہیں ہوتا۔ آخر آنحضرت ﷺ کی تاریخ ولادت اور آپ ﷺ کی عمر شریف میں بھی اختلافات منقول ہیں۔ مگر اس وجہ سے آپ ﷺ کی ولادت یا آپ ﷺ کی وفات میں کوئی ادنیٰ شبہ پیدا ہوسکتا ہے؟ پھر یہ کتنی ناانصافی ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں راویوں نے بعض غیر متعلق باتوں میں اختلاف کیا ہے تو اس کی وجہ سے ایک متفق علیہ واقعہ کا بھی انکار کردیا جائے۔ کیا نماز کی ہیئت یا زکوٰۃ یا روزے اور حج کی روایات میں اختلاف نہیں؟ پھر کیا اس کی وجہ سے ان کے ثبوت بلکہ ان کی رکنیت میں کسی مسلمان کو ادنیٰ شبہ ہے؟

۱۷...... دین اسلام کا یہ بھی ایک طرۂ امتیاز ہے کہ اس کے بیانات میں غیر متعارف مجازات اور نامانوس استعارات کا کہیں استعمال نہیں ہوا اور درحقیقت ایک آخری دین کی یہی صفت ہونی بھی چاہئے۔ اس کے برخلاف یہود ونصاریٰ ہیں جن کے ہاں بات بات میں استعارات حتیٰ کہ توحید جو کہ اصول دین میں داخل ہے۔ اس میں بھی مجاز واستعارہ کا دخل موجود ہے۔

۱۸...... صریح الفاظ کی تاویل کرنی کبھی مبارک نہیں ہوئی۔ اسی منحوس عادت کی بدولت یہود ونصاریٰ آنحضرت ﷺ کے متعلق صریح پیشگوئیوں کے منکر ہوگئے اور اسی کی بدولت یہود نے پہلی بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسیح ہدایت ہونے کا انکار کیا اور آخر میں ان کی بجائے دجال کی تصدیق کریں گے۔ یعنی ان کو مسیح ہدایت مانیں گے۔ لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس صاف پیش گوئی میں پھر وہی تاویل کی راہ اختیار کی گئی تو وہ بھی ہرگز مبارک نہیں ہوگی اور اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ جب مسیح برحق نازل ہوں تو ان کا انکار کردیا جائے اور اگر بالفرض ان صریح بیانات کی تاویل کرنی بھی درست ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہود ونصاریٰ آپ کی آمد کی پیش گوئیوں میں تاویل کرنے میں معذور نہ ٹھہرائے جائیں۔ فاعتبروا یآاولی الابصار!

۱۹...... آخر میں یہ تنبیہ کرنی ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں ان کی حیات ووفات پر بحث کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان اگر ان کی حیات کے قائل ہیں تو وہ صرف ان کی عام حیات کے قائل نہیں بلکہ اس حیات کے قائل ہیں جو رفع کے بعد اس وقت بھی آسمانوں میں ان کو حاصل ہے۔ اسی طرح یہود اگر ان کی موت کے قائل ہیں تو وہ بھی ان کی عام موت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اس موت کے قائل ہیں جو خود ان کے فعل سے واقع ہوئی ہے۔ اب اگر آپ ان کی حیات وموت کو رفع وقتل کی بحث سے الگ کرکے دیکھیں تو پھر خود انصاف فرمائیے کہ اس کی اہمیت کیا رہ جاتی ہے۔ جس بات سے ان کی حیات وموت کی اہمیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ صرف ان کے رفع وقتل کا مسئلہ ہے۔ اس لئے یہاں حیات ووفات کو اصل موضوع بنائے رکھنا بالکل ایک عبث مشغلہ ہے اور اسی طرح اس کی جواب دہی میں مصروف رہنا بھی اضاعت وقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان کے رفع وقتل ہی کو موضوع بحث بنایا ہے اور صرف حیات وموت کو بحث کے قابل نہیں سمجھا۔

باب دوم ...... حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآنی دلائل

حیات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی دلیل

”قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا O وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا O وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًاO بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًاO (نساء:۱۵۵تا۱۵۸)“

”ان کو جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے، اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق، اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر کفر کے سبب، سو ایمان نہیں لاتے مگر کم، اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں، اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔“ (ترجمہ شیخ الہند)

فائدہ: اللہ تعالیٰ ان کے قول کی تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا یہود جو مختلف باتیں اس بارہ میں کہتے ہیں اپنی اپنی اٹکل سے کہتے ہیں۔ اللہ نے ان کو شبہ میں ڈال دیا۔ خبر کسی کو بھی نہیں۔ واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا۔ حق تعالیٰ نے ان کو تو آسمان پر اٹھالیا اور اس شخص کی صورت حضرت مسیح علیہ السلام کی صورت کے مشابہ کر دی جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرہ کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ مقتول مسیح ہے تو وہ آدمی کہاں گیا اور ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے۔ اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ علم کسی کو بھی نہیں حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اللہ نے اٹھالیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔ (تفسیر عثمانی)

(ربط) حق جل شانہ نے ان آیات شریفہ میں یہود بے بہبود کے ملعون اور مغضوب اور مطرود و مردود ہونے کے کچھ وجوہ واسباب ذکر کئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ پس ہم نے یہود کو متعدد وجوہ کی بناء پر مورد لعنت وغضب بنایا۔ (۱) نقض عہد کی وجہ سے۔ (۲) اور آیات الٰہی کی تکذیب اور انکار کی وجہ سے۔ (۳) اور خدا کے پیغمبروں کو بے وجہ محض عناد اور دشمنی کی بناء پر قتل کرنے کی وجہ سے۔ (۴) اور اس قسم کے متکبرانہ کلمات کی وجہ سے کہ مثلاً ہمارے قلوب علم اور حکمت کے ظرف ہیں۔ ہمیں تمہاری ہدایت اور ارشاد کی ضرورت نہیں۔ ان کے قلوب علم اور حکمت اور رشد وہدایت سے اس لئے بالکل خالی ہیں کہ اللہ نے ان کے عناد اور تکبر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ جس کی وجہ سے قلوب میں جہالت

اور ضلالت بند ہے۔ اوپر سے مہر لگی ہوئی ہے۔ اندر کا کفر باہر نہیں آسکتا اور باہر سے کوئی رشد اور ہدایت کا اثر اندر نہیں داخل ہوسکتا۔ (پس اس گروہ میں سے کوئی ایمان لانے والا نہیں مگر کوئی شاذ ونادر جیسے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام اور ان کے رفقاء) (۵) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر وعداوت کی وجہ سے۔ (۶) اور حضرت مریم علیہ السلام پر عظیم بہتان لگانے کی وجہ سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت اور تکذیب کو بھی مستلزم ہے۔ اہانت تو اس لئے کہ کسی کی والدہ کو زانیہ اور بدکار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص ولد الزنا ہے اور العیاذ باللہ نبی کے حق میں ایسا تصور بھی بدترین کفر ہے اور تکذیب اس طرح لازم آتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی برأت اور نزاہت ثابت ہوچکی ہے اور تہمت لگانا برأت اور نزاہت کا صاف انکار کرنا ہے۔ (۷) اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ جو بطور تفاخر کہتے تھے کہ ہم نے مسیح بن مریم جو رسول اللہ ہونے کے مدعی تھے ان کو قتل کر ڈالا۔ نبی کا قتل کرنا بھی کفر ہے بلکہ ارادۂ قتل بھی کفر ہے اور پھر اس قتل پر فخر کرنا یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے اور حالانکہ ان کا یہ قول کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر ڈالا۔ بالکل غلط ہے ان لوگوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا۔ لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جو لوگ حضرت مسیح کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ سب شک اور تردد میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کسی قسم کا کوئی صحیح علم اور صحیح معرفت نہیں۔ سوائے گمان کی پیروی کے کچھ بھی نہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ امر قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت مسیح کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا اور ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شبیہ اور ہم شکل بنادیا اور حضرت عیسیٰ سمجھ کر اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا اور اسی وجہ سے یہود کو اشتباہ ہوا اور پھر اس اشتباہ کی وجہ سے اختلاف ہوا اور یہ سب اللہ کی قدرت اور حکمت سے کوئی بعید نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں کہ اپنی قدرت اور حکمت سے نبی کو دشمنوں سے بچالیا اور زندہ آسمان پر اٹھایا اور ان کی جگہ ایک شخص کو ان کے ہم شکل بنا کر قتل کرایا اور تمام قاتلین کو قیامت تک اشتباہ اور اختلاف میں ڈال دیا۔

یہ آیات شریفہ حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمی میں نص صریح ہیں۔

۱...... ان آیات میں یہود بے بہبود پر لعنت کے اسباب کو ذکر فرمایا ہے۔ ان میں ایک سبب یہ ہے:

''وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا'' یعنی حضرت مریم علیہا السلام پر طوفان اور بہتان لگانا۔ اس طوفان اور بہتان عظیم میں مرزا قادیانی کا قدم یہود سے کہیں آگے ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں حضرت مریم علیہا السلام پر جو بہتان کا طوفان برپا کیا ہے یہود کی کتابوں میں اس کا چالیسواں حصہ بھی نہ ملے گا۔

۲...... آیات کا سیاق وسباق بلکہ سارا قرآن روز روشن کی طرح اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ یہود بے بہبود کی ملعونیت اور مغضوبیت کا اصل سبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عداوت اور دشمنی ہے۔ مرزا قادیانی اور مرزائی جماعت کی زبان اور قلم سے حضرت مسیح علیہ السلام کے بغض اور عداوت کا جو منظر دنیا نے دیکھا ہے وہ یہود کے وہم وگمان سے بالا اور برتر ہے۔ مرزا قادیانی کے لفظ لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دشمنی ٹپکتی ہے۔ ''قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ (ال عمران:۱۱۸)'' انتہائی بغض اور عداوت خود بخود ان کے منہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور جو عداوت ان کے سینوں میں مخفی اور پوشیدہ ہے وہ تمہارے خواب وخیال سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

مرزا قادیانی نے نصاریٰ کے الزام کے بہانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اپنے دل کی عداوت دل کھول کر نکالی جس کے تصور سے بھی کلیجہ شق ہوتا ہے۔

۳...... پہلی آیت میں ’’وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ‘‘ فرمایا۔ یعنی انبیاء کو قتل کرنے کی وجہ سے ملعون اور مغضوب ہوئے اور اس آیت میں: ’’وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ ‘‘ فرمایا۔ یعنی اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح کو قتل کرڈالا۔ معلوم ہوا کہ محض قول ہی قول ہے اور قتل کا محض زبانی دعویٰ ہے۔ اگر دیگر انبیاء کی طرح حضرت مسیح واقع میں مقتول ہوئے تھے تو جس طرح پہلی آیت میں ’’وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَاءِ ‘‘ فرمایا تھا اسی طرح اس آیت میں: ’’وقتلهم وصلبهم المسيح عيسیٰ ابن مريم رسول الله ‘‘ فرماتے۔ پہلی آیت میں لعنت کا سبب قتل انبیاء ذکر فرمایا اور دوسری آیت میں لعنت کا یہ سبب ان کا ایک قول بتلایا۔ یعنی ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کرڈالا۔ معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کہے کہ مسیح ابن مریم مقتول اور مصلوب ہوئے وہ شخص بلاشبہ ملعون اور مغضوب ہے۔ نیز اس آیت میں حضرت مسیح کے دعویٰ قتل کو بیان کر کے ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ ‘‘ فرمایا اور انبیاء سابقین کے قتل کو بیان کر کے ’’بل رفعهم الله ‘‘ نہیں فرمایا۔ حالانکہ قتل کے بعد ان کی ارواح طیبہ آسمان پر اٹھائی گئیں۔ ثابت ہوا کہ مسیح کے رفع جسمانی کا بیان ہے نہ کہ رفع روح کا۔

۴...... اس مقام پر حق جل شانہ نے دو لفظ استعمال فرمائے۔ ایک ’’مَا قَتَلُوْهُ ‘‘ جس میں قتل کی نفی فرمائی۔ دوسرا ’’وَمَا صَلَبُوْهُ ‘‘ جس میں صلیب پر چڑھائے جانے کی نفی فرمائی۔ اس لئے کہ اگر فقط ’’وَمَا قَتَلُوْهُ ‘‘ فرماتے تو یہ احتمال رہ جاتا کہ ممکن ہے قتل نہ کئے گئے ہوں۔ لیکن صلیب پر چڑھائے گئے ہوں اور علیٰ ہذا اگر فقط ’’وَمَا صَلَبُوْهُ ‘‘ فرماتے تو یہ احتمال رہ جاتا کہ ممکن ہے صلیب تو نہ دیئے گئے ہوں۔ لیکن قتل کر دیئے گئے ہوں۔ علاوہ ازیں بعض مرتبہ یہود ایسا بھی کرتے تھے کہ اوّل قتل کرتے اور پھر صلیب پر چڑھاتے۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے قتل اور صلیب کو علیحدہ علیحدہ ذکر فرمایا اور پھر ایک حرف نفی پر اکتفاء نہ فرمایا۔ یعنی ’’وَمَا قَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ ‘‘ نہیں فرمایا ہے بلکہ حرف نفی یعنی کلمہ ’’ما ‘‘ کو ’’قتلوا ‘‘ اور ’’صلبوا ‘‘ کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ذکر فرمایا اور پھر ’’ما قتلوه ‘‘ اور پھر ’’ما صلبوه ‘‘ فرمایا تاکہ ہر ایک کی نفی اور ہر ایک کا جداگانہ مستقلاً رد ہو جائے اور خوب واضح ہو جائے کہ ہلاکت کی کوئی صورت ہی پیش نہیں آئی نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے اور نہ قتل کر کے صلیب پر لٹکائے گئے۔ دشمنوں نے ایڑی چوٹی کا سارا زور ختم کر دیا، مگر سب بے کار گیا۔ قادر و توانا جس کو بچانا چاہے اسے کون ہلاک کر سکتا ہے؟

قادیانی اشکال

مرزائی جماعت کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں مطلق قتل اور صلب کی نفی مراد نہیں بلکہ ذلت اور لعنت کی موت کی نفی مراد ہے۔

جواب: یہ ہے کہ یہ محض وسوسہ شیطانی ہے جس پر کوئی دلیل نہیں۔ جیسے ’’ماضربوه ‘‘ میں ضرب مطلق کی نفی ہے کہ اس پر سرے سے فعل ضرب واقع نہیں ہوا۔ اسی طرح ’’مَاقَتَلُوْهُ ‘‘ اور ’’وَمَاصَلَبُوْهُ ‘‘ میں بھی قتل مطلق اور صلب مطلق کی نفی ہے کہ فعل قتل وصلب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر سرے سے واقع نہیں ہوا اور اگر یہ کہا جائے کہ یہود کے خیال کی تردید ہے تو تب بھی آیت میں یہود کا، پورا رد ہے۔ اس لئے کہ یہود کا گمان یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام العیاذ باللہ جھوٹے نبی ہیں اور جھوٹا نبی ضرور قتل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ وہ قتل بھی نہیں کئے گئے اور نہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے سچے نبی تھے۔ علاوہ ازیں اگر یہود کے اس عزم کی رعایت کی جائے تو ’’وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ‘‘ اور ’’يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ ‘‘ کے یہ معنی ہونے چاہئیں کہ معاذ اللہ وہ انبیاء ذلت اور لعنت کی موت مرے۔ ’’كَبُرَتْ

کَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ اِنۡ يَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا (کهف:۵)'' ﴿ کیا بڑی بات نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں۔ ﴾

۵...... ''وَلٰكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ''یعنی ان کے لئے اشتباہ پیدا کردیا گیا۔''شبه'' کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف راجع کرو اور اس طرح ترجمہ کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک شبیہ اور ہم شکل ان کے سامنے کردیا گیا تاکہ عیسیٰ سمجھ کر اس کو قتل کریں اور ہمیشہ کے لئے اشتباہ اور التباس میں پڑ جائیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اس طرح ترجمہ فرماتے ہیں: ''لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے۔'' یہ ترجمہ اسی اشتباہ کی تفسیر ہے۔ یعنی اس صورت سے وہ اشتباہ اور التباس میں پڑ گئے۔

بعض روایات میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے رفع الی السماء سے پہلے ''حواریین'' کی دعوت فرمائی اور خود اپنے دست مبارک سے ان کے ہاتھ دھلائے اور بجائے رومال کے اپنے جسم مبارک کے کپڑوں سے ان کے ہاتھ پونچھے۔ یہ روایت (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۲۲۹) پر ہے۔

گویا کہ یہ دعوت رفع الی السماء کا ولیمہ اور رخصتانہ تھا اور احباب واصحاب کی الوداعی دعوت تھی۔ الغرض غسل فرما کر برآمد ہونا اور احباب کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانا یہ سب آسمان پر جانے کی تیاری تھی۔ جب فارغ ہوگئے تو اپنے ایک عاشق جان نثار پر اپنی شباہت ڈال کر روح القدس کی معیت میں عروج کے لئے آسمان کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ رفع الی السماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عروج جسمانی تھی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل امین علیہ السلام کی معیت میں آسمانوں کی معراج کے لئے روانہ ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں عروج کے لئے آسمان پر روانہ ہوئے۔

فائدہ: صحیح مسلم میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب دمشق کے منارہ شرقیہ پر اتریں گے تو سر مبارک سے پانی ٹپکتا ہوا ہوگا۔ سبحان اللہ! جس وقت آسمان پر تشریف لے گئے اس وقت بھی سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور جس وقت قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے اس وقت بھی سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے ہوں گے۔ جس شان سے تشریف لے گئے تھے اسی شان سے تشریف آوری ہوگی اور مرور زمانہ کا ان پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

تنبیہ: سلف میں اس کا اختلاف ہے کہ جس شخص پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈالی گئی وہ یہودی تھا یا منافق عیسائی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخلص حواری گزشتہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مومن مخلص تھا۔ اس لئے کہ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس پر میری شباہت ڈالی جائے گی وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ کی تفسیر

یعنی یہودی حضرت مسیح کو نہ قتل کرسکے اور نہ صلیب دے سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ''وَاَيَّدۡنَاهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ'' کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت جبرائیل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص خصوصیت تھی کہ انہیں کے نفخہ سے پیدا ہوئے۔ انہیں کی ترتیب میں رہے اور وہی ان کو آسمان پر چڑھا کر لے گئے۔ (تفسیر کبیر ج۱ ص۴۳۶)

جیسا کہ شب معراج میں حضرت جبرائیل آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے گئے۔ (صحیح البخاری ج۱ ص۴۷۱، باب ذکر ادریس علیہ السلام) میں ہے ’’ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء‘‘

یہ آیت رفع جسمی کے بارے میں نص صریح ہے کہ حق جل شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ اور صحیح اور سالم آسمان پر اٹھالیا۔ اب ہم اس کے دلائل اور براہین ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ غور سے پڑھیں۔

۱...... یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ: ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ‘‘ کی ضمیر اسی طرف راجع ہے کہ جس طرف ’’مَا قَتَلُوْهُ‘‘ اور ’’مَا صَلَبُوْهُ‘‘ کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ ’’مَا قَتَلُوْهُ‘‘ اور ’’مَا صَلَبُوْهُ‘‘ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسد مطہر کی طرف راجع ہیں۔ روح بلا جسم کی طرف راجع نہیں۔ اس لئے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے۔ روح کا قتل اور صلیب قطعاً ناممکن ہے۔ لہٰذا بل رفعہ کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہوگی جس جسم کی طرف ’’مَاقَتَلُوْهُ‘‘ اور ’’مَا صَلَبُوْهُ‘‘ کی ضمیریں راجع ہیں۔

۲...... دوم یہ کہ یہود روح کے قتل کے مدعی نہ تھے بلکہ جسم کے قتل کے مدعی تھے اور ’’بل رفعه الله‘‘ میں اس کی تردید کی گئی لہٰذا ’’بل رفعه‘‘ سے جسم ہی مراد ہوگا۔

بل کی بحث

اس لئے کہ کلمہ بل کلام عرب میں ماقبل کے ابطال کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا بل کے ’’ماقبل‘‘ اور ’’مابعد‘‘ میں منافات اور تضاد کا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ ’’وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (الانبياء:۲۶)‘‘ ولدیت اور عبودیت میں منافات ہے دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ ’’اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ (مؤمنون:۷۰)‘‘ ﴿یا کہتے ہیں اس کو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ان کے پاس سچی بات۔﴾ مجنونیت اور اتیان بالحق (یعنی منجانب اللہ حق کو لے کر آنا) یہ دونوں متضاد اور متنافی ہیں۔ یکجا جمع نہیں ہوسکتے۔ یہ ناممکن ہے کہ شریعت حقہ کا لانے والا مجنون ہو۔ اسی طرح اس آیت میں یہ ضروری ہے کہ مقتولیت اور مصلوبیت جو بل کا ماقبل ہے وہ مرفوعیت الی اللہ کے منافی ہو جو بل کا مابعد ہے اور ان دونوں کا وجود اور تحقق میں جمع ہونا ناممکن ہے اور ظاہر ہے کہ مقتولیت اور روحانی رفع بمعنی موت میں کوئی منافات نہیں۔ محض روح کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا قتل جسمانی کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ شہداء کا جسم تو قتل ہو جاتا ہے اور روح آسمان پر اٹھالی جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ ’’بل رفعه الله‘‘ میں رفع جسمانی مراد ہو کہ جو قتل اور صلب کے منافی ہے۔ اس لئے کہ رفع روحانی اور رفع عزت اور رفعت شان قتل اور صلب کے منافی نہیں۔ بلکہ جس قدر قتل اور صلب ظلماً ہوگا اسی قدر عزت اور رفعت شان میں اضافہ ہوگا اور درجات اور زیادہ بلند ہوں گے۔ رفع درجات کے لئے تو موت اور قتل کچھ بھی شرط نہیں۔ رفع درجات زندہ کو بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ ’’کما قال تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح:۴)‘‘ ﴿اور بلند کیا ہم نے ذکر تیرا۔﴾ اور ’’يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادله:۱۱)‘‘ ﴿اللہ بلند کرے گا ان کے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم ان کے درجے۔﴾

یہود حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کے قتل اور صلب کے مدعی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ابطال کے لئے ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ ‘‘ فرمایا۔ یعنی تم غلط کہتے ہو کہ تم نے اس کے جسم کو قتل کیا، یا صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو صحیح وسالم آسمان پر اٹھالیا۔

قتل سے قبل رفع جسمانی

اگر رفع سے رفع روح بمعنی موت مراد ہے تو قتل اور صلب کی نفی سے کیا فائدہ؟ قتل اور صلب سے غرض موت ہی ہوتی ہے اور بل اضرابیہ کے بعد رفعہ کو بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ’’رفع الی السماء‘‘ باعتبار ماقبل کے امر ماضی ہے۔ یعنی تمہارے قتل اور صلب سے پہلے ہی ہم نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ جیسا کہ ’’بل جآء ھم بالحق ‘‘ میں صیغہ ماضی اس لئے لایا گیا کہ یہ بتلا دیا جائے کہ آپ ﷺ کا حق کو لے کر آنا کفار کے مجنون کہنے سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہے۔ اسی طرح ’’بل رفعه اللّٰه ‘‘ بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء ان کے مزعوم اور خیالی قتل اور صلب سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہے۔

۳...... جس جگہ لفظ رفع کا مفعول یا متعلق جسمانی شے ہوگی تو اس جگہ یقیناً جسم کا رفع مراد ہوگا اور اگر رفع کا مفعول اور متعلق درجہ یا منزلہ یا مرتبہ یا امر معنوی ہو تو اس وقت رفع مرتبت اور بلندیٔ رتبہ کے معنی مراد ہوں گے۔ ’’کما قال تعالیٰ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ (البقرہ:۶۳)‘‘ ﴿اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو۔﴾ ’’اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (الرعد:۲)‘‘ ﴿اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون دیکھتے ہو۔﴾ ’’وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ (البقرہ:۱۲۷)‘‘ ﴿اور یاد کر جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل۔﴾ ’’وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ (یوسف:۱۰۰)‘‘ ﴿اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر۔﴾ ان تمام مواقع میں لفظ رفع اجسام میں مستعمل ہوا ہے اور ہر جگہ رفع جسمانی مراد ہے اور ’’وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ‘‘ ہم نے آپ علیہ السلام کا ذکر بلند کیا اور ’’وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (الزخرف:۳۲)‘‘ ﴿اور بلند کر دیئے درجے بعض کے بعض پر۔﴾ اس قسم کے مواقع میں رفعت شان اور بلندی رتبہ مراد ہے۔ اس لئے کہ رفع کے ساتھ خود ذکر اور درجہ کی قید مذکور ہے۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں۔ لیکن وہ رفع کبھی اجسام کا ہوتا ہے اور کبھی معانی اور اعراض کا ہوتا ہے اور کبھی اقوال اور افعال کا اور کبھی مرتبہ اور درجہ کا۔ جہاں رفع اجسام کا ذکر ہوگا وہاں رفع جسمی مراد ہوگا اور جہاں رفع اعمال اور رفع درجات کا ذکر ہوگا وہاں رفع معنوی مراد ہوگا۔ رفع کے معنی تو اٹھانے اور بلند کرنے ہی کے ہیں۔ باقی جیسی شے ہوگی اس کا رفع بھی اس کے مناسب ہوگا۔

۴...... اس آیت کا صریح مفہوم اور مدلول یہ ہے کہ جس وقت یہود نے حضرت مسیح کے قتل اور صلب کا ارادہ کیا تو اس وقت قتل اور صلب نہ ہو سکا کہ اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کا اللہ کی طرف رفع ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع جس کا ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ ‘‘ میں ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے حاصل نہ تھا بلکہ یہ رفع اس وقت ظہور میں آیا کہ جس وقت یہود ان کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے اور رفع جو ان کو اس وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ اس وقت بجسدہ العنصری صحیح وسالم

آسمان پر اٹھالئے گئے۔ رفعت شان اور بلندی مرتبہ تو ان کو پہلے ہی سے حاصل تھا اور ’’وَجِیۡهًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ (آل عمران:۴۵)‘‘ ﴿مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں۔﴾ کے لقب سے پہلے ہی سرفراز ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس آیت میں وہی رفع مراد ہو سکتا ہے کہ جو ان کو یہود کے ارادہ قتل کے وقت حاصل ہوا یعنی رفع جسمی اور رفع عزت ومنزلت اس سے پہلے ہی ان کو حاصل تھا اس مقام پر اس کا ذکر بالکل بے محل ہے۔

۵...... یہ کہ رفع کا لفظ قرآن کریم میں صرف دو پیغمبروں کے لئے آیا ہے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے ادریس علیہ السلام کے لئے۔ ’’کما قال تعالٰی وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِدۡرِیۡسَ اِنَّهٗ کَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا وَّرَفَعۡنٰهُ مَکَانًا عَلِیًّا (مریم:۵۶،۵۷)‘‘ ﴿اور مذکور تذکرہ کتاب میں ادریس کا وہ تھا سچا نبی اور اٹھالیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر۔﴾ ادریس علیہ السلام کا رفع جسمانی کا مفصل تذکرہ تفاسیر میں مذکور ہے۔ (روح المعانی ج۵ ص۱۸۷، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۶۷،۱۶۸، ج۱ ص۱۷۴، تفسیر کبیر ج۵ ص۵۴۵، ارشاد الساری ج۵ ص۳۷۰، فتح الباری ج۱۳ ص۲۲۵، مرقات ج۵ ص۲۲۴، معالم التنزیل ج۳ ص۷، فی عمدۃ القاری ج۷ ص۳۲۷، القول الصحیح بانہ رفع وہو حی ودر منثور ج۴ ص۲۴۶، وفی التفسیر ابن جریر ج۱۶ ص۶۳) ان اللّٰہ رفعه وھو حی الی السماء. الرابعة وفی الفتوحات المکیة (ج۳ ص۳۴۱) والیواقیت الجواھر (ج۲ ص۲۴) فاذا انا بادریس بجسمه فانه مامات الٰی الآن بل رفعه اللّٰہ مکانا علیا وفی الفتوحات (ج۲ ص۵) ادریس علیه السلام بقی حیا بجسدہٖ واسکنه اللّٰہ الی السماء الرابعة) لہٰذا تمام انبیاء کرام میں انہیں دو پیغمبروں کو رفع کے ساتھ کیوں خاص کیا گیا؟ رفع درجات میں تمام انبیاء شریک ہیں۔

۶...... ’’وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ‘‘ اور ’’وَمَا قَتَلُوۡهُ یَقِیۡنًا‘‘ اور ’’بَلۡ رَّفَعَهُ‘‘ میں تمام ضمائر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں جن کو مسیح اور ابن مریم اور رسول اللہ کہا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ اور مسیح اور ابن مریم اور رسول یہ جسم معین اور جسد خاص کے نام اور لقب ہیں۔ روح کے اسماء اور القاب نہیں۔ اس لئے کہ جب تک روح کا تعلق کسی بدن اور جسم کے ساتھ نہ ہو اس وقت تک وہ روح کسی اسم کے ساتھ موسوم اور کسی لقب کے ساتھ ملقب نہیں ہوتی۔ ’’وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّیَّتَهُمۡ (الاعراف:۱۷۲)‘‘ ﴿اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو۔﴾ ’’وقوله ﷺ الارواح جنود مجندة الحدیث‘‘

(بخاری ج۱ ص۴۶۹، باب الارواح جنود مجندۃ کنز العمال ج۹ ص۲۳، حدیث:۲۴۷۴۱)

۷...... یہ کہ یہود کی ذلت ورسوائی اور حسرت اور ناکامی اور عیسیٰ علیہ السلام کی کمال عزت ورفعت بجسدہ العنصری صحیح وسالم آسمان پر اٹھائے جانے ہی میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔

۸...... یہ کہ رفعت شان اور علو مرتبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ زندہ اہل ایمان اور زندہ اہل علم کو بھی حاصل ہے۔ ’’کما قال تعالٰی یَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ (مجادلہ:۱۱)‘‘ ﴿بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کو باعتبار درجات کے۔﴾

۹...... یہ کہ اگر آیت میں رفع روحانی بمعنی موت مراد ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ رفع روحانی بمعنی موت یہود کے قتل اور صلب سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ: ’’اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلۡ جَآءَهُمۡ بِالۡحَقِّ (المؤمنون:۷۰) وَیَقُوۡلُوۡنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوۡۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ ○ بَلۡ جَآءَ بِالۡحَقِّ (الصافات:۳۶،۳۷)‘‘ میں آنحضرت ﷺ کا حق کو لے کر آنا ان کے شاعر اور مجنون کہنے سے پہلے واقع ہوا۔ اسی طرح رفع روحانی بمعنی موت کو ان

کے قتل اور صلب سے مقدم ماننا پڑے گا۔ حالانکہ مرزا قادیانی اس کے قائل نہیں۔ مرزا قادیانی تو (العیاذ باللہ) یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خلاص ہوکر فلسطین سے کشمیر پہنچے اور عرصہ دراز تک بقید حیات رہے اور اسی عرصہ میں اپنے زخموں کا علاج کرایا اور پھر طویل مدت کے بعد یعنی ستاسی سال زندہ رہ کر وفات پائی اور سری نگر کے محلّہ خان یار میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کے زعم کے مطابق عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی۔ ''وما قتلوہ بالصلیب بل تخلص منھم وذھب الی کشمیر واقام فیھم مدۃ طویلۃ ثم اماتہ اللّٰہ ورفع الیہ'' کیا کہیں قرآن مجید اور ذخیرہ احادیث میں ایسی کوئی عبارت ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

۱۰...... یہ کہ رفع روحانی بمعنی موت لینے سے ''وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا'' کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی۔ اس لئے کہ عزیز اور حکیم اور اس قسم کی ترکیب اس موقعہ پر استعمال کی جاتی ہے کہ جہاں کوئی عجیب وغریب اور خارق العادات امر پیش آیا ہو اور وہ عجیب وغریب امر جو اس مقام پر پیش آیا وہ رفع جسمانی ہے۔ اس مقام پر ''عَزِیْزًا حَکِیْمًا'' کو خاص طور پر اس لئے ذکر فرمایا کہ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔ وہ عزت والا اور غلبہ والا اور قدرت والا ہے اور نہ یہ خیال کرے کہ جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا خلاف حکمت اور خلاف مصلحت ہے۔ وہ حکیم ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ دشمنوں نے جب حضرت مسیح پر ہجوم کیا تو اس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلا دیا کہ اپنے نبی کو آسمان پر اٹھالیا اور جو دشمن قتل کے ارادہ سے آئے تھے انہی میں سے ایک کو اپنے نبی کا ہم شکل اور شبیہ بنا کر انہیں کے ہاتھ سے اس کو قتل کرادیا اور پھر اس شبیہ کے قتل کے بعد ان سب کو شبہ اور اشتباہ میں ڈال دیا۔

رفع کا معنی عزت کی موت

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''جاننا چاہئے کہ اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا'' (ازالہ اوہام ص۵۹۹، خزائن ج۳ ص۴۲۳)

پھر تحریر کرتے ہیں کہ: ''لہٰذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے۔ مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت کے ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ ملیکٍ مُّقْتَدِرٍ'' (ازالہ اوہام ص۶۰۵، خزائن ج۳ ص۴۲۴)

رفع کے معنی عزت کی موت نہ کسی لغت سے ثابت ہیں اور نہ کسی محاورہ سے اور نہ کسی فن کی اصطلاح ہے۔ محض مرزا قادیانی کی اختراع اور گھڑت ہے۔ البتہ رفع کا لفظ محض اعزاز کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے مگر اعزاز رفع جسمانی کے منافی نہیں اعزاز اور رفع جسمانی دونوں جمع ہوسکتے ہیں نیز اگر رفع سے عزت کی موت مراد ہو تو نزول سے ذلت کی پیدائش مراد ہونی چاہئے اس لئے کہ حدیث میں نزول کو رفع کا مقابل قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نزول کے یہ معنی مرزا قادیانی کے ہی مناسب ہیں۔

تفسیری شواہد

اب ہم ذیل میں مفسرین حضرات کے چند تفسیری شواہد نقل کرتے ہیں۔

۱...... تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود آلوسی (و:۱۲۷۰ھ) اس آیت کے تحت جزء سادس ص۹ پر فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جب یہود مسیح علیہ السلام کے قتل کے لئے جمع ہوکر ان کی طرف گئے

تا کہ ان کو قتل کر دیں تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام مسیح علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے۔ مسیح علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا کر لے گئے۔

(ص ۱۱) پر فرماتے ہیں کہ: ''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر زندہ تشریف فرما ہیں۔ واپس دنیا میں تشریف لائیں گے اور دنیا میں ان کا انتقال ہوگا۔''

۲...... علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۲۳۸) پر بھی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کو نقل فرمایا ہے۔

۳...... علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (و: ۳۱۰ھ) اپنی (تفسیر جامع البیان ج ۶ ص ۱۴) اس آیت کے تحت حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔ ص ۱۵ پر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ اٹھالیا۔''

۴...... علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۲) پر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو یوں نقل فرمایا: ''صلبوا رجلاً شبهًا بعیسٰی ورفع اللّٰه عزوجل عیسٰی الی السماء حیاً یہود نے ایک شخص کو جو مسیح کا شبیہ تھا صلیب پر لٹکایا جب کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا۔''

۵...... (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۶۸) میں ابی طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی فرماتے ہیں: ''انہوں (یہود) نے یقیناً عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں پر اٹھالیا۔''

۶...... تفسیر کشاف میں علامہ جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری (و: ۵۲۸ھ) اس آیت کے تحت (ج ۱ ص ۵۷۸ طبع بیروت) پر فرماتے ہیں: ''جب یہود عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ ہم آپ کو آسمانوں پر اٹھاتے ہیں اور یہود کی ناپاک صحبت سے پاک کرتے ہیں۔''

۷...... تفسیر مظہری میں علامہ ثناء اللہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ (و: ۱۲۲۵ھ) اس آیت کے تحت (ج ۳ ص ۲۷۱) پر فرماتے ہیں کہ ''بل رفعه اللّٰه الیه'' میں رد قتل (مسیح علیہ السلام) اور اثبات رفع (مسیح علیہ السلام) ہے۔

۸...... تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت (جز ۱۱ ص ۱۰۳) پر فرماتے ہیں کہ: ''اس آیت (بل رفعہ اللہ) سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء ثابت ہے جیسا کہ آیت آل عمران ''انی متوفیك ورافعك ومطهرك'' اس کی نظیر ہے۔ جان کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مصیبت ومشقت (یہود سے) پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور ان کے لئے ثواب جنت کے دروازے وا کر دیئے۔ ان کے جسم کو (رفع سے) تمام راحتیں نصیب ہوگئیں۔ (جن کے جسم کی رفعتوں کا یہ عالم ہے جو اس آیت میں مذکور ہیں) تو اس آیت سے ان کی روحانی ترقیوں کی معرفت کا بھی خود بخود اندازہ کرلو (یعنی رفع جسمانی کو رفع روحانی خود بخود لازم ہے) اس صفحہ پر آیت ''کان اللّٰه عزیزًا حکیما'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

عزت سے مراد کمال قدرت اور حکمت سے مراد کمال علم (ان الفاظ عزیزًا حکیمًا) سے یہ جتلانا مقصود ہے کہ رفع عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا سے آسمانوں کی طرف انسان کے لئے ایسا کرنا تو مشکل ہے۔ لیکن میری (اللہ تعالیٰ) قدرت وحکمت کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ ''اسرٰی بعبدہٖ لیلاً'' میں فرماتے ہیں کہ معراج (سماوی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خود بخود تو مشکل تھا۔ لیکن قدرت حق (تعالیٰ سبحانہ) کے لئے تو آسان ہے۔''

قادیانی سوال:۱

ایک شخص کی شکل ہو بہو عیسیٰ علیہ السلام جیسی کیسے ہوگئی؟

جواب: ۱...... جس طرح فرشتوں کا بشکل بشر متمثل ہونا۔

۲...... اور موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اژدہا بن جانا قرآن کریم میں منصوص ہے۔

۳...... انبیاء کرام کے لئے پانی کا شراب اور زیتون بن جانا نصاریٰ کے نزدیک مسلم ہے۔ پس اسی طرح اگر کسی شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ اور ہم شکل بنا دیا جائے تو کیا استبعاد ہے؟

۴...... احیاء موتیٰ کا معجزہ القاء شبیہ کے معجزہ سے کہیں زیادہ بلند تھا۔ لہٰذا احیاء موتیٰ کی طرح القاء شبیہ کے معجزہ کو بھی بلا شبہ اور بلا تردد تسلیم کرنا چاہئے۔

۵...... نیز موجودہ سائنس کے دور میں پلاسٹک سرجری سے چہروں کی شباہت تبدیل کی جاتی ہے۔ یہ انسان اپنے ذرائع سے کر رہا ہے۔ اگر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک شخص کی شباہت دوسرے شخص پر ڈال دی تو وجہ استعجاب کیا ہے؟

قادیانی سوال:۲

جس شخص پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈالی گئی وہ آپ کا دشمن تھا۔ یا حواری، اگر دشمن پر ڈالی گئی تو اسے مسیح بنا کر عزت دی گئی۔ کافر کو عزت دی گئی۔ اگر حواری تھا تو اس پر ظلم ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے۔

جواب: اس آیت کی تفسیر میں پہلے نقل ہو چکا ہے کہ اس میں مفسرین کے دو قول ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید تاریخی کتاب نہیں بلکہ ہدایت کا منبع ہے۔ یہ تاریخ کا موضوع ہے کہ وہ شخص جو پھانسی دیا گیا وہ کون ہے؟ قرآن مجید صرف اتنا بتلانا چاہتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نہ قتل ہوئے نہ پھانسی دیئے گئے۔ یہود کا قول قتل مسیح کا دعویٰ غلط ہے۔ اب وہ شخص کون تھا؟ تو اس میں سابقہ کتب میں دو اقوال ہیں (۱) کہ وہ دشمن تھا، (۲) وہ حواری تھا۔ اس لئے مفسرین نے دونوں اقوال نقل کئے۔ اب کہ وہ دشمن تھا تو نبی کی شکل دے کر اسے اعزاز دیا گیا؟ یہ قادیانیوں کی نادانی ہے۔ اس دشمن کو مسیح کی شکل دے کر اعزاز نہیں دیا گیا بلکہ عذاب دیا گیا کہ وہ پھانسی پر لٹکایا گیا۔ کیوں؟ اس کا جواب قرآن نے دیا۔ ''شبہ لھم'' اور دوسرا قول کہ مسیح علیہ السلام کا حواری تھا اس پر اشکال کہ بے قصور تھا۔ اس پر ظلم ہوا۔ اس کا جواب بھی تفسیروں اور کتب سابقہ میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کون شخص ہے جو میری جگہ پھانسی پر چڑھے اور قیامت کے دن جنت میں میرا رفیق بنے۔ یہ سوال تین بار کیا تو تینوں دفعہ مخلص حواری اٹھا جو اپنے نبی کی جگہ قربانی کے لئے آمادہ ہوا۔ یہ ایثار و قربانی کی بے مثال روایت ہے کہ اپنے نبی کے لئے جان قربان کر کے رفیق جنت بننے پر آمادہ ہوا اور ایسے کر کے وہ اعزاز کا مستحق ہوا نہ کہ اعتراض کا۔ وہ درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ قادیانی، مخلص حواری مسیح کی شہادت کو ظلم سے تعبیر کریں تو جو لوگ اپنے دین وایمان، اسلام و قرآن انبیاء کرام کی عزتوں کے تحفظ کے لئے شہید ہوئے تو کیا ان سب پر ظلم ہوا؟ معاذ اللہ!

قادیانی سوال:۳

آیت: ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ'' میں لفظ ''بل'' ابطالیہ نہیں، نحویوں نے لکھا ہے کہ لفظ ''بل'' قرآن میں نہیں

آ سکتا۔ (مرزائی پاکٹ بک)

جواب: ۱...... پھر تو یہ مطلب ہوا کہ کافر یہود سچے ہیں جو کہتے تھے ہم نے مسیح کو قتل وغیرہ کر دیا۔ اے جناب! تم نے خود بحوالہ کتب نحو لکھا ہے کہ: ''جب خدا کفار کا قول نقل کرے تو بغرض تردید، اس میں ''بل'' آ سکتا ہے۔''

(احمدیہ پاکٹ بک ص۲۲۴)

یہی معاملہ اس جگہ ہے۔ خود مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ اس جگہ لفظ ''بل'' تردید قول کفار کے لئے ہے۔

''مسیح مصلوب مقتول ہو کر نہیں مرا...... بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔''

(ازالہ اوہام ص۵۹۸، خزائن ج۳ ص۴۲۳)

جواب: ۲...... قرآن مجید میں قول کفار کی تردید کے لئے متعدد بار بل ابطالیہ استعمال ہوا ہے: (۱) ''وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بقرہ:۱۱۶)'' ﴿اور کہتے ہیں کہ اللہ رکھتا ہے اولاد وہ تو سب باتوں سے پاک ہے بلکہ اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔﴾ (۲) ''وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (الانبیاء:۲۶)'' ﴿اور کہتے ہیں رحمان نے کر لیا کسی کو بیٹا وہ ہرگز اس لائق نہیں۔ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے۔﴾ (۳) ''اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ (مؤمنون:۷۰)'' ﴿یا کہتے ہیں اس کو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ان کے پاس سچی بات۔﴾ (۴) ''اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ (السجدۃ:۳)'' ﴿کیا کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ باندھ لیا ہے کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے۔﴾

قادیانی سوال:۴

رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔ (مرزائی پاکٹ بک)

جواب: ۱...... وعدہ بلا توقف اور جلد رفع کا تھا۔ اگر آپ کے معنی صحیح ہوں تو مطلب یہ ہوا کہ مسیح اسی وقت عزت کے ساتھ مر گیا تھا اور کون نہیں جانتا کہ یہ یہود کی تائید ہے۔ چونکہ یقیناً حضرت مسیح علیہ السلام اس زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے۔ لہٰذا اس وقت جو رفع ہوا وہ یقیناً زندہ آسمان پر اٹھایا جانا تھا۔

اس کے علاوہ رفع کے معنی عزت کی موت لینے نہ صرف بوجہ تمام کتب لغت کے خلاف ہونے کے مردود ہیں۔ بلکہ اس میں یہ نقص ہے کہ کلام ربانی درجۂ فصاحت سے گر جاتا ہے۔ کیونکہ دوسری آیت میں ''رافعك'' سے پہلے ''متوفيك'' کا وعدہ موجود ہے اور توفی کے معنی جیسا کہ کتب عربیہ اور تحریرات مرزا سے کسی چیز کو پورا لینے کے ہیں۔ پس یہ کہنا کہ زندہ اٹھالیا۔ پھر ساتھ ہی یہ کہنا کہ عزت کی موت دے کر اٹھالیا۔ یہ متضاد کلام خدا کی شان سے بعید ہے۔ اگر کہا جائے کہ ''متوفيك'' کے معنی بھی موت ہیں تو بھی خلاف فصاحت ہے۔ کیونکہ جو بات ایک لفظ (موت) سے ادا ہو سکتی تھی اس کو دو فقروں میں بیان کرنا بھی شان بلاغت پر دھبہ ہے۔ حاصل یہ کہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو مار دیا۔ ان کے جواب میں یہ کہنا کہ ہاں مار تو دیا تھا مگر یہ عزت کی موت ہے۔ یہود کی تردید نہیں بلکہ تصدیق ہے۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ اس عقیدہ کو لعنتی قرار دیتا ہے جو قادیانیوں کو مبارک ہے۔

۲...... ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ'' کی تفسیر میں تیرہ سو سال کے کسی ایک مفسر یا محدث یا امام لغت نے رفع درجات یا رفع روحانی مراد نہیں لیا۔ یہ خالصتاً قادیانی تحریف کا شاخسانہ ہے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے

دعویٰ رفع درجات یا روحانی رفع کے لئے اس آیت کی تفسیر میں سلف کا ایک قول پیش نہیں کر سکتے۔

قادیانی سوال:۵

یہود صلیب کی موت کو لعنتی قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ'' فرمایا گیا کہ ان کا رفع روحانی ہوا۔

جواب: ۱...... قرآن مجید نے ''ماقتلوہ'' سے یہود کے عقیدہ کی تردید کی۔ جس کے لئے وہ ''اِنَّا قَتَلْنَا'' سے قطعی دعویٰ کرتے تھے۔ ''وَمَا صَلَبُوْهُ'' سے نصاریٰ کے عقیدہ کفارہ کی تردید کی جو یہ کہتے ہیں کہ پھانسی پر چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوگئے۔ ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ'' سے مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کو جو قتل کے منافی ہے بیان کر کے حقیقت کو واضح کیا۔ ورنہ ''یقتلون الانبیاء بغیر حق'' میں دیگر انبیاء کے قتل میں یہود کے فعل بد کی نشاندہی فرمائی۔ اگر قتل اور صلیب لعنتی موت سے رفع روحانی مراد ہوتا تو کیا باقی انبیاء علیہم السلام کا رفع روحانی نہیں ہوا۔ ان کے لئے ''بَلْ رَفَعَهُمُ اللّٰهُ'' کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ پس ثابت ہوا کہ یہ رفع روحانی نہیں ہوا، ان کے لئے ''بَلْ رَفَعَهُمُ اللّٰهُ'' کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا۔ پس ثابت ہوا کہ یہ رفع روحانی کا تذکرہ نہیں بلکہ رفع جسمانی کا اثبات و بیان ہے۔

۲...... درجات کی بلندی اور رفع روحانی کی انتہاء تو نبوت ہے۔ نبوت سے بڑھ کر اور کیا رفع درجات ہوسکتا ہے؟ وہ تو یہود کے قول قتل سے قبل مسیح علیہ السلام کو حاصل تھا۔ اس کا یہاں بیان ایک بے مقصد بات اور فضول دعویٰ ہے۔ جس کے قادیانی مرتکب ہو رہے ہیں۔

۳...... کیا ہر مصلوب لعنتی ہوتا ہے اگرچہ وہ بے گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ کیا بے گناہ مقتول شہید نہیں ہوتا؟ کیا ''وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ'' قرآن میں نہیں ہے؟

۴...... کیا تیرہ سوسالہ مفسرین کی تفسیری آراء کو یکسر نظرانداز کر کے ان کے مقابلہ میں محرف ومبدل تورات وکتب سابقہ سے اپنے اختراعی مؤقف کو ثابت کرنا کسی طرح جائز ہے؟ بَيِّنُوْا تَوجِرُوْا!

۵...... مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ہر مصلوب ملعون ہوتا ہے، جھوٹ ہے۔ ذیل میں حوالہ ملاحظہ ہو۔ ''اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ مارا جائے اور تو اسے درخت پر لٹکائے تو اس کی لاش رات بھر لٹکی نہ رہے بلکہ تو اس دن اسے گاڑھ دے۔ کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تیری زمین جس کا وارث خداوند تیرا خدا تجھ کو کرتا ہے ناپاک نہ کی جائے۔'' (استثناء باب:۲۱، آیت:۲۲،۲۳، کتاب مقدس مطبوعہ ۱۹۲۷ء ص۱۷۹)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ صلیب دیئے جانے والا وہی شخص ملعون ہے جو کسی گناہ اور جرم کی پاداش میں صلیب دیا گیا ہو۔ ہر مصلوب لعنت کا مستحق نہیں حوالہ میں ''وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔'' میں لفظ ''وہ'' کا اشارہ اس مجرم گنہگار کی طرف ہے۔ اگر ہر مصلوب کی ملعونیت ثابت کرنا مقصود ہوتی تو آیت کا یہ فقرہ یوں نہ ہوتا۔ بلکہ آیت میں ''وہ جو'' موصول ہے۔ وہ پھانسی دیا جانا اس کا صلہ ہے۔ چونکہ موصول پر حکم لگانے سے پہلے صلہ کا جاننا ضروری ہے۔ اس لئے مصلوب ہونے کے متعلق وہی علم ہوگا جو بائیسویں آیت سے حاصل ہو رہا ہے۔ بائیسویں آیت میں مجرم کا اپنے گناہ کی سزا میں مصلوب ہونا مذکور ہے۔ اس لئے یہاں بھی ''وہ جو'' پھانسی دیا جاتا ہے اس سے مجرم ہی مراد ہے۔

۶...... (سورۃ طٰہٰ:۷۱) میں ہے: ''وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ'' فرعون نے کہا کہ میں سب کو کھجور کے تنوں کے ساتھ پھانسی دوں گا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحروں کو فرعون نے صلیب پر لٹکایا۔

وہ سب کے سب مقبول بارگاہ الٰہی تھے۔ ایک بھی ملعون نہ تھا۔ فرعون نے اپنا ارادہ پورا کیا اور سب کو دار پر لٹکا دیا۔ (تفسیر کبیر ج۶ ص۵۶) پر ہے: ''قال ابن عباس رضی اللہ عنہ کانوا فی اوّل النهار سحرة ''اور''فی آخرها شهداء ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دن کے پہلے وقت میں ساحر تھے۔ دن کے آخری وقت میں شہداء میں شامل ہوئے۔ اسی طرح بخاری ومسلم میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں سولی پر مارا جانا مذکور ہے۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام فی الواقعہ غیر مجرم تھے۔ اس لئے ان کا سولی دیا جانا لعنت کا باعث کیسے ہوسکتا تھا؟ پس عدم قتل کے مقابلہ میں رفع۔ رفع جسمانی ہے۔

۷...... اگر یہودی مسیح علیہ السلام کو لعنتی ثابت کرنا چاہتے اور ہر مصلوب ان کے نزدیک ملعون ہوتا جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے تو یہودی بجائے ''اِنَّا قَتَلْنَا'' کے ''اِنَّا صَلَبْنَا'' کہتے اور ان کے جواب میں ''وما قتلوه'' کی بجائے صرف ''وما صلبوه'' ہوتا تاکہ ان کی پوری تردید ہو جاتی۔ ''یا ماهو بملعون بل رفعه'' کہہ کر صاف لفظوں میں یہود کا رد کیا جاتا۔ لہٰذا یہودیوں کا قتل مسیح کا زوردار دعویٰ کرنا اور اللہ تعالیٰ کا ان کی تردید میں قتل ہی کی تردید کرنے سے ظاہر ہے کہ یہودیوں نے نہ کبھی ان کے لعنتی ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ اس کے رد میں کوئی آیت نازل ہوئی۔ بلکہ ''ماقتلوه'' سے یہود کی تردید اور ''وما صلبوه'' سے نصاریٰ کی تردید مقصود ہے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا۔ عدم قتل اور رفع الی السماء سب باتیں صادق ہیں۔

قادیانی سوال:۶

رَفَعَهُ اللّٰهُ میں خدا کی طرف اٹھانا مرقوم ہے۔ آسمان کا کہاں ذکر ہے؟

جواب: ۱...... خدا کے لئے فوق وعلو ہے۔ انہی معنوں سے قرآن میں کہا گیا ہے۔ ''ءَ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ (الملك:۱٦)'' ﴿کیا تم نڈر ہوگئے اس ذات سے جو آسمان میں ہے اس سے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں۔﴾ ''اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا (الملك:۱۷)'' ﴿کیا نڈر ہوگئے ہو اس ذات سے جو آسمان میں ہے اس بات سے کہ برسادے تم پر مینہ پتھروں کا۔﴾

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتظار وحی کے وقت آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے۔ ''قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ (البقرہ:۱۴۴)'' ﴿بے شک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف۔﴾

اسی طرح خود مرزا قادیانی نے ''رفعه الله'' کے معنی آسمان کی طرف اٹھایا جانا لکھے ہیں۔ ''رافعک کے یہی معنی ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔''

(ازالہ اوہام ص۲۶۶، خزائن ج۳ ص۲۳۴)

''مرنے کے بعد ہر مومن کی روح خدا کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔ رب کی طرف واپس چلی جاتی ہے اور بہشت میں داخل ہو جاتی ہے۔'' (ملخص ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۱۷۱، خزائن ج۲۱ ص۳۴۱)

''حضرت مسیح علیہ السلام تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔''

(حاشیہ براہین احمدیہ ص۳۶۱، خزائن ج۱ ص۴۳۱)

تین قرآنی آیات اور تین مرزا کے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت یہ اختلاف نہیں

کہ کس طرف اٹھائے گئے۔ قادیانیوں کو بھی مسلم ہے کہ مرفوع چیز آسمانوں کی طرف اٹھائی گئی۔ مرفوع میں اختلاف ہے جہت رفع میں نہیں۔ فافہم!

۲...... ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا۔﴾ اسی کلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ نے آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ ’’تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ (المعارج:٤)‘‘ ﴿چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور روح۔﴾ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ فرشتے اور روح الامین اللہ کی طرف چڑھتے ہیں یعنی آسمان پر۔ ’’وقال تعالیٰ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (فاطر:١٠)‘‘ ﴿اس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا اور کام نیک اس کو اٹھالیتا ہے۔﴾ یعنی آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ اسی طرح ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ‘‘ میں آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہوگا اور جس کو خدائے تعالیٰ نے ذرا بھی عقل دی ہے وہ سمجھ سکتا ہے۔ ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ‘‘ کے یہ معنی کہ خدا نے ان کو عزت کی موت دی۔ یہ معنی جس طرح لغت کے خلاف ہیں اسی طرح سیاق وسباق کے بھی خلاف ہیں۔

۳...... اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح یہ منقول ہے: ’’لما اراد اللّٰه ان يرفع عيسىٰ الى السماء‘‘ ﴿جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا الیٰ آخر القصہ۔﴾ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۹)

۴...... مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ رفع سے ایسی موت مراد ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔ جیسے مقربین کی موت ہوتی ہے کہ ان کی روحیں مرنے کے بعد علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔ (حوالہ مذکور)

اس عبارت سے خود واضح ہے کہ: ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ‘‘ سے آسمان پر جانا مراد ہے۔ اس لئے کہ ’’علیین‘‘ اور ’’مقعد صدق‘‘ تو آسمان ہی میں ہیں۔ بہرحال آسمان پر جانا تو مرزا قادیانی کو بھی تسلیم ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ آسمان پر حضرت مسیح بن مریم کی فقط روح گئی یا روح اور جسد دونوں گئے؟ سو یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں بجسدہ العنصری رفع مراد ہے۔ ذیل میں خود مرزا قادیانی کے ہم تین حوالے پیش کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے آسمان پر ہونے اور رفع الی السماء کا ثبوت ہوتا ہے۔ دیکھئے:

حوالہ:۱ ’’فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السماء‘‘ (تذکرہ ص۱۸۵)

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے۔

حوالہ:۲ ’’الا يعلمون ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ ص۴۰۹)

’’کیا لوگ نہیں جانتے کہ مسیح آسمان سے تمام علوم کے ساتھ اتریں گے۔‘‘

پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جبھی تو وہاں سے نازل ہوں گے۔

حوالہ:۳ ’’ہر ایک اپنے درجہ کے موافق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موافق رفع سے حصہ لیتا ہے اور انبیاء اور اولیاء کی روح اگرچہ دنیوی حیات کے زمانہ میں زمین پر ہو مگر پھر بھی اس آسمان سے اس کا تعلق ہوتا ہے، جو اس کی روح کے لئے حد رفع ٹھہرایا گیا ہے اور موت کے بعد وہ روح اس آسمان میں جا ٹھہرتی ہے جو اس کے لئے حد رفع مقرر کیا گیا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۴۵، خزائن ج۳ ص۲۷۶)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ الیہ سے مراد آسمان ہی ہے اور جہت رفع میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف مرفوع شی میں ہے کہ آیا صرف روح اٹھائی گئی، یا اس کے ساتھ جسم بھی تھا؟

قادیانی سوال:۷

’’صلب کا معنی صلیب پر مارنا ہے۔‘‘

جواب: لغت میں صلب کا معنی صرف سولی پر چڑھانا ہے۔ اسے موت لازم نہیں۔

۱...... صراح میں ہے صلب بردار کردن۔ صلیب پر چڑھانا۔

۲...... (غیاث اللغات ص ۳۰۹، مطبوعہ مجیدی کانپور) میں صلیب کے لفظ کے تحت لکھا ہے: ’’بمعنی بردار کردن وجہش آنکہ چوں عیسیٰ علیہ السلام رابر آسمان بردند۔ طرطوس نام شخصے راکہ بشکل عیسیٰ علیہ السلام بود۔ بردار کشیدند‘‘ صلیب پر چڑھایا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تو طرطوس نامی شخص جو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل تھا صلیب پر چڑھادیا۔

۳...... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ’’ونہ کشتند اورا و بردار نکردند اورا۔‘‘ نہ انہوں (یہود) نے ان (عیسیٰ) کو قتل کیا اور نہ ان کو چڑھایا (صلیب پر)

۴...... حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ’’اور نہیں مارا اس کو نہ سولی دی۔‘‘

۵...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ’’اور نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا۔‘‘ ان تصریحات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صلبوہ کا معنی اسے صلیب پر چڑھانا۔ ’’وما صلبوہ‘‘ کا معنی اس کو صلیب پر نہیں چڑھایا۔

قادیانیوں سے سوال:۳۰

اگر صلب کا معنی صلیب پر چڑھا کر مارنا ہے اور مصلوب کا معنی صلیب پر چڑھا کر مارا ہوا، تو صرف سولی پر چڑھانے اور سولی پر چڑھائے ہوئے، کے لئے کون سا لفظ ہے؟ پوری دنیا کے قادیانی مل کر مطلق صلب کے لئے کوئی لفظ بتاسکتے ہیں؟

قادیانی سوال:۸

مرزائی کہتے ہیں کہ بھلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے جاسکتے ہیں؟ آسمان و زمین کے بیچ کئی (ناری کرے) ہیں جن سے گزرنے کی تاب انسان نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے جب مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر جائیں تو ہم ایمان لائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا کہ: ’’ھل کنت الا بشراً رسولا‘‘ معلوم ہوا انسان یہ کام نہیں کرسکتا۔

جواب: ۱...... ایک انتہائی ضروری حوالہ

یہ حوالہ نہیں بلکہ ایسا کیمیاوی ایٹم بم ہے جو صرف مذکورہ سوال ہی نہیں بلکہ وفات عیسیٰ کے بارے میں مرزائیوں کے تمام اشکالات کو بھسم کر دیتا ہے اور جگہ جگہ کام آئے گا۔ دل پر ہاتھ رکھ کر ملاحظہ کریں۔ جواب کے الفاظ یہ ہیں: ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناری کروں سے گزر کر آسمان پر ایسے ہی چلے گئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ویسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔‘‘ اور یہ کوئی ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود مرزائیوں کے حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ دیکھئے حوالہ:۱ ’’بل حیاۃ کلیم اللّٰہ ثابت بنص القرآن الکریم

الاتقرء فی القرآن ماقال اللّٰہ تعالیٰ عزوجل، فلا تکن فی مریة من لقائه وانت تعلم ان هذہ الایة نزلت فی موسٰی فهی دلیل صریح علٰی حیاة موسٰی علیه السلام لانه لقی رسول اللّٰہ ﷺ والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل هذہ الایات فی شان عیسٰی علیه السلام نعم جاء ذکر وفاته فی مقامات شتی'' (حمامتہ البشریٰ ص۵۵، خزائن ج۷ ص۲۲۱)

بلکہ حیات کلیم اللہ (موسیٰ علیہ السلام) نص قرآن کریم سے ثابت ہے کیا تو نے قرآن کریم میں نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ آپ ﷺ شک نہ کریں ان کی ملاقات سے یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ آیت دلیل صریح ہے موسیٰ علیہ السلام کی حیات پر۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی موسیٰ علیہ السلام سے (معراج میں) ملاقات ہوئی اور (اگر موسیٰ علیہ السلام فوت شدہ ہوتے) مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے۔ ایسی آیات تو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں بلکہ مختلف مقامات پر ان کی وفات کا ذکر ہے۔

حوالہ:۲ ''هذا هو موسٰی فتی اللّٰہ الذی اشار اللّٰہ فی کتابه الی حیاته وفرض علینا ان نؤمن بانه حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین '' یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔ (نور الحق ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۹)

جواب: ۲...... مذکورہ بالا اعتراض وعذر کا جواب یہ ہے کہ...... یہاں بحث خود جانے کی نہیں بلکہ خدا کے لے جانے کی ہے۔ کیا کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ بھی کسی کو آسمان پر لے جانے کی قدرت نہیں رکھتا؟ اور آنحضرت ﷺ نے اپنی بشریت کا اقرار کر کے مطالبہ پورا کرنے سے جو عذر کیا ہے اس میں خود جانے کی نفی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جانے کی نفی نہیں ہے۔ چنانچہ معراج میں آپ ﷺ منجانب خداوندی آسمان پر لے جائے گئے نہ کہ خود گئے۔

۳...... مرزا قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان پر بجسم عنصری جانا ناممکن نہیں بلکہ ممکن ہے۔ مرزا قادیانی کی اپنی عبارت ملاحظہ فرمائیں: ''ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔'' (چشمہ معرفت ص۲۱۹، خزائن ج۲۳ ص۲۲۸)

۴...... مرزائیوں پر تعجب ہے کہ بابا گرونانک کے چولہ کا آسمان پر سے اترنا تو مرزا قادیانی کے نزدیک تسلیم ہو سکتا ہے اور اس کو آگ نہیں جلاتی، لیکن حضرت مسیح کے جانے یا آنے سے کرۂ زمہریر یا کرۂ ناریہ مانع ہے؟

مرزا قادیانی کا یہ اقرار (ست بچن ص۳۷، خزائن ج۱۰ ص۱۵۷) پر ملاحظہ فرمائیں: ''بعض لوگ انگد کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہاء قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور پھر نازل ہونا مرزا قادیانی خود انجیل کے حوالہ سے تسلیم کرتا ہے۔

مرزا قادیانی کی اپنی عبارت ملاحظہ فرمائیں: ''اور منجملہ انجیلی شہادتوں کے جو ہم کو ملی ہیں انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے اور اس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور انسان کے بیٹے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمانوں کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔ دیکھو متی باب:۲۴، آیت:۳۰''

(مسیح ہندوستان میں ص۳۸، خزائن ج۱۵ ص۳۸)

حاصل کلام یہ ہوا کہ قرآن وحدیث وبائبل سب مسیح کے حیات ونزول جسمانی ورفع جسمانی کے قائل ہیں۔ لہٰذا اب کوئی آیت یا حدیث یا بائبل پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

۵...... اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بجسد عنصری آسمانوں پر لے گئے اور ناری کرہ ان کے لئے رکاوٹ نہ بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ناری کرہ کو اسی طرح ٹھنڈا کر دیا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حواء کے لئے ٹھنڈا کیا اور انہیں جنت سے زمین پر اتارا اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی ناری کرہ کو ٹھنڈا کر دیا۔ مرزا قادیانی خود اعتراف کرتا ہے، وہ لکھتا ہے:

۱...... ’’حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی۔ جب کہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اس کے لئے سرد کر دیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۵۰، خزائن ج۲۲ص۵۲)

۲...... اسی کا تھا معجزانہ اثر
کہ نانک بچا جس سے وقت خطر
بچا آگ سے اور بچا آب سے
اسی کے اثر سے نہ اسباب سے

(ست بچن ص۴۲، خزائن ج۱۰ص۱۶۲)

خلاصۂ بحث

اللہ رب العزت عام قوانین فطرت کے خلاف بھی کبھی کام کرتے ہیں۔ یہ اس کے خاص نوامیس فطرت ہیں یہ بات مرزا قادیانی کے ہاں بھی مسلم ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی پیش کردہ مثالیں درست ہیں تو پھر ناری کروں کی موجودگی کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام کا اترنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ونزول بھی عام قانون قدرت کے خلاف ممکن ہے۔ اگر قادیانیوں نے یہی کہنا ہے کہ کوّا سفید ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناری کرہ سے کیسے گزر گئے؟ تو مرزائی ہم سے سوال کرنے سے قبل یہ اعلان کریں کہ مذکورہ حوالوں میں مرزا قادیانی نے یکے بعد دیگرے کئی جھوٹ بولے ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

قادیانی اشکال برحوالہ مذکورہ

مرزائی عموماً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس رفع کو بھی رفع روحانی پر محمول کر کے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ مگر جان چھوٹ جانا اتنا آسان تھوڑا ہی ہے۔ اس تاویل کا تحقیقی جواب یہ ہے:

حوالہ بالا میں خود مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو زندہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یہ تقابل اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی موت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی حیات مراد لی جائے۔ مذہب قادیانی میں یہی ہے۔ قادیانی اس عبارت کی تاویل کرتے ہیں کہ ’’حی فی السماء‘‘ سے مراد روحانی حیات ہے اور آگے ’’لم یمت‘‘ سے نفی

بھی روحانی موت کی ہی ہو رہی ہے۔ یہ تاویل چند وجوہ سے باطل ہے۔

اوّلاً...... کوئی شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی موت کا قائل نہیں ہے کہ ان کی روحانی حیات ثابت کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔

ثانیاً...... ”نور الحق“ میں مذکورہ عبارت کی چند سطروں کے بعد مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل کیا ہے، کہتا ہے: ”ولا تجد مثل هذه الايات فی شان عیسیٰ“ اگر یہ تقابل مانا جائے اور مرزائیوں کی تاویل بھی مانی جائے تو اس عبارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی موت کا اقرار کرنا پڑے گا اور یہ کفر ہے۔ لہٰذا دونوں جگہ جسمانی حیات ہی مراد لی جانی چاہئے۔

قادیانی سوال:۹

مرزائی یہ کہتے ہیں کہ ”رفعه“ میں ضمیر کے مرجع کا فرق صنعت استخدام کے قبیل سے ہے...... اس کا جواب یہ ہے کہ صنعت استخدام اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ عیسیٰ ابن مریم کے دو معنی ہوں، جس کا دنیا میں کوئی قائل نہیں ہے اور اس کے باوصف اسے استخدام کی صنعت قرار دینا مرزائیوں کی جہالت پر بین دلیل ہے۔ اس لئے کہ:

صنعت استخدام کی تعریف یہ ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوں اور لفظ بول کر اس کا ایک معنی مراد لیا جائے اور جب اس لفظ کی طرف ضمیر لوٹے تو دوسرے معنی مراد ہوں یا دو ضمیریں ہوں ایک ضمیر لوٹا کر ایک معنی اور دوسری ضمیر لوٹا کر دوسرا معنی مراد لیا جائے۔ (از تلخیص المفتاح ص ۱۷)

اذا نزل السماء بارض قوم
رعيناه وان كانوا غضابا

سماء کا معنی بارش ہے اور دوسرا معنی جس کی طرف ”رعيناه“ کی ضمیر لوٹتی ہے۔ سبزہ ہے جو اس بارش سے اگا۔

قادیانیوں کا سوال:۱۰

تھک ہار کر مرزائی ایک بہت دور کی کوڑی لائے کہ آیت بالا سے اثبات رفع اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ ”وما قتلوه“ اور ”رفعه“ دونوں کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک ہی کیفیت جسد مع الروح کی طرف راجع ہو۔ ہم اس کو نہیں مانتے۔ بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ رفعہ کی ضمیر کا مرجع صرف روح عیسوی ہے نہ کہ جسد اور اس کی نظیر قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ”ثم اماته فاقبره“ جس میں بالاتفاق پہلی ضمیر کا مرجع جسد مع الروح اور دوسری ضمیر کا مرجع صرف روح یا صرف جسد ہے۔

جواب: ۱...... مرزائی اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ہم نے یہ اعتراض کر کے کوئی بڑا تیر مار لیا ہے۔ کیونکہ جس آیت سے مرزائیوں نے استدلال کیا ہے وہ آیت مبحوث عنہا کی نظیر ہرگز نہیں بن سکتی۔ کیونکہ اماتہ کہنے کے بعد لامحالہ روح اور جسد میں انفصال ہو گیا تو اب ”اقبره“ کی ضمیر دونوں کی طرف راجع نہیں ہو سکتی ہے۔ ایک ہی کی طرف راجع ہو گی اور ہماری ذکر کردہ آیت: ”وما قتلوه يقينًا بل رفعه الله“ میں قتل کی نفی کے بعد رفع کا اثبات کیا جا رہا ہے۔ گویا کہ صراحتاً جسد و روح کے انفصال کی نفی کی جا رہی ہے۔ اس لئے یہاں جسد مع الروح ہی مرجع قرار دیا جا سکتا ہے۔ کسی ایک کو لینا اور دوسرے کو چھوڑنا درست نہ ہو گا۔

۲...... مندرجہ بالا آیت میں موت واقع ہونے کے بعد جب کہ جسد اور روح میں انفصال ہوگیا تو لامحالہ دوسری ضمیر کا مرجع یا صرف جسد ہوگا یا صرف روح۔ دونوں نہیں بن سکتے بخلاف متنازعہ فیہ آیت کے کہ اس میں قتل اور صلیب (یعنی موت کی نفی) کے بعد رفع کے ساتھ ضمیر آرہی ہے تو لامحالہ یہاں رفع جسد مع الروح کا ہوگا نہ کہ فقط روح کا۔ لہٰذا اس آیت پر قیاس، قیاس مع الفارق کے قبیل سے ہے جو درست نہیں۔

۳...... یہ ہے کہ ''اماته فاقبره ''میں بھی دونوں جگہ مرجع جسد مع الروح ہی ہے اور اس میں انسان کے متعدد احوال ذکر ہو رہے ہیں جو انسان ''معهود فی الذهن '' ہے۔

یہاں رفع روحانی اس لئے بھی نہیں ہوسکتا کہ یہاں پر چار جگہ واحد مذکر غائب کی ضمیر آئی ہے جن میں تین ضمیروں کا مرجع بالاتفاق عیسیٰ بن مریم جسد مع الروح ہے۔ ان ضمیروں کا مرجع نہ صرف جسد ہے اور نہ صرف روح ہے۔ کیونکہ قتل اور صلیب کا فعل تب ہی واقع ہوسکتا ہے جب جسد اور روح اکٹھے ہوں تو لامحالہ یہاں پر رفع کی ضمیر کا مرجع بھی جسد مع الروح ہی ہوگا، نہ کہ فقط روح۔ نیز یہاں پر ''کان اللّٰه عزیزًا حکیما '' کا جملہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہاں رفع جسمانی ہی ہے۔ ورنہ رفع روحانی کے لئے ان صفات کے لانے کی ضرورت نہیں تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں زائد جملہ ہوجائے گا اور یہ ہو نہیں سکتا۔ قرآن کا ہر جملہ معنی خیز ہے۔

قادیانی اعتراض:۱۱

ایک حدیث میں ہے: ''اذا تواضع العبد رفعه اللّٰه الی السماء السابعة رواه الخرائطی فی مکارم الاخلاق ''جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان پر اٹھا لیتے ہیں۔ اس حدیث کو خرائطی نے اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (کنز العمال ج۳ ص۱۱۰، حدیث ۵۷۲۰، باب التواضع)

اس روایت کو مرزائی بہت خوش ہوکر بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ رفع کا مفعول جسمانی شئے ہے اور الی السماء کی بھی تصریح ہے مگر باوجود اس کے رفع سے رفع جسمی مراد نہیں بلکہ رفع معنوی مراد ہے۔

جواب: یہاں مجاز کے لئے قرینہ عقلیہ قطعیہ موجود ہے کہ یہ اس زندہ کے حق میں ہے۔ یعنی جو بندہ لوگوں کے سامنے زمین پر چلتا ہے اور تواضع کرتا ہے تو اس کا مرتبہ اور درجہ اللہ کے یہاں ساتویں آسمان کے برابر بلند اور اونچا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں رفع جسم مراد نہیں بلکہ رفع درجات مراد ہے۔ غرض یہ کہ رفع کے معنی بلندی رتبہ مجازاً بوجہ قرینہ عقلیہ لئے گئے اور اگر کسی کم عقل کی سمجھ میں یہ قرینہ عقلیہ نہ آئے تو اس کے لئے قرینہ لفظیہ بھی موجود ہے۔ وہ یہ کہ (کنز العمال ج۳ ص۱۱۰، حدیث ۵۷۲۱) میں روایت مذکورہ کے بعد ہی علی الاتصال یہ روایت مذکور ہے۔ ''من تواضع للّٰه درجةً یرفعه اللّٰه درجةً حتی یجعله فی علیین ''یعنی جس درجہ کی تواضع کرے گا اسی کے مناسب اللہ اس کا درجہ بلند فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ تواضع کے آخری درجہ پر پہنچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو علیین میں جگہ دیں گے جو علو اور رفعت کا آخری مقام ہے۔ اس حدیث میں صراحتاً لفظ درجہ کا مذکور ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے۔ ''الحدیث یفسر بعضه بعضًا ''ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر اور شرح کرتی ہے۔ غرض قرآن وحدیث میں جہاں کہیں رفع کو درجات کی بلندی میں استعمال کیا گیا وہاں کوئی نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے۔ جو ادنیٰ تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ مجازی معنی میں اس وجہ سے استعمال ہو رہا ہے۔ فافہم!

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری دلیل

’’قال اللّٰہ عزوجل وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا (نساء:۱۵۹)‘‘ ﴿اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لائیں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔﴾

ف...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر، جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں تشریف لاکر اسے قتل کریں گے یہود اور نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے کہ بے شک عیسیٰ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے حالات اور اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا۔ (تفسیر عثمانی)

ربط: یہ آیت گزشتہ آیت ہی کے سلسلہ کی ہے۔ گزشتہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر تھا۔ جس سے طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اب رفع الی السماء کے بعد کیا ہوگا؟ اس آیت میں اس کا جواب مذکور ہے کہ وہ اس وقت تو آسمان پر زندہ ہیں۔ مگر قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور اس وقت تمام اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور چند روز دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے اور روضۂ اقدس میں مدفون ہوں گے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے اور یہود بے بہبود جو ان کے قتل کے مدعی ہیں ان کو اپنی آنکھوں سے زندہ دیکھ کر اپنی غلطی پر ذلیل اور نادم ہوں گے۔

بیان ربط بعنوان دیگر

گزشتہ آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ یہود کے کفر اور عداوت کا ذکر تھا۔ اس آیت میں ان کے ایمان کا ذکر ہے کہ رفع الی السماء سے پہلے اگرچہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے منکر تھے۔ مگر نزول من السماء کے بعد تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کی نبوت کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آئندہ زمانے میں کوئی شخص اہل کتاب میں سے باقی نہ رہے گا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ان کی نبوت ورسالت پر ضرور بالضرور ایمان لے آئے گا۔ (لام تاکید ونون تاکید) رفع الی السماء سے پہلے تکذیب اور عداوت تھی۔ نزول کے بعد تصدیق وتکذیب اور محبت اور عداوت کی شہادت دیں گے تاکہ شہادت کے بعد فیصلہ سنا دیا جائے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔

تفسیر آیت: اس آیت کی تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ وعلماء مفسرین کے دو قول ہیں۔

قول اوّل: مشہور اور جمہور کے نزدیک مقبول اور راجح یہ ہے کہ: ’’لَيُؤۡمِنَنَّ‘‘ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے اور ’’بِهٖ‘‘ اور ’’قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‘‘ کی دونوں ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ: ’’نہیں رہے گا کوئی شخص اہل کتاب میں مگر البتہ ضرور ایمان لے آئے گا (زمانہ آئندہ یعنی زمانہ نزول میں) عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے۔‘‘ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں۔

’’نباشد ہیچ کس از اہل کتاب الا البتہ ایمان آرد بعیسیٰ پیش از مردن۔ وروز قیامت عیسیٰ گواہ باشد برایشاں۔‘‘

ف...... مترجم می گوید یعنی یہودی کہ حاضر شوند، نزول عیسیٰ راالبتہ ایمان آرند۔ انتہی!

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ اور فائدہ تفسیر یہ سے صاف ظاہر ہے کہ ''بِهٖ'' اور ''مَوْتِهٖ'' کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ جیسا کہ آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ''وَمَا قَتَلُوْهُ'' اور ''وَمَا صَلَبُوْهُ'' اور ''وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا'' اور ''بَلْ رَّفَعَهُ'' کی تمام ضمائر مفعول حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہیں اور پھر آئندہ آیت ''وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا'' میں ''يَكُوْنُ'' کی ضمیر بھی حضرت مسیح علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہوگی تاکہ سیاق اور سباق کے خلاف نہ ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح منقول ہے کہ: ''بِهٖ'' اور ''مَوْتِهٖ'' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ دیکھئے: (فتح الباری ج۶ص۳۵۷)

اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے کہ ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ (تفسیر ابن جریر ج۶ص۱۴)

تفسیر از روئے حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ: ''به'' اور ''موته'' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔

''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الحرب ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خير اله من الدنيا وما فيها ثم يقول ابوهريرة رضی اللہ عنہ واقروا ان شئتم وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ درآنحالیکہ وہ فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑائی کو ختم کردیں گے۔ مال کو بہادیں گے۔ یہاں تک کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا اور ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو اس حدیث کی تصدیق کے لئے یہ آیت پڑھو: ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا'' (بخاری شریف کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم ص۴۹۰، ج۱طبع مجتبائی، مسلم شریف ج۱ ص۲۹۹ تا ۳۰۱، طبع بجنور بفتح الملہم باب نزول عیسیٰ بن مریم)

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''وهذا مصير من ابی هريرة رضی اللہ عنہ الى ان الضمير فی قوله به وموته يعود على عيسىٰ عليه السلام ای الا ليؤمنن بعيسىٰ قبل موت عيسىٰ'' (فتح الباری ج۶ص۳۵۷)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اس طرح آیت کا پڑھنا اس کی دلیل ہے کہ ''بِهٖ'' اور ''موتِهٖ'' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ یعنی ہر شخص زمانہ آئندہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ

علیہ السلام پر ضرور ایمان لے آئے گا۔

حافظ عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: ’’وقد اختار کون الضمیر لعیسیٰ، ابن جریر، وبه قال جماعة من السلف وهو الظاهر لا نه تقدم ذكر عيسیٰ وذهب كثير من التابعين فمن بعدهم الى ان المراد قبل موت عيسیٰ كما روى عن ابن عباس قبل هذا‘‘ (فتح الباری)

دونوں ضمیروں کا یعنی ’’به‘‘ اور ’’موته‘‘ کی ضمیروں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہونا اس کو امام بن جریر اور سلف کی ایک جماعت نے راجح قرار دیا ہے اور قرآن کریم کا سیاق بھی اس کو مقتضی ہے۔ کیونکہ گزشتہ کلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ذکر ہے اور تابعین اور تبع تابعین کثرت سے اسی طرف ہیں کہ آیت کی مراد یہ ہے کہ ’’قبل موت عیسیٰ ‘‘ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

<u>قول ثانی:</u> آیت کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ: ’’بِهٖ‘‘ کی ضمیر تو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور ’’قَبْلَ مَوْتِهٖ‘‘ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت اور ان کی عبدیت پر ایمان لے آتا ہے۔ جیسا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت ’’وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ‘‘ اسی معنی کی صریح مؤید ہے یعنی نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر وہ ضرور ایمان لے آئیں گے اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر۔ یعنی اس بات پر کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے۔ خدا اور خدا کے بیٹے نہیں تھے۔ مگر یہ ایمان چونکہ خروج روح کے وقت ہوتا ہے۔ اس لئے شرعاً معتبر نہیں اور نہ آخرت میں نجات کے لئے کافی ہے۔ اس قرأت میں بجائے ’’قَبْلَ مَوْتِهٖ‘‘ کے ’’قَبْلَ مَوْتِهِمْ‘‘ بصیغہ جمع آیا ہے۔ جو صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ’’قَبْلَ مَوْتِهِمْ‘‘ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا اسی طرح دوسری قرأت میں بھی ’’قَبْلَ مَوْتِهٖ‘‘ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہونی چاہئے تاکہ دونوں قرأتیں متفق ہوجائیں۔ حافظ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’ورجح جماعة هذا المذهب بقرأة ابى بن كعب رضی اللہ عنہ الا ليومنن بالضم به قبل موتهم اى اهل الكتٰب قال النووى معنى الاية على هذا ليس من اهل الكتٰب اذا يحضره الموت الا آمن عند المعانية قبل خروج روحه بعيسیٰ عليه السلام انه عبدالله ولكن لا ينفعه هذا الايمان فى تلك الحالة كما قال الله عزوجل وليست التوبة للذين يعملون السيأت حتى اذا حضر احدهم الموت قال انى تبت الأن‘‘ (فتح الباری ج۶ ص۳۵۷)

’’علماء کی ایک جماعت نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت کی بناء پر اس قول کو راجح قرار دیا ہے کہ ’’موته‘‘ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے اور اس قول کی بناء پر آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ ہر کتابی اپنی روح نکلنے سے پہلے اس بات پر ایمان لے آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول تھے۔ مگر ایسی حالت میں ایمان اس کو نافع اور مفید نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ الخ‘‘ یعنی جب موت آجائے تو اس وقت توبہ مقبول نہیں۔‘‘

ترجیح ارجح وتصحیح اصح

جمہور سلف اور خلف کے نزدیک آیت کی تفسیر میں راجح اور مختار قول اوّل ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے۔ اس لئے کہ اس قول کا دارومدار ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت پر ہے اور یہ قرأت شاذ ہے۔ کسی صحیح یا حسن سند سے بھی ثابت نہیں۔

سند کے راوی ضعیف اور مجروح ہیں۔ تفسیر ابن جریر میں اس قرأت کی اسانید مذکور ہیں اور علیٰ ہذا اس بات میں جس قدر روایتیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں وہ بھی ضعیف ہیں۔ امام جلیل وکبیر حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

’’واولٰی هـذه الا قوال بالصحة القول الاوّل وهو انه لا يبقى احد من اهل الكتاب بعد نـزول عيسٰى عليه السلام الا اٰمن به قبل موته اى قبل موت عيسٰى عليه السلام ولاشك ان هذا الـذى قاله ابن جرير هو الصحيح لانه مقصود من سياق الأية وهذا القول هو الحق كما سنبينه بالدليل القاطع ان شاء الله تعالٰى وبه الثقة وعليه التكلان آه‘‘ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۲۳۴)

’’حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح قول فقط یہی ہے کہ دونوں ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور آیت کی تفسیر اس طرح کی جائے گی کہ آئندہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ایمان لے آئیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام بے شک رسول ہیں اور یہی ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہی صحیح اور درست ہے۔ کیونکہ سیاق آیت سے عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ذکر مقصود ہے اور یہی قول حق ہے جیسا کہ ہم اس کو دلیل قطعی سے ثابت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔‘‘

اور دلیل قطعی سے وہ احادیث متواترہ مراد ہیں کہ جن میں صراحۃً یہ مروی ہے کہ قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس وقت کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے۔

(یاد رہے کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ قادیانیوں کے ہاں بھی مسلمہ مجدد ہیں)

تطبیق وتوفیق

جاننا چاہئے کہ دو قرأتین دو مستقل آیتوں کا حکم رکھتی ہیں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت سے ہر کتابی کا اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانا معلوم ہوتا ہے اور قرأت متواترہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ آئندہ میں تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ ان دونوں قرأتوں میں کوئی تعارض نہیں، دونوں حق ہیں۔ ہر ایک قرأت بمنزلہ مستقل آیت کے ہے جو حجت ہے۔ ہر کتابی اپنے مرنے کے وقت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لاتا ہے اور جب قیامت کے قریب حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اس وقت بھی موجود ہر کتابی حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام پر ضرور ایمان لے آئے گا۔ قرأت متواترہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول اور اہل کتاب کے اس ایمان کا ذکر ہے جو نزول کے بعد لائیں۔

اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت شاذہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور نزول کا ذکر نہیں۔ نہ حیات کا ذکر ہے نہ وفات کا۔ فقط اہل کتاب کے اس ایمان کا ذکر ہے کہ جو اہل کتاب اپنی روح نکلتے وقت لاتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر قرأت میں ایک جدا واقعہ کا ذکر ہے جیسا کہ: ’’الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ‘‘ میں دو قرأتیں ہیں۔ ایک معروف اور ایک مجہول اور ہر قرأت میں علیحدہ علیحدہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قرأت

شاذ منقول ہے وہ سب کے سب بالاتفاق حضرت مسیح علیہ السلام کے بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب آسمان سے اترنے کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ تفسیر ''درمنثور'' میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول سے پہلے مریں گے وہ اپنی موت کے وقت حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں اور جو اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ نزول کو پائیں گے وہ تمام حضرت مسیح علیہ السلام پر حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ لہٰذا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے مرنے والوں کے حق میں ہے اور قرأت متواترہ ان لوگوں کے حق میں ہے کہ جو نزول کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔

پھر یہ کہ اہل کتاب جو اپنے مرنے سے پہلے ایمان لاتے ہیں وہ بھی یہی ایمان لاتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ صحیح وسالم آسمان پر اٹھالئے گئے جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

''اخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن شهر بن حوشب فی قوله تعالٰی وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته عن محمد بن علی بن ابی طالب وهو ابن الحنفیة قال قال لیس من اهل الکتٰب احد الا اتته الملئکة یضربون وجهه ودبره ثم یقال یا عدو الله ان عیسٰی روح اللّٰه وکلمته کذبت علی الله وزعمت انه الله ان عیسٰی لم یمت وانه رفع الی السماء وهو نازل قبل ان تقوم الساعة فلا یبقی یهودی ولا نصرانی الا اٰمن به'' (تفسیر درمنثور ج۲ ص۲۴۱)

''عبد بن حمید اور ابن منذر نے بروایت شہر بن حوشب محمد (بن علی ابن الحنفیہ) سے آیت: ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ الخ'' کی تفسیر اس طرح روایت کی ہے کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر آتے ہیں فرشتے اس کی موت کے وقت اور خوب مارتے ہیں اس کے چہرے اور سرین پر اور کہتے ہیں کہ اے اللہ کے دشمن! بے شک عیسیٰ اللہ کی خاص روح ہیں اس کا کلمہ ہیں۔ تو نے اللہ پر جھوٹ بولا اور گمان کیا کہ عیسیٰ، اللہ ہیں تحقیق عیسیٰ ابھی نہیں مرے اور تحقیق آسمان کی طرف اٹھالئے گئے اور وہ قیامت سے پہلے نازل ہوں گے پس اس وقت کوئی یہودی اور نصرانی باقی نہ رہے گا مگر حضرت مسیح علیہ السلام پر ضرور ایمان لائے گا۔''

عجب نہیں کہ جس طرح مشرکین کو مرنے کے وقت عقیدۂ فاسدہ پر توبیخ اور سرزنش کی جاتی ہے۔ اسی طرح اہل کتاب کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلط عقیدہ کی بناء پر توبیخ کی جاتی ہو۔ ''کما قال تعالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا کُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ (نساء:۹۷)''

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب موت کا وقت ہوتا ہے تو حق اور باطل کا فرق واضح ہو جاتا ہے جب تک دین حق اور دین باطل کا امتیاز نہ ہو جائے۔ اس وقت تک روح نہیں نکلتی۔ اسی طرح ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر ایمان لے آتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس پر حق واضح ہو جاتا ہے۔

تفسیری شواہد

۱...... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲...... فتح الباری۔

۳...... ابن جریر طبری۔ ۴...... ابن کثیر۔

۵...... درمنثور کے حوالہ جات پہلے نقل ہو چکے۔ مزید تفسیری حوالہ جات اس آیت کے ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

۶...... تفسیر کشاف میں زیر آیت ہذا (ج۱ ص۵۸۹) پر حضرت علامہ زمخشری فرماتے ہیں: ''وان منهم احد الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وهم اهل الکتاب والذین یکونون فی زمان نزوله روی انه ینزل من السماء فی آخرالزمان فلا یبقی احد من اهل الکتاب الا لیؤمنن به حتی تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام ویهلك الله فی زمانه المسیح الدجال '' ان (اہل کتاب) میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوگا مگر وہ ضرور عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائے گا۔ (اس سے وہ اہل کتاب مراد ہیں) جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں موجود ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے تو ایک بھی اہل کتاب سے ایسا باقی نہ بچے گا جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ اس وقت ایک ملت ہو جائے گی اور وہ ملت اسلام ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے۔

۷...... اس کی تفسیر میں علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر۔ جب دجال خارج ہوگا تب اس جہان میں تشریف لا کر اسے قتل کریں گے۔ اور یہود ونصاریٰ (وغیرہم کفار) ان پر ایمان لائیں گے کہ بے شک عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے حالات اور اعمال کو ظاہر کریں گے۔ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہا۔''

(فوائد عثمانیہ ص۱۳۳)

۸...... حافظ ابن کثیرؒ بطریق ابی رجاءؒ یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ: ''عن الحسن وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته قبل موت عیسیٰ علیه السلام والله انه لحی الاٰن عند الله تعالیٰ ولٰکن اذا نزل آمنوا به اجمعون الخ'' (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۵۷۶)

حضرت حسنؒ (بصری) نے ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ (الآیه)'' کی تفسیر یہ کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لائے۔ بخدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں اور جب نازل ہوں گے تو سبھی ان پر ایمان لائیں گے۔

اور دوسرے طریق سے تفسیر یوں نقل کرتے ہیں کہ: ''ان رجلاً قال للحسنؒ یا ابا سعید قول الله عزوجل وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته قال قبل موت عیسیٰ علیه السلام ان الله تعالیٰ رفع الیه عیسیٰ علیه السلام وهو باعثه قبل یوم القیمة مقاما یؤمن به البر والفاجر وکذا قال قتادة وعبدالرحمٰن بن زید بن اسلم وغیره واحد وهذا القول هو الحق کما سنبینه بعده بالدلیل القاطع ان شاء الله تعالیٰ الخ'' (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۵۷۶)

''ایک شخص نے حضرت حسنؒ (بصری) سے دریافت کیا کہ اے ابوسعیدؒ (یہ ان کی کنیت تھی) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ رہے گا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا، کیا معنی ہے؟ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی جگہ بھیجے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے تمام نیک وبد ان پر ایمان لائیں گے اور یہی تفسیر حضرت قتادہؒ، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؓ اور بے شمار

مفسرین نے کی ہے اور یہی تفسیر حق ہے۔ ہم آگے دلیل قاطع سے اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللّٰہ العزیز۔‘‘

اس کے بعد حافظ ابن کثیرؒ نے نصوص قرآنیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت کے حوالہ سے اسے مبرہن کیا ہے۔ قرآن کریم کے اس روشن بیان سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور ان کی وفات سے قبل یہود ونصاریٰ وغیرہم کفار کا ان پر ایمان لانا ثابت ہے۔ ’’لاریب فیہ‘‘ اور ان کی آمد ونزول سے پہلے ساری دنیا کفر ظلم وجور اور قتل وغارت اور بے حیائی سے بھری ہوئی ہوگی۔ مگر

نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے تو اے نور کے طالب
وہی پیدا کرے گا دن بھی، کی ہے جس نے شب پیدا

کتب تفاسیر میں ’’اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ‘‘ کی دو تفسیریں نقل کی گئی ہیں ایک یہ کہ ’’بہٖ‘‘ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے اور ’’قَبْلَ مَوْتِہٖ‘‘ میں ضمیر کتابی یعنی یہود ونصاریٰ کے ہر ہر فرد کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر یہودی اور نصرانی اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے گا وہ یوں کہ نزع اور جان کنی کے وقت انہیں اپنے باطل عقیدے پر بخوبی اطلاع ہو جائے گی اور وہ مجبور ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ اگرچہ کتب تفسیر میں یہ تفسیر بھی موجود ومذکور ہے۔ مگر دلائل اور سیاق وسباق سے اس کی تائید نہیں ہوتی......

اوّل...... اس لئے کہ نزع کی حالت کا ایمان، ایمان نہیں اور نہ عنداللہ تعالیٰ اس کی قبولیت ہے۔ حالانکہ آیت کریمہ میں لام تاکید اوّل میں اور نون تاکید ثقلیہ آخر میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضرور بالضرور ایمان لائیں گے اور اس ایمان سے ایسا ایمان مراد ہے جو عنداللہ ایمان ہو اور مقبول بھی ہو اور مرتے وقت یہودی اور نصرانی کا ایمان، ایمان ہی نہیں تو وہ اس ’’لیؤمنن‘‘ کا مصداق کیسے ہوسکتا ہے؟

ثانیاً...... اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ‘‘ یعنی ہر مکلّف سے وہ ایمان مطلوب ہے جو اس کی مرضی اور مشیت سے ہو اور نزع کے وقت جب فرشتے سامنے ہوں تو اس وقت کا ایمان مجبوری کا ایمان ہوگا جس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ثالثاً...... اس لئے کہ قرآن کریم سے زیادہ فصاحت اور بلاغت والی کتاب دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اگر ’’موتہ‘‘ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہو تو آگے ’’ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا‘‘ میں ’’یکون‘‘ میں ’’ھو‘‘ ضمیر یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے تو انتشار ضمائر لازم آئے گا کہ ایک ضمیر تو کتابی کی طرف راجع ہو اور دوسری ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو فصاحت وبلاغت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہی بات راجح اور متعین ہے کہ ’’قبل موتہ‘‘ میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود ونصاریٰ کو جب اپنی غلطی کا اقرار واحساس ہوگا تو اپنے نزع سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں گے اور وہ ایمان، ایمان ہوگا اور مقبول ہوگا۔

۹...... علامہ اندلسیؒ فرماتے ہیں: ’’والظاھر ان الضمیرین فی بہ وموتہ عائدان علی عیسیٰ علیہ السلام وھو سیاق الکلام والمعنی ان من اھل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزولہ روی انہ ینزل من السماء فی آخرالزمان فلا یبقی احد من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ حتی

تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام قاله ابن عباس رضی اللہ عنہ والحسن رحمۃ اللہ علیہ وابومالك رحمۃ اللہ علیہ الخ''
(البحر المحیط ج۳ ص۵۵۴، ۵۵۵، طبع بیروت)

اور ظاہر یہی ہے کہ ''بہ'' اور ''موتہ'' میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہیں اور سیاق کلام بھی اسی کو چاہتا ہے اور معنی یہ ہے کہ جو اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے وقت ہوں گے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے اور احادیث میں مروی ہے کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ان پر ایمان لائے بغیر نہیں رہے گا۔ حتیٰ کہ اس وقت ایک ہی ملت باقی رہے گی اور وہ صرف ملت اسلام ہی ہوگی۔ یہی بات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ (بصری) اور ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔

علامہ موصوف کی تفسیر سے واضح ہوگیا کہ آیت کریمہ کا ظاہر اور سیاق وسباق اسی کو چاہتا ہے کہ ''بہ'' کی طرح ''قبل موتہ'' کی ضمیر بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔

۱۰...... قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن عمر بیضاوی المتوفی ۶۴۸ھ) نے بھی یہ تفسیر نقل کی ہے۔''وقیل الضمیر ان لعیسیٰ علیه افضل الصلوٰة والسلام والمعنی انه اذا نزل من السماء آمن به اهل الملل کلها روی انه علیه الصلوٰة والسلام ینزل من السماء'' (تفسیر بیضاوی ج۱ ص۲۵۵)

''اور یہ کہا گیا ہے (اور یہی صحیح اور راجح ہے) کہ دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ ان پر افضل صلوٰۃ وسلام ہوں، کی طرف راجع ہیں اور معنی یہ ہے کہ جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے تو تمام ملتوں والے ان پر ایمان لائیں گے اور احادیث میں مروی ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔''

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس تفسیر کی جس میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہیں، اس کی وہ احادیث بھی تائید کرتی ہیں (جو متواتر ہیں) جن میں ان کے آسمان سے نازل ہونے اور تمام اہل ملل کے ان پر ایمان لانے کا واضح ذکر ہے۔

۱۱...... اور حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:''والقول الصحیح الذی علیه الجمهور قبل موت المسیح'' (الجواب الصحیح ج۱ ص۳۴۱، ج۲ ص۱۱۳)

''اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صحیح قول (اور تفسیر) وہی ہے جس پر جمہور اہل اسلام ہیں کہ ''موتہ'' میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔''

پہلی آیت کریمہ اور اس میں نقل کردہ تفاسیر کی طرح اس دوسری آیت کریمہ اور اس کی تفسیر میں نقل کردہ ٹھوس اور مضبوط حوالوں سے یہ بات بالکل عیاں ہوگئی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء ان کی حیات اور قیامت سے پہلے ان کا زمین پر نازل ہونا نصوص قطعیہ قرآنی آیات سے ثابت ہے جس کا انکار کافر ملحد اور زندیق کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ مگر باطل پرستوں پر براہین قاطعہ اور ادلۂ ساطعہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ اپنی انا اور ضد پر قائم رہتے ہیں۔ بھلا شیطان کی ہدایت کس کے بس میں ہے۔

بدلنا ہے تو مے بدلو یا طریق مے کشی بدلو
وگرنہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہوگا

قادیانی اعتراض:۱

’’اگر ہم فرض کے طور پر تسلیم کر لیں کہ آیت موصوفہ بالا کے یہی معنی ہیں جیسا کہ سائل (اہل اسلام) نے سمجھا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ زمانہ صعود مسیح سے اس زمانہ تک کہ مسیح نازل ہو۔ جس قدر اہل کتاب دنیا میں گزرے ہیں یا اب موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے وہ سب مسیح پر ایمان لانے والے ہوں۔ حالانکہ یہ خیال بالبداہت باطل ہے ہر شخص خوب جانتا ہے کہ بے شمار اہل کتاب مسیح کی نبوت سے کافر رہ کر اب تک واصل جہنم ہو چکے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۳۶۷، خزائن ج ۳ ص ۲۸۸)

جواب: ۱...... اس آیت میں ان اہل کتاب کا ذکر ہے جو نزول مسیح کے بعد ان پر ایمان لائیں گے۔ چنانچہ الفاظ ’’بہٖ‘‘ اس پر دلیل ہیں۔ فقرہ ’’لَیُؤْمِنَنَّ‘‘ مضارع موکد بہ نون تاکید ثقیلہ ہے جو مضارع میں تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کرتا ہے۔ (مرزائی پاکٹ بک ص ۵۰۲، ۴۲۶)

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جن کو خود مرزائی مجدد صدی مانتے ہیں اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں: ’’ونباشد، ہیچ کس از اہل کتاب البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ وروز قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشاں (حاشیہ میں اس کا حاصل مطلب یہ لکھتے ہیں) یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ علیہ السلام راالبتہ ایمان آرند۔‘‘

۲...... ’’نہیں کوئی اہل کتاب میں سے اگر البتہ ایمان لائے گا، ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا او پر اس کے گواہ۔‘‘ (فصل الخطاب مصنفہ نورالدین خلیفہ اوّل قادیانی ج ۲ ص ۸۰)

۳...... ’’وان من اهل الكتاب احد الا ليؤمنن بعيسىٰ قبل موت عيسىٰ وهم اهل الكتاب الذين يكونون فى زمانه فتكون ملة واحدة وهى ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جرير عنه باسناد صحيح (ارشاد السارى شرح صحيح بخارى ج ۵ ص ۵۱۸، ۵۱۹) ’’ابن جریر جو نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے۔ (حاشیہ چشمہ معرفت ص ۲۵۰، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱) بلکہ ’’رئیس المفسرین‘‘ ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے جو قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں ہیں اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۴۷، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵) باسناد صحیح روایت لائے ہیں کہ آیت: ’’ان من اهل الكتاب ‘‘ میں وہ اہل کتاب مراد ہیں جو اس زمانہ میں ہوں گے پس وہ ایک ہی مذہب اسلام پر آجائیں گے۔

۴...... اب سنئے مرزا قادیانی کا ترجمہ:

’’کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائے گا۔ دیکھو یہ بھی تو خالص استقبال ہی ہے کیونکہ آیت اپنے نزول کے بعد کے زمانہ کی خبر دیتی ہے۔ بلکہ ان معنوں پر آیت کی دلالت صریحہ ہے۔‘‘

(الحق دہلی ص ۲۲، خزائن ج ۴ ص ۳۲)

مرزا قادیانی نے آدھا ترجمہ صحیح کیا ہے آدھا غلط۔ بہرحال ان تراجم اربعہ سے یہ امر صاف اور واضح ہے کہ آیت کا مطلب بلکہ ’’دلالت صریحہ‘‘ یہی ہے کہ آئندہ زمانہ میں اہل کتاب مسیح پر ایمان لائیں گے۔ فهذا مرادنا!

جواب: ۲...... معترض کا پہلا اعتراض جہالت محضہ پر مبنی ہے۔ تمام اہل کتاب مراد نہیں ہو سکتے۔ اس آیت کا مضمون بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ مثلاً اس فقرہ کا کہ ۳۰۰۰ سے پہلے تمام مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع جسمانی پر ایمان لے آئیں گے۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ ۳۰۰۰ کے بعد کوئی مرزائی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا منکر نہیں پایا جائے گا۔ اس سے پہلے کے مرزائی بعض کفر کی حالت پر مریں گے اور بعض اسلام لے آئیں گے۔ لیکن ۳۰۰۰ کے بعد مرزائی کا نام و نشان نہیں رہے گا۔

دوسری مثال

''مولانا فضل الرحمٰن دسمبر ۲۰۰۳ء کو لاہور تشریف لائیں گے آپ کی تشریف آوری سے پیشتر تمام اہل لاہور اسٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے حاضر ہو جائیں گے۔''

کون بے وقوف ہے جو اس کا مطلب یہ لے گا کہ تمام اہل لاہور سے مراد آج (۱۰ فروری ۲۰۰۳ء) کے اہل لاہور مراد ہیں۔ ممکن ہے بعض مر جائیں۔ بعض باہر سفر کو چلے جائیں۔ بعض باہر سے لاہور میں آ جائیں۔ بعض ابھی پیدا ہوں گے۔

پس ثابت ہوا کہ کلام ہمیں خود مجبور کر رہی ہے کہ اہل الکتاب سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے اور وہ بھی تمام کے تمام نہیں بلکہ جو موت اور قتل سے بچ جائیں گے وہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ ہاں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد کوئی اہل الکتاب نہیں رہے گا۔ سوائے اہل اسلام کے۔

قادیانی اعتراض: ۲

۱...... دوسری قرأت اس آیت میں بجائے ''قبل موته قبل موتهم'' موجود ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۳۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶)

۲...... ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت سے ثابت ہوا کہ موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نہیں پھرتی بلکہ اہل الکتاب کی طرف راجع ہے۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۴۸، خزائن ج ۷ ص ۲۴۱)

جواب: ۱...... قرآن پاک میں ''قبل موته'' مذکور ہے۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی یہ قرأت بوجہ شاذ ہونے کے متروک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی اس قسم کی قرأتوں کو نہیں مانتے تھے۔ جیسا کہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۴، ۷۴۸) میں ہے: ''قال عمر ابی اقرء نا وانا لندع من لحن ابی رضی اللہ عنہ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابی رضی اللہ عنہ بڑے قاری ہیں تو بھی ہم صحابہ رضی اللہ عنہم لوگ ان کی قرأتوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہی حق ہے۔ ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و نور الدین قادیانی بغور ملاحظہ ہو۔ نیز ''قبل موتهم'' والی قرأت جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کذب محض ہے کیونکہ اس میں دو راوی مجروح ہیں۔ اوّل خصیف دوم عتاب ابن بشیر، تقریب ص ۱۴۲ میں خصیف کے متعلق مندرج ہے۔ ''سَیِّئُ الْحِفْظِ خَلَطَ بَاٰخِرِهٖ رُمِیَ بِالْاَرْجَاءِ'' (مرزا قادیانی کی طرح) خراب حافظہ والا۔ اس پر مرجیہ ہونے کا الزام دھرا گیا۔ میزان الاعتدال میں ہے: ''ضَعَّفَهٗ اَحْمَدُ وَقَالَ اَبُوْحَاتِمٍ تَتَكَلَّم فِیْ سُوْءِ حِفْظِهٖ وقال احمد ایضًا تُکُلِّمَ فِی الْاَرْجَاءِ وقال عثمان بن عبدالرحمٰن رأیت علی خصیف ثیابا سودًا کَانَ

عَلٰی بیت المال'' (میزان الاعتدال ج۲ص۴۴۲، حرف الخاء)

یعنی ضعیف الحدیث اور سیئ الحافظہ اور مرجیہ ہونے کے علاوہ چور بھی تھا۔ بیت المال سے اس نے چادر اڑ کر امیرانہ ٹھاٹھ بنانے کو مونڈھوں پر لٹکالی چہ خوش!

اب سنئے! دوسرے صاحب ''عتاب'' کا حال، وہ بھی ضعیف ہیں۔ چنانچہ میزان میں ہے۔ ''قال النسائی لیس بذاک فی الحدیث وقال ابن المدینی کان اصحابنا یضعفونه وقال علی ضربنا علی حدیثه انتهی ملخصًا'' (میزان ج۵۳ص۳۲، حرف العین)

اس روایت کے جھوٹی اور بناوٹی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ہم ارشاد الساری شرح صحیح بخاری سے بحوالہ روایت ابن جریر انہیں حضرت ابن عباسؓ کی صحیح السند روایت درج کر آئے ہیں جس میں صاف الفاظ ہیں: ''لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ'' پس ''موتهم'' والی روایت مردود ہے۔

۲...... قرأت ابی بن کعبؓ ''قبل موتهم'' شاذ ہے اور ''قبل موته'' قرأت متواترہ ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ کی قرأت شاذہ قرأت متواترہ کے تابع ہوگی۔ ''لا بالعکس''

۳...... یہ روایت ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ٹھہرانے والا وہ بزرگ ہے جو مرزا قادیانی کے نزدیک نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے یعنی مفسر و محدث ابن جریر۔ (دیکھو چشمہ معرفت ص۲۵۰ حاشیہ، خزائن ج۲۳ص۲۶۱)

نیز اسی مفسر ابن جریرؒ کے متعلق مرزا قادیانی کے مسلمہ مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ کا فتوی ہے۔ ''اجمع العلماء المعتبرون علی انه لم یؤلف فی التفسیر مثله (اتقان ج۲ ص۳۲۵ النوع الثمانون فی طبقات المفسرین)'' معتبر علماء امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ امام ابن جریر کی تفسیر کی مثل کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔

اس روایت کو ضعیف ٹھہرا کر مفسر ابن جریرؒ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ ابن عباسؓ کا مذہب بھی یہی ہے کہ ''قبل موته'' سے مراد ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے'' ہے۔ نہ کہ کتابی کی موت سے پہلے۔ دیکھو تفسیر ابن جریر۔

۴...... خود مرزا قادیانی نے ''موته'' کی ضمیر کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہونا تسلیم کیا ہے۔
(دیکھو ازالہ اوہام ص۳۷۲، خزائن ج۳ص۲۹۱)

ہاں! کلام اللہ کے الفاظ کو نعوذ باللہ ناکافی بتلا کر ایسے ایسے محذوفات نکالے ہیں کہ تحریف میں یہودیوں سے بھی گوئے سبقت لے گیا ہے۔ بہرحال ہمارا دعویٰ سچا رہا کہ ''ہ'' کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

۵...... نورالدین خلیفہ اوّل مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (فصل الخطاب حصہ دوم ص۸۰) میں اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ''اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس (حضرت مسیح کے) پہلے موت کی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔'' اس سے بھی ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ بے ثبوت ہے۔ کیونکہ ہم نے اس کے خلاف اس کے اپنے مسلمات اور معتبر ائمہ تفسیر کے اقوال پیش کئے ہیں۔

۶...... جمہور علماء اسلام ہمیشہ ''قبل موته'' سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر استدلال کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ سابق میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

۷...... بخاری شریف کی صحیح حدیث اس روایت کی تردید کر رہی ہے جیسا کہ پہلے ہم بیان کر آئے ہیں۔

۸...... ’’لَیُؤْمِنَنَّ‘‘ میں لام قسم اور نون ثقلیہ موجود ہے جو ہمیشہ فعل کو آئندہ زمانہ سے خاص کر دیتے ہیں۔ پس معنی اس کے یہ ہوں گے۔ ’’البتہ ضرور ایمان لے آئے گا۔‘‘ اگر ہر کتابی کا اپنی موت سے پہلے ایمان مقصود ہوتا تو پھر عبارت یوں ہونا چاہئے تھی۔ ’’من یؤمن بہٖ قبل موتہٖ‘‘ جس کے معنی قادیانیوں کے حسب منشاء ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ یعنی ہر ایک اہل کتاب ایمان لے آتا ہے اپنی موت سے پہلے۔ ان شاءاللہ! قیامت تک کسی معتبر کتاب سے اس طرح کے الفاظ نہ دکھا سکیں گے۔

۹...... آیت کا آخری حصہ ’’ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا‘‘ ﴿اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر شہادت دیں گے۔﴾ قادیانی بھی اس حصہ آیت کے معنی کرنے میں ہم سے متفق ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود و نصاریٰ کے کس حال کی گواہی دیں گے۔ اگر آیت کے معنی قادیانی تفسیر کے مطابق کریں۔ یعنی یہ کہ ’’تمام اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ایمان لے آتے ہیں۔‘‘ تو وہ ہمیں بتلائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے شہادت دیں گے اور کیا دیں گے؟ ہاں! اگر اسلامی تفسیر کے مطابق مطلب بیان کیا جائے یعنی ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں تمام یہود ایمان لے آئیں گے اور کوئی منکر باقی نہ رہے گا۔‘‘ تو پھر واقعی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ایمان لانے کی شہادت دے سکیں گے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن عرض کریں گے۔ ’’کُنْتُ عَلَیْهِمْ شهیدا مادمت فیهم‘‘ جب تک میں ان میں موجود رہا میں ان پر نگہبان تھا۔

۱۰...... ’’قبل موته‘‘ میں قبل کا لفظ بڑا ہی قابل غور ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے۔ بعض کا خیال ہے (اور انہیں میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے) کہ اس ایمان سے مراد ایمان اضطراری ہے جو غرغرہ (نزع) کے وقت ہر ایک کتابی کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ اس لئے باطل ہے۔ اگر ایمان اضطراری مراد ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنی فصیح و بلیغ کلام میں ’’قبل‘‘ کی بجائے ’’عند موتہٖ‘‘ فرماتے۔ یعنی موت کے وقت ایمان لاتے ہیں اور وہ ایمان واقعی قابل قبول نہیں ہوتا۔ لیکن جس ایمان کا اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں۔ وہ ایمان کتاب کو اپنی موت سے پہلے حاصل ہونا ضروری ہے۔ مگر وہ واقعات کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہی معنی صحیح ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

۱۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کی مضحکہ خیز تفسیر سے بھی ہم اپنے ناظرین کو محظوظ کرنا چاہتے ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے (خدا نے) اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کئے ہیں۔ ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لائے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔ یعنی تمام یہودی اور عیسائی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ فی الحقیقت انہوں نے مسیح کو صلیب نہیں دیا یہ ہمارا ایک اعجازی بیان ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۷۲، خزائن ج۳ ص۲۹۱)

مجھے یقین ہے کہ ناظرین اوّل تو مرزا قادیانی کی پیچیدہ عبارت کا مطلب ہی نہ سمجھ سکیں گے اور اگر سمجھ جائیں تو سوچیں کہ یہ عبارت کلام اللہ کے کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے؟

چیلنج

مرزا قادیانی اپنی کتاب (شہادۃ القرآن ص۵۵، خزائن ج۶ ص۳۵۱) پر صاف اقرار کرتے ہیں: ’’جس طرح روز

اوّل سے اس (قرآن مجید) کا پودا دلوں میں جمایا گیا یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔‘‘

نیز مرزا قادیانی (ایام الصلح ص۵۵، خزائن ج۱۴ص۲۸۸) پر لکھتے ہیں: ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ‘‘ خداتعالیٰ نے اپنے کلام کی حفاظت ایسے ائمہ واکابر کے ذریعہ سے کی ہے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطاء ہوتا ہے۔ ہمارا چیلنج یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی میں کچھ بھی صداقت کا شائبہ ہے تو وہ یا ان کی جماعت اس آیت کی یہ تفسیر جو اس نے ازالہ حوالہ بالا میں کی ہے یہ تفسیر حدیث سے یا ۱۴۰۰ سال کے مجددین امت وعلماء مفسرین کے اقوال سے پیش کریں۔ ورنہ بمطابق ’’من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعده من النار‘‘

(کنزالعمال ج۲ص۱۶، حدیث:۲۹۵۷، جامع المسانید ج۳ص۲۹۴، ۲۹۵، حدیث:۵۸۷تا۵۹۰)

یعنی فرمایا رسول کریم ﷺ نے جس کسی نے اپنی رائے سے تفسیر کی۔ اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔

پس یا تو مرزائی جماعت مرزا قادیانی کے بیان کردہ معنی کسی سابق مجدد یا مفسر امت کی کتاب سے ثابت کرے یا مرزا قادیانی کا اور اپنا ملحد اور محرف ہونا تسلیم کرے۔

قادیانی اعتراض:۳

’’بعض لوگ کچھ شرمندہ سے ہوکر دبی زبان یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت دنیا میں موجود ہوں گے اور وہ سب مسیح کو دیکھتے ہی ایمان لے آئیں گے اور قبل اس کے جو مسیح فوت ہو وہ سب مومنوں کی فوج میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن یہ خیال بھی ایسا باطل ہے کہ زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اوّل تو آیت موصوفہ بالا صاف طور پر فائدہ تعمیم کا دے رہی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے لفظ سے تمام وہ اہل کتاب مراد ہیں جو مسیح کے وقت میں یا مسیح کے بعد برابر ہوتے رہیں گے اور آیت میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں جو آیت کو کسی خاص محدود زمانہ سے متعلق اور وابستہ کرتا ہو۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۶۸، خزائن ج۳ص۲۸۹)

جواب: مرزا قادیانی نے (گستاخی معاف) بہت دجل وفریب سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں: ’’بعض لوگ دبی زبان سے کہتے ہیں کہ اہل کتاب سے وہ مراد ہیں۔ جو مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت دنیا میں موجود ہوں گے۔‘‘

اجی کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ جن کے پاس قرآن کی گواہی، حدیث رسول اللہ ﷺ کی شہادت۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تائید اور مجددین امت کا متفقہ فیصلہ ہو۔ وہ بھلا دبی زبان سے کہے گا یہ محض آپ کی چالاکی ہے۔ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ دجالون، کذابون۔ یعنی بہت سے فریب بنانے والے اور بہت جھوٹ بولنے والے ہوں گے۔ پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’کہ آیت تعمیم کا فائدہ دے رہی ہے۔ یعنی اہل کتاب کے لفظ سے مراد تمام وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت مسیح کے وقت میں ان کے بعد برابر ہوتے رہے ہیں۔‘‘

کیوں مرزا قادیانی! جناب نے تعمیم کا لفظ استعمال کر کے پھر اہل کتاب کو ’’حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں اور بعد میں۔‘‘ کے ساتھ کیوں مقید ومحدود کر دیا؟ اگر آپ کے قول کے مطابق آیت تعمیم کا فائدہ دے رہی ہے۔ یعنی سارے اہل کتاب اس سے مراد ہیں۔ تو پھر حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے کے اہل کتاب کیوں شمار نہیں ہوں گے؟ جس دلیل سے آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کے اہل کتاب کو اس سے الگ کریں گے۔ اسی دلیل سے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پہلے کے یہودی ونصرانی کو الگ کر دیں گے۔

علاوہ ازیں بمطابق ’’دروغگو را حافظہ نباشد‘‘ خود مرزا قادیانی اگلے ہی فقرہ میں لکھتے ہیں: ’’آیت میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں جو آیت کو کسی خاص زمانہ سے متعلق اور وابستہ کرتا ہو۔‘‘ باوجود اس کے خود آیت کو ’’حضرت مسیح علیہ السلام کو وقت اور ان کے بعد‘‘ سے وابستہ کر رہے ہیں۔ شاید مرزا قادیانی کے نزدیک زمانے صرف دو ہی ہوتے ہوں۔ (حال و مستقبل) زمانہ ماضی۔ مضٰی ما مضٰی کا شکار ہو کر رہ گیا ہو؟ جب آیت کی ’’زد‘‘ میں تمام اہل کتاب آتے ہیں تو حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے کے یہودی کیوں اس میں شامل نہ کئے جائیں؟ مرزا قادیانی ان اہل کتاب کو اس کا مخاطب سمجھتے۔ جو جواب قادیانی اس سوال کا دیں گے۔ وہی جواب اہل اسلام ان کے اس اعتراض کا دیں گے۔ ناظرین حقیقت یہ ہے کہ قادیانی اعتراضات کلہم جہالت پر مبنی ہیں۔ اگر ان کو علم عربی اور ان کے اصولوں سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو واللہ ان اعتراضات کا نام بھی نہ لیتے۔

قادیانی اعتراض:۴

’’یؤمنن بہٖ کی ضمیر میں بھی اختلاف ہے کوئی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیرتا ہے۔ کوئی آنحضرت ﷺ اور قرآن کی طرف۔‘‘ (پاکٹ بک ص۳۴۳)

جواب: قرآن پاک میں تو مسیح کی طرف ہی ہے اس طرح ترجمہ شاہ ولی اللہؒ اور ترجمہ نور دین اور روایت ابن عباسؓ اور تحریر مرزا قادیانی مندرجہ ’’الحق دہلی ص۳۲‘‘ جو سب نقل کر آئے ہیں صاف شاہد ہیں کہ: ’’لیؤمنن عیسٰی قبل موت عیسٰی‘‘ خود تم نے اسی صفحہ پاکٹ بک پر ’’بہٖ‘‘ کی ضمیر بطرف مسیح علیہ السلام پھیری ہے۔ ’’یہود کا ہر فرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر ایمان لائے گا۔‘‘ کہو کیا کہتے ہو؟

قادیانی اعتراض نمبر:۵

’’مگر افسوس کہ وہ (اہل اسلام) اپنے خود تراشیدہ معنوں سے قرآن میں اختلاف ڈالنا چاہتے ہیں۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’وَاَلْقَیْنَا بَیْنَہُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃ ‘‘جس کے یہ معنی ہیں کہ یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک بغض اور دشمنی رہے گی تو اب بتلاؤ کہ جب تمام یہودی قیامت سے پہلے ہی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے تو پھر بغض اور دشمنی قیامت تک کون لوگ کریں گے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۲۰۸، خزائن ج۱۷ ص۳۰۹)

جواب: عداوت یہود و نصاریٰ کے وجود تک ہے جب وہ سب اسلام لا کر مسلمان ہو جائیں گے۔ اس وقت سب عداوتیں مٹ جائیں گی۔ جلدی میں یہ نہ کہہ دینا کہ عداوت ’’اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ‘‘ ہے اور ’’اِلٰی‘‘ کا لفظ چمٹ جانے کے معنی میں آتا ہے۔ ’’اِلٰی‘‘ کے معنی قریب ہوتے ہیں یعنی ’’الٰی یوم القیامۃ‘‘ سے مراد ’’قرب لیوم القیامۃ‘‘ ہے۔ کیونکہ فنائے عالم کے بہت عرصہ کے بعد قیامت کا دن ہوگا۔ جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ جب کوئی آدمی ہی نہ زندہ ہوگا تو دشمنی، کس میں ہوگی؟ پس لامحالہ الیٰ کے معنی قرب کے کرنے ہوں گے۔

۲...... مرزا قادیانی کو نہ علم ظاہری نصیب ہوا اور نہ باطنی آنکھیں ہی نصیب ہوئیں۔ موافقت کا نام وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں اہل اسلام کی تفسیر ماننے سے قرآن میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ! مرزا قادیانی جیسے بے استاد اور بے پیر سمجھنے والے ہوں تو اختلاف اور تضاد ہی نظر آنا چاہئے۔ باقی رہا ان کا یہ اعتراض کہ یہود اور نصاریٰ کے

درمیان بغض اور عناد کا قیامت تک رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہود اور نصاریٰ دونوں مذاہب قیامت تک زندہ رہیں گے تو اس کا جواب بھی آنکھیں کھول کر پڑھئے۔

اوّل...... تو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہود ونصاریٰ سے مراد دو قومیں ہیں۔ اگر وہ مسلمان بھی ہو جائیں تو بھی ان کے درمیان بغض وعناد کا رہنا کون سا محال ہے۔ کیا اس وقت روئے زمین کے مسلمانوں میں بغض وعناد معدوم ہے؟ کیا تمام مرزائی بالخصوص لاہوری وقادیانی جماعتوں میں بغض وعناد نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ کیا اس صورت میں وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ دوسرے! ''الیٰ یوم القیامة '' سے مراد یقیناً طوالت زمانہ ہے اور یہ محاورہ تمام اہل زبان استعمال کرتے ہیں۔ دیکھئے! جب ہم یوں کہیں کہ قادیانی ہمارے دلائل کا جواب قیامت تک نہیں دے سکیں گے تو مراد اس سے ہمیشہ ہمیشہ ہے۔ یعنی جب تک مرزائی دنیا میں رہیں۔ اگرچہ وہ قیامت تک ہی کیوں نہ رہیں۔ ہمارے دلائل کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرزائی لوگ کے قیامت تک رہنے کی میں پیش گوئی کر رہا ہوں۔ یا جب یوں کہا جاتا ہے کہ زید تو قیامت تک اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ کون بے وقوف ہے جو اس کا مطلب یہ سمجھے گا کہ کہنے والے کا مطلب یہ ہے کہ زید قیامت تک زندہ رہے گا۔ مطلب صاف ہے کہ جب تک زید زندہ رہے گا وہ اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اسی طرح آیات پیش کردہ کا مطلب ہے۔ آیت اوّل یہ ہے: ''وَاَغْوَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ''اور مطلب اس کا بمطابق محاورہ یہی ہے کہ جب تک بھی یہود ونصاریٰ رہیں گے۔ ان کے درمیان باہمی عداوت اور دشمنی رہے گی۔

آیت ثانی یہ ہے: ''وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ'' اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعدار قیامت تک ہمیشہ یہود پر غالب رہیں گے۔ اب غلبہ کئی قسم کا ہے۔ اس کی دو صورتیں بہت ہی اہم ہیں۔

اوّل...... یہود کا نصاریٰ ومسلمانوں کا غلام ہو کر رہنا۔ مگر اپنے مذہب پر برابر قائم رہنا۔ یہ صورت اب موجود ہے۔

دوم...... یہود کا نہ صرف مسلمانوں اور نصاریٰ کے ماتحت ہی رہنا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت چھوڑ کر ان کا روحانی غلام بھی ہو جانا اور یہی حقیقی ماتحتی اور غلامی ہے۔ اس کا ظہور نزول مسیح کے وقت ہوگا۔ یہی مطلب ہے تمام آیات کلام اللہ کا، جس کو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت بڑے طمطراق سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں۔ ہم اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں احادیث نبوی اور خود اقوال مرزا قادیانی سے شہادت پیش کرتے ہیں۔

حدیث نبوی ''یهلك اللّٰه فی زمانه (عیسیٰ) الملل کلها الا الاسلام''

(رواہ ابوداؤد باب خروج الدجال ج۲ ص۱۳۵، مسند احمد ج۲ ص۴۰۶، ابن جریر ج۶ ص۲۲، درمنثور ج۲ ص۲۴۲)

''ہلاک کر دے گا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام مذاہب کو سوائے اسلام کے۔'' علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو قادیانی مجدد مانتے ہیں۔ درمنثور ان کی تفسیر ہے انہوں نے اس روایت کو نقل کیا۔ مجدد کا قول جن کا منکر مرزا قادیانی کے نزدیک کافر وفاسق ہو جاتا ہے۔ (شہادت القرآن ص۴۸، خزائن ج۶ ص۳۴۴)

اقوال مرزا:۱

''اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو

جائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی۔'' (ایام الصلح ص۱۳۶، خزائن ج۱۴ص۳۸۱)

۲...... ''میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت قائم ہو اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آئے۔ دنیا اس کو بھول جائے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔''

(الحکم مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۰۵ء ج۹ش۲۵ص۱۰ کالم۴)

۳...... ''اور پھر اسی ضمن میں (رسول اللہ ﷺ نے) مسیح موعود کے آنے کی خبر دی اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ سے عیسائی دین کا خاتمہ ہوگا۔'' (شہادت القرآن ص۱۲، خزائن ج۶ص۳۰۷)

۴...... ''وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا'' ﴿خدا تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائے گا۔﴾ کے تحت مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''تب ہم تمام مذاہب کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے۔''

(شہادت القرآن ص۱۵، خزائن ج۶ص۳۱۱)

۵...... ''وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا یعنی یاجوج ماجوج کے زمانہ میں بڑا تفرقہ اور پھوٹ لوگوں میں پڑ جائے گی اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی۔ تب ان دنوں خدا تعالیٰ اس پھوٹ کے دور کرنے کے لئے آسمان سے بغیر انسانی ہاتھوں کے اور محض آسمانی نشانوں سے اپنے کسی مرسل کے ذریعہ جو صور یعنی قرنا کا حکم رکھتا ہوگا۔ اپنی پر ہیبت آواز لوگوں تک پہنچائے گا۔ جس میں ایک بڑی کشش ہوگی اور اس طرح پر خدا تعالیٰ تمام متفرق لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۸۰، خزائن ج۲۳ص۸۸)

۶...... ''خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی ﷺ کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قریب قیامت کا زمانہ ہے۔''

(چشمہ معرفت ص۸۲،۸۳، خزائن ج۲۳ص۹۰،۹۱)

۷...... ''خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دنیا میں بھیجا۔ تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبائع کے لئے مشترک ہے۔ دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بنادے اور جیسا کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ ان میں بھی ایک وحدت پیدا کرلے اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اس کی وحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی...... یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدائے وحدہ لاشریک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو۔ کیونکہ وہ واحد ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۸۲، خزائن ج۲۳ص۹۰)

۸...... ''وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوۃ (مسیح موعود) کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ ''هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ'' یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ص۹۱)

ناظرین ہم نے احادیث نبوی علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اقوال مرزا سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے وقت میں تمام مذاہب سوائے اسلام کے مٹ جائیں گے۔ اب اگر مرزائی وہی مرغی کی ایک ٹانگ کی رٹ ہی لگائے جائیں تو پھر مذکورہ بالا اقوال مرزا کو تو کم از کم فضول اور لایعنی کہنا پڑے گا۔ ایسا وہ کہہ نہیں سکتے کیونکہ مرزا قادیانی ان کے نزدیک حکم ہے اور ''جری اللہ فی حلل الانبیاء'' ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ان کا یہ اعتراض بالکل جہالت پر مبنی ہے۔

قادیانی اعتراض:۶

جب سب مومن ہو جائیں گے تو پھر غلبہ کن کافروں پر ہوگا؟

جواب: ا...... کافروں پر غلبہ اسی وقت تک ہے جب تک کافر موجود ہوں۔ جب کافر ہی نہ رہیں گے سب مومن ہو جائیں گے۔ اس وقت سوال اٹھانا ہی دلیل جہالت ہے۔

قرآن میں بھی اور حدیث میں بھی سب کا مومن ہونا مرقوم ہے۔ پھر ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اس زمانہ میں ''لیس بین اثنین عداوۃ'' (مشکوٰۃ ص۴۸۱، باب لاتقوم الساعۃ)

پھر اس کے بعد جب کافر رہ جائیں گے اس وقت مومن ہی کوئی نہ ہوگا۔ لہٰذا وہاں بھی یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ غلبہ مومنوں کا تبھی تک موعود ہے جب تک مومن رہیں۔ غرض ''الی یوم القیمة'' سے مراد قرب قیامت ہے۔

۲...... ایمان اور عداوت میں باہمی منافات نہیں ہے۔ دونوں باہم جمع ہو سکتے ہیں۔ سمجھ میں نہ آئے تو قادیانیوں اور لاہوریوں کو دیکھ لیجئے کہ دونوں احمدی کہلاتے ہیں اور ایمان کا بھی دعویٰ ہے۔ لیکن آپس میں کتنی منافرت اور عداوت ہے؟

اس حدیث نے صاف فیصلہ کر دیا کہ یہود و نصاریٰ کی عداوت، مومنوں کا کافروں پر غلبہ، جس کے لئے قرآن میں ''الٰی یوم القیامة'' وارد ہے۔ اس کا مطلب قرب قیامت ہی ہے۔

حیات مسیح علیہ السلام کی تیسری دلیل

''وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (آل عمران:٥٤)'' ﴿اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔﴾

تفسیری شواہد

ا...... علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مکر کہتے ہیں لطیف وخفیہ تدبیر کو۔ اگر وہ اچھے مقصد کے لئے ہو، اچھا ہے اور برائی کے لئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے ''ولا یحیق المکر السئ'' میں مکر کے ساتھ ''سیی'' کی قید لگائی اور یہاں خدا کو ''خیر الماکرین'' کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیئے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد ہے۔ تورات کو بدلنا چاہتا ہے۔ سب کو بددین بنا کر چھوڑے گا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی لطیف وخفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی۔ بے شک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے جسے کوئی نہیں توڑ سکتا۔ (تفسیر عثمانی)

۲...... علامہ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ'' سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ توفی سے پورا پورا لینا اور آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہو۔ کیونکہ باجماع مفسرین ''وَمَكَرُوا'' سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور صلب کی تدبیریں مراد ہیں اور ''مَكَرَ اللّٰهُ'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کی تدبیر مراد ہے اور ''مَكَرَ اللّٰهُ'' کو ''مَكَرُوا'' کے مقابلہ میں لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہود کا مکر اور ان کی تدبیر تو نیست اور ناکام ہوئی اور اللہ سبحانہ

کا ارادہ اوراس کی تدبیر غالب آئی۔’’وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ (یوسف:۲۱)‘‘جیسے’’اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا (الطارق:۱۵،۱۶)‘‘ ﴿وہ بھی تدبیر کررہے ہیں اور میں بھی تدبیر کررہا ہوں۔﴾ اور دوسری جگہ ارشاد ہے:’’قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ (النمل:۴۹تا۵۱)‘‘ ﴿قوم ثمود نے آپس میں کہا کہ قسمیں اٹھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح علیہ السلام اوران کے متعلقین کو قتل کرڈالیں اور بعد میں ان کے وارثوں سے کہہ دیں گے کہ ہم اس موقعہ پر حاضر نہ تھے اور ہم سچے ہیں۔﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس طرح انہوں نے صالح علیہ السلام کے قتل کے مشورے اور تدبیریں کیں اوراس نے بھی ان کے بچانے کی خفیہ تدبیر کی کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی وہ یہ کہ پہاڑ سے ایک بھاری پتھر لڑھک کران پر آ گرا جس سے دب کرسب مرگئے۔ (کمافی الدرالمنثور)

دیکھ لیا کہ ان کے مکر کا کیا انجام ہوا؟ ہم نے اپنی تدبیر سے سب کو غارت کرڈالا۔ اسی طرح اس آیت میں ’’مکروا‘‘ کے بعد’’ومکر اللّٰہ‘‘ مذکور ہے۔ جس سے حق جل شانہ کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہود نے جو قتل کی تدبیر کی وہ تو کارگر نہ ہوئی۔ مگر ہم نے جوان کی حفاظت کی نرالی اور انوکھی تدبیر کی وہی غالب ہوکر رہی۔ پس اگر روح اور جسم کا پورا پورا لینا مراد نہ لیا جائے۔ بلکہ توفی سے موت مراد لی جائے تو یہ کوئی ایسی تدبیر نہیں جو یہود کی مغلوبی اور ناکامی کا سبب بن سکے۔ بلکہ موت کی تدبیر تو یہود کی عین تمنا اور آرزو کے مطابق ہے۔ کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ کے قتل کی تدبیریں کیں اوراللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کی تدبیر کی’’كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (الانفال:۳۰)‘‘ کفار مکہ آپ ﷺ کے قتل کی تدبیریں کررہے ہیں اوراللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی حفاظت کی تدبیر کررہا ہے اوراللہ تعالیٰ بہترین تدبیر فرمانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو کفار مکہ کے منصوبوں سے آگاہ کیا اور صحیح وسالم آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرادی۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا تھا:’’وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ‘‘یعنی یہود نے آپ کے قتل کی تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی تدبیر کی کہ دشمنوں کے ہاتھ سے صحیح وسالم نکال کرآسمان کی طرف ہجرت کرادی۔ اب اس ہجرت کے بعد نزول اور تشریف آوری زمین کے فتح کرنے کے لئے ہوگی۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لائے اور تمام اہل مکہ مشرف باسلام ہوئے۔ اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام زمین کو فتح کرنے کے لئے نازل ہوں گے تو تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے۔’’بر رفع الی السماء‘‘

(تفسیر معارف القرآن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

۳...... امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ قادیانیوں کے مجدد صدی ششم، اپنی (تفسیر کبیر ج۷ص۶۹،۷۰) میں فرماتے ہیں:’’وَاَمَّا مَكْرُهُمْ بِعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهُوَ اَنَّهُمْ هَمُّوْا بِقَتْلِهٖ وَاَمَّا مَكْرَ اللّٰهِ بِهِمْ وَفِيْهِ وُجُوْهٌ...... مَكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِهِمْ اَنَّهٗ رَفَعَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى السَّمَاءِ وَذٰلِكَ اَنَّ يَهُوْدًا مَلِكَ الْيَهُوْدِ اَرَادَ قَتْلَ عِيْسٰى وَكَانَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يُفَارِقُهٗ سَاعَةً وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلَهٗ تَعَالٰى وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ فَلَمَّا اَرَادُوْا ذَالِكَ. اَمَرَهٗ جِبْرَائِيْلُ اَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا فِيْهَ رَوْزَنَةٌ فَلَمَّا دَخَلُوْا الْبَيْتَ اَخْرَجَهٗ جِبْرَائِيْلُ مِنْ تِلْكَ الرَّوْزَنَةِ وَكَانَ قَدْ اَلْقٰى شِبْهَهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ فَاُخِذَ وَصُلِبَ وَفِى الْجُمْلَةِ

فَالْمُرَادُ مِنْ مَكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِهِمْ اَنْ رَفَعَهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَمَا مَكَّنَهُمْ مِنْ اِيْصَالِ الشَّرِّ اِلَيْهِ ''اور یہود کا مکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ تھا کہ انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا مکر یہود سے۔ سو اس کی کئی صورتیں ہوئیں...... ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہ اس طرح ہوا کہ یہود کے ایک بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا اور جبرائیل علیہ السلام ایک گھڑی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا نہ ہوتا تھا اور یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ''وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ''یعنی ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبرائیل سے مدد دی۔ پس جب یہود نے قتل کا ارادہ کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان میں داخل ہو جانے کے لئے فرمایا۔ اس مکان میں کھڑکی تھی۔ پس جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ایک اور آدمی کے اوپر ڈال دی۔ پس وہی پکڑا گیا اور پھانسی پر لٹکایا گیا...... غرضیکہ یہود کے ساتھ اللہ کے مکر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہود کو حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ شرارت کرنے سے روک لیا۔

۴...... اب ہم امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ امام موصوف قادیانی عقیدہ کے مطابق نویں صدی ہجری میں مجدد مبعوث ہو کر آئے تھے اور ان کا مرتبہ ایسا بلند تھا کہ جب انہیں ضرورت پڑتی تھی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بالمشافہ زیارت کر کے حدیث دریافت کر لیا کرتے تھے۔ (ازالہ اوہام ص۱۵۱،۱۵۲، خزائن ج۳ ص۱۷۷)

''فَلَمَّا اَحَسَّ (عَلِمَ) عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ وَاَرَادُوْا قَتْلَهٗ وَمَكَرُوْا (اَىْ كُفَّارُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ بِعِيْسٰى اِذَا وَكَّلُوْا بِهٖ مَنْ يَقْتُلُهٗ غِيْلَةً) وَمَكَرَ اللّٰهُ (بِهِمْ بِاَنْ اَلْقٰى شِبْهَ عِيْسٰى عَلٰى مَنْ قَصَدَ قَتْلَهٗ فَقَتَلُوْهُ وَرُفِعَ عِيْسٰى) وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (اَعْلَمُهُمْ بِهٖ)'' (جلالین ص۵۲)

''پس جب عیسیٰ علیہ السلام نے یہود کا کفر معلوم کر لیا اور یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کر لیا...... اور یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا۔ جب انہوں نے مقرر کیا ایک آدمی کو کہ وہ قتل کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دھوکا سے اور اللہ تعالیٰ نے یہود کے ساتھ مکر کیا اس طرح کہ ڈال دی شبیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس شخص پر جس نے ارادہ کیا تھا ان کے قتل کا۔ پس یہود نے قتل کیا اس شبیہ کو اور اٹھالئے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ تمام تدبیریں کرنے والوں میں سے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔''

۵...... اب ہم اس بزرگ کی تفسیر بیان کرتے ہیں جن کو قادیانی و لاہوری مجدد صدی دوازدہم مانتے ہیں اور مرزا قادیانی اپنی کتاب (کتاب البریہ ص۴۷، خزائن ج۱۳ ص۹۲) میں لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب کامل ولی اور صاحب خوارق و کرامات بزرگ تھے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تاویل الاحادیث میں فرماتے ہیں: ''كَانَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَاَنَّهٗ مَلَكٌ يَمْشِىْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَاتَّهَمَهُ الْيَهُوْدُ بِالزَّنْدَقَةِ وَاَجْمَعُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ فَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ فَجَعَلَ لَهٗ هَيْئَةً مِثَالِيَةً وَرَفَعَهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَاَلْقٰى شِبْهَهٗ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ شِيْعَتِهٖ اَوْ عَدُوِّهٖ فَقَتَلَ عَلٰى اَنَّهٗ عِيْسٰى ثُمَّ نَصَرَ اللّٰهُ شِيْعَتَهٗ عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ''

''اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو گویا ایک فرشتہ تھے کہ زمین پر چلتے تھے۔ پھر یہودیوں نے ان پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی اور قتل پر جمع ہو گئے۔ پس انہوں نے تدبیر کی اور خدا نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

اللہ نے ان کے واسطے ایک صورت مثالیہ بنادی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کے گروہ میں سے یا ان کے دشمن کے ایک آدمی کو ان کی صورت کا بنادیا۔ پس وہ قتل کیا گیا اور یہودی اسی کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھتے تھے۔“

(تاویل الاحادیث ص۶۰)

۶...... امام وقت شیخ الاسلام حافظ ابن کثیرؒ کی تفسیر۔

قادیانی اور لاہوری بیک زبان چھٹی صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے ان کا مبعوث ہونا مانتے ہیں۔

(دیکھو عسل مصفّٰی حصہ اوّل ص۱۶۳تا۱۶۵)

”فَلَمَّا اَحَاطُوْا بِمَنْزِلَةٍ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ ظَفَرُوْا بِهٖ نَجَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ بَيْنِهِمْ وَرَفَعَهُ مِنْ رَوْزَنَةِ ذَالِكَ الْبَيْتِ اِلَى السَّمَاءِ وَاَلْقَى اللّٰهُ شِبْهَهُ عَلٰى رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ عِنْدَهُ فِى الْمَنْزِلِ فَلَمَّا دَخَلُوْا اُولٰئِكَ اِعْتَقَدُوْهُ فِىْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ عِيْسٰى فَاَخَذُوْهُ واهانوه صَلَبُوْهُ وَوَضَعُوْا عَلٰى رَأْسِهٖ الشَّوْكَ وَكَانَ هٰذَا اَمْرُ اللّٰهِ بِهِمْ فَاِنَّهٗ نَجّٰى نَبِيَّهٗ وَرَفَعَهٗ مِنْ بَيْنِ اَظْهَرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ضَلَالِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (ابن كثير ج۱ ص ٣٦٤)“ ﴿جب یہود نے آپ کے مکان کو گھیر لیا اور گمان کیا کہ آپ پر غالب ہوگئے ہیں تو خدا تعالیٰ نے ان کے درمیان سے آپ کو نکال لیا اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھالیا اور آپ کی شباہت اس پر ڈال دی جو اس مکان میں آپ کے پاس تھا۔ سو جب وہ اندر گئے تو اس کو رات کے اندھیرے میں عیسیٰ خیال کیا۔ پس اسے پکڑا اور سولی دیا اور سر پر کانٹے رکھے اور ان کے ساتھ خدا کا یہی مکر تھا کہ اپنے نبی کو بچالیا اور اسے ان کے درمیان سے اوپر اٹھالیا اور ان کو ان کی گمراہی میں حیران چھوڑ دیا۔﴾

۷...... (تفسیر مظہری ج۲ص۲۴۷) پر ہے: ”کلبی نے بواسطہ ابوصالح حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے آئی آپ کو دیکھ کر کہنے لگے جادوگر، جادوگرنی کا بیٹا آ گیا۔ آپ پر بھی تہمت لگائی اور آپ کی والدہ پر بھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر لعنت کی اور ان کو بددعا دی۔ فوراً اللہ تعالیٰ نے ان کی شکلیں مسخ کردیں۔ یہودیوں کا سردار یہودا تھا۔ اس نے جو یہ بات دیکھی تو گھبرا گیا اور آپ کی بددعا سے ڈر گیا۔ آخر تمام یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالنے پر متفق الرائے ہوگئے اور قتل کرنے کے ارادے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بڑھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جرائیل علیہ السلام کو بھیج دیا۔ جرائیل علیہ السلام نے آپ کو چھت کے روشن دان سے نکالا پھر وہاں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا یہودا اندر گیا اس کی شکل عیسیٰ علیہ السلام جیسی بنادی۔ لوگوں نے (یہودا) کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کردیا۔“

۸...... (معالم التنزیل ج۱ص۱۶۲) پر تفسیر مظہری کی محولہ بالا روایت کو نقل کیا گیا ہے۔

۹...... (تفسیر مواہب الرحمٰن ج۳ص۱۹۹) پر ہے: ”مکروا“ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے واسطے ایسے شخص کو مقرر کیا جو ان کو فریب میں دھوکے سے قتل کر ڈالے۔ ”ومکر اللہ“ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈال دی۔ جس نے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا قصد کیا تھا۔ پس کافروں نے اسی کو قتل کر ڈالا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا۔

۱۰...... (تفسیر ابی السعود ج۲ص۴۲) پر ہے: ”یہودیوں نے آپ کو دھوکہ سے قتل کرنے کے لئے آدمی مقرر کیا اور اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا۔ آگے حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر مظہری ومعالم

التنزیل والی روایت نقل کی ہے۔“

۱۱...... زمخشری نے (کشاف ج۱ص۳۶۶) پر لکھا ہے کہ: ”مکر اللّٰہ ان رفع عیسٰی الی السماء والقٰی شبہ علی من اراد اغتیالہ حتی قتل اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان کی شباہت اس آدمی پر ڈال کر قتل کرا دیا جو آپ کو دھوکہ سے قتل کرنا چاہتا تھا۔“

۱۲...... تفسیر بغوی میں بھی یہی منقول ہے۔

۱۳...... (تفسیر درمنثور ج۲ص۳۶) پر ہے: ”وصعد بعیسٰی الی السماء عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا۔“

۱۴...... (تفسیر روح المعانی ج۳ص۲۵۷) پر ہے: ”قال ابن عباس لما اراد ملک بنی اسرائیل قتل عیسٰی علیہ السلام دخل غرفۃ وفیھا سکوۃ فرفعہ جبرائیل علیہ السلام من السکوۃ الی السماء“ ﴿ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہودیوں کے بادشاہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو عیسیٰ علیہ السلام ایک کمرہ میں داخل ہوئے جس میں روشن دان تھا۔ اس سے جبرائیل علیہ السلام آپ کو آسمانوں پر اٹھا کر لے گئے۔﴾

۱۵...... (تفسیر ابن جریر طبری ج۳ص۲۸۹) پر ہے: ”وصعد بعیسٰی الی السماء“ ﴿عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔﴾ ہم نے اختصار کے ساتھ ان قدیم تفاسیر کے حوالہ جات آپ کے سامنے رکھے۔

چیلنج

ہمارا دعویٰ ہے کہ پوری امت کے تمام قدیم مفسرین نے اس آیت کے تحت میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کو ثابت کیا ہے۔ ایک مفسر کا بھی اس میں اختلاف نہیں۔ قادیانی کرم فرما، کیا اس کے خلاف ثابت کر کے ہمارے چیلنج و دعویٰ کو غلط ثابت کر سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔

قادیانی اعتراض: ۱

مفسرین نے مختلف اقوال پیش کئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت جس پر ڈالی گئی وہ عیسیٰ علیہ السلام کا مخلص مرید تھا یا دشمن کافر؟ تو اختلاف ثابت ہو گیا۔

جواب: عیسیٰ علیہ السلام کی جس پر شبیہ ڈالی گئی اس کا نام قرآن مجید نے ذکر نہیں کیا۔ نہ ہی قرآن مجید کا یہ موضوع ہے وہ کون تھا؟ یہ تاریخ کا موضوع ہے۔ اس کے نام کا تعین کرنے کے لئے لامحالہ مسیحی قدیم روایات کو دیکھنا ہوگا۔ چونکہ ان کی کتب میں اختلاف ہے۔ اس لئے مفسرین نے کمال دیانت کے ساتھ اس اختلاف کو بیان کر دیا۔ جہاں تک نفس واقعہ کا تعلق ہے وہ اتنا ہے کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کے درپے قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قریب بھی یہود کو نہ پھٹکنے دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا۔ پوری امت کے خیر القرون کے زمانہ سے اس وقت تک تمام مستند و قابل ذکر و قابل فخر مفسرین نے یہی اس آیت سے سمجھا ہے۔ ہم نے ان مفسرین کے بھی حوالے نقل کر دیئے جنہیں قادیانی اپنے اپنے دور کا مجدد مانتے ہیں۔ ان سب کا اتفاق ہے۔ وہ سب اس آیت کے نفس واقعہ پر متفق ہیں۔ کسی ایک کو اختلاف نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ یہی ”مکر اللّٰہ“ کی تفسیر ہے۔ ہم پھر اپنے چیلنج کو دہراتے ہیں کہ اس سے رفع روحانی، عیسیٰ علیہ السلام کو تازیانے مارنے، صلیب پر چڑھانے، کشمیر جانے کی قادیانی خود تراشیدہ تحریف کو کسی ایک مفسر

نے ذکر نہیں کیا۔ یہ خالصتاً تحریف اور قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں تمام قدیم مفسرین کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا۔ کوئی قادیانی ماں کا لال ہمارے چیلنج کو قیامت کی صبح تک نہیں توڑ سکتا۔ ”وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار“

قادیانی اعتراض:۲

یہود نے یہ مکر اور تدبیر قتل آپ کے حق میں کیوں کی؟

جواب: یہود نے آپ کے معجزات کو جادو قرار دے کر آپ کو جادوگر ٹھہرایا اور پھر قتل کا حکم لگایا اور اس کی صورت صلیب پر کھینچنا تجویز کی۔ چنانچہ اوپر کی آیت میں معجزات کو جادو قرار دینا صاف مذکور ہے اور آیت مندرجہ عنوان کے قبل بھی ذکر معجزات اس امر پر دلالت کر رہا ہے اور ”فلما احس عیسیٰ منهم الکفر“ کے یہی معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کفار یہود سے مکر، قتل کا احساس کیا۔ اس جگہ کفر بمعنی ”قتل من باب تسمیه الشئ باسم سببه“ ہے۔ یعنی کسی شئے کے وہ نام بولنا جو اس کے سبب کا نام ہے۔ چنانچہ مطول میں لکھا ہے: ”رعینا الغیث ای النبات الذی سببه الغیث (مطول) چرائی ہم نے بارش یعنی نباتات جس کے اگنے کا سبب بارش ہے۔“

اسی طرح آیت: ”وَمَا اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ (جاثیه:۵)“ ﴿میں رزق بمعنی مطر یعنی بارش سبب ہے رزق کے پیدا ہونے کا۔﴾ اس طرح اس کے نظائر قرآن شریف میں بکثرت ہیں اور کتب بلاغت میں اس قاعدے کی تصریح موجود ہے۔ دیگر یہ کہ کفر کا احساس کے ساتھ ذکر کرنا بھی اس امر کا مؤید ہے کہ اس جگہ کفر سے مراد قتل ہے۔ کیونکہ احساس ایسے مواقع میں اس جگہ مستعمل ہوتا ہے۔ جہاں کوئی خوفناک امر ہو جیسے آیت: ”فَلَمَّا اَحَسُّوۡا بَأۡسَنَا (انبیاء:۱۲)“ اور نیز آیت: ”اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ (آل عمران:۱۵۲) ای تقتلونهم“

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ: ”فَلَمَّا اَحَسَّ عِیۡسٰی مِنۡهُمُ الۡکُفۡرَ“ میں کفر بمعنی قتل ہے۔ پس مکر یہود کی صورت ارادۂ قتل وصلب عیسیٰ علیہ السلام متعین ہو گئی۔

قادیانی اعتراض:۳

کیا مفسرین کے اس قول کی تائید قرآن سے ہو سکتی ہے کہ مکر سے مراد قتل ہے؟

جواب: ۱...... کیوں نہیں؟ بے شک مفسرین رحمہم اللہ کے بیان کی تائید میں کئی آیات ہیں۔ ”منها قوله تعالیٰ حَاکِیًا عن اخوة یوسف اِقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ اَوِاطۡرَحُوۡهُ اَرۡضًا (یوسف:۹)“ ﴿یوسف کو قتل کر ڈالو یا اسے کسی زمین میں پھینک دو۔﴾

اور اس تدبیر قتل کا نام مکر رکھا۔ چنانچہ اسی سورۂ یوسف:۱۰۲ ہی میں ”وَهُمۡ یَمۡکُرُوۡنَ“ فرمایا اور نیز سورۂ نمل میں صالح علیہ السلام کے بیان میں فرمایا: ”وَکَانَ فِی الۡمَدِیۡنَةِ تِسۡعَةُ رَهۡطٍ یُّفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا یُصۡلِحُوۡنَ ○ قَالُوۡا تَقَاسَمُوۡا بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَّهٗ وَاَهۡلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوۡلَنَّ لِوَلِیِّهٖ مَاشَهِدۡنَا مَهۡلِكَ اَهۡلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ (نمل:۴۹،۴۸)“ ﴿اور اس شہر میں نو شخص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے پس میں کہا کہ خدا کی قسم کھاؤ کہ اس (صالح) کو اور اس کے اہل کو راتوں رات قتل کر ڈالیں گے پھر اس کے ولی کو کہیں گے کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع ووقت پر حاضر نہ تھے اور ہم ضرور سچے ہیں۔﴾

یعنی نو مفسدوں نے آپس میں یہ منصوبہ باندھا اور اس پر قسمیں کھانے کو کہا کہ صالح علیہ السلام کو اور آپ کے اہل کو راتوں رات قتل کر ڈالیں۔ ان کی اس تدبیر شر کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس سے آگے فرمایا: ’’وَمَكَرُوْا مَكْرًا (نمل:۵۰) ‘‘ یعنی انہوں نے بڑا بھاری مکر کیا یعنی پوشیدہ طور پر نبی اللہ صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کی تدبیر کی اسی طرح حضرت سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی نسبت کفار نے جو مشورہ کیا اس کی نسبت فرمایا: ’’وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (الانفال:۳۰) ‘‘ ﴿اور جب کفار تدبیر کرتے تھے کہ تجھے قید کر لیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں وہ بھی تدبیر کرتے تھے اور خدا بھی تدبیر کرتا تھا اور خدا بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔﴾

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت کفار نے جو مشورہ کیا اس کی نسبت فرمایا: ’’فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ اِلَّا اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْحَرِّقُوْهُ (عنکبوت:۲۴) ‘‘ ﴿اور اس کی قوم سے کوئی جواب بن نہ آیا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا اسے قتل کر ڈالو یا آگ میں جلادو۔﴾

اور ان کے منصوبہ کا نام کید رکھا۔ چنانچہ سورۂ انبیاء میں فرمایا: ’’وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (انبیاء:۷۰) ‘‘ ﴿انہوں نے اس کی نسبت خفیہ تدبیر کی بس ہم نے انہی کو کر دیا نقصان اٹھانے والے۔﴾

اور مکر اور کید مترادف ہیں۔ چنانچہ مصباح میں ہے: ’’كَادَهٗ، مَكَرَبِهٖ‘‘

۲...... ان تمام آیات میں کفار کے مکر و کید کی کئی شکلیں بیان ہوئیں۔ جن میں مکر کی ایک شکل قتل کا بھی بیان ہے۔ جہاں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہود کے مکر کا تعلق ہے تو وہ صرف قتل ہے۔ جیسا کہ ’’انا قتلنا المسیح‘‘ سے واضح ہے۔

قادیانی اعتراض:۴

کفار ماکرین کے ساتھ سنت الٰہی کیا ہے اور ان کے مکر کا انجام کیا ہوا کرتا ہے؟

جواب: ماکرین کو ہلاک کرنا اور ان کے مکر کا وبال انہی پر نازل کرنا اور اپنے عباد مرسلین کو ان کے مکر سے بچالینا۔

دلیل: اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاطر وغیرہ میں فرمایا:

۱...... ’’وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ (فاطر:۱۰) ‘‘ یعنی جو لوگ بری تدبیریں اور منصوبے باندھتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہوگا اور ان کا مکر وہی ہلاک ہوگا۔

۲...... ’’وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر:۴۳) ‘‘ اسی صورت میں کہ بری تدبیر کا وبال اس کے اہل ہی پر پڑا کرتا ہے۔

۳...... ’’وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (المؤمن:۵) ‘‘ ہر امت نے اپنے رسول کو ماخوذ کرنے پر کمر باندھی اور لانے لگے جھوٹے جھگڑے تا کہ اس ناحق سے حق کو باطل کر دیں۔ پس میں نے انہی کو عذاب میں گرفتار کیا۔ پس میرا عذاب ان پر کیسا سخت ہوا۔

۴...... ’’وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (الانبیاء:۷۰) ‘‘ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

حق میں جو کہ مکر اور کید ان کی قوم نے کیا تھا اس کی بابت فرمایا کہ انہوں نے اس کے ساتھ ایک بھاری مکر کرنا چاہا۔ پس ہم نے انہیں کو سخت زیان کار اور سخت پست اور ذلیل کر دیا۔

۵...... ’’فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ (الصّٰفّٰت:۹۸)‘‘ پھر چاہنے لگے اس پر برا داؤ کرنا پھر ہم نے ڈالا انہیں کو نیچے۔

۶...... ’’قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (النحل:۲۶)‘‘ کفار مکہ کے پیشتر بہت لوگوں نے مکر اور تدابیر کیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی عمارات کو بنیادوں سے گرا دیا اور ان پر چھت ان کے اوپر سے گر پڑے اور ان کو ایسی جگہ سے عذاب آیا۔ جہاں سے ان کو شعور بھی نہ تھا۔

۷...... ’’وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۞ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ (ابراهيم:۴۶،۴۷)‘‘ سورۂ ابراہیم میں بڑے زور اور تاکید سے فرمایا کہ کفار مکہ نے جہاں تک ان سے ہو سکا بہت سی تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ کو ان کی سب تدبیریں معلوم ہیں۔ اگرچہ ان کی تدابیر اور مکر ایسے زبردست اور محکم ہوں کہ ان سے زوال جبال یعنی پہاڑوں کا گر جانا ممکن ہو سکے تو بھی ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے اس وعدے کو خلاف کرے گا۔ جو اس نے اپنے رسولوں سے کیا ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب ہے اور اعداء سے بدلہ لینے والا ہے۔

۸...... ’’وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۞ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ (الصّٰفّٰت:۱۷۱،۱۷۲)‘‘ اور اس وعدے کی نسبت سورۂ صافات میں فرمایا کہ بے شک ہمارا اپنے عباد مرسلین سے پہلے ہی سے وعدہ ہو چکا ہے کہ وہ ضرور ضرور منصور ہوں گے۔

۹...... ’’كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (مجادله:۲۱)‘‘ سورۂ مجادلہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امر مقرر کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور ضرور غالب رہیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور بڑا غالب ہے۔

۱۰...... ’’وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۞ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَاشَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۞ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۞ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (النمل:۴۸تا۵۳)‘‘ اور سورۂ نمل میں حضرت صالح علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا کہ اس شہر میں نو شخص مفسد اور غیر مصلح تھے۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ صالح علیہ السلام اور آپ کے ولی یعنی حامی و وارث کو کہیں گے کہ ہم تو اس کے اہل بیت کے مرنے کے موقع اور وقت پر حاضر ہی نہ تھے اور ہم ضرور سچے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ انہوں نے بڑا بھاری مکر کیا تھا اور ہم نے بھی مکر (تدبیر محکم) کیا اور وہ ہماری تدبیر کا شعور نہ رکھتے تھے۔ پس دیکھ ان کے مکر کا انجام کیا ہوا کہ ہم نے ان نو مفسدوں اور ان کے باقی حامی کاروں سب کو بالکل ہلاک کر دیا۔ پس یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب اجڑے پڑے ہیں۔ بے شک اس معاملہ میں علم والے یعنی سمجھ والے لوگوں کے لئے (رسولوں کی نصرت اور ان کے

دشمنوں کی ذلت کا) بڑا ابھاری نشان ہے اور ہم نے مؤمنین اور متقین یعنی اتباع صالح علیہ السلام کو بچالیا۔ انتہی!

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں رسل اللہ کے برخلاف کفار کے مکر کا ذکر ہے۔ اس جگہ یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو ان کے مکر اور شر سے محفوظ رکھتا ہے اور الٹا ماکرین ہی پر وبال وعذاب نازل کیا کرتا ہے سو اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں بھی اسی طرح کی آیت آئی ہے جیسے حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت سید المرسلین ﷺ کے حق میں وارد ہے۔ یہ کس قدر غلط اور لغو بات ہے کہ جو الفاظ دیگر رسولوں کے محفوظ رہنے پر دلالت کریں انہی الفاظ کے ہوتے ہوئے حضرت کلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ السلام اس قدر ذلت اور خواری سے صلیب پر کھینچے جائیں کہ آپ کی مبارک رانوں پر میخیں لگائی جائیں اور آپ کے پاک ہاتھوں میں کیلیں ٹھونکی جائیں اور آپ کے مقدس سر پر کانٹوں کی ٹوپی پہنائی جائے اور آپ کے خزانہ حکمت کی پسلی میں تیر مارا جائے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ جس امر کی تاکید کے لئے اللہ تعالیٰ اس قدر تاکید فرمادے اور بالالتزام بیان کرے۔ اسی امر کو برخلاف مراد الٰہی اپنا عقیدہ بنایا جائے؟

قادیانی اعتراض:۵

یہود نے قتل کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا۔ تدبیر یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے قدرت نمائی کی۔ یہ تدبیر نہ ہوئی۔

جواب: یہود نے اپنی طاقت کے مطابق تدبیر کی۔ اللہ تعالیٰ رب العزت نے اپنی قدرت وطاقت کے مطابق تدبیر کی۔ مخلوق اور خالق کی طاقت کا قدرت حق سے تقابل توہین باری تعالیٰ ہے۔

قادیانی اعتراض:۶

سیدنا مسیح علیہ السلام کی شکل دوسرے شخص پر ڈال دی۔ دوسرے شخص کی شکل ہو بہو مسیح کی شکل ہوگئی یہ کیسے ممکن ہے؟

جواب: قرآن مجید میں صراحت سے مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عصاء (لکڑی) کو سانپ بنادیا۔ جس نے حرکت کی اور تمام جادوگروں کی اشیاء کو ہڑپ کر گیا جو خداوند کریم بے جان لکڑی کی شکل بدل کر جاندار جانور بنانے پر قادر ہیں۔ اس ذات نے ایک انسان کی شکل دوسرے پر ڈال دی تو اس میں اشکال کیا ہے؟

قادیانی اعتراض:۷

اللہ تعالیٰ نے باقی انبیاء علیہم السلام حتیٰ کہ خود آنحضرت ﷺ کی زمین پر حفاظت کی، وہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر کیوں لے گئے؟

جواب: ا...... ہر نبی کی اپنی خصوصیت تھی۔ حق تعالیٰ شانہ نے تمام انبیاء کو مختلف خصوصیات سے سرفراز فرمایا۔ کسی کو کوئی خصوصیت دی۔ کسی کو کوئی۔ خصوصیت کی تعریف ہی یہ ہے۔ ’’خاصة الشئ یوجد فیه ولا یوجد فی غیره‘‘ تمام انبیاء کو زمین سے زمین پر ہجرت کرائی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ ان کو آسمانوں پر ہجرت کرائی۔ باقی رہا کیوں؟ تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے۔ لیکن جہاں تک نصوص کا تعلق ہے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو پانی سے پار کیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی کردی۔ سیدنا آدم علیہ السلام کو آسمانوں سے زمین پر اتارا۔ (۱) بہتے دریا سے راستہ کا بن جانا۔ (۲) جلتی آگ کا نہ جلانا۔ خود جل رہی ہے مگر ابراہیم علیہ السلام اس میں محفوظ ہیں۔

(۳) آدم علیہ السلام کا آسمانوں سے زمین پر آنا۔ اگر صحیح اور ممکن ہے تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا کیوں غلط اور نہ ممکن ہے؟

۲...... ''وانہ لعلم للساعۃ'' سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ ان کو قیامت تک ایسے ماحول میں رکھا جاسکتا ہے جو مرور زمانہ کے اثرات سے محفوظ ہو اور وہ آسمان ہی ہیں کہ مرور زمانہ کا اس ماحول کے باشندگان (ملٰئکۃ) پر کوئی اثر نہیں۔

۳...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نفخۂ جبرائیل سے پیدا ہوئے تو ان کی ملکوتی صفات کے ظہور کے لئے آسمانوں پر جانا عین تقاضہ تھا جسے حق تعالیٰ نے پورا فرمایا۔ اس لئے جائے اعتراض نہیں جائے تسلیم ہے۔ (خذو کن من الشاکرین)

قادیانیوں سے سوال

۱...... مرزا قادیانی! آپ کی ساری تحریر کا مطلب تو یہ ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دے کر لعنتی ثابت کرنا چاہتے تھے اور یہی ان کا مکر تھا۔ اس کے مقابلہ پر خدا نے پھانسی پر جان نہ نکلنے دی اور کسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بچ جانے کا سوائے آپ کے پتہ بھی نہ لگ سکا اس بناء پر تو یہودی اپنی تدبیر میں خوب کامیاب ہوگئے۔ یعنی نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملعون ہی ثابت کر دیا بلکہ کروڑ ہا نصاریٰ سے عیسیٰ علیہ السلام کے ملعون ہونے کے عقیدہ کا اقرار بھی لے لیا۔ پس بتلایئے! کون اپنی تدبیر میں غالب رہا۔ یہود یا خدا احکم الحاکمین؟ آپ کے بیان کے مطابق تو یہود کا مکر ہی غالب رہا۔

۲...... سبحان اللہ! یہ بھی کوئی کمال ہے کہ یہودیوں نے جو کچھ چاہا حضرت مسیح علیہ السلام سے کرلیا۔ خدا منع نہ کرسکا۔ اگر کیا تو یہ کہ عزرائیل کو حکم دے دیا کہ دیکھنا اس کی روح مت نکالنا پھر ساتھ ہی دعویٰ کرتا ہے کہ میں تمام تدبیریں کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہوں۔ کیا اس قادیانی تحریف کا قرآنی اسلوب متحمل ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی دلیل

''قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (آل عمران:۵۵)'' ﴿جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا پھر فیصلہ کردوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے ہو۔﴾

ترجمہ وتفسیر

یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے پکڑنے اور قتل کرنے کی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت اور عصمت کی ایسی تدبیر فرمائی جو ان کے وہم وگمان سے بھی بالا اور برتر تھی۔ وہ یہ کہ ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہودی جب گھر میں داخل ہوئے تو اس ہم شکل کو پکڑ کرلے گئے اور عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر اس کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والے ہیں۔ کوئی تدبیر اللہ کی تدبیر کا مقابلہ نہیں

کر سکتی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پریشانی دور کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ اے عیسیٰ تم گھبراؤ نہیں، تحقیق میں تم کو تمہارے ان دشمنوں سے بلکہ اس جہاں ہی سے پورا پورا لے لوں گا اور بجائے اس کے کہ یہ نابکار تجھ کو پکڑ کر لے جائیں اور صلیب پر چڑھائیں میں تجھ کو اپنی پناہ میں لے لوں گا اور آسمان پر اٹھاؤں گا کہ جہاں کوئی پکڑنے والا پہنچ ہی نہ سکے اور تجھ کو ان ناپاک اور گندوں سے نکال کر پاک اور صاف مطہر اور معطر جگہ میں پہنچادوں گا کہ تجھ کو کفر اور عداوت کا رائحہ بھی محسوس نہ ہو اور یہ نابکار تجھ کو بے عزت کر کے تیرے اور تیرے دین کے اتباع سے لوگوں کو روکنا چاہتے ہیں اور میں اس کے بالمقابل تیرے پیروؤں کو تیرے کفر کرنے والوں پر قیامت تک غالب اور فائق رکھوں گا۔ تیرے خدام اور غلام ان پر حکمران ہوں گے اور یہ ان کے محکوم اور باج گزار ہوں گے۔ قیامت کے قریب تک یوں ہی سلسلہ رہے گا کہ نصاریٰ ہر جگہ یہود پر غالب اور حکمران رہیں گے اور اپنی ذلت و مسکنت کا اور حضرت مسیح بن مریم کے نام لیواؤں کی عزت و رفعت کا مشاہدہ کرتے رہیں گے اور اندر سے تلملاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب قیامت قریب آجائے گی اور دجال کو جیل خانہ سے چھوڑ دیا جائے گا تا کہ یہود بے بہبود اپنی عزت اور حکومت قائم کرنے کے لئے اس کے اردگرد جمع ہو جائیں تو یکا یک عیسیٰ علیہ السلام بصد جاہ وجلال آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو جو یہود کا بادشاہ بنا ہوا ہوگا اس کو تو خود اپنے دست مبارک سے قتل فرمائیں گے اور باقی یہود کا قتل وقتال اور اس جماعت کا بالکلیہ استیصال امام مہدی اور مسلمانوں کے سپرد ہوگا۔ دجال کے متبعین کو چن چن کر قتل کیا جائے گا۔ نزول سے پہلے یہود اگر چہ حضرت مسیح علیہ السلام کے غلام اور محکوم تھے مگر زندہ رہنے کی تو اجازت تھی مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد زندہ رہنے کی بھی اجازت نہ رہے گی۔ ایمان لے آؤ یا اپنے وجود سے بھی دستبردار ہو جاؤ اور نصاریٰ کو حکم ہوگا کہ میری الوہیت اور ابنیت کے عقیدہ سے تائب ہو جاؤ اور مسلمانوں کی طرح مجھ کو اللہ کا بندہ اور رسول سمجھو اور صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کریں گے اور سوائے دین اسلام کے کوئی دین قبول نہ فرمائیں گے۔ الغرض نزول کے بعد اس طرح تمام اختلافات کا فیصلہ فرمائیں گے۔ جیسا کہ آئندہ آیت میں اس طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ پھر تم سب کا میری طرف لوٹنا ہے۔ پس اس وقت میں تمہارے اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔ وہ فیصلہ یہ ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہود کا یہ زعم باطل ہو جائے گا کہ ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ ”کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رُسُوْلَ اللّٰہِ“ اور نصاریٰ کا یہ زعم باطل ہوگا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں اور حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے گا اور روز روشن کی طرح تمام عالم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور اسی جسم کے ساتھ آسمان سے اترے ہیں۔

لفظ توفی کی تحقیق

قبل اس کے کہ ہم ان آیات کی مفصل تفسیر کریں لفظ توفی کی تحقیق ضروری سمجھتے ہیں۔

توفی وفا سے مشتق ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں یہ مادہ خواہ کی شکل اور کسی ہیئت میں ظاہر ہو مگر کمال اور تمام کے معنی کو ضرور لئے ہوئے ہوگا۔ ”کما قال تعالٰی وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ (بقرہ:۴۰)“ تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔ ”وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ (اسراء:۳۵)“ ماپ کو پورا کرو جب تم تولا کرو ”یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (دھر:۷)“ اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں۔ ”وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (آل

عمران:۱۸۵) ’’جزایں نیست کہ تم پورا پورا اجر قیامت کے دن دیئے جاؤ گے۔ یعنی کچھ تھوڑا بہت اجر تو دنیا میں بھی مل جائے گا مگر پورا پورا اجر قیامت کے دن ہی ملے گا۔

اور لفظ توفی جو اسی مادہ یعنی وفا سے مشتق ہے اس کے اصلی اور حقیقی معنی ’’اخذ الشئ وافیا‘‘ کے ہیں۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا کہ باقی کچھ نہ رہے۔ قرآن اور حدیث اور کلام عرب میں جس جگہ بھی یہ لفظ مستعمل ہوا ہے سب جگہ توفی سے استیفاء اور اکمال اور اتمام ہی کے معنی مراد لئے گئے ہیں۔ توفی سے اگر کسی جگہ موت کے معنی مراد لئے گئے ہیں تو وہ کنایۃً اور لزوماً مراد لئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ استیفا عمر اور اتمام عمر کے لئے موت لازم ہے۔ توفی عین موت نہیں بلکہ موت تو توفی بمعنی اکمال عمر اور اتمام زندگی کا ایک ثمرہ اور نتیجہ ہے۔

توفی کا لغوی معنی

(لسان العرب ج۱۵ ص۳۵۹) میں ہے: ’’توفی المیت استیفاء مدة التی وفیت له وعدد ایامه وشهوره وعوامه فی الدنیا‘‘

یعنی میت کے توفی کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مدت حیات کو پورا کرنا اور اس کی دنیاوی زندگی کے دنوں اور مہینوں اور سالوں کو پورا کر دینا۔ مثلاً کہا جاتا ہے، فلاں بزرگ کا وصال یا انتقال ہوگیا۔ وصال کے اصل معنی ملنے کے ہیں اور انتقال کے اصل معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانے کے ہیں۔ بزرگوں کی موت کو موت کے لفظ سے تعبیر کرنا عرف میں خلاف ادب سمجھا جاتا ہے اس لئے بجائے موت کے لفظ وصال اور انتقال مستعمل ہوتا ہے۔ یعنی اپنے رب سے جا ملے اور دار فانی سے دار جاودانی کی طرف انتقال فرمایا اور کبھی اس طرح کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے یا یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اس عالم سے رخصت ہوا یا فلاں شخص گزر گیا تو کیا اس استعمال سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وصال اور انتقال اور رحلت اور رخصت وغیرہ ان الفاظ کے حقیقی اور اصلی معنی موت کے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ اصلی اور حقیقی معنی تو اور ہیں۔ تشریف اور تکریم کی غرض کہ بزرگوں کی موت کو وصال اور انتقال کے لفظ سے تعبیر کر دیا گیا۔ اسی طرح توفی کے لفظ کو سمجھئے کہ اصلی اور حقیقی معنی تو استیفاء اور اکمال کے ہیں۔ مگر بعض مرتبہ بغرض تشریف وتکریم کسی کی موت کو توفی کے لفظ سے کنایۃً تعبیر کر دیا جاتا ہے جس سے قادیان اور چناب نگر کے احمق اور نادان یہ سمجھ گئے کہ توفی کے حقیقی معنی ہی موت کے ہیں۔

۲...... (علامہ زمخشری اساس البلاغۃ ج۲ ص۳۰۴) میں تصریح فرماتے ہیں کہ توفی کے حقیقی اور اصلی معنی استیفاء اور استکمال کے ہیں اور موت کے معنی مجازی ہیں: ’’وفی بالعهد واوفی به وهو وفا من قوم وهم اوفیاء واوفاه واستوفاه توفاه استکمله ومن المجاز توفی وتوفاه الله ادرکه الوفاة‘‘

۳...... علامہ زبیدی تاج العروس (شرح قاموس ج۲۰ ص۳۰۱) مادہ وفی پر فرماتے ہیں: ’’وفی الشئی وفیاً ای تم وکثرفهو وفی وواف بمعنی واحد وکل شی بلغ تمام الکمال فقد وفٰی وتم ومنه اوفی فلانا حقه اذا عطاه وافیا واوفاه فاستوفٰی وتوفاه ای لم یدع منه شیئا فهما مطا وعان لاوفاه وافاه ومن المجاز ادرکته الوفاة ای والموت والمنیة وتوفی فلان اذا مات وتوفاه الله عزوجل اذا قبض نفسه‘‘

توفی کا حقیقی معنی موت نہیں

اب ہم چند آیتیں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوجائے گا کہ توفی کی حقیقت موت نہیں بلکہ توفی موت کے علاوہ کوئی اور شئے ہے۔

آیت اوّل: ’’اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لم تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى (الزمر:٤٢)‘‘یعنی اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے روحوں کو جب وقت ہوان کے مرنے کا اور جو نہیں مرے ان کو قبض کرتا ہے وقت نیند کے۔ پس روک لیتا ہے ان کو جن پر موت مقدر کی ہے اور واپس بھیج دیتا ہے دوسروں کو وقت مقرر تک۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی بمعنی موت کا نام نہیں بلکہ توفی موت کے علاوہ کوئی اور شئے ہے کہ جو کبھی موت کے ساتھ جمع ہوتی ہے اور کبھی نیند کے ساتھ۔ یعنی تمہاری جانیں خدا کے قبضہ اور تصرف میں ہیں۔ ہر روز سوتے وقت تمہاری جانیں کھینچتا ہے اور پھر واپس کر دیتا ہے۔ مرنے تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور جب موت کا وقت ہوتا ہے تو پھر جان کھینچنے کے بعد واپس نہیں کی جاتی۔ خلاصہ یہ کہ آیت ہذا میں توفی کی موت اور نیند کی طرف تقسیم اس امر کی صریح دلیل ہے کہ توفی اور موت الگ الگ چیزیں ہیں اور ’’حِيْنَ مَوْتِهَا‘‘ کی قید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ توفی موت کے وقت ہوتی ہے عین موت نہیں ورنہ خود شئے کا اپنے لئے ظرف ہونا لازم آتا ہے۔ لسان العرب سے ہم ابھی نقل کر چکے ہیں کہ توفی کے معنی استیفاء اور استکمال یعنی کسی شئے کو پورا پورا لینے کے ہیں۔

۴...... (صاحب لسان ج۱۵ص ۳۵۹، ۳۶۰، طبع بیروت) توفی کی حقیقت بیان کر دینے کے بعد آیت موصوفہ کی تفسیر فرماتے ہیں: ’’ومن ذلك قوله عزوجل اللّٰه يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا اى ستوفى مددآجالهم فى الدنيا واما توفى النائم فهو استيفاء وقت عقله وتميزه الى ان نام‘‘یعنی مرنے کے وقت جان اور روح پوری پوری لے لی جاتی ہے اور نیند کے وقت عقل اور ادراک اور ہوش اور تمیز کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے۔‘‘

حاصل یہ کہ توفی کے معنی تو وہی استیفاء اور ’’اخذ الشئ وافيا‘‘ یعنی شئے کو پورا پورا لینے ہی کے رہے۔ توفی میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں صرف توفی کے متعلق میں تبدیلی ہوئی۔ ایک جگہ توفی کا متعلق موت ہے اور دوسری جگہ نوم (نیند)

آیت دوم: ’’وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ (انعام:٦٠)‘‘ وہی ہے کہ جو تم کو رات میں پورا پور کھینچ لیتا ہے۔

اس مقام پر بھی توفی موت کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا بلکہ نیند کے موقع پر توفی کا استعمال کیا گیا۔ حالانکہ نوم میں قبض روح پورا نہیں ہوتا۔

آیت سوم: ’’حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ (النساء:١٥)‘‘ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ ’’تا آں کہ عمر ایشان را تمام کند مرگ‘‘ یعنی یہاں تک کہ موت ان کی عمر تمام کر دے۔

اس آیت میں توفی کے معنی اتمام عمر اور اکمال عمر کے لئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن کریم میں جا بجا موت کے مقابلہ میں حیات کو ذکر فرمایا ہے۔ توفی کو حیات کے مقابل ذکر نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کی حقیقت موت نہیں۔

موت وحیات کا تقابل

ورنہ اگر توفی کی حقیقت موت ہوتی تو جس طرح جا بجا موت کے مقابل حیات کا ذکر کیا جاتا ہے اسی طرح توفی کے مقابل بھی حیات کا ذکر کیا جاتا۔ چند آیات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جن میں حق تعالیٰ نے حیات کو موت کے مقابل ذکر فرمایا ہے۔ توفی کے مقابل ذکر نہیں فرمایا۔ قال تعالیٰ:

۱…… ’’یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الروم:۱۹)‘‘

۲…… ’’کِفَاتًا اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا (مرسلات:۲۶)‘‘

۳…… ’’یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ (بقرہ:۲۸)‘‘

۴…… ’’هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیٰی (النجم:۴۴)‘‘

۵…… ’’یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ (یونس:۳۱)‘‘

۶…… ’’اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ (النحل:۲۱)‘‘

۷…… ’’وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ (فرقان:۵۸)‘‘

۸…… ’’لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی (طٰهٰ:۷۴)‘‘

۹…… ’’کَذٰلِکَ یُحْیِی اللّٰهُ الْمَوْتٰی (البقرہ:۷۳)‘‘

۱۰…… ’’یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (التوبہ:۱۱۷)‘‘

ان آیات اور ائمہ لغت کی تصریحات سے یہ بات بخوبی منکشف ہوگئی کہ توفی کی حقیقت موت نہیں بلکہ توفی ایک جنس کا درجہ رکھتا ہے جس کے تحت میں کئی فرد مندرج ہیں۔ جیسے حیوان ایک جنس ہے اور انسان اور فرس اور بقر وغیرہ اس کے افراد ہیں۔ حیوانیت کبھی انسانیت میں ہوکر پائی جاتی ہے اور کبھی فرس کے ساتھ۔ وغیر ذلک!

۵…… چنانچہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’لفظ التوفی فی لغة العرب معناه الاستیفاء والقبض وذلك ثلاثة انواعٍ احدها توفی النوم، والثانی توفی الموت والثالث توفی الروح والبدن جمیعًا (الجواب الصحیح ج۲ ص۲۸۳)‘‘

’’لغت عرب میں توفی کے معنی استیفاء پورا پورا لینے کے ہیں اور توفی کی تین قسمیں ہیں۔ ایک توفی نوم یعنی نیند اور خواب کی توفی اور دوسری توفی موت کے وقت روح کو پورا پورا قبض کر لینا۔ تیسری توفی الروح والجسد۔ یعنی روح اور جسم کو پورا پورا لینا۔‘‘

توفی بمعنی موت کہاں؟

جن ائمہ لغت نے توفی کے معنی قبض روح کے لکھے ہیں انہوں نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ فقط قبض روح کو توفی کہتے ہیں اور اگر قبض روح مع البدن ہو تو اس کو توفی نہیں کہتے۔ بلکہ اگر قبض روح کے ساتھ قبض بدن بھی ہو تو بدرجہ اولیٰ توفی ہوگی۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ توفی ایک جنس ہے اور نوم (نیند) اور موت اور رفع جسمانی یہ اس کے انواع اور اقسام ہیں اور یہ مسلم ہے کہ نوع اور قسم معین کرنے کے لئے قرینہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے اس لئے جہاں لفظ توفی کے ساتھ موت اور اس کے لوازم کا ذکر ہوگا اس جگہ توفی سے موت مراد لی جائے گی جیسے۔ ’’قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ

وُكِّلَ بِكُمْ (سجدہ:۱۱)'' ﴿اے ہمارے نبی! آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ پورا پورا پکڑے گا تم کو وہ موت کا فرشتہ جو تم پر مسلط کیا گیا ہے۔﴾

اس مقام پر ملک الموت کے قرینہ سے توفی سے موت مراد لی جائے گی۔

توفی بمعنی نیند

جس جگہ توفی کے ساتھ نوم یعنی خواب اور اس کے متعلقات کا ذکر ہوگا اس جگہ توفی سے نوم کے معنی مراد لئے جائیں گے۔ جیسے:''وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ'' ﴿وہی خدا تم کو رات میں پورا پورا لیتا ہے۔﴾ لیل کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ اس جگہ توفی سے نوم کے معنی مراد ہیں۔ ابونواس کہتا ہے ۔

''فلما توفاه رسول الكرىٰ ''یعنی نیند کے قاصد نے اس کو پورا پورا لے لیا یعنی سلا دیا۔ اس شعر میں بھی توفی سے نوم کے معنی مراد ہیں اور جس جگہ توفی کے ساتھ رفع کا ذکر ہو یا اور کوئی قرینہ ہو تو وہاں توفی سے رفع جسمانی مراد ہوگا اور مرزا قادیانی بھی، دعویٰ مسیحیت سے پہلے توفی کے معنی موت کے نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ (براہین احمدیہ ص۵۲۰، خزائن ج۱ ص۶۲۰) پر لکھتے ہیں:''اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ ''یعنی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اس کتاب کے (ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳، ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱) پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ رہنا اور نہایت عظمت اور جلال کے ساتھ دوبارہ دنیا میں آنا تسلیم کیا ہے۔ غرض یہ ثابت ہو گیا کہ توفی کے حقیقی معنی استیفاء اور''اخذ الشئ وافيا''یعنی کسی شئے کو پورا پورا لینے کے ہیں اور یہ کسی کتاب میں نہیں کہ توفی کے حقیقی معنی موت کے ہیں۔ اگر کسی مرزائی سے ممکن ہے تو لغت کی کوئی کتاب لا دکھاوے جس میں یہ تصریح ہو کہ توفی کے حقیقی معنی موت کے ہیں۔ بلکہ ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث میں، جہاں کہیں بھی لفظ توفی آیا ہے۔ سب جگہ توفی کے اصلی اور حقیقی ہی معنی مراد ہیں یعنی استیفاء اور استکمال۔ مگر چونکہ عمر کے پورا ہو جانے کے بعد موت کا تحقق لازمی ہے اس لئے مجازاً یہ کہہ دیا گیا کہ یہاں موت کے معنی مراد ہیں۔

قادیانیوں سے سوال:۴

ہم نے کتب متعددہ سے توفی کے مجازی معنی موت کی تصریح دکھائی۔ دنیا بھر کے قادیانی کسی کتاب لغت سے توفی کے حقیقی معنی موت دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

خلاصہ کلام: یہ کہ توفی کے اصلی معنی پورا وصول کرنے اور ٹھیک لینے کے ہیں۔ قرآن کریم نے لفظ توفی کو نوم اور موت کے معنی میں اس لئے استعمال کیا کہ اہل عرب پر موت اور نوم کی حقیقت واضح ہو جائے۔ جاہلیت والے اس حقیقت سے بالکل بے خبر تھے کہ موت اور نوم میں حق تعالیٰ کوئی چیز بندہ سے لیتے ہیں۔ عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ انسان مر کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ موت کو فنا اور عدم کے مترادف سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ بعث اور نشاۃ ثانیہ کے منکر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے رد کے لئے ارشاد فرمایا:''قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (سجدہ:۱۱)'' آپ ﷺ منکرین بعث سے کہہ دیجئے کہ مر کر تم فنا نہیں ہوتے بلکہ موت کا فرشتہ تم سے اللہ کا پورا پورا حق وصول کر لیتا ہے۔ یعنی وہ ارواح کہ جو اللہ کی امانت ہیں وہ تم سے لے لی جاتی ہیں اور اللہ کے یہاں محفوظ رہتی ہیں۔ قیامت کے دن پھر یہی ارواح تمہارے اجسام کے ساتھ متعلق کر کے حساب کے لئے پیشی ہوگی۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:''تم اپنے آپ کو دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل گئے تم

جان لو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہوتے۔“

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان مختصر الفاظ میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا جس کی ہم نے وضاحت کی۔ اس آیت میں بھی توفی کے معنی موت کے نہیں بلکہ حق وصول کرنے کے ہیں۔ موت دینے والا تو صرف وہی محیی اور ممیت ہے۔ ملک الموت تو اللہ کا حق وصول کرنے والا ہے۔

آیت توفی کی تفسیر:

جب توفی کے معنی معلوم ہوگئے تو اب آیت توفی کی تفسیر سنئے۔ یہود بے بہبود نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تدبیریں شروع کیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو محسوس فرمالیا۔ ”کما قال تعالٰی فَلَمَّا اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ“ تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تسلی فرمائی کہ اے عیسیٰ تم گھبراؤ مت۔ یہ تو تدبیریں کر ہی رہے ہیں ہم بھی تدبیریں کر رہے ہیں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔

اس آیت شریفہ میں حق تعالیٰ نے ان پانچ وعدوں کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس وقت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے۔ ایک: توفی، دوم: رفع، اور سوم: تطہیر من الکفار یعنی کافروں سے پاک کرنا، اور چہارم: متبعین کا منکرین پر قیامت تک غالب اور فائق رہنا، اور پنجم: فیصلۂ اختلافات۔ اوّل کے تین وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات بابرکات کے متعلق ہیں اور چوتھا خدام کے متعلق ہے اور پانچواں فیصلہ کے متعلق ہے جس کا تعلق سب سے ہے۔

چار وعدے

ا......وعدۂ توفی: جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ اور عامہ سلف وخلف اس طرف گئے ہیں کہ آیت میں توفی سے موت کے معنی مراد نہیں بلکہ توفی کے اصلی اور حقیقی معنی مراد ہیں یعنی پورا پورا اور ٹھیک ٹھیک لے لینا۔ کیونکہ مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تسلی اور تسکین ہے کہ اے عیسیٰ تم ان دشمنوں کے ہجوم اور نرغہ سے گھبراؤ نہیں میں تم کو پورا پورا روح اور جسم سمیت ان نابکاروں سے چھین لوں گا۔ یہ نابکار اور ناہنجار اس لائق نہیں کہ تیرے وجود مسعود کو ان میں رہنے دیا جائے۔ ان کی ناقدردانی اور ناسپاسی کی سزا یہ ہے کہ ان سے اپنی نعمت واپس لے لی جائے۔ حضرت مولانا الشاہ سید محمد انور نور اللہ وجہہ یوم القیامۃ ونضر (آمین) فرماتے ہیں۔

وجوہ لم تکن اھلًا لخیر   فیاخذ منھم عیسٰی الیہ

”یہ چہرے خیر کے قابل نہ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان سے لے کر اپنی طرف کھینچ لیا۔“

ویرفعہ ولا یبقیہ فیھم   کاخذ الشیٔ لم یشکر علیہ

”اور اپنی طرف اٹھالیا اور نہ چھوڑا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ان سے ایسا لے لیا۔ جیسا کہ اس شیئ کو لے لیا جاتا ہے کہ جس کی ناقدری کی جائے۔“

وحیز کما یحاز الشیٔ حفظًا   واٰواہ الٰی ماویٰ لدیہ

”اور ان سے چھین کر اپنے پاس محفوظ رکھا اور اپنے یہاں ان کو ٹھکانا دیا۔“

اس مقام پر موت کے معنی مناسب نہیں۔ اس لئے کہ جب ہر طرف سے خون کے پیاسے اور جان کے لیوا کھڑے ہوئے ہوں تو اس وقت تسلی اور تسکین خاطر کے لئے موت کی خبر دینا یا موت کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔ دشمنوں کا تو

مقصود ہی جان لینا ہے اس وقت تو مناسب یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم گھبراؤ نہیں ہم تم کو تمہارے دشمنوں کے نرغہ سے صحیح سالم نکال لے جائیں گے۔ تمہارا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ ہم تم کو دشمنوں کے درمیان سے اس طرح اٹھالیں گے کہ تمہارے دشمنوں کو تمہارا سایہ بھی نہ ملے گا۔ آیت میں اگر توفی سے موت کے معنی مراد ہوں تو عیسیٰ علیہ السلام کی تو تسلی نہ ہوگی۔ البتہ یہود کی تسلی ہوگی اور معنی آیت کے یہ ہوں گے کہ اے یہود! تم بالکل نہ گھبراؤ اور نہ مسیح کے قتل کی فکر کرو۔ میں خود ہی ان کو موت دوں گا اور تمہاری تمنا اور آرزو پوری کروں گا۔ خود بخود تمہاری تمنا پوری ہو جائے گی۔ تمہیں کوئی مشقت بھی نہ ہوگی۔

۲...... نیز یہ کہ توفی بمعنی الموت تو ایک عام شئے ہے جس میں تمام مؤمن اور کافر، انسان اور حیوان سب ہی شریک ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے جو خاص طور پر ان سے توفی کا وعدہ فرمایا گیا؟ قرآن کریم کے تتبع اور استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ توفی کا وعدہ حق تعالیٰ نے سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اور کسی سے نہیں فرمایا۔

رفع کا معنی: جب ''رَفَعَ یَرْفَعُ رَفْعًا فَهُوَ رَافِعٌ'' میں سے کوئی بولا جائے جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو، اور مفعول ''جوہر'' ہو (''عرض'' نہ ہو) اور صلہ الیٰ مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہی نہیں۔

وعدہ دوم: ''كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَرَافِعُكَ اِلَيَّ'' یعنی اے عیسیٰ میں تم کو اپنی جانب اٹھاؤں گا۔ جہاں کسی انسان کی رسائی بھی نہیں ہوسکتی۔ جہاں میرے فرشتے رہتے ہیں وہاں تم کو رکھوں گا۔ اس آیت میں رفع سے رفع جسمانی مراد ہے۔ اس لئے کہ:

۱...... ''رافعك'' میں خطاب جسم مع الروح کو ہے۔

۲...... رفع درجات تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی سے حاصل تھا اور رفع روحانی بصورت موت، یہ مرزا قادیانی کے زعم کے مطابق خود ''متوفيك'' سے معلوم ہو چکا ہے۔ لہٰذا دوبارہ ذکر کرنا موجب تکرار ہے۔

۳...... نیز رفع روحانی ہر مرد صالح اور نیک بخت کی موت کے لئے لازم ہے اس کو خاص طور پر بصورت وعدہ بیان کرنا بے معنی ہے۔

۴...... نیز باتفاق محدثین ومفسرین اور مورخین یہ آیتیں نصاریٰ نجران کے مناظرہ اور ان کے عقائد کی اصلاح کے بارے میں اتری ہیں اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور پھر دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر اٹھائے گئے۔ لہٰذا اگر رفع الی السماء کا عقیدہ غلط اور باطل تھا تو قرآن نے جس طرح عقیدۂ ابنیت اور عقیدۂ تثلیث اور عقیدۂ قتل اور صلیب کی صاف صاف لفظوں میں تردید کی تو اسی طرف رفع الی السماء کے عقیدہ کی بھی صاف صاف لفظوں میں تردید ضروری تھی اور جس طرح ''وما قتلوه'' اور ''ماصلبوه'' کہہ کر عقیدہ قتل وصلب کی تردید فرمائی۔ اسی طرح بجائے ''بل رفعه الله'' کے ''مارفعه الله'' فرما کر عقیدہ رفع الی السماء کی تردید ضروری تھی۔ سکوت اور مبہم الفاظ سے نصاریٰ کی تو کیا اصلاح ہوتی مسلمان بھی اشتباہ اور گمراہی میں پڑ گئے۔ (معاذ اللہ)

نیز اگر توفی اور رفع سے موت اور رفع روحانی مراد ہو تو وعدہ ''تطهير من الكفار'' اور ''وعده كف عن بنى اسرائيل'' کی کوئی حقیقت اور اصلیب باقی نہیں رہتی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: ''واذ كففت بنى اسرائيل عنك اذ جئتهم بالبينٰت'' اس آیت میں حق جل شانہ کے ان انعامات اور احسانات کا ذکر ہے کہ جو قیامت کے دن حق جل شانہ بطور امتنان عیسیٰ علیہ السلام کو یاد دلائیں گے ان میں سے ایک احسان یہ ہے کہ تجھ کو بنی اسرائیل

کی دست درازی سے محفوظ رکھا۔

وعدہ سوم: ''وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تیسرا وعدہ یہ فرمایا کہ تجھ کو اپنے اور تیرے دشمنوں یعنی کافروں سے پاک کروں گا اوران کے ناپاک اورنجس پڑوس میں تجھ کونہیں رہنے دوں گا بلکہ نہایت مطہر اور معطر جگہ میں تجھ کو بلالوں گا۔ لفظ مطہرک، کفر اور کافروں کی نجاست کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال فرمایا۔ ''کما قال تعالیٰ انما المشرکون نجس'' یعنی یہ نجس اور گندے آپ کے جسم مطہر کے قریب بھی نہ آنے پائیں گے۔

وعدہ چہارم: غلبہ متبعین بر منکرین

''وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' ﴿اور اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیری پیروی کرنے والوں کو تیرے کفر کرنے والوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔﴾

چنانچہ جس جگہ یہود اور نصاریٰ ہیں، وہاں نصاریٰ یہود پر غالب اور حکمران ہیں۔ آج تک یہود کو نصاریٰ کے مقابلہ میں کبھی حکمرانی نصیب نہیں ہوئی۔

وعدہ پنجم: فیصلہ اختلاف

''ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ''

یہ پانچواں وعدہ ہے جو اختلاف کے فیصلہ کے متعلق ہے۔

توفی کی دوسری نوع

اور اگر اس آیت میں توفی کی دوسری نوع یعنی نوم (نیند) مراد لی جائے تب بھی مرزا قادیانی کے لئے مفید نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ''مُتَوَفِّيْكَ'' معنی میں منیمک کے ہوگا اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ''اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو سلاؤں گا۔'' اور سونے کی حالت میں تجھ کو آسمان پر اٹھاؤں گا۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر اور معالم التنزیل میں ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ا...... ''قال الربیع بن انس المراد بالتو فی النوم وکان عیسٰی علیہ السلام قد نام فرفعه اللّٰه نائمًا الی السماء معناه انی منیمك ورافعك الی کما قال تعالٰی وهو الذی یتوفٰکم باللیل ای ینیمکم باللیل واللّٰه اعلم''

''ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آیت میں توفی سے نوم یعنی نیند مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی حالت میں آسمان پر اٹھایا اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو سلاؤں گا اور اسی حالت میں تجھ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ''وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ'' ﴿وہی ہے کہ جو تم کو رات میں سلاتا ہے۔﴾ میں توفی سے نوم مراد ہے۔'' لیکن توفی بمعنی نوم سے بھی مرزا قادیانی کی تمنا اور آرزو پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ نیند کی حالت میں آدمی زندہ رہتا ہے مرتا نہیں۔

توفی کی تیسری نوع

یعنی موت: اور اگر اس آیت میں توفی سے اس کی تیسری نوع مراد لی جائے جیسا کہ علی بن طلحہ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ سے ''متوفیك'' کی تفسیر ''ممیتك'' کے ساتھ روایت کرتے ہیں تب بھی مرزا قادیانی کا مدعا وفات قبل النزول حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

پہلا مطلب: ایک مطلب تو یہ کہ جو وہب بن منبہ اور محمد بن اسحٰق سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوّلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دی اور پھر کچھ دیر کے بعد ان کو زندہ کر کے آسمان پر اٹھایا۔ وہب یہ کہتے ہیں کہ دن کی تین ساعت مردہ رکھا اور پھر زندہ کر کے اٹھایا اور محمد بن اسحٰق یہ کہتے ہیں کہ دن کی سات ساعت مردہ رکھا اور پھر زندہ کر کے اٹھایا۔ غرض یہ کہ اگر توفی بمعنی موت تین ساعت یا سات ساعت کے لئے پیش بھی آئی تو اس کے بعد دوبارہ زندگی اور رفع الی السماء بھی واقع ہوا ہے اور مرزا قادیانی اس کے قائل نہیں۔

دوسرا مطلب: ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ خود ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص یعنی ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آیت میں تقدیم وتاخیر ہے جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں:

۲...... ''اخرج اسحٰق بن بشر وابن عساکر من طریق جوهر عن الضحاك عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قوله تعالٰی انی متوفیك ورافعك الیّ یعنی رافعك ثم متوفیك فی آخرالزمان (درمنثور ج ۲ ص ۳۶)'' ﴿ضحاک کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ''متوفیك ورافعك'' کی تفسیر میں یہ فرماتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع مقدم ہے اور ان کی وفات اخیر زمانہ میں ہوگی۔﴾

پس اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ''متوفیك'' کی تفسیر ''ممیتك'' سے مروی ہے تو ان سے تقدیم وتاخیر بھی مروی ہے۔ لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نصف قول کو جو اپنی ہوائے نفسانی اور غرض کے موافق ہو اسے لینا اور حجت قرار دینا اور دوسرے نصف کو جو ان کی غرض کے مخالف ہو اس سے گریز کرنا یہ ایسا ہی ہے جیسے تارک نماز کا ''لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ'' سے حجت پکڑنا اور ''انتم سکارٰی'' سے آنکھیں بند کر لینا۔ نصف قول ماننا اور نصف قول سے قطع نظر کر لینا یہ ''نصف الاعمیٰ'' اور ''نصف البصیر'' ہی کا کام ہے۔

علاوہ ازیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ''متوفیك'' کی تفسیر جو ''ممیتك'' مروی ہے اس کا راوی علی بن طلحہ ہے۔ محدثین کے نزدیک یہ راوی ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ علی بن طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہ کچھ سنا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے۔ لہٰذا علی بن طلحہ کی روایت ضعیف بھی ہے اور منقطع بھی ہے جو حجت نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے برعکس ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صحیح وسالم زندہ آسمان پر اٹھایا جانا باسانید صحیحہ اور جیدہ منقول ہے۔ تعجب اور سخت تعجب ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ تفسیر جس کی سند ضعیف اور منکر اور غیر معتبر ہو وہ تو مرزائیوں کے نزدیک معتبر ہو جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ تفسیر جو اسانید صحیحہ اور جیدہ اور روایات معتبرہ سے منقول ہے وہ مرزا قادیانی کے نزدیک قابل قبول نہ ہو۔

جواب دیگر: اور اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ''متوفیك'' کی تفسیر ''ممیتك'' کے ساتھ صحیح ہے تو یہ کہیں گے کہ مرزا قادیانی (ازالۃ الاوہام ص ۹۴۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲۰) پر لکھتے ہیں کہ: ''اماتت کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بیہوش کرنا بھی اس میں داخل ہے۔''

مرزا قادیانی اس عبارت میں فقط اس امر کے مدعی نہیں کہ اماتت کے معنی کبھی سلانے کے بھی آ جاتے ہیں بلکہ اس کے مدعی ہیں کہ جس طرح مارنا، موت دینا، اماتت کے حقیقی معنی ہیں اسی طرح سلانا اور بے ہوش کرنا بھی اماتت کے حقیقی معنی ہیں۔ لہٰذا جب مرزا قادیانی کے نزدیک اماتت کے حقیقی معنی سلانے کے بھی ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ممیتک

میں اگر اماتت سے سلانے کے معنی مراد لئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک یہ معنی بھی حقیقی ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نیند کی حالت میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ جیسا کہ ربیع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور حدیث میں بھی اماتت بمعنی انامت یعنی سلانے کے معنی میں آیا ہے: ''الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا والیه النشور'' (مسلم ج۲ص ۳۴۸، باب الدعاء عند النوم)

اقوال مفسرین: گزشتہ تفصیل کے بعد اب کسی مزید توضیح کی ضرورت نہیں۔ مگر چونکہ توفی کے استعمالات مختلف ہیں اس لئے حضرات مفسرین سے اس آیت کی جو توجیہات منقول ہیں ہم ان توجیہات کو نقل کر کے یہ بتلانا اور دکھانا چاہتے ہیں کہ تمام مفسرین سلف اور خلف اس پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ آیت شریفہ کی توجیہات اور تفسیری تعبیرات میں اگرچہ بظاہر اختلاف ہے لیکن رفع الی السماء پر سب متفق ہیں۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

عباراتنا شتی وحسنك واحد ۔۔۔ وکل الی ذاك الجمال یشیر

''ہماری تعبیرات مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے، سب کا اشارہ اسی ایک حسن کی طرف ہے۔''

قول اوّل: توفی سے استیفاء اور استکمال کے معنی مراد ہیں اور استیفاء اور استکمال سے عمر کا اتمام مراد ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تم دشمنوں سے گھبراؤ نہیں۔ یہ قتل اور صلب سے تمہاری عمر ختم کرنا چاہتے ہیں یہ سب ناکام رہیں گے۔ میں تمہاری عمر پوری کروں گا اور اس وقت میں تم کو آسمان پر اٹھاؤں گا چنانچہ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

۳...... ''الاوّل معنی قوله انی متوفیك ای متم عمرك فحینئذٍ اتوفاك فلا اترکھم حتی یقتلوك بل انا رافعك الی سمائی ومقربك بملائکتی واصونك عن ان یتمکنوا من قتلك وھذا تاویل حسن'' (تفسیر کبیر ج۲ص ۴۸۱)

''انی متوفیک کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیری عمر پوری کروں گا کوئی شخص تجھ کو قتل کر کے تیری عمر قطع نہیں کرسکتا۔ میں تجھ کو تیرے دشمنوں کے ہاتھ میں نہیں چھوڑوں گا کہ وہ تجھ کو قتل کرسکیں۔ بلکہ میں تجھ کو آسمان پر اٹھاؤں گا اور اپنے فرشتوں میں رکھوں گا۔ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ معنی نہایت عمدہ ہیں۔''

اور اسی معنی کو علامہ زمخشری نے ''تفسیر کشاف'' میں ذکر کیا ہے اور اس معنی کرنے سے کلام اپنے حال پر ہے۔ کلام میں کوئی تقدیم وتاخیر نہیں۔ توفی کے معنی اتمام عمر کے ہیں جو ابتدائے عمر سے لے کر اخیر عمر تک صادق ہیں۔ اسی درمیان میں رفع الی السماء ہوا اور اسی درمیان میں نزول ہوگا اور وقت پر وفات ہوگی۔ اسی طرح عمر شریف پوری ہوگی۔

۴...... ''قال الزمخشری انی متوفیك ای مستوفی اجلك ومعناه انی عاصمك من ان یقتلك الکفار ومؤخرك الی اجل کتبته لك وممیتك حتف انفك لا قتلًا بایدیھم'' (مشکلات القرآن ص ۱۳۲)

قول دوم: توفی سے قبض من الارض کے معنی مراد ہیں۔ یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام میں تم کو ان کافروں سے چھین کر پورا پورا اپنے قبضہ میں لے لوں گا۔ جیسا کہ امام رازی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

۵...... ''ان التوفی ھو القبض یقال وفانی فلان دراھمی واوفانی وتوفیتھا منه کما یقال سلم فلان الی دراھمی وتسلمتھا منه'' یعنی توفی کے معنی کسی شئے پر پوری طرح قبضہ کر لینے کے ہیں۔ جیسا

کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے میرے پورے روپے دے دیئے اور میں نے اپنے پورے روپے اس سے وصول کر لئے۔
(تفسیر کبیر ج۲ص۴۸۱)

آیت کے یہ معنی حسن بصری اور مطروّاق اور ابن جریج اور محمد جعفر بن زبیر رحمہم اللہ سے منقول ہیں اور امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی معنی کو اختیار فرمایا ہے۔ اس معنی کے کرنے سے بھی آیت میں کوئی تقدیم وتاخیر نہیں۔ قول اوّل اور قول ثانی دونوں قولوں میں توفی کے معنی استیفاء اور استکمال ہی کے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ پہلے قول میں استیفاء سے اجل اور عمر کا اتمام اور اکمال مراد لیا گیا، اور دوسرے قول میں ایک شخص اور ایک ذات کا پورا پورا قبضہ میں لینا مراد لیا گیا ہے۔ ایک جگہ استیفاء اجل ہے اور ایک جگہ استیفاء شخص اور استیفاء قبضہ ہے۔

قول سوم: توفی کے معنی ’’اخذ الشئ وافیا‘‘ کے معنی کسی سے کسی چیز کو پورا پورا لے لینا، اور اس جگہ عیسیٰ علیہ السلام کو روح اور جسم دونوں کے ساتھ لینا مراد ہے۔ جیسا کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۶…… ’’ان التوفی اخذ الشئ وافیا ولما علم اللّٰه تعالٰی ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه اللّٰه هو روحه لا جسده ذکر هذا الکلام لیدل علی انه علیه الصلوٰة والسلام رفع بتمامه الی السماء بروحه وبجسده ویدل علٰی صحة هذا التاویل قوله تعالٰی وما یضرّونك من شئ‘‘ توفی کے معنی کسی شئے کو پورا پورا اور بجمیع اجزائہ لے لینے کے ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ گزرے گا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح کو اٹھایا اس لئے متوفیک کا لفظ فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام روح اور جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے: ’’وما یضرونك من شئ‘‘ تم کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکیں گے نہ روح کو نہ جسم کو۔ (تفسیر کبیر ج۲ص۴۸۱)

قول چہارم: توفی سے نوم کے معنی مراد ہیں۔ یعنی سلا کر تم کو اپنی طرف اٹھاؤں گا کہ تم کو خبر بھی نہ ہو کہ کیا ہوا اور آسمان اور فرشتوں ہی میں جا کر آنکھ کھلے گی۔ یہ قول ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۷…… ’’قال الربیع بن انس المراد بالتوفی النوم وکان عیسٰی علیه السلام قدنام فرفعه اللّٰه نائمًا الی السماء معناه منیمك ورافعك الیّ کما قال تعالٰی وهو الذی یتوفکم باللیل‘‘

ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ توفی سے نوم یعنی نیند کے معنی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سونے کی حالت میں آسمان پر اٹھایا جیسا کہ ’’وهو الذی یتوفٰکم باللیل‘‘ اس آیت میں توفی سے نوم کے معنی مراد ہیں۔ (تفسیر درمنثور ج۲ص۳۶، معالم التنزیل تفسیر کبیر وغیرہ وغیرہ)

فائدہ: متعلقہ بآیت مائدہ

جب یہ ثابت ہوگیا کہ توفی کے حقیقی معنی ’’استفیاء‘‘ اور ’’استکمال‘‘ اور ’’اخذ الشئ وافیا‘‘ (یعنی کسی شئے کو پورا پورا لینے کے ہیں) اور ’’اِنِّی مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ‘‘ میں توفی سے موت کے معنی مراد نہیں بلکہ توفی سے رفع آسمانی مراد ہے تو اسی طرح سورۂ مائدہ کی آیت توفی کو سمجھئے کہ وہاں بھی توفی سے رفع الی السماء ہی مراد ہے اور ’’فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ‘‘ کے معنی ’’فَلَمَّا رَفَعْتَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ‘‘ کے ہیں۔ چنانچہ تمام معتبر تفاسیر میں ’’تَوَفَّیْتَنِیْ‘‘ کی تفسیر ’’رفعتنی‘‘ کے ساتھ مذکور ہے۔ چند تفاسیر کے حوالہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔

۸...... جیسا کہ تفسیر ابن جریر۔

۹...... ابن کثیر۔

۱۰...... درمنثور میں ہے۔

۱۱...... امام رازی رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر کبیر ج۳ص۷۰۰) میں لکھتے ہیں: ’’فلما توفیتنی المراد به وفاة الرفع الی السماء‘‘

۱۲...... (تفسیر ابی السعود ج۳ص۱۰۷) ’’ورافعك الیّ فان التوفی اخذ الشئ وافیًا‘‘

۱۳...... تفسیر بیضاوی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جن کے متعلق مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے وہ بہ برکت دعائے نبوت ﷺ قرآن سمجھنے میں اوّل نمبر پر تھے، کی روایت سے ’’تفسیر معالم‘‘ میں مرقوم ہے۔

۱۴...... ’’فَبَعَثَ اللّٰهُ جِبْرَائِيْلَ فَادْخَلَهٗ فِیْ خَوْخَةٍ فِیْ سَقْفِهَا رَوْزَنَة فَرَفَعَهٗ اِلَی السَّمَاءِ مِنْ تِلْكَ الرَّوْزَنَةِ فَاَلْقَی اللّٰهُ عَلَيْهِ شِبْهَ عِيْسٰی عَلَيْهِ السَّلَام فَقَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ‘‘ (معالم التنزیل ج۱ص۳۰۸)

’’وہ شخص جو مسیح علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے گیا تھا مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل کو بھیج کر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور اسی بدبخت یہودی کو مسیح علیہ السلام کی شکل پر بنادیا پس یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھادیا۔‘‘

۱۵...... تفسیر روح المعانی۔

۱۶...... تفسیر خازن ج۱ص۶۰۸ میں بھی ہیں۔

’’الغرض ان تمام تفاسیر میں صراحتاً اس کی تصریح ہے کہ توفی سے رفع الی السماء مراد ہے اور بالفرض اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آیت مائدہ میں توفی سے کنایتاً موت مراد لی گئی ہے تب بھی مرزا قادیانی کا مدعا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس آیت میں اس وفات کا ذکر ہے جو بعد از نزول، قیامت سے پہلے ہوگی۔ کیونکہ آیت کا تمام سیاق وسباق اس بات پر شاہد ہے کہ یہ تمام واقعہ کوئی گزشتہ واقعہ نہیں بلکہ مستقبل یعنی قیامت کا واقعہ ہے اور قیامت سے پہلے ہم بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ’’یَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ ‘‘اور’’هٰذَا يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ‘‘اور’’وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ‘‘ سے صاف ظاہر ہے۔‘‘

۱۷...... ’’اخرج عبدالرزاق وابن ابی حاتم عن قتادة فی قوله أنت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون اللّٰه متی یکون ذلك قال یوم القیامة الاتری انه یقول یوم ینفع الصدقین ‘‘ عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نقل کیا کہ قتادہ سے ’’أَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ ‘‘ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ یہ واقعہ کب ہوگا؟ تو یہ فرمایا کہ قیامت کے دن ہوگا جیسا کہ ’’هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ ‘‘ سے صاف معلوم ہوتا ہے بلکہ بعض مرفوع احادیث میں بھی اس کی تصریح موجود ہے کہ یہ واقعہ قیامت کا ہے۔

۱۸...... ’’روی ابن عساکر عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا کان یوم القیٰمة یدعٰی بالانبیاء وامهم ثم یدعٰی بعیسٰی فیذکره نعمته علیه فیقربها فیقول

بعیسیٰ اذکر نعمتی علیك وعلےٰ والدتك الآیته ثم یقول أانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون اللّٰه فینکر ان یکون قال ذلك (حدیث)“ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۲۸۱)

”ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن انبیاء اور ان کی امتوں کو بلایا جائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے قریب بلا کر یہ فرمائیں گے کہ تم ہی نے کہا تھا مجھ کو اور میری ماں کو خدا بناؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام انکار فرمائیں گے کہ معاذ اللہ میں نے ہرگز نہیں کہا۔“

۱۹...... ”واخرج ابن مردویه عن جابر بن عبداللّٰه انه سمع النبی ﷺ یقول اذا کان یوم القیامة جمعت الامم ودعا کل ناس بامامهم قال ویدعٰی عیسٰی فیقول بعیسٰی یعیسٰی أانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون اللّٰه فیقول سبحنك ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق الٰی قوله یوم ینفع الصدقین“ (درمنثور ج۲ ص۳۴۹)

اس حدیث شریف کا ترجمہ تقریباً وہی ہے جو کہ پہلی حدیث کا ہے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں بھی اس امر کی تصریح موجود ہے کہ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام سے یہ دریافت کیا جائے گا۔

مرزا قادیانی جس موت کے مدعی ہیں وہ کسی لفظ سے بھی ثابت نہیں ہوتی۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعۂ صلیب کے بعد کشمیر تشریف لے گئے اور ستاسی سال زندہ رہ کر شہر سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے۔ یہ نہ کسی آیت سے ثابت ہے نہ کسی حدیث سے اور نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ اور تابعی رحمہ اللہ بلکہ کسی معتبر عالم کے قول سے بھی ثابت نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ بھی اسی کنہیا لال اور مراری لال وروشن لال سے منقول ہو جنہوں نے کریم بخش کے صادق ہونے کی گواہی دی ہے۔

مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۷۰۸، خزائن ج۳ ص۴۸۲) میں لکھتے ہیں کہ: ”کریم بخش روایت کرتے ہیں کہ گلاب شاہ مجذوب نے تیس برس پہلے مجھ کو کہا کہ اب عیسیٰ جوان ہوگیا ہے اور لدھیانہ میں آ کر قادیانی غلطیاں نکالے گا۔ پھر کریم بخش کی تعدیل بہت سے گواہوں سے کی گئی جن میں خیراتی، بوٹا، کنہیا لال، مراری لال، روشن لال، گنیشا مل وغیرہ ہیں اور گواہی یہ ہے کہ کریم بخش کا جھوٹ کبھی ثابت نہیں ہوا۔“

ائمۂ حدیث جب کسی راوی کی توثیق اور تعدیل نقل کرتے ہیں تو احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا نام مبارک پیش کر دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو جب کریم بخش کی روایت کی تعدیل کی ضرورت پیش آئی تو کنہیا لال اور مراری لال کی تعدیل پیش کی۔ ناظرین کرام! تعجب نہ فرمائیں۔ نبی کاذب کے سلسلۂ روایت کے لئے کنہیا لال اور مراری لال جیسے راوی مناسب اور ضروری ہیں۔ مرزا قادیانی بھی معذور ہیں۔ اپنی مسیحیت کی گواہی میں آخر کس کو پیش کریں؟ حضرات محدثین کے نزدیک ”مالك عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بسند سلسلة الذهب“ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ سلسلۃ الذہب تو حضرات محدثین کا ہے اور مرزا قادیانی کا سلسلۃ الذہب یہ ہے کہ جو حضرات ناظرین نے پڑھا یعنی کنہیا لال اور مراری لال اور روشن لال۔

اے مرزائیو! تمہیں کیا ہوا؟ مالک رحمۃ اللہ علیہ اور نافع رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت تو تمہاری نظر میں غیر معتبر ہوگئی اور مرزا قادیانی اور مراری لال اور کنہیا لال اور روشن لال کی اور اس قسم کے پاگل داس لوگوں کی بکواس معتبر ہوگئی ۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

۲۰...... ’’فَاجْتَمَعَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی قَتْلِهٖ فَاَخْبَرَهُ اللّٰهُ بِاَنَّهٗ یَرْفَعُهٗ اِلَی السَّمَاءِ وَیُطَهِّرُهٗ مِنْ صُحْبَةِ الْیَهُوْدِ (نسائی وابن مردویه ذکره فی السراج المنیر)‘‘ جب یہود مسیح کو قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی کہ میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا اور کفار یہود کی صحبت سے پاک رکھوں گا۔

بیس تفسیری احادیث اور شواہدات پر اس آیت کی بحث کو ختم کرتے ہیں۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی پانچویں دلیل

’’قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ وَلَا یَصُدَّنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (زخرف:۵۹تا۶۱)‘‘ ﴿وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا، اور کھڑا کر دیا اس کو بنی اسرائیل کے واسطے، اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ، اور وہ نشان ہے قیامت کا سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے، اور نہ روک دے تم کو شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح۔﴾

تفسیری شواہد:

۱...... علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام میں آثار فرشتوں کے سے تھے (جیسا کہ سورۂ مائدہ، آل عمران اور کہف کے فوائد میں اشارہ کیا جا چکا ہے) اتنی بات سے کوئی شخص معبود نہیں بن جاتا۔ اگر ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں یا تمہاری جگہ آسمان سے فرشتوں ہی کو لا کر زمین پر آباد کر دیں۔ ہم کو سب قدرت حاصل ہے۔ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا اوّل مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا کہ بدوں باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب وغریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ ان کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے۔ یعنی قیامت کے آنے میں شک نہ کرو اور جو سیدھی راہ ایمان وتوحید کی بتلا رہا ہوں اس پر چلے آؤ۔ مبادا تمہارا ازلی دشمن شیطان تم کو اس راستے سے روک دے۔

۲...... حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۰۶ھ) اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’وانه ای عیسیٰ لعلم للساعة شرط من اشراطها تعلم به فسمی الشئ الدال علی الشئ علما لحصول العلم به‘‘ (تفسیر کبیر ج۲۷ص۲۲۲)

’’اور بے شک وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام البتہ نشانی ہے قیامت کی یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے (اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قیامت کا علم ہوگا) اس لحاظ سے علامت کو جو کسی شئے کے وجود پر دلالت کرتی ہے علم کہا گیا کیونکہ اس علامت کے ساتھ اس شئے کا علم حاصل ہوتا ہے۔‘‘

یعنی علامت کا اطلاق علم پر ہوا یہی وجہ ہے کہ اکثر مترجمین حضرات لعلم کا معنی بھی نشانی کے کرتے ہیں اور یہ ترجمہ دوسری قرأت کے عین موافق ہے اور دوسرے قرأت لعلم ہے۔ اس میں ابتداء میں لام اور اس کے بعد عین اور دوسری لام پر بھی فتحہ ہے۔ جس کا معنی نشانی اور علامت ہے اور یہ قرأت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابومالک غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت الاعمش کلبی رحمۃ اللہ علیہ اور بقول علامہ ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابونصرۃ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ (تفسیر البحر المحیط ج۸ ص۲۶، روح المعانی ج۲۵ ص۹۵) اور دونوں قرأتوں کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور آمد سے قرب قیامت کا علم ہوگا اور وہ قیامت کی نشانی ہیں۔

۳...... علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) لعلم اور لعلم دونوں قرأتوں کا تذکرہ کر کے آخر میں فرماتے ہیں کہ ”والمشهور نزوله عليه السلام بدمشق وان الناس فى صلوٰة الصبح فيتاخر الامام وهو المهدى فيقدمه عيسىٰ عليه السلام ويصلى خلفه ويقول انما اقيمت لك“

(روح المعانی ج۲۵ ص۹۶)

”اور مشہور یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق میں نازل ہوں گے جبکہ لوگ صبح کی نماز میں مصروف ہوں گے اور امام مہدی علیہ الرضوان امام ہوں گے وہ پیچھے ہٹ جائیں گے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام امامت کرائیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کو آگے کر کے ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور فرمائیں گے کہ نماز آپ کے لئے قائم کی گئی تھی۔“

اور نیز علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”وفى بعض الروايات انه عليه السلام ينزل على ثنية يقال لها افيق بفاء وقاف بوزن اميروهى هنا مكان بالقدس الشريف“ (روح المعانی ج۲۵ ص۹۶)

”اور بعض روایات (مثلاً مسند احمد ج۴ ص۲۱۶، مستدرک ج۴ ص۴۷۸، مجمع الزوائد ج۷ ص۳۴۲ وغیرہ) میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام افیق فاء اور قاف کے ساتھ بروزن امیر کے ٹیلہ پر نازل ہوں گے اور یہ قدس شریف میں ایک جگہ ہے۔ (جوسوق حمیدیہ میں جامع اموی کے مشرقی کنارہ پر ہے جس پر سفید مینار بنا ہوا ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقت صبح نازل ہوں گے)“

۴...... مشہور مفسر الحافظ ابوالفداء اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بن کثیر القرشی الدمشقی (المتوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”وانه لعلم للساعة اى امارة دليل على وقوع الساعة قال مجاهد رحمۃ اللہ علیہ وانه لعلم للساعة اى آية للساعة خروج عيسىٰ بن مريم عليه السلام قبل يوم القيمة وهكذا روى عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ وابى العالية رضی اللہ عنہ وابى مالك رضی اللہ عنہ وعكرمة رضی اللہ عنہ والحسن رضی اللہ عنہ وقتادة رضی اللہ عنہ والضحاك رضی اللہ عنہ وغيرهم وقد تواترت الاحاديث عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انه اخبر بنزول عيسىٰ عليه السلام قبل يوم القيمة اماما عادلًا وحكما مقسطا“ (تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۱۳۲، ۱۳۳)

”اور بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی علامت ہیں۔ یعنی قیامت کی آمد اور اس کے وقوع کی نشانی اور دلیل ہیں۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کا دن برپا ہونے سے پہلے آنا قیامت (کے قرب) کی علامت اور نشانی ہے اور اسی طرح اس کی یہ تفسیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ،

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ (بصری)، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ (بن مزاحم) وغیرہم سے بھی مروی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل اور منصف حاکم بن کر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔''

قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ کے ہر ہر جملہ میں تاکیدی الفاظ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور آمد کا بالکل واضح ثبوت ہے اور پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے ترجمان قرآن اور جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور معتبر ومستند تابعین رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر اس پر مستزاد ہے اور احادیث متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور نزول اپنی جگہ حق ہے۔

۵...... امام ابن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جریر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۱۰ھ) ''لعلم'' اور ''لعلم'' دونوں قرأتوں کا حوالہ دے کر بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض تابعین رحمۃ اللہ علیہ اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کی تفسیریں نقل کرتے ہیں اور بحوالہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''قال نزول عیسٰی بن مریم علیهما السلام'' (تفسیر ابن جریر ج۲۵ ص۹۰)

''انہوں نے فرمایا کہ اس سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا نزول مراد ہے۔'' (کیونکہ وہ قیامت کی نشانی ہیں)

۶...... ''لسان العرب'' جس کی تعریف میں مرزا قادیانی بھی رطب اللسان ہے۔ اس کی (ج۹ ص۳۷۲) پر ہے: ''وفی التنزیل فی صفة عیسٰی علیه السلام وانه لعلم للساعة وهی قرأة اکثر القراء وقرء بعضهم انه لعلم للساعة المعنی ان ظهور عیسٰی ونزوله الی الارض علامة تدل علی اقتراب الساعة'' قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں ''وانه لعلم للساعة'' ہے۔ یہ اکثر قاریوں کی قرأت اور ان میں سے بعض نے ''لعلم'' بھی پڑھا جس کے معنی ہیں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور اور ان کا نازل ہونا زمین کی طرف، ایسا نشان ہے جو قیامت کے قرب پر دلالت کرے گا۔

لسان العرب کی مرزا محمود نے (حقیقت النبوۃ ص۱۱۵) پر توثیق وتعریف کی ہے۔

۷...... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ فرمایا ہے: ''عیسیٰ نشان است قیامت را پس شبہ مکنید در قیامت۔''

تفسیر نبوی:

۱...... احادیث کی تمام اہم کتب (مثلاً مسند احمد ج۶ ص۲۴ حاشیہ پر منتخب کنز العمال، سنن ابوداؤد ج۲ ص۱۳۴) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی دس بڑی علامات میں سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو شمار فرمایا۔ اسی طرح واقعۂ معراج کے ضمن میں ایک روایت ہے۔

''عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لقیت لیلة اسرٰی بی ابراهیم علیه السلام وموسٰی علیه السلام وعیسٰی علیه السلام۔ قال: فتذاکرو امر الساعة فردوا امرهم الٰی ابراهیم علیه السلام فقال لا علم لی بها۔ فردوا الامر الٰی موسٰی علیه السلام فقال لا علم لی بها۔ فردوا

الامر الیٰ عیسیٰ فقال اما وجبتها فلا یعلمها احد الا اللّٰه ذلك وفیما عهد الیّ ربی عزوجل ان الدجال خارج قال ومعی قضیبان فاذا رأنی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیهلك اللّٰه‘‘

(مسند احمد ج۱ ص۳۷۵)

’’حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے میری ملاقات ہوئی۔ فرمایا کہ قیامت کا تذکرہ ہوا تو سب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کا صحیح علم تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں البتہ میرے ساتھ اللہ رب العزت نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب دجال نکلے گا تو میرے پاس دو ہتھیار ہوں گے۔ جب دجال مجھے دیکھے گا تو وہ دھات کی طرح پگھلے گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (میرے ہاتھ سے) اسے ہلاک کریں گے۔‘‘

نوٹ: یہ حدیث الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ (ابن ماجہ ص۳۰۹ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم) میں عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے۔ ابن ماجہ طبع بیروت ج۴ ص۱۴۵۱، حدیث نمبر۴۰۸۱ پر اس کے حاشیہ میں ہے۔ ’’اسناده صحیح ورجاله ثقات‘‘ یہ روایت بیہقی میں بھی ہے۔

اسی طرح بہت سی احادیث میں قیامت کے قریب مسیح کا نزول لکھا ہے جو آئندہ ’’باب ثبوت حیات مسیح از احادیث‘‘ میں نقل ہوں گی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

۲...... آیت ’’انه لعلم للساعة‘‘ کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے جن کو بہ دعا نبوی ﷺ علم قرآن حاصل تھا (جو مرزا قادیانی کو بھی مسلم ہے) (مندرجہ مسند احمد ج۱ ص۳۱۷،۳۱۸) پر ان سے منقول ہے کہ: ’’انه لعلم للساعة قال هو خروج عیسیٰ ابن مریم علیه السلام قبل یوم القیامة‘‘ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس روایت کو (مستدرک حاکم ج۳ ص۲۴۱، حدیث:۳۷۲۷) پر نقل کر کے لکھا ہے۔ هذا حدیث صحیح الاسناد روایت کے الفاظ یہ ہیں: ’’عن عکرمة عن ابن عباسؓ فی قوله عزوجل وانه لعلم للساعة قال خروج عیسیٰ ابن مریم‘‘

۳...... اسی طرح محدث عبد بن حمید نے حضرت ابوہریرہؓ سے یہی روایت کی ہے۔

۴...... نیز (درمنثور ج۶ ص۲۰) پر عبداللہ بن عباسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ جس کے آخر میں ہے: ’’وانه لعلم للساعة قال هو خروج عیسیٰ ابن مریم قبل یوم القیامة‘‘

۵...... نیز (درمنثور ج۶ ص۲۰) پر حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت مجاہدؒ، حضرت حسنؒ سے یہی تفسیر منقول ہے۔

۶...... ابن جریر نے (تفسیر طبری ج۲۵ ص۹۰،۹۱) پر حضرت ابن عباسؓ سے چار سندوں کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے۔

۷...... نیز خود مرزا قادیانی نے اس آیت میں ’’انه لعلم‘‘ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیری ہے۔

’’قرآن شریف میں ہے: ’’انه لعلم للساعة‘‘ یعنی اے یہودیو! عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تمہیں قیامت کا پتہ لگ جائے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۲۱، خزائن ج۱۹ ص۱۳۰)

صاف ظاہر ہے کہ ''انه'' کی ضمیر بطرف مسیح تسلیم کی گئی ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے لکھا:

۸...... ''ان فرقة من اليهود لكانوا كافرين بوجود القيامة فاخبرهم الله علٰى لسان بعض انبيائه ان ابناً من قومهم يولد من غير اب وهذا يكون اٰية لهم على وجود القيامة''

(حمامۃ البشریٰ ص۹۰، خزائن ج۷ ص۳۱۶)

''یعنی ایک فرقہ یہود کا قیامت کے وجود سے منکر تھا۔ خدا نے بعض انبیاء کی زبانی ان کو خبر دی کہ تمہاری قوم میں ایک لڑکا بلا باپ پیدا ہوگا۔ یہ قیامت کے وجود پر ایک نشانی ہے۔''

اس میں ہمارا استدلال صرف اتنا ہے کہ: ''وانه لعلم للساعة'' میں ''انه'' کی ضمیر کا مرجع مرزا قادیانی نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے۔ ''فهو المقصود'' باقی مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ قیامت کی نشانی میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مراد ہے۔ جب کہ اس کے مقابلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔ اب مرزائی فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی کی تفسیر مانی جائے یا صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کی؟ ان واضح شہادتوں کے بعد بھی کوئی نہ مانے تو اسے اللہ تعالیٰ ہی سمجھ نصیب فرمائیں۔

اعتراض:۱...... از مرزا غلام احمد قادیانی

''حق بات یہ ہے کہ ''انــه'' کی ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے۔ کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۴۲۴، خزائن ج۳ ص۳۲۲)

مرزا قادیانی نے کوئی دلیل ''انــــه'' کی ضمیر کو قرآن شریف کے لئے متعین کرنے کے حق میں بیان نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ ''ہ'' کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ماننے سے مرزا قادیانی کی مسیحیت معرض ہلاکت میں آجاتی ہے۔ اگر ہم ثابت کردیں کہ ''انـــــه'' کی ضمیر قرآن کریم کی طرف راجع نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے تو مرزا قادیانی کی یہ ''حق بات ہے'' کی حقیقت الم نشرح ہوکر رہ جائے گی۔ سنئے:

جواب: ۱...... سیاق وسباق میں بحث صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہستی کی ہے نہ قرآن کریم کی۔ پس جس کا ذکر ہی نہیں۔ اس کی طرف خواہ مخواہ ضمیر کو پھیرنا اگر سکھا شاہی نہیں تو اور کیا ہے۔

۲...... ہم نے قادیانی مسلمات کی رو سے ثابت کردیا ہے کہ ''انـــــه'' سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ہے۔ اگر مرزا قادیانی اس کا انکار کریں گے تو حسب فتویٰ خود کافر وفاسق ہوجائیں گے۔

۳...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ''انــه'' کی ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیرتے ہیں جن کے متعلق مرزا قادیانی کا ارشاد (ازالہ اوہام ص۲۴۷، خزائن ج۳ ص۲۲۵) پر ہے: ''ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے۔''

اب کس کا منہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جیسی عظیم الشان ہستی کا فیصلہ رد کرے؟

۴...... مرزا قادیانی یا ان کی جماعت اپنی تائید میں اور ہماری مخالفت میں ۸۶ گزشتہ مجددین، مسلمہ قادیانی، میں سے کسی ایک کو بھی پیش نہیں کرسکتے۔

۵...... خود مرزا قادیانی کے مرید ''انہ'' کی ضمیر کے قرآن کی طرف پھرنے سے منکر ہیں۔ چنانچہ سید سرور شاہ قادیانی ''ضمیمہ اخبار بدر قادیان مورخہ ۶/اپریل ۱۹۱۱ء'' میں لکھتے ہیں: ''ہمارے نزدیک تو اس کے آسان معنی یہ ہیں کہ وہ (مثیل مسیح) ساعت کا علم ہے۔''

نوٹ: قادیانی سرور شاہ کا علم اسی بات سے اظہر من الشمس ہوا جاتا ہے کہ مسیح کے ساتھ مثیل کی دم اپنی طرف سے بڑھا دی ہے۔ اگر ایسا کرنا جائز قرار دیا جائے تو قرآن شریف کی تفسیر ہر ایک آدمی اپنے حسب منشاء کر سکتا ہے۔ مثلاً جہاں رسول کریم ﷺ کا اسم مبارک ہے وہاں بھی کہہ دیا جائے کہ اس سے مثیل محمد ﷺ مراد ہیں جو قادیانیوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) مرزا قادیانی ہیں۔

۶...... مرزا قادیانی کے بڑے فرشتہ سید محمد احسن امروہی مرزا قادیانی کی تردید میں یوں فرماتے ہیں:

الف...... ''دوستو! یہ آیت: ''وانه لعلم للساعة'' سورۂ زخرف میں ہے اور بالاتفاق تمام مفسرین کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے واسطے ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔'' (اخبار الحکم مورخہ ۲۸/فروری ۱۹۰۹ء)

ب...... ''آیت دوم میں تسلیم کیا کہ ضمیر ''انہ'' کی طرف قرآن شریف یا آنحضرت ﷺ کے راجع نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہے۔'' (اعلام الناس حصہ دوم ص ۵۶)

قادیانی اعتراض:۲

از مرزا قادیانی ''ظاہر کہ خدا تعالیٰ اس آیت کو پیش کر کے قیامت کے منکرین کو ملزم کرنا چاہتا ہے کہ تم اس نشان کو دیکھ کر پھر مردوں کے جی اٹھنے سے کیوں شک میں پڑے ہو...... اگر خدا تعالیٰ کا اس آیت میں یہ مطلب ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تب ان کا آسمان سے نازل ہونا مردوں کے جی اٹھنے کے لئے بطور دلیل یا علامت کے ہوگا تو پھر اس دلیل کے ظہور سے پہلے خدا تعالیٰ لوگوں کو ملزم کیوں کر سکتا ہے کیا اس طرح اتمام حجت ہو سکتا ہے۔ دلیل تو ابھی ظاہر نہیں ہوئی اور کوئی نام ونشان اس کا پیدا نہیں ہوا اور پہلے ہی سے منکرین کو کہا جاتا ہے کہ اب بھی تم یقین نہیں کرتے کیا ان کی طرف سے یہ عذر صحیح طور پر نہیں ہو سکتا کہ یا الٰہی ابھی دلیل یا نشان قیامت کا کہاں ظہور میں آیا جس کی وجہ سے ''فلا تمترن بها'' کی دھمکی ہمیں دی جاتی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۲۱)

جواب: مرزا قادیانی کا یہ اعتراض ناشی از جہالت ہے۔ اپنی کم علمی سے ''وانه لعلم للساعة'' کو ''فلا تمترن بها'' کے لئے دلیل ٹھہرالیا اور پھر اس دلیل کے غلط ہونے پر منطقی بحث شروع کر دی۔ اس آیت کا شان نزول جو مرزا قادیانی نے ظاہر کیا ہے وہ محض ایجاد مرزا ہے۔ ورنہ اصلی شان نزول ملاحظہ ہو اور کلام اللہ کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

''لما ضرب ابن مريم مثلًا اذا قومك منه يصدون وقالوا ء ألهتنا خير ام هو ماضربوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون ان هو الا عبد انعمنا عليه وجعلناه مثلًا لبنى اسرائيل ولو نشاء لجعلنا منكم ملٰئكة فى الارض يخلفون وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقيم'' اور جب عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے متعلق (معترض کی طرف سے) ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا تو یکا یک آپ کی قوم کے لوگ (مارے خوشی کے) چلانے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام۔ ان لوگوں نے جو یہ مضمون بیان کیا ہے تو محض جھگڑنے کی غرض سے بلکہ یہ لوگ (اپنی عادت سے) ہیں ہی

جھگڑالو۔ عیسیٰ علیہ السلام تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہم نے (کمالات نبوت سے اپنا) فضل کیا تھا اور ان کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنایا تھا، اور اگر ہم چاہتے تو ہم تم میں سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے کہ وہ زمین پر یکے بعد دیگرے رہا کرتے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو قیامت (کے قرب) کا نشان ہیں۔ پس تم لوگ اس میں شک مت کرو اور تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

معزز ناظرین! مرزا قادیانی کی چالاکی ملاحظہ ہو کہ بمطابق مثل ۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

خود شان نزول اس آیت کی کلام اللہ کی انہیں آیات میں موجود ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مشرکین کے بتوں کے متعلق ایک مثال ہے۔ باوجود اس کے مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ یہاں بحث قیامت سے ہے۔ قیامت کی بحث تو یہاں ہے ہی نہیں۔ وہ تکمیل کلام ومآل دنیا پر مذکور ہے۔ چنانچہ ہم مرزا قادیانی کے اپنے مانے ہوئے مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ کی روایت سے مرزا قادیانی کے تسلیم کردہ حبر الامت امام المفسرین ابن عباسؓ سے بیان کردہ شان نزول پیش کرتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ نے ایک روز سورۂ انبیاء کی آیت: ''انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم'' کے موافق یہ فرمایا کہ مشرک جن چیزوں کو پوجتے ہیں وہ اور مشرک دونوں قیامت کے دن دوزخ میں جھونکے جائیں گے۔ اس پر عبداللہ بن زبعری نامی ایک شخص نے کہا کہ نصاریٰ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پوجتے ہیں اور تم عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور ہمارے بتوں سے اچھا سمجھتے ہو۔ اس لئے جو حال ہمارے بتوں کا ہوگا وہی حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ عبداللہ بن زبعری کے اس جواب کو مشرک لوگوں نے بڑا شافی جواب جانا اور سب خوش ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ (درمنثور ج۶ ص۲۰، زیر آیت: انه لعلم للساعة) باوجود اس قدر تصریح کے اگر پھر بھی قادیانی اپنی اس نامعقول دلیل پر جمے رہیں تو ہمارا جواب بھی الزامی رنگ میں سن لیں اور کان کھول کر سنیں۔''

۲...... مرزا قادیانی اپنی کتاب (اعجاز احمدی ص۲۱، خزائن ج۱۹ ص۱۳۰) پر لکھتے ہیں: ''قرآن شریف میں ہے: ''انه لعلم للساعة'' یعنی اے یہودیو! عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تمہیں قیامت کا پتہ لگ جائے گا۔''

۳...... (سورۂ طٰہٰ:۱۶) میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے رسول کو بھی بطور ہدایت فرماتا ہے۔ ''ان الساعة اتية اكاد اخفيها لتجزىٰ كل نفس بما تسعىٰ فلا يصدنك عنها من لا يؤمن بها'' اے موسیٰ علیہ السلام! قیامت بے شک وشبہ آنے والی ہے۔ میں اسے مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ ملے ہر شخص کو اپنی محنت کا۔ خبردار کوئی بے ایمان تجھے اس کے ماننے سے روک نہ دے۔

یہاں اگر قادیانی طرز کلام کا اتباع کیا جائے تو سوال پیدا ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قیامت کے آنے کی دلیل یا نشانی تو بیان نہیں کی گئی۔ صرف اس کے آنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ پھر یہ اعلان اگلے حصہ آیت کے لئے دلیل کیسے ہوسکتا ہے؟ قادیانی جو جواب اس سوال کا دیں گے وہی جواب ہمارا بھی سمجھ لیں۔

۴...... مرزا قادیانی نے ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی کہ محمدی بیگم دختر احمد بیگ ہوشیارپوری ضرور بضرور میرے نکاح میں آئے گی۔ پھر اس کے متعلق الہامات بھی شائع کئے۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ ''انا زوجناکها'' (انجام آتھم، خزائن ج۱۱ ص۶۰) یعنی اے مرزا ہم نے تیرا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا ہے۔

انتظار کرتے کرتے مرزا قادیانی تھک گئے۔ آخر ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی سخت بیمار ہوئے۔ موت کے خیال پر جب محمدی بیگم والی پیش گوئی میں جھوٹا ہونے کا خیال گزرا تو الہام ہوا۔ ’’الحق من ربك فلا تکونن من الممترین‘‘ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

دیکھئے! یہاں مرزا قادیانی کے خدا نے مرزا قادیانی کو یقین دلانے کو صرف اتنا ہی کہا۔ ’’الحق من ربك‘‘ حالانکہ ابھی نکاح نہیں ہوا۔ پہلے ہی سے اس کے ہونے کا اعلان کر کے محض اعلان ہی کو دلیل قرار دیا جارہا ہے۔ جس دلیل سے مرزا قادیانی کے لئے ایک پیش گوئی کا اعلان دلیل ہوگیا آئندہ حکم کے حق ہونے کا۔ اسی دلیل سے یہاں بھی ’’انہ لعلم للساعة‘‘ دلیل سمجھ لیں۔ ’’فلا تمترن بها‘‘ کی (ذرا غور سے سمجھئے) مگر یہ سب بیان ہمارا الزامی رنگ میں ہے۔ ورنہ مرزا قادیانی کا یہ اعتراض مبنی ہے علوم عربیہ سے جہالت مطلقہ پر۔

مضحکہ خیز قادیانی تفسیر

۱...... ’’یہ کیسی بدبودار نادانی ہے جو اس جگہ لفظ ’’ساعة‘‘ سے مراد قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ ’’ساعة‘‘ سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۲۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۹)

۲...... ’’حق بات یہ ہے کہ ’’انہ‘‘ کی ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے۔ کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔‘‘

(ازالہ ص ۴۲۴، خزائن ج ۳ ص ۳۲۲)

۳...... ’’ان فرقة من الیهود اعنی لصدوقین کانوا کافرین بوجود القیامة فاخبرهم اللّٰه علیٰ لسان بعض انبیاء ہٖ ان ابنًا من قومهم یولد من غیر اب وهذا یکون آیة لهم علی وجود القیامة فالی هذا اشار فی آیة وانه لعلم للساعة ‘‘یہود کا ایک فرقہ صدوقین نامی قیامت کے وجود سے منکر تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بعض نبیوں کے واسطے سے انہیں خبر دی کہ ان کی قوم میں سے ایک لڑکا بغیر باپ کے پیدا ہوگا اور وہ قیامت کے وجود پر دلیل ہوگا۔ پس اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت ’’وانه لعلم للساعة‘‘ میں۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۰، خزائن ج ۷ ص ۳۱۶)

۴...... ’’ان المراد من العلم تولده من غیر اب علی طریق المعجزة كما تقدم ذکره فی الصحف السابقة‘‘ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۲)

’’العلم‘‘ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ہے بطور معجزہ کے جیسا کہ پہلی کتابوں میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

نوٹ: مرزا قادیانی معلوم ہوتا ہے فن مناظرہ اور اس کے اصولوں سے جاہل مطلق تھے۔ دلیل تو وہ قابل قبول ہوتی ہے جو مخالف کے ہاں قابل قبول ہو۔ بلکہ جس کا رد کرنا مخالف سے آسان نہ ہو۔ ایسی دلیل کو پیش کرنا جس کو مخالف صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ یہ مرزا قادیانی جیسے پنجابی نبی ہی کی شان ہی ہوسکتی ہے۔ ورنہ دلیل تو ایسی ہو کہ مخالف کے نزدیک بھی وہ قابل قبول اور حجت ہوسکے جیسا کہ ہم حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں قادیانی مسلمات پیش کر کے قادیانی افراد سے قبول

حق کی اپیل کر رہے ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بقول مرزا قادیانی یہودی (صدوقین) قیامت کے وجود سے منکر تھے۔ ان کے سامنے بقول مرزا قادیانی قیامت کے وجود پر دلیل یہ پیش کی جاتی ہے۔ دیکھو ہم نے ایک لڑکا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بغیر باپ کے پیدا کیا ہے۔ یہودی تو اس دلیل ہی کے صحیح اور حجت ہونے سے منکر تھے۔ وہ تو کہتے تھے اور عقیدہ رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) ولد الزنا تھے جو دلیل خود محتاج دلیل ہو۔ وہ دلیل کیا ہوئی؟ پس مرزا قادیانی کی تفسیر بھی قرآن کریم کے ساتھ محض ایک مذاق ثابت ہوئی۔

۵...... تفسیر سید سرور شاہ صحابی مرزا۔

مرزا قادیانی کا ایک بہت بڑا صحابی سرور شاہ قادیانی اپنے نبی مرزا قادیانی کی تردید عجیب طرز سے کرتا ہے۔ لکھتا ہے: ''مسیح کے بے باپ ولادت دلیل کس طرح بن سکتی ہے۔ ہمارے نزدیک تو اس کے آسان معنی یہ ہیں کہ وہ مثیل مسیح ساعۃ (قیامت) کا علم ہے۔'' (ضمیمہ اخبار بدر قادیان مورخہ ۶؍اپریل ۱۹۱۱ء)

۶...... تفسیر از مولوی سید محمد احسن امروہی جو مرزا قادیانی کے اکابر صحابہ میں سے تھا اور مرزا قادیانی کا فرشتہ کہلاتا تھا۔ (اعلام الناس حصہ دوم ص ۵۶) پر ''انہ'' کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔

محترم ناظرین! ہم نے قادیانی جماعت کی چھ تفسیریں جن میں سے چار مرزا قادیانی کی اپنی ہیں۔ آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ ان کا باہمی تضاد اظہر من الشمس ہے۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ کلام اللہ سے دو آیتیں اور مرزا قادیانی اور ان کے حواری کے اقوال اور انجیل کی تصدیق پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔

۱...... پہلی آیت ''سورۂ حجر:۷۲'' کی ہے: ''انهم لفی سکرتهم یعمهون'' وہ اپنی بیہوشی میں گم گشتہ راہ پھر رہے ہیں۔

۲...... دوسری آیت سورۂ نساء:۸۲ میں ہے: ''ولو کان من عند غیر اللّٰه لوجد وافیه اختلافًا کثیرًا'' اگر یہ کلام اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔

مرزا قادیانی اور ان کی جماعت اپنی خود غرضی کے لئے اسلامی تفسیر کو چھوڑ کر گمراہی میں سرگردان ہیں۔ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

۱...... ''ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا تو انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔'' (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

۲...... ''جھوٹے پر خدا کی لعنت...... جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

۳...... ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

<u>نوٹ:</u> مرزا قادیانی نے اس آیت کی جس قدر تفسیریں کی ہیں ان میں سے ہم نے صرف چار پیش کی ہیں اور دو ان کے حواریوں کی درج کی ہیں۔ (۱) ساعۃ سے مراد وہ عذاب جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد طیطوس رومی کے ذریعہ یہود پر نازل ہوا۔ (۲) اس سے مراد قرآن مجید ہے۔ (۳) اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونا۔ (۴) اس سے مراد عیسیٰ

علیہ السلام بغیر باپ بطور معجزہ پیدا ہونا۔ (۵) اس سے مراد مثیل مسیح۔ (۶) اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام۔ ان سب کی سب کا آپس میں تضاد و تناقض ظاہر ہے۔ پس مرزا قادیانی معہ اپنے صحابہ اپنے ہی فتویٰ کی رو سے۔ پاگل، منافق، جھوٹے پر خدا کی لعنت اور مخبوط الحواس ثابت ہوئے۔ مرزا قادیانی کے حواری مرزا خدا بخش مصنف (عسل مصفیٰ ج۱ ص۴۱۹) پر علماء اسلام کی تفسیر میں اختلاف مزعومہ کے بارہ میں لکھتے ہیں: ''یہ چھ قسم کے معانی علماء متقدمین ومتاخرین نے کئے ہیں اور یہی معانی میری نظر سے گزرے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر علماء و مفسرین کو یقینی معنی معلوم ہوتے تو وہ کیوں اس قدر چکر کھاتے اور کیوں دور از قیاس رائے ظاہر کرتے۔ جب ہم ان معانی پر غور سے نظر کرتے ہیں تو سیاق کلام...... کے خلاف پاتے ہیں۔''

ناظرین! قادیانی تفسیر کے متعلق یہی عبارت پڑھ دیں صرف علماء متقدمین ومتاخرین کی بجائے مرزا قادیانی اوران کے حواری سمجھ لیں۔

تصدیق از انجیل

حضرات! یہ تو آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ کلام اللہ، انجیل یا توریت کی نقل نہیں ہے بلکہ ایک بالکل الگ اور براہ راست سلسلہ وحی ہے۔ پس جہاں کہیں قرآن کریم اور انجیل کے مضمون میں مطابقت لفظی یا معنوی معرض ظہور میں آجائے وہاں وہی معنی قابل قبول ہوں گے جو متفق علیہ ہیں۔ خود مرزا قادیانی ہماری تصدیق میں لکھ گئے ہیں: ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اوران کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔ (ازالہ اوہام ص۶۱۷، خزائن ج۳ ص۴۳۳)

سو ہم نے جب موافق اس حکم کے نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو مندرجہ ذیل عبارت نظر پڑی۔

(انجیل متی باب:۲۴، آیت:۳ تا ۳۱) ''جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اس کے شاگرد الگ اس کے پاس آکر بولے۔ ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے۔ (''انه لعلم للساعة'' قرآن کریم) یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کردے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے...... اس وقت اگر تم سے کوئی کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے...... میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے...... پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندھ کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن مریم کا آنا ہوگا...... ابن مریم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔ یہی مضمون (انجیل مرقس باب:۱۳) اور (انجیل لوقا باب:۲۱) میں مرقوم ہے۔ انجیل کے اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱...... حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام خود دوبارہ نازل ہوں گے۔ کیونکہ اپنے تمام نام نہاد مثیلوں سے بچنے کی ہدایت کررہے ہیں۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا قیامت کی نشانی ہے۔

۳...... جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے۔

۴...... حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اچانک نازل ہوں گے۔

۵...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ تشریف لائیں گے۔

یہی مضمون کلام اللہ میں موجود ہے۔ جیسا کہ ہم تصریح کر چکے ہیں۔ پس قادیانی جماعت پر لازم ہے کہ مرزا قادیانی کے بیان کردہ معیار کے مطابق حق کو قبول کر کے مرزائیت سے اپنی بیزاری کا اعلان کر دیں۔

نتیجہ: مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص ۲۶۹، خزائن ج ۳ ص ۲۳۶) میں لکھتے ہیں: ''اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان سے اترنا اس کے جسم کے ساتھ چڑھنے کی فرع ہے۔ لہٰذا یہ بحث بھی کہ مسیح اسی جسم کے ساتھ آسمان سے اترے گا جو دنیا میں اسے حاصل تھا۔ اس دوسری بحث کی فرع ہوگی جو مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔''

ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم کے ساتھ آسمان سے اترنا ثابت کر دیا ہے۔ پس حسب قول مرزا قادیانی ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ نازل ہونا جبھی مانا جا سکتا ہے جب کہ ان کا آسمان پر اسی جسم کے ساتھ جانا تسلیم کر لیا جائے۔ فالحمد لله علىٰ ذالك!

حیات مسیح علیہ السلام کی چھٹی دلیل

''وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (مائده: ۱۱۰)'' ﴿اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لے کر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے کافر جو ان میں تھے اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح۔﴾

ف...... معجزات اور فوق العادت تصرفات کو جادو کہنے لگے اور انجام کار حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے۔ حق تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس طرح یہود کو ان کے ناپاک مقاصد میں کامیاب ہونے سے روک دیا گیا۔ (تفسیر عثمانی)

استدلال:۱

من جملہ ان نعمتوں کے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو دی گئیں ایک یہ ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام ''وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ'' اور اس وقت کو یاد کر کہ جب بنی اسرائیل کو تیرے پاس آنے سے بھی روک دیا۔ پس اگر خدانخواستہ قتل اور صلب میں کامیاب ہو گئے تو پھر اس تطہیر اور کف کے وعدہ اور انعام کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی۔

''واذ كففت'' میں کف کا مفعول بنی اسرائیل کو بنایا ہے نہ کہ کاف ضمیر مخاطب کو۔ یعنی میں نے دور ہٹائے رکھا بنی اسرائیل (یہود) کو تجھ سے۔ یہ نہیں فرمایا: ''كَفَفْتُكَ عن بنى اسرائيل'' (ہٹا دیا تجھ کو بنی اسرائیل سے) کیونکہ ضرر پہنچانے کا ارادہ یہودیوں کا تھا پس انہی کو ہٹائے رکھنے کا ذکر مناسب ہے۔ (دوم) یہ کہ کف کا صلہ عن ذکر کیا ہے جو بعد کے لئے آتا ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے۔ ''لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ (یوسف: ۲۴)'' ہم نے یوسف علیہ السلام سے برائی اور بے حیائی کو دور ہٹا دیا۔ یہ نہیں فرمایا: ''نصرفك عن السوء والفحشاء'' (یوسف علیہ السلام کو برائی سے ہٹا دیں) یہ اگر ہوتا تو شبہ ہوتا کہ یوسف علیہ السلام کے دل میں برائی (قصد زنا) آ گئی تھی بلکہ اللہ نے برائی اور بدی کے ارادہ کو ہی دور دور رکھا اور یوسف علیہ السلام تک پہنچنے ہی نہ دیا۔ اسی طرح اللہ نے یہود کو حضرت مسیح علیہ السلام سے دور دور رکھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: ''وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ (الاعراف:۱۴۱)'' ﴿اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو کہ جب ہم نے تم کو فرعونیوں کے عذاب سے بچایا اور نجات دی۔﴾ اس لئے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عنوان اختیار فرماتے تو یہ شبہ ہوتا کہ بنی اسرائیل کی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دشمنوں سے ایذائیں اور تکلیفیں اٹھائیں۔ مگر اخیر میں اللہ نے ان مصائب اور تکالیف سے نجات دی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی ایذا تو کیا پہنچا تا وہ خود بھی ان تک نہ پہنچ سکا۔ اللہ نے دشمنوں کو دور ہی رکھا اور کسی بدذات کو پاس بھی نہ بھٹکنے دیا اور جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر آسمان پر اٹھالیا۔ تمام تفاسیر معتبرہ میں یہی تفسیر مذکور ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے رہا ہو کر کشمیر پہنچے اور ستاسی سال کے بعد کشمیر میں وفات پائی۔ حالانکہ کشمیر اس وقت کفر اور شرک اور بت پرستی کا گھر تھا جو ملک شام سے کسی طرح بہتر نہ تھا۔ شام حضرات انبیاء کا مسکن اور وطن تھا اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں: ''وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا'' کہ میں تجھ کو کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔ نیز عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ''کما قال تعالیٰ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ'' ان کی نبوت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ لہٰذا بنی اسرائیل کو چھوڑ کر کشمیر جانے کے کیا معنی؟

استدلال:۲

''کف'' کے لفظی معنی ہیں ''بازگردانیدن'' یعنی روکے رکھنا۔

قرآن مجید میں یہ لفظ کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ (۱) ''وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ (نساء:۹۱)'' (۲) ''فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (مائدہ:۱۱)'' (۳) ''كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ (نساء:۱۷)'' (۴) ''وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ (الفتح:۲۰)'' (۵) ''هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ (الفتح:۲۴)''

آخری آیت میں خصوصاً کف کے مفعول کو عن کے مجرور سے بکلی روکا گیا ہے۔ ''اور وہ (اللہ) وہی ہے جس نے روک رکھے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے مکہ کے قریب میں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے قابو دیا تم کو ان پر۔'' اس آیت میں صلح حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے۔ قادیانی فریق کو بھی تسلیم ہے کہ حدیبیہ میں مطلقاً کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ جیسا کہ تمام مفسرین و مورخین کا اس پر اتفاق ہے۔ دوسری آیت ''فكف ايديهم عنكم (مائدہ:۱۱)'' پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت یاد کرو جو اس نے تم پر کی جب کفار نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو ہم نے ان کے ہاتھ تم سے روکے رکھے۔''

ناظرین! جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے قتل کرنے کی کوشش کی اور قتل کا مکمل انتظام کر لیا بعینہٖ اسی طرح بنونضیر کے یہود نے آنحضرت ﷺ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بال بال محفوظ رکھا۔ جیسا کہ تمام مفسرین نے ''سورۃ مائدہ آیت:۱۱'' کے تحت لکھا ہے۔ قادیانی اپنے مسلمہ مجدد ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کو اس آیت کے تحت میں ملاحظہ کریں۔ جس طرح کف کا لفظ آنحضرت ﷺ کے لئے استعمال ہوا۔ بعینہٖ وہی لفظ ''واذ كففت بنی اسرائيل عنك'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال ہوا۔ آنحضرت ﷺ کو یہود کے شر سے محفوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے شر سے محفوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ شکریہ کا حکم فرمائیں گے اور اپنا انعام یاد کرائیں گے۔

عجیب نکتہ

حدیبیہ میں دونوں گروہ مسلمان اور کفار آمنے سامنے ہوئے۔لیکن ایک دوسرے سے لڑائی کا مرحلہ نہیں آیا۔ یعنی ایک دوسرے تک ہاتھ نہیں پہنچے ’’فکف ایدیھم عنکم، کف ‘‘ کا مفعول ایدی اوران کا مجرور ضمیریں ہیں۔یعنی دونوں فریقوں کا اجتماع تو ہوا لیکن لڑائی نہیں ہوئی۔مگر آیت: ’’واذکففت بنی اسرائیل عنك ‘‘میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ: ’’اذ کففت ایدی بنی اسرائیل عنك ‘‘کہ میں نے ان کے ہاتھ آپ سے روکے رکھے۔بلکہ فرمایا کہ یہود کو عیسیٰ علیہ السلام سے روکے رکھا کہ وہ آپ کے قریب تک نہیں بھٹکے یعنی جب یہود عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔وہ آپ کے قریب تک نہیں آسکے۔تمام تدبیروں کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کے قریب پہنچنے سے روک لیا وہ ان کی پہنچ سے باہر (آسمان پر) تھے۔

تفسیری شواہد:

۱...... (تفسیر ابن کثیر ج۲ص۱۱۵) زیر آیت مذکور ہے: ’’اذکر نعمتی علیك فی کفی ایاھم عنك اذ جئتھم بالبراھین والحجة القاطعة علی نبوتك ورسالتك من اللّٰہ الیھم فکذبوك واتھموك بانك ساحر وسعوا فی قتلك وصلبك فنجیتك منھم ورفعتك الی وطھرتك من دنسھم وکفیتك شرھم وھذا یدل علی الامتنان کان من اللّٰہ الیه بعد رفعه الی السماء الدنیا او یکون ھذا الامتنان واقعًا یوم القیامة وعبر عنه بصیغة الماضی دلالة علی وقوعه لا محالة وھذا من اسرار الغیوب التی اطلع اللّٰہ علیھا نبیه محمدا ﷺ ‘‘ ﴿(عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) کہ میری نعمتوں کو یاد کریں کہ جب یہودیوں کو آپ سے میں نے روکے رکھا جب آپ ان کے پاس فیصلہ کن دلائل وبراہین اور رسالت، اللہ تعالیٰ سے لے کر آئے تو انہوں نے آپ کی تکذیب کی۔جادوگری کا اتہام لگایا۔آپ کے قتل وپھانسی کے درپے ہوئے۔میں (اللہ تعالیٰ) نے ان سے آپ کو بچایا اور اپنی طرف اٹھالیا اور ان کی بدی سے آپ کو پاک کیا اور ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کا تذکرہ آپ کے آسمان دنیا پر اٹھائے جانے کے بعد کیا یا قیامت کے دن ان انعامات کا تذکرہ فرمائیں گے۔(اگر قیامت کے دن فرمائیں گے تو پھر ’’اذ قال اللّٰہ ‘‘بصیغہ ماضی کیوں فرمایا؟) اس کی تعبیر ماضی سے اس لئے فرمائی کہ یہ یقینی امر ہے جو ہر حال میں ہوگا (گویا ہو چکا قیامت کے دن یہ کلام الٰہی عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگا) یہ وہ غیب کے اسرار ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو مطلع فرمادیا۔﴾

۲...... (تفسیر خازن ج۲ص۵۳۹) پر ہے: ’’فقصد الیھود قتله فخلصه اللّٰہ منھم ورفعه الٰی السماء ‘‘جب یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے آپ کو بچایا اور آسمان پر اٹھالیا۔

۳...... (معارف القرآن ج۴ص۱۵۳) حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’جب کہ میں (اللہ تعالیٰ) نے بنی اسرائیل یعنی یہودیوں کو تیرے پاس آنے سے روک دیا اور انہوں نے جو تیرے قتل کا ارادہ اور صلیب کا منصوبہ بنایا تھا اس کو میں نے ایک لخت ملیامیٹ کر دیا اور تجھ کو صحیح وسالم زندہ آسمان پر اٹھالیا اور وہ تجھے کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔‘‘

۴...... (تفسیر کبیر ج۱۲ص۱۲۷) زیر آیت بالا حضرت علامہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’انه علیه الصلوٰة والسلام لما اظھر ھذہ المعجزات العجیبه قصد الیھود قتله فخلصه اللّٰہ تعالیٰ منھم حیث رفعه

الی السماء ’’حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب ان معجزات کا ظہور ہوا تو یہود نے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا کر آسمان پر اٹھالیا۔

۵...... (معالم العرفان ج۵ ص۴۸۰) پر ہے: ’’عیسیٰ علیہ السلام گھبراؤ نہیں میں ان کے ناپاک ہاتھ تم تک نہیں پہنچنے دوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بحفاظت آسمان پر اٹھالیا۔‘‘

قارئین محترم! اللہ رب العزت نے یہود کی دست و برد سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے طور پر محفوظ رکھا کہ وہ ان کی پہنچ سے باہر ہوگئے۔ یہود ان کے قریب نہ بھٹک سکے۔ ان تفسیری تصریحات کے باجود مرزا قادیانی کا کیا مؤقف ہے؟ وہ ملاحظہ کریں۔

مرزا قادیانی کا مؤقف

۱...... ’’اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا: ’’اذ کففت بنی اسرائیل عنك‘‘ یعنی یاد کر وہ زمانہ جب کہ بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے تجھ سے روک دیا۔ حالانکہ تواتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا۔ لیکن خدا نے آخر جان بجادی۔ پس یہی معنی ’’اذ کففت‘‘ کے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ نزول المسیح ص۱۵۱، خزائن ج۱۸ ص۵۲۸)

۲...... اسی مضمون کو مرزا قادیانی دوسری جگہ اس طرح لکھتے ہیں: ’’پھر بعد اس کے مسیح علیہ السلام ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب نے دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لئے تیار ہوئے...... تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا۔ تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اسی وقت ایک سخت آندھی آ گئی...... انہوں نے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار لیا...... سو پہلے انہوں نے چوروں کی ہڈیاں توڑیں...... جب چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح علیہ السلام کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور ایک نے کہا میں ہی اس لاش کو دفن کروں گا...... پس اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۸۰ تا ۳۸۲، خزائن ج۳ ص۲۹۶، ۲۹۷)

۳...... مرزا قادیانی نے مزید تشریح یوں کی ہے: ’’مسیح علیہ السلام پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھونکی گئیں۔ جن سے وہ غشی کی حالت میں ہوگیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہ تھی۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۹۲، خزائن ج۳ ص۳۰۲)

۴...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’اب بھی خدا تعالیٰ کا وہ غصہ نہیں اترا جو اس وقت بھڑکا تھا جب کہ اس ’’وجیہہ‘‘ نبی کو گرفتار کرا کر مصلوب کرنے کے لئے کھوپری کے مقام پر لے گئے تھے اور جہاں تک بس چلا تھا ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۷، خزائن ج۱۷ ص۲۰۰)

مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے ان چار حوالہ جات سے ذیل کے نتیجے اخذ ہوتے ہیں:

۱...... عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا گیا۔

۲...... عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر کھینچا گیا۔

۳...... عیسیٰ علیہ السلام یہود کے حوالہ ہوئے۔
۴...... عیسیٰ علیہ السلام کو تازیانے (کوڑے) لگائے گئے۔
۵...... عیسیٰ علیہ السلام نے گالیاں سنیں۔
۶...... عیسیٰ علیہ السلام کو طمانچے مارے گئے۔
۷...... عیسیٰ علیہ السلام سے ٹھٹھا وہنسی ہوئی۔
۸...... عیسیٰ علیہ السلام چوروں کے ساتھ صلیب دیئے گئے۔
۹...... عیسیٰ علیہ السلام پر مصیبت آئی۔
۱۰...... عیسیٰ علیہ السلام کے اعضاء میں کیلیں ٹھونکی گئیں۔
۱۱...... عیسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے۔
۱۲...... عیسیٰ علیہ السلام کی یہ مصیبت موت سے کم نہ تھی۔
۱۳...... عیسیٰ علیہ السلام وجیہ نبی کو گرفتار کیا گیا۔
۱۴...... عیسیٰ علیہ السلام کو ہر قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔

چودھویں صدی کے سباب وکذاب اعظم مرزا قادیانی کی عبارتوں سے یہ چودہ نتائج برآمد ہوئے۔ اس قادیانی تفسیر پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ تاہم بقول مرزا قادیانی کہ جب ہر ممکن ذلت وخواری میں مسیح علیہ السلام کو خدا نے مبتلا کرایا۔ یہاں تک کہ وہ ایسے بے ہوش ہوگئے کہ دیکھنے والے انہیں مردہ تصور کر کے چھوڑ گئے۔ کیا اس کے بعد بھی خدا کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یوں کہے بالفاظ مرزا ”یاد کر وہ زمانہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے میں نے تجھ سے روک لیا۔“ (نزول المسیح ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۸)

اس آیت کی ابتداء میں باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہیں: ”اذکر نعمتی“ یعنی یاد کر میری نعمتیں۔

انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت بنی اسرائیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بچانا بھی ہے۔ دنیا جہاں میں ایسے موقعوں پر سینکڑوں دفعہ ایک انسان دوسروں کے نرغہ سے بال بال بچ جاتا ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بال بال بھی بچ گئے ہوتے جب بھی اس بچانے کو مخصوص طور پر بیان کرنا باری تعالیٰ کی شان عالی کے لائق نہ تھا۔ ایسا بچ جانا عام بات ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزانہ رنگ اور عجیب طریقہ سے یہود کے درمیان سے بچ کر آسمان پر چلا جانا ایک خاص نعمت ہے۔ جس کو باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیان کر کے شکریہ کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ ورنہ اگر مرزا قادیانی کا بیان اور تفسیر صحیح تسلیم کر لی جائے تو کیا اس نعمت کے شکریہ کے مطالبہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہنے میں حق بجانب نہ ہوں گے؟ یا اللہ یہ بھی آپ کا کوئی مجھ پر احسان تھا کہ تمام جہان کی ذلتیں اور مصائب مجھے پہنچائی گئیں۔ میرے جسم میں میخیں ٹھونکی گئیں۔ میں نے ”ایلی ایلی لما سبقتنی“ کی صدائیں دیں۔ یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ پھر بھی تیری غیرت جوش میں نہ آئی۔ اندھیری رات میں وہ مجھے مردہ سمجھ کر پھینک گئے۔ میرے حواریوں نے چوری چوری میری مرہم پٹی کی۔ میں یہود کے ڈر سے بھاگا بھاگا ایران اور افغانستان کے دشوار گزار پہاڑوں میں ہزار مشکلات کے بعد درۂ خیبر کے راستہ پنجاب، یو۔ پی، نیپال پہنچا اور وہاں کی گرمی کی شدت برداشت نہ کر سکنے کے سبب کوہ ہمالیہ کے دشوار گزار دروں میں سے گرتا پڑتا سری نگر پہنچا۔ وہاں ۸۷ برس گمنامی کی زندگی

بسر کر کے مر گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس میں آپ نے کون سا کمال کیا کہ مجھے نعمت کے شکریہ کا حکم دیتے ہیں؟ کیا یہ کہ میری جان جسم سے نہ نکلنے دی اور اس حالت کا شکریہ مطلوب ہے؟ سبحان اللہ! واہ رے آپ کی خدائی۔ ہاں! ایسی ذلت سے پہلے اگر میری جان نکال لیتا تو بھی میں آپ کا احسان سمجھتا۔ اب کون سا احسان ہے؟ اگر تو کہے کہ میں نے تیری جان بچا کر صلیب پر مرنے اور اس طرح ملعون ہونے سے بچا لیا تو اس کا جواب بھی سن لیں۔

۱...... کیا تیرا معصوم نبی اگر صلیب پر مر جائے تو واقعی تیرا یہی قانون ہے کہ وہ لعنتی ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر جان بچانے کے کیا معنی؟

۲...... باوجود اپنی اس تدبیر کے جس پر آپ مجھ سے شکریہ کا مطالبہ چاہتے ہیں۔ یہودی اور عیسائی مجھے ملعون ہی سمجھتے ہیں۔ آپ کی کس بات کا شکریہ ادا کروں؟

۳...... اگر آپ کے ہاں نعوذ باللہ ایسا ہی عجیب قانون ہے کہ ہر معصوم مظلوم پھانسی پر چڑھائے جانے اور پھر مر جانے پر ملعون ہو جاتا ہے اور آپ نے مجھے لعنتی موت سے بچانا چاہا تو معاف کریں اگر میں یوں کہوں کہ آپ کا اختیار کردہ طریق کار صحیح نہ تھا جیسا کہ نتائج نے ثابت کر دیا۔ جس کی تفصیل نمبر۲ میں میں عرض کر چکا ہوں۔ اگر مجھے اپنی مزعومہ لعنتی موت سے بچانا تھا تو کم از کم یوں کرتے کہ ان کی گرفتاری سے پہلے مجھے موت دے دیتے تاکہ میری اپنی امت تو ایک طرف یقیناً یہودی بھی میری لعنتی موت کے قائل نہ ہو سکتے۔ پس مجھے بتایا جائے کہ میں کس بات کا شکریہ ادا کروں؟

معاذ اللہ! یہ ہے وہ قدرتی جواب جو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں آنا چاہئے۔ بشرطیکہ قادیانی اقوال واہیہ کو ٹھیک تسلیم کر لیا جائے۔ ہاں! اسلامی تفسیر کو صحیح تسلیم کر لیں تو وہ حالت یقیناً قابل ہزار شکر ہے۔ ہزار ہا یہود قتل کے لئے تیار ہو کر آتے ہیں۔ مکان کو گھیر لیتے ہیں۔ مکر و فریب کے ذریعہ گرفتاری کا مکمل سامان کر چکے ہیں۔ موت حضرت مسیح علیہ السلام کو سامنے نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’انی متوفیک ورافعک الی ‘‘یعنی (اے عیسیٰ علیہ السلام) میں تجھ پر قبضہ کرنے والا ہوں اور آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔

پھر اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ پورا کرتے ہیں اور یوں اعلان کرتے ہیں: ’’وایدناہ بروح القدس ‘‘یعنی ہم نے مسیح علیہ السلام کو جبرائیل فرشتہ کے ساتھ مدد دی۔ (جو انہیں اٹھا کر دشمنوں کے نرغہ سے بچا کر آسمان پر لے گئے) دوسری جگہ اس وعدہ کا ایفا یوں مذکور ہے: ’’ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ ‘‘(یہود نے یقینی بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر) اسی ایفاء وعدہ اور معجزانہ حفاظت کو بیان کر کے شکریہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک ‘‘یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام یاد کر ہماری نعمت کو جب ہم نے تم سے بنی اسرائیل کو روک لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر واجب ہے کہ گردن مارے احسان کے جھکا دیں اور یوں عرض کریں۔ ’’رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی ‘‘یارسول اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں واقعی تیری معجزانہ نعمتوں کا شکریہ ادا کروں۔

قادیانی اعتراض:۱...... از مرزا قادیانی

’’دیکھو آنحضرت ﷺ سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا حالانکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ کو سخت زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدۂ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا: ’’واذ

کففت بنی اسرائیل عنك ’’یعنی یاد کر وہ زمانہ کہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے تجھ سے روک دیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا۔ لیکن خدا نے آخر جان بچادی۔ پس یہی معنیٰ ’’اذ کففت‘‘ کے ہیں۔ جیسا کہ ’’واللّٰہ یعصمك من الناس‘‘ کے ہیں۔‘‘

(نزول المسیح ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹ حاشیہ)

جواب: ۱…… ’’عصم‘‘ کے معنی ہیں ’’بچالینا‘‘ یعنی دشمن کا طرح طرح کے حملے کرنا اور ان حملوں کے باوجود جان کا محفوظ رکھنا۔ لیکن ’’کف‘‘ کے معنی ہیں روک لینا۔ یعنی ایک چیز کو دوسری تک پہنچنے کا موقعہ ہی نہ دینا۔ پس دونوں آپس میں ایک جیسے کس طرح ہو سکتے ہیں؟ ہم اس پر بھی مفصل بحث کر کے ثابت کر آئے ہیں کہ: ’’کف‘‘ کے استعمال کے موقعہ پر ضروری ہے کہ ایک فریق کو دوسرے سے مطلق کسی قسم کا گزند نہ پہنچے۔ جب ہم شواہد قرآنی سے ثابت کر چکے ہیں کہ تمام قرآن کریم میں جہاں جہاں ’’کف‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مکمل حفاظت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے تو ان معنوں کے خلاف اس آیت کے معنی کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ لیجئے! ہم خود مرزا قادیانی کا اپنا اصول ایسے موقعہ پر صحیح معنوں کی شناخت کا پیش کر کے قادیانی جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر ایمان کی ضرورت ہے تو اسلامی تفسیر کے خلاف اپنی تفسیر بالرائے کو ترک کر دو۔

’’اگر قرآن شریف اوّل سے آخر تک اپنے کل مقامات مین ایک ہی معنوں کو استعمال کرتا ہے تو محل مجوث میں بھی یہی قطعی فیصلہ ہوگا جو معنی……سارے قرآن شریف میں لئے گئے ہیں وہی معنی اس جگہ بھی مراد ہوں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۳۳۰، خزائن ج ۳ ص ۲۶۷)

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ تمام قرآن شریف میں جہاں جہاں ’’کف‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے انہیں مذکورہ بالا معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پس محل نزاع میں اس کے خلاف معنی کرنا حسب قول مرزا الحاد اور فسق ہوگا۔

۲…… ایک لحہ کے لئے ہم مان لیتے ہیں۔ نہیں بلکہ قادیانی تحریف کی حقیقت الم نشرح کرنے کے لئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ’’عصم‘‘ اور ’’کف‘‘ ہم معنی ہیں۔ پھر بھی قادیانی ہی جھوٹے ثابت ہوں گے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ وعدہ ’’عصمت‘‘ جو خدا نے کیا۔ وہ مکمل حفاظت کے رنگ میں ظاہر کیا۔ یقیناً قادیانی دجل وفریب کا ناطقہ بند کرنے کو ایسا کیا گیا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ: ’’واللّٰہ یعصمك من الناس‘‘ کی بشارت کے بعد رسول کریم ﷺ کو کفار کوئی جسمانی گزند بھی نہیں پہنچا سکے۔

قادیانی کا یہ کہنا کہ جنگ احد میں رسول کریم ﷺ کا زخمی ہونا اور دانت مبارک کا ٹوٹ جانا اس بشارت کے بعد ہوا ہے۔ یہ ’’دو جمع دو چار روٹیاں‘‘ والی مثال ہے اور قادیانی کے تاریخ اسلام اور علوم قرآنی سے کامل اور مرکب جہالت کا ثبوت ہے۔

جنگ احد شوال ۳ھ میں ہوئی تھی اور رسول کریم ﷺ کو زخم اور دیگر جسمانی تکلیف بھی اسی ماہ میں لاحق ہوئی تھی جیسا کہ قادیانی خود تسلیم کر رہا ہے۔ مگر یہ آیت ’’واللّٰہ یعصمك من الناس‘‘ سورۂ مائدہ کی ہے جو نازل ہوئی تھی ۵ھ اور ۷ھ کے درمیان زمانہ میں۔ دیکھو خود مرزا قادیانی کا مرید محمد علی امیر جماعت لاہوری اپنی تفسیر بیان القرآن میں یوں رقمطراز ہے۔ ’’ان مضامین پر جن کا ذکر اس سورۃ (مائدہ) میں ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہی رائے اکثر محققین کی بھی ہے کہ اس سورت کے اکثر حصہ کا نزول پانچویں اور ساتویں سال ہجری کے درمیان ہے۔‘‘ (بیان القرآن ص ۵۸۸)

اب رہا سوال خاص اس آیت: ''وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس ''کے نزول کا سو اس بارہ میں ہم قادیانی نبی اور اس کی امت کے مسلمہ مجدد صدی نہم علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتے ہیں: ''وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس فی صحیح ابن حبان عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ انها نزلت فی السفر واخرج ابن ابی حاتم وابن مَرْدَوَيْه عن جابر انها نزلت فی ذات الرقاع باعلٰی نخل فی غزوة بنی انمار'' (تفسیر اتقان جز واوّل ص۱۹)

مطلب جس کا یہ ہے کہ غزوہ بنی انمار کے زمانہ میں یہ آیت سفر میں نازل ہوئی تھی۔ جب اس آیت کا وقت نزول غزوہ بنی انمار کا زمانہ ثابت ہوگیا تو اس کی تاریخ نزول کا قطعی فیصلہ ہوگیا کیونکہ یہ بات تاریخ اسلامی کے ادنیٰ طالب علم سے بھی معلوم ہوسکتی ہے کہ غزوہ بنی انمار ۵ھ میں واقع ہوا تھا۔ مفصل دیکھو کتب تاریخ اسلام ابن ہشام وغیرہ۔

لیجئے! ہم اپنی تصدیق میں مرزا قادیانی کا اپنا قول ہی پیش کرتے ہیں تاکہ مخالفین کے لئے کوئی جگہ بھاگنے کی نہ رہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''لکھا ہے کہ اوّل مرتبہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابی کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت: ''وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس ''نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔''

(الحکم مورخہ ۲۴؍اگست ۱۸۹۹ء، بحوالہ خزینۃ العرفان ص۴۹۲)

اس حوالہ میں مرزا قادیانی نے تسلیم کرلیا کہ اس آیت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گزند نہیں پہنچی۔

مرزا قادیانی کا سیاہ جھوٹ

پس مرزا قادیانی کا یہ لکھنا: ''کہ جنگ احد کا حادثہ وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا۔'' بہت ہی گندہ اور سیاہ جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کے متعلق فرماتے ہیں: ''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْن ''اور خود مرزا قادیانی جھوٹ بولنے والے کے بارہ میں لکھتے ہیں: ''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۰۶، خزائن ج۲۲ ص۲۱۵)

قادیانی اعتراض:۲

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار نے آگ میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس آگ سے بچالیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہود نے حضرت روح اللہ کو صلیب پر چڑھا دیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ رکھا اور ان کے ہاتھ سے مرنے نہ دیا تو اس میں کیا حرج ہے؟

جواب: ۱...... جناب! وقائع اور امور تاریخیہ میں قیاس کو بالکل دخل نہیں ہوتا بلکہ ان کا مدار صرف روایت وشہادت ہی پر ہوتا ہے۔ وقائع میں قیاسات کے مفید نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وقوع حوادث کی صورت واحد دون آخر نہیں ہوتی۔ پس حضرت روح اللہ کے واقعہ کو قیاس محض سے واقعہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا ہمرنگ بنانا جہالت وسفاہت ہے۔ کیونکہ صورت نجات اسی ایک طریق میں منحصر نہیں ہے۔ ''كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ لَهٗ اَدْنٰى تَاَمُّلٌ'' دیگر یہ۔

۲...... کہ ہمارا دین سماعی ہے قیاسی نہیں یعنی جو امر جس طرح قرآن وحدیث میں وارد ہے۔ اسے اسی طرح تسلیم کرتے ہیں اور اپنے قیاسات سخیفہ اور خیالات ضعیفہ پر مدار نہیں رکھتے۔ چونکہ قرآن مجید میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا آگ میں پڑنا اور پھر سلامت رہنا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے اس واقع کو اسی طرح مانتے ہیں اور چونکہ حضرت روح اللہ علیہ السلام کا صلیب پر نہ چڑھایا جانا اور یہود کا آپ کو مس تک بھی نہ کرسکنا مذکور ہے۔ اس لئے اسی طرح یقین رکھتے

ہیں۔اپنے خیال وقیاس سے کچھ نہیں کہتے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے واقعہ نار کی بابت سورۃ انبیاء میں فرمایا: ’’قُلْنَا یَانَارُکُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاَرَادُوْ بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ (انبیاء:۶۹)‘‘ ﴿ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا اور انہوں نے ابراہیم سے داؤ کرنا چاہا تھا۔ پس ہم نے انہی کو نہایت زیان کار کر دیا۔﴾

اور سورت صافات میں ’’اَلْاَسْفَلِیْنَ‘‘ (نہایت پست) فرمایا۔سوان آیات میں امر ’’یَانَارُکُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ‘‘ میں اشارہ اس امر کا ہے کہ آپ آگ میں ڈالے گئے تھے۔کیونکہ ’’امر یَانَارُکُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا‘‘ نہیں ہوسکتا جب تک آگ موجود نہ ہو(وجود خارجی بھی ہوتا ہے اور ذہنی بھی) خدا کے امر میں دونوں برابر ہیں۔صورت اس کی یہ ہے کہ اگر خدا کے امر کے وقت مامور خارج میں موجود نہ ہو بلکہ خدا کے علم میں ہو تو خدا تعالیٰ اس صورت علمیہ کو امر کرتا ہے تو لزوماً خارج میں اس کا وجود ہو جاتا ہے۔چنانچہ فرمایا: ’’اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ (یٰسین:۸۲)‘‘ اور ’’علٰی ابراھیم‘‘ صادق نہیں ہوسکتا۔جب تک حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں واقع نہ ہوں۔علاوہ اس کے یہ حدیث میں رفعاً وارد ہوا۔’’عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لما القی ابراھیم علیہ السلام فی النار قال اللھم انک واحد فی السماء وانا فی الارض واحد اعبدک‘‘

(ابن کثیر ج۶ ص۲۸۵)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو آپ نے کہا اے خدا تو آسمان میں واحد (لاشریک) ہے اور (اس وقت) زمین میں صرف میں اکیلا تیری (خالص) عبادت کرتا ہوں الخ! نیز (صحیح بخاری ج۲ ص۶۵۵، کتاب التفسیر سورۂ آل عمران) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً وارد ہے۔’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان اخر قول ابراھیم حین القی فی النار حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ‘‘ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تو آخری بات جو آپ نے کی وہ یہ تھی: ’’حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ‘‘ یعنی ’’ہمیں صرف اللہ کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔‘‘ پس اس سے واقعۂ آگ صاف ثابت ہو گیا۔

۳...... نیز یہ کہ کفار کو ’’اَخْسَرِیْنَ‘‘ اور ’’اَسْفَلِیْنَ‘‘ کر دینا فرمایا اور ’’خَاسِرِیْنَ وَسَافِلِیْنَ‘‘ نہ فرمایا۔کیونکہ اسم تفصیل میں اسم فاعل پر ازروئے معنی زیادتی ہوتی ہے جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔پس کفار ’’اَلْاَخْسَرِیْنَ‘‘ یعنی سخت زیان کار اور ’’اَلْاَسْفَلِیْنَ‘‘ یعنی نہایت پست اور ذلیل تب ہی ہو سکتے ہیں۔جب اپنا سارا زور بل لگا چکیں اور اپنے اسباب کو استعمال میں لا چکیں اور پھر اپنے ارادے میں ناکام رہیں۔جیسا کہ سورۂ کہف ۱۰۲،۱۰۳ میں فرمایا: ’’قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا‘‘ (اے پیغمبران سے) کہو کیا ہم تم کو بتائیں کہ اپنے اعمال میں کون نہایت زیان کار رہتے ہیں۔ ایسے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی سعی اسی زندگی میں اکارت جائے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نیک کام کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ ’’اَخْسَرُ‘‘ اس کو کہتے ہیں جس کی سعی اکارت جائے اور نیز یہی وجوہات مذکورہ اس امر کی مؤید ہیں کہ کفار کا کید حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے خلاف صرف تدبیر تک ہی نہ رہا تھا بلکہ صورت فعلیہ میں سرزد ہوا تھا اور پھر وہ اس میں ناکام رہے۔بخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کے کہ کفار یہود کا مکر صورت فعلیہ میں صادر نہیں ہوا۔جیسا کہ ’’وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا‘‘ اور ’’وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ‘‘ اور ’’وَاِذْ کَفَفْتُ‘‘ سے ظاہر ہے۔

حیات مسیح علیہ السلام کی ساتویں دلیل

’’اِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (آل عمران:۴۵)‘‘ ﴿جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں۔﴾

حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن وحدیث میں کئی جگہ ’’کلمۃ اللہ‘‘ فرمایا ہے: ’’اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقَاھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ (نساء:۱۷۱)‘‘ یوں تو اللہ کے کلمات بے شمار ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: ’’قُلْ لَّوْکَانَ الْبَحْرُ مِدَادً الِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا (کہف:۱۰۹)‘‘ لیکن بالتخصیص حضرت مسیح کو ’’کلمۃ اللہ‘‘ (اللہ کا حکم) کہنا اس حیثیت سے ہے کہ ان کی پیدائش باپ کے توسط کے بدون عام سلسلۂ اسباب کے خلاف محض خدا کے حکم سے ہوئی اور جو فعل عام اسباب عادیہ کے سلسلہ سے خارج ہو۔ عموماً اس کی نسبت براہ راست حق تعالیٰ کی طرف کردی جاتی ہے۔ جیسے فرمایا: ’’وَمَا رَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (انفال:۱۷)‘‘ ’’مسیح‘‘ اصل عبرانی میں ’’ماشیح‘‘ یا ’’مشیحا‘‘ تھا۔ جس کے معنی مبارک کے ہیں۔ معرب ہوکر ’’مسیح‘‘ بن گیا۔ باقی دجال کو جو ’’مسیح‘‘ کہا جاتا ہے وہ بالاجماع عربی لفظ ہے جس کی وجہ تسمیہ اپنے موقع پر کئی طرح بیان کی گئی ہے۔ ’’مسیح‘‘ کا دوسرا نام یا لقب ’’عیسیٰ‘‘ ہے۔ یہ اصل عبرانی میں ’’ایشوع‘‘ تھا۔ معرب ہوکر ’’عیسیٰ‘‘ بنا۔ جس کے معنی سید کے ہیں۔ یہ بات خاص طور پر قابل غور ہے کہ قرآن کریم نے یہاں ’’ابن مریم‘‘ کو حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے بطور جزء علم کے استعمال کیا ہے۔ کیونکہ خود مریم علیہا السلام کو بشارت سناتے وقت یہ کہنا کہ تجھے ’’کلمۃ اللہ‘‘ کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کا نام ’’مسیح عیسیٰ ابن مریم‘‘ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتلانے کے لئے نہ تھا بلکہ اس پر متنبہ کرنا تھا کہ باپ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت صرف ماں ہی کی طرف ہوا کرے گی۔ حتیٰ کہ لوگوں کو خدا کی یہ آیت عجیبہ ہمیشہ یاد دلانے اور مریم کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے گویا نام کا جز بنادی گئی۔ ممکن تھا کہ حضرت مریم کو بمقتضائے بشریت یہ بشارت سن کر تشویش ہو کہ دنیا کس طرح باور کرے گی کہ تنہا عورت سے لڑکا پیدا ہوجائے۔ ناچار مجھ پر تہمت رکھیں گے اور بچہ کو ہمیشہ برے لقب سے مشہور کر کے ایذا پہنچائیں گے۔ میں کس طرح برأت کروں گی؟ اس لئے آگے ’’وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ‘‘ کہہ کر اطمینان دلادیا کہ خدا اس کو نہ صرف آخرت میں بلکہ دنیا میں بھی بڑی عزت ووجاہت عطاء کرے گا اور دشمنوں کے سارے الزام جھوٹے ثابت کردے گا۔ ’’وجیہ‘‘ کا لفظ یہاں ایسا سمجھو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ’’یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا (احزاب:۶۹)‘‘ گویا جو لوگ ’’وجیہ‘‘ کہلاتے ہیں ان کو حق تعالیٰ خصوصی طور پر جھوٹے طعن وتشنیع یا الزامات سے بری کرتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے نسب پر جو خبیث باطن طعن کریں گے یا خدا کو یا کسی انسان کو جھوٹ موٹ ان کا باپ بتلائیں گے یا خلاف واقع ان کو مصلوب ومقتول یا بحالت زندگی مردہ کہیں گے یا الوہیت وابنیت وغیرہ کے باطل عقائد کی مشرکانہ تعلیم ان کی طرف منسوب کریں گے۔ اس طرح کے تمام الزامات سے حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اعلانیہ بری ظاہر کر کے ان کی وجاہت ونزاہت کا علیٰ رؤس الاشہاد اظہار فرمائے گا جو وجاہت ان کو ولادت وبعثت کے بعد دنیا میں حاصل ہوئی۔ اس کی پوری پوری تکمیل نزول کے بعد ہوگی۔ جیسا کہ اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے۔

پھر آخرت میں خصوصیت کے ساتھ ان سے ''أَأَنتَ قلت للناس اتخذونی'' کا سوال کر کے اور انعامات خصوصی یاد دلا کر تمام اوّلین وآخرین کے روبرو وجاہت وکرامت کا اظہار ہوگا جیسا کہ سورہ ''مائدہ'' میں مذکور ہے اور نہ صرف یہ کہ دنیا وآخرت میں باوجاہت ہوں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے اخص خواص مقربین میں ان کا شمار ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

تفسیر القرآن بالقرآن

اللہ رب العزت نے جہاں کہیں کسی کو مقرب کے لفظ سے خطاب فرمایا ہے۔ اس سے مراد یا اہل جنت ہیں یا فرشتے ہیں۔ ذیل میں قرآنی آیات ملاحظہ ہوں۔

۱...... ''لَنْ یَسْتَنْکِفَ الْمَسِیحُ اَنْ یَکُوْنَ عَبْدًا لِلّٰہِ ○ وَلَا الْمَلَائِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ (النساء:۱۷۲)''

۲...... ''وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ (الواقعۃ:۱۱)''

۳...... ''کِتَابٌ مَّرْقُوْم یَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ (المطففین:۲۱)''

۴...... ''وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْم عَیْنًا یَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ (المطففین:۲۸)''

۵...... ''وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (آل عمران:۴۰)''

۶...... ''قَالَ نَعَمْ وَاِنَّکُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (الاعراف:۱۱۴)''

۷...... ''قَالَ نَعَمْ وَاِنَّکُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (الشعراء:۴۲)''

۸...... ''فَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ فَرَوْحٌ وَرَیْحَانٌ وَجَنَّۃُ نَعِیْمٍ (الواقعۃ:۸۸)''

قرآن مجید میں انہی مقامات پر مقرب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ سات نمبر میں فرعون نے اپنے ساحرین کو اپنا مقرب قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقرب کا لفظ فرعون کا قول ہے۔ اللہ رب العزت نے جن کو مقرب کے لفظ سے خطاب فرمایا۔ وہ یا اہل جنت ہیں یا فرشتے۔ جنت آسمانوں میں ہے۔ فرشتوں کا مستقر بھی آسمان ہے۔ اب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی یہی لفظ استعمال کیا گیا۔ جس سے بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ اس میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمانوں پر جانے کا حق تعالیٰ نے وعدہ کا ذکر (بوقت بشارت ولادت مسیح) حضرت مریم سے فرمایا۔ جس کا تحقق ووقوع ''بل رفعه اللّٰه'' میں ہوا۔ اب یہ ہماری رائے نہیں بلکہ مفسرین بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں۔ اسی طرح اسی آیت میں دوسرا لفظ ''وجیها فی الدنیا'' ہے۔ وجاہت دنیوی کے لئے یاد رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پیدائش سے یہود کے معتوب ہوئے۔ یہود آپ کے در پے آزار رہے۔ ساری زندگی فقر وزہد میں گزار دی۔ وجاہت دنیوی رفع تک آپ کو حاصل نہ ہوئی۔ وہ نزول کے بعد ہوگی۔ جس کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''یکون حکمًا عدلاً حکمًا مقسطا'' کہ نزول کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل ہوں گے۔ گویا وجاہت دنیوی کا مظہر اتم ہوں گے۔

نکتہ: نیز آپ کی وجاہت دنیوی کے وعدہ قرآنی کا تقاضہ تھا کہ آپ مصلوب نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ مصلوبیت اس عالم دنیوی میں ذلت کا سبب ہے جو وجاہت کے منافی ہے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید میں صلیب دیئے جانے کے ذکر کے بعد فرمایا ''ذالك لهم خزی فی الدنیا (مائدہ:۳۳)'' یہ ان کے اس زندگی دنیوی میں خواری ہے۔ معاذ اللہ! اگر حضرت روح اللہ علیہ السلام صلیب پر لٹکائے جاتے جیسا کہ مرزا قادیانی کا خیال فاسد وعقیدہ باطل ہے۔ خواہ صلیب سے

زندہ بھی اتارے جاتے تو بھی آپ کی وجاہت کے منافی ہوتا۔ پس عقیدہ ملعونیہ صلیبیہ قادیانیہ بالکل قادیانیت کی طرح مردود ہے۔

تفسیری شواہد:

۱...... اب حضرت امام رازیؒ جن کی تفسیر مرزا قادیانی کے نزدیک بھی معتبر ہے جن کو قادیانی مجدد بھی تسلیم کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

’’معنی الوجیه ذوالجاه والشرف والقدر...... اذا صارت له منزلة رفیعة عند الناس والسلطان‘‘ (تفسیر کبیر ج۸ص۵۳)

صاحب وجاہت وبزرگی، صاحب قدر ومنزلۃ کو وجیہ کہتے ہیں...... جب کہ اسے عوام وخواص (بادشاہ) میں خاص قدر ومنزلت حاصل ہو۔ اب ظاہر ہے کہ اگر بادشاہ وقت نے یہودیوں کے کہنے پر ان کو مصلوب کیا تو پھر منزلت ووجاہت حاصل نہ ہوئی۔ اس لئے ’’وجیھاً‘‘ کا تقاضہ ہے کہ وہ مصلوب نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح حضرت علامہ رازیؒ ’’ومن المقربین‘‘ کے تحت فرماتے ہیں۔

’’ان هذا الوصف كالتنبيه على انه عليه السلام سيرفع الى السماء وتصاحبه الملائكة‘‘ (تفسیر کبیر ج۸ص۵۴)

تحقیق (ومن المقربین) کا یہ وصف تنبیہ ہے۔ اس پر کہ عیسیٰ علیہ السلام عنقریب آسمانوں پر اٹھائے جائیں گے اور ملائکہ کی صحبت میں جلوہ گر ہوں گے۔ دیکھئے کس صراحت سے حضرت امام رازی نے ’’وجیھا فی الدنیا والآخرة ومن المقربین‘‘ میں امت کے مؤقف کی تصریح فرمائی۔ ’’من شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر‘‘

۲...... علامہ زمخشری جن کی تفسیر مرزا قادیانی کے ہاں معتبر ہے اور قادیانی ان کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ’’ومن المقربين رفعه الى السماء وصحبته للملائكة‘‘ (کشاف ج۱ص۳۶۴)

۳...... تفسیر جلالین میں ہے۔ ’’ومن المقربين عند الله‘‘ اس کے بین السطور میں مرقوم ہے۔ ’’يرفعه الى السماء‘‘ (جلالین ص۵۱، مطبع اصح المطابع کراچی)

۴...... تفسیر خازن میں ہے۔ ’’وجيهًا اى شريفًا رفيعًا ذا جاه وقدر ومن المقربين...... انه رفع على السماء‘‘ (خازن ج۱ص۲۵۰)

۵...... تفسیر روح المعانی میں ہے: ’’رفعه الى السماء وصحبته الملائكة‘‘

(روح المعانی ج۳ص۱۴۴)

۶...... تفسیر ابی السعود میں بھی ’’رفعه الىٰ السماء صحبته الملائكة‘‘ مذکور ہے۔

(ابی السعود ج۲ص۳۷)

قارئین آپ نے امت کا مؤقف اور اس کی صداقت کا ائمہ مفسرین کی کتب تفسیر سے بخوبی اندازہ فرمالیا۔ اب چلیں قادیانی مؤقف اور اس کا بطلان اور اہل اسلام کے مؤقف کی صداقت ملاحظہ کریں۔

قادیانی مؤقف ان کی مسلمات کی رو سے

۱...... مرزا قادیانی نے ’’وجیھًا فی الدنیا ‘‘ کے معنی لکھے ہیں: ’’دنیا میں راست بازوں کے نزدیک باوجاہت یا باعزت ہونا۔‘‘ (ایام الصلح ص۱۶۴، خزائن ج۱۴ ص۴۱۲)

۲...... مرزا قادیانی کے نزدیک ’’تمام نبی دنیا میں وجیہ ہی تھے۔‘‘

(ایام الصلح ص۱۶۶، ملخص خزائن ج۱۴ ص۴۱۴)

۳...... (الف) مرزا قادیانی کے لاہوری خلیفہ اپنی تفسیر بیان القرآن ج۱ مطبوعہ ۱۳۴۰ھ ص۳۱۱ پر لکھتے ہیں: ’’وجیہ کے معنی ہیں ذوجاہ یا ذووجاہۃ یعنی مرتبہ والا یا وجاہت والا۔‘‘ (ب) ’’اللہ تعالیٰ کے انبیاء سب ہی وجاہت والے ہوتے ہیں۔‘‘

ناظرین باتمکین! اس آیت مبارکہ میں حضرت مریم علیہا السلام کو بطور بشارت کہا گیا ہے کہ وہ لڑکا (عیسیٰ علیہ السلام) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی باعزت، باآبرو اور باوجاہت ہوگا۔ قابل توجہ الفاظ یہاں ’’وَجِیۡهًا فِی الدُّنۡیَا‘‘ کے ہیں۔ ان الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ اس سے مراد صرف دنیوی وجاہت ہی ہے۔ جیسا کہ خود الفاظ ڈنکے کی چوٹ اعلان کررہے ہیں۔ پھر دنیوی وجاہت سے بھی وہ معمولی وجاہت مراد نہیں ہوسکتی جو دنیا میں کروڑہا انسانوں کو حاصل ہے۔ اس سے کوئی خاص وجاہت (عزت مراد ہے) ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیوی وجاہت سے خاص کرنا اور اس کی بشارت کو خصوصیت کے ساتھ بطور پیش گوئی بیان کرنا شان باری تعالیٰ کے لائق نہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کو معمولی دنیوی وجاہت سے قبل از وقت اطلاع دینا قرین قیاس نہیں۔ روحانی وجاہت کا یقین تو حضرت مریم علیہا السلام کو ’’کلمۃ منہ‘‘ اور ’’وجیھًا فی الآخرۃ‘‘ اور ’’غلاما ذکیا‘‘ وغیرہ خطابات ہی سے حاصل ہوگیا تھا۔ ہاں! ’’وجیھًا فی الدنیا‘‘ کے الفاظ کے اضافہ سے یقیناً باری تعالیٰ کا یہ مقصود تھا کہ اے مریم اس دنیا میں اپنی قوم سے چند روز بدسلوکی کے بعد ہم انہیں تمام جہاں کی نظروں میں باعزت بھی کر کے چھوڑیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب تک دنیوی وجاہت حاصل تھی یا نہ؟ اس کا جواب قادیانی کے اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔

’’وجیھًا فی الدنیا والآخرہ‘‘ دنیا میں بھی مسیح علیہ السلام کو اس کی زندگی میں وجاہت یعنی عزت، مرتبہ، عظمت، بزرگی ملے گی اور آخرت میں بھی۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہیرودیس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی۔ بلکہ غایت درجہ کی تحقیر کی گئی۔ (مسیح ہندوستان میں ص۵۳، خزائن ج۱۵ ص۵۳) واقعی مرزا قادیانی سچ کہہ رہے ہیں۔

محمد علی لاہوری کی شہادت

’’یہاں اشارہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ شخص ذلیل ہوگیا مگر ایسا نہ ہوگا بلکہ اسے دنیا میں بھی ضرور وجاہت حاصل ہوگی اور آخرت میں بھی۔ جس قدر تاریخ حضرت مسیح علیہ السلام کی عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بظاہر انہیں ایک ذلت کی حالت میں چھوڑتی ہے۔ کیونکہ ان کا خاتمہ چوروں کے ساتھ صلیب پر ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ انبیاء کو کچھ نہ کچھ کامیابی دے کر اٹھاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ’’وجیھًا فی الدنیا‘‘ فرمانا بھی یہی معنی رکھتا ہے کہ لوگ انہیں ناکام سمجھیں گے۔ مگر فی الحقیقت وہ کامیابی کے بعد اٹھائے جائیں گے۔ یہ کامیابی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود بیت المقدس میں حاصل نہیں ہوئی۔‘‘ (تفسیر بیان القرآن ج۱ ص۳۱۱)

معزز حضرات! جب یہ طے ہوگیا کہ واقعہ صلیب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیوی وجاہت وعزت حاصل نہ تھی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب اور اس کے بعد کے زمانہ میں کیا انہیں یہ وجاہت اس وقت تک نصیب ہوئی ہے یا نہ؟ اس کا جواب بھی قادیانی کے اپنے اقوال اور مسلمات سے پیش کرتا ہوں۔ یعنی ابھی تک دنیوی وجاہت اور عزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہیں ہوئی۔

۱...... واقعہ صلیبی کو آیت: ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنك ‘‘ کے ذیل میں مرزا قادیانی کے الفاظ میں پڑھ لیا جائے۔ اگر مرزا قادیانی کا بیان صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اس سے بڑھ کر دنیوی بے وجاہتی اور بے عزتی کا تصور انسانی دماغ کے تخیل سے محال ہے۔ یہی حال انجیل کے بیانات کو صحیح ماننے کا ہے۔ ہاں! اسلامی حقائق کو قبول کر لینے سے واقعہ صلیبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیوی وجاہت کی ابتداء معلوم ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ یہود کے مکروفریب کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزانہ رنگ میں آسمان پر اٹھایا جانا اور یہود نامسعود کا اپنی تمام فریب کاریوں میں بدرجہ اتم فیل ہوجانا گویا وجاہت کی ابتداء ہے۔

۲...... اب ہم واقعہ صلیب کے زمانہ مابعد کو لیتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہود اور عیسائی بالعموم یہی عقیدہ رکھتے چلے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور بالآخر قتل کئے گئے اور اس وجہ سے دونوں مذاہب کے ماننے والے یعنی یہودی اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) لعنتی قرار دیتے ہیں۔ (اگر قادیانی تصدیقات کی ضرورت ہو تو دیکھو ’’ومکروا ومکر الله والله خیر الماکرین ‘‘ کے ذیل میں)

پس کیا کروڑہا انسانوں کا آپ کو لعنتی قرار دینا موجب وجاہت ہے یا بے عزتی؟ پہلے تو صرف مخالف یہودیوں کی نظر ہی میں بے عزت تھے مگر واقعہ صلیب سے لے کر اس وقت تک عیسائی بھی لعنت میں یہود کے ہمنوا ہوگئے۔

قادیانی نظریہ وجاہت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی حقیقت

’’سچی بات یہ ہے جب مسیح نے ملک پنجاب کو اپنی تشریف آوری سے شرف بخشا تو اس ملک میں خدا نے ان کو بہت عزت دی...... حال ہی میں ایک سکہ ملا ہے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام درج ہے۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس ملک میں آکر شاہانہ عزت پائی۔‘‘ (مسیح ہندوستان میں ص۵۳، خزائن ج۱۵ ص۵۳)

ناظرین! مرزا قادیانی کے اس بیان کو ایجاد مرزا قادیانی کہنا ہی زیادہ زیبا ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ مرزا قادیانی کا اپنا تخیل اور اپنے عجیب وغریب دماغ کی پیداوار ہے۔ قرآن وحدیث، تفاسیر، مجددین، انجیل اور کتب تواریخ یکسر اس بیان کی تصدیق اور تائید سے خالی ہیں۔ تینوں آسمانی مذاہب اسلام، یہودیت، مسیحیت کوئی اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ ہاں! اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بھی ’’وجیهاً فی الدنیا ‘‘ کی تفسیر دنیوی جاہ وجلال اور بادشاہت سے کرتے ہیں۔ کوئی قادیانی حضرات سے دریافت کرے کہ علاقہ ہیرودیس میں مسیح علیہ السلام ساڑھے تینتیس برس تک رہے اور بغیر وجاہت دنیوی عزت کے رہے۔ دنیوی جاہ وجلال سے بھی عاری رہے۔ باوجود اس کے اس زمانہ میں جو انجیل نازل ہوئی۔ اس کے نام پر انجیل موجود ہے اور ساڑھے تینتیس سال کے حالات سے ساری انجیلیں بھری پڑی ہیں۔ اگر آپ کے بیان میں ذرہ بھر بھی صداقت کا نام ہو تو پنجاب میں جو حضرت مسیح علیہ السلام نے شاہانہ عزت پائی۔ اس زمانہ کے حالات کہاں درج ہیں؟ آپ کے خیال میں واقعہ صلیبی کے ۸۷ برس بعد تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہے۔ اس علاقہ میں آپ نے

جس انجیل کی تعلیم دی۔ وہ کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ بلکہ آپ کا بیان اگر صحیح مان لیا جائے۔ یعنی صلیب کے واقعہ کے ۸۷ برس بعد تک حضرت مسیح گمنامی کی زندگی بسر کر کے کشمیر میں فوت ہوگئے تو کیا یہ بھی کوئی دنیوی وجاہت اور عزت ہے کہ جلاوطنی اور مسافری کے مصائب و آلام برداشت کر کے آخر ۸۷ برس کے بعد بے نام ونشان فوت ہوگئے؟ سبحان اللہ! کہ اتنی بڑی وجاہت کے باوجود اوراق تاریخ ان کے تذکرہ سے خالی ہیں۔ طرفہ تر یہ کہ تواریخ کشمیر پر یہ الہامی ضمیمہ کسی طرح چسپاں نہیں ہوسکتا۔ بینوا توجروا!

لیجئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ''وجیهًا فی الدنیا '' کا مطلب کیا ہے۔ لیجئے! ''وجیهًا فی الدنیا '' کی بشارت ووعدہ کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ''یعنی تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ (مفصل دیکھو اسی آیت کی ذیل میں)

رسول کریم ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا حال ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: ''عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا۔ فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتّٰی لا یقبله احد، وتکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة رضی اللہ عنہ فاقروا ان شئتم! وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (بخاری ومسلم) ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم عنقریب ابن مریم علیہ السلام تم میں اتریں گے حاکم عادل ہوکر۔ پھر وہ صلیب (عیسائیوں کے نشان مذہب) کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کرادیں گے اور بوجہ غلبۂ اسلام جہاد کو موقوف کردیں گے (یعنی جب کفار ہی نہ رہیں گے تو جہاد کس سے کریں گے۔ لہٰذا شروع میں جہاد ضرور کریں گے) اور مال اتنا فراوان ہوجائے گا کہ کوئی شخص اسے قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ ساری دنیا کی نعمتوں سے اچھا ہوگا۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم (اس کی تصدیق کلام اللہ سے) چاہو۔ تو پڑھو آیت: ''وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ''

دیکھئے ناظرین! یہ ہے وہ وجاہت جس کی بشارت حضرت مریم علیہا السلام کو دی جارہی ہے اور جو اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ بہرحال قادیانی مسلمات کی رو سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیوی وجاہت سے بکلی محروم رہے۔ حالانکہ قادر مطلق خدا کا سچا وعدہ ہے وہ پورا ہوکر رہے گا۔

تصدیق ازمرزا قادیانی

حضرات! مرزا قادیانی کو جس زمانہ میں ابھی مسیح عیسیٰ علیہ السلام، ابن مریم، بننے کا شوق نہیں چرایا تھا۔ تو اس زمانہ میں ان کا بھی وہی عقیدہ تھا۔ جو ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانان عالم کا چودہ سوسال سے چلا آرہا ہے۔ براہین احمدیہ اپنی الہامی کتاب میں مجدد ومحدث کا دعویٰ کرنے کے بعد یوں لکھتے ہیں: ''هُوَ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ '' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

''عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا '' یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے...... تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے۔ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج وناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کردے گا۔ (براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱،۶۰۲)

ناظرین! یہ ہے وہ وجاہت جس کی طرف اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کو توجہ دلا رہے ہیں۔ چونکہ ابھی تک یہ وجاہت حضرت مسیح علیہ السلام کو حاصل نہیں ہوئی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک دنیا میں نازل بھی نہیں ہوئے اور بقول مرزا ''نزول جسمانی رفع جسمانی کی فرع ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۲۶۹، خزائن ج۳ ص۲۳۶) اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (فداہ ابی وامی، روحی وجسدی واولادی) کا رفع بھی ثابت ہوگیا۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالك!

حیات مسیح علیہ السلام کی آٹھویں دلیل

''وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرَ (مائدہ:۱۱۰) '' ﴿اور جب سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور تہہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت۔﴾

''وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ (آل عمران:۴۸)''

قرآن مجید میں جہاں کہیں آنحضرت ﷺ کے لئے ''یعلمهم الكتاب والحكمة'' کا لفظ آیا ہے۔ امت کے اجماعی فہم قرآن کے مطابق ''الكتاب والحكمة'' سے مراد قرآن وسنت ہے۔ اب سورۂ مائدہ آیت:۱۱۰ اور آل عمران کی آیت:۴۸ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی جہاں تورات وانجیل کے علم دیئے جانے کا ذکر ہے۔ وہاں ''الكتاب والحكمة'' سے مراد بھی قرآن وسنت کا علم دیا جانا مذکور ہو تو یہ نہ صرف قرین قیاس بلکہ قرآن کی قرآنی تفسیر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ ''الكتاب والحكمة ''معرفہ ہے۔ بدیں وجہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر ''یحکم بشرعنا لا بشرعه (اليواقيت) يهلك الملل كلها الاملة الاسلام (حديث)'' کے مطابق قرآن وسنت کا ان کو علم دیا جائے گا۔ وہ کسی سے قرآن وسنت کا علم حاصل نہیں کریں گے بلکہ قرآن وسنت کا علم بذریعہ الہام والقاء منجانب اللہ ان کو عطاء کیا جائے گا۔ اس لحاظ سے مذکورہ بالا آیات سیدنا مسیح علیہ السلام کے نزول کی دلیلیں قرار پائیں گی۔ یہ صرف ہماری رائے نہیں بلکہ قدیم مفسرین نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔ جیسا کہ:

تفسیری شواہد:

۱...... علامہ خازن نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر خازن میں ''الحكمة'' یعنی ''العلم والسنة واحكام الشرائع'' لکھا ہے۔ (خازن ج۱ ص۲۵۱)

۲...... علامہ زمخشری نے (کشاف ج۱ ص۶۹۱) پر ''الكتاب والحكمة'' کے تحت ''لان المراد بهما جنس الكتاب والحكمة'' لکھا ہے۔

۳...... تفسیر ابی السعود اور روح المعانی میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

۴...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر عثمانی میں لکھا ہے: ''یعنی لکھنا سکھائے گا یا عام کتب ہدایت کا عموماً اور تورات وانجیل کا خصوصاً علم عطاء فرمائے گا اور بڑی گہری حکمت کی باتیں تلقین کرے گا اور بندہ کے خیال میں ممکن ہے کتاب وحکمت سے مراد قرآن وسنت ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام نزول کے بعد قرآن وسنت رسول اللہ کے موافق حکم کریں گے اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ ان چیزوں کا علم دیا جائے۔ واللہ اعلم!''

۵...... (معالم العرفان ج۳ ص۱۶۶) پر ہے: ''وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ'' اور اللہ تعالیٰ اسے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور حکمت سکھائے گا۔ عام مفسرین کرام کتاب سے مراد لکھنا لیتے ہیں اور حکمت سے دانائی۔ مگر بہت سے دوسرے مفسرین فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔ مسلم شریف میں امام ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ جب مسیح علیہ السلام دنیا میں دوبارہ نازل ہوں گے تو وہ کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن وسنت کا علم بھی بلاواسطہ دیں گے۔ آپ کسی استاد سے نہ تفسیر پڑھیں گے اور نہ سنت سیکھیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ یہ چیزیں خود بخود سکھائے گا۔

۶...... (مسلم شریف ج۱ ص۸۷) پر مستقل باب ہے جس کا عنوان ہے۔

''بَابُ نُزُوْلِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ حَاكِمًا بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا صلی اللہ علیہ وسلم'' باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارہ میں (جب وہ نازل ہوں گے) تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت (کتاب وسنت) کے مطابق فیصلہ کرنے والے ہوں گے۔''

۷...... (مسلم شریف ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوروایتیں ہیں: (۱) ''كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم'' عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام (حضرت مہدی علیہ الرضوان) تم میں سے ہوگا۔ اس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی دو علیحدہ علیحدہ شخصیات کا تذکرہ ہے۔ (۲) دوسری روایت میں ہے کہ: ''كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم فامكم'' عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور وہ تمہارے امام ہوں گے۔

اس روایت کی شرح میں حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت لائے ہیں۔ ''قال ابن ابى ذئب تدرى ما امكم منكم قلت تخبرنى قال فامكم بكتاب ربكم عزوجل وسنة نبيكم صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم ج۱ ص۸۷)'' ابن ابی ذئب فرماتے ہیں کہ تم جانتے ہو کہ وہ کس چیز پر تمہاری رہنمائی کریں گے۔ میں (راوی) نے کہا کہ آپ فرمائیں۔ فرمایا کہ وہ اللہ رب العزت کی کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق رہنمائی فرمائیں گے۔

حیات مسیح علیہ السلام کی نویں دلیل

''يكلم الناس فى المهد وكهلاً ومن الصالحين (آل عمران:۴۶)'' ﴿اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب کہ ماں کی گود میں ہوگا اور جب ادھیڑ عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں سے۔﴾

سیدہ مریم علیہا السلام کو جب بشارت دی گئی تو مسیح علیہ السلام کی دیگر خصوصیات کے ساتھ اس خصوصیت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ اسی طرح جب قیامت کے دن مسیح علیہ السلام سے حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہم نے آپ پر یہ احسان کئے تو دیگر انعامات کے علاوہ ''تكلم الناس فى المهد وكهلا (مائده:۱۱۰)'' ﴿تو کلام کرتا تھا لوگوں سے

گود میں اور بڑی عمر میں۔ ﷺاس کا اللہ تعالیٰ تذکرہ فرمائیں گے۔

تفسیری شواہد:

۱...... حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (معارف القرآن ج۲ص۶۲،۶۳) پر لکھتے ہیں: ”اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک صفت یہ بھی بتلائی ہے کہ وہ بچپن کے گہوارے میں جب کوئی بچہ کلام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس حالت میں بھی کلام کریں گے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ جب لوگوں نے ابتداء ولادت کے بعد حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت کی بناء پر طعن کیا، تو یہ نومولود بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول اٹھے ”اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ“ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب وہ ”کہل“ یعنی ادھیڑ عمر کے ہوں گے۔ اس وقت بھی لوگوں سے کلام کریں گے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ بچپن کی حالت میں کلام کرنا تو ایک معجزہ اور نشانی تھی اس کا ذکر تو اس جگہ کرنا مناسب ہے مگر ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام کرنا تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر انسان مومن کافر، عالم، جاہل کیا ہی کرتا ہے۔ یہاں اس کو بطور وصف خاص ذکر کرنے کے کیا معنی ہوسکتے ہیں۔ اس سوال کا ایک جواب تو وہ ہے جو بیان القرآن کے خلاصہ تفسیر سے سمجھ میں آیا، کہ مقصد اصل میں حالت بچپن ہی کے کلام کا بیان کرنا ہے۔ اس کے ساتھ بڑی عمر کے کلام کا ذکر اس غرض سے کیا گیا کہ ان کا بچپن کا کلام بھی ایسا نہیں ہوگا جیسے بچے ابتداء میں بولا کرتے ہیں۔ بلکہ عاقلانہ، عالمانہ، فصیح و بلیغ کلام ہوگا۔ جیسے ادھیڑ عمر کے آدمی کیا کرتے ہیں اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ اور اس کی پوری تاریخ پر غور کیا جائے تو اس جگہ ادھیڑ عمر میں کلام کرنے کا تذکرہ ایک مستقل عظیم فائدہ کے لئے ہوجاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلامی اور قرآنی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ روایات سے یہ ثابت ہے کہ ان کو اٹھانے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً تیس پینتیس سال کے درمیان تھی جو عین عنفوان شباب کا زمانہ تھا۔ ادھیڑ عمر جس کو عربی میں کہل کہتے ہیں وہ اس دنیا میں ان کی ہوئی ہی نہ تھی۔ اس لئے ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام جبھی ہوسکتا ہے جب کہ وہ پھر دنیا میں تشریف لائیں۔ اس لئے جس طرح ان کا بچپن کا کلام معجزہ تھا اسی طرح ادھیڑ عمر کا کلام بھی معجزہ ہی ہے۔“

۲...... علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”معنی قوله وکهلا انه سیکلمهم اذا ظهر“ عیسیٰ علیہ السلام کا جب نزول ہوگا اس وقت بھی کلام فرمائیں گے۔ اسی کے آگے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کا اثر لائے ہیں۔ ”قد کلمهم عیسیٰ فی المهد وسیکلم اذا قتل الدجال وهو یومئذ کهل (ابن جریر ج۳ ص۲۷۲،۲۷۳)“ عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے پنگھوڑے میں باتیں کیں۔ اسی طرح جب قتل دجال (نزول کے بعد) کریں گے اس وقت بھی باتیں کریں گے۔ اس وقت وہ ادھیڑ عمر کے ہوں گے۔ یعنی اتنا لمبا عرصہ مرور زمانہ کا ان پر کوئی اثر انداز نہ ہوگا۔

۳...... علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کے اسی اثر کو نقل فرمایا ہے: ”قد کلمهم عیسیٰ علیه السلام فی المهد وسیکلمهم اذا قبل الدجال وهو یومئذ کهل (درمنثور ج۲ ص۲۵)“ عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں جس طرح باتیں کیں۔ اسی طرح دجال کے مقابل (نزول کے بعد) جب آئیں گے ادھیڑ عمر کے ہوں گے اور باتیں کریں گے۔

۴...... علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وعلی ما ذکر فی سن الکهولة یراد بتکلیمه علیه السلام کهلا تکلیمه لهم کذالك بعد نزوله من السماء“ ادھیڑ عمر سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا ادھیڑ عمر میں اس

وقت باتیں کرنا ہے جب وہ آسمانوں سے نازل ہوں گے۔ پھروہی مذکورہ ابن جریر کے مذکورہ اثر کو اس کی تائید میں ذکر کیا ہے۔ (روح المعانی ج۳ ص۱۴۵)

۵...... حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں: ’’وفیہ اشارۃ الٰی رفعہ یعمر ولا یموت حتی یکھل والٰی ان سنہ لا یتجاوز الکھولۃ قال الحسن بن فضل وکھلا یعنی بعد نزولہ من السماء فانہ رفع الٰی السماء قبل سن الکھولۃ (مظھری ج ۳ ص ۵۰) ‘‘اس (وکھلا) میں اشارہ ہے کہ وہ طویل عمر پائیں گے۔ حتیٰ کہ ادھیڑ عمراور (مرور زمانہ کا ان پر کوئی اثر نہ ہوگا) ان کی عمر (یعنی جیسے قبل از رفع تھے ویسے بعد النزول) کہولت سے تجاوز نہ کرے گی۔ حسن بن فضلؒ فرماتے ہیں کہ کہولت (کی باتوں سے مراد) ان کا آسمانوں سے نازل ہونے کے بعد باتیں کرنا ہے۔ اس لئے کہ وہ کہولت سے قبل آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں۔

۶...... علامہ علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی المعروف بالخازنؒ فرماتے ہیں: ’’عن الحسن بن الفضل وکھلا یعنی ویکلم الناس کھلا بعد نزولہ من السماء ‘‘حسن بن فضلؒ سے روایت ہے کہ کہولت یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا ادھیڑ عمر میں باتیں کرنا یہ آسمانوں سے نزول کے بعد ہوگا۔

’’وفی ھذہٖ نص علٰی انہ سینزل من السماء الی الارض ویقتل الدجال (تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۵۰) ‘‘اور یہ نص (صریح قطعی) ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے زمین پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

۷...... حضرت فراء بغویؒ نے مذکورہ تفسیر نقل فرمائی ہے۔ (معالم التنزیل ج۱ ص۱۵۹)

۸...... علامہ رازیؒ فرماتے ہیں: ’’کھلا ان یکون کھلا بعد ان ینزل من السماء فی آخرالزمان ویکلم الناس ویقتل الدجال قال الحسن بن الفضل وفی ھذہ الایۃ نص فی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سینزل الٰی الارض ‘‘کھلا سے مراد وہ ادھیڑ عمر ہے جوان کے آسمانوں سے زمانہ نزول میں (قرب قیامت) میں ہوگی کہ وہ لوگوں سے باتیں کریں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ حسن بن فضلؒ اس آیت کو عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر نازل ہونے کے لئے نص (قطعی) قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر کبیر ج۸ ص۵۵)

۹...... ابوالسعود العمادیؒ فرماتے ہیں: ’’انہ رفع شابا والمراد کھلاً بعد نزولہ‘‘ (تفسیر ابوالسعود ج۲ ص۳۷)

۱۰...... تفسیر جلالین میں ہے: ’’فی المھدای طفلا وکھلا یفید نزولہ قبل الساعۃ لانہ رفع قبل الکھولۃ‘‘ (جلالین المائدہ ص۱۱۰)

۱۱...... (تفسیر جامع البیان پ۷ ص۴۸) پر اس آیت کے تحت میں مذکور ہے: ’’کیونکہ وہ سن کہولت سے پہلے آسمان کو اٹھائے گئے اور قیامت سے کچھ پہلے اتارے جائیں گے تو اس قدر زمانہ دراز کے باوجود اس عالم میں ان کو کچھ تغیر نہ ہوگا بلکہ وہی سن کہولت کے ہوگا...... یہاں (اس آیت) سے نکلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اقتضاء النص سے ثابت ہے۔‘‘

۱۲...... حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنی تفسیر (معارف القرآن ج۴ ص۱۵۲) پر فرماتے ہیں: ’’لفظ کھلاً میں آپ کے نزول من السماء کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل احادیث میں آئی ہے۔ اس لئے کہ آپ زمانہ کہولت سے پہلے آسمان کو اٹھائے گئے، نزول کے بعد آپ کہولت کو پہنچیں گے اور حکمت وموعظت کی باتیں لوگوں کو بتلائیں گے۔‘‘

حیات مسیح علیہ السلام کی دسویں دلیل

’’هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ولوکره المشرکون (توبه:۳۳)‘‘ ﴿اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تا کہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے برا مانیں مشرک۔﴾

بعینہٖ اسی طرح یہی آیت سورۃ صف آیت:۸ میں ہے۔ اس میں بجائے ’’مشرکون‘‘ کے ’’کافرون‘‘ ہے۔ (تفسیر انوار البیان ج۴ ص۲۶۶، ۲۶۷) پر غالب ہونے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں: (۱) دلیل وحجت کے ساتھ غلبہ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (۲) اسلام کے غالب ہونے کی یہ صورت کہ مسلمان اقتدار کے اعتبار سے غالب ہوں۔ جب صرف تین براعظم دنیا میں معروف تھے تو قیصر وکسریٰ۔ ایشیاء وافریقہ اور یورپ پر مسلمان غالب رہے۔ اس وقت بھی دنیا کے بڑے حصہ پر مسلمان برسر اقتدار ہیں۔ (۳) تیسری صورت کہ تمام اقوام جو مختلف ادیان کے ماننے والے ہیں، مسلمان ہو جائیں، اور دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو ایسا قیامت سے پہلے ضرور ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام خوب پھیل جائے گا۔ (ملخص) دونوں مقامات پر ان آیات سے قبل کی آیات میں سیدنا مسیح علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ مفسرین نے ان آیات کو سیدنا مسیح علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری سے متعلق قرار دیا ہے۔

تفسیر نبوی ﷺ

اس آیت سراپا انعام وہدایت میں دین اسلام کو جملہ دینوں پر ایک نمایاں غلبہ دینے کا وعدہ دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ یہ غلبۂ کاملہ حضرت مسیح ابن مریم کے نزول کے زمانہ میں ہوگا: ’’وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لَا یَذْهَبُ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰی یُعْبَدُ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انی کُنْتُ لَا ظُنُّ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی الآیة اَنَّ ذَالِكَ تَامًا فَقَالَ اِنَّهٗ سَیَکُوْنُ مِنْ ذَالِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰهُ رِیْحًا طَیِّبَةً فَتُوُفِّیَ کُلُّ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اَیْمَانٍ‘‘ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بت پرستی کا دوبارہ زور شور نہ ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تو جب آیت: ’’هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ‘‘ نازل ہوئی اس وقت سمجھ چکی تھی کہ دین کا غلبہ پورا ہو چکا۔ فرمایا تحقیق بات یہ ہے کہ اس کا غلبہ عنقریب پھر ہوگا جتنا عرصہ اللہ چاہے گا (مسیح ابن مریم علیہما السلام کے زمانہ میں نزول کے بعد) پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ مومن جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا مرجائے گا۔ ’’فَیَبْقٰی مَنْ لَا خَیْرَ فِیْهِ فَلَیَرْجِعُوْنَ اِلٰی دِیْنِ اٰبَائِهِمْ‘‘ پس باقی رہ جائیں گے ایسے شخص جن میں ذرہ بھر بھی بھلائی نہ ہوگی پس وہ جھک جائیں گے اپنے آبائی دین بت پرستی کی طرف۔

(مسلم ج۲ ص۳۹۴، کتاب الفتن واشراط الساعۃ مشکوٰۃ ص۴۸۱، باب لاتقوم الساعۃ الاعلیٰ شرار الناس فصل اوّل، درمنثور ج۳ ص۲۳۰)

اسی باب کی دوسری حدیث میں مزید وضاحت ہے کہ خدا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا پھر سات سال مسلمانوں پر ایسے آئیں گے کہ کسی دل میں رنج وبغض، حسد وعداوت نہ ہوگا۔ پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجے گا جو ہر مومن کو قبض کرلے گی اور باقی رہ جائیں گے شریر تب ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ ص۴۸۱، مسلم ج۱ ص۴۰۳)

الغرض اس آیت کی تفسیر حدیثی سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ ہیں جو آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ان کے ہاتھ سے دین اسلام جملہ مذاہب پر پھر غلبہ حاصل کرے گا۔

تفسیری شواہد:

۱...... علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (سورۃ صف:۸) کے فائدہ میں فرماتے ہیں: ''اسلام کا غلبہ باقی ادیان پر معقولیت اور حجت ودلیل کے اعتبار سے۔ یہ تو ہر زمانہ میں بحمد اللہ نمایاں طور پر حاصل رہا ہے۔ باقی حکومت وسلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت حاصل ہوا ہے اور ہوگا جب کہ مسلمان اصول اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان وتقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہوں گے اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل ادیان کو مغلوب کر کے بالکل صفحۂ ہستی سے محو کردے۔ یہ نزول مسیح علیہ السلام کے بعد قریب قیامت کے ہونے والا ہے۔''

۲...... علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر کبیر ج۱۶ ص۴۰) پر غلبہ دین اسلام کا جمیع ادیان پر کیسے؟ کے کئی جواب دیئے ہیں۔دوسرے جواب میں فرماتے ہیں: ''الوجہ الثانی فی الجواب ان نقول روی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بانہ تعالٰی یجعل الاسلام عالیًا علی جمیع الادیان وتمام ھذا انما یحصل عند خروج عیسٰی'' دوسرے جواب میں کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو تمام دینوں پر بلندی نصیب کریں گے۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر ہوگا۔

۳...... (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ ص۱۲۱) پر ہے: ''یظھر دین الاسلام علی الادیان کلھا من قبل ان تقوم الساعۃ'' تمام ادیان پر غلبہ قیامت سے قبل نزول مسیح علیہ السلام کے وقت ہوگا۔

۴...... (درمنثور ج۳ ص۲۳۱) پر ایک تو وہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی گئی ہے جو اس آیت کی تشریح میں ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ (۲) دوسرے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہ غلبہ ہوگا۔ (۳) اسی طرح تیسری روایت عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نقل ہے: ''عن ابی ھریرۃ فی قولہ لیظھرہ علی الدین کلہ قال خروج عیسٰی علیہ السلام'' تمام ادیان پر دین اسلام کا غلبہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر ہوگا۔

۵...... علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (روح المعانی پارہ:۲۸ ص۸۸) پر لکھتے ہیں: ''عن مجاھد رحمۃ اللہ علیہ اذا نزل عیسٰی علیہ السلام لم یکن فی الارض الادین الاسلام'' حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو روئے زمین پر دین اسلام کے سوا کوئی (دین) نہ ہوگا۔

۶...... (روح المعانی پارہ:۱۰ ص۷۷) پر ایک قول نقل کر کے فیصلہ فرماتے ہیں: ''واکثر المفسرون علی احتمال الثانی قالوا وذالک عند نزول عیسٰی علیہ السلام فانہ حینئذ لا یبقی دین سوی دین الاسلام'' اکثر مفسرین دوسرے قول کے مطابق فرماتے ہیں کہ (غلبۂ اسلام) نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوگا پس اس وقت سوائے دین اسلام کے اور کوئی دین باقی نہ رہے گا۔

۷...... (تفسیر مظہری پارہ:۱۰ ص۲۶۰) پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دین اسلام کا غلبہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں لکھا ہے۔

۸...... ’’تفسیر کشاف سورۃ صف‘‘ کی آیت بالا میں مذکور ہے: ’’عن مجاھد اذا نزل عیسیٰ علیه السلام لم یکن فی الارض الا دین الاسلام ‘‘ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو روئے زمین پر صرف اور صرف اسلام ہی ہوگا۔

۹...... (تفسیر طبری ج۲۸ ص۸۸) پر ہے: ’’لیظھر الدین دینه الحق الذی ارسل به رسوله علی کل دین سواه وذالك عند نزول عیسیٰ بن مریم حین تصیر الملة واحدة فلا یکون دین غیر الاسلام ‘‘ تاکہ غالب کریں دین حق کو جو آنحضرت رسول اللہ ﷺ لے کر آئے۔ تمام دوسرے مذاہب پر اور یہ عیسیٰ بن مریم کے نزول کے وقت ہوگا جب کہ ایک ملت (اسلام) ہو جائے گی۔ دین اسلام کے سوا کوئی دین باقی نہ رہے گا۔

۱۰...... (طبری ج۱۰ ص۱۱۶) پر بھی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول کے وقت غلبہ دین اسلام ہوگا۔ منقول ہے۔

۱۱...... (تفسیر ابن کثیر مع البغوی ص۱۵۲) سورۃ توبہ کی مذکورہ آیت کے تحت تمام احادیث متعلقہ نقل کر کے سب کے آخر میں قول فیصل کے طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایت نقل کی گئی ہے۔ فالحمدللّٰه!

۱۲...... تفسیر معالم التنزیل سورۃ توبہ کی آیت مذکورہ کے تحت ص۴۷ پر حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی مذکورہ بالا تفسیر نقل کی گئی ہے۔

۱۳...... (تفسیر خازن ج۳ ص۶۹) پر بھی اس طرح منقول ہے۔

۱۴...... (تفسیر مواہب الرحمٰن پ۲۸ ص۳۱۷) پر اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کی تورات کے حوالہ سے یہ روایت نقل فرمائی کہ: ’’تورات میں آنحضرت ﷺ کی تعریف مذکور ہے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس دفن ہوں گے۔‘‘

۱۵...... (بیان القرآن پ۲۸ ص۳) پر بھی حضرت عبداللہ بن سلام کی یہی روایت منقول ہے اور سورۃ توبہ کی آیت کی تفسیر میں ص۱۰۸ پر منقول ہے۔ ’’اتمام بمعنی اثبات وتقویت دلائل تو اسلام کے لئے ہر زمانہ میں عام ہے...... اور (اتمام) مع اعتبار انضمام سلطنت مشروط ہے۔ اصلاح اہل دین کے ساتھ اور مع محو کل بقیہ ادیان واقع ہوگا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام میں۔ (باقی تفسیری شواہد طوالت کے خوف سے نقل نہیں کئے)‘‘

قادیانی شہادت

اس کی مزید تائید مرزا قادیانی کی تحریر سے کی جاتی ہے۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۸،۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳) پر مرزا لکھتا ہے: ’’ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله ‘‘ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔‘‘

سوال: مرزا قادیانی کے مرید کہتے ہیں کہ یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا تھا۔

جواب: مرزا قادیانی نے براہین کو ملہم و مامور ہو کر لکھا۔ قرآنی آیت سے استدلال کیا اور بقول اس کے یہ کتاب براہین

احمدیہ، حضور علیہ السلام کو دیکھا کر منظوری حاصل کی اور یہ کہ یہ کتاب قطبی یعنی قطب ستارہ کے مانند ہے۔ مرزا قادیانی نے (تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸۵) پر لکھا ہے: ”اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔“ گویا براہین احمدیہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ ان تصریحات کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کا یہ عذر عذر لنگ ہے۔

جواب: ۲...... عبارت مذکورہ میں ہے: ”لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا۔“ یہ ظاہر کرنے والا کون تھا؟ رحمٰن یا شیطان۔ اگر رحمٰن تھا تو پھر قرآنی تفسیر سے رحمانی فہم کے ساتھ مرزا حیات مسیح علیہ السلام تسلیم کر رہا ہے۔ ”فهو المقصود“ اور اگر یہ ظاہر کرنے والا شیطان تھا تو قادیانیوں کو مبارک ہو۔ قصہ ہی تمام ہوا ”فماذا بعد الحق الا الضلال“

حیات مسیح علیہ السلام کی گیارھویں دلیل

”اَیَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (بقرہ ۲۵۳)“ ﴿ہم نے مسیح کو جبرائیل کے ساتھ تائید دی۔﴾

جو مدعا بالا کی مؤید ہے یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بوقت محصوری آسمان پر لے جانے کو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے جیسا کہ سابقاً بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ جن کو ”علم قرآن بدعا نبوی ﷺ حاصل تھا۔“ مذکور ہو چکا ہے۔ اسی کی طرف قرآن مجید میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ اگرچہ تمام انبیاء کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے رہے۔ مگر اس طرح کا واقعہ کسی نبی کے ساتھ پیش نہیں آیا جیسا مسیح علیہ السلام کے ساتھ، یعنی یہ کہ جبرائیل علیہ السلام انہیں دشمنوں کے نرغے سے نکال کر آسمان پر لے گئے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خاص مسیح علیہ السلام کے متعلق آیات میں بار بار آیا ہے۔ ”اَیَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ“ ہم نے مسیح علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تائید دی۔

اسی طرح خدا تعالیٰ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام کو یہ انعام یاد دلائے گا۔ ”اِذْ اَیَّدْتُكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (مائدہ: ۱۱۰)“ اے عیسیٰ علیہ السلام وہ وقت یاد کر جب میں نے تجھے روح القدس سے تائید بخشی یعنی آسمان پر زندہ اٹھایا۔ (تفسیر ہذا مذکور بر تفسیر کبیر ج ا ص ۲۲۶)

آیات بالا کی موجودگی میں یہ اعتقاد رکھنا کہ معاذ اللہ یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا دیا اور آپ کے ہاتھوں میں میخیں ٹھونکیں۔ ایک صریح گندہ اور کفریہ عقیدہ ہے۔ یقیناً حضرت مسیح علیہ السلام باعانت جبرائیل علیہ السلام بحکم و بموجب وعدہ الٰہی جو جلد اور بلا توقف پورا ہونے والا تھا۔ یہود کے ہاتھوں میں مبتلائے آلام ہونے سے پیشتر زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اب چند آیات قرآنی ملاحظہ ہوں۔

”وَآتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنَاتِ وَاَیَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرہ:۸۷)“ روح القدس سے مراد جبرائیل علیہ السلام۔

”وَآتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنَاتِ وَاَیَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرہ:۲۵۳)“ روح القدس سے مراد جبرائیل علیہ السلام۔

”وَكَلِمَتَهُ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ (النساء:۱۷۱)“ اور اس کا کلام ہے جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح (مراد روح اللہ)

”اُذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (المائدہ:۱۱۰)“ یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر اور تیری ماں پر جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے۔ (مراد روح اللہ)

’’یُنَزِّلُ الْمَلٰئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ (النحل:۲)‘‘یہاں روح سے مراد وحی الٰہی ہے۔

’’قُلْ نَزَّلَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (النحل:۱۰۲)‘‘مراد جبرائیل علیہ السلام۔

’’وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ (الاسراء:۸۵)‘‘اس سے مراد روح ہے۔

’’قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (الاسراء:۸۵)‘‘اس سے مراد روح ہے۔

’’نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ (الشعراء:۱۹۳)‘‘مراد جبرائیل علیہ السلام۔

’’یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ (غافر:۱۵)‘‘اس سے مراد وحی ہے۔

’’اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِنْہُ (المجادلۃ:۲۲)‘‘اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام۔

’’وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ (المعارج:۴)‘‘اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام۔

’’یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِکَۃُ صَفًّا (النبا:۳۸)‘‘اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام۔

’’تَنَزَّلُ الْمَلَائِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ (القدر:۴)‘‘اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام۔

’’وَکَذَالِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِنْ اَمْرِنَا (الشوریٰ:۵۲)‘‘اس سے مراد قرآن پاک۔

’’فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا (مریم:۱۷)‘‘اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام۔

’’اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْھَا مِنْ رُّوْحِنَا (الانبیاء:۹۱)‘‘اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

’’وَمَرْیَمَ ابْنَۃَ عِمْرَانَ الَّتِیْ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا (التحریم:۱۲)‘‘اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

استدلال:۱...... قرآن مجید میں ۱۸ آیات سے ثابت ہوا کہ جہاں کہیں اللہ رب العزت نے روح کا لفظ ارشاد فرمایا ہے وہاں روح سے مراد جبرائیل امین علیہ السلام، فرشتے، وحی یا روح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں......اور ظاہر ہے کہ ان تمام چیزوں کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح منہ فرمایا یعنی روح اللہ فرمایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام میں عالم بالا کی طرف آنے جانے کی صلاحیت وخاصیت موجود ہے۔

استدلال:۲...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ نفخۂ جبرائیل علیہ السلام سے اس لحاظ سے ان میں ملکوتی صفات ہیں۔ ملائکہ کا مستقر آسمان ہیں۔ ان کا زمین پر آنا جانا عارضی ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام چونکہ سیدہ مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ بشر ہیں تو ان کا ملکوتی صفات کے لحاظ سے آسمانوں پر جانا عارضی ہے۔ غرض جب آسمان پر ہیں ملکوتی صفات کا ظہور ہے۔ رفع سے پہلے اور نزول کے بعد جب زمین پر تھے یا ہوں گے تو بشری صفات کا ظہور ہے۔

استدلال:۳...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ فرمایا گیا۔ تمام ارواح کا مستقر عالم سماوی ہے۔ اس لئے کہ روح لطیف چیز ہے اور ہر لطیف کا مرکز عالم سماوی ہے، جیسا کہ ہر کثیف چیز کا مرکز عالم دنیا ہے۔ روح اللہ کا تقاضہ ہے کہ سیدنا

عیسیٰ علیہ السلام عالم سماوی پر بھی تشریف لے جاتے تا کہ روح اللہ کا منشاء پورا ہوتا۔ اس لئے اگر وہ آسمانوں پر نہ جاتے تو جائے تعجب ہوتا ان کا جانا تو عین تقاضہ و منشاء کی تکمیل ہے۔

استدلال:۴...... کلمۃ اللہ! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کہا گیا۔ دوسری آیت کریمہ ہے: ''الیه یصعد الکلم الطیب (فاطر:۱۰)'' اللہ تعالیٰ کی طرف نیک کلمات اٹھائے جاتے ہیں۔ مسلمان مؤمن کے نیک کلمات اٹھائے جاتے ہیں، ان کا رفع ہوتا ہے تو کلمۃ اللہ (عیسیٰ علیہ السلام) کے رفع میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا رفع نہ ہوتا تو جائے اشکال تھا۔ رفع تو عین تقاضہ و منشاء کی تکمیل ہے۔

تفسیری شواہد:

۱...... (درمنثور ج۲ص۳۴۵) پر ''اذ ایدتك بروح القدس '' کے تحت علامہ سیوطیؒ وہبؒ کی روایت لاتے ہیں جس میں ہے: ''فقال لما رفع اللّٰه عیسیٰ علیه السلام اقامه بین یدی جبرائیل ومیکائیل''

۲...... علامہ رازیؒ اپنی (تفسیر کبیر ج۱۲ص۱۲۵) زیر آیت: ''اذ ایدتك بروح القدس '' فرماتے ہیں: ''فاللّٰه تعالیٰ خص عیسیٰ بالروح الطاهرة النورانیة المشرقة العلویة الخیرة '' اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو خاص طور پر پاک نورانی درخشندہ علویہ اور پسندیدہ روح سے مختص فرمایا۔ یہاں روح علویہ خصوصیت سے قابل توجہ ہے۔

۳...... علامہ رازیؒ اپنی (تفسیر کبیر ج۶ص۲۱۷) ''ایدناه بروح القدس '' کے تحت فرماتے ہیں: ''والمعنی اعناه جبرائیل علیه السلام فی اوّل امره وفی وسطه وفی آخره اما فی اوّل الامر فلقوله فنفخنا فیه من روحنا اما فی وسطه فلأن جبرائیل علیه السلام علمه العلوم وحفظه من الاعداء واما فی آخر الامر فحین ارادت الیهود قتله اعانه جبرائیل علیه السلام ورفعه الی السماء '' تائید جبرائیل علیہ السلام کا معنی یہ ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام اوّل، درمیان اور آخر، ہر دور میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تائید میں رہے۔ اوّل اس طرح کہ نفخۂ جبرائیل سے پیدائش ہوئی۔ درمیان اس طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام کو علوم سکھلائے اور دشمنوں سے حفاظت کی۔ آخر اس طرح کہ جب یہود عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کی تائید کی کہ ان کو آسمانوں پر اٹھا کر لے گئے۔

۴...... علامہ زمخشریؒ اپنی (تفسیر کشاف ج۱ص۲۹۹) پر ان آیات کے تحت میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم (صحابہؓ) مسجد میں انبیاء کے فضائل پر بات کر رہے تھے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی فضیلت طول عبادت (بوجہ طوالت عمر) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت یہ کہ وہ خلیل اللہ تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت یہ کہ وہ کلیم اللہ تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت یہ کہ ان کو آسمانوں پر اٹھایا گیا۔

اس روایت کو اس آیت کے تحت میں لا کر علامہ زمخشریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس آیت سے صحابہؓ یہ سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے۔

۵...... (تفسیر خازن ج۱ ص۱۹۴) زیر آیت:’’ایدناه بروح القدس ‘‘ لکھتے ہیں:’’وقويناه بجبرائيل عليه السلام فكان معه الى ان رفعه الى عنان السماء‘‘جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کو تائید بخشی کہ جبرائیل علیہ السلام ان کو آسمانوں پر اٹھا کر لے گئے۔

۶...... (تفسیر انوار البیان ج۶ ص۱۸۶) زیر آیت:’’فنفخنا فيها من روحنا ‘‘ لکھتے ہیں:’’اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا جس نے ان (مریم علیہا السلام) کے کرتہ کے گریبان میں پھونک ماردی۔ اس سے حمل قرار ہو گیا اور اس کے بعد لڑکا پیدا ہو گیا۔ یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تھے جو بنی اسرائیل کے سب سے آخری نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل نازل فرمائی اور انہوں نے بنی اسرائیل کو تبلیغ کی اور شریعت کے احکام بتائے۔ بنی اسرائیل ان کے سخت مخالف ہو گئے اور ان کے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔ قیامت سے پہلے دوبارہ تشریف لائیں گے۔ جیسا کہ احادیث شریفہ میں وارد ہے۔‘‘

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی بارھویں دلیل

’’وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (الرعد:۳۸)‘‘﴿اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول تجھ سے پہلے اور ہم نے دی تھیں ان کو بیویاں اور اولاد۔﴾

حضور نبی کریم ﷺ پر کفار مکہ جیسے امیہ بن خلف وابی جہل (معالم) کی طرف سے اعتراض ہوا کہ یہ کھاتے پیتے بازاروں میں چلتے اور نکاح کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی بھی تو تمام معاشرت انسانوں جیسی تھی۔ جب ان کی نبوت مسلم ہے اور ان انسانی افعال سے ان کی نبوت پر تم معترض نہیں تو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر اعتراض کیوں؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ پہلے انبیاء علیہم السلام نے شادیاں کیں یہ توجہ کے قابل ہے۔ اس کے لئے ہمیں آنحضرت ﷺ کی احادیث کی طرف مراجعت کرنی چاہئے۔

تفسیر نبوی ﷺ

چنانچہ (تفسیر در منثور ج۴ ص۶۵) پر مصنف ابن ابی شیبہ، مسند احمد اور ترمذی کے حوالہ سے حضرت ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں۔ خوشبو، نکاح، مسواک، ختنہ، اس روایت کو تفسیر ابن کثیر نے اور دیگر مفسرین نے نقل کیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۹۷، باب ۲۰۲، ماذکر فی السواک حدیث نمبر ۲۱)

(مسند احمد ج۵ ص۴۲۱ (لیکن اس میں چوتھی چیز بجائے ختنہ کے حیاء ہے) ترمذی ج۱ ص۲۰۶ ابواب النکاح) پر یہ روایت موجود ہے۔ غرض اس روایت سے ثابت ہوا کہ نکاح کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور آیت مبارکہ یہ بتاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے قبل بھی انبیاء علیہم السلام نے بتوفیق وبحکم الٰہی نکاح کئے اور ان کی اولاد ہوئی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور نکاح

نصاریٰ، یہود اور خود قادیانیوں کو اعتراف ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کی

بدباطنی ملاحظہ ہو۔ شرافت سرپیٹ کر رہ جاتی ہے۔ جب مرزا قادیانی سیدنا مسیح علیہ السلام کے نکاح نہ ہونے کے واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

''مردمی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھا صفت نہیں جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں ہاں! یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔''

(نور القرآن نمبر۲ ص۱۷، خزائن ج۹ ص۳۹۲)

سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق بڑے سے بڑے یہودی نے بھی یہ بکواس نہیں کی اور ان کے نکاح نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں بتائی جو مرزا قادیانی ملعون نے بیان کی۔ لیکن بہرحال اس حوالہ سے یہ ثابت ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح نہیں کیا۔ جب نکاح نہیں ہوا تو اولاد کا سوال ہی نہیں؟ لیکن اس کے باوجود اولاد نہ ہونے کا قادیانی حوالہ بھی ملاحظہ ہو۔

''ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہ تھی۔''

(تریاق القلوب ص۲۳۵، خزائن ج۱۵ ص۳۶۳)

استدلال: قارئین! مرزا قادیانی کے دجل و بدزبانی پر لعنت بھیجیں۔ آیت قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ کے بموجب توجہ فرمائیں کہ نکاح رب کریم کا حکم اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی پہلی زندگی (قبل از رفع) میں نکاح نہیں کیا تو اس حکم باری تعالیٰ اور سنت انبیاء علیہم السلام پر عمل ان کے نزول من السماء کے بعد ہوگا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له'' (مشکوٰۃ ص۴۸۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم، التصریح ص۲۴۰، مرقات ج۵ ص۲۲۳، وفاء الوفاء للسمہودی ج۱ ص۵۵۸، شرح مواہب للزرقانی ج۸ ص۲۹۶، مواہب اللدنیہ ج۲ ص۳۸۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائیں گے تو شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔

لیجئے! اس حدیث شریف نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ (شادی و اولاد) کے بموجب کہ حکم الٰہی اور سنت انبیاء علیہم السلام پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا عمل مبارک نزول من السماء کے بعد ہوگا۔ اس بحث کو ختم کرنے سے قبل ایک اور حوالہ پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا: ''چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی کہ ''یتزوج ویولد له'' یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

مرزا قادیانی نے اپنے دجل سے اس حدیث کو محمدی بیگم پر فٹ کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کیا کہ وہ پوری نہ ہوئی۔ تاہم اس حدیث شریف (کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شادی کریں گے اولاد ہوگی) کی صحت مرزا قادیانی کے حوالہ بالا سے بھی ثابت ہوگئی۔ ''فھو المقصود (فالحمد لله اوّلا وآخرا)''

نوٹ: انبیاء علیہم السلام میں سے صرف سیدنا یحییٰ علیہ السلام اور سیدنا مسیح علیہ السلام نے شادی نہیں کی۔ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے متعلق نص قرآنی ہے (حصورا) اس اعزاز کے باعث ان کا استثناء ہے۔ رہے سیدنا مسیح علیہ السلام تو وہ نزول کے بعد شادی کریں گے۔

باب سوم ...... حیات عیسیٰ علیہ السلام احادیث کی روشنی میں

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر عربی میں دس کتابوں کی جناب محدث کبیر الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے فہرست دی ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱...... ''نظرة عابرة فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیه السلام قبل الآخرة'' للامام محمد زاهد الکوثری رحمہ اللہ۔(۱۳۶۲ھ)

۲...... ''عقیدة اهل الاسلام فی نزول عیسیٰ علیه السلام'' للشیخ عبدالله ابن الصدیق الغماری۔(م۱۳۶۹ھ)

۳...... ''اقامة البرهان علی نزول عیسیٰ علیه السلام فی آخر الزمان (له ایضًا)''

۴...... ''عقیدة الاسلام فی حیاة عیسیٰ علیه السلام'' للشیخ محمد انور شاه الکشمیری رحمہ اللہ۔

۵...... ''تحیة الاسلام فی حیلة عیسیٰ علیه السلام'' للشیخ محمد انور شاه الکشمیری رحمہ اللہ۔

۶...... ''الجواب المقنع المحرر فی الرد من طغی وتحیر بدعوی أنه عیسیٰ او المهدی المنتظر'' للشیخ محمد حبیب الله الشنقیطی رحمہ اللہ۔(م۱۳۴۵ھ)

۷...... ''ازالة الشبهات العظام فی الرد علی منکر نزول عیسیٰ علیه السلام'' للشیخ محمد علی اعظم رحمہ اللہ۔(م۱۳۷۸ھ)

۸...... ''اعتقاد اهل الایمان بالقرآن بنزول المسیح ابن مریم علیه السلام اٰخرالزمان'' للشیخ محمد العربی التبانی الجزائری۔(م۱۳۶۹ھ)

۹...... ''التوضیع فی تواتر ماجاء فی المنتظر والدجال والمسیح'' للقاضی الشوکانی۔

۱۰...... ''فتوی العلامة الشیخ محمد بخیت مفتی الدیار المصریه فی نزول سیدنا عیسیٰ علیه السلام''

اس کے علاوہ بعض اور بزرگوں کی بھی حیات مسیح، علامات قیامت وغیرہ پر قدیم وجدید کتب اس وقت سعودی عرب میں کثرت سے چھپ رہی ہیں۔ ان میں سے ۷/۵ تو ہمارے اپنے کتب خانے میں موجود ہیں۔ نیز حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام پر پاک وہند میں ۱۰۰ سے زیادہ کتب ورسائل لکھی گئیں۔ جن میں سے ۷۹ کتابوں کا تو ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' میں تعارف آچکا ہے۔ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے حکم پر مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے مرتب کی تھی جس کی حلب شام کے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے تخریج بھی فرمائی اور حسب ضرورت تشریح بھی فرمائی۔ دوران تخریج شیخ ابوغدہ رحمہ اللہ کو مزید احادیث وآثار ملیں جو انہوں نے ''تتمہ واستدراک'' کے نام سے شامل کردیں۔

صحاح ستہ پر سرسری نظر ڈالنے سے ذیل کی روایات آسانی سے سامنے آتی ہیں جو پیش خدمت ہیں۔ دقت النظر سے دیکھا جائے تو اس سے کہیں زیادہ روایات صرف صحاح ستہ میں مل سکتی ہیں۔

۱...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (بخاری شریف ج۱ص۴۹۰) پر ''باب نزول عیسیٰ بن مریم'' قائم کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دو روایات اس باب کے تحت درج فرمائیں۔ ویسے اس باب کی روایت اوّل کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کئی جگہ اپنی کتاب میں لائے ہیں۔ مثلاً ''کتاب البیوع''، ''باب قتل الخنزیر''، ''کتاب المظالم''، ''باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر'' وغیرہ۔

۲...... حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (مسلم شریف ج۱ص۸۷) پر ''باب نزول عیسیٰ بن مریم'' موجود ہے۔ اس باب میں سات احادیث ہیں۔ ان میں سے چھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ایک حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ اسی طرح (مسلم ج۱ص۴۰۸) ''باب جواز التمتع فی الحج والقرآن'' میں دو روایتیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ''فج روحاء'' سے احرام باندھنے کی لائے ہیں۔ اس طرح کتاب (الفتن واشراط الساعۃ ج۲ص۳۹۲) پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک، (ص۳۹۳) پر حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے ایک، اور باب ذکر الدجال (ج۲ص۴۰۰) پر حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے ایک روایت، (ص۴۰۳) پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت، کتاب الفتن باب خروج الدجال ومکثہ فی الارض ونزول عیسیٰ بن مریم کے تحت عروۃ بن مسعود ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک۔ کل تیرہ روایات، مسلم شریف میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان حوالوں کو آپ نے ملاحظہ کیا۔ علاوہ ازیں ''الخبر الصحیح فیما ورد عن سید المسیح علیہ السلام'' مستقل تصنیف ہے۔ عرب عالم دین عبداللہ الحسینی کی جو ۱۹۸۵ء میں بیروت سے شائع ہوئی اس میں انہوں نے سیدنا مسیح علیہ السلام سے متعلق بخاری ومسلم سے پچاس احادیث کو جمع کیا ہے۔

۳...... (ترمذی شریف ج۲ص۴۷) پر ''باب ماجاء فی نزول عیسیٰ بن مریم'' قائم فرمایا ہے اور اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں۔ (ج۲ص۴۸) باب ماجاء فی فتنہ الدجال میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت۔ باب ماجاء فی قتل عیسیٰ بن مریم الدجال میں حضرت مجمع بن جاریۃ الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں اور اس باب میں وفی الباب کے تحت (۱) عمران بن حصین۔ (۲) نافع بن عتبہ۔ (۳) ابی برزہ۔ (۴) حذیفہ بن اسید۔ (۵) ابی ہریرہ۔ (۶) کیسان۔ (۷) عثمان بن ابی العاص۔ (۸) جابر۔ (۹) ابی امامہ۔ (۱۰) ابن مسعود۔ (۱۱) عبداللہ بن عمر۔ (۱۲) سمرۃ بن جندب۔ (۱۳) نواس بن سمعان۔ (۱۴) عمرو بن عوف۔ (۱۵) حذیفۃ بن الیمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روایات کا حوالہ دیا ہے۔ گویا تین روایات نقل کر کے باقی پندرہ کا حسب معمول حوالہ دے کر نزول مسیح کی صریح وصحیح اٹھارہ روایات کو نقل فرمایا ہے۔

۴...... (ابوداؤد شریف کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلہا ج۲ص۱۲۷) پر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث، (کتاب الملاحم باب امارات الساعۃ ج۲ص۱۳۴) پر حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث، (باب خروج الدجال ج۲ص۱۳۴) پر حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث۔ اسی باب میں (ص۱۳۴) پر حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث، (ص۱۳۵) پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث۔ گویا حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول پر صحیح اور صریح پانچ احادیث نقل فرمائی ہیں۔

۵...... ابن ماجہ نے فتنۃ الدجال اور خروج عیسیٰ بن مریم کا باب (ص۲۹۵) پر قائم فرمایا ہے۔ (ص۲۹۶) پر حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث (ص۲۹۷) پر حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ اور (ص۲۹۹) پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور (ص۲۹۹) پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نزول مسیح بن مریم پر صحیح اور صریح روایات نقل فرمائی ہیں۔

۶...... (سنن نسائی ج۲ص۵۲) میں باب غزوۃ الہند کے تحت میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ میری امت کا جو طبقہ دجال سے لڑے گا ان پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ان کے علاوہ مزید:

۷...... اتحاف فضلاء البشر لدمياطی۔

۸...... الاجوبة الفاضلة للكهنوی۔

۹...... احياء علوم الدين للغزالی۔

۱۰...... الاذاعة لما كان ويكون بين يدی الساعة للصديق حسن خان۔

۱۱...... ارشاد الساری للقسطلانی۔

۱۲...... اسباب النزول للواحدی۔

۱۳...... الاشاعة لاشراط الساعة برزنجی۔

۱۴...... الاصابه للعسقلانی۔

۱۵...... الاعلام بحكم عيسٰی عليه السلام للسيوطی۔

۱۶...... اقامته البرهان لغماری۔

۱۷...... البدايه والنهايه لا بن كثير۔

۱۸...... البحر المحيط لابی حيان اندلسی۔

۱۹...... بهجة النفوس لابی جمره۔

۲۰...... تاج العروس للمرتضی زبيدی۔

۲۱...... تاريخ الامم والملوك للطبری۔

۲۲...... تاريخ البغداد للخطيب البغدادی۔

۲۳...... تاريخ الخلفاء للسيوطی۔

۲۴...... تاريخ دمشق لابن عساكر۔

۲۵...... التاريخ الكبير للبخاری۔

۲۶...... تاريخ الصغير للبخاری۔

۲۷...... تاريخ الاوسط للبخاری۔

۲۸...... تذكرة الحفاظ للذهبی۔

۲۹...... التذكره باحوال الموتی للقرطبی۔

۳۰...... تفسير ابن جرير طبری۔

۳۱...... تفسیر ابن کثیر۔
۳۲...... تحقیق النضرة بتلخیص معالم دار الهجرة للمراغی۔
۳۳...... تقریب التهذیب لا بن حجر۔
۳۴...... التخلیص الحبیر لا بن حجر۔
۳۵...... تلخیص المستدرک للذهبی۔
۳۶...... تنزیه الشریعه لابن عراق۔
۳۷...... تهذیب تاریخ ابن عساکر لبدران۔
۳۸...... تهذیب التهذیب لا بن حجر۔
۳۹...... التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی۔
۴۰...... الجامع الصغیر للسیوطی۔
۴۱...... الجامع لاحکام القرآن للقرطبی۔
۴۲...... الجرح والتعدیل لا بن ابی حاتم۔
۴۳...... حاشیة السندهی علی المسلم۔
۴۴...... الحاوی للسیوطی۔
۴۵...... الحلیة الاولیاء لا بی نعیم۔
۴۶...... الخطط للمقریزی۔
۴۷...... الدرلمنثور فی تفسیر المأثور للسیوطی۔
۴۸...... الدرة الثمینة فی اخبار المدینة لابن النجار۔
۴۹...... دفع شبهة التشبیه لا بن جوزی۔
۵۰...... ذخائر المواریث للنابلسی۔
۵۱...... رسالة المسترشدین للمحاسبی۔
۵۲...... الرفع والتکمیل للکنوی۔
۵۳...... الروض الانف للسهیلی۔
۵۴...... روح المعانی لألوسی۔
۵۵...... الزهد لامام احمد۔
۵۶...... السراج المنیر للعزیزی۔
۵۷...... السیرة النبویه لا بن هشام۔
۵۸...... السعایة للکنوی۔
۵۹...... السنن الکبری للبیهقی۔
۶۰...... شذرات الذهب لابن عمامه۔

۶۱...... شرح مسلم للنووی۔
۶۲...... شرح المسلم لملا علی القاری۔
۶۳...... شرح المواهب للزرقانی۔
۶۴...... طبقات الشافعیه لابن سبکی۔
۶۵...... الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔
۶۶...... ظفرالامانی للکنوی۔
۶۷...... العرف الوردی للسیوطی۔
۶۸...... عقیدة الاسلام للکشمیری۔
۶۹...... عقیدة اهل الاسلام للغماری۔
۷۰...... عمدة القاری للعینی۔
۷۱...... فتح الباری لابن حجر۔
۷۲...... فضائل الشام للربیعی۔
۷۳...... فیض الباری للکشمیری۔
۷۴...... فیض القدیر للمناوی۔
۷۵...... کشف الکربة لابن رجب۔
۷۶...... کشف الظنون حاجی خلیفه۔
۷۷...... الکشف للسیوطی۔
۷۸...... کنزالعمال لعلی متقی الهندی۔
۷۹...... الکوکب الدری لکاندهلوی۔
۸۰...... اللآلی المصنوعه للسیوطی۔
۸۱...... لسان المیزان للسیوطی۔
۸۲...... سواطع الانوار البهیه للسفارینی۔
۸۳...... مجمع الزوائد للهیثمی۔
۸۴...... محاسن التاویل للقاسمی۔
۸۵...... مختصر تذکره للقرطبی۔
۸۶...... مختصر سنن ابی داؤد للمنذری۔
۸۷...... مرقات لملا علی قاری۔
۸۸...... مرقاة السعود۔
۸۹...... المستدرك للحاکم۔
۹۰...... مسند احمد لامام احمد بن حنبل۔

۹۱...... مسند ابوداؤد للطیالسی۔

۹۲...... مشکوٰۃ شریف للتبریزی۔

۹۳...... معالم السنن للخطابی۔

۹۴...... معانی الاثار للطحاوی۔

۹۵...... معجم البلدان لیاقوت الحموی۔

۹۶...... معجم ابی عبید البکری۔

۹۷...... المقالات للکوثری۔

۹۸...... المقاصد الحسنۃ للسَّخاوی۔

۹۹...... وفاء الوفاء للسمهودی۔

۱۰۰...... النهایۃ لابن اثیر۔

ہم نے صرف ایک سو کتاب کا نام لکھا ہے جن میں حیات مسیح علیہ السلام یا اس کے متعلقات پر حوالہ جات موجود ہیں۔ ان کتب سے براہ راست حضرت علامہ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ محدث الشام نے مراجعت کر کے التصریح کی تخریج کی ہے۔

ان کے علاوہ ہمارے ممدوح جناب بابو پیر بخش نے اپنی کتاب ''الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح'' (مشمولہ احتساب قادیانیت ج۱۲) میں ۱۸۷ حضرات کی روایات و کتب سے اور ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ''عقیدہ حیات و نزول چودہ صدیوں کے اکابر کی نظر میں'' (مشمولہ تحفہ قادیانیت ج۳) دوصد پچیس حضرات کی شہادتوں کو شامل کیا ہے تو گویا امت کے گزشتہ صدہا سے زائد اکابر نے اپنی کتب میں حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ کو بیان کیا ہے۔

ان محولہ بالا کتابوں کے علاوہ اور بھی سینکڑوں اسماء الرجال، لغت، تفسیر، شروحات حدیث کی کتابوں سے حوالہ جات دیئے ہیں۔ علیٰ وجہ البصیرت کہا جاسکتا ہے کہ حدیث کی کتابوں میں سے کوئی ایسی ''جامع'' نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کا ذکر نہ ہو۔ جن کتابوں کے ہم نے حوالہ جات نقل کئے ہیں یہ عرب ممالک کی چھپی ہوئی ہیں۔ آج کل زیادہ تر نئی چھپنے والی کتب احادیث میں حدیثوں کے نمبر دیئے جاتے ہیں۔ جب کہ ہمارے ہاں ایسا نہیں اس لئے حوالہ تلاش کرنے کے لئے کتب حدیث میں آیات رفع و نزول کے تحت کتاب التفسیر دیکھ لی جائے۔ بعض ائمہ حدیث نے کتاب الانبیاء، یا کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ یا باب نزول ابن مریم کے ضمن میں ان احادیث کا ذکر کیا ہے۔

ذیل میں ۳۴ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ۲۲ تابعین رحمہم اللہ سے ان کے اسمائے گرامی کے ساتھ ان سے رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں روایات کی تعداد کا ذکر تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (۲۱) ۲...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ (۷)

۳...... حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ (۱) ۴...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۳)

۵...... حضرت ابوحذیفہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ (۲)
۶...... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (۱)
۷...... حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ (۱)
۸...... حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ (۱)
۹...... حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ (۱)
۱۰...... حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ (۱)
۱۱...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۳)
۱۲...... حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ (۱)
۱۳...... حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (۲)
۱۴...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (۱۲)
۱۵...... حضرت اوس بن اوس الثقفی رضی اللہ عنہ (۱)
۱۶...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ (۱)
۱۷...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (۲)
۱۸...... حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ (۱)
۱۹...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (۱)
۲۰...... حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ (۶)
۲۱...... حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ (۱)
۲۲...... حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ (۱)
۲۳...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (۱)
۲۴...... حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۱)
۲۵...... حضرت کیسان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۱)
۲۶...... حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ (۳)
۲۷...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۷)
۲۸...... حضرت سلمہ بن نفیل السکونی رضی اللہ عنہ (۱)
۲۹...... حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (۱)
۳۰...... حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (۱)
۳۱...... حضرت عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ (۱)
۳۲...... حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ (۱)
۳۳...... حضرت سلمہ بن سعد رضی اللہ عنہ (۱)
۳۴...... حضرت ابوالطفیل اللیثی رضی اللہ عنہ (۱)

تابعین

۱...... ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۲...... نافع بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۳...... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (۵)
۴...... حضرت عمرو بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۵...... حضرت محمد بن علی ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ (۲)
۶...... حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۷...... حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (۴)
۸...... حضرت محمد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ (۲)
۹...... حضرت ابومالک الغفاری رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۰...... حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۱...... حضرت ابورافع رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۲...... حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۳...... حضرت عبدالجبار بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۴...... حضرت وہب ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۵...... حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۶...... حضرت ارطاۃ رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۷...... حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ (۴)
۱۸...... حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۱۹...... حضرت عروہ بن رویم رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۲۰...... حضرت ولید ابن مسلم رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۲۱...... ابواشعث صنعانی رحمۃ اللہ علیہ (۱)
۲۲...... عبدالرحمٰن بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (۱)

سے روایات منقول ہیں۔ ان سب سے صرف دس احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدیث:۱ ’’قال الامام احمد حدثنا عفان قال حدثناھمام قال اخبرنا قتادۃ عن عبدالرحمن بن

آدم عن ابی هریرة ان النبی ﷺ قَالَ الْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وانا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ لَاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِىْ وَبَيْنَهُ نَبِىٌّ وَاِنَّهُ نازل فاذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع الى الحمرة والبياض عليه ثوبان ممصران كان راسه يقطروان لم يصبه بلل فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويدعوا الناس الى الاسلام ويهلك الله فى زمانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك الله فى زمانه المسيح الدجال ثم تقع الامانة على الارض حتى ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات لا تضرهم فيمكث اربعين سنة ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون ''امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں۔ ان کی مائیں یعنی شریعتیں مختلف ہیں اور ان کا دین یعنی اصول شریعت سب کا ایک ہے اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ وہ میانہ قد ہوں گے۔ رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا۔ ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے۔ سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی۔ صلیب کو توڑیں گے جزیہ کو اٹھائیں گے۔ سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو نیست و نابود کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا۔ پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں گے۔ سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

نوٹ: اس حدیث شریف کا متن (۱)(مسند احمد ج۲ص۴۰۶) سے ہم نے نقل کیا ہے۔ یہ حدیث شریف مسند احمد کے علاوہ الفاظ کے معمولی تفاوت سے ذیل کی کتب میں بھی موجود ہے۔ (۲) بخاری ج۱ص ۴۸۹، ۴۹۰۔ (۳) مسلم ج۱ ص۸۷۔ (۴) ابوداؤد ج۲ص ۱۳۵۔ (۵) ابن ماجہ ص۳۰۸۔ (۶) مسند احمد ج۲ص ۴۱۱، ۴۹۴۔ (۷) درمنثور ج۲ ص۲۴۲ پر ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن جریر ابن حبان کے حوالہ سے اس کو نقل کیا ہے۔ (۸) ابن کثیر ج۳ص۱۶۔ (۹) فتح الباری ج۶ ص۳۵۷ پر حافظ ابن حجرؒ اس کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ (۱۰) التصریح ص۱۶۰۔ (۱۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ص۶۵۴، حدیث نمبر:۴۱، باب ذکر فی فتنۃ الدجال۔ (۱۲) صحیح ابن حبان ج۹ص ۲۸۹، ۲۹۰ پر سے اس حدیث کے مکمل متن کو نقل کیا ہے۔ (۱۳) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود نے حقیقت النبوۃ ص۱۹۲ پر مکمل اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ (۱۴) خود مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام ص۵۹۴، خزائن ج۳ص۴۲۰ پر اس حدیث کے بعض حصے نقل کر کے اس کی تصحیح و تصدیق کی بلکہ اس سے استدلال بھی کیا ہے۔

ضروری گزارش

مرزا قادیانی کے مرید خدا بخش مرزائی نے اپنی کتاب ''عسل مصفی'' لکھی اس کی جلد اوّل میں ص۱۶۲ سے ۱۶۵ تک تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست نقل کی ہے۔ اس فہرست میں اس حدیث منقولہ بالا کو نقل کرنے والے مرزائیوں کے تسلیم شدہ مجددین سے امام احمد بن حنبل، ابن کثیر، ابن حجر عسقلانی، جلال الدین سیوطی، چار مجدد اس روایت کو نقل کرتے

ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کا بیٹا اس روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ قادیانی حضرات اس صحیح روایت کے نتائج پر غور فرمائیں۔

اس حدیث مبارک کے نتائج

اس حدیث مبارک سے جو نتائج مرتب ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:

حدیث اوّل:

۱...... آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دوبارہ تم میں نازل ہوں گے۔

۲...... وہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جن کے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کوئی اور نبی نہیں جو آنحضرت ﷺ کا علاتی بھائی تھا۔

۳...... عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔

۴...... عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہوگا۔

۵...... عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مسیح دجال ہلاک ہوگا۔

۶...... عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں امن وامان قائم ہوجائے گا۔

۷...... حتیٰ کہ ان کے زمانہ میں شیر اونٹ کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے۔

۸...... زہریلی چیزوں (سانپ وغیرہ) کی زہر ختم ہوجائے گی۔

۹...... نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس کا عرصہ اس زمین پر رہیں گے۔

۱۰...... اس کے بعد پھر عیسیٰ علیہ السلام وفات پائیں گے (ابھی ان کی وفات نہیں ہوئی)

اب مرزائیوں سے ہمارا سوال ہے

۱...... کیا مرزا قادیانی ابن مریم تھا؟ یا ابن چراغ بی بی؟

۲...... کیا مرزا قادیانی وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے تشریف لائے تھے؟ جن کے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہ تھا؟

۳...... کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں تمام ادیان باطلہ یہودیت، نصرانیت مٹ گئی یا خود مرزا قادیانی کے جنم بھومی ہندوستان میں بھی مرزا کے زمانہ میں نصرانیوں کی حکومت تھی؟

۴...... کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں دین اسلام کا غلبہ ہوا؟ یا خود مرزا قادیانی نے دین اسلام کے ماننے والے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر دین اسلام کی بیخ کنی کی؟

۵...... مرزا قادیانی کے زمانہ میں دجال معہود کا قتل ہوا؟

۶...... مرزا قادیانی کے زمانہ میں امن وامان ہوا؟ یا کودمرزا قادیانی زندگی بھر مقدمات کے لئے در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرا؟ اس کے گھر پر چھاپے مارے گئے اور خود غیر مامون ہوا؟

۷...... مرزا قادیانی کے زمانہ میں شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرے؟

۸...... ان امور کے بعد مرزا قادیانی کی وفات ہوئی؟ خدا لگتی بات یہ ہے کہ مرزائی صحیح جواب قیامت کے دن کے لئے تیار رکھیں۔

۹...... اس حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ''انہ نازل'' کا صراحۃً لفظ ہے۔ کیا پورے ذخیرۂ احادیث میں قادیانی ''ان مثیلہ مولود'' کا لفظ دکھا سکتے ہیں؟

۱۰...... اس صحیح حدیث میں ''ثم یتوفی'' (ان امور کے بعد) عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے۔ کیا قادیانی کسی صحیح حدیث میں ''قد توفی'' کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے دکھا سکتے ہیں؟

۱۱...... ''ویصلی علیہ المسلمون'' اور عیسیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ مسلمان پڑھیں گے۔ کیا قادیانی کسی صحیح حدیث ''قد صلی علیہ المسلمون'' کہ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھ چکے دکھا سکتے ہیں؟

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی۔ آسمان سے نازل ہونے کے بعد قیامت سے پیشتر جب یہ تمام باتیں ظہور میں آجائیں گی تب وفات ہوگی۔

حدیث:۲ ''عن الحسن مرسلا قال قال رسول اللہ ﷺ للیہود ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ''

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے وہ قیامت کے قریب ضرور لوٹ کر آئیں گے۔ (ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶) (زیر آیت انی متوفیک)

(ابن جریر ج۳ ص۲۸۹، درمنثور ج۲ ص۳۶)

نوٹ: یہ روایت ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی ہے۔ دونوں قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں اور ابن جریر کو مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات اسلام ص۱۶۸، خزائن ج۵ ص۱۶۸) پر رئیس المفسرین تسلیم کیا ہے۔ تینوں اکابر، قادیانیوں کے نزدیک مسلمہ مجدد ہیں۔

نتائج حدیث دوم:

۱۱...... یہود (جو ''انا قتلنا المسیح'' سے) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے ان کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''ان عیسیٰ لم یمت'' تحقیق عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔

۱۲...... اس روایت میں ''ان عیسیٰ لم یمت'' کی صراحت ہے۔

۱۳...... اس روایت میں ''انہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ'' عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے قبل تم میں واپس لوٹیں گے کی صراحت ہے۔

قادیانیوں سے سوال

۱۲...... کیا کسی روایت میں قادیانی دکھا سکتے ہیں کہ اس روایت کے برعکس کسی نے آنحضرت ﷺ کے سامنے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے اس کی تصدیق کی ہو؟

۱۳...... اس روایت میں ’’لم یمت‘‘ صراحت سے مذکور ہے کیا قادیانی کسی صحیح روایت میں ’’قدمات عیسٰی بن مریم علیه السلام‘‘ آنحضرت ﷺ سے منقول دکھا سکتے ہیں؟

۱۴...... اس روایت میں ’’انه راجع الیکم‘‘ کی صراحت مذکور ہے کیا قادیانی کسی صحیح روایت میں ’’انه لا یرجع الیکم‘‘ دکھا سکتے ہیں؟

۱۵...... مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۴۱، خزائن ج۲۱ ص ۵۲) پر لکھا ہے: ’’نازل ہوگا اگر دوبارہ آنا مقصود ہوتا تو اس جگہ ’’رجوع‘‘ کا لفظ چاہئے تھا نہ کہ نزول کا۔‘‘ یہی مطالبہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب، (کتاب البریہ ص ۲۰۸ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص ۲۲۶) پر بھی کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے لفظ رجوع کے مطالبہ کو مذکورہ روایت میں ’’انه راجع الیکم‘‘ کے الفاظ سے ہم نے پورا کردیا۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو اس روایت کا علم تھا یا نہیں؟ اگر علم تھا پھر مطالبہ کیا تو یہ دجل ہے۔ اگر علم نہیں تھا تو یہ کم علمی ہے۔ اب مرزائی بتائیں کہ وہ کم علم تھا یا دجال تھا؟

قادیانی اعتراض: یہ حدیث مرسل ہے اس لئے قابل قبول نہیں۔

جواب: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل حدیث میں تو وہی شخص کلام کرے گا جس کو ان کے اقوال کا پورا علم نہیں وہ خود فرماتے ہیں: ’’کل شئ سمعتنی اقول فیه قال رسول الله ﷺ فهو عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا رضی اللہ عنہ‘‘ (تہذیب الکمال للمزنی) میں جتنی احادیث میں قال رسول اللہ ﷺ کہوں اور صحابی کا نام نہ لوں۔ سمجھ لو کہ وہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ میں ایسے (سفاک دشمن آل رسول حجاج کے) زمانہ میں ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لے سکتا۔ اے کاش! قادیانیوں نے حدیث پر اعتراض کرنے سے پیشتر علم حدیث کسی استاد سے پڑھ لیا ہوتا۔

قادیانی اعتراض: مرزائی بعض وقت کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ حدیث بلاسند ہے۔

الجواب: ۱...... آنحضرت ﷺ کے ارشاد ’’انّ عیسٰی لم یمت‘‘ کو باب مدینۃ العلم مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سنا۔ ان سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (سید التابعین وشیخ الصوفیہ) نے اخذ کیا، ان سے ربیع نے، ان سے ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے ان کے بیٹے عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے مثنیٰ نے ان سے ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے (ابن جریر ج۳ ص ۲۸۹، ابن کثیر ج۱ ص ۳۶۶) تفسیر ابن جریر کتب متداولہ میں سے ہے اور اس میں حدیث کی سند بھی موجود ہے۔

۲...... محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کا محدث ہے کہ ابن خلکان وغیرہ نے ان کو ائمہ مجتہدین میں سے لکھا ہے۔ بغیر سند کے بھی وہ لکھتے تب بھی ان کا لکھنا معتبر ہے۔ اس لئے کہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’ابن جریر نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت حاشیہ ص ۲۵۰، خزائن ج۲۳ ص ۲۶۱)

قادیانی اعتراض: اگر یہ معتبر حدیث ہے تو اس کو صحاح ستہ میں ہونا چاہئے تھا۔

الجواب: ۱...... مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳، خزائن ج۱۱ ص ۳۳۷) میں جو حدیث ’’یتزوج ویولدله‘‘ لکھی ہے وہ صحاح ستہ میں کہاں ہے؟

۲...... (حقیقت الوحی ص ۱۹۴، خزائن ج۲۲ ص ۲۰۲، حاشیہ، چشمہ معرفت ص ۳۱۴، خزائن ج۲۳ ص ۳۲۹) میں جو روایت کسوف وخسوف در رمضان تحریر کی ہے وہ صحاح ستہ میں کس جگہ ہے؟

۳...... (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ص۳۲۵) جو اثر خروج مہدی از کدعہ درج کیا ہے وہ صحاح ستہ کی کس کتاب میں ہے؟

۴...... (کتاب مسیح ہندوستان میں ص۵۳، ۵۴، خزائن ج۱۵ص۵۳، ۵۴) میں جو تین روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیاحت سے متعلق تحریر ہیں ان کا پتہ صحاح ستہ سے بتاؤ؟

حدیث:۳ ''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم (بخاری ج۱ ص۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسند احمد ج۲ ص۳۳۶، مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم) '' یہی روایت حضرت امام بیہقی نے اپنی کتاب (الاسماء والصفات ص۴۲۴) پر نقل فرمائی جس کی سند اور الفاظ یہ ہیں: ''اخبرنا ابوعبدالله الحافظ انا ابوبكر بن اسحاق انا احمد بن ابراهيم ثنا ابن بكير ثنی الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولٰى ابن قتادة الانصاری قال ان اباهريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم انتهى''

اس وقت تمہارا کیا عالم ہوگا (خوشی کے باعث) جب عیسیٰ بن مریم آسمان سے تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

نوٹ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ قادیانیوں کے مسلمہ مجدد ہیں۔ آپ سے بخاری و مسلم و مسند احمد کی روایت میں ''من السماء'' کے الفاظ کی زیادتی مذکور ہے۔

نتائج حدیث سوم:

۱۴...... بیہقی کی اس حدیث شریف میں لفظ (السماء) آسمان کی صراحت مذکور ہے۔

۱۵...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ''ينزل فيكم'' اور سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے لئے ''وامامكم منكم'' کے الفاظ مذکور ہیں۔ ''فيكم'' اور ''منكم'' کی صراحت سے ثابت ہوا کہ مہدی علیہ الرضوان اور مسیح علیہ السلام علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔

قادیانیوں سے سوال

۱۶...... امام بیہقی کی روایت میں ''من السماء'' کی صراحت سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہوں گے، نہ کہ ماں کے پیٹ سے۔ پس مرزا کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر مسیح ہونے کا دعویٰ کرنا غلط ثابت ہوا یا نہ؟

۱۷...... ''فيكم'' اور ''منكم'' کی صراحت سے ثابت ہوا کہ سیدنا مسیح و مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔ ان دو کو ایک ماننا۔ بخاری و مسلم اور بیہقی ایسے محدثین کی روایات کے خلاف ہے یا نہیں؟

یاد رہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں ''من السماء'' کی صراحت کی ہے وہاں وہ اسے بخاری و مسلم کی روایات کی اسناد ذکر کر کے فرماتے ہیں: ''وانما اراد نزوله من السماء بعد الرفع اليه'' کہ ان روایات میں آسمان پر رفع کے بعد آسمان سے نزول مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام مسلم رضی اللہ عنہ تک، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام رواۃ کی رفع الیٰ السماء اور نزول من السماء ہی مراد تھی۔

قادیانی اعتراض: امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کرکے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ بخاری میں ''مِنَ السَّمَآءِ'' کا لفظ نہیں۔

الجواب: حدیث کی کتاب بیہقی مخرّج نہیں ہے بلکہ مسند ہے۔ یعنی ایسی کتاب نہیں ہے کہ دوسروں سے نقل کرکے ذخیرہ اکٹھا کرے جیسا کہ کنز العمال وغیرہ ہے، بلکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے راویوں کے ذریعہ روایت کرتے ہیں اور بخاری کا حوالہ صرف اس لحاظ سے دیا گیا ہے کہ بخاری میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اگرچہ لفظ ''مِنَ السَّمَآءِ'' نہیں۔ مگر مراد نزول سے ''مِنَ السَّمَآءِ'' ہی ہے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ خود لکھتے ہیں: ''اِنَّمَا اَرَادَ نَزُوْلَهٗ مِنَ السَّمَآءِ بَعْدَ الرَّفْعِ'' (کتاب الاسماء ص ۴۲۴)

یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اس کو روایت کرنے والے کا ارادہ ''نزول من السماء'' ہی ہے کیونکہ وہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں۔

پس معاملہ صاف ہے کہ بخاری میں ''من السماء'' نہ ہونا اس حدیث کے صحیح ہونے کے خلاف نہیں۔ امام بیہقی نے جو روایت کی ہے صحیح ہے۔ دیکھو مرزا قادیانی نے بھی تو (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) کی عبارت مسلم شریف کی طرف ''من السماء'' کا لفظ منسوب کیا ہے۔ حالانکہ مسلم میں نہیں ہے تو سوائے اس کے کیا کہا جائے گا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ آسمان سے نزول کا ہی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی آیات متعددہ اور احادیث نبویہ سے ان کا رفع آسمانی عیاں ہے۔ فافہم!

قادیانی اعتراض: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے نقل کیا ہے مگر اس میں لفظ ''من السماء'' نہیں لکھا۔ پس معلوم ہوا کہ بیہقی میں موجود ہی نہیں یا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی تشریح ہے۔

الجواب: یہ اعتراض احمقانہ ہے بھلے مانسو! جب حدیث کی کتاب میں جو اصل ہے یہ لفظ موجود ہے اور تم اسے آنکھوں سے دیکھ رہے ہو تو اگر کسی ناقل نے غلطی سے اسی نقل نہ کیا ہو تو اس سے اصل کتاب کیسے مشکوک ہو جائے گی؟

دیکھئے تمہارے خودساختہ ''حضرت نبی اللہ'' مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی سو کے قریب آیات غلط الفاظ میں نقل کی ہیں۔ کہیں لفظ کم کر دیا۔ کہیں زیادہ کیا۔ اس سے کوئی تمہارے جیسا احمق یہ نتیجہ نکال لے کہ قرآن مشکوک ہے۔ صحیح آیات وہی ہیں جو مرزا قادیانی نے لکھی ہیں تو وہ صحیح الدماغ انسان کہلانے کا حق دار ہے؟

مرزائیو! اب خواہ تم اس منہ کی کالک کو کاتب کے سر ہی تھوپو۔ مگر مرزا قادیانی کی نقل کردہ آیت تو ہر حال غلط ہے۔ حالانکہ قرآن میں اس طرح نہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ کسی ناقل کی غلطی اصل کتاب پر کوئی اثر نہیں کر سکتی۔

ایک نکتہ:

ماضی میں ایک بڑا فتنہ ''فرقہ جہمیہ'' کے نام سے اسی طرح سے پیدا ہوا جس طرح آج کل فتنہ مرزائیہ ہے۔ ''فرقہ جہمیہ'' اسماء وصفات باری تعالیٰ میں طرح طرح کی تاویلیں بلکہ تحریفیں کرتا تھا۔ اس لئے علمائے اسلام نے عموماً اور محدثین کرام نے خصوصاً اس فرقہ کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں۔ ''کتاب الاسماء والصفات

للبیھقی ‘‘اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جہمیہ کے عقائد باطلہ میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ ’’ان اللّٰہ لیس فی السماء‘‘ (کتاب العلوم مطبوعہ مصر ص ۳۴۷)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مذکور میں اس کی تردید میں کئی باب منعقد کئے ہیں اور ’’اللّٰہ فی السماء‘‘ کو بہت سی حدیثوں سے ثابت کیا ہے۔ ص ۴۲۰ میں باب ’’ءَ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ‘‘ کا منعقد فرماتے ہیں اور مختلف احادیث نبویہ سے مسئلہ مذکور ثابت کرتے ہیں۔ اس کے ص ۴۲۴ پر باب ’’رَافِعُكَ اِلَیَّ، رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ، تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ، اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ‘‘ کا لائے ہیں اور مختلف حدیثوں سے فرشتوں، کلموں اور عملوں کا آسمان پر خدا کی طرف جانا ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً ’’عروج الملكة الى السماء (ص ٤٢٤)‘‘ اسی باب میں پہلی حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بھی لائے ہیں۔ ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم‘‘ پس انصاف کرنا چاہئے کہ جب مصنف کا مقصود ہی یہی ہے کہ اس باب میں خصوصیت سے الیٰ السماء، فی السماء، من السماء ثابت کیا جائے تو یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ اصل بیہقی میں من السماء کا لفظ نہیں ہے؟ حالانکہ امام موصوف اسی چیز کے ثابت کرنے کے درپے ہیں۔

قادیانی اعتراض: اس حدیث میں ’’امامکم منکم‘‘ سے مراد وہ عیسیٰ علیہ السلام ہے جو مسلمانوں میں سے ایک ہوگا۔

الجواب: قرآن وحدیث بلکہ کل دنیا بھر کے اہل اسلام کی کتابوں میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام جس کا نزول مذکور ہے سوائے مسیح رسول اللہ کے اور کوئی شخص نہیں یہ افتراء ہے، اور از سرتاپا یہودیانہ تحریف ہے جو بیسیوں آیات وصدہا احادیث کے خلاف ہے۔ حدیث میں مسیح کے نزول کے وقت ایک دوسرے امام کا ذکر ہے جو باتفاق جملہ مفسرین ومحدثین ومجددین غیر از مسیح ہے جو یقیناً امام مہدی علیہ الرضوان ہیں جن کے متعلق آنحضرت ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ ’’رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ (ابوداؤد ج ۳ ص ۱۳۱، ترمذی ج ۲ ص ۴۷، مشکوٰۃ باب اشراط الساعة ص ٤٧٠)‘‘ مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’آنحضرت ﷺ پیش گوئی فرماتے ہیں۔ مہدی خَلق اور خُلق میں میری مانند ہوگا میرے نام جیسا اس کا نام ہوگا، میرے باپ کے نام کی طرح اس کے باپ کا نام۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۱۴۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۵)

اس کے علاوہ خود مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں کہ ’’امامکم منکم‘‘ میں مسلمانوں کے امام الصلوٰۃ غیر از مسیح کا ذکر ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے مرزا قادیانی سے سوال کیا کہ آپ خود امام بن کر نماز کیوں نہیں پڑھایا کرتے۔ کہا: ’’حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۸۲)

حدیث:۴ ’’وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ (فی حدیث طویل) قال قال رسول اللّٰہ ﷺ فعند ذلك ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء‘‘ (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ نمبر ۳۹۷۲۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پس اس وقت میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔

نوٹ: اس روایت کو ’’کنز العمال‘‘ کے مصنف ’’علی بن حسام المتقی ہندی‘‘ نے نقل کیا ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک یہ دسویں صدی کے مجدد ہیں۔ مرزا قادیانی نے (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴۸، خزائن ج ۷ ص ۳۱۴) پر اس کو حدیث رسول اللہ تسلیم کیا ہے اور ’’عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ‘‘ لکھا ہے۔

نتائج حدیث چہارم:

۱۶...... اس روایت میں ''نزول من السماء'' کی صراحت ہے۔

قادیانیوں سے سوال

۱۸...... اس روایت کو نقل کرنے والے ''علی المتقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ'' قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں۔ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نزول کا ذکر کرتے ہیں۔ اب اس قول کے بعد قادیانی فرمائیں گے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ تھا یا نہ؟

۱۹...... مرزا قادیانی جگہ جگہ اپنی کتب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو وفات مسیح کا قائل ظاہر کرتے ہیں کیا یہ مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے یا نہ؟

۲۰...... مرزا قادیانی نے اس روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴۸، ۱۴۹، خزائن ج ۷ ص ۳۱۴) پر نقل کیا ہے۔ مگر من السماء کا لفظ حذف کر کے خیانت کا ارتکاب کیا۔ کیا خائن نبی ہو سکتا ہے؟

حدیث:۵ ''عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَنْزِلُ عِیْسٰی بْنَ مَرْیَمَ اَلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِیْنَ سَنَةً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِی فِیْ قَبْرِیْ فاقوم انا وعیسٰی بن مریم فی قبرو احد بین ابی بکر وعمر''

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے (اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے پیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے) اور میرے قریب مدفون ہوں گے۔ قیامت کے دن میں، مسیح بن مریم کے ساتھ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔'' اس حدیث کو ابن جوزی نے کتاب الوفا میں روایت کیا۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۴۸۰، وفاء الوفاء للسمہودی ج ا ص ۵۵۸، شرح مواہب للزرقانی ج ۸ ص ۲۹۶، مواہب لدنیہ القسطلانی ج ۲ ص ۳۸۲، مرقات ج ۱۰ ص ۲۳۳)

نوٹ: مرقات کے مصنف حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں۔ ان کی بیان کردہ یہ روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی قبریں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہیں۔ ان کے متعلق مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

''ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔''

(نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵)

جو مطلب و مراد اس تحریر کی ہے وہی مراد آنحضرت ﷺ کی متذکرہ حدیث کی ہے۔ ''یدفن معی فی قبری'' کے اصلی معنی یہ ہیں کہ وہ میرے ساتھ ایک ہی روضہ میں دفن ہوں گے جو حضرات عربی ادب سے ذوق رکھتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ ''فی'' سے مراد کبھی قرب بھی ہوتا ہے جیسے ''بورك من فی النار (سورۃ نمل)'' یعنی موسیٰ علیہ السلام پر برکت نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھے نہ کہ اندر۔

مرزا قادیانی بھی اس معنی کی تائید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں: ''اس حدیث کے معنی ظاہر پر ہی عمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

مرزا قادیانی نے اس حوالہ میں قبر بمعنی مقبرہ بھی مانا ہے اور آنحضرت ﷺ کے پاس سیدنا مسیح کا مدفون ہونا بھی مانا ہے۔

نتائج حدیث پنجم:

۱۷...... اس حدیث شریف میں ’’ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض‘‘ کی صراحت ہے۔

۱۸...... اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ روضہ طیبہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین کی صراحت ہے۔

۱۹...... قیامت کے دن آنحضرت ﷺ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ کے ایک ساتھ اٹھنے کی صراحت ہے۔

قادیانیوں سے سوال

۲۱...... قادیانی کسی حدیث میں ’’لاینزل الی الارض‘‘ دکھا سکتے ہیں؟

۲۲...... حدیث شریف میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین کے لئے آنحضرت ﷺ روضہ طیبہ میں آج بھی جگہ باقی ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں صراحۃً مذکور ہے۔

(حوالہ آگے آرہا ہے) مرزا قادیانی سیدنا مسیح علیہ السلام کی قبر مبارک سری نگر میں بتاتا ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کا روضہ طیبہ سری نگر میں ہے؟

۲۳...... سری نگر کشمیر میں مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔ اس پر کسی آسمانی کتاب یا قرآن وسنت یا کسی ایک مجدد کا قول قادیانی قیامت تک پیش کر سکتے ہیں؟

۲۴...... کیا مرزا قادیانی نے حدیث مبارک کے مقابلہ میں سری نگر کا ڈھکوسلہ تیار کر کے آنحضرت ﷺ کے صریح فرمان کی تکذیب کا کفر اختیار نہیں کیا؟

۲۵...... کیا آنحضرت ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام صدیقؓ وفاروقؓ کے درمیان سری نگر سے قیامت کے دن اٹھیں گے؟

۲۶...... مرزا قادیانی مسیح تھا تو آنحضرت ﷺ کے روضہ طیبہ میں دفن ہوا؟

۲۷...... قیامت کے دن مرزا، آنحضرت ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ کے ساتھ ایک قبر سے اٹھے گا؟ (اس لئے کہ حدیث میں ’’فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر‘‘ کی صراحت ہے)

قادیانی اعتراض: قادیانی رذالت کی انتہاء

ایک قادیانی نے کہا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کی قبر حد نگاہ تک فراخ ہو جاتی ہے تو آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک فراخ ہوتے ہوئے قادیان تک آگئی۔ مرزا قادیانی قادیان میں دفن ہوا تو آنحضرت ﷺ کے روضہ میں دفن ہو گیا۔

جواب: مرزا قادیانی کو اقرار ہے کہ ممکن ہے ایسا مسیح آ جائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ طیبہ میں مدفون ہو۔ (حوالہ گزر چکا) مرزا قادیانی کی یہ عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ روحانی قبر مراد نہیں۔

۲...... اگر روحانی قبر مراد ہے تو پھر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ بھی روحانی طور پر آنحضرت ﷺ کے مقبرہ میں مدفون ہیں؟ اس حدیث میں تین اشخاص سیدنا مسیح علیہ السلام، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ ﷺ کے ساتھ تدفین کا ذکر ہے۔ دو حضرات کی تدفین کو جسمانی تدفین اور تیسرے کی تدفین کو روحانی تدفین ماننا۔ کیا یہ یہودیانہ خصلت نہیں؟

۳...... اگر روحانی تدفین مراد لی جائے تو سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ ومسیح علیہ السلام کی تخصیص ختم ہو جاتی ہے۔

۴...... آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک مدینہ طیبہ سے فراخ ہوتے ہوئے قادیان پہنچ گئی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! نقل کفر کفر نباشد۔ تو مدینہ طیبہ سے قادیان تک جاتے ہوئے راستہ میں جدہ، کراچی، حیدرآباد، سکھر، رحیم یار خان، بہاولپور، ملتان، اوکاڑہ، خانیوال، ساہیوال، لاہور، بٹالہ آتے ہیں۔ اس کے بعد قادیان، تو کیا حجاز سے قادیان تک جتنے غیر مسلم دفن ہیں وہ معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ دفن ہیں؟ ''فبھت الذی کفر''

قارئین! اندازہ کریں قادیانی خبث وبد باطنی کفر ودجل کا کہ کس طرح بکواس کرتے ہیں؟ نتائج سے قطعاً نہیں شرماتے۔ چاہے آنحضرت ﷺ کی توہین ہی کیوں نہ ہو؟ سچ ہے کہ قادیانیت گندگی ہے۔ ہر قادیانی کا دماغ گندگی کا ڈپو ہے اور گندگی کبھی پاک نہیں ہوتی۔ گندگی کا ایک ذرہ بھی ہو تو وہ ناپاک ہے۔ جتنا پانی ڈالتے جائیں گندگی زائل ہو جائے گی اس کا وجود مٹ جائے گا۔ مگر کبھی گندگی پاک نہ ہوگی۔ اس لئے قادیانیت کا علاج ہی اس کا مٹ جانا ہے۔ آج نہیں تو کل۔ مسیلمہ کذاب کی پارٹی کی طرح مٹ جائیں گے۔ ان شاء اللہ!

قادیانی اعتراض: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۳۱۳، خزائن ج۲۲ ص۳۲۶) پر اس کی تاویل یہ کی کہ اسے حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔ ظاہری تدفین مراد نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کا روضہ طیبہ کھولا گیا تو اس سے آپ ﷺ کی توہین لازم آئے گی۔

جواب: ۱...... روضہ طیبہ کی دیواروں کو توڑا نہیں جائے گا ایک دیوار جالی مبارک والی ہے جہاں پر کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھا جاتا ہے اس میں تو دروازہ موجود ہے۔ مسلم سربراہان اور مسجد نبوی ﷺ کے خدام کے لئے کھولا جاتا ہے۔ آگے والی دیوار مبارک جس پر پردہ مبارک ہے قبور مقدسہ تک جتنی دیواریں یا پردے ہیں ان سب میں دروازے موجود ہیں۔ بعد میں ان کو چن دیا گیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین ہوگی تو معمولی سی کوشش سے ان دروازوں کو دوبارہ کھول دیا جائے گا اس سے آپ ﷺ کی توہین نہ ہوگی۔

۲...... نیز یہ کہ آپ ﷺ کے فرمان اقدس کو پورا کرنے کے لئے تمام رکاوٹوں کو دور کرنا آپ ﷺ کی عین اطاعت ہے نہ کہ توہین، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ ﷺ کے بعد زندہ رہوں تو آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ دفن کی جاؤں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ وہاں چار قبروں میری، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عیسیٰ علیہ السلام کی قبور کے سوا اور جگہ ہی نہیں۔ (کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ج۶ ص۵۷)

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرض الوفات تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری تدفین جنت البقیع میں ہو۔ آپ کے عزیزوں نے درخواست کی کہ آپ ﷺ کے پہلو میں ایک قبر مبارک کی جگہ باقی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ریزرویشن نبی علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمادی ہے۔ وہی یہاں پر دفن ہوں گے۔ چنانچہ آج تک روضہ شریف میں وہ جگہ، پکار پکار کر مرزائیت کے غلط عقائد کا اعلان کر رہی ہے تو یہ حدیث شریف ظاہر کر رہی ہے کہ قبر بمعنی مقبرہ ہے۔

۳...... (مصنف ابن ابی شیبہ ج۳ ص۲۲۹، مطبوعہ ملتان) کی (کتاب الجنائز ۱۵۱، باب فی الرجل یوصی ان یدفن فی موضع) پر ایک ساتھ دو حدیثیں ہیں۔ ایک ہی امر سے متعلق ایک حدیث شریف میں قبر کا لفظ ہے۔ دوسری حدیث شریف میں مقبرہ کا لفظ ہے۔ ایک ہی امر کے لئے ایک ہی حدیث میں قبر اور دوسری میں اسی امر سے متعلق مقبرہ کا لفظ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ قبر بمعنی مقبرہ بھی مستعمل ہے۔

۴...... قادیانی کے مسلمہ مجدد حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''(ثم یموت فیدفن معی) ای مصاحبالی (فی قبری) ای مقبرتی وعبرعنها بالقبر قرب قبره بقبره فکانهما فی قبر واحد (فاقوم انا وعیسیٰ فی قبر واحد) ای من مقبرة واحدة ففی القاموس ان فی تاتی بمعنی من کذافی المغنی'' (مرقاۃ ج۱۰ ص۲۳۳، مطبوعہ امدادیہ ملتان)

پھر فوت ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام اور میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ میری مصاحبت میں دفن ہوں گے۔ فی قبری (میری قبر میں) قبر سے مراد مقبرہ ہے۔ میری قبر اس لئے آپ ﷺ نے تعبیر کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے ساتھ قریب ہوگی۔ گویا دونوں ایک ہی قبر ہے۔ آنحضرت ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر سے قیامت کو اٹھیں گے۔ یعنی ایک مقبرہ سے اٹھیں گے۔ قاموس میں ہے کہ ''فی'' من کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ مغنی میں ہے۔ اس حدیث شریف کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو جگہ قبر کا معنی مقبرہ کیا ہے۔

۵...... خود قرآن مجید میں بھی بعض جگہ فی بمعنی مع کا مستعمل ہے۔ جیسے فرمایا: ''بورك من فی النار (نمل)'' یعنی موسیٰ علیہ السلام پر برکت نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھا، نہ کہ اندر، چنانچہ (تفسیر کبیر ج۲۴ ص۱۸۳) پر اسی آیت کے تحت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وهذا اقرب لان القریب من الشی قدیقال انه فیه'' کبھی کبھار قریب ترین کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ بھی اس میں ہے۔ یاد رہے کہ امام رازی کو بھی قادیانی مجدد مانتے ہیں۔ اب دو مجددین کے معنوں سے قادیانیوں کا انحراف زیغ نہیں تو اور کیا ہے؟

۶...... خود مرزا قادیانی کا حوالہ گزر چکا ہے کہ ''ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔'' اس حوالہ میں بھی مرزا قادیانی نے قبر بمعنی مقبرہ یعنی روضہ کے تسلیم کیا ہے تو حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ: ''فیدفن عیسیٰ فی قبری'' کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے اس کا یہی معنی ہے کہ میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔

<u>قادیانی اعتراض:</u> اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہونا صحیح ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تین چاند کیوں دکھائے گئے؟ پھر تو چار چاند دکھائے جانے چاہئے تھے۔

الجواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں تین چاند اس لئے دکھائے گئے کہ ان کی زندگی میں صرف تین چاند ہی ان کے حجرے میں دفن ہونے والے تھے اور وہ صرف تینوں ہی کو دیکھنے والی تھیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کو اور اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ باقی رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ سو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دفن ہونے والے نہ تھے اس لئے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ دکھائے گئے۔ مزید برآں حدیث نبوی اگر کسی امتی کے خواب کے خلاف یا قول کے خلاف ہونے سے غلط ہو جائے تو آج حدیث کا سارا دفتر مردود ہو جائے گا اور اسلام دنیا سے رخصت۔

اس حدیث شریف کی بحث کو ختم کرنے سے قبل قادیانیوں سے ایک سوال ہے۔

قادیانیوں سے سوال

الف...... ”مسیح علیہ السلام کی قبر سری نگر میں ہے۔“ (راز حقیقت ص۲۰، خزائن ج۱۴ ص۱۷۲)

ب...... ”مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔“ (ازالہ ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

ج...... ”عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے۔“ (اتمام الحجہ ص۲۱، ۲۲، خزائن ج۸ ص۲۹۹، ۳۰۰)

ایک شخص کی قبر تین جگہ نہیں ہو سکتی۔ ایک جگہ ہوگی تو دو قبروں کے متعلق مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا۔ اس طرح ستاسٹھ فیصد جھوٹا ہوا۔ قادیانی بتائیں کہ ایک شخص تین جگہ کیسے دفن ہوا؟

حدیث:۶......سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک کہاں ہوگی؟

نزول من السماء کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پینتالیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ حج وعمرہ کریں گے۔ شادی ہوگی، اولاد ہوگی، پینتالیس سال نزول کے بعد دنیا میں رہ کر مدینہ طیبہ میں انتقال فرمائیں گے۔ حضور ﷺ کے روضہ طیبہ میں دفن ہوں گے۔ (۱) آنحضرت ﷺ، (۲) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، (۳) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ تین قبور مبارکہ موجود ہیں۔ چوتھی قبر مبارک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں آنحضرت ﷺ کے روضہ طیبہ میں ہوگی۔

حوالہ نمبر:۱...... ”عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال یدفن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیہ رضی اللہ عنهما فیکون قبرہ رابعًا“ (مجمع الزوائد ج۸ ص۲۰۹، درمنثور ج۲ ص۲۴۶)

”حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی چوتھی قبر ہوگی۔“

حوالہ نمبر:۲...... ”عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قلت یا رسول اللہ انی اری انی اعیش بعدك فتاذن لی ان ادفن الی جنبك فقال وانّی لك بذالك الموضع مافیه الاموضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ بن مریم“ (کنز العمال ج۱۴ ص۶۲۰، حدیث نمبر ۳۹۷۲۸، ابن عساکر ج۲۰ ص۱۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بظاہر یہ ہے کہ میں آپ ﷺ کے بعد زندہ رہوں گی۔ اپنے پہلو میں مجھے دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ آپ کے لئے جگہ کہاں۔ وہاں تو صرف میری (آنحضرت ﷺ) ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبور کی جگہ ہے۔

حوالہ نمبر:۳...... ’’عن عبداللّٰہ بن سلام قال وجدت فی الکتٰب ان عیسیٰ بن مریم یدفن مع النبی ﷺ فی القبر وقد بقیی فی البیت موضع قبر‘‘ (ابن عساکر ج۲۰ ص۱۵۴)

’’حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتب سماویہ میں پایا کہ بے شک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دفن ہوں گے نبی کریم ﷺ کے ساتھ قبر میں اور تحقیق باقی ہے روضہ طیبہ میں ایک قبر کی جگہ۔‘‘

حوالہ نمبر:۴...... ’’عن عبداللّٰہ بن سلام نظرت فی التورۃ صفۃ محمد وعیسیٰ بن مریم یدفن معہ‘‘ (ابن عساکر ج۲۰ ص۱۵۴)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں، میں نے آنحضرت ﷺ کی تعریف میں لکھا دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔

حوالہ نمبر:۵...... ’’عن عبداللّٰہ بن سلام لیدفن عیسیٰ بن مریم مع النبی فی بیتہ‘‘
(تاریخ الکبیر للبخاری ج۱ ص۲۶۳، ابن عساکر ج۲۰ ص۱۵۴)

حوالہ نمبر:۶...... ’’قال ابومودود وقد بقیی موضع قبر‘‘
(ابن عساکر ج۲۰ ص۱۵۴، ترمذی ج۲ ص۲۰۲، باب فضل النبی ﷺ)

’’حضرت ابومودود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارکہ میں صرف ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (عیسیٰ علیہ السلام کے لئے)‘‘

حوالہ نمبر:۷...... ’’عن عبداللّٰہ بن سلام قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمدٍ وعیسیٰ بن مریم یدفن معہ‘‘ (ترمذی ج۲ ص۲۰۲، باب فضل النبی ﷺ)

’’حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ بن مریم کی شان میں لکھا ہے کہ وہ ایک ساتھ دفن ہوں گے۔‘‘

درمنثور، ترمذی، کنز العمال، مجمع الزوائد، ابن عساکر، التاریخ الکبیر للبخاری، ایسی وقیع اور امہات الکتب کے حوالہ جات کے بعد بھی کوئی بدنصیب قادیانی اس بات کو نہیں مانتا تو پھر ان کا علاج خود عیسیٰ علیہ السلام ہی تشریف لا کر کریں گے۔ جیسا کہ (صحیح بخاری ج۱ ص۴۹۰) پر ہے: ’’یقتل الخنزیر‘‘ خذوکن من الشاکرین!

نتائج حدیث ششم:

۲۰...... اس حدیث شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک روضہ طیبہ میں چوتھی قبر ہونے کی صراحت ہے۔

۲۱...... اس میں آنحضرت ﷺ کے روضہ طیبہ میں ابھی ایک قبر مبارک کی جگہ کے باقی ہونے کی صراحت ہے۔

۲۲...... عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔

قادیانیوں سے سوال

۲۹...... کیا روضہ طیبہ مدینہ منورہ میں چوتھی قبر مرزا کی بنی؟

۳۰...... کیا روضہ طیبہ کی چوتھی قبر مبارک کی باقی جگہ (ترمذی کی صراحت کے مطابق) پر ہوگئی ہے؟

۳۱...... کیا مرزا کے متعلق تورات میں تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے؟

حدیث:۷ ’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لن تھلك امة انا فی اولھا وعیسیٰ بن مریم فی آخرھا والمھدی فی وسطھا ‘‘ وہ امت کبھی ہلاک نہیں ہوگی جس کے اوّل میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور درمیان میں مہدی علیہ الرضوان۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ج۵ ص۱۱۰، حدیث:۱۷۵۰۱، کنز العمال ج۱۴ ص۲۶۶، حدیث:۳۸۶۷۱، ص۲۶۹، حدیث:۳۸۶۸۲، ص۳۳۷ حدیث:۳۸۸۵۸، سراج منیر ج۴ ص۱۳۹ (مطبوعہ مکتبہ الایمان مدینہ) فیض القدیر ج۵ ص۳۰۱، حدیث:۷۳۸۴، ابن عساکر ج۲۰ ص۱۵۴)

نوٹ: اس حدیث میں علامہ سیوطی، علاء الدین بن حسام الدین صاحب الکنز یہ دونوں قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں۔ان کی بیان کردہ روایت ہے۔

نتائج حدیث ہفتم:

۲۳...... اس حدیث شریف میں صراحت ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام امت محمدیہ میں آئیں گے۔

۲۴...... اس حدیث شریف میں سیدنا مسیح ومہدی علیہما السلام کی علیحدہ علیحدہ شخصیات کی تصریح ہے۔

قادیانیوں سے سوال

۳۲...... کیا مرزا قادیانی مریم کا بیٹا تھا؟

۳۳...... اس کا ذاتی نام غلام احمد تھا یا عیسیٰ؟

۳۴...... مہدی ومسیح دو ہیں یا ایک؟

حدیث:۸ مشکوٰۃ ’’باب قصۃ ابن صیاد‘‘ میں مذکور ہے حضور ﷺ بمعہ صحابہ رضی اللہ عنہم، ابن صیاد کو دیکھنے گئے۔ابن صیاد کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو شبہ تھا کہ یہ ہی دجال نہ ہو۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ’’ائذن لی یارسول اللہ فاقتله فقالَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ اِنْ یَکُنْ ھُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ ‘‘اجازت دو مجھ کو یارسول اللہ ﷺ کہ میں ابھی اسے قتل کردوں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر یہ ابن صیاد دجال ہے تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا۔کیونکہ اس کا قتل عیسیٰ بن مریم کے ہاتھوں ہوگا۔(مشکوٰۃ ص۴۷۹، باب قصۃ ابن صیاد، شرح السنۃ بغوی ج۷ ص۴۵۳،۴۵۴، حدیث:۴۱۶۹، کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد مسند احمد ج۳ ص۳۶۸، مجمع الزوائد ج۸ ص۶، باب ماجاء فی ابن صیاد، وقال رجاله صحیح، کنز العمال ج۱۴ ص۳۳۱، باب ابن صیاد حدیث:۳۸۸۳۸، فتح الباری ج۶ ص۱۲۱، بخاری ج۱ ص۴۲۹، کتاب الجھاد باب یعرض الاسلام علی الصبی)

بخاری کے الفاظ یہ ہیں:’’قال عمر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ائذن لی فیه اضرب عنقه قال النبی ﷺ ان یکن ھو فلن تسلّط علیه وان لم یکن ھو فلا خیر لك فی قتله ‘‘حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اتاردوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اسے قتل نہیں کرسکتے۔ (اس لئے کہ اس کے قاتل عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے) اور اگر یہ وہ (دجال) نہیں تو اس کے قتل میں تمہاری بھلائی نہیں۔

نوٹ: امام احمد، صاحب کنز العمال، علامہ عسقلانی۔یہ سب قادیانیوں کے مسلمہ مجدد ہیں۔یہ روایت ان کی بیان کردہ ہے۔

مرزا قادیانی بھی یہی لکھتے ہیں:’’آنحضرت ﷺ نے عمر کو قتل کرنے سے منع (کیا اور فرمایا) اگر یہی دجال ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ بن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ہم اسے قتل نہیں کرسکتے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۲۵، خزائن ج۳ ص۲۱۳)

ثابت ہوا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر موجود ہیں جو زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے جیسا کہ حدیث معراج میں اس کی مزید تائید ہے۔

نتائج حدیث ہشتم:

۲۵...... اس حدیث میں صراحت ہے کہ دجال کے قاتل عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔
۲۶...... یہ کہ دجال ایک شخص معیّن ہے نہ کہ اقوام۔
۲۷...... یہ کہ دجال تلوار سے قتل ہوگا۔

قادیانیوں سے سوال

۳۵...... کسی حدیث شریف میں قادیانی دکھا سکتے ہیں کہ دجال کا قاتل عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی اور کو قرار دیا گیا ہو؟
۳۶...... کیا قادیانی حدیث میں دکھا سکتے ہیں کہ دجال کوئی قوم ہے نہ کہ شخص معین؟
۳۷...... قادیانی کسی حدیث میں دکھا سکتے ہیں کہ دجال کا قتل دلائل سے ہوگا؟

حدیث:۹ ''عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلة اسری بی ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ قال فتذاکروا امر الساعة فردوا امرهم الی ابراهیم، فقال لا علم لی بها فردوا الامر الی موسیٰ، فقال لا علم لی بها فردوا الامر الی عیسیٰ، فقال: اما وجبتها فلا یعلمها احد الا اللّٰہ تعالیٰ ذلك وفیهما عهد الی ربی عزوجل ان الدجال خارج قال ومعیی قضیبان فاذا رآنی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیهلکه اللّٰہ، حتی ان الحجر والشجر لیقول: یا مسلم ان تحتی کافرًا فتعال فاقتله قال: فیهلکهم اللّٰہ تعالیٰ'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ پس انہوں نے اس معاملہ میں ابراہیم علیہ السلام سے رجوع کیا (کہ وہ وقت قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا جہاں تک وقت قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ یہ بات تو اتنی ہی ہے البتہ جو عہد پروردگار نے مجھ سے کیا ہے اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی پس وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ (یا سیسہ) کی طرح پگھلنے لگے گا۔ پس اللہ اس کو ہلاک کرے گا۔ یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ اے مرد مسلم میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے آ کر اسے قتل کردے۔ چنانچہ اللہ ان سب (کافروں) کو ہلاک کردے گا۔ (مسند احمد ج۱ ص۳۷۵ واللفظ لہ، ابن ماجہ ص۲۹۹، باب خروج الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم علیہما السلام وخروج یاجوج وماجوج (اس میں ہے کہ میں دجال کو قتل کروں گا) ابن جریر ج۱۷ ص۹۱، زیرآیت: ''حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ'' مستدرک حاکم ج۵ ص۶۸۷، باب مذاکرة الانبیاء فی امر الساعة (امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیحین کی شرط پر صحیح الاسناد ہے) فتح الباری ج۱۳ ص۷۹، درمنثور ج۴ ص۳۳۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص۶۶۱، حدیث:۱۷، کتاب الفتن باب ماذکر فی فتنة الدجال)

نوٹ: امام احمد، حاکم، جلال الدین سیوطی، قادیانیوں کے مسلّم مجدد اور ابن جریر رئیس المفسرین ہیں ان سے یہ روایت منقول ہے۔

نتائج حدیث نہم:

۲۸...... تمام انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قتل دجال کے لئے دوبارہ دنیا میں آنے کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ کسی نبی نے اس پر نکیر نہ کی گویا انبیاء علیہم السلام کا قرب قیامت نزول مسیح علیہ السلام پر اجماع ثابت ہوا۔

۲۹...... اس واقعہ کو آنحضرت ﷺ بیان فرماتے ہیں۔

۳۰...... عیسیٰ علیہ السلام نزول کو وعدہ خداوندی فرماتے ہیں۔

۳۱...... عیسیٰ علیہ السلام کی دجال سے لڑائی کے وقت میں پتھر و درخت کلام کریں گے۔

۳۲...... دجال کے ساتھی جو جنگ میں شامل ہوں گے ہلاک ہو جائیں گے۔

قادیانیوں سے سوال

۳۸...... انبیاء علیہم السلام کے اجماع کا مرزا قادیانی اور قادیانیت منکر ہیں یا نہ؟

۳۹...... جو شخص آنحضرت ﷺ کے بیان کردہ واقعہ کو تسلیم نہ کرے وہ کون ہے؟

۴۰...... جو شخص اللہ تعالیٰ کے وعدہ کا منکر ہو وہ کون ہے؟

۴۱...... مرزا قادیانی کے زمانہ میں لڑائی ہوئی؟

۴۲...... پتھر اور درختوں نے کلام کیا؟

۴۳...... دجال کے ساتھی ہلاک ہوئے؟

حدیث:۱۰ ’’حدثنی المثنی ثنا اسحاق ثنا ابن ابی جعفر عن ابیه عن الربیع فی قوله تعالیٰ الم اللّٰه لا اله الا هو الحی القیوم قال ان النصاریٰ اتو رسول اللّٰه ﷺ فخا صموه فی عیسیٰ بن مریم وقالوا له من ابوه وقالوا علی اللّٰه الکذب والبهتان لا اله الا هو لم یتخذ صاحبة ولا ولدا فقال لهم النبی ﷺ الستم تعلمون انه لا یکون ولدا الا وهو یشبه اباه قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیه الفناء قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شئ یکلؤه ویحفظه ویرزقه قالوا بلیٰ قال فهل یملك عیسیٰ من ذلك شیئا قالوا لا، قال: افلستم تعلمون ان اللّٰه عزوجل لا یخفی علیه شئ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ قال فهل یعلم عیسیٰ من ذلك شیئا الاما علم قالوا لا قال فان ربنا صوّر عیسیٰ فی الرحم کیف شاء فهل تعلمون ذلك قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا لا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملته امرأة کما تحمل المرأة ثم وضعته کما تضع المرأة ولدها ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یطعم الطعام ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلیٰ قال فکیف یکون هذا کما زعمتم قال فعر فواثم ابوا الاجحودا فانزل اللّٰه عزوجل الم اللّٰه لا اله الا هو الحی القیوم‘‘ (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۱۶۳، تفسیر درمنثور ج۲ ص۳)

نوٹ: ابن جریر قادیانیوں کے نزدیک رئیس المفسرین اور علامہ سیوطیؒ مجدد ہیں۔ ان دونوں کی یہ بیان کردہ روایت ہے۔

''ربیع'' سے ''الٓمٓ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم'' کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب نصاریٰ نجران نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں آپ ﷺ سے مناظرہ اور مکالمہ شروع کیا اور یہ کہا کہ اگر حضرت مسیح ابن اللہ نہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے۔ حالانکہ وہ خدا وحدہٗ لاشریک بیوی اور اولاد سے پاک اور منزہ ہے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔ (یعنی جب یہ تسلیم ہوگیا کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے تو اس قاعدہ سے حضرت مسیح علیہ السلام بھی خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا بے مثل ہے اور بے چون وچگون ہے''لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ، وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَد'')

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ''حی لا یموت'' ہے۔ یعنی زندہ ہے کبھی نہ مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے (اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں مرے نہیں۔ بلکہ زمانہ آئندہ میں ان پر موت آئے گی) نصاریٰ نجران نے کہا بے شک صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم رکھنے والا تمام عالم کا نگہبان اور محافظ اور سب کا رزاق ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کیا ان چیزوں کے مالک ہیں؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر زمین اور آسمان کی کوئی شئے پوشیدہ نہیں۔ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام کی بھی یہی شان ہے؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا۔ نصاریٰ نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ نہ کھانا کھاتا ہے نہ پانی پیتا ہے اور نہ بول وبراز کرتا ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے اور عورتوں کی طرح ان کی والدہ مطہرہ حاملہ ہوئیں اور پھر مریم صدیقہ نے ان کو جنا۔ جس طرح عورتیں بچوں کو جنا کرتی ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کی طرح غذا بھی دی گئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کھاتے بھی تھے پیتے بھی تھے اور بول وبراز بھی کرتے تھے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے بیٹے ہوسکتے ہیں؟ نصاریٰ نجران نے حق کو خوب پہچان لیا مگر دیدہ ودانستہ اتباع حق سے انکار کیا۔ اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں: ''الٓمٓ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ''

نتائج حدیث دہم:

۳۳...... اس روایت میں صراحت ہے کہ نصاریٰ سے آنحضرت ﷺ کی گفتگو ہوئی۔ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل تھے اور ہیں۔ یہ موقع تھا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام فوت شدہ تھے تو آنحضرت ﷺ ان کے سامنے وفات مسیح علیہ السلام کو الم نشرح کرتے کیا آپ ﷺ نے ایسے کیا؟

۳۴...... آنحضرت ﷺ نے نصاریٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ حی وقیوم کا ذکر کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کہ ان پر فنا آئے گی۔ فرمایا اگر عیسیٰ علیہ السلام فنا شدہ (یعنی وفات شدہ تھے) تو آنحضرت ﷺ فرماتے کہ

اللہ تعالیٰ حی وقیوم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہوگئے تو آپ ﷺ کی دلیل اور پختہ ہو جاتی مگر آپ ﷺ کا فرمانا کہ ان پر فنا آئے گی یہ صریح دلیل ہے حیات عیسیٰ علیہ السلام کی۔

۳۵...... اس حدیث میں ’’ان عیسیٰ یاتی علیه الفناء‘‘ کی تصریح ہے۔

قادیانیوں سے سوال

۴۴...... نصاریٰ حیات مسیح کے قائل تھے۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے حیات مسیح کا کیس آیا آپ ﷺ نے کیا فیصلہ دیا۔ قادیانی فرمائیں کہ جو آپ ﷺ کے فیصلہ کو نہ مانے وہ کون؟

۴۵...... اگر عیسیٰ علیہ السلام فوت شدہ تھے تو نصاریٰ کے سامنے آنحضرت ﷺ نے اسلام کا کیا عقیدہ پیش کیا؟

۴۶...... قادیانی فرمائیں کہ نصاریٰ حیات مسیح کے قائل آنحضرت ﷺ نے بھی حیات مسیح کا اثبات فرمایا۔ اگر وہ فوت شدہ تھے تو آپ ﷺ نے نصاریٰ کی تائید کر کے اسلام کا کیس غلط پیش کیا؟ معاذ اللہ!

۴۷...... مرزا قادیانی کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ شرک ہے (الاستفتاء) کیا آنحضرت ﷺ نے معاذ اللہ شرک کی تائید کی؟

۴۸...... کیا آنحضرت ﷺ سے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تک سب راویوں نے شرک کو پھیلایا؟

۴۹...... اس حدیث میں: ’’ان عیسیٰ یاتی علیه الفناء‘‘ ہے کیا قادیانی ’’ان عیسیٰ علیه السلام اتی علیه الفناء‘‘ کا لفظ کسی روایت میں پورے ذخیرہ احادیث سے دکھا سکتے ہیں؟

۵۰...... ہم نے ان روایات میں مرزائیوں کے مسلمہ مجددین کی بیان کردہ روایات کو نقل کیا۔ کیا یہ مجددین صحیح تھے یا مرزا قادیانی؟

۵۱...... تیرہ صدیوں کے مجددین حیات مسیح کے قائل چودھویں صدی کا (بزعم خود) مرزا مجدد ان کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ کیا وہ تیرہ صدیوں کے مجددین صحیح تھے یا صرف مرزا؟

۵۲...... وہ عقیدہ جو تیرہ صدیوں کے مجددین کا ہے ان کا انکار کرنے والا خود مجدد ہو سکتا ہے؟

ان روایات سے ہم نے ۳۵ نتائج نکالے چونکہ ہر قادیانی باون گز کا ہے ان سے باون سوال کئے۔

قادیانیوں کو چیلنج

۱...... ان روایات میں ہم نے نزول عیسیٰ بن مریم کے ابواب کے حوالے دیئے۔

۲...... ’’ینزل من السماء‘‘

۳...... ’’ان عیسیٰ یاتی علیه الفناء‘‘

۴...... ’’انه نازل‘‘

۵...... ’’ان عیسیٰ لم یمت‘‘

۶...... ’’انه راجع الیکم‘‘

۷...... ’’یهبط عیسیٰ (کنز ج۱۴، حدیث:۳۹۷۲۰)‘‘

۸...... ’’ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض‘‘
۹...... ’’فیکون قبرہ رابعا‘‘
۱۰...... ’’فیدفن معی‘‘ کے صریح الفاظ دکھائے اس کے مقابلہ میں کوئی قادیانی ماں کا لعل صراحۃً۔

سوال: ۱...... ذخیرہ احادیث میں وفات مسیح کا باب دکھا سکتا ہے؟
۲...... ذخیرہ احادیث میں ’’لا ینزل من السماء‘‘ کا لفظ دکھا سکتا ہے؟
۳...... ذخیرہ احادیث میں ’’ان عیسیٰ اتی علیه الفناء‘‘ کا لفظ دکھا سکتا ہے؟
۴...... ذخیرہ احادیث میں ’’انه لا ینزل‘‘ دکھا سکتا ہے؟
۵...... ذخیرہ احادیث میں ’’ان عیسیٰ قدمات‘‘ دکھا سکتا ہے؟
۶...... ذخیرہ احادیث میں ’’انه (عیسیٰ) لا یرجع الیکم‘‘ دکھا سکتا ہے؟
۷...... ذخیرہ احادیث میں ’’لا یهبط عیسیٰ‘‘ دکھا سکتا ہے؟
۸...... ذخیرہ احادیث میں ’’لا ینزل عیسیٰ الی الارض‘‘ دکھا سکتا ہے؟
۹...... ذخیرہ احادیث میں مسیح علیہ السلام کی قبر درروضہ طیبہ کی نفی دکھا سکتا ہے؟
۱۰...... ذخیرہ احادیث میں مسیح علیہ السلام کی آنحضرت ﷺ کے ساتھ تدفین کی نفی کا صراحۃً ذکر دکھا سکتا ہے؟ ’’وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار‘‘

ایک ضروری تنبیہ

ان تمام احادیث اور روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ احادیث میں جس مسیح کے نزول کی خبر دی گئی اس سے وہی مسیح مراد ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ یعنی وہی مسیح مراد ہیں کہ جو حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے بلا باپ کے نفخۂ جبرائیل سے پیدا ہوئے اور جن پر اللہ نے انجیل اتاری۔ معاذ اللہ! نزول سے امت محمدیہ میں سے کسی دوسرے شخص کا پیدا ہونا مراد نہیں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہو۔ ورنہ اگر احادیث نزول مسیح سے کسی مثیل مسیح کا پیدا ہونا مراد ہوتا تو بیان نزول کے وقت آنحضرت ﷺ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا آیت کو بطور استشہاد تلاوت کرنے کا کیا مطلب ہوگا؟ معاذ اللہ! اگر احادیث نزول میں مثیل مسیح اور مرزا قادیانی کا قادیان میں پیدا ہونا مراد ہے تو لازم آئے گا کہ قران کریم میں جہاں کہیں مسیح کا ذکر آیا ہے سب جگہ مثیل مسیح اور مرزا قادیانی ہی مراد ہوں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا نزول مسیح کو ذکر فرما کر بطور استشہاد آیت کو تلاوت کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ حضور ﷺ کا مقصود انہیں مسیح بن مریم علیہا السلام کے نزول کو بیان کرنا ہے۔ جن کے بارے میں یہ آیت اتری، کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں اور علیٰ ہذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ احادیث کا احادیث نزول کے ساتھ سورۂ مریم اور آل عمران اور سورۂ نساء کی آیات کو ذکر کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ احادیث میں ان ہی مسیح بن مریم کا نزول مراد ہے کہ جن کی توفی (اٹھائے جانے) اور رفع الی السماء کا قرآن میں ذکر ہے۔ حاشا وکلا قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں۔ دونوں جگہ ایک ہی ذات مراد ہے۔

اس حقیقت کے واضح اور آشکارا ہونے کے بعد بھی اگر کوئی بدعقل اور بدنصیب ایسے مکار پر اپنی ایمان کی دولت کو قربان اور نثار کرنا چاہتا ہے تو اس کو اختیار ہے ہمارا کام تو حق اور باطل کے فرق کو واضح کر دینا ہے۔ سو الحمد للہ! وہ کر

چکے۔ دوا کر چکے اور دعا بھی کرتے ہیں اور آپ سے یہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے رشد وہدایت کی دعا کریں۔

باب چہارم ...... حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت

۱...... حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (تلخیص الحبیر ج۳ ص۴۶۲ مطبوعہ مکہ تحت روایت نمبر ۱۶۰۷) میں فرماتے ہیں: ’’اما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفعه ببدنه حیا وانما اختلفوا هل مات قبل ان یرفع اونام فرفع انتهٰی ‘‘یعنی تمام محدثین اور مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی بدن کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اختلاف صرف اس بارے میں ہے کہ رفع الی السماء سے پہلے کچھ دیر کے لئے موت طاری ہوئی یا حالت نوم میں اٹھائے گئے۔

۲...... (تفسیر بحرالمحیط ج۲ ص۴۷۳) پر ہے: ’’قال ابن عطية واجمعت الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی وانه ینزل فی اٰخر الزمان ‘‘یعنی تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

۳...... (تفسیر النہر المادج ۲ ص۴۷۳) پر ہے: ’’واجتمعت الامة علیٰ ان عیسیٰ حی فی السماء وینزل الی الارض ‘‘امت کا اجماع ہے اس پر کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور زمین پر دوبارہ نازل ہوں گے۔

۴...... (تفسیر وجیز برحاشیہ جامع البیان ص۵۲) میں ہے: ’’والاجماع علی انه حی فی السماء وینزل ویقتل الدجال ویؤید الدین ‘‘اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور اسلام کی تائید کریں گے۔

۵...... امام ابوالحسن اشعری قدس اللہ سرہ (کتاب الابانة عن اصول الدیانة ص۴۶) پر فرماتے ہیں: ’’قال اللّٰه عزوجل یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی وقال اللّٰه تعالٰی وما قتلوه یقینا بل رفعه اللّٰه الیه واجمعت الامة علی ان اللّٰه عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء ‘‘اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے عیسیٰ علیہ السلام میں آپ کو پورا پورا لوں گا اور آپ کو اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا۔

۶...... شیخ اکبر قدس اللہ سرہ (فتوحات مکیہ باب ۷۳ ج۲ ص۳) میں فرماتے ہیں: ’’لاخلاف فی انه ینزل فی اخر الزمان ‘‘اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

۷...... (علامہ سفارینی شرح عقیدۂ سفارینیہ ج۲ ص۹۰) پر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء کتاب اور سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اوّل آیت: ’’وان من اهل الكتٰب الآیة ‘‘نقل کی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی اب اس کے بعد فرماتے ہیں: ’’واما الاجماع: فقد اجتمعت الامة علیٰ نزوله ولم یخالف فیه احد من اهل الشریعة وانما انكر ذلك الفلاسفة والملاحدة ممن لا یعتد بخلافه وقد انعقد

اجماع الامة علی انه ینزل ویحکم بهذه الشریعة المحمدیة ولیس ینزل بشریعة مستقلة عند نزوله من السماء وان کانت النبوة قائمة به وهو متصف بها ''یعنی رہا اجماع سو تمام امت محمدیہ ﷺ کا اجماع ہوگیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے اور اہل اسلام میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں۔ صرف فلاسفہ اور ملحد اور بے دین لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے جن کا اختلاف قابل اعتبار نہیں اور نیز تمام امت کا اجماع اس پر ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے موافق حکم کریں گے۔ مستقل شریعت لے کر آسمان سے نازل نہ ہوں گے۔ اگرچہ وصف نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگا۔ (شرح عقیدہ سفارینیہ ج۲ ص۹۰)

۸...... علامہ طبری تفسیر (جامع البیان ج۳ ص۲۹۱) پر ہے: ''لتواتر الاخبار عن رسول اللّٰه ﷺ انه قال ینزل عیسیٰ بن مریم فیقتل الدجال'' آنحضرت ﷺ کی تواتر کے ساتھ احادیث ہیں کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے۔

۹...... علامہ محمود آلوسی اپنی تفسیر (روح المعانی پارہ:۲۲، زیر آیت: خاتم النّبیین ص۳۲) پر فرماتے ہیں: ''واجمعت الامة علیه وأشتهرت فیه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق به الکتاب علیٰ قول ووجب البیان به واکفر منکره کالفلاسفة من نزول عیسیٰ علیه السلام'' نزول عیسیٰ علیہ السلام پر امت کا اجماع ہے۔ اس کی احادیث حد شہرت کو پہنچ گئی ہیں شاید تواتر معنوی کا درجہ ان کو حاصل ہے۔ اس قول پر کتاب اللہ گواہ ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ جیسے فلاسفہ (یا آج کل کے قادیانی)

۱۰...... علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر (ابن کثیر زیر آیت: وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به) میں فرماتے ہیں: ''وانه باق حیی وانه سینزل قبل یوم القیامة کما دلّت علیه الاحادیث المتواترة'' عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ موجود ہیں۔ وہ قیامت سے قبل نازل ہوں گے۔ اس پر احادیث متواترہ دلالت کرتی ہیں۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر سورۃ زخرف ''وانه لعلم الساعة'' کے تحت لکھتے ہیں کہ: ''وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْحَدِیْثُ عَنْ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ انه اخبر بنزول عیسیٰ علیه السلام قبل یوم القیامة اماما عادلًا وحکمًا مقسطًا'' آنحضرت ﷺ سے متواتر احادیث مذکور ہیں۔ آپ ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت سے قبل نزول کی خبر دی کہ وہ امام عادل اور منصف حکمران بن کر تشریف لائیں گے۔

۱۱...... ''وقد تواترت الاحادیث بنزول عیسیٰ جسما اوضح ذلك الشوکانی فی مؤلف مستقل یتضمن ذکرا اورد فی المهدی المنتظر والدجال والمسیح وعزه فی غیره وصححه الطبری هذا القول واورد بذلك الاحادیث المتواترة (فتح البیان ج۲ ص۳۴۴)'' عیسیٰ علیہ السلام کے جسماً نازل ہونے میں احادیث متواترہ وارد ہیں۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے ایک مستقل رسالہ میں جو مہدی موعود اور دجال و مسیح کے بارے میں ہے واضح کیا ہے اور اس کے غیر میں بھی اس کو بیان کیا ہے اور اس قول کی طبری نے تصحیح کی اور اس کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہیں۔

۱۲...... ''فتفرد ان الاحادیث الواردة فی المهدی المنتظر متواترة والاحادیث الواردة فی نزول عیسیٰ علیه السلام بن مریم متواترة انتهی کلام الشوکانی واما الاجماع فقال السفارینی فی اللوامع قد اجتمعت الامة علی نزوله ولم یخالف فیه احد من اهل الشریعة وانما

انکر ذٰلك الفلاسفة والملاحدة ممن لا یعتد بخلافه وقد انعقد اجماع الامة علی انه ینزل ویحکم بهذه الشریعة المحمدیة ولیس ینزل بشریعة مستقلة عند نزوله من السمآء وان کانت النبوة قائمة به وهو متصف بها (کتاب الاذاعه ص۷۷) ’’پس ثابت ہو چکا کہ وہ احادیث جو مہدی موعود کے بارے میں وارد ہیں متواتر ہیں اور وہ احادیث جو نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں وارد ہیں انتہی کلام الشوکانی۔ لیکن اجماع پس سفارینی نے لوامع میں فرمایا کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر امت کا اجماع ہے کسی نے اہل شریعت یں سے اس میں خلاف نہیں کیا۔ بس صرف فلاسفہ اور ملاحدہ نے انکار کیا ہے۔ جن کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں اور تحقیق امت کا اجماع منعقد ہوا کہ وہ نازل ہوں گے اور شریعت محمدیہ ﷺ پر حکم کریں گے اور آسمان سے نزول کے زمانہ میں شریعت مستقل لے کر نازل نہ ہوں گے۔ اگرچہ نبوۃ ان کے ساتھ قائم ہے اور وہ نبوۃ کے ساتھ متصف ہوں گے۔

۱۳...... علامہ زمخشری امام المعتزلیین (تفسیر کشاف ج۳ص۵۴۴،۵۴۵) میں لکھتے ہیں: ’’فان قلت کیف کان اٰخر الانبیآء وعیسیٰ علیه السلام ینزل فی اٰخرالزمان قلت معنی کونه اٰخر الانبیآء انه لا ینبأ احد بعده وعیسیٰ ممن نبی قبله ‘‘اگر تو کہے کہ حضور علیہ السلام آخرالانبیاء کیسے ہوئے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نازل ہوں گے؟ میں کہوں گا کہ آخرالانبیاء ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا، اور عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کو نبوۃ پہلے مل چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ معتزلہ بھی اس عقیدہ میں خلاف نہیں ہیں جیسا کہ عقیدہ سفارینی میں مذکور ہے۔ صرف ملاحدہ اور متفلسفہ خلاف ہیں اور بعض علماء نے جو لکھا ہے کہ معتزلہ اس کے خلاف ہیں وہ وہی معتزلہ ہیں جو فلسفی العقیدہ ہو کر ملاحدہ میں جا ملے یہ بالکل لَا یُعْبَأُ بِهٖ ہیں۔ اجماع میں ان کے خلاف سے کچھ خلل لازم نہیں آتا۔

باب پنجم ...... مرزا قادیانی اور عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام

(تین ادوار) تیس قادیانی تحریفات کے جوابات

مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں تیس آیات قرآنی میں تحریف معنوی کر کے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی سعی نامراد کی ہے۔ ذیل میں ان کے ترتیب وار جوابات عرض کئے جاتے ہیں۔ حضرت مولانا قاضی محمد سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبداللطیف مسعود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا انواراللہ خان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کے رشحات قلم سے اس باب میں استفادہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس باب میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کا مؤقف معلوم ہونا چاہئے کہ وہ حیات مسیح علیہ السلام پر کیا مؤقف رکھتے تھے؟ مرزا قادیانی کی کتب گواہ ہیں کہ مرزا قادیانی (۱) حیات مسیح علیہ السلام کا قائل رہا۔ (یہ اس زمانہ کی بات ہے جب وہ خود مدعی مسیحیت نہ تھا) (۲) پھر جب مدعی مسیحیت ہوا تو حیات مسیح علیہ السلام کو اپنے راستہ میں رکاوٹ خیال کر کے دلائل تراشنے لگا۔ اپنی کتاب ’’توضیح المرام‘‘ میں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تین آیات سے ثابت ہے۔ جب ’’ازالہ اوہام‘‘ لکھی تو کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تیس آیات سے ثابت ہے۔ (۳) پھر حیات مسیح کو شرکیہ عقیدہ قرار دے کر پوری امت مسلمہ کو مشرک بنا دیا۔ ذیل میں اس کے تینوں ادوار کے حوالہ جات اور ان کے نتائج پیش خدمت ہیں۔

مرزا قادیانی اور حیات عیسیٰ علیہ السلام (تین ادوار)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی پہلی الہامی کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ میں لکھتا ہے:

حوالہ:۱ ’’ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ‘‘ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ غلبہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا...... حضرت مسیح علیہ السلام پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

نتائج: اس بیان میں صاف اقرار کرتا ہے:

۱...... حضرت مسیح علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

۲...... ان کی آمد سے دین اسلام تمام عالم میں پھیل جائے گا اور ان کے ذریعہ دین اسلام کو غلبہ کاملہ نصیب ہوگا۔

۳...... یہ بھی صاف صاف اقرار کرتا ہے کہ قرآن کی مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کی پیش گوئی فرمائی ہے اور وہی اس پیش گوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں اور

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی آخری تصنیف ’’چشمہ معرفت‘‘ میں، جو اس کی وفات سے دس دن پہلے شائع ہوئی، لکھتا ہے:

حوالہ:۲ ’’ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ‘‘ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطاء کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ (چشمہ معرفت ص ۸۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱)

مرزا قادیانی نے اپنی آخری کتاب میں بھی وہی بات لکھی ہے جو سب سے پہلی کتاب میں لکھی تھی کہ اس آیت شریفہ میں جس عالمگیر غلبۂ اسلام کی پیش گوئی کی گئی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوگا۔ مگر یہاں مرزا قادیانی کی اس تحریر میں دو فرق نظر آتے ہیں۔

اوّل...... یہ کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام لکھنے سے شرماتا ہے اور اس کی جگہ ’’مسیح موعود‘‘ کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی سے پہلے ’’مسیح موعود‘‘ کی اصطلاح کسی نے استعمال نہیں کی۔

دوم...... یہ کہ وہ تیرہ صدیوں کے تمام بزرگان دین اور اکابر امت کا اجماع نقل کرتا ہے کہ اس آیت میں جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں پوری ہوگی۔ اس عبارت سے دو باتیں صاف طور پر ثابت ہو جاتی ہیں۔

۴...... تیرہ صدیوں کے سب اکابر اس پر متفق ہیں کہ آخری زمانے میں حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے جن کے ہاتھ سے اسلام تمام آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا اور اسلام کے سوا تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے اور

یہ کہ اس آیت شریفہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کی پیش گوئی کی گئی ہے۔

۵...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ سے اسلام کا یہ عالمگیر غلبہ نہیں ہوا، اس کو مرے ہوئے بھی ایک صدی گزر رہی ہے لیکن غلبہ اسلام کے دور و نزدیک کوئی آثار نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کہ جب سے مرزا قادیانی نے ''مسیح'' ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسلام کمزور سے کمزور تر ہو رہا ہے اور کفر ترقی پذیر ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا ''مسیح موعود'' ہونے کا دعویٰ غلط اور جھوٹ ہے اور واقعات کا مشاہدہ گواہی دیتا ہے کہ مرزا ''مسیح موعود'' نہیں، بلکہ ''مسیح کذاب'' ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے آثار مرویہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ثابت ہے۔ اس لئے اپنے نبی کے آثار مرویہ کی پیروی کرتے ہوئے وہ بھی ایک زمانے میں یہی عقیدہ رکھتا تھا۔ مرزا قادیانی کا مندرجہ ذیل بیان بغور ملاحظہ فرمائیے:

حوالہ:۳ ''میں نے براہین میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں، سواسی ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے لکھ دیا تھا کہ میں صرف مثیل موعود ہوں اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے۔ لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی طور پر خلافت صرف روحانی خلافت ہے۔ لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی طور پر خلافت ہوگی یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے۔ صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے، جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۹۷، خزائن ج ۳ ص ۱۹۶)

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اقتباس سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۶...... مسلمانوں کا مشہور عقیدہ یہی چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ بنفس نفیس تشریف لائیں گے۔

۷...... مرزا قادیانی اقرار کرتا ہے کہ میں نے براہین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے اور ظاہری و جسمانی خلافت پر فائز ہونے کا عقیدہ درج کیا ہے۔

۸...... جب تک مرزا قادیانی پر بذریعہ الہام براہ راست الہامی انکشاف نہیں ہوا تھا تب تک اس کا عقیدہ بھی اپنے نبی کے آثار مرویہ کی ''سرسری پیروی'' میں یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی بنفس نفیس تشریف لا کر خلافت پر فائز ہوں گے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی جس شخصیت کو اس وقت اپنا نبی سمجھتا تھا یعنی آنحضرت ﷺ، ان کے آثار مرویہ اور احادیث طیبہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و نزول کا مسئلہ ذکر فرمایا گیا ہے، جس کی پیروی ہر اس شخص پر لازم ہے جو اپنے کو نبی کا امتی مانتا ہو۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی جب تک آنحضرت ﷺ کو واجب الاتباع سمجھتا رہا۔ آپ ﷺ کے ارشادات کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و نزول کا معتقد رہا۔

مرزا قادیانی یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ تیرہ صدیوں سے نسلاً بعد نسل اور قرناً بعد قرن مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور کسی زمانہ میں وہ خود دوبارہ تشریف لائیں گے۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی کو اقرار ہے کہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا اجماعی اور متواتر عقیدہ یہی رہا ہے جو عقیدہ آج امت اسلامیہ کا ہے۔ حسب ذیل تصریحات بغور ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ:۴ ’’ایک دفعہ ہم دہلی میں گئے تھے ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا کہ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو...... وفات شدہ مان لو۔‘‘ (ملفوظات ج۱۰ ص۳۰۰ مطبوعہ ربوہ)

حوالہ:۵ ’’مسیح ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح ستہ میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل بھی اس کی مصدق ہے، اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰)

حوالہ:۶ ’’مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری) کے بارے میں جو احادیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں کہ جس کو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو بس۔ بلکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل چلی آتی ہے، گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں، کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔‘‘

(شہادت القرآن ص۸، خزائن ج۶ ص۳۰۴)

حوالہ:۷ ’’اس امر سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود (عیسیٰ بن مریم کے دوبارہ آنے) کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا۔‘‘ (شہادت القرآن ص۲، خزائن ج۶ ص۲۹۸)

حوالہ:۸ ’’یہ خبر مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے۔ صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزار ہا سے کچھ کم نہیں ہوں گے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۲، خزائن ج۶ ص۲۹۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تصریحات سے واضح ہوا کہ:

۹...... تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت تک تیرہ صدیاں ہی گزری تھیں۔

۱۰...... مسلمان ابًا عن جد یہی عقیدہ سکھاتے چلے آئے ہیں اور یہ عقیدہ ہمیشہ سے ان کے رگ وریشہ میں داخل رہا ہے۔

۱۱...... مسلمانوں کا یہ عقیدہ ان ارشادات نبویہ پر مبنی ہے جن کو تواتر کا اوّل درجہ حاصل ہے۔

۱۲...... تیرہ صدیوں کے کل مسلمان اور ان کا ہر ہر فرد اس عقیدے کی صحت کا گواہ رہا ہے۔

۱۳...... یہ عقیدہ علم عقائد وغیرہ کی ہزار ہا اسلامی کتابوں میں صدی وار اشاعت پذیر ہوتا رہا ہے۔

۱۴...... ایسے متواتر عقیدہ سے انکار کر دینا یا اس میں شک وشبہ کا اظہار کرنا سب سے بڑھ کر جہالت اور بصیرت دینی اور حق شناسی سے یکسر محرومی کی علامت ہے۔

حوالہ:۹ یہاں مرزا قادیانی کے الہامی فرزند اور اس کے خلیفہ دوم مرزا محمود کی شہادت بھی پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ لکھتے ہیں: ’’پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا ہے اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے...... حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) سے پہلے جس قدر اولیاء صلحاء گزرے ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ خیال کرتا تھا۔‘‘

(صرف بڑا گروہ نہیں بلکہ بلا استثناء امت اسلامیہ کے ہر ایک فرد کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ ناقل)

(حقیقت النبوۃ مصنفہ مرزا محمود ص۱۴۲)

حوالہ:۱۰ نیز اس ضمن میں لاہوری گروپ کے امیر اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پر جوش مرید مسٹر محمد علی ایم.اے کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائی جائے: ’’بانی فرقہ احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے پچاس یا اس سے بھی زیادہ کتابیں پبلک میں شائع کی ہیں، جن تمام میں یا ان میں سے بہت سی کتابوں میں اس نے جہاد کے قطعاً حرام ہونے اور خونی مہدی کے عقائد کے جھوٹے ہونے پر زور دیا ہے۔ اگر کوئی خاص اصول احمدیہ فرقہ کا سب سے بڑا قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ دو متذکرہ بالا خطرناک اصولوں کی، جو تیرہ صدیوں سے مسلمانوں میں چلے آتے تھے۔ بیخ کنی کرنا ہے۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز ج۳ ش۳ ص۹۰، بابت ماہ مارچ ۱۹۰۴ء)

مندرجہ بالا حوالوں میں مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کے اعتراف سے ثابت ہوچکا ہے کہ تیرہ سو سال سے ابًا عن جد مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانے میں وہی دوبارہ تشریف لائیں گے۔ لیکن مرزا قادیانی تیرہ سو سال بعد امت اسلامیہ کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ ایک متواتر اسلامی عقیدہ کو خیر باد کہہ کر ایک نیا نسخہ آزمائے، جو خود مرزا قادیانی نے تجویز کیا ہے، یا بقول اس کے اس پر منکشف ہوا ہے۔

یہاں ہم مسلمانوں کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہیں گے کہ کیا کسی مسلمان کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ کوئی نیا عقیدہ اختیار کرلے؟ مسلمانوں کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پہلی تقریر کا یہ فقرہ یاد ہوگا: ’’لوگو! میں تو صرف پیروی کرنے والا ہوں نئی بات ایجاد کرنے والا نہیں ہوں۔‘‘

اس اصول کی روشنی میں ایک مسلمان کو سوبار یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی عقیدے کے بارے میں پوری طرح یہ اطمینان کرلے کہ آیا یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے چلا آتا ہے؟ یا خیر القرون کے بعد کی پیداوار ہے؟ لیکن جب یہ اطمینان ہوجائے کہ فلاں عقیدہ خیر القرون سے متواتر چلا آتا ہے تو اس کے بعد کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کرنے یا اس سے انحراف کرنے کا حق حاصل نہیں، جس شخص کو اسلام کے کسی متواتر عقیدے پر نکتہ چینی کا شوق ہو اس کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی صف سے نکل کر غیر مسلموں کی صف میں کھڑا ہوجائے، اس کے بعد بصد شوق اسلام کے متواترات ومسلمات کو ہدف اعتراض بنائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ منطق ناقابل فہم ہے کہ وہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو تیرہ صدیوں سے متواتر بھی تسلیم کرتا ہے اور پھر اسے تبدیل کر کے ایک نیا نسخہ استعمال کرنے کا بھی مشورہ دیتا ہے، حالانکہ وہ یہ اصول تسلیم کرتا ہے کہ:

حوالہ:۱۱ ’’حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کروڑہا مخلوقات ابتداء سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک،

اور باپوں سے دادوں تک، اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہی طور پر مشہور ہوگیا اور اپنے اصل مبداء تک اس کے آثار اور انوار نظر آگئے اس میں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عملدر آمد کو اوّل درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جب کہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد راست گو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت ﷺ تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔‘‘

(شہادت القرآن ص۸، خزائن ج۶ص۳۰۴)

آپ مرزا قادیانی کی زبان سے سن چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں تشریف لانا امت اسلامیہ کا تیرہ سو سال سے متواتر عقیدہ رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متواتر ارشادات میں، جن کو تواتر کا اوّل درجہ حاصل ہے، یہی عقیدہ بیان ہوا ہے اور خیر القرون میں یہ عقیدہ وہاں وہاں تک پہنچا ہوا تھا جہاں کہیں ایک مسلمان بھی آباد تھا۔ انصاف فرمایئے کہ اس سے بڑھ کر اس عقیدہ کی حقانیت کا اور کیا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے؟

اس کے بعد بھی جو شخص اس عقیدے پر زبان طعن دراز کرتا ہے، اسلام کی مسلسل اور متواتر تاریخ کی تکذیب کرتا ہے، اسلام کے متواترات وقطعیات کو، جن کی پشت پر تیرہ سو سالہ امت کا تعامل موجود ہے، جھٹلانے کی جرأت کرتا ہے۔ انصاف کیجئے کہ کیا ایسا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہے؟ بہرحال مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ مشورہ کہ: ’’تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مان لو۔‘‘ (ملفوظات ج۱۰ص۳۰۰)

کسی مسلمان کے لئے لائق التفات نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ کسی مسلمان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اسلام کے متواتر ومسلسل عقیدہ کو بدل ڈالنے کی جرأت کرے اور جو شخص ایسی جرأت کرے وہ مسلمان نہیں، بلکہ اسلام کا دشمن ہے۔

اس باب میں ہم نے مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کے گیارہ حوالے پیش کر کے چودہ نتائج اخذ کئے۔ مرزا قادیانی نے حوالہ نمبر۱ اور نمبر۲ میں قرآنی آیات سے استدلال کیا کہ سیدنا مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے غلبہ اسلام ہوگا۔ مرزا قادیانی اقراری ہے کہ قرآن کی رو سے سیدنا مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ اب یہاں ایک اہم حوالہ پیش خدمت ہے۔ مرزا قادیانی کا بڑا بیٹا اور قادیانی جماعت کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود لکھتا ہے۔

حوالہ:۱۲ ’’لیکن ۱۸۹۱ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا یعنی حضرت مرزا قادیانی کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح ناصری (عیسیٰ علیہ السلام) جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں، فوت ہوچکے ہیں اور ایسے فوت ہوئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آسکیں گے اور یہ مسیح کی بعثت ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو ان کی خو بو پر آوے اور وہ آپ (مرزا قادیانی) ہی ہیں۔ جب اس بات پر آپ کو شرح صدر ہوگیا اور بار بار الہام سے آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ اس بات کا اعلان کریں تو آپ کو مجبوراً اس کام کے لئے اٹھنا پڑا قادیان میں ہی آپ کو یہ الہام ہوا تھا۔ آپ نے گھر میں فرمایا کہ اب ایک ایسی بات میرے سپرد کی گئی ہے کہ اس سے سخت مخالفت ہوگی۔ اس کے بعد آپ لدھیانہ چلے گئے اور مسیح موعود ہونے کا اعلان ۱۸۹۱ء میں بذریعہ ایک اشتہار کے شائع کیا گیا۔ اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ ہندوستان بھر میں ایک شور پڑ گیا۔‘‘ (سیرت مسیح موعود ص۳۰ بار سوم مطبوعہ قادیان دسمبر ۱۹۴۶ء)

اس حوالہ نمبر۱۲ سے جو نتائج نکلتے ہیں اس کو ہم علیحدہ نمبر دے کر لکھتے ہیں:

نمبر:۱...... ۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی حیات مسیح علیہ السلام کا قائل تھا۔

نمبر:۲...... الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ مسیح فوت ہوگئے (اب یہاں سوال یہ ہے کہ حوالہ نمبر۱ میں قرآن کی رو سے مرزا اقراری ہے کہ مسیح زندہ ہے۔ حوالہ نمبر۱۲ سے الہام کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مسیح فوت ہوگئے کیا مرزا قادیانی کا الہام قرآن کے لئے ناسخ تھا؟ اس شخص سے بڑھ کر کون کافر ہوسکتا ہے جو اپنے الہام سے قرآن کو منسوخ قرار دے)

نمبر:۳...... تمام مسلمان ومسیحی سیدنا مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے قائل تھے۔

نمبر:۴...... مسیح علیہ السلام کی بعثت ثانیہ سے مراد مرزا قادیانی کی آمد ہے۔

نمبر:۵...... بار بار الہام سے آپ کو مجبور کیا گیا تب مرزا قادیانی نے اعلان کیا۔

اب دیکھئے کہ مرزا قادیانی کو مسیح بننے کا شوق الہام سے ہوا؟ سوال یہ ہے کہ یہ الہام شیطانی تھا یا رحمانی۔ اگر رحمانی ہوتا تو قرآن کے خلاف کیوں کر ہوسکتا تھا؟ پس ثابت ہوا کہ الہام شیطانی تھا۔ اس لئے تو بار بار شیطان نے مرزا قادیانی کو مجبور کیا کہ تم یہ اعلان کرو۔ شیطان کا الہام اور حکیم نورالدین کی انگیخت سے مرزا قادیانی نے مسیح ہوے کا اعلان کیا۔ شیطان، نورالدین اور مرزا قادیانی کی تثلیث نے مل کر امت مسلمہ میں فتنہ کا بیج بویا۔ قارئین حیران ہوں گے کہ ہم نورالدین کو کہاں سے گھسیٹ لائے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

حوالہ:۱۳ مرزا قادیانی حکیم نورالدین کے ایک خط کے جواب میں تحریر کرتا ہے: ''جو کچھ آں مخدوم (نورالدین) نے تحریر کیا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ مکتوب نمبر۶، بنام حکیم نورالدین ج۵ نمبر۲ ص۸۵)

قارئین اس خط پر ۲۴؍جنوری ۱۸۹۱ء کی تاریخ درج ہے۔ مرزا محمود کا حوالہ نمبر۱۲ آپ نے پڑھا کہ ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب یہ تثلیث مل کر ابلیس کا ناٹک رچانے کے درپے ہے کہ کس طرح مرزا قادیانی کو مسیح بنایا جائے۔ فرمایئے الہام سے ہو رہا ہے یا مشاورت سے؟ اس پر بس نہیں بلکہ نورالدین قادیان آیا اور مرزا قادیانی کو سبق پڑھایا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

حوالہ:۱۴ ''محبّ واثق مولوی حکیم نورالدین اس جگہ قادیان میں تشریف لائے۔ انہوں نے اس بات کے لئے درخواست کی کہ جو مسلم کی حدیث میں لفظ دمشق ہے...... اس کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی جائے...... پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا کہ اس جگہ ایسے قصبہ (قادیان) کا نام دمشق رکھا گیا ہے۔ جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع ہیں اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں...... خداتعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا ہے تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں (بلکہ نقلی مسیح مرزا) ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے...... دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔''

(ازالہ اوہام ص۶۵ تا۶۷، خزائن ج۳ ص۱۳۵،۱۳۶ حاشیہ)

لیجئے صاحب! دمشق کی حدیث کا مسئلہ حل ہوگیا۔ دمشق سے مراد قادیان اور مسیح سے مراد مرزا قادیان، فرمایئے کہ یہ الہام ربانی ہے یا کھیل شیطانی ہے؟

لیکن بایں ہمہ جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے۔ ’’مرزا محمود ۱۹۲۴ء میں دمشق گیا۔ایک ہوٹل میں نماز پڑھی۔سامنے سفید مینار تھا۔کہنے لگا کہ لو حدیث دمشق پوری ہوگئی۔‘‘ (سوانح فضل عمر ج۳ص۱۷۱، تاریخ احمدیت ج۵ص۴۱۳)

گویا مرزا قادیانی کا جھوٹ کہ قادیان دمشق ہے۔مرزا محمود کو ہضم نہ ہوا۔لیکن کیا کیا جائے اس حماقت کا کہ مرزا قادیانی نے صرف قادیان کو دمشق نہیں بنایا بلکہ مینارہ بھی بنوانا شروع کیا۔لیکن اس دجل کا قدرت نے پردہ یوں چاک کیا کہ مرزا قادیانی (فرضی مسیح) مرگیا مینارہ بعد میں بنا۔سچے مسیح کے لئے مینارہ پہلے مسیح پھر،لیکن یہاں قادیان میں الٹی گنگا کہ مسیح پہلے مینارہ بعد میں۔بہرحال مرزا قادیانی نے جب مسیح بننے کا تانا بانا تیار کیا تو ابتداء میں کہا کہ:

حوالہ:۱۵ ’’کہ قرآن میں تین آیات سے وفات مسیح ثابت ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص۸، خزائن ج۳ص۵۴)

حوالہ:۱۶ جب یہ جھوٹ اپنے احمق مریدوں کو منوا چکے تو اگلی کتاب میں کچھ دنوں بعد کہا کہ: ’’قرآن مجید کی تیس آیتوں سے وفات مسیح ثابت ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۹۸، خزائن ج۳ص۴۲۳)

آخر میں تو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا جو قائل نہ ہو ان کو مشرک تک قرار دے دیا۔

حوالہ:۱۷ ’’فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات ان ھو الاشرک عظیم‘‘

(الاستفتاء ص۳۹، خزائن ج۲۲ص۶۶۰)

علاوہ ازیں اپنی کتابوں میں یہ بھی لکھا کہ مسئلہ حیات اور نزول مسیح مرزا قادیانی سے پہلے کسی کو معلوم نہ تھا۔اس کی حقیقت صرف اور صرف مرزا قادیانی پر ہی منکشف ہوئی۔بلکہ خود خدا تعالیٰ نے بھی اس کو لوگوں سے پوشیدہ اور مخفی رکھا۔چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

حوالہ:۱۸ ’’ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو......تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ص۴۷۳)

حوالہ:۱۹ مرزا قادیانی کے نزدیک خود سیدنا مسیح علیہ السلام کو بھی اپنے نزول کا مطلب سمجھ میں نہ آیا۔چنانچہ لکھا: ’’یہ امر بھی ناممکن نہیں کہ مسیح کو اپنی آمد ثانی کے معنی سمجھنے میں غلطی لگی ہو اور بجائے روحانی آمد سمجھنے کے اس نے جسمانی آمد اس سے سمجھ لی ہو۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز ج۳ نمبر۸ بابت ماہ اگست ۱۹۰۴ء ص۲۸۱)

حوالہ:۲۰ یہ بھی لکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس مسئلہ کی حقیقت معلوم نہ ہوئی: ’’یا اخوان! ھذا ھو الامر الذی اخفاہ اللّٰہ عن اعین القرون الاولیٰ‘‘ اے بھائیو!یہ وہ بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلی صدی کے مسلمانوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے چھپا رکھا تھا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۴۲۶، خزائن ج۵ص ایضاً)

حوالہ:۲۱ اس طرح اپنی کتاب ’’تحفہ بغداد‘‘ میں لکھا: ’’وما کان ایمان الاخیار من الصحابة والتابعین بنزول المسیح علیه السلام الا اجمالیا وکانوا یؤمنون بالنزول مجملاً‘‘ ’’مسیح علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں اخیار صحابہ اور تابعین کا ایمان اجمالی تھا اور وہ اس عقیدہ نزول مسیح پر مجمل ایمان رکھتے تھے۔(یعنی تفصیل کا انہیں علم نہیں تھا) (تحفہ بغداد ص۷، خزائن ج۷ص۸)

حوالہ:۲۲ مرزا قادیانی کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ان سے پہلے کسی شخص کو اس مسئلہ کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی۔چنانچہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’علم من لدنه ان النزول فی اصل مفهومه حق ولکن مافهم المسلمون حقیقة لان اللّٰه تعالیٰ اراده اخفاه فغلب قضاء ه ومکره وابتلاء ه علی الافهام، فصرف وجوههم

عن الحقیقة الروحانیة الٰی الخیالات الجسمانیة، فکانوا بھامن القانعین، وبقی ھذا الخبر مکتومًا مستورًا کالحب فی السنبلة قرنًا بعدقرن حتی زماننا...... فکشف اللّٰہ الحقیقة علینا''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۲،خزائن ج۵ص ایضاً)

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ نزول اپنے اصل مفہوم کے لحاظ سے حق ہے لیکن مسلمان اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کو پردہ اخفاء میں رکھنے کا تھا۔ پس اللہ کا فیصلہ غالب آیا اور لوگوں کے ذہنوں کو اس مسئلہ کی حقیقت روحانیہ سے خیالات جسمانیہ کی طرف پھیر دیا گیا اور وہ اسی پر قانع ہوگئے اور یہ مسئلہ پردہ اخفا ہی میں رہا جیسے کہ دانہ خوشے میں چھپا ہوتا ہے کئی صدیوں تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آ گیا...... پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی حقیقت کو ہم پر منکشف کیا۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت تک نزول مسیح کا مسئلہ کلی طور پر پردہ اخفاء میں رہا اور سوائے مرزا غلام احمد قادیانی کے اس کی حقیقت کا کسی اور پر انکشاف نہ ہوا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

حوالہ:۲۳ ''مگر باوجود اس قدر آشکارا ہونے کے خدا تعالیٰ نے اس کو مخفی کر لیا اور آنے والے موعود کے لئے اس کو مخفی رکھا۔'' (اخبار الحکم قادیان ص۶ ج۱۰ کالم۳، مورخہ ۱۷رفروری ۱۹۰۶ء)

یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے عقیدہ حیات مسیح میں ۵۲سال کے بعد جو تبدیلی کی وہ قرآن وحدیث کے دلائل کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اپنی وحی کی وجہ سے کی جو موسلا دھار بارش کی طرح ان پر ہوئی اور بقول ان کے اس نے ان کو مجبور کردیا کہ وہ اپنے باون سالہ عقیدہ میں تبدیلی کریں۔ چنانچہ اس عقیدہ میں تبدیلی انہوں نے اپنی وحی کی وجہ سے کی جس نے اس عقیدہ کے اخفاء کو ان پر منکشف کیا۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ؎

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت خدا و جبرئیل و مصطفےٰ را

اعتراض: مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرکیہ عقیدہ ہے اور مرزا قادیانی کا عقیدہ حیات مسیح قبل از الہام تھا۔ الہام کے بعد وہ عقیدہ منسوخ ہوگیا۔ جس طرح آنحضرت ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب وحی آئی بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ نیز آنحضرت ﷺ نے پہلے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو بعد میں فرمایا کہ میں تمام نبیوں سے افضل ہوں۔ پس جب آپ کو وحی ہوئی تو آپ نے فضیلت کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح جب مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ (مسیح فوت ہوگئے ہیں اور میں مسیح موعود ہوں) تو انہوں نے بھی دعویٰ کر دیا۔ نیز مرزا قادیانی کا عقیدہ حیات مسیح ایک رسمی عقیدہ تھا۔

الجواب: ۱...... مرزا قادیانی کو بارہ برس تک خدائے تعالیٰ سے الہام ہوتے رہے۔ مگر وہ برابر شرک میں مبتلا رہے۔ ہمیں اس کی نظیر انبیاء میں نہیں ملتی اور بیت المقدس کی مثال بالکل مہمل ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت: ''فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہ (انعام:۹۰)'' انبیائے سابقین کی سنت پر عمل ہے اور شرک نہیں تو وہ اس کی مثال کیسے بن سکتا ہے۔ بلکہ ''انبیاء جو شرک کو مٹانے آئے ہیں خود شرک میں مبتلا ہیں؟'' دیگر اس وجہ سے بے محل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد میں سے ہے اور عقائد میں تنسیخ وتبدیلی نہیں ہوسکتی اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی وتنسیخ ہوسکتی ہے پس یہ اس کی نظیر نہیں۔

۲...... مرزائیوں کا یہ کہنا کہ محض رسمی عقیدہ کی بناء پر مرزا قادیانی حیات مسیح کے قائل تھے بالکل لغو ہے۔ کیونکہ براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو بقول مرزا قادیانی دربار رسالت مآب میں رجسٹرڈ ہوچکی اور آنحضرت ﷺ سے قبولیت حاصل کر رہی تھی کیا اس وقت یہ تمام بیانات جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور رفع آسمانی اور نزول ثانی مرقوم تھے، براہین سے نکال کر پیش ہوئے تھے یا آنحضرت ﷺ کی نظر میں نہ چڑھے تھے اور آپ نے یونہی بلاتحقیق مطالعہ اس کو شہد کی صورت میں ٹپکا دیا۔

۳...... اور حضرت یونس بن متی والی مثال بھی بے محل ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ''یا تو یہ حدیث ضعیف ہے یا بطور تواضع وانکساری کے ایسا کہا گیا ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۱۶۳، خزائن ج۵ ص ایضاً)

عذر مرزائیہ

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں محض رسمی طور پر عقیدہ حیات مسیح لکھا تھا۔

الجواب: اوّل تو ہمیں یہ مضر نہیں کیونکہ ہم نے بآیت قرآن وحدیث رسول ﷺ ثابت کر دیا ہے کہ یہاں حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی ذکر ہے۔ دوم مرزائیوں کا عذر یوں بھی غلط ومردود ہے کہ مرزا قادیانی بقول خود ''براہین احمدیہ کے وقت رسول اللہ تھے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶، ایام الصلح اردو ص۷۵، خزائن ج۱۴ ص۳۰۹)

پھر اور سنو! براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو بقول مرزا قادیانی: ''مولف نے ملہم ہو کر بغرض اصلاح تالیف کی۔'' (اشتہار براہین احمدیہ ملحقہ کتاب آئینہ کمالات وسرمہ چشم آریہ) اور خود آنحضرت ﷺ کے دربار میں رجسٹرڈ ہوچکی ہے آپ نے اس کا نام قطبی رکھا یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل ومستحکم اور یہ کتاب خدا کے الہام اور امر سے لکھی گئی ہے۔

(براہین احمدیہ ص۲۴۸، ۲۴۹، خزائن ج۱ ص۲۷۵)

تیس آیات کے جوابات

پہلی آیت: ''یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (آل عمران:۵۴)'' اے عیسیٰ علیہ السلام میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں۔ غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک۔

قادیانی استدلال: ''یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کافروں کی تہتوں سے (تجھے) پاک کرنے والا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص۵۹۸، خزائن ج۳ ص۴۲۳)

جواب: ۱...... اس آیت میں ''مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ'' کی نسبت مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۳۹۴، خزائن ج۳ ص۳۰۳) پر یہ اقرار کر لیا ہے کہ یہ آیت وعدۂ وفات ہے (یعنی دلیل وخبر وفات نہیں) حیرانگی ہے کہ وعدۂ وفات دینے میں کیا مصلحت الٰہی ہوسکتی ہے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کبھی یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ ان پر موت وارد نہ ہوگی؟ حالانکہ ہر شخص خواہ مومن ہو یا کافر ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' کو مانتا ہے۔ مرزا قادیانی کا بیان ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے حضرت مسیح کو پکڑ کر صلیب پر کھینچنا چاہا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔ رب کریم نے

یہود کے اس ارادۂ فاسد کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا اطمینان فرمایا کہ تم صلیب پر نہیں مرو گے بلکہ اپنی موت سے،مرزا قادیانی کی اس وجہ اور سبب وعدۂ وفات کے غلط ہونے کی یہ دلیل بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ تو اپنی پیدائش کے دن ہی معلوم ہوگیا تھا کہ وہ نہ قتل کئے جائیں گے اور نہ صلیب پر لٹکائے جائیں گے بلکہ سلامتی کی موت کے ساتھ اپنی انفاس حیات پوری کریں گے۔ پڑھو یہ آیت:''وَسَلَامٌ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (مریم:۲۳)''پس یہ آیت بھی صاف دلالت کررہی ہے کہ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ''کے معنی موت دوں گا ہرگز صحیح نہیں، مرو گے۔عزت پاؤ گے ان کافروں کے ارادۂ فاسد سے پاک وصاف رہو گے۔مرزا قادیانی کی یہ خودتراشیدہ وجہ بھی وعدۂ وفات کی مصلحت کو ظاہر کرنے میں بودی اور کمزور ہے۔مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکائے گئے۔صلیب کی سختیوں سے ایسے قریب بہ مرگ ہوگئے کہ یہود نے مرجانے کا خیال کرلیا۔سبت بھی قریب تھا۔ جلدی سے اتار کر دفن کر گئے۔حضرت مسیح علیہ السلام کے یار واحباب نے آکر ان کو نکال لیا۔پھر وہ خفیہ زندہ رہے اور اپنی موت سے مرگئے۔

اہم استنباط: یہ وجہ اس لئے کمزور اور بودی ہے کہ مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ صلیب پر لٹکائے جانے کے بعد پھر زندہ رہے اور مدتوں جئے تو اندریں صورت اقتضائے مقام یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو وعدۂ نجات دیتا کہ یہود تو تجھے صلیب پر لٹکانا چاہتے اور بے عزتی کے ساتھ ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔مگر میں تجھے ان کے ہاتھوں سے نجات دوں گا اور تو اپنی زندگی اور عمر کا بقیہ حصہ خاموشی اور امن کے ساتھ پورا کرے گا نہ کہ برخلاف اس کے کہ ایک شخص جو موت کے سامان اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہے اور اپنے مرنے کا یقین کررہا ہے اس کی تسلی اور تشفی ان الفاظ میں کی جائے کہ میں تجھے ماروں گا اور وفات دوں گا۔درآنحالیکہ مارنے اور وفات دینے میں ہنوز عرصۂ دراز باقی ہے۔ایسے موقعہ دلدہی اور اطمینان پر ایسے الفاظ کا استعمال دنیا کی کسی زبان میں بھی نہ ہوتا ہوگا۔چہ جائیکہ رب کریم کے کلام میں ہو۔جس کی بلاغت بدرجہ غایت پہنچی ہوئی ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے اس آیت کا جو ترجمہ کیا ہے وہی اپنی غلطی اور اندرونی شہادت رکھتا ہے اور بآواز بلند پکار رہا ہے کہ الفاظ ربانی کے ایسے معانی کرنا جس کے ایک پہلو سے اللہ تعالیٰ پر فعل عبث اور کلام بے محل کا الزام آتا ہو اور دوسرے پہلو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غلط فہمی کا اعتراض قائم ہوتا ہو بالکل بے بصیرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کو اس کے درجہ اعلیٰ سے''متنزل''کردینا ہے اور''مُتَوَفِّیْكَ''کا ترجمہ تجھے ماروں گا کرنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ترجمہ''وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا''پہلے الفاظ سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔یعنی عدم مطابقت کلام الٰہی ہے اور وہ محال ہے کیونکہ جس عزت کی موت کا وعدہ تھا یا تو وہ عزت جسمانی ہوسکتی ہے۔جو بقول آپ کے حضرت مسیح علیہ السلام کو نصیب نہیں ہوئی۔کیونکہ وہ تادم زیست یہودیوں کے خوف سے چھپے ہی رہے۔گمنامی کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور معمولی طور پر مرجانا جسمانی لحاظ سے باعزت موت نہیں ہوسکتی۔جب کہ اس کا وعدہ بھی منجانب اللہ دیا گیا ہو اور یا وہ عزت روحانی ہوسکتی ہے یعنی اعلیٰ علیین میں روح کا جاگزین ہونا وغیرہ وغیرہ تو یہ سب امور تو انبیاء علیہم السلام کو یقیناً حاصل ہوتے ہیں اور کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا۔جس کو سوء خاتمہ کا خوف ہو۔یا سلب ایمان کا ڈر۔پس اس اعتبار سے بھی یہ وعدہ ایک فعل لایعنی ہوا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ یہود کی مخالفت دیکھ کر خود حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی اپنی صداقت اور نبوت میں شک ہوگیا تھا۔(معاذ اللہ) جس کا دفعیہ خدا تعالیٰ کو کرنا پڑا کہ نہیں تو شک نہ کر۔تو سچا ہے اور اس لئے تو عزت کے ساتھ ہمارے پاس آئے گا۔''مُتَوَفِّیْكَ''کے ترجمہ ماروں گا کی غلطی تو لفظ''مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ

کَفَرُوْا ‘‘ بھی ظاہر کرتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام یہود کے ہاتھوں صلیب پر لٹکائے گئے (گو ان کو صلیب پر وفات پانے کا انکار ہے) اور توریت کے خاص الفاظ یہی ہیں کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا (دیکھو صلیب پر لٹک کر مر گیا توریت بھی نہیں کہتی) وہ لعنتی ہے، تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود کی آنکھوں میں تطہیر حاصل نہیں ہوئی۔ حالانکہ وعدہ تطہیر کا تھا۔

اب ناظرین یہ بھی خیال فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے ان ہر چہار فعلوں میں ترتیب طبعی کو تسلیم کر لیا ہے۔ حالانکہ ان کی بتلائی ہوئی وجہ سے جس کا ذکر اوپر ہوا ’’مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ‘‘ کو ’’مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ ‘‘ پر تقدم زمانی حاصل ہے۔ کیونکہ تطہیر کے معنی ان کے نزدیک صلیب پر لٹکے ہوئے وفات نہ پانا ہے۔ جو واقعہ تصلیب سے اگلے روز ہی ان کو حاصل ہوگئی تھی اور جب یہ تقدم زمانی ثابت ہوئی تو پھر ان کا یہ مذہب کہ تقدیم وتاخیر الفاظ قرآنی صریح الحاد ہے۔ انہی پر لوٹ چلے گا۔ غرض یہ ترجمہ ہی اپنی بطلان پر خود شاہد ہے۔

اس جگہ تقدیم وتاخیر الفاظ کی نسبت بھی کچھ گزارش کرنا ضروری ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا مذہب یہ ہے کہ: ’’مُتَوَفِّيْكَ ‘‘ کے معنی ’’مُمِيْتُكَ ‘‘ ہیں۔ اس پر وہی اعتراضات وارد ہوتے جو مرزا قادیانی کے ترجمہ پر ہوئے ہیں۔ مگر ساتھ ہی ان کا یہ مذہب بھی ہے کہ الفاظ ’’مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ ‘‘ میں تقدیم وتاخیر ہے۔ مرزا قادیانی اس مقام پر آ کر ایسے غضب میں بھر جاتے ہیں کہ تقدیم وتاخیر الفاظ کا نام الحاد قرار دیتے ہیں اور ان کے خوش فہم مرید بھی بجق صحابی رسول۔ مفسر قرآن فقیہ فی الدین، برادر عم زاد نبی ابن عباسؓ اس فتوے الحاد پر بڑے نازاں ہو رہے ہیں۔ اگر ان کو نظم قرآنی پر ذرا غور کا موقع بھی ملا ہوتا تو یہ حرف کبھی زبان پر نہ لاتے۔

نوٹ: آیت: ’’اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ اِلَيَّ ‘‘ کے جو معنی مرزا قادیانی نے کئے ہیں اور اس معنی پر جو اعتراض ہم نے کیا ہے کہ آپ اس آیت کو حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے اطمینان دہ اور تسلی بخش مانتے ہیں۔ مگر آپ کا ترجمہ اس آیت کو ان کے حق میں ایک پر وحشت خبر اور پیام مرگ بتا رہا ہے اور ایک مقید واسیر کو جو اپنی آنکھوں سے صلیب کو اپنے لئے تیار اور قوم کو اپنے قتل پر آمادہ دیکھے۔ موت فوری اور قتل ذلت کا یقین دلا رہا ہے۔ ہمارے اس اعتراض کا صحیح ہونا مرزا قادیانی نے خود تسلیم کر لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ’’واضح ہو کہ مسیح کو بہشت میں داخل ہونے اور خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے جانے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ مگر وہ کسی اور وقت پر موقوف تھا جو مسیح پر ظاہر نہیں کیا گیا تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ’’اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ ‘‘ وارد ہے۔ سو اس سخت گھبراہٹ کے وقت میں مسیح نے خیال کیا کہ شاید آج ہی وہ وعدہ پورا ہوگا چونکہ مسیح ایک انسان تھا اور اس نے دیکھا کہ تمام سامان میرے مرنے کے موجود ہوگئے ہیں۔ لہٰذا اس لئے برعایت اسباب گمان کیا کہ شاید آج میں مرجاؤں گا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۹۴، خزائن ج۳ ص۳۰۳)

مرزا قادیانی ’’مسیح ایک انسان تھا‘‘ کہہ کر اپنے معنی کا نقص چھپانا چاہتے ہیں۔ مگر مسیح علیہ السلام ایک رسول تھا جس کے پاس یہود کے ہاتھوں سے نجات پا جانے کا وعدہ حتمی اللہ تعالیٰ کے پاس سے آچکا تھا۔ اس لئے لازمہ نبوت تھا کہ وہ ان کمزور ہیچ کار بندوں کے اسباب کو بیت العنکبوت سے زیادہ کمزور خیال کرتا اور ذرا گھبراہٹ اس کے لاحق حال نہ ہوتی۔ بے شک ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے استقلال واستقامت وصبر میں کبھی لغزش ظاہر نہیں ہوئی۔ یہود اور سلطنت کے مخالفوں کے سامنے ان کا بھروسہ خدائے کریم پر تھا اور اس نے اس کو بچا بھی لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے استقامت احوال پر یہ جو اعتراض ہوتا ہے وہ بھی مرزا قادیانی کے ترجمہ کی خرابی کا موجب ہے

ورنہ نبی کی شان اس سے اعلیٰ و برتر ہے۔

جواب: ۲...... ناظرین! مرزاقادیانی کے الفاظ ترجمہ پر مکرر غور فرمائیں کہ اگر ان کے ترجمہ کے موافق ''مُتَوَفِّيكَ'' سے وفات جسمی اور رفع سے عروج روحی مراد لی جائے تو لامحالہ عبارت میں یہ تقدیر ماننی پڑے گی۔ ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْ جَسَدَكَ رَافِعُ روحك'' حالانکہ معنی بنانے کے لئے قرآن شریف کی عبارت میں الفاظ کی تقدیر مرزاقادیانی کے مذہب میں الحاد اور کفر ہے۔

خیال کرنا چاہئے کہ اس جگہ چار فعل ہیں اور ان چاروں فعلوں کا فاعل باری تعالیٰ ہے اور ان چاروں فعلوں میں مخاطب یا عیسیٰ ہیں۔ جن پر ان افعال کا اثر مرتب ہوتا ہے۔ اب یہ طے کر لینا چاہئے کہ لفظ عیسیٰ جو اسم ہے۔ یہ مسمی کے صرف جسم یا صرف روح پر دلالت کرتا ہے یا جسم و روح دونوں پر۔ مرزاقادیانی کا مذہب بہت ہی عجیب ہے۔ وہ ''اِنِّیْ مُتَوَفِّيكَ'' میں ک کا مرجع یا عیسیٰ سے صرف جسم مراد لیتے ہیں۔ کیونکہ توفی کے معنی وہ روح کو قبض کر کے جسم کو بیکار چھوڑ دینا بتلاتے ہیں اور ''رَافِعُكَ اِلَیَّ'' میں ''ك'' کا مرجع یا عیسیٰ سے صرف روح عیسیٰ لیتے ہیں اور ''مُطَهِّرُكَ'' اور ''اتَّبَعُوْكَ'' میں یا عیسیٰ کا مرجع جسم و روح دونوں کو اور اس طرح پر وہ آیت کا ترجمہ کر سکنے کے قابل ہوتے ہیں جو سراسر نظم قرآنی کے خلاف اور شان کلام ربانی سے بعید ہے۔

جواب: ۳...... ناظرین یہ بھی یاد رکھیں کہ ''براہین احمدیہ'' میں جس کو خدا کے حکم و الہام سے مرزاقادیانی نے لکھا اور جس کو کشف میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے مرزاقادیانی کو یہ کہہ کر دیا کہ یہ تفسیر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ مرزاقادیانی نے آیت: ''يَاعِيسٰى اِنِّیْ مُتَوَفِّيكَ'' کا اپنے اوپر الہام ہونا لکھا ہے اور پھر اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ ''اے عیسیٰ میں تجھے پوری نعمت دوں گا۔'' حوالہ ظاہر ہے کہ اگر ''مُتَوَفِّيكَ'' کے معنی حقیقی تجھے ماروں گا ہوتے تو الہامی کتاب اور کشفی تفسیر میں یہ ترجمہ اس کا نہ کیا جاتا۔ مرزاقادیانی اس وقت بھی کچھ جاہل نہ تھے۔ جو توفی کے معنی نہ جانتے ہوں۔ پس اگر یہ ترجمہ ان کے لئے جائز اور صحیح ترجمہ تھا تو حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے کیوں یہ ترجمہ صحیح نہیں؟ اگر مرزاقادیانی فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے الہام میں تو اس وقت بھی ''مُتَوَفِّيكَ'' کے معنی ماروں گا۔ مراد تھی مگر ترجمہ کرنے میں غلطی ہوئی تو خیر یہ بھی سہی مگر ظاہر ہے کہ براہین میں اس الہام کو چھپے ہوئے یعنی مرزاقادیانی کو خبر وفات منجانب باری تعالیٰ ملتے ہی مرزا کو پندرہ سال کا عرصہ ہو چکا اور مرزاقادیانی کو فوری موت نہیں آئی تو اس سے واضح ہوا کہ جس طرح مرزاقادیانی کے لئے بعد از خبر وفات پندرہ سال کا عرصہ اوپر گزر جانا جائز ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے صدیوں کا عرصہ گزر جانا بھی جائز ہے اور اس صورت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب ماننا پڑے گا۔

جواب: ۴...... ''اِنِّیْ مُتَوَفِّيكَ'' پر تدبر فرمایئے۔ ''تَوَفّٰی'' کے معنی قبض تام ہیں اور چونکہ یہ قبض تام عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے جس کے مفہوم میں روح اور جسم دونوں شامل تھے۔ لہٰذا توفی بجسدہ العنصری ثابت ہوا۔ ''رَافِعُكَ اِلَیَّ'' پر تفکر کیجئے۔ ''رفع'' کے معنی بلند کرنا ہیں جس کی ضد ''وضع'' ہے جو نیچے رکھ دینے کے معنی میں آتا ہے۔ پس قبض تام کے بعد رفع۔ رفع جسمی ہی ہے۔

چیلنج: لفظ عیسیٰ کے مفہوم اور توفی کے معنی نے حضرت مسیح علیہ السلام کا بجسدہ العنصری قبض کیا جانا اور لفظ ''رفع'' کے معنی نے اسی جسم کے ساتھ آسمان پر جانا ثابت کر دیا۔ وللہ الحمد! یہ وہ معنی ہیں۔ جس میں نہ لغت سے عدول ہوا۔ نہ عرف سے، نہ کہیں مرادی معنی لئے گئے۔ نہ مجازی ڈھکوسلہ لگایا گیا۔ مرزاقادیانی جو اس آیت کے معنی کرتے ہیں۔ وہ ''یا

عِیْسٰی‘‘ کے لفظ پر تو کچھ غور کرنا ہی نہیں چاہتے۔’’اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ‘‘میں توفی کے معنی صرف قبض روح کرتے ہیں۔ مگر ہم حیران ہیں کہ توفی کے معنی صرف قبض روح کس لغت میں ہیں؟ اگر براہ عنایت مرزا قادیانی کسی مستند کتاب لغت میں یہ الفاظ لکھے دکھائیں: ’’کہ توفی کے معنی صرف قبض روح اور جسم کو بیکار چھوڑ دینے کے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۰۰، خزائن ج۳ ص۴۲۴) تو وہ ایک ہزار روپیہ کا انعام پانے کے مستحق ہوں گے۔

’’وَرَافِعُكَ اِلَیَّ‘‘ کے معنی وہ لغوی نہیں لیتے بلکہ مرادی معنی لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ’’رافعك الی‘‘ سے قرب الٰہی مراد ہے۔ مسلمانوں کا اعتقاد ہے اور لغت ان کا شاہد ہے کہ رفع کسی جسم کے بلند کرنے، نیچے سے اٹھا کر اوپر لے جانے کو کہتے ہیں۔ وہ جسم خواہ محسوس ہو یا غیر محسوس۔ واضح ہو کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے محسوس۔ جسم کے اٹھا لینے پر رب کریم نے اس لفظ کا استعمال فرمایا ہے۔ اسی طرح رسول خدا نے بھی ایک محسوس جسم کے زمین سے اوپر اٹھائے جانے پر اسی لفظ کا استعمال فرمایا ہے۔

’’وقریش تسالُنِیْ عن مسرٰی فَسَاَلتنی عن اشیاءٍ مِنْ بیت المقدس لم اثبتها فَکُرِبْتُ کربةً مَا کُرِبْتَ مِثْله قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لَیَّ انظر الیه مَایَسَأَلُوْنی عن اشیاء الا انبأتهم‘‘

(مسلم ج۱ ص۹۶، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں شب معراج کے بعد (جب آپ ﷺ نے لوگوں سے اپنا بیت المقدس تشریف لے جانا اور وہاں سے افلاک پر جانا بیان فرمایا) قریش میرے اس سفر کے متعلق سوال کرنے لگے۔ انہوں نے بیت المقدس کے متعلق چند ایسی چیزیں دریافت کیں۔ جن کا میں نے دھیان نہ رکھا تھا۔ مجھے اس وقت نہایت ہی شاق گزرا (کیونکہ جواب نہ دینے سے کفار کو احتمال کذب کا یارا تھا) رب کریم نے میرے لئے بیت المقدس کو اٹھا کر بلند کر دیا کہ میں اسے بخوبی دیکھتا تھا۔ پھر قریش نے جو کچھ مجھ سے پوچھا۔ میں نے جواب دے دیا۔

آنحضرت ﷺ کا معراج جسمی

مسرای کا لفظ غور طلب ہے کہ اس سے معراج جسمانی ثابت ہوتا ہے (جو جمہور اہل السنّت والجماعت کا مذہب ہے) یا کشفی و منامی ہے؟ جو مرزا قادیانی کا مذہب ہے پھر دیکھنا چاہئے کہ اگر آنحضرت ﷺ نے اپنا خواب یا کشف بیان کیا ہوتا تو کفار کو اس سے سخت انکار کرنے اور امتحان کی غرض سے مختلف سوالات پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ خواب میں کسی دور دراز مکان کا دیکھ لینا کچھ بھی مستبعد نہیں۔ علیٰ ہذا خواب میں مرئیات کو واقع کے مطابق دیکھنا بھی ضروری نہیں۔ کفار کے سوال اور ان کے اعتراض سے رسول کریم ﷺ کی گھبراہٹ اور اللہ تعالیٰ کا اس گھبراہٹ کو دور فرمانا تو تب ہی ٹھیک ہوتا ہے جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے معراج کو جسمانی بتلایا تھا اور آپ ﷺ کے الفاظ سے صحابہ اور مشرکین نے یہی سمجھا تھا۔

جناب مرزا قادیانی ’’رَفَعَهُ اللّٰهُ لِیْ‘‘ پر کم سے کم تین بار غور فرمائیں۔

’’رَفَعَ‘‘ کے جو معنی ’’وَرَافِعُكَ اِلَیَّ‘‘ میں ہم نے کئے ہیں۔ ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ‘‘ کا منطوق ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے جب ’’مُتَوَفِّیْكَ‘‘ میں صرف قبض روح کے معنی لئے تو ’’رَافِعُكَ‘‘ میں معزز موت مراد لی۔ ان دونوں فعلوں کا مرجع بہرحال عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ مگر جب وہ ’’بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ‘‘ کے معنی کرتے ہیں تو ان کے بیان میں

لغزش آ جاتی ہے کیونکہ ''مَاقَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ'' کی ضمیر کا مرجع جسم اور روح دونوں ہیں۔ جس کو مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں لیکن ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ'' میں آ کر وہ ضمیر کا مرجع صرف روح کو قرار دے بیٹھے ہیں۔ جس کے واسطے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ تو کلام میں نہایت بھونڈی اور بدنما تعقید ہے۔ جس کا وجود کسی فصیح انسان کے کلام میں بھی نہیں ملتا۔ چہ جائیکہ ایسے معجز کلام الٰہی میں ہو۔ اس وقت مرزا قادیانی کو اپنے وہ الفاظ جو توضیح میں لکھے ہیں۔ یاد کرنے چاہئیں۔ ''خوبصورت اور دلچسپ طریقے تفسیر کے وہ ہوتے ہیں۔ جن میں متکلم کی اعلیٰ شان بلاغت اور اس کے روحانی ارادوں کا خیال بھی رہے۔ نہ یہ کہ غایت درجہ کے سفلی اور بدنما اور بے طرح موٹے معنی جو ہجو ملیح کے حکم میں ہوں۔ اپنی طرف سے گھڑے جائیں اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام کو جو پاک اور نازک دقائق پر مشتمل ہے۔ صرف دہقانی لفظوں تک محدود خیال کیا جائے۔'' (توضیح مرام ص۱۴،۱۵، خزائن ج۳ ص۵۸)

اب مرزا قادیانی کو دیکھنا چاہئے کہ متکلم کی اعلیٰ شان بلاغت کا خیال نہ کر کے غایت درجہ کے سفلی بدنما اور بے طرح موٹے معنی آپ کرتے ہیں۔ یا ہم؟ ایسے معنی کہ اس میں ضمائر بھی ٹھیک نہیں بیٹھتی ہیں۔

مرزا قادیانی نے ازالہ کے خاتمہ پر پھر آیت: ''يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ'' کو لکھا ہے (ازالہ اوہام ص۹۲۲، خزائن ج۳ ص۶۰۶) اور بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ترتیب وار چار فعل بیان کر کے اپنے تئیں ان کا فاعل بیان کیا ہے میں کہتا ہوں کہ ہمارا مذہب بھی یہی ہے اور آیت کے جو معنی ہم نے لکھے ہیں۔ اس میں بھی ترتیب ان فعلوں کی اسی طرح قائم رہتی ہے۔ البتہ ترتیب توڑنے کا جو الزام بڑے زور وشور سے مرزا قادیانی نے قائم کیا ہے اور ترتیب توڑنے والوں کو پیٹ بھر گالیاں دی ہیں۔ وہ حضرت ابن عباسؓ کا مذہب ہے۔ وہی ابن عباسؓ جن کا مذہب امام بخاری نے ''مُتَوَفِّيْكَ'' بمعنی ''مُمِيْتُكَ'' بیان کیا ہے اور وہی ابن عباسؓ جن کا مذہب (ازالہ اوہام ص۸۹۲، خزائن ج۳ ص۵۸۷) پر آپ نے اپنے لئے سند سمجھا ہے۔

بڑی حیف کی بات ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے مقولہ کا آدھا حصہ تو آپ قبول کرتے ہیں اور آدھا قبول نہیں کرتے۔ ایمان ببعض اور کفر ببعض کی۔ اگر کوئی اور مثال ہے تو فرمائیں؟

دوسری آیت: ''وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (نساء:۱۵۸،۱۵۹)'' ﴿اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا نہ سولی پر چڑھایا۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا۔ بے شک اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ علیہ السلام پر یقین لائیں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔﴾

قادیانی استدلال: ''دوسری آیت جو مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے یعنی مسیح ابن مریم مقتول اور مصلوب ہو کر مردود اور ملعون لوگوں کی موت نہیں مرا۔ جیسا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا خیال ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت

کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ جاننا چاہئے کہ اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا' (ازالہ اوہام ص۵۹۹، خزائن ج۳ ص۴۲۳)

جواب: ۱...... یہ دوسری آیت مرزا قادیانی نے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ'' پیش کی ہے۔ انہوں نے اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔'' ترجمہ کے بعد پھر لکھا ہے: ''اس جگہ رفع سے مراد موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ ''وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا'' مرزا قادیانی نے مراد کا لفظ لکھ کر ثابت کر دیا کہ وہ اس جگہ مرادی ترجمہ کرتے ہیں اور ترجمہ آیت میں حسب مراد خود جو چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ نیز ثابت کر دیا کہ اس جگہ رفع کے لغوی معنی مرزا قادیانی کے مذہب کو دفع کر رہے ہیں۔ آیت: ''وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا'' جو حضرت ادریس علیہ السلام کی شان میں ہے۔ وہ نہ ان مرادی معنی پر دلالت کرتی ہے اور نہ ہی مرزا قادیانی کے کچھ مفید ہے۔ کیونکہ یہاں رفع کا لفظ ''مَكَانًا عَلِيًّا'' سے مضاف ہے اور جس کے یہ معنی ہیں کہ رب کریم نے حضرت ادریس علیہ السلام کو رتبہ علیا پر فائز کیا اور منصب برتر پر ممتاز فرمایا۔ ایسا ہی دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرة:۲۵۳)'' یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے اور بعض کے درجے ہم نے بلند کئے ہیں۔ اس میں رفع کو درجات کی طرف مضاف کیا ہے پس واضح ہوا کہ مرزا قادیانی نے یہ مرادی معنی تو اللہ تعالیٰ کے مقصود و مطلوب کلام کے خلاف کئے ہیں۔ لہٰذا روشن ہوا کہ رفع کے معنی یہاں بھی وہی ہیں۔ جو لغت میں ہیں اور جو ہر جگہ لئے اور سمجھے سمجھائے بولے جاتے ہیں یعنی بلند کرنا۔ اب چونکہ یہاں رفع کا لفظ ہے اور وہ ''اِلَيَّ'' کی طرف مضاف ہے تو صاف اور سیدھے معنی جن کو لغت کی امان حاصل ہے یہ ہیں کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اوپر اٹھالیا۔ ''اِلَيَّ'' کے معنی میں فوق، جہت، علو کی بحث (جو مسئلۂ صفات کا حصہ ہے) شامل کی جاسکتی ہے مگر میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان صفات الٰہی سے منکر نہ ہوں گے اور مسئلۂ صفات میں اہل سنت والجماعت کا مذہب چھوڑ نہ بیٹھے ہوں گے۔ ناظرین بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی اس آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کر سکتے۔ ان کو شروع تقریر میں ہی اپنے ضعف استدلال کا خود اقرار کرنا پڑا اور یہ ماننا لازمی ہوا کہ جو معنی ہم نے کئے ہیں وہ مرادی معنی ہیں۔ مجھے نہایت تعجب آتا ہے کہ توفی کے لفظ پر تو مرزا قادیانی نے اتنا زور دیا ہے کہ گویا تمام بحث کا لب لباب اور کل دلائل کا عطر مجموعہ یہی لفظ ہے اور وہ سارا زور صرف اس بات پر ہے کہ توفی کے لغوی اور اصلی معنی وفات کے ہیں مگر رفع میں آ کر اس تمام جوش وخروش کو سینہ میں دبا کر چاہتے ہیں کہ اس کے لغوی اور اصلی معنی کو چھوڑ کر مرادی معنی لے لئے۔''

جواب: ۲...... مرزا قادیانی کے نزدیک رفع کا اٹھانا اور الیہ کا معنی آسمان کی طرف مسلم ہیں۔ کیونکہ جب وہ ارواح کے اٹھائے جانے کے قائل ہیں تو اس صورت میں رفع کے حقیقی معنی اٹھانا ثابت ہیں اور چونکہ ارواح کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف ہوتا ہے جو قرآنی آیت: ''فی مقعد صدق عند مليك مقتدر'' سے ثابت ہے۔ اس لئے آیت: ''بل رفعه اللّٰه'' میں آسمان کی طرف حقیقی طور پر اٹھایا جانا مرزا قادیانی کے نزدیک مسلم ٹھہرا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا چیز اٹھائی گئی؟ اس کا جواب خود قرآن مجید میں مذکور ہے کہ جس کو قتل نہیں کر سکے وہی اٹھایا گیا۔ ظاہر ہے کہ وہ جسم ہی تھا۔

تیسری آیت: ''فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (مائدہ:۱۱۷)'' ﴿پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی۔﴾

قادیانی استدلال: ’’یعنی جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا...... تمام قرآن شریف میں ’’توفّی‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ روح کو قبض کرنا اور جسم کو بیکار چھوڑ دینا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۰۰، خزائن ج۳ ص۴۲۴)

تیسری آیت وفات عیسیٰ علیہ السلام پر مرزا قادیانی نے ’’فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ‘‘ پیش کی ہے۔ اس آیت کے ضمن میں لفظ توفی پر نہایت پر جوش اور زوردار لفظوں میں بحث کی ہے۔ لکھا ہے۔ ’’توفی کے معنی اماتت اور قبض روح ہیں۔ بعض علماء نے الحاد اور تحریف سے اس جگہ ’’تَوَفَّيْتَنِىْ‘‘ سے ’’رَفَعْتَنِىْ‘‘ مراد لیا ہے اور اس طرف ذرا خیال نہیں کیا کہ یہ معنی نہ صرف لغت کے مخالف بلکہ سارے قرآن کے مخالف ہیں۔ پس یہی تو الحاد ہے۔ قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک بلکہ صحاح ستہ میں بھی انہی معنی کا التزام کیا گیا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۰۱، خزائن ج۳ ص۴۲۴)

مرزا قادیانی دیکھیں کہ جب آپ نے محض ایک لفظ ’’تَوَفَّيْتَنِىْ‘‘ کے معنی ’’رَفَعْتَنِىْ‘‘ لینے سے سینکڑوں سال کے مرے ہوئے ہزاروں علماء پر فتویٰ الحاد جاری کر دیا اور ملحد کہنے میں ان کے ایمان واسلام، اقرار شہادتین وغیرہ کا کچھ خیال نہ کیا۔ کیا آپ کو حال کے علماء سے اپنے فتویٰ تکفیر کے بارہ میں کیا شکایت ہوسکتی ہے۔

الجواب: اب مجھے لازم ہے کہ توفی کے لفظ پر بحث کروں اور لغت نیز قرآن مجید سے اس کے معنی اماتت اور قبض روح کے سوا اور بھی ثابت کر دوں۔

پہلے لغت کی کتابوں کو لیجئے۔

۱...... صحاح میں ہے: ’’اوفاه حقه‘‘ (باب افعال سے) اور ’’وفاه حقه‘‘ (باب تفعیل سے) اور ’’استوفی حقه‘‘ (باب استفعال سے) اور ’’توفاه‘‘ (باب تفعل سے جو زیر بحث ہے) سب ایک ہی معنی رکھتے ہیں کہ اس کا حق پورا دے دیا۔ ’’توفاه الله‘‘ کے معنی قبض روح کے ہیں اور ’’توفی‘‘ کے معنی نیند بھی ہیں۔

۲...... ’’ایفاء‘‘ گزاردن حق کسے بہ تمام۔ ’’ویقال منه واوفاه حقه ووفاه واستیفاه توفی تمام گرفتن حق توفاه الله ای قبض روحه وفاة مردن موافاة رسیدن وآمدن وتوافی القوم هی تناموا‘‘

۳...... قاموس میں ہے ’’اوفی فلانا حقه‘‘ کے یہ معنی ہیں کہ اس کو پورا حق دے دیا۔ جیسے ’’وفاه‘‘ اور ’’اوفاه، استوفاه‘‘ اور ’’توفاه‘‘ کے یہی معنی ہیں۔ وفات بمعنی موت بھی ہے۔ ’’توفاه الله‘‘ کے معنی قبض روح ہیں۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ کتب مذکور بالا سے ان کو کوئی ایسی مثال یا محاورہ دکھلا دیا جائے جس میں لفظ توفی بمعنی قبض جسم بولا گیا ہو۔ اب وہ ’’توفاه حقه‘‘ کے محاورہ پر غور کریں۔ جس سے درہم و دینار وغیرہ اجسام کا قبض کرنا ثابت ہے۔

اب تفاسیر کی طرف آیئے۔ ’’تفسیر بیضاوی‘‘ میں ہے۔ توفی کسی چیز کے پورا لینے کو کہتے ہیں۔ بیضاوی جیسے متبحر وماہر نے لکھا ہے: ’’التوفی اخذاً وافیا‘‘ مارنا اس کی ایک قسم ہے (اور نیند اس کی دوسری قسم) ان دونوں قسموں کا اس قول ربانی میں ذکر ہے۔ خدائے تعالیٰ جانوں کو موت کے وقت پورا لیتا ہے۔ (یعنی مارتا ہے) اور جو نہیں مرتے ان کو نیند میں پورا لیتا ہے۔ (یعنی ان کو سلا دیتا ہے)

’’تفسیر کبیر‘‘ میں ہے توفی کے معنی قبض کرنا ہے۔ اس لفظ سے عرب کے محاورات یہ ہیں: ’’وفانی فلان دراهمی واوفانی وتوفیتها منه‘‘ یعنی فلاں شخص نے میرے درہم میرے قبضہ میں دے دیئے اور میں نے اس سے

پورے کر لئے۔ خیال فرمائیے یہ محاورہ قبض جسم کی مثال ہے۔ (جس کے مرزا قادیانی منکر ہیں) جیسے یہ محاورات ہیں ’’سلم فلان درھمی الی وتسلمتھا منه‘‘ یعنی فلاں شخص نے میرے درہم مجھے سپرد کر دیئے اور میں نے اس سے لے لئے اور کبھی توفی بمعنی ’’استوفی‘‘ آتا ہے جس کے معنی پورا لینے کے ہیں۔ ان دونوں معنی کے اعتبار سے (کہ خود توفی کے معنی بھی قبض کرنا ہے اور ’’توفی‘‘ کے معنی ’’استوفی‘‘ بھی ہیں) حضرت مسیح علیہ السلام کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر چڑھا لے جانا ان کی توفی ہے۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب توفی بعینہ رفع جسم ہوا تو ’’متوفیك‘‘ کے بعد ’’رافعك الی‘‘ کہنا تکرار بلا فائدہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ’’متوفیك‘‘ فرمانے سے صرف قبض کرنا معلوم ہوا جو ایک جنس اور عام مفہوم ہے اور اس کے تحت میں کئی انواع واقسام پائے جاتے ہیں۔ (۱) موت (جس میں صرف روح کو قبض کرنا ہوتا ہے)، (۲) جسم کو آسمان پر لے جانا (جس میں روح کی شمولیت بھی پائی جاتی ہے)، (۳) نوم جس میں ایک قسم کا قبض روح ہوتا ہے۔ پس جب ’’متوفیك‘‘ فرمانے کے بعد ’’ورافعك الی‘‘ بھی فرمادیا تو اس سے اس جنس کی ایک نوع کا تقرر ہو گیا اور تکرار لازم نہ آیا۔

اسی تفسیر میں آیات زیر بحث کی تفسیر میں ہے: ’’یَتَوَفَّاکُمْ بِاللَّیْلِ‘‘ کے معنی ہیں۔ خدا تعالیٰ تم کو رات کو سلا دیتا ہے اور تمہاری ان ارواح کو قبض کر لیتا ہے۔ جن سے تم ادراک اور تمیز کر سکتے ہو۔ جیسا کہ دوسری آیت میں ہے کہ خدا تعالیٰ ارواح کو نیند کے ساتھ قبض کرتا ہے جیسا کہ موت کے ساتھ قبض کرتا ہے۔

لغات اور تفاسیر کے بعد آپ قرآن مجید کی آیات ذیل پر غور فرمائیے۔ ’’وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفَّاکُمْ بِاللَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَاجَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰی اَجَلٌ مُّسَمًّی (الانعام:۶۰)‘‘ ﴿خدا وہ ہے جو تم کو رات کے وقت پورا قبض کر لیتا ہے اور جو تم دن کو کیا کرتے ہو اس کو جانتا ہے پھر تم کو دن میں اٹھاتا ہے تاکہ تمہاری میعاد حیات پوری کرے۔﴾

مرزا قادیانی جو (ازالہ اوہام ص۶۰۰، خزائن ج۳ ص۴۲۴) پر توفی کے معنی صرف اماتت یعنی مار دینا اور روح کو قبض کر کے جسم کو بیکار چھوڑ دینا بتاتے تھے۔ اپنے ان معنی کو ملحوظ رکھ کر ذرا اس آیت کا ترجمہ تو کر دیں! مگر یاد رکھیں کہ اگر اس شبانہ روزی موت کا آپ نے اقرار کر لیا تو آپ کے بیسیوں دلائل پر پانی پھر جائے گا۔ ’’اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی (الزمر:۴۲)‘‘ ﴿خدا تعالیٰ موت کے وقت جانوں کو پورا قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی توفی نیند میں ہوتی ہے یعنی نیند میں ان کو پورا قبض کر لیا جاتا ہے پھر ان میں جس پر موت کا حکم لگا چکتا ہے اس کو روک لیتا ہے اور دوسری کو (جس کی موت کا حکم نہیں دیا...... نیند میں توفی کے بعد) ایک وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔﴾

مرزا قادیانی کو لازم بلکہ واجب ہے کہ اس آیت میں توفی کے معنی ضرور ہی اماتت کے لیں۔ کیونکہ یہاں نفس انسانی مفعول اور خدا فاعل بھی ہے۔ لیکن اگر ان کو اس جگہ توفی کے معنی اماتت لینے میں کچھ پس وپیش ہو (جیسا کہ (ازالہ اوہام ص۳۳۲، خزائن ج۳ ص۲۶۹) پر اس تذبذب اور اندرونی بے چینی کو ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ: ’’یہ دو موخر الذکر آیتیں اگرچہ بظاہر نیند سے متعلق ہیں۔ مگر درحقیقت ان دونوں آیتوں میں نیند نہیں مراد لی گئی‘‘) تو ان کو (ازالہ اوہام ص۶۰۱، خزائن ج۳ ص۴۲۴) پر لکھے ہوئے الفاظ سے ذرا شرم فرمانی چاہئے کہ: ’’قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک توفی کے معنی اماتت

کا ہی التزام کیا گیا ہے۔‘‘ حوالہ کتب لغت اور نقل محاورات اور ثبوت آیات قرآنیہ کے بعد میں بہتر سمجھتا ہوں کہ (ازالہ اوہام ص۶۰۱) کے جواب میں اسی کا (ص۳۳۲، خزائن ج۳ ص۲۶۹) پیش کردوں۔ جس میں آپ نے توفی کے معنی اس جگہ بظاہر نیند ہونا قبول کر لئے ہیں، اور پھر لکھا ہے کہ اس جگہ توفی سے حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے جو نیند ہے۔ ہم کو آپ کا اس قدر اقرار بس ہے کیونکہ خواہ آپ نے لفظ بظاہر کی قید لگائی یا مجاز کی۔ بہر حال آپ کا وہ دعویٰ (ازالہ اوہام ص۹۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰۳) قرآن مجید میں لفظ توفی بجز معنی اماتت کے دوسرے معنی میں مستعمل ہی نہیں ہوا۔ غلط ثابت ہوگیا۔

لفظ توفی پر اس قدر بحث وتحقیق کے بعد اب میں مرزاقادیانی کی وجہ استدلال کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جس سے آپ نے اس آیت کو تیسری دلیل وفات مسیح علیہ السلام پر قرار دیا ہے۔

مرزاقادیانی لکھتے ہیں: ’’فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ‘‘ سے پہلے یہ آیت ہے: ’’اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى. الخ‘‘ ’’قَالَ‘‘ ماضی کا صیغہ ہے اور ’’اِذْ‘‘ جو خاص ماضی کے واسطے آتا ہے اس سے پہلے موجود ثابت ہوا۔ یہ قصہ نزول آیت کے وقت ایک ماضی کا قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا۔ پھر جو جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ یعنی ’’فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ‘‘ وہ بھی صیغہ ماضی ہے۔ غرض اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے اور اس مرنے کا اقرار خود ان کی زبان کا موجود ہے۔ (ازالہ اوہام ص۶۰۲، خزائن ج۳ ص۴۲۵)

ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رب العالمین کے اس سوال وجواب کو زمانہ مستقبل کا سوال وجواب ثابت کردیں اور پھر ’’تَوَفَّيْتَنِیْ‘‘ کے جو معنی ’’رَفَعْتَنِیْ اِلَى السَّمَاءِ‘‘ عام مفسرین نے لئے ہیں۔ اس کا قرینہ اسی آیت میں سے نکال دیں تو کچھ شک نہیں کہ مرزاقادیانی کی یہ دلیل بھی ان کے حق میں بالکل بودی اور ضعیف ثابت ہو جائے گی۔ واضح ہو کہ ’’قَالَ‘‘ کے ماضی ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ مگر یہ غلط ہے کہ ’’اِذْ‘‘ صرف ماضی کے واسطے آتا ہے یا جب ماضی پر آتا ہے تو اس جگہ زمان مستقبل مراد ہونا ممتنع ہوتا ہے۔ دیکھو ’’وَلَوْ تَرَا اِذْ فَزِعُوْا‘‘ اور ’’اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا‘‘ میں ماضی پر ’’اِذْ‘‘ آیا ہے۔ مگر وہی حال قیامت کے لئے۔ علیٰ ہذا مضارع پر بھی ’’اِذْ‘‘ آیا ہے۔ پڑھو یہ آیت: ’’وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ‘‘ اور ’’وَاِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ‘‘ مگر ہاں سنت اللہ یہ ہے کہ زمان مستقبل کے جن امور کا ہونا یقینی اور ضروری ہے۔ ان کو بصیغۂ ماضی بیان کیا جایا کرتا ہے۔ جس شخص کو نظم قرآنی کے سمجھنے میں ذرا بھی مناسبت ہوگی۔ جس نے معمولی توجہ سے بھی قرآن مجید کے ایک پارہ کی تلاوت کی ہوگی۔ وہ ہمارے بیان کی صداقت سے بخوبی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ قیامت کا ذکر خصوصیت سے ایسا ذکر ہے جس کو جابجا بصیغۂ ماضی سے بیان کیا گیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح واقعات گزشتہ کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح احوال قیامت میں کسی کو مجال انکار ومقام شبہ باقی نہ رہ جائے۔ مثلاً حدیث صحیح میں آیا ہے: ’’جَاءَتْ الراجفة تَتْبَعُهَا الرادفه‘‘ پہلا نفخ صور آ گیا۔ اس کے ساتھ دوسرا بھی ہے۔ قرآن میں ہے: ’’اتی امر اللّٰه‘‘ قیامت آ گئی۔ گو ’’جاءت‘‘ اور ’’اتی‘‘ صیغہ ماضی ہیں۔ مگر زبان مستقبل کی خبر دیتے ہیں۔ اس طرز کلام میں یہ سمجھانا مقصود ہوتا ہے کہ ان امور کا واقع ہونا ذرا بھی غیریقینی نہیں۔

اب یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ پرسش وگزارش یہ سوال اور جواب زمانہ ماضی کا ایک قصہ نہیں بلکہ ’’يَوْمِ الدِّيْنِ‘‘ کے وقوعی امر کا اخبار ہے۔ آپ قرآن مجید کی طرف توجہ فرمائیے کہ شروع قصۂ مسیح ابن مریم علیہما السلام سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

اَلْغُیُوْبَ (المائدہ:۱۰۹)'' ﴿جس دن خدا تعالیٰ رسولوں کو اکٹھا کر کے فرمائے گا تم کو تمہاری امتوں نے کیا جواب دیا۔ عرض کریں گے ہم کو اس کی خبر نہیں تو علام الغیوب ہے۔﴾ الرسل لانے کے بعد ایک اولوالعزم رسول کے ساتھ جو سوال وجواب ہوں گے، ان کی خصوصیت سے تصریح بھی فرمادی اور اس سوال وجواب کے لکھنے سے پہلے مسئول عنہ کی قدر ومنزلت دکھلانے کے واسطے ان نعمتوں وعزتوں کا شمار بھی فرمایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطاء کی گئی تھیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس ہولناک دن میں کیسے کیسے ممتاز رسولوں کو اپنی اپنی پڑی ہوگی اور مشرکین کو ان کے معبود ذرا بھی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔

پھر دیکھو کہ اس جواب وسوال کے ختم ہونے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے گناہی کو تسلیم کر لینے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ ''اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (مائدہ:۱۱۸)'' کا اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا ہے: ''قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (مائدہ:۱۱۹)'' ﴿آج تو وہ دن ہے کہ صادقین کو ان کا صدق نفع پہنچائے گا۔﴾ اب اس میں تو شک نہیں کہ ''هٰذَا يَوْمُ'' اس سوال وجواب کے دن ہی کو کہا گیا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ ''يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ'' کا ظہور قیامت کے روز ہی ہونا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اب ''اذ قال'' کی کوئی اور توجیہ پیش کریں۔

اب ناظرین آیت ومعنی آیت ملاحظہ فرمائیں: ''وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَادُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (مائدہ:۱۱۷)'' میں ان کی نگہبانی کرتا رہا۔ جب تک ان کے درمیان موجود رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ان کا نگہبان اور رکھوالا تھا۔'' واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دینے کے وقت ''اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ'' فرمایا تھا۔ توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ یہ ایک جنس ہے جس کے تحت میں بہت انواع ہیں۔ رفع بھی اس کی ایک نوع ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ'' کے لفظ سے خبر دی ہے تا کہ تعین ہو جائے، اور اسی لئے جب مفسرین نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ خود اس جنس سے تعین ایک نوع کی فرما چکا ہے تو انہوں نے ''فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ'' کے معین بھی مراد سبحانی وتعین ربانی کے موافق کئے۔ جس کو مرزا قادیانی نے خود نہیں سمجھا اور اس غلط فہمی کی وجہ سے سب مفسرین پر الحاد اور تحریف کرنے کا فتویٰ جاری کر دیا۔ حضرت! اس میں مفسرین کا کچھ قصور نہیں۔ اگر تحریف اسی کا نام ہے تو وہ خود اس کلام پاک اور قدیم کے متکلم کی طرف سے وقوع میں آئی ہے جو فتوے لگانا ہو اس پر لگائے۔

جواب: ۲...... خارجی دلائل کو تائید میں لانے سے پہلے خود اس آیت کے اندر دلائل کے تلاش کرنے سے بہت کچھ ملتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یوں عرض کیا ہے: ''كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ'' یعنی جب تک میں ان کے درمیان موجود رہا تب تک ان کا نگہبان تھا۔ یہ الفاظ بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رہنے یعنی زندگی بسر کرنے کا کوئی ایسا زمانہ بھی ہے جب کہ وہ اپنی امت میں موجود نہیں رہے اور ان کو منصب رسالت وتبلیغ ووعظ وانداز سے کوئی علاقہ بھی نہیں رہا اور کچھ شک نہیں کہ وہی زمانہ صعود بر سماء کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول ''مَادُمْتُ فِيْهِمْ'' کے معنی سمجھنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے قول ''مَادُمْتُ حَيًّا'' پر بھی نظر ڈالنی چاہئے کہ پہلے قول میں آپ نے فرمایا ہے: ''جب تک میں ان کے درمیان رہا۔'' اور دوسرے قول میں ہے: ''جب تک میں زندہ رہوں۔'' پہلے میں ان کے درمیان رہنے کی قید اور دوسرے قول میں ''نماز

وزکوٰۃ کے لئے حیات کی قید۔‘‘ کیا معنی رکھتی ہے۔ اگر ’’فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ‘‘ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی موت کا بیان کرنا تھا تو اس کے لئے نہایت واضح لفظ یہ تھے کہ یوں فرماتے: ’’كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ حَيًّا فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ‘‘ جب کہ ایسا نہیں فرمایا تو ثابت ہوا کہ آپ کی یہ تیسری مستدلہ آیت بھی آپ کے دعویٰ کا کچھ ثبوت نہیں۔ بلکہ روشن ہوگیا کہ حیات مسیح علیہ السلام کے لئے ہماری دلیل ہے۔ ناظرین کو یہ بھی واضح ہو کہ مرزا قادیانی نے اپنی دیگر مستدلہ آیات کی نسبت تو دلالت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے اور وہ آیت دلالت کرتی ہے۔ مگر اس تیسرے نمبر کی آیت کی نسبت یہ الفاظ لکھے تھے کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مرنے پر کھلی کھلی گواہی دے رہی ہے، اور جو آیت ان کے زعم میں کھلی کھلی گواہی دیتی تھی اسی میں ان کا ضعف استدلال اس قدر ہے۔

اعتراض: امت کے بگڑنے کا علم مسیح علیہ السلام کو قیامت کے دن دیا جائے گا۔

جواب: یہ کسی آیت سے بھی ثابت نہیں۔ قطعاً بے بنیاد ہے خود مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کو قیامت سے پیشتر امت بگڑنے کی اطلاع ہے۔

’’میرے پر یہ کشفاً ظاہر کیا گیا کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم میں پھیل گئی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۵۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

’’خدائے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دکھایا گیا یعنی اس کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دی گئی۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۲۶۸، خزائن ج۵ ص ایضاً)

حضرات! ہمارے پاس قرآن پاک کی نص صریحہ اور احادیث نبویہ صحیحہ ہیں جو اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح دنیا میں آئیں گے اور آکر اپنی امت کا حال زبوں ملاحظہ کر کے قیامت کو ان پر گواہ ہوں گے۔ بخلاف اس کے مرزا قادیانی اپنا کشف بتاتے ہیں۔ اوّل تو خلاف قرآن وحدیث کسی کا کشف خود عندالمرزا قابل حجت نہیں۔

(ازالہ اوہام ص۵۶۷، خزائن ج۳ ص۴۰۵)

دوم: یہ کہ کشف ہمارے مخالف نہیں بلکہ ہمارے بیان کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔ یعنی مسیح علیہ السلام کو قبل از نزول آسمان پر اس کی خبر دی گئی اور بعد از نزول بموجب آیت قرآن واحادیث نبی علیہ السلام بچشم خود ملاحظہ فرمالیں گے۔ بہرحال یہ متعین ہوگیا کہ مسیح کو قیامت سے پیشتر امت بگڑنے کا پتہ ہے۔ فهو المطلوب!

ہماری اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مرزائی جو کہا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام قیامت کے دن اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے۔ یہ ازسرتاپا جھوٹ فریب اور بہتان وافتراء ہے۔

ایک اور طرز سے

مرزائیوں کو مسلّم ہے کہ عیسائی بعد توفی مسیح کے بگڑے ہیں اور یہ بھی ان کا مذہب ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد آپ کشمیر چلے آئے۔ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۲۷، خزائن ج۲۰ ص۲۹)

’’حالانکہ انجیل پر ابھی پورے تیس برس نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۵۴، خزائن ج۲۳ ص۲۶۶)

مذکورہ بالا بیان سے بلاتاویل ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ہجرت کشمیر کے بعد فوراً تثلیث پھیل گئی تھی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ توفی کے معنی موت نہیں ہیں۔

اعتراض: بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ قیامت کے دن کہیں گے کہ میری توفی کے بعد میری امت بگڑی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی مثال دیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ توفی کے معنی موت ہیں۔

الجواب: ایک ہی لفظ جب دو مختلف اشخاص پر بولا جائے تو حسب حیثیت وشخصیت اس کے جدا جدا معنی ہوسکتے ہیں۔ دیکھئے حضرت مسیح علیہ السلام اپنے حق میں نفس کا لفظ بولتے ہیں اور خدائے پاک کے لئے بھی ''تَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِیۡ وَلَا اَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِكَ (مائدہ:۱۱۶)'' اب کیا خدا کا نفس اور مسیح علیہ السلام کا نفس ایک جیسا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی توفی بمعنی ''اخذ الشئ وافیا'' پورا لینے کے ہے۔ کیونکہ اگر موت مراد لی جائے تو علاوہ نصوص صریحہ جن میں حیات مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے کے خلاف ہونے کے یہود پلید کی تائید وتصدیق ہوتی ہے کیونکہ وعدہ توفی کا رفع کا۔ بلاتوقف وبجلد ''پورا ہوا ہے جو سوائے رفع جسمانی کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔''

چوتھی آیت: جس کا موت مسیح علیہ السلام پر دلالت کرنا مرزا قادیانی نے تحریر کیا ہے۔ وہ یہ ہے: ''وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ '' اس کی وجہ استدلال مرزا قادیانی نے اس جگہ کچھ نہیں لکھی۔ صرف یہ تحریر کیا ہے کہ اس کی تفسیر اسی رسالہ میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

ناظرین واضح ہو کہ اس آیت میں غور طلب تین الفاظ ہیں۔ اوّل: ''لَيُؤۡمِنَنَّ'' دوم: ''بِهٖ'' سوم: ''قَبۡلَ مَوۡتِهٖ'' مرزا قادیانی نے ''لَيُؤۡمِنَنَّ'' کو صیغہ ماضی بنا کر ترجمہ کیا ہے اور یہ الفاظ لکھے ہیں کہ ''کوئی اہل کتاب نہیں جو اس بیان پر ایمان نہ رکھتا ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۳۷۲، خزائن ج۳ ص۲۹۱)

حالانکہ تمام روئے زمین کے علماء علم نحو کا اس قاعدے پر اتفاق ہے کہ جب مضارع پر لام تاکید اور نون ثقیلہ واقع ہوتے ہیں تو فعل مضارع اس جگہ خالص مستقبل کے لئے ہوجاتا ہے۔ یہ ایسا قاعدہ ہے جس کو مرزا قادیانی آج تک غلط ثابت نہیں کر سکے اور نہ کر سکیں گے۔ بلکہ جب یہاں آکر نہایت بے دست وپا ہوگئے تو یہ جواب بنایا۔ ''ہمارے پر اللہ اور رسول نے یہ فرض نہیں کیا کہ ہم انسانوں کے خود تراشیدہ قواعد صرف ونحو کو اپنے لئے ایسا رہبر قرار دے دیں کہ باوجودیکہ ہم پر کافی اور کامل طور پر کئی معنی آیت کھل جائیں اور اس پر اکابر مومنین اہل زبان کی شہادت بھی مل جائے۔ تو پھر بھی ہم اسی قاعدہ یا نحو کو ترک نہ کریں۔ اس بدعت کے التزام کی ہمیں حاجت ہی کیا ہے۔''

(مباحثہ دہلی ص۵۳، خزائن ج۴ ص۱۸۳)

(صرف ونحو کو بدعت کہنا یہی مرزا قادیانی کی بدعت ہے۔ شاہ اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''ایضاح الحق الصریح'' میں فرماتے ہیں ''جمع قرآن وترتیب سور، نماز تراویح، اذان اوّل برائے نماز جمعہ واعراب قرآن مجید، ومناظرہ اہل بدعت بدلائل نقلیہ، وتصنیف کتب حدیث۔ تبیین قواعد نحو، وتنقید رواۃ حدیث، واشتغال یا استنباط احکام فقہ بقدر حاجت، ہمہ از قبیل ملحق بالسنۃ ست کہ در قرون مشہود لہا بالخیر مروج گردیدہ، وبآں تعامل بلانکیر درآں قرون جاری شدہ، چنانچہ بر ماہر فن مخفی نیست۔'' مرزا قادیانی دیکھیں کہ قواعد نحو کو کن علوم ہمایوں کے پہلو میں جگہ دی گئی ہے۔ پھر اس کا ملحق بالسنۃ ہونا، قرون مشہود لہا بالخیر میں بلا انکار احد سے مروج ہونا اور تعامل کے زبردست سلسلہ میں (جس کی اوٹ آپ اکثر لیا کرتے ہیں) آجانا یہ سب امور کس وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں اور آخر فقرہ میں یہ بھی ظاہر فرمادیا ہے کہ

ان سے انکار کرنے والا تاریخ اسلامی سے ناواقف محض ہے)

اس جواب سے جو علمیت وقابلیت اور پھر اس پر زبان دانی اور الہام یابی کا افتخار ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیسری آیت کی وجہ استدلال میں جب مرزا قادیانی نے حرف ''اِذْ'' اور ''قَالَ'' پر نحوی بحث کی تھی۔ اس وقت تو اس بدعت کے التزام کی ان کو حاجت تھی۔ اب کہ اس التزام سے دعویٰ ٹوٹتا ہے اور بے شمار وساوس ودور از کار خیالات (جن کو بڑی آب وتاب کے ساتھ مجموعہ اوہام میں جلوہ دیا گیا ہے) ''هَبَاۤءً مَّنْثُوْرًا'' کی طرح اڑے جاتے ہیں تو اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کو اس التزام بدعت کی کچھ حاجت نہیں رہی۔ مگر اس لئے کہ آپ کو اس کی حاجت نہیں رہی۔ لازم نہیں آتا کہ قاعدہ نحوی کی صحت بھی باقی نہیں رہی۔ ناظرین یاد رکھیں کہ ''لَیُؤْمِنَنَّ'' خالص مستقبل کے لئے ہے۔

(ایک دوسری آیت میں ہے: ''ثُمَّ جَاۤءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّه (آل عمران:۸۱)'' صرف حاضر وغائب کا فرق ہے۔ مرزا قادیانی اس کو بھی ماضی بنا کر ترجمہ کر دکھلائیں)

دوسری بحث ''بہ'' کی ضمیر پر ہے کہ اس کا مرجع کون ہے۔ مرزا قادیانی ''بہ'' کا مرجع بیان مذکورہ بالا کو بتاتے ہیں۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص۳۷۲، خزائن ج۳ ص۲۹۱) اور ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ لیکن بیان مذکورہ کو مرجع قرار دینے سے ہمارا کچھ حرج نہیں۔ یعنی محض ''بِهٖ'' کا مرجع بیان مذکورہ قرار دینے سے مرزا قادیانی کا مذہب ثابت ہونا ممکن نہیں۔ تیسری بحث ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کی ضمیر پر ہے اور یہ بھی ''لَیُؤْمِنَنَّ'' کی طرح ضروری بحث ہے کیونکہ جو کوئی ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کی ضمیر کا مرجع قرار دیا جائے گا۔ اسی کی حیات بالفعل ثابت ہو جائے گی۔ بعض مفسرین نے ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کے مرجع قرار دینے میں مختلف اقوال لکھے ہیں۔ مگر اہل سنت والجماعت کے جمہور کا مختار مذہب یہ ہے کہ ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ مرزا قادیانی نے بھی مسلمانوں کے حال پر رحم فرما کر (ازالہ اوہام ص۳۷۲، خزائن ج۳ ص۲۹۱) پر ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے اور گو آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے بڑے بڑے لمبے لمبے جملہ ہائے معترضہ بیچ میں ڈال کر معنی کچھ کے کچھ کر گئے ہیں مگر ہم اس کو لاکھ غنیمت سمجھتے ہیں کہ ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کے مرجع میں وہ ہم سے خلاف نہیں۔ (ازالہ اوہام ص۳۸۵، خزائن ج۳ ص۲۹۸)

(مرزا قادیانی نے ''بِهٖ'' کی ضمیر کا مرجع بیان مذکورہ اور ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کا مرجع کتابی ہی کو بتایا ہے مگر معلوم نہیں کہ: ''یوم القیامة یكون علیهم شهیدا'' میں ''یكون'' کا فاعل کس کو قرار دیں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی قرار دیں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ضمائر میں اس قدر بعد وانفصال اور تعقید کلام میں داخل ہے جو فصاحت وبلاغت سے سخت مخالف ہے۔ پھر ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کی ضمیر کا مرجع کتابی کو کہنا اس لئے غلط ہے کہ اس صورت میں ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کا جملہ کلام میں ذرا بھی فائدہ نہیں دیتا۔ کیونکہ ''لَیُؤْمِنَنَّ'' میں جو ایمان لانے کی خبر ہے۔ وہ خود حیات کتابی کی متقاضی ہے۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ بعد از موت یقین کرنے کا نام بھی شرع میں ایمان رکھا گیا ہے اور یہ بالبداہت باطل ہے۔ واضح رہے کہ شرع میں حالت نزع بھی بعد از موت میں داخل اور زمانہ حیات سے خارج ہے۔ دیکھو جب فرعون نے اپنے غرق ہونے کو یقینی معلوم کر کے ''اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَاۤءِیْلَ'' کہا تو اس کے جواب میں اس کو یہی کہا گیا: ''آلان وقد عَصَیْتَ قَبْلُ'' غرض مرزا قادیانی کے معنی ہر طرح سے نظم قرآنی کے خلاف ہیں۔ اگرچہ ان کے وہ معنی بھی کسی طرح سے مفید مطلب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ''لَیُؤْمِنَنَّ'' صیغہ ماضی نہیں بن سکتا)

پھر قند مکرر کے طور پر اس شہادت کو ادا کیا ہے اور تسلیم کر لیا کہ: ’’قَبْلَ مَوْتِہٖ‘‘ کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ: ’’قَبْلَ مَوْتِہٖ‘‘ کی تفسیر یہ ہے کہ ’’قَبْلَ ایمانہ بموتہ‘‘ ہم کو ان معنی سے کچھ سروکار نہیں۔ ضمیر کا مرجع جس کو ہم نے قرار دیا تھا اسی کو مرزا قادیانی نے تسلیم بھی کر لیا۔ ’’وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ‘‘ اب اس تسلیم کے بعد مرزا قادیانی اور ان کے تمام اعیان وانصار کے لئے محال کلی ہے کہ اس آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی (صراحت تو کیا) دلالت بھی ثابت کر سکیں۔ اب اس آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... اور نہیں کوئی اہل کتاب سے۔ مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے۔ (شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ)

۲...... اور جو فرقہ کتاب والوں میں سے ہے۔ سو اس پر یقین لائیں گے اس کی موت سے پہلے۔ (شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ)

۳...... ونباشد ہیچ کس از اہل کتاب الا ایمان آورد بہ عیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ۔ (شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

ان ہر سہ تراجم میں ’’بِہٖ‘‘ اور ’’قَبْلَ مَوْتِہٖ‘‘ دونوں کی ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یہی مذہب جمہور ہے۔

۴...... اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا وہ قرآن کے بیان مذکورہ بالا پر پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی)

یہ معنی مرزا قادیانی کے مذہب پر ہیں جو ’’بِہٖ‘‘ کا مرجع بیان کو اور ’’مَوْتِہٖ‘‘ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ اور ان سب صورتوں میں حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہوتی ہے۔ وفات کا کیا ذکر ہے اور اس آیت سے مرزا قادیانی کو استدلال کرنے کی کیا وجہ ہے؟

یاد رکھو کہ جب تک مرزا قادیانی ’’لَیُؤْمِنَنَّ‘‘ کو مفید معنی ماضی ثابت نہ کر سکیں۔ تب تک وہ اس آیت سے استدلال کا نام بھی نہیں لے سکتے اور وہ ثابت کرنا اس وقت تک ان پر محال ہے جب کہ موجودہ علم نحو کی تمام کتابوں کو ڈبو کر اور تمام عرب اہل زبان کو دریا برد کر کے از سر نو ملک عرب آباد نہ کریں اور اس میں اپنا نو ایجاد کردہ صرف ونحو جاری نہ فرمائیں۔

<u>پانچویں آیت:</u> مرزا قادیانی نے وفات مسیح کے ثبوت میں تحریر کی ہے: ’’مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ‘‘ آیت مذکورہ کو مرزا قادیانی نے موت مسیح علیہ السلام پر نص صریح لکھ کر بتایا ہے کہ وجہ استدلال یہ ہے کہ ’’کَانَا‘‘ حال کو چھوڑ کر گزشتہ کی خبر دیا کرتا ہے...... اس جگہ ’’کَانَا تثنیہ‘‘ ہے۔ دونوں اس ایک ہی حکم میں شامل ہیں۔ یہ نہیں بیان کیا گیا کہ حضرت مریم علیہا السلام تو بوجہ موت طعام کھانے سے روکی گئیں لیکن حضرت ابن مریم کسی اور وجہ سے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’اگر اس آیت کو ’’مَاجَعَلْنَاھُمْ جَسَدًا لَا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ‘‘ کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو یقینی وقطعی نتیجہ یہ ہے کہ فی الواقع حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۰۳، خزائن ج۳ ص۴۲۶)

ناظرین! یہ غلط ہے کہ ''کان'' ہمیشہ حال کو چھوڑ کر گزشتہ زمانہ کی خبر دیا کرتا ہے۔ اگر یہی صحیح ہے تو ''کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (فتح:۲۱)'' کا ترجمہ مرزا قادیانی کر کے دکھلائیں۔ کیا خدا پہلے قادر تھا اب نہیں؟ معاذ اللہ! یا ''مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ (توبہ:۱۱۳)'' کیا مشرکین کے گزشتہ زمانہ میں استغفار ناجائز تھا۔ اب جائز ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ کان صرف ماضی کے لئے نہیں بلکہ حال و مستقبل کو بھی شامل ہوتا ہے۔

اب حقیقت حال سنئے۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے دو فرقوں کی تردید و تکذیب دلائل عقلی سے فرمائی ہے اور ان کے کفر کا ثبوت دیا ہے۔

۱…… ''لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ (مائدہ:۱۷)'' ﴿البتہ وہ کافر ہوئے۔ جن کا یہ قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے کیونکہ مسیح نے تو خود کہا ہے۔ لوگو میرے اور اپنے خدا کی عبادت کرو۔﴾

۲…… ''لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ (مائدہ:۷۳)'' ﴿البتہ وہ بھی کافر ہوئے جو خدا کو تثلیث کا ایک اقنوم کہتے ہیں۔﴾

۳…… ''مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ (مائدہ:۷۵)'' ﴿اور مسیح بن مریم تثلیث کے دوسرے دو اقنوم جیسا کہ رومن کیتھولک کا اعتقاد ہے بھی خدا نہیں کیونکہ مسیح بن مریم تو رسول ہے اس سے پہلے بھی رسول ہو چکے ہیں اور اس کی ماں صحابیہ وصدیقہ ہے۔ دونوں طعام کھایا کرتے تھے۔﴾

صاف ظاہر ہے کہ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کو عیسائیوں کی غلطی ثابت کرنا اور ان کے کفر پر دلیل قائم کرنا منظور تھا جو مسیح علیہ السلام ہی کو خدا قرار دیتے تھے۔ ان پر یوں دلیل قائم کی کہ مسیح علیہ السلام خود لوگوں کو یوں کہا کرتا تھا کہ میرے رب اور اپنے رب کی عبادت کرو اگر وہ خود خدا ہوتا تو وہ یوں کہا کرتا۔ لوگو میں جو تمہارا رب ہوں۔ میری عبادت کرو۔ لیکن جب مسیح علیہ السلام نے خدا کی ربوبیت کا اقرار کیا ہے تو اس تربیت یافتہ کو رب کہنا کفر ہے۔

جو لوگ ایک خدا کو تین خدا اور تین خدا کو ایک خدا کہتے اور خدا، مسیح۔ مریم کو اقانیم ثلثہ قرار دیتے تھے۔ خداوند کریم نے ان پر دلیل قائم کی کہ جب ہزاروں، لاکھوں شخصوں نے ان دونوں ماں بیٹا کو لوازم بشری کے محتاج اپنی طرح پایا اور دیکھا ہے اور بایں ہمہ پھر ان کو خدا کہنے کی جرأت کی ہے۔ یہ بھی ان کا کفر ہے۔ اب ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اس میں موت وحیات کی کیا بحث ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے وہ مراد ہی نہیں لی تو مرزا قادیانی متکلم کے خلاف ان الفاظ سے معانی نکالنے کے کیا مجاز ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ تفسیر بالرائے کا کیا حکم ہے؟

علاوہ اس کے مرزا قادیانی کو خود قرار ہے کہ ''حضرت مریم علیہا السلام کے طعام نہ کھانے کی وجہ موت اور ابن مریم کے طعام نہ کھانے کی کوئی دوسری وجہ بیان نہیں کی گئی۔ صرف ''کانا'' کہا گیا ہے۔'' تو اس صورت میں مرزا قادیانی کا کیا حق ہے کہ جس امر کی وجہ اس آیت میں بیان نہیں ہوئی۔ اس کو آپ خود بیان کریں بلکہ اس پر جزم بھی کر دیں۔ کیا ممکن نہیں کہ دو شخصوں کا ایک مشترکہ فعل سے جدا ہونا مختلف اسباب سے ہو۔ مثلاً زید اور عمرو پارسال دونوں لاہور رہتے تھے۔ زید نے تعلیم چھوڑ دی اور عمرو ولایت چلا گیا۔ اس مثال میں دیکھو۔ لاہور میں رہائش دونوں کا مشترکہ فعل ہے مگر اس سے

جدا ہونے کے مختلف اسباب ہیں۔

مرزا قادیانی! اگر ایسے دلائل ہی آپ کے مذہب کے مؤید ہیں تو اس کے مقابلہ میں کوئی شخص یہ آیت پیش کر سکتا ہے: ’’قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (مائدہ:۱۷)‘‘ ﴿یہ کہہ دے کون سی چیز خدا کی روک بن سکتی ہے۔ اگر وہ یہ چاہے کہ مسیح علیہ السلام اور اس کی ماں کو نیز تمام مخلوق کو جو کل صفحۂ زمین پر ہے، ہلاک کر دے۔ اگر ہلاک کر دے بتا رہا ہے کہ اب تک اللہ تعالیٰ نے ہلاک نہیں کیا۔﴾ اور کہہ سکتا ہے کہ نہ کبھی ’’جَمِيْعَ مَنْ فِي الْاَرْضِ ‘‘ ہلاک ہوئے اور نہ مسیح علیہ السلام اور نہ ان کی مادر صدیقہ ہی کو ہلاکت نے اپنا اثر پہنچایا۔ جس طرح آج ’’جَمِيْعَ مَنْ فِي الْاَرْضِ ‘‘ زندہ ہیں۔ مسیح اور اس کی ماں بھی زندہ ہے۔ اگر آپ اس کو صحیح نہیں مان سکتے تو وہ آپ کا استدلال باولیٰ غیر صحیح اور سراپا غلط ہے۔

اس آیت کو آپ نے نص صریح کہہ کر پھر استدلال کے وقت اس کے ساتھ دوسری آیت کو ملانے اور پھر یقینی نتیجہ پر پہنچنے کی نسبت جو لکھا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک بھی یہ آیت نص صریح ’’لذاتہا‘‘ نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ دوسری آیت جس کو ملا کر آپ نے اس دلیل کو کامل بنایا ہے اس کی بحث ذیل میں آتی ہے۔

چھٹی آیت: ’’وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (الانبیاء:۸)‘‘ ﴿اور نہیں بنائے تھے ہم نے ان کے ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھائیں۔﴾

قادیانی استدلال: ’’درحقیقت یہی اکیلی آیت کافی طور پر مسیح علیہ السلام کی موت پر دلالت کر رہی ہے۔ کیونکہ جب کوئی جسم خاکی بغیر طعام کے نہیں رہ سکتا، یہی سنت اللہ ہے تو پھر حضرت مسیح علیہ السلام کیوں اب تک بغیر طعام کے زندہ موجود ہیں اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے: ’’ولن تجد لسنة اللّٰه تبديلا ‘‘ اور اگر کوئی کہے کہ اصحاب کہف بھی تو بغیر طعام کے زندہ موجود ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان کی زندگی بھی اس جہان کی زندگی نہیں۔ مسلم کی حدیث سو برس والی ان کو بھی مار چکی ہے۔ بے شک ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اصحاب کہف بھی شہداء کی طرح زندہ ہیں، ان کی بھی کامل زندگی ہے۔ مگر وہ دنیا کی ایک ناقصہ کثیفہ زندگی سے نجات پا گئے ہیں۔ دنیا کی زندگی کیا چیز ہے اور کیا حقیقت؟ ایک جاہل اس کو بڑی چیز سمجھتا ہے اور ہر ایک قسم کی زندگی جو قرآن شریف میں مذکور و مندرج ہے اسی کی طرف گھسیٹتا چلا جاتا ہے، وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ دنیوی زندگی تو ایک ادنیٰ درجہ کی زندگی ہے جس کے ارزل حصہ سے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے بھی پناہ مانگی ہے اور جس کے ساتھ نہایت غلیظ اور مکروہ لوازم لگے ہوئے ہیں۔ اگر انسان کو اس سفلی زندگی سے ایک بہتر زندگی حاصل ہو جائے اور سنت اللہ میں فرق نہ آئے تو اس سے زیادہ کون سی خوبی ہے؟‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۰۵، خزائن ج۳ ص۴۲۶،۴۲۷)

جواب: (۱) یہ آیت مشرکین مکہ کا جواب ہے جو کہا کرتے تھے: ’’مالهذا الرسول ياكل الطعام ويمشى فى الاسواق ‘‘ یہ کیا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا ہے۔‘‘ قرآن مجید نے جواب میں فرمایا: ’’وما جعلنٰهم جسدا لا ياكلون الطعام ‘‘ کوئی ایسا انسان نہیں جو کھانا نہ کھاتا ہو۔‘‘ پہلے انبیاء بھی کھانا کھاتے تھے۔ آپ ﷺ بھی کھانا کھاتے ہیں۔ اجسام کے لئے طعام ضروری ہے۔ لیکن آسمان والوں کے لئے آسمانی کھانا، زمین والوں کے لئے زمینی کھانا، لیکن اللہ تعالیٰ کبھی ایسا بھی فرماتے ہیں کہ زمین والوں کے لئے آسمانی کھانا زمینی کھانے جیسا بھیج دیا۔ جیسے نزول مائدہ، یا آنحضرت ﷺ کے لئے اس سے بھی اعلیٰ کھانا ’’يطعمنى ربى ويسقينى ‘‘ صوم وصال میں دیکھئے۔ آپ ﷺ ہیں زمین پر مگر کھانا آسمان والوں کا کھا رہے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر آسمانی کھانا کھاتے ہیں تو اس میں

کیا اشکال؟ (تفصیل آگے آئے گی)

جواب: ۲...... وفات مسیح پر یہ چھٹی آیت مرزا قادیانی نے لکھی ہے: ''وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَا يَاكُلُوْنَ الطَّعَامَ'' اور تحریر کیا ہے کہ درحقیقت یہی اکیلی آیت کافی طور پر مسیح علیہ السلام کی موت پر دلالت کرتی ہے۔

(ازالہ اوہام ص۶۰۵، خزائن ج۳ ص۴۲۶)

اس فقرہ کے الفاظ درحقیقت یہی اکیلے، کافی طور پر ناظرین کی توجہ کے لائق ہیں۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اس اکیلی کے سوا مرزا قادیانی کی دیگر مستدلہ آیات درحقیقت مسیح علیہ السلام کی موت پر دلالت نہیں کرتیں اور اگر ان کو حقیقت کے خلاف اس مسئلہ کی دلیل بنایا بھی جائے تو وہ کافی طور پر دلیل نہیں کہلا سکیں۔ ناظرین یہ کیسا صاف اقرار ہے کہ مرزا قادیانی کے دل میں بھی باقی ۲۹ آیتیں ان کے مذہب کی تائید پر نہیں: ''قضی الرجل علی نفسه'' یاد رکھو کہ ''یہی'' حصر کے لئے آتا ہے۔ ''اکیلی'' نے اس کو اور بھی پرزور کر دیا۔ مرزا قادیانی کی وجہ استدلال یہ ہے کہ جب کوئی جسم خاکی بغیر طعام کے نہیں رہ سکتا تو پھر حضرت مسیح علیہ السلام کیونکر اب تک بغیر طعام کے زندہ موجود ہیں؟ ناظرین اس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ کوئی جسم ایسا نہیں جسے طعام (غذا) کی حاجت نہ ہو مگر آیت میں یہ کہاں ہے کہ کوئی جسم ایسا نہیں جو فلاں مدت تک بغیر طعام کے زندہ نہ رہ سکے اور جب یہ نہیں تو مرزا قادیانی کے لئے یہ دلیل بھی نہیں۔ مرزا قادیانی کا خیال ہے کہ جو شخص ان کی طرح ہر روز دو وقت کھانا نہ کھاتا ہو۔ وہ مردہ ہے۔ اگر یہی صحیح ہے تو فرنچ قوم کے نزدیک جو دن میں آٹھ دفعہ کھاتے ہیں۔ کل ہندوستان مردہ ہے اور جو چینی پورے پچاس روز کا برت رکھتے ہیں وہ مردہ درگور ہیں۔ ناظرین آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ کسی جسم کا ایک خاص مدت معین تک اکل وشرب سے جدا رہنا نہ تو اس جسم کے مردہ ہونے کی دلیل ہوسکتا ہے اور نہ اس جسم کے لوازم جسمانی سے بے نیاز ہونے کی حجت بن سکتا ہے۔

قرآن مجید اس امر کا گواہ ہے کہ: ''وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا (کهف:۲۵)'' اصحاب کہف ۳۰۹ برس تک اسی معمورہ دنیا کے ایک پہاڑ میں اکل وشرب کے بغیر زندہ رہے اور ۳۰۹ برس بعد ان کو طعام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ ان میں سے ایک اس وقت طعام لینے کو پہاڑ سے نکلا۔ مرزا قادیانی غور کریں کہ جس طرح پر تحقیقات حکماء کو جن کا یہ قول ہے کہ زیادہ سے زیادہ ابن آدم ۷۰ دن تک بلا طعام کے زندہ رہ سکتا ہے۔ ۳۰۹ برس نے غلط ثابت کر دیا۔

جواب: ۳...... دوسری دلیل کو سماعت فرمائیے۔ شاید آپ یہ جانتے ہیں کہ طعام کا لفظ زبان شرع میں صرف نباتات اور زمین کی روئیدگی یا حیوانی غذا کے لئے آتا ہے اور یہی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ زبان شرع میں ان انوار وبرکات کو بھی طعام کہا گیا ہے۔ جو خواص بشر کی جسمانی اور روحانی تربیت ایسی ہی کرتے ہیں جیسے دیگر ماکولات اور روئیدگی زمینی عوام کی تربیت جسمانی کا کام آتی ہیں۔ ذیل میں مثالیں ملاحظہ ہوں۔

بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا

۱...... اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے اور پیئے زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں۔ اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ''وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا (کهف:۲۵)'' اس سے مرزا قادیانی کا یہ وسوسہ بھی زائل ہوگیا کہ جو شخص اسّی یا نوے سال کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ محض

نادان ہوجاتا ہے۔ ’’کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْلَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا (النحل:۷۰) ‘‘اس لئے کہ ارذل العمر کی تفسیر میں اسّی یا نوے سال کی قید مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے لگائی ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں قید نہیں۔ اصحاب کہف تین سو سال تک کہیں نادان نہیں ہوگئے اور علیٰ ہذا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام صدہا سال زندہ رہے اور ظاہر ہے کہ نبی کے علم اور عقل کا زائل ہونا ناممکن اور محال ہے۔

۲...... حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو شدید قحط ہوگا اور اہل ایمان کو کھانا میسر نہ آئے گا۔ اس پر صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس وقت اہل ایمان کا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’یُجْزِئُھُمْ مَایُجْزِئُ اَھْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّقْدِیْسِ‘‘

(مشکوٰۃ ص۴۷۷، باب علامات بین یدی الساعۃ)

یعنی اس وقت اہل ایمان کو فرشتوں کی طرح تسبیح وتقدیس ہی غذا کا کام دے گی۔

۳...... اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کئی کئی دن کا صوم وصال رکھتے اور یہ فرماتے: ’’اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ‘‘ (بخاری ج۲ ص۱۰۱۲، باب کم التعزیر والادب)

’’تم میں کون شخص میری مثل ہے کہ جو صوم وصال میں میری برابری کرے۔ میرا پروردگار مجھے غیب سے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔‘‘ یہ غیبی طعام میری غذا ہے معلوم ہوا کہ طعام وشراب عام ہے۔ خواہ حسی ہو یا غیبی ہو۔ لہٰذا ’’وَمَا جَعَلْنٰھُمْ جَسَدًا لَّا یَأْکُلُوْنَ الطَّعَامَ (الانبیاء:۸) ‘‘سے یہ استدلال کرنا کہ جسم عنصری کا بغیر طعام وشراب کے زندہ رہنا ناممکن ہے غلط ہے۔ اس لئے کہ طعام وشراب عام ہے کہ خواہ حسی ہو یا معنوی۔ حضرت آدم علیہ السلام اکل شجرہ سے پہلے جنت میں ملائکہ کی طرح زندگی بسر فرماتے تھے۔ تسبیح وتہلیل ہی ان کا ذکر تھا۔ پس کیا حضرت مسیح علیہ السلام جو نفخۂ جبرائیل سے پیدا ہونے کی وجہ سے جبرائیل امین کی طرح تسبیح وتہلیل سے زندگی بسر نہیں فرما سکتے۔

۴...... ’’اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ (آل عمران:۵۹) ‘‘جو آسمانوں پر سیدنا آدم علیہ السلام کی غذا تھی وہی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں بغیر کھائے پئے زندہ رہنا قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد: ’’فَلَوْلَا اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (الصافات:۱۴۳،۱۴۴) ‘‘اس پر صاف دلالت کرتا ہے کہ یونس علیہ السلام اگر مسبحین میں سے نہ ہوتے تو اس طرح قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ٹھہرے رہتے اور بغیر کھائے اور پئے زندہ رہتے۔

۵...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے: ’’کَمَا قَالَ تَعَالٰی اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ھَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ (المائدہ:۱۱۲) الٰی قولہ تعالیٰ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنَزِّلُھَا عَلَیْکُمْ (المائدہ:۱۱۴،۱۱۵) ‘‘جو خدا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر ان کی قوم کو آسمانوں کا کھانا زمین پر بھیج سکتا ہے کیا وہ مسیح علیہ السلام کو آسمانوں پر رکھ کر آسمانی کھانا نہیں دے سکتا؟

ساتویں آیت: ’’وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ (آل عمران:۱۴۴)‘‘ ﴿اور محمد تو ایک رسول ہے ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول۔ پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں۔﴾

قادیانی استدلال: یعنی محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ اب کیا اگر یہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو ان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ؟ اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا ہی پہلے نبیوں میں سے پیش کرو جو اب تک زندہ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اگر مسیح ابن مریم علیہ السلام زندہ ہے تو پھر یہ دلیل جو خدا تعالیٰ نے پیش کی صحیح نہیں ہوگی۔

(ازالہ اوہام ص۶۰۶، خزائن ج۳ ص۴۲۷)

جواب: ا...... ناظرین قابل غور یہ ہے کہ ترجمہ میں یہ الفاظ ’’ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔‘‘ قرآن مجید کے کن الفاظ کا ترجمہ ہیں۔ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ ’’قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل‘‘ کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی براہ نوازش کسی لغت کی کتاب میں یہ تو دکھلائیں کہ ’’خَلَتْ‘‘ یا ’’خَلَا‘‘ بمعنی موت زبان عرب میں آیا بھی ہے؟ آپ اس جگہ صرف اپنے دعویٰ کی تائید میں ایسے مصروف ہوئے ہیں کہ خواہ لغت اور محاورہ آپ کے ترجمہ کی غلطی کو صاف ظاہر کر رہا ہو۔ مگر آپ کو اس کی ذرہ پرواہ نہیں۔ اچھا صاحب اگر خلت کے معنی فوت ہو جانا ہی ہیں تو آپ اس آیت: ’’سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ (الفتح:۲۳)‘‘ کا کیا ترجمہ کرتے ہیں؟ کیا یہی کہ وہ سنت الٰہی ہے جو تم سے پہلے فوت ہو چکی ہو؟ اگر آپ ایسا ترجمہ کریں گے تو آیت ہذا کے ساتھ ملے ہوئے الفاظ ’’وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا‘‘ آپ کے اس ترجمہ کی سخت تکذیب کریں گے۔

پس جب آیت متدلہ میں مرزا قادیانی کا ترجمہ ہی غلط ہے تو استدلال کی صحت کہاں رہی؟ مرزا قادیانی کے ترجمہ میں اتنے الفاظ سینہ واہیں تو ’’ان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا۔‘‘ حالانکہ نہ ان الفاظ کی کچھ ضرورت تھی اور نہ کسی الفاظ قرآنی کا ترجمہ ہیں۔

ناظرین کو یہ بھی واضح ہو کہ آیت کا نزول جنگ احد میں ہوا تھا۔ رسول کریم ﷺ اس جنگ میں زخمی ہو کر کشمکش کے اندر ایک غار میں گر گئے تھے۔ شیطان نے پکار دیا کہ محمد ﷺ مارے گئے۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کا تمام لشکر (بجز خواص اصحاب کے) بھاگ نکلا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ احکام شریعت کی تعمیل صرف اس وقت تک کی جاتی ہے جب تک نبی اپنی امت میں بہ نفس نفیس موجود رہے؟ یہ تمہارا خیال غلط ہے۔ ذرا خیال کرو کہ کس قدر نبی اور رسول ہو چکے ہیں۔ کیا وہ سب اپنی امت میں موجود ہیں ان کے متبعین نے اپنا دین محض اسی وجہ سے ترک کر دیا ہے؟ اور جب کسی نے بھی ایسا نہیں کیا تو کیا تم ایسا کرو گے؟ پہلے حکمت سے سمجھایا پھر تنبیہ کے لئے زجر آمیز کلمات فرمائے۔ خیال کرو اس میں وفات مسیح کی کون سی دلیل ہے؟

واضح ہو کہ ’’خلت‘‘ کا مصدر ’’خَلَوًا‘‘ ہے اور چند معنی میں مستعمل ہے۔ ’’جدا ہونا یا تنہا ہونا۔‘‘ چنانچہ اس آیت میں ہے۔ (۱) ’’وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ (البقرہ:۷۶)‘‘ جب ایک دوسرے کے پاس سے تنہا ہوتے ہیں، یا ہوتے رہنا چنانچہ اس آیت میں ہے۔ (۲) ’’وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (فاطر:۲۴)‘‘ کوئی امت نہیں مگر اس میں ڈرانے والا ہوا ہے۔ (۳) ’’قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ (آل عمران:۱۳۷)‘‘ تم سے پہلے کئی دستور

ہوتے رہے ہیں۔ چلے آنا۔ چنانچہ اس آیت میں ہے۔ (۴) ''سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ (الفتح:۲۳)'' یہ سنت الٰہی ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے۔ (۵) ''وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ (البقرہ:۱۴)'' (۶) ''وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ (آل عمران:۱۱۹)'' (۷) ''وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ (الاحقاف:۱۷)'' (۸) ''تلك امة قد خلت (البقرة)'' (۹) ''فی امم قد خلت (الاعراف:۳۸)'' (۱۰) ''قد خلت من قبلها امم (الرعد:۳۰)'' پس ''قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ'' کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ ''ہوتے رہے ہیں ان سے پہلے رسول۔''

یہ یاد رکھو! کہ ''خَلَا'' اور ''خَلَتْ'' لغت میں زمانہ کی صفت کے لئے آتا ہے۔ دیکھو قرون خالیہ مثلاً عرب بولتے ہیں۔ ''خَلَتْ یَاخَلُوْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ'' (رمضان کی فلاں تاریخ گزر گئی) اور اہل زمانہ کے لئے مجازاً، اور اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ ''خَلَتْ'' کا سیدھا اثر رسالت پر ہے نہ رسولوں کے وجود پر لہٰذا آیت: ''قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ'' کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے بھی بہت رسول رسالت کر چکے ہیں۔ تبلیغ احکام رسالت کر چکنا متضمن اس امر کا نہیں کہ سب کے سب مر بھی چکے ہیں۔ گو ان میں سے اکثر مر بھی چکے ہوں۔ مثلاً (بلاتشبیہ) کوئی پرویز مشرف کو مخاطب کر کے کہے کہ آپ سے پہلے بھی جسٹس رفیق تارڑ حکومت کر چکے ہیں تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جسٹس رفیق تارڑ جواب تک زندہ صحیح سالم حالت میں موجود ہیں۔ یہ سب مر بھی گئے۔

ناظرین بلاغت قرآنی سمجھنے کے لئے یہ غور کرنا چاہئے کہ ''خَلَتْ'' کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ مقتضائے مقام اور بظاہر تناسب کلام تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا: ''قَدْ مَاتُوْا اَوْ قُتِلُوْا مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلَ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْقُتِلَ'' (محمد ﷺ) سے پہلے جتنے رسول تھے یا وہ مر گئے یا قتل ہوگئے۔ پھر اگر آپ ﷺ بھی قتل ہوجائیں یا مر جائیں۔ مگر ایسا نہیں فرمایا: ''وللّٰه الحجة البالغة'' وجہ یہ ہے کہ مفرورین پر حجت بھی قائم ہوجائے اور آنحضرت ﷺ سے پہلے رسولوں اور نبیوں کے زمان رسالت کے منقطع ہونے کی خبر بھی دی جائے اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر دلیل بھی قائم رہی۔ ''اَیُّهَا النَّاس تَفَكَّرُوْا''

اس تمام بیان سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے لشکر مسلمین پر جو دلیل قائم کی ہے۔ وہ صحیح و درست ہے مگر جو مطلب مرزا قادیانی ان الفاظ میں ڈھونڈھتے ہیں۔ اسے پاش پاش کرنے کے لئے عرب کا لغت اور قرآن کریم کا اسلوب شمشیر بکف کھڑے ہیں۔ تعالیٰ الله عن ذلك!

جواب: ۲...... پوری دنیا کے قادیانی مل کر اپنے مسلمہ تیرہ صدیوں کے مجددین کا ایک حوالہ دکھا سکتے ہیں کہ انہوں نے اس آیت سے یہی استدلال کیا ہو جو مرزا کا ہے قیامت کی صبح تک نہیں؟

کیا ''خلت'' کے معنی موت ہیں؟ اور سنو! اسی سورت میں ایک مقام پر ارشاد ہے: ''كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِیْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ (الرعد:۳۰)'' ﴿اے رسول ﷺ اسی طرح بھیجا ہم نے تم کو ایک امت میں۔ ہو چکی ہیں اس سے پیشتر امتیں۔﴾ کیا اس جگہ خلت کے معنی یہ ہیں کہ پہلی امتیں سب کی سب صفحۂ زمین سے مٹ چکی تھیں؟ ہرگز نہیں۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ موجود تھے۔ خود قرآن میں یا اہل الکتاب اہل انجیل اہل تورات کہہ کر ان کو یاد کیا گیا ہے۔ الغرض خلت کے معنی موت لے کر وفات مسیح کو ثابت کرنا مقصود خداوندی و منشاء محمدی ﷺ کے خلاف ہے ایسا ہی ''الرسول'' سے تمام رسول مراد لینا بھی تحکم ہے۔

ہاں! ہاں!! اگر آنحضرت ﷺ سے پہلے سب کے سب فوت ہو چکے تھے تو مرزا قادیانی نے (نور الحق حصہ اوّل ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۹) پر جناب موسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور اس پر ایمان لانا ضروری ولازمی کیسے لکھا؟

''عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے۔ ''ولم یمت ولیس من المیتین'' وہ مردوں میں سے نہیں۔ مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا ثابت کر دیا ہم قرآن میں بغیر وفات عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ ذکر نہیں پاتے۔''

قادیانیو! جہاں آنحضرت ﷺ کے پہلے انبیاء سے موسیٰ علیہ السلام کو علیحدہ کر دیا گیا ہے وہاں مہربانی کر کے مسیح کی مسند بھی بچھی ہوئی سمجھ لیجئے۔

اعتراض: اس جگہ موسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی مراد ہے۔

الجواب: یہ کہنا کہ یہ روحانی زندگی ہے بالکل غلط ہے اور مرزا قادیانی کی تقریر کے بالکل خلاف ہے روحانی زندگی تو بعد وفات سب انبیاء کو حاصل ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا خصوصیت حاصل ہے۔ نیز اس کے بعد مرزا قادیانی نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ کہا تو یہ تفریق بتلا رہی ہے کہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جسمانی زندگی سے زندہ سمجھتے تھے۔

آٹھویں آیت: ''وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ (الانبیاء:۳۴)''

﴿اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا، پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جائیں گے۔﴾

قادیانی استدلال: ''اس آیت کا مدعا یہ ہے کہ تمام لوگ ایک ہی سنت اللہ کے نیچے داخل ہیں اور کوئی موت سے نہیں بچا نہ آئندہ بچے گا اور لغت کی رو سے خلود کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہے۔ کیونکہ تغیر موت اور زوال کی تمہید ہے۔ پس نفی خلود سے ثابت ہوا کہ زمانہ کی تاثیر سے ہر ایک شخص کی موت کی طرف حرکت ہے اور پیرانہ سالی کی طرف رجوع اور اس سے مسیح ابن مریم علیہ السلام کا بوجہ امتداد زمانہ اور شیخ فانی ہو جانے کے باعث فوت ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۰۷، خزائن ج۳ ص۴۲۷، ۴۲۸)

جواب: ا...... مرزا قادیانی نے آٹھویں آیت یہ پیش کی ہے: ''وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ'' اور بہت صحیح لکھا ہے کہ آیت کا مدعا یہ ہے کہ تمام لوگ ایک ہی سنت اللہ کے نیچے داخل ہیں۔ نہ کوئی موت سے بچا ہے اور نہ آئندہ بچے گا۔ مگر ناظرین غور کریں اس کو وفات مسیح سے کیا علاقہ ہے؟ اب رہی اس آیت سے مرزا قادیانی کی یہ وجہ استدلال کہ خلود کے مفہوم میں داخل ہے۔ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہنا اور نفی خلود سے ثابت ہے کہ ہر شخص کی حرکت موت کی طرف ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام بوجہ امتداد زمانہ اور شیخ فانی ہو جانے کے فوت ہو گیا۔ یہ بالکل مرزا قادیانی کے مذہب کے خلاف ہے۔ امتداد زمانہ اور شیخ فانی ہو جانے کا نام وہ شخص لے سکتا ہے جس کا یہ مذہب ہو کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر تو گئے تھے۔ مگر شیخ فانی ہو کر اور امتداد زمانہ سے ضعف ہرم وغیرہ میں آ کر پھر فوت ہو گئے۔ جب آپ کا مذہب ہی یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر نہیں گئے تو یہ آپ کے سینہ زار شاعرانہ

الفاظ بھی آپ کی دلیل نہیں بن سکتے۔ بسم اللہ! آپ مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا تسلیم فرمائیے اور پھر یہ وجہ استدلال پیش کیجئے۔ ''وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ'' اب میں مرزا قادیانی سے یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی حد بطور کلیہ قاعدہ کے آپ کو معلوم ہے؟ کہ جب کوئی بنی آدم اس حد کو پہنچ جائے تو وہ شیخ فانی بھی ضرور ہی ہو جائے۔ شیخ فانی کے لئے حد اگر معلوم ہو تو براہ مہربانی بیان فرمائیں تاکہ درایۃً وروایۃً اس کی جانچ پڑتال کر لی جائے۔ ناظرین خوب یاد رکھیں کہ اس کا جواب مرزا قادیانی کچھ نہیں دے سکتے اور اسی لئے نہ وہ اس آیت سے استدلال ہی کر سکتے ہیں اور نہ ان کی وجہ استدلال درست ہی ہو سکتی ہے۔

جواب: ۲...... قارئین زمین وآسمان کے رہنے والوں پر اثرات جدا جدا مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ دونوں کے ماحول کے اثرات جدا جدا ہیں۔ زمین پر رہنے والوں کی نسبت آسمانوں پر رہنے والوں (ملائکہ) کی زندگی لمبی ہے۔ پس آسمان پر ہونے کے باعث مسیح علیہ السلام زمینی اثرات سے محفوظ ہونے کے باعث لمبی زندگی پائیں تو اس میں کوئی امر مانع نہیں۔

جواب: ۳...... مسیح کے خلود کے تو مسلمان بھی قائل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف مسیح علیہ السلام کے خلود کے مسلمان قائل ہوتے تب تو یہ آیت مانع ہوتی۔ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے یا بعد کے کسی بھی مخلوق کے خلود کے مسلمان قائل نہیں۔ اس آیت میں خلود کی نفی ہے وجود کی نفی نہیں۔

نویں آیت: ''تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (البقرة:۱۴۱)'' ﴿وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی ان کے واسطے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے کچھ پوچھ نہیں ان کے کاموں کی۔﴾

قادیانی استدلال: ''یعنی اس وقت سے پہلے جتنے پیغمبر ہوئے ہیں یہ ایک گروہ تھا جو فوت ہو گیا، ان کے اعمال ان کے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور ان کے کاموں میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے۔''

(ازالہ اوہام ص۲۰۷، خزائن ج۳ ص۴۲۸)

جواب: ۱...... نویں آیت وفات مسیح پر مرزا قادیانی نے یہ پیش کی ہے: ''تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ'' اس آیت کا صرف ترجمہ ہی کر گئے ہیں اور وجہ استدلال وغیرہ کچھ تحریر نہیں کی۔ ہاں! ترجمہ میں یہ الفاظ ضرور لکھ دیئے ہیں۔ یعنی اس وقت سے پہلے جتنے پیغمبر ہوئے ہیں یہ ایک گروہ تھا جو فوت ہو گیا۔

ناظرین! آپ بخوبی اور بآسانی معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے یہ الفاظ ''اس وقت سے پہلے جتنے پیغمبر ہوئے ہیں۔'' کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ غالباً ''تِلْكَ'' کا ترجمہ ہے یہ جو اسم اشارہ ہے اب اگر تم اس کا مشار الیہ معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن شریف کھول کر دیکھ لیجئے کہ کون کون سے نام اس سے پہلے آیت میں آ چکے ہیں۔ (اس سے پہلی آیت کی تخصیص ہم نے اس لئے کر دی ہے کہ ''تِلْكَ'' اشارہ قریب کے لئے ہے) ناظرین دیکھیں کہ اس سے پہلی آیت یہ ہے:
''اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ (البقرہ:۱۴۰،۱۴۱)'' ''تم کیا کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق ویعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصاریٰ تھے۔ کہہ دیجئے تم زیادہ جانتے ہو یا خدا، اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو شہادت کو چھپاتا ہے جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے

ہے اور اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔ یہ ایک امت تھی جو گزر چکی۔ خلت کے لفظ پر بحث ساتویں آیت میں ہو چکی ہے۔ اعجاز قرآن ہے کہ آیت میں عیسیٰ کا نام نہیں۔

جواب: ۲...... سیدنا مسیح علیہ السلام کے رفع کے لئے چونکہ تخصیص منقولی ثابت ہو چکی ہے اس لئے اب عموم کی آیت سے استدلال قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔ وہ مسیح علیہ السلام کے نام کے ساتھ واضح صریح موت کا لفظ وہ بھی بصیغۂ ماضی جب تک نہ دکھائیں ان کا مدعا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

دسویں آیت: ''وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ (مریم:۳۱،۳۲)''

﴿اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے۔﴾

قادیانی استدلال: ''اب ظاہر ہے کہ ان تمام تکلیفات شرعیہ کا آسمان پر بجالانا محال ہے اور جو شخص مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ زندہ مع جسدہٖ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اس کو اسی آیت موصوفہ بالا کے منشاء کے مطابق یہ بھی ماننا پڑے گا کہ تمام احکام شرعی جو انجیل اور توریت کی رو سے انسان پر واجب العمل ہوتے ہیں وہ حضرت مسیح علیہ السلام پر اب بھی واجب ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۴۳۶، خزائن ج۳ ص۳۳۱)

الجواب: ۱...... کسی نے سچ کہا ہے کہ ''خوئے بدرا بہانہ ہائے بسیار۔'' کسی بھوکے سے پوچھا گیا دو اور دو کتنے ہوتے ہیں۔ وہ جھٹ بولا چار روٹیاں۔ ٹھیک یہی مثال مرزائیوں کی ہے۔ کہاں صاف وصریح آیات قرآنیہ جن میں بالفاظ صریح حیات مسیح کا مذکور ہے اور کہاں مرزائیوں کی یہ یہودیانہ کھینچ تان۔

اے جناب! اگر یہ ضروری ہے کہ اس آیت کی رو سے مسیح تمام زندگی بھر زکوٰۃ وغیرہ دیتے رہیں اور ضرور ہی اس کام کے لئے ان کی جیب روپوں سے بھری رہے تو جب یہ الفاظ مسیح نے کہے تھے یعنی پیدائش کے پہلے دن (ص۲۸ پاکٹ بک مرزائی) اس وقت بھی تو وہ زندہ تھے۔ فرمائیے ان کی جیب میں کتنے سو پونڈ موجود تھے اور کون کون شخص زکوٰۃ ان سے وصول کیا کرتے تھے۔ نیز یہ بھی فرمائیے کہ وہ ان دنوں کتنی نمازیں روزانہ ادا کیا کرتے تھے اور گواہ کون ہے۔ فما جوابکم فھو جوابنا!

ناظرین شروع میں کسی کام کا حکم ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ ہر وقت، دن رات، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے اس پر عمل کرتے رہیں بلکہ ہر نکتہ مکانے دارد کے تحت ہر کام کا وقت اور اس کی حدود قائم ہیں۔ نماز بعد بلوغت فرض ہوتی ہے اور زکوٰۃ بعد مال۔ جب تک مسیح بچے تھے، نماز فرض نہ تھی۔ بالغ ہوئے حکم بجالائے جب مال ہوتا زکوٰۃ دیتے۔ اب آسمان پر مال دنیاوی ہے ہی نہیں۔ زکوٰۃ کیونکر دیں۔ پھر اور سنو! حدیث میں آیا ہے کہ نبیوں کا دین واحد ہے۔ بدیں لحاظ موسیٰ علیہ السلام پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ بتلائیے آسمانوں پر جب وہ زندہ ہیں تو زکوٰۃ کسے دیتے ہیں اور روپیہ ان کے پاس کس قدر ہے؟

جواب: ۲...... مرزا قادیانی کا یہ بیان سقم اور غلطیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس آیت سے وفات مسیح پر مرزا قادیانی کی وجہ استدلال ''ازالہ اوہام'' میں یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تاحیات خود صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا ادا کرنا فرائض میں شمار کیا ہے۔ اگر وہ زندہ ہیں تو ان کا زکوٰۃ دینا ثابت کرو۔ ورنہ وہ مردہ ہیں۔ اس تقریر میں متانت مثلیت اور وقار مہدویت کو بالائے نفاق رکھ کر مرزا قادیانی نے شوخانہ استہزاء بھی کیا ہے اور دریافت کیا ہے کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زکوٰۃ کہاں سے دیتے ہوں گے اور کون لیتا ہوگا؟

واضح ہو! کہ کل نبیوں پر جیسا کہ زکوٰۃ کا لینا حرام ہے۔ ویسا ہی دینا بھی حرام ہے۔ ’’فقال لهم عمر رضی اللہ عنہ انشدكم بالله الم تعلموا ان رسول الله ﷺ قال ان كل مال النبى صدقة الا ما اطعمه اهله اوكساهم‘‘ (کنز العمال ج۱۲ ص۴۵۱، حدیث نمبر:۳۵۵۴۲)

’’یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں اللہ کی قسم کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ نبی کا مال سب صدقہ ہوتا ہے مگر جس قدر اپنے اہل کو کھلائے پہنائے۔‘‘ کیونکہ ان کا کل مال خدا کی راہ میں وقف ہوتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ ’’اَوْصَانِیْ‘‘ کیوں کہا یہ بطور تعلیم ارکان شریعت کے ہے۔ کیونکہ جب فرمایا: ’’اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا‘‘ خدا نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا تو ساتھ ہی اپنی شریعت کے ارکان بھی ظاہر کر دیئے۔ (۲) زکوٰۃ سے مراد اس جگہ زکوٰۃ مال نہ ہو بلکہ زکوٰۃ نفس ہو۔ قرینہ اس پر روح القدس کا حضرت مریم کو کہنا ہے ’’لِاَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا‘‘ ظاہر ہے کہ اس جگہ ’’زکیّا‘‘ کے معنی زکوٰۃ مال نکالنے والا نہیں بلکہ صاف زکوٰۃ وطہارت ہیں۔

بیضاوی میں ہے: ’’وَاَوْصَانِیْ وامرنی بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ زَكٰوةِ الْمَالِ اِنْ هَلَكْتُهٗ اَوْتَطْهِيْرُ النفس عن الرزائل‘‘ زکوٰۃ سے زکوٰۃ مال مراد ہے کہ جب صاحب نصاب ہوں ورنہ نفس کو رزائل سے پاک صاف رکھنا بھی زکوٰۃ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے: ’’وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً (مریم:۱۲،۱۳)‘‘ ﴿ہم نے اس کو لڑکپن ہی میں حکم، نرم دلی اور پاکیزگی عنایت کی۔﴾ یہاں لفظ زکوٰۃ خصوصیت سے بمعنی پاکیزگی ہے۔

جواب: ۳...... زکوٰۃ تو اہل نصاب پر فرض ہے۔ اگر مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کا اس دنیا پر زکوٰۃ دینا ثابت کر دیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ مسیح علیہ السلام کا آسمان پر زکوٰۃ دینا بھی ثابت کر دوں گا۔

جواب: ۴...... مرزا قادیانی کی اس بیان میں دوسری غلطی یہ ہے کہ ان کو انجیلی طریق پر نماز پڑھنے کی وصیت کی گئی تھی۔ ’’وہ عیسائیوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں۔‘‘ اس غلطی کا منشاء یہ ہے کہ ان کو معنی نبوت معلوم نہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ (جن کی قرآن دانی اور اسرار فہمی کی توصیف مرزا قادیانی نے ازالہ میں کی ہے) کا مذہب یہ ہے کہ قاضی کا فیصلہ ظاہر اور باطن پر یکساں ہوتا ہے۔ مگر آپ تو نبوت کو بھی ظاہر اور باطن کے لئے نہیں سمجھتے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جس طرح تمام کافہ ناس کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ اسی طرح جن وملک کی طرف بھی۔ کوئی ذوی العقول متنفس ایسا نہیں۔ خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی۔ جس پر آپ ﷺ کے احکام اور شرائع ومناہج کی پیروی واطاعت فرض نہ ہو اور آپ ﷺ کی رسالت کے بعد سابقہ شرائع واحکام پر چلنا حرام نہ ہو گیا ہو۔ پس جب حالت یہ ہے تو آپ کا یہ خیال کرنا کہ اب وہ انجیلی طریق پر نماز پڑھتے ہیں اور نزول کے بعد برخلاف وصیت مسلمانوں کی طرح پڑھیں گے۔ معنی رسالت کے نہ سمجھنے ہی پر محمول ہو سکتا ہے۔ مرزا قادیانی...... دیکھئے! اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے: ’’وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران:۸۰)‘‘ ﴿جب خدا نے نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو کتاب اور حکمت دی ہے۔ پھر جب تمہاری طرف رسول موعود آئے جو تمہاری سچائی ظاہر کرے گا تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔﴾

اب سمجھ لو کہ مسلمانوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا بر خلاف وصیت نہیں بلکہ موافق میثاق ازلی ہے۔اس معنی کی طرف ''صحیح مسلم'' کی حدیث عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں اشارہ ودلالت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم علیہم السلام کا امام بن کر نماز پڑھائی۔

جواب: ۵...... تیسری غلطی اس بیان میں مرزا قادیانی کی یہ ہے کہ:''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھتے ہوں گے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام پاس پڑے رہتے ہوں گے۔ مردہ جو ہوئے۔'' یہ غلطی بھی درجۂ انبیاء سے عدم معرفت کی وجہ سے ناشی ہوئی ہے۔شاید آپ کو معلوم نہیں کہ گو مر جانے کے بعد تکلیف احکام سے انسان سبکدوش ہو جاتا ہے۔مگر انبیاء علیہم السلام جن کے جسم میں عبادت الٰہی بمنزلہ روح کے ہے۔جن کے دل میں محبت ربانی بجائے حرارت غریزی کے ہے۔وہ مر جانے کے بعد بھی طاعات میں مشغول رہا کرتے ہیں۔(صحیح مسلم ج۱ص۹۵، باب الاسراء) کی حدیث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے۔جب رسول اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی ازرق میں پہنچے تو فرمایا میں نے اس وادی میں موسیٰ علیہ السلام کو کانوں میں انگلیاں دیئے۔لبیک لبیک پکارتے۔گزرتے دیکھا ہے جب ہرشی میں پہنچے تو فرمایا میں نے یونس علیہ السلام کو جبہ صوف (لباس احرام) پہنے، اونٹنی پر سوار اس وادی سے گزرتے دیکھا ہے۔(صحیح مسلم ج۱ص۹۶، باب الاسراء) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ علیہما السلام کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔اس سے واضح ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی پڑے ہی نہیں رہتے بلکہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نماز پڑھا کرتے ہیں۔مگر سیدنا یحییٰ علیہ السلام پر موت کا عمل واقع ہو چکا۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر موت کا عمل نزول کے بعد ہوگا۔

ناظرین! بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ آیت بھی مرزا قادیانی کے دعویٰ کے لئے کچھ مفید نہیں اور آیت کو وفات مسیح سے ذرا تعلق نہیں۔نیز دعویٰ اثبات وفات مسیح کے علاوہ دیگر زوائد جو مرزا قادیانی نے لکھے تھے ان کا ایک حرف بھی صحیح نہیں۔

گیارھویں آیت: ''وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (مریم:۳۳)'' ﴿اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر۔﴾

قادیانی استدلال: ''اس آیت میں واقعات عظیمہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود سے متعلق تھے۔صرف تین بیان کئے گئے ہیں۔حالانکہ اگر رفع اور نزول واقعات صحیحہ میں سے ہیں تو ان کا بیان بھی ہونا چاہئے تھا۔کیا نعوذ باللہ رفع اور نزول حضرت مسیح علیہ السلام کا مورد اور محل سلام الٰہی نہیں ہونا چاہئے تھا؟ سو اس جگہ پر خدا تعالیٰ کا اس رفع اور نزول کو ترک کرنا جو مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نسبت مسلمانوں کے دلوں میں بسا ہوا ہے۔صاف اس بات پر دلیل ہے کہ وہ خیال ہیچ اور خلاف واقعہ ہے بلکہ وہ ''رفع یوم اموت'' میں داخل ہے اور نزول سراسر باطل ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۰۸، خزائن ج۳ص۴۲۸)

تنقیح اشکال: مرزا قادیانی لکھتے ہیں: اس آیت میں واقعات عظیمہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود کے متعلق تھے صرف تین بیان کئے گئے ہیں۔حالانکہ اگر رفع اور نزول واقعات صحیحہ میں سے ہیں تو ان کا بیان بھی ضروری تھا۔کیا نعوذ باللہ رفع اور نزول حضرت مسیح کا مورد اور محل سلام الٰہی کا نہیں ہونا چاہئے تھا۔

الجواب: ۱...... مرزا قادیانی کے ان فقرات کو بار بار حیرت اور تعجب سے دیکھئے کہ وہ اسرار دانی اور قرآن فہمی کہاں ہے؟ کیا کسی شئے کا کسی جگہ مذکور نہ ہونا اس کے عدم وجود کی بھی دلیل ہو سکتی ہے؟ صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں بیسیوں ایسی

احادیث ملیں گی کہ سائل نے آ کر رسول کریم ﷺ سے اسلام کا سوال کیا اور آنحضرت ﷺ نے بیان ارکان میں کبھی کلمہ شہادت، کبھی زکوٰۃ کبھی حج کو بیان نہیں فرمایا تو کیا مرزا قادیانی مجرد ان احادیث پر اکتفاء کر کے ان ارکان اسلام کے رکن ہونے سے انکار کر جائیں گے؟ اگر نہیں تو یہاں بھی وہی عمل کریں۔

جواب: ۲...... مرزا قادیانی کو یاد کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ کلام اس وقت کا تھا۔ جب مریم صدیقہ علیہا السلام ان کو جن کر گود میں لے کر قوم میں آئی تو کیا ضرور ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی وقت اپنی زندگی کے مفصلانہ کل واقعات عظیمہ سے واقف بھی کئے گئے ہوں بلکہ قرآن کریم اس امر کا شاہد صادق ہے کہ ''رفع'' کی خبر حضرت کو حالت نبوت میں دی گئی تھی۔ ''یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ'' مرزا قادیانی کو بھی تسلیم ہے کہ مسیح علیہ السلام کو جب یہود نے گھیرا تو اس وقت یہ آیت: ''رافعك'' اتری۔ (سراج منیر ص۴۱، خزائن ج۱۲ ص۴۳)

''والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت'' عیسیٰ علیہ السلام والدہ مریم کی گود میں تھے۔ اس وقت کی کلام ہے۔ پس رفع کا وعدہ بعد میں ہوا۔ اس لئے اس وقت اس کا ذکر کیسے فرماتے؟

جواب: ۳...... حقیقت یہ ہے کہ: ''سَلَامٌ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوْتُ'' اسی قبیل کا جملہ ہے جیسے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اوله واخره یا بِسْمِ اللّٰهِ اوله واخره'' جو ابتداء سے لے کر آخر تک کی تمام حالتوں پر شامل ہے اب اگر ان فقرات پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو ''سَلَامٌ عَلَیَّ'' پر کیوں ہے؟ ہمارے نزدیک رفع اور نزول حضرت مسیح علیہ السلام دونوں مورد اور محل سلام الٰہی کے ہیں اور اسی لئے دو سلامتیوں کے اندر اور وسط میں واقع ہوئے ہیں۔ ہاں! مرزا قادیانی جو ان الفاظ کا درمیانی واقعات پر اثر انداز نہ ہونا تسلیم کرتے ہیں ان کو اس امر کا ضرور جواب دینا چاہئے کہ جب بقول ان کے مسیح علیہ السلام پر سولی لٹکائے گئے۔ ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ٹھونکی گئیں اور ان اذیتوں اور تکلیفوں کے بعد دروازۂ مرگ پر پہنچ کر پھر وہ بچ رہے تو کیا ان کی یہ جان بری مورد اور محل سلام الٰہی کا نہ تھی؟ کیا مسیح علیہ السلام کا صحیح وسلامت رہنا ربانی سلامتی کے بغیر تھا؟ اگر ایسے دشمنوں کے نرغہ میں سے ایسے برصلیب کشیدہ کے سلامت رہنے کو تم سلام الٰہی تسلیم نہیں کرتے تو اور کیسے کرو گے؟ لیکن اگر تسلیم کرتے ہو تو بتاؤ کہ آیت میں ایسی نہایت ہی حیرت بخش جان بری اور ایسی آفت کے بعد سلامتی کا ذکر کیوں نہیں؟

جواب: ۴...... واقعتاً اگر تمام اہم واقعات کا تذکرہ اسی آیت میں منحصر قرار دے کر قادیانی استدلال (بروفات مسیح) ہو رہا ہے تو پھر ان واقعات بے مثل کا ذکر ہونا یعنی واقع رفع ونزول سے بھی اہم تھا۔ کیونکہ رفع الی السماء کی مثال تو بعض سید الانبیاء ﷺ کے معراج جسمانی اور نیز آمد ورفت ملائکہ معہود تھی۔ مگر تمہاری مزعومہ صلیب وہجرت الی دیار الغریبہ بلا اظہار عظمت وشان نبی کی مثال تاریخ رسالت میں موجود نہیں۔ لہٰذا ان واقعات کا ذکر ہونا لازم تھا تو جب تمہارے واقعات غیر معہودہ کا تذکرہ تمہارے ہاں باعث اشکال نہیں تو ہمارے مسلمہ اور معہودہ واقعات (رفع ونزول) کا عدم ذکر کیسے محل استعجاب ہے؟ حالانکہ ہمارے اعتقاد کی جملہ تفصیلات بے شمار نصوص وحدیثہ اور اجماع امت کے تحت مذکور بھی ہیں۔ بلکہ خود نص میں اس آیت سے ذرا قبل بھی معہود ہے۔ ''کما قال حاکیا عن المسیح وجعلنی مبارکًا اینما کنت'' گویا جس امر کو تم طلب کر رہے ہو کہ یہ بھی ہونا چاہئے تھا وہ ان امور ثلاثہ سے پہلے بیان کر دیا گیا ہے۔ ''فللّٰه الحمد''

بارھویں آیت: ''وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا (الحج:۵)'' ﴿اور کوئی تم میں سے قبضہ کرلیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھر چلایا جاتا ہے نکمی عمر تک۔ تا نکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے۔﴾

قادیانی استدلال: ''اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سنت اللہ دو ہی طرح سے تم پر جاری ہے بعض تم میں سے عمر طبعی سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور بعض عمر طبعی کو پہنچتے ہیں۔ یہاں تک کہ ارذل عمر کی طرف رد کئے جاتے ہیں اور اس حد تک نوبت پہنچتی ہے کہ بعد علم کے نادان محض ہو جاتے ہیں۔ یہ آیت بھی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی موت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اگر زیادہ عمر پائے تو دن بدن ارذل عمر کی طرف حرکت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بچے کی طرح نادان محض ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۰۸،۶۰۹، خزائن ج۳ ص۴۲۹)

الجواب: ۱...... ناظرین کو واضح ہو کہ یہ آیت مرزا قادیانی کی تب دلیل ہے۔ جب وہ مسیح علیہ السلام کا زیادہ عمر پانا تسلیم کرلیں۔ مگر اس کے ساتھ ''رَفَعَ اِلَى السَّمَاء'' بھی ملا ہوا ہے۔ لہٰذا یہ بھی مرزا قادیانی کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ وہ ایک حد قرار دیں کہ جب عمر کے فلاں سال تک کوئی انسان پہنچے گا تو وہ ضرور ہی ارذل عمر میں داخل ہو جائے گا۔ قرآن کریم تو اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ:

الف...... حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو برس تک دعوت کی۔ نبوت حاصل ہونے سے پہلے کی عمر اور دعوت کے بعد طوفان آنے اور بعد از طوفان آپ کے زندہ رہنے کی عمر ان ساڑھے نوصدیوں کے علاوہ ہے۔ پھر رب کریم کا یہ کلام پاک ہم کو یہ بھی بتاتا ہے کہ سینکڑوں سالوں کے وہ تغیرات وانقلابات (جن سے قومیں مفقود ہو جاتی ہیں۔ خرابہ آباد اور آباد خرابہ بن جاتے ہیں۔ سلطنتیں بدل جاتی ہیں۔ بولیاں تبدیل ہو جاتی ہیں) بعض جسموں پر اسی طبقۂ ارض کی موجودگی کی حالت میں اتنا اثر بھی نہیں ڈال سکتے کہ وہ اتنا بھی معلوم کرلیں کہ اس طبقۂ ارض پر اور اس حصہ ملک میں کبھی کوئی تغیر آیا بھی تھا؟ اور کسی قسم کا انقلاب ہوا بھی تھا یا نہیں؟ وہ سینکڑوں برسوں کا ممتد زمانہ اور دراز عرصہ ان کی نگاہ میں ایسا قلیل نظر آیا کرتا ہے کہ یہ خاصان خدا اسے ''يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ'' سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی کے نزدیک یہ بیانات ہدایت اور نور نہیں ہیں؟ کیا انسان ضعیف البیان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تحکم کی راہ سے یہ قرار دے کہ جو کچھ آج کل ہو رہا ہے رب کریم نے نہ کبھی اس سے تجاوز فرمایا ہے اور نہ فرمائے گا۔ کیا:

ب...... ان کو لقمان ذوالنثور کا حال معلوم نہیں۔ جس کی عمر دوہزار سال کی تھی۔ کیا:

ج...... ان کو عمر معدیکرب کی تاریخ پر نظر ہے۔ جو دوسو پچاس سال کی عمر میں ایرانیوں کے بیسیوں جنگ آزما، عربدہ جو فیلوں کو تلوار سے کاٹ کاٹ کر پھر شہید ہوا تھا؟ کیا مرزا قادیانی کا حق ہے کہ وہ ارزل عمر کی بھی حد سنین کا تعین کر کے اپنی طرف سے خود ہی مقرر کر دیں۔ ''اِتَّقُوا اللّٰهَ اَيُّهَا النَّاس''

جواب: ۲...... زمین پر مرور زمانہ کے اثرات جدا ہوتے ہیں۔ آسمانوں پر ان کو قیاس کرنا حماقت ہے۔ انسانوں سے ملائکہ اور ابلیس کی زندگی کا موازنہ کرنا حماقت ہے تو زمین والوں اور آسمان والوں کی زندگی کا موازنہ کرنا بھی درست نہیں۔ اس لئے بھی استدلال باطل ہے۔

جواب: ۳...... دوسرے نطفہ انسان کی یہ صفت ہے کہ وہ عمر کی درازی سے ضعیف ہو جاتا ہے۔ یعنی مادی ہونے کے باعث زمین کی تاثیرات سے متاثر ہو کر ضعیف ہو جاتا ہے۔ مگر آسمان کی تاثیرات ایسی ہیں کہ اجرام فلکی کا بدل ماتحلل

ساتھ ہی ساتھ ہوتا جاتا ہے اور وہ ضعیف نہیں ہوتے۔ پس مسیح علیہ السلام بھی تاثیرات فلکی سے ارذل عمر کے ضعف سے بچے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ فرشتے، ستارے، آفتاب، مہتاب وغیرہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں۔ لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام بھی آسمان پر درازی عمر سے نکمے نہیں ہو سکتے اور نہ زمین کی آب وہوا کی طرح آسمان کی آب وہوا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو ارذل عمر ملے اور چونکہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش نفخ روح سے تھی اور روح درازی عمر سے ضعیف اور ارذل نہیں ہوتی۔ اس لئے مسیح علیہ السلام کے واسطے ارذل عمر کا ضعف لازم بھی نہیں۔ کیونکہ وہ روح مجسم تھے۔ صرف وہ جسم ضعیف وارذل ہوتا ہے جو نطفہ امشاج وغیرہ کی ترکیب سے بنایا جاتا ہے۔

جواب: ۴...... حدیث شریف میں ہے کہ: ''رأیت عیسیٰ بن مریم علیه السلام شابا''
(مسند احمد ج۱ ص۳۷۴، کنز العمال ج۵ ص۳۲۲، ج۶ ص۳۰۷، الخصائص ج۲ ص۸)

یعنی حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو جوان دیکھا۔ حضور ﷺ فرمائیں کہ مسیح علیہ السلام جوان ہیں مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ بوڑھے ہوگئے۔ قادیانی بتائیں ان دو اقوال سے کن کا قول سچا؟

جواب: ۵...... جب خدا تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں فرماتے ہیں کہ وہ نہ صلیب دیئے گئے اور نہ قتل کئے گئے۔ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا تو کیا وہ قادر مطلق ان کو انسانی ارذل عمر اور ضعف پیری سے ایسا ہی مستغنی نہیں کر سکتا جیسا کہ ان کو ان کی ولادت میں قانون فطرۃ عامہ سے مستثنیٰ کر دیا تھا کہ بغیر نطفۂ مرد کے پیدا کیا۔ دیکھو اصحاب کہف کا قصہ کہ ۳۰۹ برس سوتے رہے۔ نہ بھوک لگی نہ پیاس جب خود بیدار ہوئے تب بھوک محسوس ہوئی اور ان کے جسم میں کسی طرح کا تغیر بھی پیدا نہ ہوا تھا اور حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ پڑھو کہ سو برس کے بعد زندہ کئے گئے۔ بیضاوی شریف میں لکھا ہے کہ جب اپنے گھر لوٹ کر آئے تو آپ جوان تھے اور ان کی اولاد بوڑھی تھی۔ ''اذا رجع الٰی منزله کان شابا واولاده شیوخاً'' (بیضاوی ج۱ طبع مجتبائی ص۱۶۸)

اور (مستدرک ج۲ ص۲۸۲) میں حدیث علی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ سب سے پہلے ان کی آنکھیں پیدا کی گئیں۔ وہ اپنی ہڈیوں کو گوشت پہناتے اور پیدا ہوتے ہوئے دیکھتے تھے اور اسی قصہ میں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں: ''فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ (البقرۃ:۲۵۹)'' یعنی ﴿دیکھ اپنے کھانے اور پانی کو کہ وہ سو برس کی مدت تک سڑے نہیں۔﴾ افسوس جب اسی جگہ یہ قدرت کے کرشمے دکھلائے گئے اور ہم کو قرآن میں سنائے گئے تو مومن قرآن کے دل میں تو یہ شبہ ہی نہیں آسکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنی عمر پاکر بالکل نکمے ہو جائیں گے۔ وہ آکر کیا خدمت کریں گے۔ الٹا ہم سے خدمت لیں گے۔ معاذ اللہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازی عمر سے کیوں گھبراتے ہو ''عوج بن عنق'' کی عمر ۳ ہزار کے قریب تھی۔ (مطلع العلوم ص۳۰۸)

جواب: ۶...... ایک مناظرہ میں قادیانی کو ایک مسلمان مناظر نے جواب دیا کہ مسیح کے بوڑھے ہونے کی بات وہ کرے جس نے مسیح علیہ السلام کو رشتہ دینا ہو۔ اس پر مرزائی بہت سٹ پٹائے تو مولوی صاحب نے فوراً کہا کہ رشتہ کے چکر میں نہ پڑنا۔ ورنہ ''یتزوج ویولد'' شادی کریں گے اولاد ہوگی۔ اس میں بھی پھنس جاؤ گے۔ اس پر قادیانیوں کے اوسان خطا ہوگئے۔

تیرھویں آیت: ''وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ قال فیها تحیون وفیها تموتون (البقرۃ:۳۶)'' ﴿اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانہ ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔﴾

قادیانی استدلال: ’’یعنی تم اپنے خاکی جسم کے ساتھ زمین پر ہی رہو گے۔ یہاں تک کہ اپنے تمتع کے دن پورے کر کے مر جاؤ گے۔ یہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر جانے سے روکتی ہے۔ کیونکہ ’’لکم‘‘ جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے اس بات پر بصراحت دلالت کر رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا بلکہ زمین سے ہی نکلا اور زمین میں ہی رہے گا اور زمین میں ہی داخل ہوگا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۰۹، خزائن ج۳ ص۴۲۹)

الجواب: ۱...... خاص دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہو چکی ہے اور علم اصول میں مقرر و مسلم ہے کہ خاص دلیل عام پر مقدم ہوتی ہے اور ان دونوں کے مقابلے میں دلیل خاص کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کے نظائر قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً عام انسانوں کی پیدائش کی نسبت فرمایا: ’’اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ (الدھر:۲)‘‘ یعنی ﴿انسانوں کو ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا۔﴾ اور اس کے برخلاف حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت خاص دلائل سے معلوم ہے کہ ان کی پیدائش بایں طور نہیں ہوئی۔ پس ان کے متعلق دلیل خاص کا اعتبار کیا گیا ہے اور دلیل عام کو ان کی نسبت چھوڑ دیا گیا ہے۔

جواب: ۲...... فرشتوں کی جائے قرار اصلی اور طبعی طور سے آسمان ہیں۔ مگر وہ عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے زمین پر بھی رہتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام عارضی طور پر اب آسمانوں پر ہیں۔

ناظرین دیکھیں! ترجمہ میں جسم خاکی اور ’’مر جاؤ گے‘‘ کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ مرزا قادیانی ’’لکم‘‘ کو مفید تخصیص جانتے ہیں اور قرآن مجید کا سیاق کلام شاہد ہے کہ آیت کے مخاطب ابلیس و آدم و حوا ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (البقرہ:۳۶)‘‘ ﴿پس شیطان نے آدم و حوا دونوں کو پھسلا دیا اور بہشت سے جہاں وہ رہتے تھے ان دونوں کو نکال دیا اور ہم نے کہا تم اترو۔ بعض تمہارے بعض کے دشمن ہیں اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا اور فائدہ ہے ایک وقت تک۔﴾ ’’اَزَلَّهُمَا‘‘ میں تثنیہ ہے اور ذکر شیطان کے بعد ضمائر جمع ’’لَكُمْ‘‘ کو جو ضمیر خطاب ہے۔ جب مفید تخصیص مرزا قادیانی تسلیم کر چکے تو پھر ان کا مخاطبین کے سوا اوروں سے مراد لینا ان کی تسلیم کے خلاف ہے۔

جواب: ۳...... بالفرض اگر آیت کے یہ معنی ہیں کہ مخاطبین زمین سے اٹھ کر آسمان پر نہ جا سکیں تو یہ کہاں سے مرزا قادیانی نے نکال لیا کہ جو لوگ خطاب کے وقت ہنوز کتم عدم میں مستور تھے۔ وہ بھی اسی حکم میں شامل و داخل ہیں۔ اس کی دلیل انہوں نے کچھ نہیں دی بلکہ ’’لَكُمْ‘‘ مفید تخصیص مان کر اپنے دعویٰ کو ضعف پہنچایا۔

جواب: ۴...... اگر بلا کسی دلیل کے مان لیا جائے کہ ’’لَكُمْ‘‘ میں ابلیس اور آدم کے سوا ان کی ذریات بھی شامل ہیں۔ تب بھی آیت بالا مفید معنی و مقصود مرزا قادیانی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب ثابت ہو چکا کہ ’’لَكُمْ‘‘ میں ابلیس و آدم و حوا کی طرف خطاب ہے تو قرآن مجید کے بیسیوں مقامات سے یہ ثابت اور واضح ہے کہ شیاطین آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں اور ملائکہ سے قریب ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ شہاب ثاقب ان کے پیچھے لگ کر ان کو خاک کر دیتا ہے۔ بقول مرزا قادیانی آیت کا اثر مخاطبین پر یہ ہونا چاہئے تھا کہ یہ سب زمین سے اونچے اٹھ نہ سکیں۔ فضا میں جا نہ سکیں۔ مگر شیاطین کا چڑھ جانا دیگر آیات سے معلوم ہو گیا اور آیت مستدلہ ان کے لئے مانع نہ ہوئی۔ اب مرزا قادیانی فرمائیں کہ یہ آیت انبیاء، خدا کے لئے آسمان پر جانے سے کیوں مانع ہے؟

جواب: ۵...... ''مستقر'' کا ترجمہ ٹھیک ہیڈ کوارٹر ہے۔ جس کو صدر مقام بھی بولتے ہیں۔ عربی زبان کی تاریخوں میں اسی لئے تخت گاہ کو مستقر الخلافہ لکھا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی شخص کا اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ دوسری جگہ جا نہیں سکتا۔ علیٰ ہذا اس کا ہیڈ کوارٹر سے علیحدہ ہونا بھی اس امر کا ثبوت نہیں کہ اس کو اپنے صدر مقام سے اب کوئی مناسبت نہیں رہی۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی بشر تھے۔ جو شب معراج کو بالائے سدۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے تھے۔ اگر آنحضرت ﷺ کے لئے یہ آیت مانع نہ ہوئی تو حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے بھی نہیں ہوسکتی۔ معراج جسمانی کا ثبوت اس مضمون میں آگے آئے گا۔

جواب: ۶...... مرزا قادیانی نے ''اِلٰی حِیْنَ'' کا ترجمہ ''یہاں تک کہ مرجاؤ گے۔'' کیا ہے مگر وہ کسی لغت کی کتاب سے ''حِیْنَ'' کے معنی موت ثابت نہ کر سکیں گے۔ ''حین'' کے معنی وقت کے ہیں اور اسی لئے ''اِلٰی حِیْنَ'' کا ترجمہ ایک وقت تک ہے۔ ہر شخص کے لئے ''استقرار فی الارض'' کا ایک معین عرصہ رب کریم نے مقرر کر رکھا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک وقت تک زمین پر رہے اور جب ''مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ الی'' کا وعدہ پورا ہونے کو آیا تو وہ آسمان پر تشریف لے گئے۔ ظاہر ہے کہ ''اِلٰی حِیْنَ'' کے یہ معنی ہیں کہ اگر ایک وقت زمین پر ہے تو دوسرے وقت زمین پر سے اٹھ کر چلا بھی جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی جسم کا بھی بوجہ جسم ہونے کے آسمان پر جانا محال نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ رب کریم اس جسم کو آسمان پر لے جانا چاہے یا نہ چاہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان پر لے جانے کا اظہار اس نے خود فرمایا اور خود ہی اپنے منشاء کو پورا فرمایا۔

بالفرض مرزا قادیانی نے زور لگا کر ''حِیْنَ'' بمعنی موت ثابت بھی کر دیا تب اور بھی زیادہ ان کے معنی قابل اعتراض ہو جائیں گے۔ یعنی اس وقت ترجمہ آیت یہ ہوگا اور تمہارے لئے زمین میں استقرار اور فائدہ (اگر یہ جواب ہو کہ موت کے بعد جسم تو زمین میں ہی رہتے ہیں۔ مگر ان کو زمین سے کچھ فائدہ نہیں ملتا تو اس کے رد میں آیت ''ثم اقبره'' اور آیت: ''اَلَمْ نَجْعَلَ الْاَرْضَ کفاتًا احیاء وامواتًا'' پر نظر کرو) موت تک ہے۔ جس سے یہ نکلا کہ موت کے بعد اموات کی لاشیں زمین سے اٹھائی جاتی ہیں۔ قبروں میں نہیں دبائی جاتیں۔ بلکہ وہ فضا میں چلی جاتی ہیں۔ اس معنی کا غلط ہونا ظاہر ہے۔ اس وقت آپ کو ''حِیْنَ'' کا ترجمہ مجبوراً ''وقت'' کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ وشاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ غرض بہرصورت آپ کے استدلال کا بودا اور کمزور اور غلط ہونا ظاہر ہوگیا اور کھل گیا کہ گو آپ نے آیت کا ترجمہ بھی غلط کیا اور اپنی طرف سے الفاظ بھی زیادہ کئے مگر بایں ہمہ مساعی پھر بھی مرزا قادیانی حصول مرام میں ناکامیاب ہی رہے۔

جواب: ۷...... ہم اس پاگل مخبوط الحواس جس سے مخاطب ہیں۔ اس سے پوچھئے کیا ایک مستقر میں رہتے ہوئے عارضی طور پر کوئی دوسری جگہ نہیں جاسکتا۔ کیا ملائکہ کا مستقر آسمان ہونا ان کے نزول الی الارض سے مانع ہے۔ کیا آج تمام انسانوں مع مرزائی ٹولے کا مستقر زمین ہونا ان کے خلائی پرواز کر کے اپنے جنم بھومی (انگلینڈ جرمنی) پہنچنا غیر معقول اور محال ہے۔ کیا امریکی اور روس چاند گاڑیوں کا زمینی مخلوق کو لے کر دور ارض سے نکلنا محال تھا؟ کیا یہ واقع نہیں ہو چکا؟ اب تو مخلوق خدا مریخ، زحل اور اس سے بھی اوپر پرواز کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں بلکہ ارض قمر میں خلائی اسٹیشن اور بستیاں قائم کر کے مستقر انسانی ارض کو ترک کرنے کا اعلان کر کے تاحیات کی قبر پر تعزیت کے ڈونگرے برسا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان دو جزء سے مرکب ہے۔ بدن اور روح، اور دونوں کا مزاج اور تقاضے اور تاثیرات الگ الگ ہیں۔ بدن تو

ثقل ارض میں جکڑا ہوا ہے۔ مگر روح ثقل جسمانی کی گرفت میں ہے تو ظاہر ہے کہ مزاحمت وتقابل میں ہر دو فریقین کا غلبہ ممکن ہوتا ہے۔ لہٰذا جیسے عموماً ثقل ارضی غالب رہتا ہے تو کبھی کشش سمائی کا غلبہ بھی ممکن ومحتمل تسلیم کرنا پڑے گا یہ کوئی بعید از عقل بات نہیں۔ لہٰذا جب رحمت کائنات ﷺ کی کامل ترین روحانیت کے تحت اسراء کا واقعہ عین ممکن اور واقع ہو چکا ہے تو بسلسلہ مسیح علیہ السلام بضمن روحانیت وہ کشش سمائی کے دائرہ میں کیوں نہیں جاسکتے؟ بالخصوص جب کہ ان کی روحانیت ابتداء سے ہی غالب رکھی گئی ہے۔

جواب: ۸...... کلمۂ طیبہ: ''محمد رسول اللّٰہ'' اس کا ترجمہ ہے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو کیا حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں؟ پس جس طرح محمد رسول اللہ کہنے سے دیگر انبیاء کی رسالت کی نفی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ''ولکم فی الارض مستقر'' کہنے سے ''فی السماء مستقر'' کی نفی نہیں ہوتی۔

جواب: ۹...... ''ولکم فی الارض'' کے مخاطب تمام بنی آدم ہیں۔ تب بھی مسیح علیہ السلام کا مستقر آسمان نہیں بلکہ عارضی قیام ہے۔

جواب: ۱۰...... ''مامن عام الا وقد خص عنه البعض'' کے تحت مستقر فی الارض کی بجائے ''مستقر فی السماء للمسیح'' ہوگیا تو بھی سو فیصد ہوا۔

چودھویں آیت: ''وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ (یٰسین:۶۸)'' ﴿اور جس کو ہم بوڑھا کریں، اوندھا کریں اس کی پیدائش میں۔﴾

قادیانی استدلال: تشریح: ''یعنی انسانیت کی طاقتیں اور قوتیں اس سے دور ہو جاتی ہیں۔ حواس میں اس کے فرق آجاتا ہے۔ عقل اس کی زائل ہو جاتی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۰، خزائن ج۳ ص۴۲۹)

(اور یہ وہ کیفیت ہے جو دنیا میں بڑھاپے کی حالت میں عام مشاہدہ میں آتی ہے)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اگر مسیح ابن مریم کی نسبت فرض کیا جائے کہ اب تک جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ ایک مدت دراز سے ان کی انسانیت کے قویٰ میں بکلی فرق آگیا ہوگا اور یہ حالت خود موت کو چاہتی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۱۰، خزائن ج۳ ص۴۲۹)

الجواب: ۱...... مرزا قادیانی کے اس وجہ استدلال کا جواب آٹھویں اور بارھویں آیت کے تحت ہو گیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں بار بار یہی عرض ہے کہ مرزا قادیانی بطور کلیہ قاعدہ کے عمر کے وہ مقدار قرار دیں۔ جس کو ارذل عمر کہہ سکیں اور جس پر تنکیس فی الخلق صحیح ثابت ہو سکے۔ ہم توریت وغیرہ کتابوں میں لکھا دیکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ۹۳۰ برس، حضرت شیث علیہ السلام کی ۹۱۲، حضرت نوح علیہ السلام کی ۱۰۰۰، حضرت ادریس علیہ السلام کی ۳۶۵، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ۱۲۰، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ۱۷۵ سال کی عمریں تھیں اور بایں ہمہ ان کے انسانیت کے قویٰ میں کچھ فرق نہ آیا تھا۔ اصحاب کہف کا قصہ پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض انسانی جسموں کو صدیوں کے زمانہ کا اثر محض اتنا ہوتا ہے۔ جتنا ہم لوگوں پر ۶ گھنٹے یا ۱۲ گھنٹے یا ۲۴ گھنٹے یا ۴۸ گھنٹے گزر جانے سے، اگر ناظرین اور مرزا قادیانی کے نزدیک ایک ۳۲ سال کا جوان شخص ایسا پیر ہرم اور شیخ فانی ہو سکتا ہے کہ اس کی قوت جسمانی اور قویٰ بشری بالکل ہی اسے جواب دے جائیں تو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت بھی مرزا قادیانی کو ایسا خیال باندھ لینے کا حق ہے۔ لیکن اگر یہ ایک قابل تمسخر بات سمجھی جائے کہ کوئی نوجوان شخص معمولی قاعدہ انحطاط بدنی کے لحاظ سے ۴۸ گھنٹہ میں شیخ فانی ہو سکے تو یقیناً

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیرضعیف ہو جانا بھی غلط ہے۔

حوالہ: حکیم نورالدین جو ''فصل الخطاب'' میں مان چکے ہیں کہ الہامی زبان میں ایک یوم ایک سال کو کہتے ہیں۔ وہ اس بیان سے زیادہ تر فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کہ وحی ربانی میں ۳۰۹ برس کو ایک یوم یا ایک یوم کا حصہ کہا گیا ہے۔ ان کو اربعہ لگالینا چاہئے کہ جب الہامی زبان میں ۳۰۹ برس برابر ہیں ایک دن کے، تو دو ہزار برس کتنے دن کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ سوال حل کرنے سے پہلے یہ بھی غور فرمالینا چاہئے کہ (اصحاب کہف) ۳۰۹ برس کا بعض یوم کے برابر ہونا تو اسی طبقۂ ارض پر ثابت ہے۔ مملکت آسمانی کا حساب اس سے نرالا ہے۔ رب کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے: ''اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (الحج:٤٧)'' جس کو تم ہزار سال شمار کرتے ہو۔ وہ پروردگار کے ہاں ایک یوم ہے۔ اس اعتبار سے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر گئے ہوئے چند دن ہوتے ہیں۔

واضح ہو ''اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ'' کو مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۶۹۶، خزائن ج۳ ص۴۷۵) پر درج کیا ہے اور اس حساب سے روز ششم کو الف ششم کا قائم مقام بتا کر اپنی پیدائش اس میں ثابت کی ہے اس لئے اب مرزا قادیانی اس حساب سے انکار نہیں کر سکتے۔

جواب: ۲...... مندرجہ بالا امور کے علاوہ ایک ضابطہ یہ بھی قابل توجہ ہے کہ ہر جہاں کی آب و ہوا اور تغیر و تبدل کے ضوابط الگ الگ ہیں تو اس ضابطہ کے تحت یہ سطح ارض ہے جہاں ہر چیز بزود یا بدیر (کلی مشکک کے طور پر) تغیر پذیر ہو رہی ہے۔ مگر عالم بالا (آسمان) ایک غیر متغیر ماحول ہے وہاں کوئی چیز بھی تغیر پذیر نہیں ہوتی۔ دیکھئے وہ ارواح وملائکہ کا جہاں اور ماحول ہے وہاں یہ نوع مخلوق لاکھوں سال سے غیر متغیر حالت میں موجود ہیں۔ آج تک کبھی نہیں سنا گیا کہ کوئی ایک فرشتہ عمر رسیدہ ہو کر فوت ہو گیا۔ یا وہ نہایت بوڑھا ہو گیا۔ یا کم از کم اس کی سروس پوری ہو کر وہ اپنی ڈیوٹی سے پنشن یافتہ ہو گیا ہو۔

جواب: ۳...... عالم بالا خدا تعالیٰ کی تجلی گاہ ہے تو جیسے اس کی ذات عالیہ ازل ابدی ہے۔ وہ تغیر و تبدل سے بکلی منزہ ہے۔ ایسے ہی اس کا ماحول، آسمان بھی غیر متغیر ہے اگرچہ اس کے سوا سب مخلوق ہے اور ایک دن وہ لقمۂ فنا بنیں گے مگر وہاں عالم دنیا اور ناسوت کی طرح، تدریج و تسلسل نہیں ہے۔ تغیر و تنزل کا کوئی وجود نہیں۔ لہٰذا جب حضرت مسیح علیہ السلام بقدرت الٰہی وہاں پہنچ گئے تو وہاں کا ٹائم ٹیبل ہے۔ وہاں کی آب و ہوا ہے جس کے تحت وہ لاکھ سال بھی بلا تغیر و تبدل رہ سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی چونکہ سفل الطبع تھے۔ ان کی ذہنی اور روحانی پرواز نکتہ انجماد سے بھی ڈاؤن تھی۔ اس لئے یہ عام اور موٹی بات بھی ذہن میں نہ آسکی جس کی بناء پر وہ معراج جسمانی کے انکار پر اترے ہوئے ہیں اور رفع و نزول مسیح علیہ السلام بھی ان کے اس سفل ادراک سے ماوراء ہے۔ وہ اس میدان کے فرد ہی نہیں یہ مسئلہ بمع دیگر ایسے مسائل کے تو عقول صافیہ کا مسئلہ ہے۔ مرزا قادیانی کے سامنے ایسے حقائق تو ایسے ہیں جیسے کوئی بھینس کے سامنے بین بجا کر اس سے اپنی بہترین موسیقی پر داد تحسین وصول کرنا چاہے۔ یہ صاحب تو احمق علی الارض کا نمونہ ہے۔ لہٰذا ''وضع العلم عند غیر اهله کمقلد الخنازیر اللؤلؤ'' والا مسئلہ ہے۔

پندرھویں آیت: ''اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ ضُعۡفًا وَّ شَیۡبَۃً (الروم:٥٤)'' ﴿اللہ ہے جس نے بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری کے پیچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال (بڑھاپا)۔﴾

قادیانی استدلال: تشریح: ’’یہ آیت بھی صریح طور پر اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ کوئی انسان اس قانون قدرت سے باہر نہیں اور ہر ایک مخلوق اس محیط قانون میں داخل ہے کہ زمانہ اس کی عمر پر اثر کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ تاثیر زمانہ سے وہ پیر فرتوت ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۱۰، خزائن ج۳ ص۴۲۹)

الجواب: یہ سچ ہے مگر آیت میں مسیح علیہ السلام کے مر چکنے کی دلیل اور مرزا قادیانی کے بیان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات کر جانے کی وجہ استدلال ذرا بھی موجود نہیں۔ اچھا اگر کوئی شخص مشہور کر دے کہ مرزا مسرور قادیانی کا انتقال ہو گیا اور جب کوئی اس سے پوچھے کہ تم کو کیونکر معلوم ہوا تو وہ یہی آیت پڑھ دے تو آپ اس کی وجہ استدلال کو کیا کہیں گے؟ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اس وقت مسیح علیہ السلام ’’ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّة‘‘ کے مصداق حال ہیں۔ نزول برزمین کے بعد ’’ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وشَيْبَه‘‘ کی حالت ان پر طاری ہوگی۔

جواب: پہلے کمزور پھر طاقتور پھر کمزور سفید بال! اگر قادیانیوں کے نزدیک قاعدہ کلیہ ہے تو پھر جو بچہ نوعمری میں مر گیا وہ کلیہ میں شامل ہے؟ سیدنا نوح علیہ السلام ہزار برس کے ہو کر بھی پیر فرتوت نہ ہوئے۔ حالانکہ مرزا قادیانی ۶۰ سال کے ہو کر پیر فرتوت ہو گئے تھے کہ دائیں بائیں جوتے کی تمیز نہ تھی تو ایک بچہ کے لئے چند دن کی زندگی، نوح علیہ السلام کے لئے ہزار برس کی زندگی، اس آیت کے منافی نہیں۔ بلکہ مستثنیات ہیں تو مسیح علیہ السلام کے لئے کیوں نہیں؟ جب کہ وہ اس عالم میں ہی نہیں ہیں بلکہ عالم بالا میں ہیں۔

سولھویں آیت: ’’اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ (يونس:٢٤)‘‘ ﴿دنیا کی وہی مثل ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور جانور۔﴾

قادیانی استدلال: ’’یعنی اس زندگی دنیا کی مثال یہ ہے جیسے اس پانی کی مثال ہے جس کو ہم آسمان سے اتارتے ہیں۔ پھر زمین کی روئیدگی اس سے مل جاتی ہے پھر وہ روئیدگی بڑھتی اور پھولتی ہے۔ آخر کاٹی جاتی ہے۔ یعنی کھیتی کی طرح انسان پیدا ہوتا ہے۔ اوّل کمال کی طرف رخ کرتا ہے پھر اس کا زوال ہوتا جاتا ہے۔ کیا اس قانون قدرت سے مسیح علیہ السلام باہر رکھا گیا ہے؟‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۱۱، خزائن ج۳ ص۴۳۰)

جواب: ۱...... کاش مرزا قادیانی اس مثال سے ہی فائدہ اٹھاتے اور سمجھتے کہ سب روئیدگی کی قسمیں زمین سے اگنے، کمال تک پہنچنے اور بڑھنے اور پھر زوال کی جانب مائل ہو کر خشک ہونے میں درجہ مساوی نہیں رکھتیں۔ چنانچہ ان ہر سہ مراتب کو دو ماہ میں طے کر لیتا ہے اور نیشکر (کماد) کو کمال تک پہنچنے کے لئے دس ماہ کا عرصہ درکار ہے۔ سن اور ہالوں کا بیج چند پہر میں زمین سے اگ آتا ہے اور گنوارے اور کھنڈی کا بیج سال بھر تک زمین میں جوں کا توں پڑا رہتا ہے۔ افسوس کہ آپ حارث وحراث ہونے کے دعویدار ہو کر بھی ان مثالوں سے بہت کم مستفید ہوتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام اس قانون قدرت سے باہر نہیں۔ مگر اس قانون میں مساوات شخصی نکال کر آپ دکھا دیجئے۔

جواب: ۲...... مرزا قادیانی کے لئے یہ نمونہ میں کافی ہے کہ اگر یہ ضابطہ عام مانا جائے تو پھر تمام انبیاء حیوان، جماد ایک ہی رفتار سے سفر کریں۔ یہ انسان ایک ہی طرح کے حالات وتغیرات سے دوچار ہو۔ فعلی اور پودے ایک ہی رفتار سے پیدا ہوں۔ بڑھیں اور قابل استفادہ ہوں۔ حالانکہ ان امور میں ناقابل فہم تفاوت سامنے ہے ایک پودہ چند دن میں اپنا سفر طے کر رہا ہے اور ایک پودہ صدیوں تک اپنا سفر حیات طے کرتا ہے۔ ایک جانور چند لمحات کا مسافر ہوتا ہے (جیسے کئی قسم کے

جراثیم) اور کئی حیوان انسان سے بھی بڑھ کر عمر پاتے ہیں اور دیکھئے یہ قانون خود مرزا قادیانی کے گھر میں بھی نافذ رہا ہے کہ اس کا کوئی بچہ پیٹ ہی سے چل بسا۔ کوئی چند دن زندہ رہ کر کوئی چند سال کے بعد اور کوئی لمبی عمر پاکر فوت ہوئے تو جب رفتار حیات کسی کی بھی مساوی نہیں تو مرزا قادیانی صرف مسیح علیہ السلام کو قانون مساوی کے کیوں پابند کرنے کے درپے ہیں؟ جب اس متغیر سطح ارضی پر کئی صدیاں انسان زندہ رہ چکے ہیں۔ (اصحاب کہف سیدنا نوح علیہ السلام) تو اس غیر متغیر جہان میں جہاں کا ٹائم ٹیبل بھی اس جہاں سے کہیں متفرق ہے۔ وہاں باذن الٰہی مسیح علیہ السلام چند صدیاں زندگی نہیں گزار سکتے۔ آخر سارے جہاں سے صرف مرزا قادیانی کو ہی کیوں اتنا فکر ہو رہا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود بھی جسمانی حیات مسیح علیہ السلام کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ چنانچہ کئی جگہ لکھ چکے ہیں کہ میں نے مسیح علیہ السلام کے ہمراہ کئی دفعہ ایک دسترخوان پر کھانا بھی کھایا اور ایک جگہ لکھا کہ میں نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت بھی کھایا۔ (تذکرہ ص۴۴۷) معلوم ہوا کہ وہ جوان ہیں زندہ ہیں کھاتے پیتے بھی ہیں۔

سترھویں آیت: ''ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ (المؤمنون:۱۵)'' ﴿پھر تم اس کے بعد مروگے۔﴾

قادیانی استدلال: ''یعنی اوّل رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ تم کو کمال تک پہنچاتا ہے اور پھر تم اپنا کمال پورا کرنے کے بعد زوال کی طرف میل کرتے ہو یہاں تک کہ مر جاتے ہو۔ یعنی تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی قانون قدرت ہے کوئی بشر اس سے باہر نہیں۔ اے خداوند قدیر! اپنے اس قانون قدرت کو سمجھنے کے لئے ان لوگوں کو بھی آنکھ بخش جو مسیح ابن مریم علیہ السلام کو اس سے باہر سمجھتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۱، خزائن ج۳ ص۴۳۰)

جواب: ۱...... ناظرین زبان عرب میں حرف ثُمَّ، تراخی اور ترتیب کے لئے آتا ہے اور اسی لئے ہم نہایت صدق دل سے گواہی دیتے ہیں۔ ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشَكَنَّ اَنْ ینزل فِیْنَا ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدَلًا ثُمَّ اِنَّهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ لیموت'' مرزا قادیانی قانون قدرت کے موٹے موٹے حروف تو پڑھ لیتے ہیں۔ مگر کیا اچھا ہو کہ اس کی تشریحات بھی ملاحظہ کر لیا کریں۔

جواب: ۲...... رفتہ رفتہ کمال سیدنا مسیح علیہ السلام کا دور چل رہا ہے۔ اس کے بعد: ''بعد ذالك لمیتون'' میں داخل ہوں گے کیا یہی آیت پڑھ کر اس وقت تمام زندہ لوگوں کی وفات پر استدلال کیا جا سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر مسیح علیہ السلام کی وفات پر استدلال کیسے صحیح ہوگا؟

اٹھارویں آیت: ''اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ (الزمر:۲۱)'' ﴿تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی، پھر چلایا وہ پانی چشموں میں زمین کے، پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی رنگ بدلتے اس پر، پھر آئے تیاری پر تو دیکھے اس کا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اس کو چورا چور، بے شک اس میں نصیحت ہے عقل مندوں کے واسطے۔﴾

قادیانی استدلال: ''ان آیات میں بھی مثال کے طور پر یہ ظاہر کیا ہے کہ انسان کھیتی کی طرح رفتہ رفتہ اپنی عمر کو پورا کر لیتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔'' (اور حضرت مسیح علیہ السلام بھی بحیثیت انسان اس قاعدہ کلیہ اور قانون قدرت سے باہر نہیں رہ سکتے۔ مرتب) (ازالہ اوہام ص۶۱۲، خزائن ج۳ ص۴۳۰)

جواب: مرزا قادیانی وفات مسیح علیہ السلام پر اس آیت سے استدلال کی وجہ کچھ نہیں لکھ سکے۔ کھیتی کی مثال سچ ہے مگر

اس مثال میں مرزا قادیانی کی غلط فہمی کا اظہار سولہویں آیت کے تحت میں ہم کر چکے ہیں۔ رفتہ رفتہ عمر پوری کرتا ہے لیکن عمریں مختلف ہیں۔ بچہ کی اور بوڑھے کی اور نوح علیہ السلام کی اور اصحاب کہف کی اور مسیح علیہ السلام کی اور اس تدرج طبعی کو سو فیصد تسلیم کرتے ہیں کہ ہر انسان ہی نہیں بلکہ ہر فرد مخلوق آہستہ آہستہ موت تک ہی سفر طے کر رہا ہے۔ ہر فرد مخلوق ''کل من علیھا فان'' سے مستثنیٰ نہیں مگر یہ بات کہ مسیح علیہ السلام پر موت آ گئی کہاں ثابت ہوا۔ کیا امکان اور وقوع میں فرق نہیں؟

انیسویں آیت: ''وَمَا اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ (الفرقان:۲۰)'' ﴿اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازاروں میں۔﴾

قادیانی استدلال: ''یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب تمام نبی نہ کھانا کھاتے ہیں نہ بازاوں میں پھرتے ہیں اور ہم پہلے بنص قرآنی ثابت کر چکے ہیں کہ دنیوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب فوت ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کلمہ حصر مسیح بھی داخل ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۲،۶۱۳، خزائن ج۳ص۴۳۱)

الجواب: ۱...... ناظرین اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان منکرین نبوت کے جواب میں نازل فرمائی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے اور رسالت کو بنظر حقارت دیکھتے اور یوں کہا کرتے تھے۔ ''مَا لِهٰذَا الرَّسُوۡلِ يَاۡكُلُ الطَّعَامَ وَيَمۡشِىۡ فِى الۡاَسۡوَاقِ (الفرقان:۷)'' یہ رسول کیسا ہے، جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ان کی اس بیہودہ گفتگو کے جواب میں بطور تشفی و تسکین قلب فرمایا ہے۔ کہ بازاروں میں پھرنا اور طعام کھانا اگر رسالت کے منافی ہے تو سارے کے سارے پیغمبر ایسے ہی گزرے ہیں۔ جن میں یہ صفات لوگوں نے دیکھے اور معلوم کئے اور بایں ہمہ یہ معترض ان میں سے بعض کی نبوت کا یقین بھی رکھتے ہیں۔ مثلاً نصاریٰ اور یہود اور عرب کے اکثر قبیلے اب آپ خیال فرمائیں کہ اس میں کون سی دلیل وفات مسیح کی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے طعام کھانے یا نہ کھانے کی بحث ساتویں آیت کے تحت میں ہو چکی۔ مرزا قادیانی آپ نے ان تین آیتوں کو دلیل وفات مسیح بنانے میں حصر اور تعمیم سے بہت ہی کام لیا ہے اور یہ دل میں ٹھان لی ہے کہ اگر ایک تعمیم کی دوسری نص تخصیص کر دیتی ہو تو اس تخصیص کا ہرگز اعتبار نہیں کریں گے۔ مگر یہ کاغذ کی ناؤ چلتی نظر نہیں آتی۔ ''اَوَلَمۡ يَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ (یسین:۷۷)'' ﴿کیا انسان نے نہیں دیکھا اور غور کیا کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا اور وہ جھٹ کھلم کھلا خصومت رکھنے والا بن گیا۔﴾

آیت میں ''اَلۡاِنۡسَانُ'' کل انسانوں پر شامل ہے۔ جس سے کوئی باہر نہیں۔ حالانکہ اسی آیت میں دو جگہ آپ کو تخصیص ماننی پڑے گی۔ اوّل ''مِنۡ نُّطۡفَةٍ'' میں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام انسان تھے مگر نطفہ سے پیدا نہ ہوئے تھے۔ دوم ''خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ'' میں کیونکہ ہم یقیناً اور ایماناً جانتے ہیں کہ انبیاء اور صدیقین نہایت فرمانبردار بندے ہوتے ہیں اور کبھی اپنے پروردگار سے خصومت نہیں کرتے۔

جواب: ۲...... مرزا قادیانی یہ فرمائیں کہ طعام کھانا اور بازاروں میں پھرنا یہ مرسلین کا لازم حال تھا یا منجملہ صفات بشری کے ایک صفت، اگر لازمۂ حال تھا تو لازم آتا ہے کہ ہر ایک نبی اور مرسل نے وقت پیدائش سے لے کر

زندگی کی آخری ساعت تک، غرض اپنی تمام تر عمر کا کوئی لحہ کوئی لحظہ کوئی منٹ کوئی سیکنڈ ایسا گزرنے نہ دیا ہو کہ وہ بازار میں نہ پھرتے ہوئے اور کچھ نہ کچھ کھاتے ہوئے نظر نہ آئے ہوں۔ غرض کہ ان کا منہ اوران کے پاؤں ہر وقت چلتے ہی رہتے تھے۔ کیوں مرزا قادیانی آپ کے مذہب میں یہی معنی اس آیت کے ہیں؟ اگر یہی معنی ہیں تو اس کا بطلان نہایت صریح ہے لیکن اگر باوجود آیت کے الفاظ بالا کے یہ معنی آپ نہیں کرتے۔ بلکہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کے کھانے اور بازاروں میں پھرنے کے خاص اوقات ہوں اور دیگر اوقات میں اکل طعام اور ''مَشِیٌ فِی السُّوقِ'' ان میں پایا بھی نہ جاتا ہو تب آیت بالا آپ کے کیا مفید ہے؟ اگر کسی معتکف وصائم کو دیکھ کر کوئی شخص یہ حکم لگا سکتا ہے کہ طعام کھانے اور بازاروں میں پھرنے کی صفت اس سے جاتی رہی تو اس کے دانشمند ہونے میں کسی کو شک ہو سکتا ہے؟ مرزا قادیانی ان نمونوں سے بھی مستفید نہیں ہوتے۔

جواب: ۳...... ممکن ہے کہ مرزا قادیانی یا کوئی انکا مرید کبھی یہ استدلال بھی کرنے لگے کہ روزہ رکھنا اس آیت کے خلاف ہے۔''ماجعلناهم جسدًا لا یاکلون '' اور آیت ہذا: ''انهم لیاکلون الطعام ویمشون فی الارض '' اگر اس کو راز نبوت قرار دے لیا جائے تو پھر آپ ﷺ کے مراقبات حرا اور وصال کا انکار لازم آتا ہے۔

بیسویں آیت: ''وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (النحل:۲۱،۲۰)'' ﴿اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔﴾

قادیانی استدلال: ''دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت سے مسیح علیہ السلام اور ان سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنے معبود ٹھہراتے تھے اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں قرآن کریم کے ماننے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سن کر پھر وہیں نہ ٹھہر جانا کیا یہ ایمان داروں کا کام ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۱۳،۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

جواب: ۱...... ''الذین'' کا ترجمہ ''جن لوگوں کو'' صحیح نہیں کیونکہ ''الذین'' سے مراد اصنام (بت) بھی ہیں۔ لہٰذا صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ''اور جن کو پکارتے ہیں۔'' اور چونکہ کفار میں زیادہ تر بت پرستی ہی پائی جاتی تھی۔ (چنانچہ کعبہ کے ۳۶۰ بت جو فتح مکہ کے دن توڑے گئے اس پر شاہد ہیں) اس لئے۔

جواب: ۲...... اموات کے بعد غیر احیاء کا ذکر کیا گیا تا کہ اصنام کی حقیقت اصلیہ ظاہر ہو جائے کہ وہ علی الاطلاق مردہ ہیں۔ ان کو حیات کی ہوا بھی نہیں لگی نہ پہلے کبھی نہ اب۔

جواب: ۳...... ''وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (النحل:۲۱)'' کا مطلب تو یہ ہے کہ ان معبودوں کو اس کا بھی شعور (علم) نہیں کہ ان کے پوجنے والے کب اٹھائے جائیں گے۔ (جلالین وفتح البیان) بلکہ ان سے بہتر تو ان کے عابد ہیں کہ ان کو علم وشعور اور حیات تو حاصل ہے۔ (دوسری طرز سے)

جواب: ۴...... آیت کا یہ مطلب نہیں کہ معبودان مصنوعی مر چکے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان سب کو موت آنے والی ہے۔ صرف لفظ اموات کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکال لینا کہ وہ سب کے سب مر چکے ہیں غلط ہے۔ ''اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر:۳۰)'' اے رسول ﷺ تو بھی میت ہے اور وہ بھی، مطلب یہ ہوا کہ بالآخر موت آنے والی ہے۔ لہٰذا

آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ تمام وہ لوگ جو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں۔ آخر کار مرنے والے ہیں گو ان میں کئی مر چکے ہوں اور ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد نزول فوت ہو جائیں گے۔

جواب: ۵...... نیز مشرکین جنوں اور فرشتوں کو بھی پوجتے تھے کیا وہ سب مر چکے ہیں؟ کیونکہ وہ بھی ''من دون اللہ'' میں شامل ہیں۔ نیز آج بھی کئی ایسے ملنگ پیر معبود ہیں جنکو جاہل لوگ سجدے کرتے ہیں ان کی عبادت کرتے ہیں تو کیا وہ اب مرے ہوئے ہیں؟ اصل مفہوم یہی ہے کہ جن کی لوگ پوجا کرتے ہیں وہ معرض فنا میں ہیں۔ بقا صرف ذات واحد کو ہے۔ ''الحی القیوم'' صرف ایک ہی ہے لہٰذا عبادت کا مستحق بھی یہی ہے۔ بلکہ تمام کے تمام ''کل شی ھالك'' اور ''کل من علیھا فان'' کے زیر تصرف ہیں۔ کیونکہ ماسوی اللہ ہر چیز پردہ فنا میں تھی پھر عالم موجود میں آئی اس کے بعد پھر پردہ فنا سے دوچار ہونے والی ہے۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے اپنی عبارت میں انسانوں کی قید اپنی طرف سے لگا دی ہے۔ آیت میں ہے اور اس لئے ایسے تین صفات بیان ہوئے جن سے کوئی خلوق جن وملک اور انسان وغیرہ اس تعمیم سے باہر نہیں رہ سکتے۔ (۱) ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' اس میں کل مخلوق شامل ہے۔ (۲) کسی کا خالق نہ ہونا۔ یہ بھی سب پر محیط ہے۔ (۳) مخلوق ہونا۔ یہ بھی بجز خدا کے سب کو گھیرے ہوئے ہیں۔ پس ان صفتوں والا اگر کسی قوم اور قبیلہ کا معبود سمجھا یا مانا گیا ہے تو وہ مردہ ہے۔

جب ہم نصاریٰ کے مذہب پر نظر ڈالتے ہیں جو خدا کو ''ثالث ثلثه'' جانتے ہیں اور اس کے علاوہ اقنوم قائم کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ خدا کے سوا ایک تو مسیح کو معبود جانتے ہیں دوسرے روح القدس کو۔ ان دونوں کی پرستش بھی کرتے ہیں اور ان دونوں کو پکارتے بھی۔

مرزا قادیانی اس آیت پر تمسک کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہیں۔ میں ان سے دریافت کر لینا چاہتا ہوں کہ وہ روح القدس کو بھی مردہ جانتے ہیں، یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا وہ ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' نہیں۔ یا وہ کسی شئے کا خالق بھی ہے یا وہ خود مخلوق نہیں یا نصاریٰ اس کو اسی طرح نہیں پکارتے۔ جس طرح مسیح کو پکارتے ہیں؟ اگر یہ سب صفات اس میں موجود ہیں تو پھر...... روح القدس کو آیت کی تعمیم سے جدا رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ اگر مرزا قادیانی کے پاس روح القدس کو اس عمومیت سے جدا رکھنے اور جدا باور کرنے کی کوئی وجہ ہے۔ تو یقین رکھئے کہ ہمارے پاس بھی ہے اور اگر وہ روح القدس کو بھی مردہ سمجھتے ہیں تو بسم اللہ اس کا اقرار فرمائیں تاکہ ان کے بیسیوں دلائل پر پانی پھر جائے اور میں پھر معنی آیت گزارش کروں۔

ناظرین! (۱) ایک لطیف قصہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ جب قرآن مجید میں ''اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ (الانبیاء:۹۸)'' نازل ہوا۔ تو مشرکین نے اس تعمیم کو دیکھ کر خوب تالیاں لگائیں اور خوش ہو کر کہا کہ اگر ہم اور ہمارے بت جہنم میں ڈالے جائیں گے تو ہم کو کچھ غم نہیں۔ کیونکہ اسی قاعدہ ''وَمَا تَعْبُدُوْنَ'' کے بموجب نصاریٰ کے ساتھ مسیح کو بھی جہنم میں ڈالا جائے گا اور ہم اس پر خوش ہیں کہ جب مسیح جہنم میں جائے تو ہم اور ہمارے بت بھی وہیں ڈالے جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا۔ ''مَاضَرَبُوْہُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ (الزخرف:۵۸)'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظیر جو ان کفار نے پیش کی ہے۔ یہ ان کا مجادلہ ہے یہ لوگ محض خصومت سے ایسی باتیں کرتے ہیں: ''اِنْ ھُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْہِ (الزخرف:۵۹)'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو خدا کے ایسے بندہ ہیں جن پر خدا نے نعمت کی ہے۔ پس آیت کریمہ کی اس تعمیم میں وہ منعم علیہ جس کی تخصیص واستثناء دیگر آیات سے

ہوچکی ہے۔ کیونکر شامل ہوسکتا ہے۔ فرمایا: ’’اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ‘‘گویا مرزا قادیانی نے فطرت کے لوگوں کو واضح کیا کہ عدم سے استدلال صحیح نہیں ہوتا۔

مرزا قادیانی ملاحظہ فرمائیں کہ ایسی تعمیمات سے تمسک واستدلال کرنا اور دیگر آیات پر نظر نہ ڈالنا وہ شیوہ اور وہ مسلک ہے جس پر مشرکین مکہ گامزن ہوچکے ہیں اور جن کی تکذیب قرآن مجید فرماچکا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کا استدلال نہ شرعی ہے نہ عالمانہ بلکہ آیت مذکورہ ایسے استدلال کا نام مجادلہ رکھتی اور مستدل کو ’’قوم خصمون ‘‘میں شامل کرتی ہے۔ ’’فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ‘‘

۲...... ’’اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ ‘‘ پر بھی غور فرمائیے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ یہ ’’من دون اللّٰہ ‘‘جن کو پکارا جاتا ہے۔ یہ ’’اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ ‘‘ حالاً ہیں یا مآلاً ہیں۔ یعنی کیا آیت کے یہ معنی مرزا قادیانی کرتے ہیں کہ جب چند شخصوں نے کسی ’’مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ‘‘ کو پکارنا شروع کیا تو وہ فوراً مر بھی جاتا ہے اور اس کی حیات بھی منقطع ہوجاتی ہے۔ اگر وہ یہی معنی کرتے ہیں۔ تب کچھ شک نہیں کہ یہ معنی خلاف واقع ہیں اور کلام ربانی کی شان عظیم اس سے برتر واعلیٰ ہے۔ ہم نے خود سینکڑوں ایسے شخص دیکھے ہیں اور مرزا قادیانی نے نیز ناظرین نے بھی دیکھے ہوں گے کہ ان کے بیوقوف معتقد اور مریدان کو خدائے حاضر وناظر کی طرح ہر وقت ہر جگہ موجود جانتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے، جاگتے سوتے، یا پیر یا پیر ہی پکارا کرتے ہیں۔ ان کا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ خدا روٹھ جائے تو پیر ملا دیتا ہے اور پیر روٹھ جائے تو خدا نہیں ملا سکتا۔ اس لئے وہ ہمیشہ پیر کا درجہ رسول اور خدا سے برتر وافضل جانا کرتے ہیں اور باایں ہمہ طغیانی کفر وشرک یہ ’’مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ‘‘معبود اپنی تمتع اور کامرانی کے دن بڑی عیش وشادمانی سے پورے کیا کرتے ہیں۔ یہ واقعات جن کا ظہور ہر شخص ہر روز دیکھ سکتا ہے۔ بتلا رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کے معنی غلط اور خلاف واقع ہیں۔

اب رہا ان کا مآلاً اموات اور غیر احیاء ہونا یعنی بالآخر ان مشرکین کے معبودوں نے ایک روز مرنا ہے۔ یہ بے شک صحیح ہے مگر اب آیت میں مسیح علیہ السلام کی وفات بالفعل پر ذرا بھی اشارت باقی نہ رہے گا اور مرزا قادیانی کا ہم پر کچھ اعتراض نہ رہ گیا۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات بزمانہ آئندہ کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور ’’کل نفس فان ‘‘کا اثر ونفاذ مسیح پر بھی تسلیم کرتے ہیں۔

(جوابات بالا مرزا قادیانی کی تفہیم کے لئے عرض کئے گئے ہیں۔ ورنہ مفسرین نے آیت کو بحق اصنام یعنی بتوں کے لئے لکھا ہے اور اموات غیر احیاء کے یہ معنی کئے ہیں کہ ان بنائے ہوئے معبودوں کو تو کبھی بھی حیات حاصل نہیں ہوئی۔ ان میں کبھی بھی لوازم زندگی پائے نہیں گئے اور اس لئے عدم محض ہیں اس معنی پر کوئی اعتراض مرزا قادیانی کا وارد نہیں ہوتا اور وفات مسیح کی دلیل کا تو اس میں ہونا ذرا بھی تعلق نہیں رکھتا)

اکیسویں آیت: ’’مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:۴۰)‘‘ ﴿محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔﴾

قادیانی استدلال: ’’یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا، کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے...... اور یہ امر خود مستلزم اس بات کو ہے کہ وہ مر گیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

الجواب: ۱...... ناظرین یہاں مرزا قادیانی سے سخت غلط فہمی ہوئی ہے اور منشاء غلطی یہ ہے کہ سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان رفیعہ کے سمجھنے میں قصور ہوا ہے۔ قرآن مجید میں یہ آیت صریح اور نص قطعی موجود ہے: ”وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران:۸۱)“ ﴿جب خدا نے نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو کتاب اور حکمت دی ہے پھر جب تمہاری طرف رسول موعود آئے جو تمہاری سچائی ظاہر کرے گا تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔﴾

اس کا مفہوم ومنطوق یہ ہے کہ جس قدر انبیاء ورسل حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک گزرے ہیں۔ یہ سب وعدہ کر چکے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کے شمار میں اپنے آپ کو داخل وشامل سمجھیں گے اور امتیوں کی طرح آپ کا کلمہ پڑھیں گے۔ اسی آیت کی عملی تفسیر اس حدیث معراج میں ہے۔ جو صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے امام بن کر نماز پڑھائی اور حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ وحضرت ابراہیم علیہم السلام وغیرہ نے آپ ﷺ کے پیچھے مقتدی بن کر پڑھی۔ پس جب انبیاء گزشتہ کا شمار پہلے ہی سے حضور ﷺ کی امت میں حضور ﷺ کی رسالت کے بعد ہوتا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس میثاق ازلی کے ایفاء کے طور پر دنیا میں آنا اور خلیفۂ مسلمین بنا رسول کریم ﷺ کے اعلیٰ درجہ رسالت کا مظہر ہے نہ کہ آنحضرت ﷺ کے درجہ خاتمیت کے منافی۔ یہ امر کہ مسیح علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی امت میں شمار ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے انیسویں آیت کے تحت میں (ازالہ اوہام ص۶۲۳، خزائن ج۳ص ۴۳۶) پر ان الفاظ میں مان لیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں ہی آ گئے ہیں۔ یہ اقرار کرنے کے بعد مرزا قادیانی سے نہایت مستبعد معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم کے آنے کا انکار اس آیت کے تمسک سے کریں اور تعجب پر تعجب یہ ہے کہ انبیاء گزشتہ میں سے اگر کوئی نبی اس میثاق ازلی کے موافق جس کی خبر قرآن مجید میں دی گئی۔ ہمارے سید حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نصرت وخدمت کے لئے دنیا میں تشریف لائے تو مرزا قادیانی اس آیت کو اس کے لئے مانع خیال کرتے ہیں۔ مگر خود اپنے لئے ایک پہلو نکال کر یوں تحریر کرتے ہیں: ”خاتم النبیین“ ہونا ہمارے نبی ﷺ کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں! ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ ﷺ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحریر سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے کل میں جزو داخل ہوتی ہے۔

(ازالہ اوہام ص۵۷۵، خزائن ج۳ص ۴۱۱)

دیکھو کیسے صاف لفظوں میں لکھ گئے کہ میں نبی ہوں اور یہ آیت میرے لئے مانع نہیں کیونکہ فنافی الرسول ہو کر میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ کا جزو بن گیا ہوں۔

اچھا مرزا قادیانی اگر بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے کوئی نبی ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہو جاتا ہے اور اس کی نبوت جداگانہ شمار نہیں ہوتی۔ تب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اور نزول فرمانا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث معراج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اتباع کیا ہے اور فنافی الرسول ہونے کی شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس وعظ سے ملتی ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی امت کو وجود باوجود محمدی ﷺ کی بشارت سنا سنا کر فرمایا تھا۔ ”آگے کو تم سے بہت باتیں نہ کروں گا کیونکہ اس دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ

میں اس کی کوئی چیز نہیں۔'' یوحنا:۱۵، باب:۲۰ دنیا کا سردار اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ خیال تو کرو کیسے الفاظ ہیں اور کس سچے دل اور صادق زبان سے نکلے ہیں۔ اگر فنافی الرسول کا درجہ اس قول کے قائل کو بھی حاصل نہیں۔ (جس کا اپنے قول میں صادق ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے) تو اور کس شخص کو ہوسکتا ہے؟ اس کے بعد مرزا قادیانی اس حدیث پر نظر فرمائیں۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے انبیاء کو علاتی بھائی فرما کر آخر میں فرمایا ہے:''وَاَنَـا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسٰی ابْنِ مَـرْیَمَ'' یہاں آپ ذرا غور سے دیکھیں کہ آپ کی اصطلاح کے موافق عیسیٰ بن مریم تو محمد رسول اللہ ﷺ میں اور محمد رسول اللہ ﷺ حضرت مسیح علیہ السلام میں کس طرح داخل ہیں۔ غرض ثابت ہوا کہ آپ کی متدلہ آیت آپ کے مفید نہیں ہوسکتی۔ بچند وجوه!

۱...... قرآن مجید شہادت دیتا ہے کہ سابقہ حملہ انبیاء آنحضرت ﷺ کی امت میں ہیں۔ لہٰذا اس میں سے کسی ایک کا آنا اور خلیفہ بننا بعینہٖ صدیق رضی اللہ عنہ اور فاروق رضی اللہ عنہ جیسا خلیفہ بننا ہے۔

۲...... مرزا قادیانی نے مان لیا کہ مسیح علیہ السلام بھی اسی امت محمدیہ ﷺ کے شمار میں آچکا ہے۔

۳...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ میں نبی ہوں اور میرے لئے آیت خاتم النّبیین مانع نہیں کیونکہ مجھے درجہ فنافی الرسول حاصل ہے اور میں رسول خدا سے کچھ جدا نہیں ہوں۔

۴...... فنافی الرسول کا قاعدہ کلیہ حضرت مسیح پر زیادہ ثابت ہوتا ہے۔ انجیل اور صحیح مسلم اس کے گواہ ہیں۔

پس ثابت ہوگیا۔ مرزا قادیانی نے اس آیت سے استدلال میں بڑی غلطی کھائی ہے یا صریح مغالطہ دیا ہے۔

ناظرین! یہ بھی یاد رکھیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام جو خدا کے نبی ہیں۔ وہ ہمارے سید و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابی بھی ہیں۔ صحابی کی تعریف یہ ہے کہ اس نے ایمان کے ساتھ اس زندگی میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو۔ آنحضرت ﷺ کا حضرت مسیح علیہ السلام سے شب معراج کو ملاقات کرنا ثابت ہے۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ اگر صدیق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لئے آیت خاتم النّبیین مانع ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت کے لئے بھی ہے اور اگر ان کے لئے مانع نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی مانع نہیں۔ ایک نبی کا نبی ہوکر پھر صحابی ہونا بھی بعید نہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کی مثالیں موجود ہیں۔ ہارون علیہ السلام تو موسیٰ علیہ السلام کے صحابی تھے۔ یحییٰ زکریا علیہ السلام کے۔

المختصر مرزا قادیانی کا یہ استدلال اور مفہوم اجماع امت کے بھی خلاف اور خود مرزا قادیانی کے مسلمہ اقرار واعتراف کے خلاف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اس آیت کریمہ کے متعلق سابقہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد کے ائمہ ہدیٰ، مجددین، ملہمین، مفسرین ومحدثین تمام متکلمین اور متصوفین نے اس آیت کا مفہوم خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت پر نص صریح تسلیم کیا ہے اور اس کو آمد مسیح علیہ السلام کے رتی بھر منافی نہیں رکھا۔ یہ صحیح مفہوم تھا جو ہر زمانہ اور ہر دور میں مسلم تھا۔ اب مرزا قادیانی نے لکھا اجماعی مسئلہ کے منکر پر خدا اور رسول اور تمام کائنات کی لعنت ہے۔ (ازالہ) پھر لکھا کہ سلف، خلف کے لئے بطور وکیل کے ہوتے ہیں ان کی شہادات ماننا ہی پڑتی ہیں۔ (ازالہ ص۴۷۴،۴۷۵)

جواب: ۲...... سیدنا مسیح علیہ السلام کا آنا آپ ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ مرزا قادیانی سے صدیوں پہلے علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اس اعتراض کا جواب دے دیا ہے۔''ای لا ینبا احد بعده اما عیسیٰ ممن نبی قبله'' خاتم النّبیین کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ باقی رہے عیسیٰ علیہ السلام

تو وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بن چکے ہیں۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد آپ ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں۔

جواب: ۳...... معراج کی رات تمام انبیاء علیہم السلام موجود تھے تو بھی آپ ﷺ خاتم النّبیین تھے۔ قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام موجود ہوں گے تب بھی آپ ﷺ خاتم النّبیین ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جاچکے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنے تو آپ ﷺ کی ختم نبوت کے منافی ہے۔

جواب: ۴...... سیدنا مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنا رہی۔ نہ شمار انبیاء میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بن رہا۔ بلکہ نبی ماقبل آپ ﷺ کی امت میں شامل ہو رہا ہے۔ وہ ایک نہیں بلکہ سب (شب معراج، یوم قیامت) شامل ہوں تب بھی آپ ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف نہ ہوگا۔ بخلاف اس کے کہ کوئی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے جیسے مسیلمہ کذاب یا کذاب قادیان وہ آپ ﷺ کی ختم نبوت کے باغی ومنحرف کہلائیں اور کافر، کذاب ودجال۔

بائیسویں آیت: ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:٤٤)'' ﴿سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں۔﴾

قادیانی استدلال: ''یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔ سو جب ہم نے موافق حکم اس آیت کے اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اور معلوم کرنا چاہا کہ کیا اگر کسی نبی گزشتہ کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہو تو وہی آجاتا ہے یا ایسی عبارتوں کے کچھ اور معنی ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اسی امر متنازعہ فیہ کا ہم شکل ایک مقدمہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام آپ ہی فیصل کر چکے ہیں اور ان کے فیصلہ کا ہمارے فیصلہ کے ساتھ اتفاق ہے۔ دیکھو کتاب سلاطین وملاکی نبی اور انجیل جو ایلیاہ علیہ السلام نبی کا دوبارہ آسمان سے اترنا کس طور سے حضرت مسیح علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۱۵،۶۱۶، خزائن ج۳ ص۴۳۲)

آیئے مرزا قادیانی! اگر آپ ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ'' پر ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو یوں ہی فیصلہ کر لیں آپ نے الفاظ ''ایلیاہ کا دوبارہ آسمان سے اترنا'' لکھ کر یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ایلیاہ آسمان پر چڑھایا گیا۔ آپ یہ دریافت کرتے ہیں کہ اس کا اترنا کس طور کا بیان کیا گیا ہے تو پہلے یہ دریافت کر لیجئے کہ ''ایلیاہ کا آسمان پر چڑھ جانا کس طرح بیان کیا گیا ہے۔'' اور یوں ہوا کہ جب خداوند نے چاہا کہ ایلیاہ کو ایک بگولے میں اڑا کے آسمان پر لے جائے۔ تب ایلیاہ الیسع کے ساتھ جل جلال سے چلا اور ایلیاہ نے الیسع کو کہا تو یہاں ٹھہر یو اس لئے کہ خداوند نے مجھے بیت ایل کو بھیجا ہے۔ سو الیسع بولا۔ خداوند کی حیات اور تیری جان کی سوگند میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ سو وہ بیت ایل کو اتر گئے اور انبیاء زادے جو بیت ایل میں تھے نکل کر الیسع پاس آئے اور اس کو کہا تجھے آگاہی ہے کہ خداوند آج تیرے سر پر سے تیرے آقا کو اٹھا لے جائے گا۔ وہ بولا ہاں میں جانتا ہوں تم چپ رہو۔ تب ایلیاہ نے اس کو کہا۔ اے الیسع تو یہاں ٹھہر یو کہ خداوند نے مجھے یریحو کو بھیجا ہے۔ اس نے کہا خداوند کی حیات اور تیری جان کی قسم میں تجھ سے جدا نہ ہوں۔ چنانچہ وہ یریحو میں آئے اور انبیاء زادے جو یریحو میں تھے۔ الیسع پاس آئے اور اس سے کہا تو اس سے آگاہ ہے کہ خداوند آج تیرے آقا کو تیرے سر پر سے اٹھا لے جائے گا۔ وہ بولا میں تو جانتا ہوں۔ تم چپ رہو اور پھر ایلیاہ نے اس کو کہا تو یہاں درنگ کیجیو کہ خداوند نے مجھ کو یردن بھیجا ہے۔ وہ بولا خداوند کی حیات اور تیری جان کی قسم میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ وہ دونوں آگے چلے اور ان کے پیچھے

پیچھے پچاس آدمی انبیاءزادوں میں سے روانہ ہوئے اور سامنے کی طرف دور کھڑے ہورہے اور وہ دونوں لب یردن (نام ریا) کھڑے ہوئے اور ایلیاہ نے اپنی چادر کو لیا اور لپیٹ کر پانی پر مارا کہ پانی دو حصے ہوکے ادھر ادھر ہوگیا اور وہ دونوں خشک زمین پر ہوکے پار گئے اور ایسا ہوا کہ جب پار ہوئے تب ایلیاہ نے الیسع کو کہا کہ اس سے آگے کہ میں تجھ سے جدا کیا جاؤں۔ مانگ کہ میں تجھے کیا دوں۔ تب الیسع بولا مہربانی کرکے ایسا کیجئے کہ اس روح کا جو تجھ پر ہے مجھ پر دوہرا حصہ ہو۔ تب وہ بولا تو نے بھاری سوال کیا۔ سو اگر مجھے آپ سے جدا ہوتے ہوئے دیکھے گا تو تیرے لئے ایسا ہوگا اور اگر نہیں تو ایسا نہ ہوگا اور ایسا ہوا کہ جوں ہی وہ دونوں بڑھتے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھ کہ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں کے درمیان آ کے ان دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہوکے آسمان پر جاتا رہا اور الیسع نے یہ دیکھا اور چلایا۔ اے میرے باپ میرے باپ اسرائیل کی رتھ اور اس کے ساتھی۔ سو اس نے پھر نہ دیکھا اور اس نے اپنے کپڑوں پر ہاتھ مارا اور انہیں دو حصے کیا اور اس نے ایلیاہ کی چادر کو بھی جو اوپر سے گر پڑی تھی۔ اٹھا لیا اور الٹا پھرا اور یردن کے کنارے پر کھڑا ہوا اور وہاں اس نے ایلیاہ کی چادر کو جو اس پر سے گر پڑی تھی لے کر پانی پر مارا اور کہا کہ خداوند ایلیاہ کا خدا کہاں ہے اور اس نے بھی اس چادر کو جب پانی پر مارا تو پانی ادھر ادھر ہوگیا اور الیسع پار ہوگیا۔ مرزا قادیانی ایلیاہ کے آسمان پر چڑھ جانے کی یہ کیفیت مفصل پڑھ کر اب اپنے اس فقرہ کو یاد کریں کہ ''جب جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چلے جانا ثابت ہو جائے تو پھر اسی جسم کے ساتھ اترنا کچھ مشکل نہیں۔'' نیز یہ فقرہ (کتاب مقدس سلاطین:۲، باب۲، آیت:۱تا۱۴ص۳۵۰، مطبوعہ۱۹۲۷ء) ''مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان سے اترنا اس کے جسم کے ساتھ چڑھنے کی فرع ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۲۷۰، خزائن ج۳ص۲۳۶) اور ملاحظہ کیجئے کہ ایلیاہ کا جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھنا کس وضاحت سے اہل کتاب کے صحف سماوی میں مندرج ہے۔ آپ کا یہ کہنا کہ ایلیاہ کی جس چادر کے گرنے کا ذکر ہے وہ اس کا جسم ہی تو تھا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اوّل تو شروع باب میں یہ فقرہ ہے یہ خدا نے چاہا کہ ایلیاہ کو ایک بگولے میں اڑا کے آسمان پر لے جائے۔ بگولے میں اڑا کر لے جانا روح سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ دوم: یہ فقرہ ایلیاہ نے اپنی چادر کو لپیٹ کر دریا پر پھینک کر مارا۔ پانی ادھر ادھر ہوگیا۔ اگر چادر سے مراد جسم ہے تو ایلیاہ نے خود اپنے جسم کو کس طرح لپیٹ کر دریا پر مارا تھا۔ سوم: یہ فقرہ الیسع نے بھی اس چادر کو جب پانی پر مارا۔ کیا الیسع نے اپنے پیرومرشد کی لاش کو پھینک کر مارا تھا۔ غرض یہ تاویل فضول ہے اور سلاطین باب:۲ سے ایک جسم کا آسمان پر جانا ثابت ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ'' پر ایمان ہے تو پہلے اس صعود جسمی کو تو مان لیں۔

ناظرین اس بیان میں مرزا قادیانی نے چند غلطیاں کی ہیں۔ اوّل معنی آیت کے سمجھنے میں۔ آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر تم کو معلوم نہ ہو تب اہل کتاب سے پوچھو۔ خدا کے فضل سے نزول مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ایسا نہیں جو ہم کو معلوم نہ ہو۔ قرآن مجید سے لے کر صحاح ستہ اور دیگر تمام دواوین حدیث میں نزول مسیح علیہ السلام کی مفصل خبریں درج ہیں۔ بلکہ میں دعویٰ کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ احادیث نزول مسیح میں اس قدر تفصیل اور تشریح ہے کہ آج تک کسی پیش گوئی کو تو کیا گزشتہ واقعہ کو بھی کسی مورخ نے ایسی خوبی اور صفائی سے شاید ہی بیان کیا ہو۔ میرا یہ کہنا تو مرزا قادیانی کو ناگوار خاطر ہوگا کہ انہوں نے ان احادیث پر نظر نہیں ڈالی۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ان کی تحریر میں ان احادیث کا علم ہونے کی ذرا بھی دلالت نہیں۔

الف...... مرزا قادیانی!!! جغرافیائی طور پر اس پیش گوئی کے متعلقہ احادیث اس طرح ہیں۔

۱...... مدینہ کی آبادی اہاب تک پہنچ جائے گی۔ (صحیحین مسلم ج۲ص۳۹۳، کتاب الفتن)

ناظرین آج ہمارے زمانہ میں اس حد تک آبادی نہیں پہنچی۔

۲...... اسلامی شہروں میں سے سب سے آخر میں مدینہ ویران ہوگا۔(ترمذی ج۲ص۲۲۹، باب فضل المدینہ) خدا کے فضل سے آج مدینہ آباد و بارونق ہے۔

۳...... بیت المقدس کی کامل آبادی سبب ہے مدینہ کی خرابی کا۔ مدینہ کا خراب ہونا سبب ہے جنگ عظیم کا۔ جنگ عظیم کا واقع ہونا سبب ہے قسطنطنیہ کی فتح کا۔ قسطنطنیہ کا فتح ہو جانا وقت ہے خروج دجال کا (ابوداؤد ج۲ص۱۳۲، باب امارت الملاحم) یہ فقرہ یاد رجانے کی ضرورت نہیں کہ خروج الدجال سبب ہے نزول مسیح کا۔

۴...... حضرت مسیح شہر بیت المقدس میں اور مسلمانوں کے لشکر میں نازل ہوں گے۔

(ابوداؤد ج۲ص۱۳۵، باب خروج الدجال وابن ماجہ ص۲۹۷، باب فتنۃ الدجال)

ب...... اس کے بعد ملکی انقلابات سے متعلقہ احادیث پر نظر ڈالئے۔

۱...... مسلمانوں کا لشکر جو نصاریٰ کی طلب میں نکلا ہوگا۔ اس فوج کے مقابل ہوں گے جس نے قسطنطنیہ فتح کر لیا ہوگا۔ تین روز تک مسلمانوں کو شکست ہوتی رہے گی۔ چوتھے روز مسلمانوں کو فتح کامل حاصل ہوگی۔ اس جنگ سہ روزہ میں ۹۹ فیصدی مقتول ہوں گے۔ اس فتح کے بعد مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے۔ فتح کے بعد جب ملک شام میں پہنچیں گے تب دجال خروج کرے گا اور پھر نماز صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔

(مسلم ج۲ص۳۹۱،۳۹۲، کتاب الفتن عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ وابن مسعود رضی اللہ عنہ)

۲...... دجال زمین مشرق، خراسان سے نکلے گا۔

(ترمذی ج۲ص۴۷، باب ماجاء فی الدجال عن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

وہ بجز مکہ و مدینہ سب جگہ پھر جائے گا۔ (مسلم ج۲ص۴۰۵، باب فی بقیۃ احادیث الدجال)

۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لد پر دجال کو قتل کریں گے۔ (مسلم ج۲ص۴۰۱، باب ذکر الدجال)

ج...... تعین زمانہ اور سنین کے اعتبار سے ملاحظہ فرمائیے۔

۱...... جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ میں ۶ سال کا فاصلہ ہے اور دجال کا خروج ساتویں سال میں ہے۔

(ابوداؤد ج۲ص۱۳۲، باب فی تواتر الملاحم)

گو میں نے ان احادیث کی طرف نہایت مختصر لفظوں میں اشارہ کیا ہے۔ مگر حق کے طالب اور صداقت کے جویا ان بیانات سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ میری غرض ان احادیث کو دکھانے سے یہ ہے کہ جب اسلام نے اپنی تعلیم کو خود مکمل کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ناچیز بندوں پر اپنی نعمت کو تمام فرمادیا ہے اور مبحث فیہ مسئلہ میں بھی ایسی صراحت سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے تو ان نعمتوں کی قدر نہ کرنا اس پاک اور آخری تعلیم پر اعتبار نہ کرنا اور پھر اہل کتاب سے پرسش کا اپنے آپ کو محتاج جاننا کیا ہی لغو فعل ہے؟ جس طرح بہت سے شوم طبع بھکیاری (جن کے اندوختہ سے ان کے نفس کو بھی منفعت حاصل نہیں ہوتی) سینکڑوں اشرفیاں اپنی سڑی بسی گدڑی میں چھپا رکھتے ہیں اور پیسہ پیسہ کے لئے دربدر بھٹکتے پھرا کرتے ہیں۔ بس اس جگہ بھی ٹھیک وہی مثال ہے۔ دوسری غلطی مرزا قادیانی کی یہ رائے ہے کہ نصاریٰ کی کتابوں سے یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جب کسی نبی کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہو تو اس کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی کیوں یہ دیکھنا نہیں چاہتے کہ ان کتابوں میں خاص حضرت مسیح علیہ السلام کے آنے کے بارہ میں کیا لکھا ہے۔ کیونکہ اس جگہ عمومیت کا

سوال نہیں بلکہ خصوصیت کا ہے۔

میں معزز ناظرین کی نزہت طبع کے لئے مسیح کے آنے کے بارہ میں جو کچھ انجیل میں لکھا ہے پیش کرتا ہوں۔ متی ۲۴ باب میں یہی بیان ہے۔

(۱) یسوع ہیکل سے نکل کر چلا گیا اور اس کے شاگرد اس کے پاس آئے کہ اسے ہیکل کی عمارتیں دکھلائیں۔ (۲) پر یسوع نے کیا کیا تم یہ سب چیزیں دیکھتے ہو۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ یہاں پتھر پتھر پر نہ چھوٹے گا جو گرایا نہ جائے گا۔ (۳) جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگرد اس کے پاس آئے اور بولے کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور دنیا کے اخیر کا نشان کیا ہے۔ (۴) اور یسوع نے جواب دے کے انہیں کہا خبردار ہو کہ کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ (۵) کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ (۶) اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار مت گھبراؤ کیونکہ ان سب باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ پر اب تک اخیر نہیں ہے (یعنی قیامت نہیں) (۷) کیونکہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھے گی اور کال وبائیں اور جگہ جگہ زلزلے ہوں گے۔ (۸) پھر یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہیں۔ تب وہ تمہیں دکھ میں حوالے کریں گے اور میرے نام کے سبب سب قومیں تم سے کینہ رکھیں گی۔ (۹) اور اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے اور ایک دوسرے سے کینہ رکھے گا۔ (۱۰) اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ (۱۱) اور بے دینی پھیل جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی۔ (۱۲) پر جو آخر تک سہے گا وہی نجات پائے گا۔ (۱۳) اور بادشاہت کی یہ خوشخبری ساری دنیا میں سنائی جائیگی۔ تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو اور اس وقت آخر آئے گا۔ (۱۴) پس جب ویرانی کی مکروہ چیز کو جس کا دانیال نبی کی معرفت ذکر ہوا ہے مقدس مکان میں کھڑے دیکھو گے۔ (یعنی جب دجال بیت المقدس پہنچے) (۱۵) تب جو یہودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔ (۱۶) جو کوٹھے کے اوپر ہو اپنے گھر سے کچھ نکالنے کو نہ اترے۔ (۱۷) اور جو کھیت میں ہو اپنا کپڑا اٹھا لینے کو پیچھے نہ پھرے۔ (۱۸) پر ان پر افسوس جو ان دنوں میں حاملہ اور دودھ پلانے والیاں ہوں (کیونکہ جب بچہ پیٹ یا گود میں ہوتا ہے بھاگا نہیں جاتا) (۱۹) سو دعا مانگو کہ تمہارا بھاگنا جاڑے میں بارٹ کے دن نہ ہو (اس سے ظاہر ہے کہ دجال بیت المقدس میں موسم سرما اور یوم شنبہ کو پہنچے گا۔ بھاگنا نہ ہو سے مطلب یہ ہے کہ خدا تم کو وہ دن نہ دکھلائے) (۲۰) کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی جیسی دنیا کے شروع سے اب تک نہ ہوئی ہو اور نہ کبھی ہوگی۔ (۲۱) اور اگر وے (دن) گھٹائے نہ جاتے تو ایک تن بھی نجات نہ پاتا۔ پر برگزیدوں کی خاطر وے دن گھٹائے جائیں گے۔ (۲۲) تب اگر کوئی کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں تو یقین مت لاؤ۔ (۲۳) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیں گے یہاں تک کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔ (۲۴) دیکھو میں پہلے سے ہی کہہ چکا ہوں۔ (۲۵) پس اگر وہ (لوگ) تمہیں کہیں دیکھو وہ (مسیح) جنگل میں ہے تو باہر مت جاؤ۔ دیکھو وہ کوٹھڑی میں ہے (جس کا نام مرزا قادیانی نے بیت الذکر رکھا ہے) تو باور مت کرو۔ (۲۶) کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندتی ہے اور پچھم تک چمکتی ہے ویسا ہی انسان کے بیٹے کا آنا بھی ہوگا۔ (۲۷) اور فی الفور ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج اندھیرا ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔

(ناظرین تیرے آنے کا اور دنیا کے اخیر کا نشان کیا ہے۔ یہ الفاظ ''انہ لعلم للساعۃ'' کا ترجمہ ہیں۔ مرزا قادیانی نے ''انہ'' کی ضمیر میں جو مختلف وجوہ پیش کئے ہیں احادیث نبوی کے الفاظ اور انجیل کے الفاظ اس کا تصفیہ

کرتے ہیں۔ حواریوں کے الفاظ سوال سے یہ بھی معلوم ہے کہ اس سوال سے پہلے بھی ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور پھر قرب قیامت میں باردوم آنے کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ یعنی وہ یہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ'' کا وعدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دے چکا تھا اور ان الفاظ کے معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیز ان کے حواری وہی سمجھتے تھے جو آج جمہور مسلمانوں نے سمجھے ہیں۔ ورنہ تیرے آنے کا اور دنیا کے اخیر کا کیا نشان ہے۔ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ حضرت مسیح تو خود ان میں موجود تھے اور آنے میں کیا کسر رہ گئی تھی)

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ پیش گوئی کیسے صاف اور واضح الفاظ میں حتمی طور پر فرمائی ہے اور اطلاع دی ہے کہ بہت سے لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو مسیح کا نام اور درجہ اپنے لئے ثابت کریں گے۔ پھر علامت اور نشانی کے طور پر فرما دیا کہ جھوٹے مسیح اس زمانہ میں پیدا ہوں گے جب لڑائیاں شروع ہوں گی۔ یا لڑائیوں کی افواہ، قوم قوم پر بادشاہت بادشاہت پر چڑھے گی۔ کال، وبائیں، زلزلے آئیں گے۔ اب ان علامات پر نظر غور سے دیکھو۔ پہلے مرزا قادیانی کا وہ دعویٰ یاد کرو۔ ''جَعَلْنٰكَ مَسِیْحَ ابْنِ مَرْیَمَ'' یعنی میں مسیح ہوں پھر فرانس کا جنگ۔ سیام سے سوڈانیوں کا، مصر سے انگریزوں کا۔ افریقہ میں وحشی لوگوں سے، ہندوستان میں برہما اور شمالی پہاڑی والوں سے وغیرہ وغیرہ پر نگاہ ڈالو۔ پھر روس اور انگلستان کی اور جرمن وفرانس کی اور یونان وروم کی جنگ کی افواہیں یاد رکھو اور پھر اس نتیجہ کو جو مسیح علیہ السلام نے نکالا ہے انصاف سے دیکھو کہ وہ جھوٹے مسیح بہتیروں کو گمراہ کرنے والے ہوں گے)

یوحنا کی انجیل میں دیکھئے۔ (۲۸) تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔ اگر تم مجھے پیار کرتے تو میرے اس کہنے سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں خوش ہوتے۔ کیونکہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔ (۲۹) اور اب میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا ہے تا کہ جب ہو جائے تم ایمان لاؤ۔ (۱۵ باب مرقس کے ۱۳ باب اور لوقا کے ۱۷ باب) میں بھی اسی طرح ہے۔

اب مرزا قادیانی انصاف اور حق پسندی کی راہ سے فرمائیں کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کا بیان ان کے نزول کے بارہ میں جو اس قدر مفصل ہے اور اناجیل اربعہ میں منقول ہے کیوں منظور نہیں فرماتے۔ انجیل یوحنا کا یہ فقرہ میں نے تم کو کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔ زیادہ تر تدبر اور غور کے قابل ہے۔ ظاہر ہے: ''پھر آتا ہوں۔'' وہی شخص کہا کرتا ہے جو پہلے جایا کرتا ہے۔ پہلے جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ہمارے اور مرزا قادیانی کے نزدیک مسلم ہے (گو اس کی کیفیت میں اختلاف ہو) مگر ''پھر آتا ہوں۔'' کی مرزا قادیانی بڑے زور سے تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا پھر آنا محال اور قدرت کے خلاف ہے۔ اندریں حالت کہ مرزا قادیانی ''فاسئلوا اهل الذکر'' پکار رہے ہیں اور انجیل حضرت مسیح علیہ السلام کا بذات خود دنیا پر مکرر آنا با آواز بلند پکار رہی ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی نے کیوں اور کیونکر اس آیت کو وفات مسیح علیہ السلام کی دلیل بنایا ہے اور نہ صرف خوش اعتقاد مریدوں کو بلکہ کل مسلمانوں کو کیسی صریح غلطی میں ڈالنا چاہا ہے۔

یہ ثابت کرنے کے بعد کہ اہل کتاب کی آسمانی کتاب میں نزول مسیح علیہ السلام کی کیفیت کیا لکھی ہے؟ اب میں ایلیاہ کے اس قصہ پر توجہ کرتا ہوں۔ جس کا حوالہ اس آیت مستدلہ کے تحت میں مرزا قادیانی نے دیا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ یہود حضرت ایلیاہ کی آمد کے منتظر تھے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام نے نبوت کا اظہار کیا تو یہود نے یہ اعتراض کیا کہ پہلے ایلیاہ آنا چاہئے تھا۔ اگر تو مسیح ہے۔ بتا ایلیاہ کہاں ہے؟ حضرت مسیح علیہ السلام کا جواب اس بارہ میں انجیل میں

یوں تحریر ہے کہ حضرت یوحنا کی طرف اشارہ کرکے آپ نے فرمایا۔ آنے والا ایلیاہ یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ اس جواب کا وہی مطلب ہے جو مرزا قادیانی نے سمجھا ہے۔ مگر ناظرین انجیل کو ذرا تامل سے ملاحظہ فرمائیے۔ اسی انجیل میں یہ بھی ہے کہ جب علماء یہود کے فرستادوں نے خود حضرت یوحنا سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں۔ آیا مسیح ہیں؟ کہا میں نہیں ہوں۔ پوچھا: کیا آپ ایلیاہ ہیں؟ فرمایا میں نہیں ہوں۔ آیا وہ نبی ہیں (وہ نبی ترجمہ ہے آنحضرت ﷺ کا)؟ کہا میں نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر دریافت کیا کہ اگر آپ نہ مسیح ہیں نہ ایلیاہ ہیں نہ وہ نبی ہیں تو پھر کون ہیں۔ حضرت یوحنا یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا میں وہ ہوں۔ جس کی یسعیاہ نبی نے خبر دی تھی۔

اب دیکھو کہ اگر انجیل کا یہ بیان ہے کہ مسیح نے یوحنا کو ایلیاہ بتایا تو انجیل ہی کا یہ بیان ہے کہ یوحنا نے ایلیاہ ہونے سے انکار کیا۔

فرمائیے! مسیح جو دوسرے کے بارہ میں کہہ رہا ہے وہ سچا ہے یا یوحنا جو خود اپنے حال کی خبر دیتا ہے۔ وہ صادق ہے۔ نبی دونوں ہیں۔ نتیجہ کیا نکالو گے؟ یہی کہ نبی تو دونوں سچے ہیں۔ ہاں! مسیح کے قول میں تحریف ہوگئی ہے۔ اس قدر لکھنے کے بعد جس سے ایلیاہ کا یوحنا ہونا غلط محض ثابت ہو چکا۔ یہ بھی درج کر دینا چاہتا ہوں کہ یہودی اگر حضرت ایلیاہ کے آنے کے قائل بھی تھے تو ان کے اعتقاد میں یہ ہرگز نہ تھا کہ وہ خود آسمان پر سے اترے گا۔ دیکھو علماء یہود نے حضرت یوحنا سے آکر یہ پوچھا ہے کہ تو مسیح ہے یا ایلیا یا وہ نبی، اگر ایلیا کے آسمان سے نزول فرمانے کے وہ قائل ہوتے تو حضرت یوحنا پر مسیح اور وہ نبی ہونے کا شبہ نہ کرتے اور جب انہوں نے شبہ کیا تو اس کے صرف دو معنی ہیں یا تو یہود مسیح اور وہ نبی اور ایلیا تینوں کے نزول من السماء کے قائل تھے اور یہ بداہت باطل ہے۔ کیونکہ مسیح اور وہ نبی تو ہنوز بار اوّل بھی دنیا میں پیدا نہ ہوئے تھے یا یہ کہ وہ ایلیاہ کے بجسدہ آسمان سے نازل ہونے کے قائل نہ تھے اور یہی فقرہ کا مطلب ہے۔ بدیں صورت مرزا قادیانی کی وجہ استدلال کچھ بھی نہ رہی اور ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے اس آیت سے استدلال کرنے میں چند در چند غلطیاں کیں اور مغالطے دیئے ہیں۔

تیئسویں آیت: ''یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر:۲۷تا۳۰)'' ﴿اے وہ جی جس نے چین پکڑ لیا پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں۔﴾

قادیانی استدلال: ''اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان جب تک فوت نہ ہو جائے گزشتہ لوگوں کی جماعت میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتا۔ لیکن معراج کی حدیث سے جس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مبسوط طور پر اپنے صحیح میں لکھا ہے ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام فوت شدہ نبیوں کی جماعت میں داخل ہے (کیونکہ اس حدیث کی رو سے آنحضرت ﷺ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام شب معراج دوسرے آسمان پر ملے جب کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام جو بالاتفاق فوت ہو چکے ہیں۔ وہیں موجود تھے۔ چونکہ مسیح علیہ السلام بھی فوت شدہ لوگوں کے ساتھ پائے گئے۔ لہٰذا انہیں بھی فوت شدہ ہی تسلیم کرنا پڑے گا۔ مرتب) لہٰذا حسب دلالت صریحہ اس نص کے مسیح ابن مریم علیہ السلام کا فوت ہو جانا ماننا پڑے گا۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۷،۶۱۸، خزائن ج۳ ص۴۳۳)

مرزا قادیانی کی وجہ استدلال یہ ہے کہ گزشتہ جماعت میں داخلہ تب مل سکتا ہے جب انسان مر جائے اور صحیح بخاری کی حدیث معراج سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت شدہ نبیوں کے گروہ میں شامل تھے۔ لہٰذا یہ نص

وفات مسیح پر دلالت صریح رکھتی ہے۔

جواب: ۱...... ناظرین! مرزا قادیانی کا صغریٰ و کبریٰ دونوں غلط ہیں۔ صحیح بخاری کی اسی حدیث پر جس کا مرزا قادیانی نے حوالہ دیا ہے اگر تدبر کرتے تو اس غلطی پر وہ جلد مطلع ہو جاتے۔ مرزا قادیانی فرمایئے نبیوں کی فوت شدہ جماعت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے والا کون تھا۔ ظاہر ہے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت آپ ﷺ اسی دنیوی حیات میں تھے۔ پس جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کا گزشتہ انبیاء کے گروہ میں داخل ہونا۔ داخلہ مل جانے کے بعد کچھ تفاوت نہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے ہو یا زیادہ دیر کے لئے اسی طرح مسیح علیہ السلام بھی اس وقت اس گروہ میں موجود تھے۔ اس غلطی کے بعد دوسری غلطی مرزا قادیانی کی یہ ہے کہ انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا۔ اگر وہ ''یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ اور یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ'' دونوں پر چشم بصیرت سے نظر فرماتے تو ان کو صداقت کا نور درخشاں نظر آتا۔ پہلی آیت میں عیسیٰ علیہ السلام مخاطب ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام میں جسم اور روح دونوں شامل ہیں اور دوسری میں صرف نفس یعنی روح مخاطب ہے۔ پہلی آیت میں ''رَافِعُكَ اِلَیَّ'' ہے اور دوسری میں ارجعی دنیا بھر کی لغات میں تلاش کر لو نہ رجوع بمعنی رفع ملے گا اور نہ رفع بمعنی رجوع پھر ایک کو دوسرے سے کیا مناسبت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ رفع کے معنی کلام الٰہی میں وہی ہیں جو اس کے لغوی اور حقیقی معنی ہیں اور مرزا قادیانی نے اپنی تقویت کے لئے لفظ کو اس کے اصلی معنی سے پھیر کر کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔

مرزا قادیانی آپ نے ''رَافِعُكَ اِلَیَّ'' کو ''اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكَ'' کے ہم معنی بنا دیا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ''اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكَ'' اور ''اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ'' بھی ہم معنی ہیں تو آپ کیا جواب دیں گے؟

جواب: ۲...... نیز مرزا قادیانی نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ایک ہی پیالہ میں مسیح کے ساتھ گوشت کھایا ہے۔ دیکھئے۔ (تذکرہ ص۴۲۷) نیز یہ بھی لکھا کہ میں نے کئی مرتبہ مسیح کے ساتھ ایک دستر خوان پر کھانا کھایا۔ نور القرآن۔ یہ بات انہوں نے اور کسی بھی نبی کے متعلق نہیں لکھی تو معلوم ہوا کہ مسیح بحالت حیات ہیں۔ کیونکہ اکل وشرب زندوں کے ساتھ ہی متعلق ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ زندہ متوفی کے ساتھ ملاقات کر سکتا ہے۔ ورنہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو بھی مردار تسلیم کریں۔

چوبیسویں آیت: ''اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ (الروم:۴۰)'' ﴿اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا، پھر تم کو روزی دی، پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا۔﴾

قادیانی استدلال: ''اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنا قانون قدرت یہ بتلاتا ہے کہ انسان کی زندگی میں صرف چار واقعات ہیں۔ پہلے وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر تکمیل اور تربیت کے لئے روحانی اور جسمانی طور پر رزق مقدر اسے ملتا ہے۔ پھر اس پر موت وارد ہوتی ہے۔ پھر وہ زندہ کیا جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں کوئی ایسا کلمہ استثنائی نہیں جس کی رو سے مسیح علیہ السلام کے واقعات خاصہ باہر رکھے گئے ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۹، خزائن ج۳ ص۴۳۴)

الجواب: ناظرین یہ سچ ہے کہ ان واقعات چارگانہ میں کل مخلوق داخل ہے۔ مگر حرف ''ثم'' جو ہر حالت کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ بتاتا ہے کہ یہ تمام واقعات آن واحد ہی میں شخص واحد پر ہرگز نہیں لیتے۔ بلکہ ان سب میں تراخی (دیر اور فاصلہ) اور ترتیب کا ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستمعین کے لئے آیت: ''خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ'' کے الفاظ صیغہ ماضی کے ساتھ ہیں اور ''ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ'' کے الفاظ صیغہ مضارع سے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ گو مستمع پر دو واقعے گزر گئے

ہوں۔مگر دوامور آئندہ پیش آئیں گے۔پس جب آیت کا مفہوم زندہ جانداروں کی وفات بالفعل کا مقتضی نہیں بلکہ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ سب نے مرجانا ہے اور سب پر ان واقعات چارگانہ نے گزر لینا ہے تو وفات مسیح پر استدلال کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے تکمیل وترتیب کی حدود مختلف رزق مقسوم کے مناسب حال ہوتا ہے۔اس لئے آج کل حضرت مسیح علیہ السلام ''ثم رزقکم'' کے مصداق حال ہیں؟

اس کے بعد ''ثم یمیتکم'' کے مرحلہ میں داخل ہوں گے اور پھر سب کے ساتھ ''ثم یحییکم'' کے مرحلہ میں ''فلا اشکال ولا استدلال''

پچیسویں آیت: ''کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمن:۲۶،۲۷)''
﴿جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا۔﴾

قادیانی استدلال: مطلب یہ کہ ہر یک جسم خاکی کو نابود ہونے کی طرف ایک حرکت ہے اور کوئی وقت اس حرکت سے خالی نہیں، وہی حرکت بچہ کو جوان کر دیتا ہے اور جوان کو بڈھا اور بڈھے کو قبر میں ڈال دیتی ہے اور اس قانون قدرت سے کوئی باہر نہیں، خداتعالیٰ نے ''فَانٍ'' کا لفظ اختیار کیا ''یَفْنِیْ'' نہیں کہا تا کہ معلوم ہو کہ فنا ایسی چیز نہیں کہ آئندہ کسی زمانہ میں یک دفعہ واقعہ ہوگی۔بلکہ سلسلہ فنا کا ساتھ ساتھ جاری ہے۔لیکن ہمارے مولوی یہ گمان کر رہے ہیں کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام اسی فانی جسم کے ساتھ جس میں بموجب نص صریح ہر دم فنا کام کر رہی ہے بلاتغیر وتبدل آسمان پر بیٹھا ہے اور زمانہ اس پر اثر نہیں کرتا۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی مسیح علیہ السلام کو کائنات الارض سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔

(ازالہ اوہام ص۶۱۹،۶۲۰، خزائن ج۳ ص۴۳۴)

الجواب: ۱...... ناظرین ہمارا ایمان ہے کہ ہر شئے کے ساتھ فنا لگی ہوئی ہے۔ہم مرزاقادیانی کے بیان کو سچ جانتے ہیں کہ ''یَفْنِیْ'' کی جگہ ''فَانٍ'' کا لفظ اختیار کرنے میں یہی بلاغت اور حکمت تھی۔مگر مرزاقادیانی یہ فرمائیں کہ اس میں وفات بالفعل کی دلیل کہاں ہے۔یہ بھی جناب ممدوح کا مولوی صاحبان پر افتراء محض ہے کہ مسیح بلاتغیر وتبدل آسمان پر بیٹھا ہے۔ہاں! ہم یہ ضرور اعتقاد رکھتے ہیں کہ زمانہ کے تغیر وتبدل کا اثر بعض جسموں پر (غیر معمولی کہو، خرق عادات کے طور پر سمجھو) ایسا خفیف ہوتا ہے کہ وہ اثر نہ خود اس جسم کو محسوس ہوتا ہے اور نہ اس کے دیکھنے والے کو۔اصحاب کہف جب ۳۰۹ برس کے بعد اٹھے تو انہوں نے اپنے خواب کی درازی مدت کو صرف ''یَوْمَ اَوْ بَعْضَ یَوْم'' خیال کیا تھا۔علیٰ ہذا! جب ان میں سے ایک بزار میں گیا۔تو بازار والے بھی جسمی ساخت وغیرہ سے اس کو اپنے ہی زمانہ کا ایک شخص سمجھ کر (کیونکہ ان کو بھی کوئی ایسا تغیر نہ معلوم ہوا جس سے وہ ان کو گزشتہ چار صدیوں کا آدمی خیال کر لیتے) اور ان کے ہاتھ میں نہایت پرانے عہد کا سکہ دیکھ کر دور دراز کے خیالات میں پھنس گئے تھے۔تغیر وتبدل کے اثر کا تفاوت طبقات ارض پر بھی ہے۔گرم ولایت میں مرد وزن جلد جوان ہو جاتے ہیں اور سرد میں ان سے کئی سال بعد۔گرم ولایت کے رہنے والے جلد بوڑھے ہو جاتے ہیں۔سرد ولایت کے بہ دیر، آسمانی زمین پر رہنے والوں میں تغیر وتبدل ایسا کم اور غیر محسوس ہے جس کے لئے کسر اعشاریہ کے صفر بھی مشکل سے کفایت کر سکتے ہیں۔

جواب: ۲...... کون نہیں جانتا کہ ''کُلُّ مَنْ'' کی تحت میں آسمان کے فرشتے بھی شامل ہیں اور مرزاقادیانی بھی جانتے ہیں کہ ''فَان'' کا اثر ان پر بھی ہے۔یعنی سلسلہ فنا ان کے ساتھ ساتھ بھی لگا ہوا ہے۔مگر یہ بھی سب جانتے ہیں کہ وہ ہزاروں برس سے عبادت کرنے والے ہنوز ایسے زمانہ تک جس کی حد انسانی وہم وگمان سے برتر ہے، زندہ رہیں گے۔اب

مرزا قادیانی کے نزدیک اگر مولوی صاحبان نے مسیح علیہ السلام کے جسم پر جو زمینی آسمان پر ہے۔ نامعلوم تغیر وتبدل کا نازول ہونا مان لیا ہے اور اس ماننے سے ان کی توحید اور ان کی اطاعت قرآن کریم کے دعویٰ باطل ہوگئے ہیں تو کیا خود مرزا قادیانی پر وہی اعتقاد دربارۂ فرشتگان رکھنے میں وہی اعتراض عائد نہ ہوں گے۔ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ قَضَى الرَّجُلُ عَلٰى نَفْسِهٖ'' اسی کو کہتے ہیں۔

جواب: ۳...... آفتاب ومہتاب زمین وآسمان سیدنا مسیح علیہ السلام سے قبل کے ہیں کیا ان پر فنا آ گئی یا آئے گی؟ اگر آئے گی تو مسیح علیہ السلام پر بھی آئے گی۔ بحث تو امکان میں نہیں بلکہ وقوع میں ہے۔

جواب: ۴...... ویسے بھی ہر کلیہ مخصوص البعض ہوتا ہے۔ دیکھئے اس چہار گونہ کلیہ کو کہ اس میں تو تمام مخلوقات داخل بھی نہیں ہوتے۔ کیونکہ کوئی وجود حیات سے قبل ہی ختم ہو جاتا ہے اور کوئی بعد حیات وقبل الرزق، اور کوئی مرحلہ رزق کے کسی حصہ میں۔ یعنی ابتداء میں، وسط میں یا انتہاء میں پھر ہر مرحلہ یکساں نہیں تو معلوم ہوا کہ ہر ضابطہ اور کلیہ استغراقی نہیں ہوتا بلکہ بطور جنس کے ہوتا ہے۔ استثنائی صورتیں متعدد ہوتی ہیں۔

نیز ''کل من علیها فان'' کا دائرہ تاثیر ابتداء سے چلا آ رہا ہے جو کہ آخر کار صور اوّل تک منتہی ہو جائے گا تو اس وقت ''کل من علیها فان'' اور ''لمن الملك الیوم'' کا اعلان ہوگا۔ اس وقت واقعۃً کوئی بھی زندہ نہ ہوگا نہ مسیح نہ کوئی اور فرد مخلوق۔ ''فلا نزاع ولا جدال''

چھبیسویں آیت: ''اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:۵۴،۵۵)'' ﴿جو لوگ ڈرانے والے ہیں باغوں میں ہیں اور نہروں میں۔ بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے۔﴾

قادیانی استدلال: ''اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ خداتعالیٰ نے دخول جنت اور مقعد صدق میں تلازم رکھا ہے، یعنی خداتعالیٰ کے پاس پہنچنا اور جنت میں داخل ہونا ایک دوسرے کا لازم ٹھہرایا گیا ہے۔ سو اگر ''رَافِعُكَ اِلَیَّ'' کے یہی معنی ہیں جو مسیح علیہ السلام خداتعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا تو بلاشبہ جنت میں بھی داخل ہوگیا۔ جیسے کہ دوسری آیت: ''اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ'' جو ''رَافِعُكَ اِلَیَّ'' کے ہم معنی ہے۔ بصراحت اسی پر دلالت کر رہی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کی طرف اٹھائے جانا اور گزشتہ مقربوں کی جماعت میں شامل ہو جانا اور بہشت میں داخل ہو جانا یہ تینوں مفہوم ایک ہی آن میں پورے ہو جاتے ہیں۔ پس اس آیت سے بھی مسیح ابن مریم علیہ السلام کا فوت ہونا ہی ثابت ہوا۔ فالحمد لله الذی احق الحق وابطل الباطل ونصر عبده اید ما موره''

(ازالہ اوہام ص۶۲۱، خزائن ج۳ ص۴۳۵)

جواب: ۱...... اس آیت مستدلہ کا تعلق مرنے کے بعد سے نہیں بلکہ روز قیامت سے ہے۔ الفاظ قرآنی یہ ہیں: ''بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ'' آگے چار آیتیں مجرمین ہی کے بیان میں ارشاد فرما کر فرمایا۔ ''اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ'' معزز ناظرین نہ صرف مرزا قادیانی کا ترجمہ ہی غلط ہے بلکہ یہ بھی کہ مرزا قادیانی نے اسی آیت کی بناء پر جو یہ اصول قائم کیا تھا (حالانکہ الفاظ میں اس اصول کی طرف صراحت تو کیا دلالت بھی نہیں) کہ انسان مرنے کے ساتھ ہی بہشت میں چلا جاتا ہے وہ سراپا غلط ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ''یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ○ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ○ هٰذَا

مَاتُوعَدُوْنَ لِکُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ۝ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ۝ اِدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ (ق:۳۰تا۳۴) ’’جس روز ہم جہنم کو پوچھیں گے تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کیا اور کچھ بھی ہے؟ اور (جس روز) متقین کے واسطے جنت کو آراستہ کر کے قریب لائیں گے۔ یہ وہ بہشت ہے جس کا وعدہ ہر رجوع کنندہ (احکام کے) محافظ کو دیا گیا تھا جو شخص بن دیکھے رحمٰن سے ڈرا اور رجوع کرنے والے دل سے ساتھ آیا۔ اس کو اس بہشت میں سلامتی کے ساتھ داخل کر دو۔ یہ دن یوم خلود ہے۔ یہ آیت کس قدر مرزا قادیانی کے تلازم اور ایک آن کے مسئلہ کو باطل کر رہی ہے۔ احادیث صحیحہ میں بھی بڑی تفصیل وتشریح ہے سب کی جامع ایک ہی حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ میں سب سے پہلے دروازہ جنت جا کر کھٹکھٹاؤں گا۔ رضوان پوچھے گا آپ کون ہیں۔ میں کہوں گا محمد ﷺ رضوان دروازہ کھول دے گا اور کہے گا۔ مجھے یہی حکم تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں؟ اگر مرزا قادیانی کا یہ مذہب ٹھیک ہے تو ان کو اس حدیث کے بعد بتلانا پڑے گا کہ وفات محمد مصطفیٰ ﷺ سے پہلے تک جس قدر برگزیدگان خدا انتقال کرتے رہے وہ سب کہاں جنت کے باہر رہے۔ یہ تمام تقریر تو مرزا قادیانی کی اصولی غلطی ظاہر کرنے کے لئے لکھی گئی۔

جواب: ۲...... اب یہ عرض ہے کہ آیت: مستدلہ مرزا قادیانی کے دعویٰ پر ذرا دلیل نہیں۔ بالفرض ان کا یہ بیان صحیح ہے کہ انسان مرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتا ہے تو وفات مسیح پر یہ کیا دلیل ہے۔ برگزیدہ بندوں میں داخل ہونا اگر دلیل وفات ہوتی تو شب معراج میں ہی رسول کریم ﷺ کا وفات پانا ایک مسلم واقع ہوتا۔ جب ایسا نہیں ہوا تو آپ کا یہ استدلال ایسا بودا اور ضعیف ہے۔ جس کو دعویٰ سے ذرا مناسبت نہیں۔

جواب: ۳...... مرزا قادیانی اپنی کوتاہ عقلی سے سمجھے بیٹھے ہیں کہ آسمان پر صرف جنت ہے اور کوئی جگہ اور خطہ نہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آسمان تو سات ہیں۔ اب ہر آسمان تمام کا تمام جنت میں مانیں گے؟ مرزا قادیانی آسمان ایک نہایت وسیع وعریض مقامات ہیں۔ اس میں خدا جانے کیا کیا ہے۔ رفع سماء سے دخول جنت لازم نہیں آتا۔ دیکھئے سید دو عالم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو بے شمار مقامات کی سیر کے بعد جنت کی سیر فرمائی وہاں منازل صحابہ رضی اللہ عنہم ملاحظہ فرمائے۔ مسیح علیہ السلام کا رفع آسمانوں پر ہوا نہ کہ جنت موعودہ میں۔ فافہم!

ستائیسویں آیت: ’’اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ (الانبیاء:۱۰۱،۱۰۲)‘‘ ﴿جن کے لئے پہلے سے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی وہ اس سے دور رہیں گے۔ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزوں میں سدا رہیں گے۔﴾

قادیانی استدلال: ’’اس آیت سے مراد حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام ہیں ان کا بہشت میں داخل ہو جانا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ جس سے ان کی موت بپایہ ثبوت پہنچتی ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۲۲، خزائن ج۳ ص۴۳۵)

جواب: ۱...... مضمون آیت یہ ہے کہ نیک بندے بہشت میں داخل ہوں گے۔ لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام مر گئے مرتے ہی بہشت میں داخل ہونے کا غلط ہونا ثابت ہو چکا۔ بالفرض یہ عقیدہ صحیح درست ہے تاہم اس اصول سے کہ مردے فوراً داخل بہشت ہوتے ہیں۔ وفات مسیح بالفعل کہاں ثابت ہوگئی؟

جواب: ۲...... یہ سلسلۂ کلام روز حشر کے بعد کے ساتھ متعلق ہے جو امر حشر کے بعد سے متعلق ہو اس کے فرضی نتائج سے دنیا میں عقیدہ کا اثبات احمقوں کی جنت کے باسی کی ہی چال ہو سکتی ہے۔

اٹھائیسویں آیت: ’’اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (نساء:۷۸)‘‘ ﴿یعنی جس جگہ تم ہو اسی جگہ موت تمہیں پکڑے گی اگر چہ تم بڑے مرتفع برجوں میں بود و باش اختیار کرو۔﴾

قادیانی استدلال: ’’اس آیت سے بھی صریح ثابت ہوتا ہے کہ موت اور لوازم موت ہر جگہ جسم خاکی پر وارد ہوتے ہیں۔ یہی سنت اللہ ہے اور اس جگہ بھی استثناء کے طور پر کوئی ایسی عبارت بلکہ ایک ایسا کلمہ بھی نہیں لکھا گیا ہے جس سے مسیح باہر رہ جاتا۔ پس بلاشبہ یہ اشارۃ النص بھی مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کر رہے ہیں۔ موت کے تعاقب سے مراد زمانہ کا اثر ہے جو ضعف اور پیری یا ارضی و آفات مخبر الی الموت تک پہنچاتا ہے۔ اس سے کوئی نفس مخلوق خالی نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۲۲، خزائن ج۳ ص۴۳۶)

جواب: ۱...... یہاں بھی مرزا قادیانی نے تحریف قرآنی کا ارتکاب کر کے غلط نتیجہ کشید کرنے کی نامراد کوشش کی ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلے آیت کے صحیح معنی و مفہوم پر نظر کرنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ جب صحابہ کرام ؓ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ کفار مکہ نے مدینہ پر حملہ کرنے کا پروگرام ترتیب دیا۔ آپ ﷺ نے کفار کے مقابلہ کے لئے تیاری کا حکم فرمایا تو بعض کمزور طبع حضرات یا منافقین نے جنگ سے جی چرانا چاہا۔ ان کی تنبیہ کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں۔ کئی رکوع اسی مضمون سے متعلق نازل ہوئے۔ ان میں یہ آیت کریمہ بھی ہے کہ ’’جنگ میں جانے سے جی چرا کر تم موت سے نہیں بچ سکتے۔ موت تو کہیں بھی آسکتی ہے۔ اگر چہ بلند و بالا برجوں میں کیوں نہ رہو پھر بھی موت آئے گی۔‘‘ اب اس آیت میں موت کا آنا یقینی ہے اس کا بیان ہو رہا ہے۔ یہ کہاں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔

جواب: ۲...... تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق کی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔ بحث اس میں ہے کہ اس وقت زندہ ہیں یا فوت ہوگئے۔ مرزا قادیانی کا مؤقف ہے کہ فوت ہوگئے۔ اس آیت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے ثابت ہو کہ وہ فوت ہوگئے۔ پس مرزا قادیانی کا یہ دجل اور تحریف ہے۔ مرزا قادیانی کے دل کا چور بھی مرزا قادیانی کو ملامت کرتا تھا کہ تم غلط استدلال کر رہے ہو۔ اس لئے مجبوراً اسے کہنا پڑا۔ ’’یہ اشارۃ النص بھی مسیح بن مریم کی موت پر دلالت کر رہے ہیں۔‘‘ مرزا قادیانی نے غلط کہا اس میں اشارۃ النص نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی ’’شرارۃ النفس‘‘ نے اسے اس تحریف پر مجبور کیا ہے۔

جواب: ۳...... مرزا قادیانی کا کہنا کہ ’’موت اور لوازم موت ہر جگہ جسم خاکی پر وارد ہوتے ہیں۔‘‘ یہاں بھی مرزا قادیانی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح مسلمان و کافر امتی اور نبی کی کیفیت موت میں فرق ہے۔ اس طرح زمین پر رہنے والے اور آسمان پر رہنے والے اجسام کے لوازم موت یا اثرات میں بھی فرق ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نفخۂ جبرائیل علیہ السلام سے پیدا ہوئے۔ اس لئے آسمانوں پر قیام فرشتوں کی طرح ان کے جسم مبارک پر اثرات کے مرتب کا فرق ظاہر و باہر ہے۔ مرزا کا مرشد ابلیس بھی اگر اب تک زندہ ہے تو اس کے جسم پر اثرات موت و لوازم موت میں مرزا قادیانی کی نسبت تفاوت ہے تو زمین پر رہنے والوں اور ساکنان سماء کا اجسام پر لوازم موت کے تفاوت اثرات سے انکار نہیں کرنا چاہئے؟‘‘

جواب: ۴...... ’’اور زمانہ سے جسم پر لوازم موت وارد ہوتے ہیں۔‘‘ یہ صرف مرزا قادیانی کا عقیدہ نہیں بلکہ کفار

مکہ، مادہ پرست، منکرین بعث یہی کہتے تھے۔ ''وَقَالُوْا مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ (جاثیه:۲٤)'' وہ (کفار) کہتے تھے کہ ہمیں دنیوی زندگانی ہی کافی ہے۔ ہم مرتے اور پیدا ہوتے ہیں اور حوادث زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتے ہیں۔ کفار مکہ ومنکرین بعث حوادث زمانہ کو موت اور لوازم موت سمجھتے تھے۔ یہی راگ آج مرزا قادیانی الاپ رہا ہے۔ جب کہ مسلمانوں کے نزدیک موت صرف اور صرف مشیت الٰہی ''یفعل ما یشاء'' اور ''مشیت'' ذات باری کی مرضی ومنشاء پر منحصر ہے۔ کوئی ماں کے پیٹ سے مردہ برآمد ہوا۔ کوئی چند ساعات، کوئی چند سال، کوئی چند صدیاں، جس کو جتنا چاہے زندہ رکھے، یہ خالق کی مرضی پر منحصر ہے۔ جب چاہے جس کو چاہے موت دے۔ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ ان کی وفات کے وقوع کا اس آیت میں اشارہ یا شائبہ تک نہیں۔ پس مرزا قادیانی ''خسر الدنیا والآخرۃ'' کا مصداق ہے۔

جواب: ۵...... مرزا قادیانی نے اپنی غلط برآری کے لئے آیت میں تحریف کر کے اشارۃ النص ثابت کرنا چاہی۔ جب کہ ''صراحۃ النص بل رفعه الله (قرآن) ان عیسیٰ لم یمت (حدیث) ان ینزل فیکم (حدیث)'' کی موجودگی اس بات پر دلیل بیّن ہے کہ مرزا قادیانی نے یہاں بھی تحریف سے کام لیا ہے۔

جواب: ٦...... ''یدرککم الموت'' یہ مضارع ہے۔ موت تم کو پائے گی نہ کہ پاچکی۔ مضارع کو ماضی میں لینا، عیسیٰ علیہ السلام جن کی تخصیص منقولی ثابت ہوچکی۔ ان کو عموم میں ثابت کرنا قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔

انتیسویں آیت: ''وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:۷)'' ﴿اور جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔﴾

قادیانی استدلال: ''یعنی رسول جو کچھ تمہیں علم ومعرفت عطاء کرے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو۔ لہٰذا اب ہم اس طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں کیا فرمایا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۲۳، خزائن ج۳ ص۴۳۶)

جواب: ۱...... آیئے مرزا قادیانی اسی آیت پر عمل کریں اور دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حیات مسیح اور نزول مسیح علیہ السلام کے بارہ میں کیا فرمایا ہے۔

۱...... امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے: ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْيَهُوْدِ اِنَّ عِيْسٰى عليه السلام لَمْ يَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶،۵۷۶، ابن جریر ج۳ ص۲۸۹)

''رسول خدا ﷺ نے یہود کو (جو وفات عیسیٰ کے قائل تھے) فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نہیں مرے اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔'' حدیث میں ''لَمْ يَمُتْ'' کا لفظ غور طلب ہے کیونکہ ''لَمْ'' نفی تاکید کے لئے آتا ہے اور مضارع کو بمعنی ماضی کر دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے۔ اس حدیث پر شاید جرح ہوسکتی ہے کہ مرسل ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی کا نام نہیں لیا۔ مگر یہ جرح مرزا قادیانی اور ان کے اخوان کی طرف سے تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے ''مباحثہ الحق لدھیانہ'' میں تسلیم کیا ہے۔ ''مجرد ضعف حدیث کا بیان کرنا اس کو بکلی اثر سے روک نہیں سکتا۔'' مرسل حدیث بکلی پایۂ اعتبار سے خالی اور بے اعتبار محض نہیں ہوتی، اب رہے اہل حدیث۔ وہ بھی اس حدیث پر کچھ جرح نہیں کرسکتے۔ کیونکہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بروایت صحیح ثابت ہوچکا

ہے کہ جب وہ روایت حدیث ارسال کرتے ہیں تو اس حدیث کے راوی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں۔ مگر بنی امیہ کے خلاف شورش کے خوف سے آپ نام نہیں لیا کرتے تھے۔ اس سے واضح ہوا کہ حدیث بالا مرفوع ہے اور اس کی سند بھی جید اور عالی ہے۔ مرزا قادیانی اگر ''اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ'' پر ایمان رکھتے ہیں تو اس حدیث کے سامنے سر اطاعت خم کریں۔

۲...... (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، باب خروج الدجال) کی حدیث میں ہے: ''لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عِیْسٰی نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ نَازِلٌ'' میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہی عیسیٰ تم میں نازل ہوں گے۔ ان الفاظ کو مرزا قادیانی ایمانی نظر سے دیکھیں کہ کس کا آنا ثابت ہوتا ہے اور کس کی زندگی واضح ہے؟

۳...... امام احمد کی (مسند، ابن ماجہ ص۲۹۹، باب خروج الدجال) میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں شب معراج کو حضرت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام سے ملا۔ قیامت کے بارہ میں گفتگو ہونے لگی۔ فیصلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا گیا۔ انہوں نے کہا مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فیصلہ دیا گیا۔ انہوں نے کہا قیامت کے وقت کی خبر تو خدا کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ ہاں! خدا نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا اور میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہوگی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو یوں پگھلنے لگے گا۔ جیسے رانگ پگھل جاتا ہے۔

مرزا قادیانی کیا یہ احادیث ''مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ'' میں داخل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو آپ ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اگر آپ کے نزدیک ''مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ'' میں جملہ احادیث نبوی میں سے صرف وہ دو حدیثیں داخل ہیں جو آپ نے اس آیت کے تحت میں لکھی ہیں تو واضح ہو کہ یہ وہ حدیثیں بھی آپ کے مدعا کے لئے ذرا مثبت نہیں۔

۱...... (ترمذی ج۲ ص۱۹۵، ابواب الدعوات) کی یہ حدیث آپ نے پیش کی ہے کہ ''اَعمارِ امتی ما بین الستین الی السبعین واقلھم من یجوز ذٰلک'' جس کا ترجمہ بھی آپ نے صحیح کیا ہے کہ: ''میری امت کی اکثر عمریں ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی اور ایسے لوگ کمتر ہوں گے جو ان سے تجاوز کریں۔'' میں کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اقلھم میں داخل ہیں۔ نزول کے بعد جب امت میں عملاً شمار ہوں گے تب تو چالیس پینتالیس کے عرصہ میں ان کا وصال ہو جائے گا۔ پھر یہ حدیث کیا دلیل آپ کے لئے ہے؟

۲...... دوسری حدیث (مسلم ج۲ ص۳۱۰، ابواب الفضائل) کی یہ پیش کی ہے: ''مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَۃٍ یَاْتِیْ عَلَیْھَا مائۃ سنۃ وَھِیَ حَیَّۃٌ'' جو زمین کے اوپر جاندار ہے۔ ایسی مخلوق نہیں کہ اس پر سو برس گزریں اور وہ زندہ ہو۔ ''مَا عَلَی الْاَرْضِ'' کا لفظ بتاتا ہے کہ یہ حکم صرف ان نفوس منفوسہ کے لئے ہے جو اس وقت زمین پر موجود تھے۔ ورنہ ''مَا عَلَی الْاَرْضِ'' کی شرط لغو ٹھہرتی ہے۔ بلکہ زیادہ تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متکلم ﷺ کو یہ تخصیص کرنے کے وقت حضرت مسیح علیہ السلام کا ضرور خیال گزرا ہے اور اس لئے ایسے الفاظ استعمال فرمائے جو روئے زمین کے کل انسانوں پر تو حاوی ہوسکیں۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام اس سے مستثنیٰ بھی رہیں۔ لفظ الارض پر جن علماء نے علمی بحث کی ہے اور آیات ربانی کے قرائن سے الارض کے الف لام کو یقین کے لئے قرار دیا ہے۔ اس بحث میں تو مرزا قادیانی الارض کو ربع مسکون پر بھی اطلاق نہ کرسکیں گے۔ بلکہ جزیرۂ عرب ہی مختص ہو جائے گا۔ الغرض یہ احادیث بھی آپ کے لئے کچھ مدد ومعاون نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی ''مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ'' کے امر واجب الاذعان کو جو نہایت وسیع اور عام ہے صرف دو حدیثوں کے اندر (جن کو آپ نے بہزار دقت اپنے مفید بنایا تھا مگر اس میں بھی کامیاب نہ ہوئے) محدود جانتے ہیں۔ بلکہ جہاں کہیں رسول معصوم کے ارشادات جن کی اطاعت ہم پر

فرض کی گئی ہے ان کے اوہام نفسانی کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس جگہ آپ نہایت دلیری اور جرأت سے احادیث رسول پر مخالفانہ حملہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نگاہ میں احادیث نبوی کی وقعت کو پرکاہ سے بھی کم ظاہر کر دیں۔ اس بیان کے ثبوت میں کہ انہوں نے کس طرح پر جابجا احادیث نبویہ پر حملے کئے ہیں اور کیسے کیسے پیرایہ میں ان کا ساقط الاعتبار ہونا زوروشور سے تحریر کیا ہے۔ مجھے زیادہ حوالے دینے کی ضرورت نہیں۔ میں اس جگہ صرف اس قدر دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ''مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ'' کا امر واجب الاذعان اس وقت فراموش ہو جایا کرتا ہے۔

جواب: ۲...... مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار یہ بھی خیال فرمالیں کہ آج تک بے شمار ائمہ دین، مجددین، ملہمین، مفسرین، متکلمین ہوئے ہیں انہوں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ سنا اور سمجھا، انہوں نے جو اس کا مفہوم لیا اور اپنایا اس کے حوالہ سے جو اس کا مصداق ومفہوم ہوگا وہ ہمیں سو فیصد تسلیم ومنظور۔ اس کے سوا ہم کسی بھی وسوسے اور شبہے کو سننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ لایئے پوری امت سے ایک آدمی پیش کریں جس نے اس آیت سے وفات مسیح علیہ السلام مراد لی ہو۔ ایک مفسر قیامت تک پوری قادیانی امت اس مؤقف پر یہاں پیش نہیں کر سکتی۔

تیسویں آیت: ''اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل:۹۳)'' ﴿یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھ جانے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں تو کہہ سبحان اللہ! میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا۔﴾

قادیانی استدلال: ''اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت ﷺ سے آسمان پر چڑھنے کا نشان مانگا تھا اور انہیں صاف صاف جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ کسی خاکی جسم کو آسمان پر لے جائے۔ اب اگر جسم خاکی کے ساتھ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان پر جانا صحیح مان لیا جائے تو یہ جواب مذکورہ بالا سخت اعتراض کے لائق ٹھہر جائے گا اور کلام الٰہی میں تناقض اور اختلاف لازم آئے گا۔ لہٰذا قطعی اور یقینی یہی امر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسدہ عنصری آسمان پر نہیں گئے بلکہ موت کے بعد آسمان پر گئے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص ۶۲۵، خزائن ج ۳ ص ۴۳۷)

جواب: ''یہ بات نہیں ہے کہ ہر کس وناکس خدا کا پیغمبر بن جائے اور ہر ایک پر وحی نازل ہو جایا کرے۔ اس کی طرف قرآن شریف نے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے: ''وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ۞ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (الانعام:۱۲۴)'' یعنی جس وقت کوئی نشان کفار کو دکھائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ جب تک خود ہم پر ہی کتاب نازل نہ ہو تب تک ایمان نہ لائیں گے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ کس جگہ اور کس محل پر رسالت کو رکھنا چاہئے۔'' (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۱۶۹، خزائن ج ۱ ص ۱۸۱)

الغرض مرزائی مصنف کی پیش کردہ آیت سے بشر رسول کا آسمان پر جانا ناممکن الحال ثابت نہیں ہوتا۔

مرزا قادیانی سے کوئی پوچھے صاحب اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ آسمان پر لے جانا عادت اللہ نہیں بلکہ اس آیت سے تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پر چلا جانا انسانی قدرت سے تو بالاتر ہے لیکن خداتعالیٰ قادر ہے اگر کسی نبی کو چاہئے آسمان پر لے جا سکتا ہے بھلا یہ مسلمان کب کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے آپ آسمان پر جا بیٹھے۔ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے۔ ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ'' اللہ نے ان کو اپنی قدرت کاملہ سے اٹھایا ہے۔ ہاں! شاید یہ شبہ ہو کہ پھر کیوں کفار کے مطالبہ کے موافق یہ معجزہ حضور ﷺ سے ظاہر نہ کیا گیا تاکہ وہ ایمان لے آتے۔ کفار کے مطالبہ کو کیوں روکا گیا۔ کیا وہ یہ

کہتے تھے کہ تم اپنی ہی قدرت سے یہ کرشمہ دکھلاؤ ان کا ہرگز یہ خیال نہ تھا تا کہ یہ جواب دے دیا جاتا کہ بذات خود مجھ میں یہ قدرت نہیں۔ ہاں! اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کفار مکہ کے یہ سوالات کسی غرض صحیح اور تحقیق حق پر مبنی نہ تھے۔ بلکہ محض تعنت اور عناد پر مبنی تھے۔ ان کے ظاہر ہونے پر ایمان لانا ہرگز مقصود نہ تھا۔ چنانچہ سوال ہوتا ہے: ''اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا (بنی اسرائیل:۹۲)'' یعنی اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے گواہ لاؤ جو محال قطعی ہے پھر سوال ہوتا ہے کہ ہمارے سامنے سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھیں لیکن کفار ہمارے رسول کے آسمان پر چڑھ جانے کے معجزہ کی درخواست پر جمے نہیں رہے بلکہ اس کے ساتھ یہ چاہا کہ پھر ہمارے سامنے آسمان سے اترو اور ہر ایک کے نام خدا کی طرف سے نوشتہ اور کتاب لے کر آؤ کہ ہم اس کو پڑھیں۔ یعنی ہم پر بھی خدا کی کتاب نازل کر، کہ اے فلاں بن فلاں محمد ﷺ پر ایمان لاؤ۔ یعنی گویا رسول بنا دے۔ حالانکہ یہ خدا کا کام ہے کہہ دے کہ میں تو بشر اور خود اس کا رسول ہوں کسی کو نبی اور رسول بنانا اور خدا کی طرف سے اس کے نام کتاب نازل کرنا میرا کام نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ مگر میرا اللہ پاک ہے کہ ایسے گندے اور ناپاک روحوں کو اپنا نوشتہ اور اپنی کتاب بھیج کر رسول بنائے یا ان کے سامنے شہادت دینے آئے۔ معاذ اللہ!

جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: ''قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَا اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰلَتَہٗ (الانعام:۱۲۴)'' یعنی کفار مکہ نے کہا ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ ہم کو بھی دیا جائے مثل اس کے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے۔ یعنی رسالت ووحی وکتاب ومعجزے وغیرہ۔ فرمادیجئے کہ اللہ کوب جانتا ہے کہ کہاں اپنی رسالت کو رکھے۔ یعنی تمہارے جیسے گندے اور ناپاک اور خبیث النفس رسالت کے کب قابل ہیں اور بعض سوال ممکن بھی تھے اور وہی معجزے طلب کئے تھے جو پہلے رسولوں سے ظاہر ہو چکے۔ لیکن محض تعنت اور عناد پر مبنی تھے۔ ان کے ظاہر ہونے پر ایمان لانا ہرگز مقصود نہ تھا۔ جیسے شق القمر کا معجزہ ظاہر کیا گیا مگر انہوں نے پھر بھی جھٹلایا۔ چنانچہ خود ارشاد خداوندی ہے۔ ''وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا اَنْ کَذَّبَ بِھَا الْاَوَّلُوْنَ (بنی اسرائیل:۵۹) قولہ تعالیٰ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِھَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ وَمَا یُشْعِرُکُمْ اَنَّھَآ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَھُمْ وَاَبْصَارَھُمْ کَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِہٖٓ اَوَّلَ مَرَّۃٍ (الانعام:۱۰۹،۱۱۰)'' ﴿نہیں روکا ہم کو کہ ہم معجزوں کو بھیجیں مگر اس بات نے کہ پہلے لوگ جھٹلا چکے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تاکید سے کہ اگر ان کو ایک معجزہ پہنچے تو البتہ اس پر ایمان لائیں۔ فرمادیجئے کہ معجزے تو اللہ کے پاس ہیں اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب معجزے آئیں گے تو ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور ہم الٹ دیں گے ان کے دل اور آنکھیں جیسے ایمان نہیں لائے پہلی بار۔﴾

غرض یہ سوال محض عناد پر مبنی تھے لیکن اگر ان فرمائشی معجزات کو پورا بھی کر دیا جاتا تب بھی وہ ایمان نہ لاتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ پھر وہ بالکل تباہ اور برباد کر دیئے جاتے۔ کیونکہ اقتراحی معجزے کے بعد امہال اور استدراج نہیں ہوتا جیسا کہ پہلی امتوں کے ساتھ پیش آچکا ہے۔

اگر کہا جائے گو آسمان پر چڑھایا جانا ممکن تو ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے آسمان پر پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک کوئی چیز انہونی نہیں۔ لیکن یہ عام سنت جاریہ اور عام عادت اللہ کے خلاف ہے۔ مگر یہ مرزا قادیانی ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ (حقیقت الوحی ص۴۹،۵۰، خزائن ج۲۲ ص۵۲) میں لکھتے ہیں: ''اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے

ہیں کہ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دنیا بے خبر ہے اور ان سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام۔“

پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خدا کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسرے سے نہیں۔ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہوتی ہے تو پھر رفع عیسیٰ علیہ السلام وزیادتی عمر بلا ارذل عمر پر کیوں تعجب ہے۔ ”اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ (آل عمران:۵۹)“ جب آدم علیہ السلام زمین سے جنت میں، پھر جنت سے زمین پر آچکے ہیں۔ ایسے عیسیٰ علیہ السلام کا زمین سے آسمان پر، پھر آسمان سے زمین پر آنا ہوگا۔

باب ششم ...... حیات عیسیٰ علیہ السلام اور بزرگان امت

قرآن وسنت کی طرح پوری امت کے اکابر بھی حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی حیات، رفع الی السماء، نزول من السماء عند قرب الساعۃ کے قائل ہیں۔ اس پر ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل تصنیف ہے۔ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کا عقیدہ چودہ صدیوں کے مجددین واکابر امت کی نظر میں“ اس تصنیف میں ترتیب وار چودہ صدیوں کے سینکڑوں اکابر کی تحریرات وتصریحات کو یکجا کر دیا ہے۔ یہ تصنیف (تحفہ قادیانیت ج۳ ص۱تا۲۶۴) پر طبع شدہ ہے۔ قادیانی دجال جس طرح قرآن وحدیث میں تحریف کے تیر چلاتے ہیں۔ اسی طرح اکابرین امت کی عبارات کو سیاق وسباق سے کاٹ کر یہودیوں کے کان کترتے ہیں۔ جن اکابر پر قادیانی وفات مسیح کا الزام دیتے ہیں۔ ذیل میں ہم فقط ان کی تحریفات کے جوابات عرض کرتے ہیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

ایسا ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر قادیانیوں نے بہتان باندھا ہے کہ انہوں نے وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں کہا: ”لقد قبض الليلة عرج فيها بروح عيسىٰ ابن مريم“ (طبقات کبریٰ ج۳ ص۲۸، مرزائی پاکٹ بک ص۲۰۵)

جواب: ۱...... ”طبقات ابن سعد“ کا ایک قول نقل کرنا ہی دلیل صداقت سمجھا جائے؟ قرآنی وتفسیری، حدیثی ہزاروں اقوال کے مقابلہ میں ایک قول کو عقیدہ کے لئے بنیاد بنانا قادیانی الحاد کی دلیل ہے۔

جواب: ۲...... چونکہ خود اسی کتاب کا مصنف قائل حیات مسیح علیہ السلام ہے جیسا کہ (ج۱ ص۴۵) پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول در بارہ مثبت حیات مسیح نقل کر کے مصنف نے اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ وهو هذا!

”وان اللّٰه رفع بجسده وانه حى الان وسيرجع الى الدنيا فيكون فيها ملكا ثم يموت كما يموت الناس“ یعنی تحقیق مسیح بمع جسم کے اٹھایا گیا ہے۔ ولاریب وہ اس وقت زندہ ہے۔ دنیا کی طرف آئے گا اور بحالت شاہانہ زندگی بسر کرے گا پھر دیگر انسانوں کی طرح فوت ہوگا۔

اس روایت نے فیصلہ کر دیا کہ رفع سے مراد رفع جسمی ہے اور اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ والی روایت درست ہے تو اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ جس سے مراد یہ ہوگی کہ ”عرج فيها بروح اللّٰه عيسىٰ ابن مريم“ یعنی عیسیٰ بن مریم روح اللہ اٹھایا گیا۔

ایسا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ عموماً روایات میں الفاظ مقدم ومؤخر، ملفوظ ومقدر اور قدرے مختلف ہو جایا کرتے

ہیں اور تو اور خود صحیح بخاری کی احادیث میں بھی ایسا موجود ہے۔ چنانچہ ہم حدیث ’’حدیث لا تفضلونی علی موسیٰ ‘‘ کسی نے ’’لاتفضلونی ‘‘ کہا کسی راوی نے ’’لاتخیرونی ‘‘ کہا۔ کسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو بھی شامل کیا۔ ’’تخیروا بین انبیاء اللّٰہ ‘‘ وغیرہ۔

خود یہی زیر تنقید روایت مختلف طریقوں سے کتابوں میں مرقوم ہے۔ درمنثور والے نے ’’لیلۃ قبض موسیٰ ‘‘ درج کیا ہے۔ (درمنثور ج۲ ص۳۶) اور یہ صاحب درمنثور قادیانیوں کے مسلمہ مجدد ہیں۔

الغرض ایسی غیر معتبر روایات میں فیصلہ کا صحیح طریق یہی ہے کہ جو بات احادیث صحیحہ وقرآن کے مطابق ہو وہی صحیح سمجھی جائے۔ باقی کو غلط ومردود قرار دیا جائے۔

جواب: ۳...... اب اسی بارے میں ایک اور روایت (مستدرک حاکم ج۴ ص۱۲۱، باب۱۸۴۴ قتل علی لیلۃ انزل القرآن، روایت نمبر۴۷۴۲) پر روایت ہے۔ جسے درمنثور نے بھی نقل کیا ہے: ’’عن الحریث سمعت الحسن بن علی یقول قتل لیلۃ انزل القراٰن ولیلۃ اسری بعیسیٰ ولیلۃ قبض موسیٰ ‘‘ (درمنثور ج۲ ص۳۶) حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حسن رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رات قتل کئے گئے جس رات قرآن اترا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیر کرائے گئے اور موسیٰ علیہ السلام قبض کئے گئے۔

حضرات! غور فرمایئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو شہید ہوگئے تھے۔ قتل کا لفظ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو وفات پوگئے ہوئے تھے قبض کا استعمال ہوا۔ مگر مسیح علیہ السلام چونکہ زندہ جسم اٹھائے گئے تھے اس لئے ان کے حق میں اسری فرمایا گیا۔ ’’السّرایۃ اذا قطعۃ بالسیر ‘‘ جب کوئی شخص چل کر مسافت طے کرے اس کو سرایت بولتے ہیں۔ خود قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بمع مومنین کے راتوں رات مصر سے نکلے یہ خروج بحکم خدا تھا۔ ’’فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (دخان:۲۳) ‘‘ ﴿لے چل میرے بندوں کو راتوں رات تحقیق تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔﴾

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق وارد ہے کہ: ’’فَاَسْرِ بِاَھْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّیْلِ (سورۂ الحجر:٦٥) ‘‘ ﴿لے نکل اپنے اہل کو ایک حصہ رات میں۔﴾

حاصل یہ کہ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ امر واقع ہے تو یقیناً اس کا یہی مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم اٹھائے گئے اور یہی حق ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔

عجیب تائید الٰہی

مرزائیوں نے اس روایت کو وفات مسیح کی دلیل ٹھہرایا تھا۔ خدا کی قدرت کہ یہی حیات مسیح کی مثبت ہوگئی۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کاذب تھے۔ دلیل یہ کہ اس روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات صاف مذکور ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی انہیں زندہ مانتے ہیں۔ (نور الحق حصہ اوّل ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۹)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ایسا ہی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر قادیانیوں نے افتراء کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔ دلیل یہ کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ جس میں وفات مسیح علیہ السلام مذکور ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت متوفیك، ممیتك کو بخاری میں نقل کیا ہے۔

جواب: ۱...... ہم ثابت کر آئے ہیں کہ صحابہ کرامؓ خاص کر ابن عباسؓ کو قائلین وفات مسیح قرار دینا قطعاً جھوٹ ہے۔ ان کی روایت سے وفات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ دیگر بیسیوں روایات سے حیات ثابت ہے۔ پس اس بودی دلیل پر بنیاد قائم کر کے امام بخاریؒ کو قائل وفات کہنا یقیناً پرلے سرے کی جہالت ہے۔ سنو! امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت جس میں نزول مسیح کا ذکر اور ان کے ابھی تک زندہ ہونے کا تذکرہ اور آخرزمانہ میں نازل ہونے کا اظہار موجود ہے۔ یعنی وہ روایت جس میں آیت: ''اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ'' سے حضرت ابو ہریرہؓ نے مسیح علیہ السلام کے حیات ہونے پر دلیل بنایا ہے (اور مرزا قادیانی نے غصہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کو غبی فہم قرآن میں ناقص درایت سے حصہ نہ رکھنے والا قرار دیا ہے۔ (اعجاز احمدی ص۱۸، خزائن ج۱۹ص ۱۲۷) کو نقل کر کے اور اسی طرح دیگر صحابہ کی روایات جن میں نزول مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ بخاری شریف میں نقل کر کے ان پر کوئی جرح یا انکار نہ کرتے ہوئے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے اور کیوں نہ ہوتے جب کہ آنحضرت ﷺ خدا کی قسم کھا کر نزول مسیح علیہ السلام کا اظہار فرماتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ آیت قرآن کے ساتھ اس پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں اور امام بخاریؒ خود اس روایت کو بخاری شریف میں درج فرماتے ہیں۔

جواب: ۲...... امام بخاریؒ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر نزول تک کے واقعات کو صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور مختلف باب باندھے ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں: (۱) ''باب قول اللّٰہ تعالٰی وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مَرْیَمَ'' (۲) ''باب وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ'' (۳) ''باب وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَامَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ'' (۴) ''باب قولہ یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ'' (۵) ''باب وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ'' (۶) ''باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام''

پھر ہر ایک باب کے بعد آنحضرت ﷺ کی احادیث لائے ہیں۔ آخری باب کے شروع پر کوئی آیت قرآن نہیں لکھی کیونکہ اس باب میں جو حدیث لائے اس کے اندر خود آیت: ''وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ'' سے تمسک کیا ہوا ہے۔

حضرات! غور فرمایئے کہ حضرت امام بخاریؒ اسی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی آمد کے قائل ہیں جس کا ذکر مختلف ابواب میں کیا ہے یا کسی اور شخص کے لئے؟

جواب: ۳...... نیز بخاری شریف میں نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا باب تو ہم نے دیکھا ساری دنیا کے مرزائی مل کر امام بخاریؒ کی کتاب میں وفات مسیح بن مریم کا باب دکھا سکتے ہیں؟ نہیں اور قیامت تک نہیں تو پھر قادیانی چیف گرولاٹ پادری مرزا اور قادیانیوں کو امام بخاریؒ پر کذب بیانی کرتے شرم آنا چاہئے۔ لیکن شرم اور قادیانیت آپس میں ضد ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ تو کیا ان کے فرشتوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ ان احادیث نبویہ میں سوائے مسیح ابن مریم علیہا السلام کے کسی آئندہ پیدا ہونے والے پنجابی شخص مریض مراقی کی آمد کا تذکرہ ہے۔ حاصل یہ کہ حضرت امام بخاریؒ حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔

جواب: ۴...... اس پر مزید تشفی کے لئے ہم ان کی تاریخ سے ان کا فرمان نقل کرتے ہیں: ''یُدْفَنُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَصَاحِبَیْہِ فَیَکُوْنُ قَبْرُہٗ رَابِعًا'' (درمنثور ج۲ص ۲۴۵)

۵...... ''لیدفن عیسیٰ بن مریم مع النبی ﷺ فی بیتہ'' عیسیٰ بن مریم آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے حجرہ شریف میں دفن ہوں گے۔ (تاریخ الکبیر للبخاری ج۱ص ۲۶۳ نمبر ۸۳۹)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

ایسا ہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قادیانیوں نے جھوٹ باندھا ہے کہ وہ بھی وفات کے قائل تھے۔ اس پر مجمع البحار وشرح اکمال الاکمال سے نقل کیا ہے کہ: ''قال مالك مات عيسىٰ''

جواب: ۱...... اوّل تو یہ قول بے سند ہے کوئی سند اس کی بیان نہیں کی گئی۔ پس کیسے سمجھا جائے کہ اس جگہ مالک سے مراد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ روایت صحیح ہے؟

جواب: ۲...... بعض سلف کا یہ بھی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے جانے سے قبل سلائے گئے تھے۔ چنانچہ لفظ توفی کے یہ بھی ایک معنی ہیں۔ ''وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (انعام:۶۰)'' اللہ وہ ذات ہے جو رات کو تمہیں سلا دیتا ہے اور جانتا ہے جو تم دن میں کماتے ہو۔ پس اگر یہ فی الواقع امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے تو اس سے مراد سلانا ہے۔ ''کیونکہ مات کے معنی لغت میں ''نام'' بھی ہیں۔ دیکھو قاموس''

(ازالہ اوہام ص۶۳۹، خزائن ج۳ ص۴۴۵)

جواب: ۳...... ''وفى العتبية قال مالك بين الناس قيام يستمعون لاقامة الصلوٰة فتغشاهم غمامة فاذا انزل عيسىٰ'' (شرح اکمال الاکمال ج۱ ص۴۴۶)

''عتبیہ میں ہے کہ کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لوگ نماز کے لئے تکبیر کہہ رہے ہوں گے کہ ایک بدلی چھا جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔'' اس تصریح کے اسی کتاب میں ہوتے ہوئے بھی کوئی دجال حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو وفات مسیح علیہ السلام کا قائل قرار دے تو دلائل کی دنیا میں اسے کون قائل کر سکتا ہے؟ الغرض امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حیات مسیح ونزول فی آخرالزمان کے قائل تھے۔ چنانچہ آپ کے مقلدین معتقد ہیں۔ حیات مسیح علیہ السلام کے۔ علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''رفع عيسىٰ وهو حى على الصحيح''

(شرح مواہب لدنیہ ج۵ ص۳۵۱، یہاں ص۳۴۶ سے ۳۵۴ تک حیات مسیح کی تفصیل درج ہے)

نیز علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے (شرح مواہب ج۱ ص۱۱۶، نزول مسیح ج۶ ص۱۶۳، حیات مسیح ج۸ ص۲۹۶) پر مسیح علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تدفین کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: اور واضح ہو کہ کتاب عتبیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے بلکہ امام عبدالعزیز اندلسی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جس کی وفات ۲۵۴ میں ہوئی۔ (کشف الظنون ج۱ ص۱۰۶، ۱۰۷)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وحضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا ائمہ کرام کے متعلق بھی قادیانیوں نے بلاثبوت افتراء کیا ہے کہ یہ سب اس مسئلہ میں خاموش تھے لہٰذا وفات مسیح کے قائل تھے۔

جواب: ۱...... ''نزول عيسىٰ عليه السلام من السماء حق كائن''

(فقہ اکبر مؤلفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ص۵۴، مطبوعہ گوجرانوالہ)

جواب: ۲...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں تو بیسیوں احادیث حیات مسیح کی موجود ہیں۔ لہٰذا ان کو قائل وفات گردانا انتہائی ڈھٹائی اس کے لئے (مسند احمد ج۱ ص۳۷۵، ج۲ ص۲۲، ۳۹، ۶۸، ۸۳، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۴۴، ۱۵۴، ۱۶۶، ۲۴۵، ۲۷۲،

۲۹۰، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۳۶، ۳۹۴، ۴۰۶، ۴۱۱، ۴۳۷، ۴۸۲، ۴۹۴، ۵۱۳، ۵۳۸، ۵۴۰، ج۳ ص۳۴۵، ۳۶۸، ۳۸۴، ۴۲۰، ج۴ ص۱۸۱، ۱۸۲، ۲۱۶، ۲۱۷، ۳۹۰، ۴۲۹، ج۵ ص۱۳، ۱۶، ۴، ۲۷، ج۶ ص۷۵) پر نظر کی جائے تو چمکتی دمکتی ۳۹ روایات نظر آجائیں گی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کی کوئی جلد حیات مسیح کی روایات سے خالی نہیں۔ لہٰذا ان کو قائل وفات گردانا انتہائی ڈھٹائی ہے۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی غیروں کی کتابوں کی بناء پر قادیانیوں نے اتہام باندھا ہے۔ حالانکہ وہ برابر حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔

۱...... ’’ان عیسیٰ ابن مریم سینزل ‘‘(المحلی ج۱ ص۹۴) اس مقام پر اس صراحت کے بعد وہ ’’نزول عیسیٰ بن مریم الیٰ الارض‘‘ کی احادیث لائے ہیں۔

۲...... ’’فکیف یستجیز مسلم ابن یثبت بعدہ علیہ السلام نبیا فی الارض حاشا ما استثناہ رسول اللہ ﷺ فی الاثار المسندۃ الثابتۃ عن نزول عیسیٰ ابن مریم فی اخر الزمان‘‘ (کتاب الفصل ج۳ ص۱۱۴)

یعنی کسی مسلمان سے کس طرح جائز ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بعد زمین میں کسی نبی کو ثابت کرے۔ الا اسے جسے رسول اللہ ﷺ نے احادیث صحیحہ ثابتہ میں مستثنیٰ کر دیا ہو۔ عیسیٰ بن مریم کے آخری زمانہ میں نازل ہونے کے بارے میں۔

۳...... ’’واما من قال ان بعد محمدٍ ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ (الفصل فی الملل والاھوا والنحل ج۲ ص۲۶۹، باب فیمن یکفر) ‘‘جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سوائے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے کوئی اور نبی ہے۔ (مثلاً غلام احمد قادیانی) اس شخص کے کفر میں امت محمدیہ میں سے دو کس بھی مخالف نہیں۔

(الفصل ج۱ ص۱۰۱) پر امام حزم رحمۃ اللہ علیہ نے وفاۃ کی دو قسمیں بیان کیں۔ ایک نیند اور دوسری موت۔ ’’فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ ‘‘میں موت کے معنی کو متعین کر کے ان کے رفع جسمی کے قائل ہیں کہ ان پر چند ساعتوں کے لئے موت واقع ہوئی۔ اس وقت وہ زندہ ہیں۔ آسمانوں پر موجود ہیں۔ نازل ہوں گے پوری امت کی طرح وہ اس کے قائل ہیں۔

۴...... ’’ان عیسیٰ علیہ السلام لم یقتل ولم یصلب ولکن توفاہ اللہ عزوجل ثم رفعہ الیہ...... ومن قال انہ علیہ السلام قتل او صلب فھو کافر مرتد حلال دمہ ومالہ لتکذیبہ القرآن وخلافہ الاجماع (المحلی ج۱ ص۱۰۱) ‘‘عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے نہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے کر پھر زندہ کیا اور اپنی طرف اٹھالیا اور جو ان کے قتل یا صلیب پر چڑھائے جانے کا قائل ہو (جیسے مرزا قادیانی) وہ کافر و مرتد ہے۔ واجب القتل ہے۔ اس لئے وہ قرآن کی تکذیب اور اجماع (امت) کے خلاف کرنے والا ہے۔

۵...... احادیث صحیحہ سے نزول مسیح کے قائل ہیں۔ (الفصل ج۱ ص۹۵)

۶...... تورات وانجیل عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد باطل ہوگئیں۔ (الفصل ج۱ ص۲۳۶)

۷...... مسیح علیہ السلام کے حواری ان کے رفع کے بعد تین سو سال بے خانماں رہے۔
(الفصل ج۱ ص۲۵۳)

۸...... (الفصل ج۱ ص۳۳۹) پر ہے کہ قسطنطنیہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے تین سو سال بعد فتح ہوا۔

۹...... (الفصل ج۳ ص۱۹۱) پر ہے کہ جو لوگ (جیسے مرزائی) کہتے ہیں کہ اس امت میں کوئی عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہو سکتا ہے۔ وہ بے حیاء ہے جو غیر نبی کو نبی پر فضیلت دے (جیسے مرزا قادیانی، ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ معاذ اللہ) ان تصریحات کے بعد ابن حزم کو وفات کا قائل قرار دینا صریحاً ڈھٹائی ہے۔

مولانا عبدالحق محدث دہلوی اور نواب صدیق حسن خان

ایسا ہی مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ اور مولانا نواب صدیق حسن خاں قنوجیؒ پر قادیانیوں نے افتراء کیا کہ انہوں نے عمر مسیح ۱۲۰ برس لکھی ہے۔ لہٰذا وہ وفات کے اقراری ہیں۔

الجواب: یہ بزرگ حیات کے قائل ہیں۔ البتہ ان کا یہ خیال ہے کہ مسیح علیہ السلام کا ۳۳ برس کی عمر میں رفع نہیں ہوا۔ ایک سو بیس کی عمر میں وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور زندہ اٹھائے گئے ہیں۔

''ونزول عیسیٰ بن مریم ویاد کرد آنحضرت ﷺ فرود آمدن عیسیٰ را از آسمان بر زمین۔''

(کتاب اشعۃ اللمعات ج۴ ص۳۴۴، مصنفہ شیخ عبدالحق دہلویؒ)

ایسا ہی (ج۴ ص۳۷۳) پر مسیح کا آسمان سے نازل ہونا لکھا ہے۔ ایسا ہی تفسیر حقانی میں لکھا ہے: ''اور یہ حق ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب قیامت کے قریب نازل ہوں گے سو اس وقت سوا دین حق کے اور کوئی دنیا پر غالب نہ ہوگا۔ اس وقت یہود بھی اس جلال وشوکت کو دیکھ کر ایمان لائیں گے اور یہ معنی اس حدیث سے ثابت ہیں کہ جس کو بخاری ومسلم نے ابوہریرہؓ سے نقل کیا کہ قیامت کے قریب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ موقوف کردیں گے۔'' (تفسیر حقانی سورۃ نساء زیر آیت ''وان من اھل الکتاب'')

اور نواب صدیق حسن خاں نے تو اپنی کتاب (حجج الکرامہ) میں نزول وحیات مسیح علیہ السلام پر ایک مستقل باب باندھا۔ جس میں آیت: ''وان من اھل الکتاب الا لیومنن به قبل موته'' سے استدلال کیا ہے۔ یہ بات (حجج الکرامہ ص۴۲۲ تا ۴۳۴) پر محیط ہے۔ اس سے بیسیوں آیات واحادیث رسول ﷺ واقوال صحابہؓ سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے اور آسمانوں سے قرب قیامت نزول اور آنحضرت ﷺ کے روضہ طیبہ میں تدفین کی روز روشن کی طرح صراحتیں ہیں۔ اس کے باوجود بھی کوئی بدنصیب قادیانی، مولانا نواب صدیق حسن خان کو وفات مسیح کا قائل قرار دیتا ہے تو اس کا علاج ''ویقتل الخنزیر'' ہی ہے۔ فافہم!

امام ابن قیمؒ

اس بزرگ امام پر قادیانیوں نے بھی ہاتھ صاف کیا ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کو وفات شدہ خیال کرتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے ''مدارج السالکین'' میں ''لَوْکَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ'' اگر موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے، حدیث نقل کی ہے۔

الجواب: امام ابن قیمؒ نے ہرگز اس قول کو حدیث نہیں کہا بلکہ یہ ان کا اپنا قول ہے۔ مطلب ان کا اس قول سے نہ

ثبوت حیات دینا مطلب ہے نہ وفات کا تذکرہ، بلکہ مقصود ان کا یہ ہے کہ اگر آج زمین پر موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتے۔ یعنی زمین کی زندگی کو فرض کر کے آنحضرت ﷺ کی بزرگی ثابت کرنا چاہی ہے نہ کہ وفات کا اظہار۔ چنانچہ وہ اسی عبارت میں جسے مرزائی خیانت سے نقل نہیں کرتے۔ آگے چل کر نزول مسیح علیہ السلام کا اقرار فرماتے ہیں۔ ’’ومحمد ﷺ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسالته عامة لجمیع الجن والانس فی کل زمان ولوکان موسٰی وعیسٰی حیین لکانا من اتباعه واذا نزل عیسٰی ابن مریم فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ‘‘ (مدارج السالکین ج۲ ص۳۱۳، مطبوعہ مصر ج۲ ص۲۴۳)

’’یعنی آنحضرت ﷺ کی نبوت تمام کافہ جن وانس کے لئے اور ہر زمانے کے لئے ہے۔ بالفرض اگر موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام (آج زمین پر) زندہ ہوتے تو آنحضرت ﷺ کی اتباع کرتے اور جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا تو وہ شریعت محمدیہ ﷺ پر ہی عمل کرے گا۔‘‘

مرزائیو! اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے کسی کے اصل مفہوم کو بگاڑنا بعید از شرافت ہے۔ سنو! اگر اس قول سے ضرور وفات ہی ثابت کرنا چاہو گے تو ساتھ ہی مرزا قادیانی کی رسالت بھی چھوڑنی پڑے گی۔ کیونکہ وہ حیات موسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔ حالانکہ اس قول میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات مذکور ہے۔ ’’فما جوابکم فهو جوابنا‘‘

بالآخر ہم امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے بعبارۃ النص حیات مسیح کا ثبوت پیش کرتے ہیں جس سے ہر ایک دانا جان لے گا کہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا وہی مطلب ہے جو ہم نے اوپر لکھا ہے وفات مقصود نہیں۔

۱...... ’’وهذا المسیح ابن مریم حی لم یمت وغذاؤه من جنس غذا الملٰئکة‘‘

(کتاب التبیان مصنفہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ص۱۳۹)

مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ ابھی فوت نہیں ہوئے اور ان کی غذا فرشتوں کی غذا جیسی ہے۔

۲...... ’’وانه رفع المسیح الیه‘‘ (ص۲۲ کتاب مذکورہ)

تحقیق اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔

۳...... ’’وهو نازل من السماء فیحکم بکتاب الله‘‘ اور وہ آسمان سے نازل ہو کر قرآن پر عمل کرے گا۔ (ہدایۃ الحیاریٰ مع ذیل الفاروق ص۴۳، مطبوعہ مصر)

حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

اس بزرگ پر بھی قادیانیوں نے الزام لگایا ہے کہ یہ وفات مسیح کا قائل تھا۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور افتراء بلکہ بے ایمانی ہے۔ وہ اپنی تفسیر (موسومہ محمدی ج۱ ص۲۹۱، زیر آیت: ’’وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰه‘‘) پر لکھتے ہیں کہ جب یہود نے مسیح کو پکڑنا چاہا۔

تاں جبرائیل گھلیا رب لے گیا وچہ چوبارے — اس چھت اندر ہک باری اوتھوں ول آسماں سدھارے
سردار تنہاندے طیطیانوس نوں کیتا حکم زبانوں — جو چڑھ چبارے قتل کریں عیسیٰ نوں ماریں جانوں
جاں چڑھ ڈٹھس وچہ چبارے عیسیٰ نظر نہ آیا — شکل شباہت عیسیٰ دی رب طیطیانوس بنایا
انہاں ظن عیسیٰ نوں کیتا سولی فیر چڑھایا — ہک کہن جو مرد حواریاں تھیں ہک سولی مار دیوایا

یعنی خدا نے اس وقت جبرائیل بھیجا جو عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر آسمان پر لے گیا۔ جب طیطیانوس انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے اندر گیا تو خدا نے اسے عیسیٰ علیہ السلام کی شکل بنا دیا جسے سولی دیا گیا۔ اسی طرح اگلے صفحہ پر آیت ”انی متوفیك ورافعك“ کی تفسیر کرتے ہیں۔

جا کہیا خدا اے عیسیٰ ٹھیک میں تینوں پورا لیساں — تے اپنی طرف تینوں کنوں کفاراں پاک کریساں
توفی معنی قبض کرن شے صحیح سلامت پوری — تے عیسیٰ نوں رب صحیح سلامت لے گیا آپ حضوری

یعنی جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورا لے کر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ توفی کے معنی کسی چیز کو صحیح وسلامت پورا لینے کے ہیں۔ سو ایسا خدا نے مسیح کو اپنے حضور میں بلا لیا۔

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

اگرچہ مرزا قادیانی نے مسئلہ وحدۃ الوجود کے رد میں حضرت ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے پہلا وجودی قرار دیا۔ (ملفوظات ج۳ ص۳۰۶)

پھر ان وجودیوں کو دہریہ قابل نفرت اور قابل کراہت قرار دیا۔ (ملفوظات ج۸ ص۵۳)

مگر جہاں ضرورت پڑی انہیں صاحب مکاشفات ولی اللہ ظاہر کر کے اپنی اغراض نفسانیہ کو پورا بھی کیا ہے۔

کہا گیا ہے کہ یہ بزرگ بھی وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔ اس پر تفسیر ”عرائس البیان“ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود یہی بات مشکوک ہے کہ یہ تفسیر ان کی ہے بھی یا نہیں پھر جو عبارت پیش کی جاتی ہے اس میں بھی وفات مسیح کا کوئی لفظ نہیں صرف یہ ہے کہ مسیح دوسرے بدن کے ساتھ اترے گا۔ اب دوسرے بدن کا مطلب ظاہر ہے جب تک حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر رہے۔ بوجہ طعام ارضی ان میں کثافت ہے۔ مگر اب صدہا برس کے بعد جب نازل ہوں گے تو یقیناً روحانیت کا غلبہ تام ہوگا۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تو حیات مسیح علیہ السلام کے اس قدر قائل ہیں کہ کوتاہ نظر انسان انہیں غلو تک پہنچا ہوا قرار دے گا۔ تفصیل کے لئے فتوحات مکیہ دیکھیں۔ اس جگہ صرف اختصار کے طور پر ایک دو عبارات پیش کرتا ہوں۔

”ان عیسیٰ علیہ السلام ینزل فی ھذہ الامۃ فی اٰخر الزمان ویحکم بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (فتوحات مکیہ ج۲ ص۱۲۵، سوال:۱۴۵)

”انه لم یمت الی الان بل رفعه اللّٰه الی ھذہ السماء واسکنه فیھا“ (ج۳ ص۳۴۱، باب:۳۶۷)

ایسا ہی (ج۱ ص۱۳۵ تا ۱۴۴، ص۱۸۵ تا ۲۲۴، ج۲ ص۳ تا ۴۹، ص۱۲۵، ج۳ ص۵۱۳) وغیرہ میں حیات مسیح علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے جابجا اپنی تفسیر میں حیات مسیح کا ثبوت دیا ہے۔ چونکہ تفاسیر میں مختلف لوگوں کے اقوال نقل ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے کسی کا قول نقل کر دیا ہے کہ ”قدمات عیسیٰ“ مرزائیوں نے جھٹ اسے ابن جریر کا قول قرار دے دیا۔ حالانکہ ہم اس کتاب میں کئی ایک عبارتیں امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی لکھ آئے ہیں۔ اس جگہ ایک اور تحریر نقل کی جاتی ہے۔ جس میں امام موصوف نے جمیع اقوال متعلقہ توفی مسیح لکھ کر بعد میں اپنا فیصلہ دیا ہے۔

’’واولی ھذہ الاقوال بالصحة عندنا قول من قال معنی انی قابضك من الارض ورافعك علی التواتر الاخبار عن رسول اللہ ﷺ ‘‘توفی کے متعلق جو بحث ہے کوئی کہتا ہے کہ توفی بمعنی نیند ہے اور کوئی کہتا ہے کہ توفی بمعنی موت ہے جو آخری زمانہ میں ہوگی۔ ان سب اقوال میں ہمارے نزدیک صحیح وہ قول ہے جو کہا گیا ہے کہ میں ’’زمین سے پورا پورا لینے والا ہوں۔‘‘ یہ معنی اس لئے اقرب الی الصواب ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث میں آیا کہ: ’’انه ینزل عیسیٰ ابن مریم فیقتل الدجال ثم یمکث فی الارض ثم یموت‘‘ (ج۳ص۲۹۱، زیرآیت انی متوفیک)

بے شک وہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا۔ پھر قتل کرے گا دجال کو پھر رہے گا زمین پر پھر وفات پائے گا۔

اس تحریر میں امام موصوف نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ جس مسیح ابن مریم علیہما السلام کے بارے میں آیت ’’انی متوفیك ورافعك‘‘ وارد ہوئی، جس میں اختلاف کیا جاتا ہے وہی زمین سے اٹھایا گیا ہے اور وہی نازل ہوگا۔

مرزائیو! تمہارے نبی نے اس امام ہمام کو ’’رئیس المفسرین‘‘ اور ’’معتبر از ائمہ محدثین‘‘ لکھا ہے۔ آؤ اسی کی تحریرات پر فیصلہ کرلو۔ تم تو صرف دھوکا دینا چاہتے ہو، تمہیں ایمان وانصاف سے کیا کام؟

مصنف الیواقیت والجواہر

قادیانیوں نے کہا ہے کہ یہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ’’حدیث موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام‘‘ حیین نقل کی ہے۔

الجواب: پھر تو مرزا قادیانی کاذب ہیں۔ کیونکہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو زندہ لکھا ہے۔ ادھر ادھر کے یہودیانہ تصرف کی بجائے اگر صداقت مطلوب ہے تو آؤ ہم اس بارے میں اس بزرگ کی کتابوں پر تمہارے ساتھ شرط باندھتے ہیں جو کچھ ان میں ہو، ہمیں منظور۔ مگر ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ بزرگ اپنی کتاب میں خود ہی یہ سوال کر کے کہ مسیح کے نازل ہونے پر کیا دلیل ہے۔ جواب دیتے ہیں:

’’الدلیل علیٰ نزوله قوله تعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای حین ینزل ویجتمعون علیه انکرت المعتزلة والفلاسفة والیهود والنصاریٰ (والمیرزائیه۔ ناقل) عروجه بجسده الی السماء وقال تعالیٰ فی عیسیٰ علیه السلام وانه لعلم للساعة والضمیر فی انه راجع الیٰ عیسیٰ والحق انه رفع بجسده الی السماء والایمان بذالك واجب قال اللّٰه تعالیٰ بل رفعه اللّٰه الیه‘‘ (الیواقیت والجواہر ج۲ص۱۴۶)

’’دلیل نزول مسیح پر اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب مگر ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے پیشتر اس کے مرنے کے یعنی وہ اہل کتاب جو نزول کے وقت جمع ہوں گے اور منکر ہیں معتزلی اور فلاسفہ ویہود ونصاریٰ (اور ہمارے زمانہ میں قادیانی متنبی وذریۃ۔ ناقل) مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہ وہ نشانی ہے قیامت کی اور ضمیر ’’انه‘‘ کی مسیح علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ وہ بمعہ جسم کے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اور واجب ہے اس پر ایمان لانا کیونکہ خدا نے قرآن میں فرمایا کہ بلکہ اٹھالیا اللہ نے اس کو۔‘‘

قادیانی دوستو! اس تحریر کو بغور پڑھو۔ دیکھو یہ تمہارا مسلمہ ومقبولہ امام اور ولی اللہ ہے۔ کیا اب بھی ان پر افتراء ہوگا کہ وہ حیات مسیح علیہ السلام اور رفع ونزول کے قائل نہیں؟ شرم باید کرد۔

حیات مسیح، قادیانی اور مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانی: ''الہام الرحمٰن'' میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار لکھا ہے۔

جواب: ا...... حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ مرد مجاہد تھے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی اور امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کے علمبردار تھے۔ ان کی طرف وفات مسیح کی نسبت کرنا زبردست زیادتی اور غلط بیانی ہے۔ بات کا تجزیہ کرنے سے قبل چند امور لائق توجہ ہیں۔

الف...... مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وافکار'' کے ص ۷۸ پر تحریر کیا ہے کہ: ''مولانا عبید اللہ سندھی کی طرف منسوب تحریریں اکثر وہ ہیں جو املائی شکل میں ان کے تلامذہ نے جمع کی ہیں۔ مولانا کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تحریرات اور بعض کتب بہت دقیق، عمیق اور فکر انگیز ہیں اور مستند بھی ہیں۔ لیکن املائی تحریروں پر پورا اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور بعض باتیں ان میں غلط بھی ہیں جن کو ہم املا کرنے والوں کی غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ مولانا کی طرف ان کی نسبت درست نہ ہوگی۔''

ب...... مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علوم وافکار ص ۸۴ پر ہے کہ: ''مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ سے باہر نہیں نکلے۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ املاء کرنے والوں نے مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کو یا تو سمجھا نہیں یا اپنے ذہن کے مطابق کشید کیا ہے۔ یہ قابل اعتبار نہیں اور نہ لائق اعتناء ہیں۔''

ج...... مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الفرقان شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نمبر'' کے اداریہ ص ۴ پر نگاہ اوّلین کے تحت حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ: ''جو بات میں ایسی کہوں جس کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مستفیضین یا مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں نہ دکھا سکوں تو میں اس کو ہر وقت واپس لینے کو تیار ہوں۔ میں ان اکابر کے علوم سے باہر نہیں جاتا۔ اگر فرق ہوتا ہے تو صرف تعبیر کا۔''

ان وضاحتوں کے بعد اب ''الہام الرحمٰن'' کی ان عبارتوں کو دیکھا جائے جو وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق ہیں تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ وفات مسیح کے عقیدہ کی مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت سو فیصد نہیں ہزار فیصد غلط ہے۔ اس لئے کہ مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ یہ تمام حضرات، حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے بیسیوں علماء حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں جو سب حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے تو ثابت ہوا کہ مولانا کے اساتذہ ومشائخ وشاگرد جب سب حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں، اور خود مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان کی رائے کے خلاف نہیں جاتا تو وہ پھر کیسے وفات مسیح کے قائل تھے؟

جواب: ۲...... مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کی طرف جن کتب میں وفات مسیح کی نسبت کی گئی ہے ان میں سے ایک کتاب بھی مولانا سندھی رحمہ اللہ کی اپنی تحریر کردہ نہیں۔ دوسرے لوگوں نے لکھ کر ان کی طرف نسبت کر دی ہے۔ دو کتابیں اس وقت میرے سامنے ہیں۔ ایک ان کے اپنے ہاتھ کی ہے دوسری انہوں نے مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی رحمہ اللہ کو پڑھائی اور تحریر کرائی۔ ان میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ جب ان کے ہاتھ سے تحریر کردہ کتاب میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ موجود ہے تو پھر دوسروں کی کسی بات کا کیا اعتبار ہے؟

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے افکار پر مشتمل ''رسالہ محمودیہ'' حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ نے ''ترجمہ عبیدیہ'' کے نام سے تحریر کیا ہے۔ جس کے ص ۲۶، ۲۷ پر مولانا سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فعسی ان تکون سارًا لافق الکمال غاشیًا لأقلیم القرب فلن یوجد بعدك الاولك دخل فی تربیته ظاهرًا وباطنًا حتی ینزل عیسیٰ علیه السلام ''تو عنقریب کمال کے افق کا سردار بن جائے گا اور قرب الٰہی کی اقلیم پر حاوی ہو جائے گا۔ تیرے بعد کوئی مقرب الٰہی ایسا نہیں ہوسکتا جس کی ظاہری و باطنی تربیت میں تیرا ہاتھ نہ ہو۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں۔

اسی طرح ''الخیر الکثیر'' جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ نے املا کرایا ہے۔ تحقیق وترجمہ لکھنے والے مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی رحمہ اللہ ہیں۔ حیدرآباد سندھ کی شاہ ولی اللہ اکیڈمی سے شائع ہوا ہے۔ اس کے (ص۱۰۶) پر ہے: ''اسی نوع کے امام عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہ چیز ان کو جبرائیل علیہ السلام کی پھونک سے حاصل ہوئی ہے اور اس لئے معین ہوا ہے کہ نازل ہو کر دجال کو قتل کرے۔''

اس کے (ص۱۱۷) پر ہے: ''عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر نازل ہوں گے۔''

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی حضرت سندھی رحمہ اللہ کی وفات مسیح کے عقیدہ کی طرف نسبت کرے اس سے بڑا اور کوئی ظلم نہیں ہوسکتا۔

جواب: ۳...... ''الہام الرحمٰن'' جو موسیٰ جار اللہ وغیرہ کی تحریر کردہ ہے غلط طور پر حضرت سندھی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس کی ثقاہت کا یہ عالم ہے کہ محمد نور مرشد نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ: ''مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بعض تابعین کے حوالے سے لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام وفات پاگئے ہیں۔''

اب جس کتاب میں مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی طرف یہ روایت کی گئی ہو اس کتاب کے غیر مستند ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے۔ اس لئے کہ مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ''عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام، التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مستند کتابیں ہیں۔ ان کتابوں کے ہوتے ہوئے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کے شارح، قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کے علمبردار، حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے متعلق جس کتاب میں ایسی بے سروپا، غلط ومن گھڑت روایت درج کی جاسکتی ہے تو ناممکن نہیں کہ اس میں مولانا سندھی رحمہ اللہ کی طرف غلط روایت منسوب کر دی گئی ہو۔

جواب: ۴...... مولانا عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ پاکستان میں حضرت سندھی رحمہ اللہ کے نظریات کے شارح اور ترجمان سمجھے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب ''مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کے علوم وافکار'' کے (ص۷۴، ۷۵) پر اس مسئلہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے: ''مولوی محمد معاویہ مرحوم آف کبیر والا بھی مولانا سندھی رحمہ اللہ کے مشن اور کتب سے دلچسپی رکھتے تھے۔

انہوں نے الہام الرحمٰن ج۱،۲ کا اردو میں ترجمہ بھی شائع کرایا تھا۔اس کی اشاعت کے وقت میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مسئلہ وفات المسیح کی نسبت درست نہیں۔اس کی کچھ وضاحت ہونی چاہئے۔چنانچہ انہوں نے اس کی طبع دوم کے وقت ایک مختصر سا مضمون شائع کرایا تھا۔اصل میں وفات مسیح کا مسئلہ مرزائیوں، قادیانیوں اور لاہوریوں نے زیادہ اٹھایا تھا تاکہ وفات مسیح کو ثابت کرنے کے بعد ان تمام احادیث کی تاویل اپنے زعم فاسد کے مطابق مرزا قادیانی پر چسپاں کر سکیں اور یہ لوگ اسی عقیدہ فاسدہ کی بناء پر اور اجرائے نبوت کے قائل ہونے کی وجہ سے تمام طبقات امت کے نزدیک مرتد، کافر، زندیق اور خارج از اسلام ہیں۔آج تک اہل اسلام میں سے کسی نے اس (حیات عیسیٰ علیہ السلام) کا انکار نہیں کیا اور قرب قیامت میں مسیح علیہ السلام کا نزول اجماعی عقیدہ ہے اور پھر یہ کہہ کر مغالطہ دینا کہ علم کلام کی کتابوں ''شرح مواقف اور عضدیہ'' وغیرہ میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔بہت غلط بات ہے جب کہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر میں اور ''بیان السنۃ'' یا ''عقیدۃ الطحاوی'' میں اس کا ذکر موجود ہے جو علم کلام کا سب سے قدیم اور صحیح ماخذ ہے۔پھر اس کا انکار کس طرح روا ہو سکتا ہے۔اس کو بجز گمراہی اور کجروی کے اور کیا تعبیر کیا جا سکتا ہے۔اصل بات یہ ہے کہ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اور اس طرح مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر علماء کرام ایک اور بات کا ذکر کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ دین کو اللہ تعالیٰ نے مکمل کر دیا ہے۔حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور تکمیل دین کی آیت قرآن کریم میں نازل ہو چکی ہے۔اب دین کی تکمیل کسی نئے ظہور پر موقوف نہیں۔مسیح علیہ السلام اگر دوبارہ زمین پر آئیں گے یا مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا تو یہ تکمیل دین کے لئے نہیں ہوگا بلکہ یہ قیامت کی علامات کے طور پر ہوگا۔مسیح علیہ السلام کوئی نیا حکم جاری نہیں کریں گے۔قرآن وسنت کے مطابق ہی عمل کریں گے اور اسی پر لوگوں کو کاربند بنائیں گے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قرآن وسنت پر عمل کرنا اور عمل کرانا یہ امت کا فریضہ ہے۔یہ نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں اور انتظار کریں کہ مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا تو اس پر عمل مکمل ہوگا۔یہ نظریہ باطل اور گمراہ کن ہے۔یہ روافض اور اس قسم کے گمراہ لوگوں کا اعتقاد ہو سکتا ہے نہ کہ اہل ایمان کا۔'' (ص۷۴،۷۵)

امام جبائی معتزلی

مرزائی قائلین وفات میں امام جبائی کا نام بھی پیش کرتے ہیں۔مگر باوجود معتزلی ہونے کے حیات مسیح اور رفع الی السماء کے قائل ہیں۔سنو! ''قال الجبائی انه لما رفع عیسیٰ علیه السلام''

(کشف الاسرار مطبوعہ مصر و عقیدۃ الاسلام ص۱۲۴)

صاحب کشف الاسرار علامہ جبائی سے ناقل ہیں کہ جبائی نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء ہوا تو یہود نے ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں سے قتل کر دیا۔لیجئے! جبائی معتزلی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ صاف صاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مانتے ہیں۔

قادیانیوں نے ''تاریخ طبری'' سے لکھا ہے کہ کسی پہاڑ پر ایک قبر دیکھی گئی جس پر لکھا تھا کہ یہ مسیح رسول اللہ کی قبر ہے۔

جواب: ۱...... کیا کہنے ہیں اس دلیل بازی کے۔کہاں قرآن وحدیث کی تصریحات اور کہاں اس قسم کی تفریحات۔ہاں! جناب ایسی قبریں سینکڑوں بنی ہوئی ہیں۔تمہارے نبی کے عقیدہ کی رو سے تو کشمیر میں بھی ہے اور وہی اصلی قبر ہے۔پس اگر طبری والی روایت کو صحیح سمجھتے ہو تو پہلے کشمیر کے ڈھکوسلہ کا اعلان کر دو۔پھر ہم اس پر غور کریں گے۔

جواب: ۲...... تفسیر ابن جریر کے متعدد حوالے گزر چکے ہیں کہ وہ حیات، رفع ونزول من السماء سیدنا مسیح ابن مریم کے قائل ہیں۔ان حوالہ جات کے ہوتے ہوئے ابن جریر کو تاریخی روایت کی بناء پر ملزم گردانا قادیانی سرشت کا خاصہ ہے۔

جواب: ۳...... (عسل مصفّٰی حصہ اوّل ص۴۶۸) مرزا خدابخش نے لکھا کہ:''گویہ قبر فرضی ہے اور بلاشک فرضی ہے۔''

جواب: ۴...... تاریخ طبری کی اس روایت میں ایک راوی محمد بن اسحاق ہے جو کذاب ہے۔یہ موضوع ہے اور تاریخ میں موضوع روایات سے عقیدہ کا بت تراشنا قادیانی علم کلام کا شاہکار کارنامہ ہے۔

محمد بن اسحاق کے کذب کی بابت (القول المعمور فی شان الموعود ص۱۲۲،۱۲۳،۱۷۳،۱۷۴) پر قادیانی سرور شاہ کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی کی (کتاب البریہ ص۲۰۳، خزائن ج۱۳ص۲۲۱ حاشیہ) پر لکھا ہے کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔حالانکہ یہ افتراء ہے۔امام موصوف حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ملاحظہ ہو:''الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح اور زیارۃ القبور''

۱...... ''فبعث المسیح علیہ السلام رسلہ یدعونھم الی دین اللّٰہ تعالیٰ فذھب بعضھم فی حیاتہ فی الارض وبعضھم بعد رفعہ الی السماء فیدعرھم الی دین اللّٰہ''

(الجواب الصحیح ج ۱ ص ۱۱۶، طبع المجد التجاریة)

''روم اور یونان وغیرہ میں مشرکین اشکال علویہ اور بتان زمین کو پوجتے تھے۔پس مسیح علیہ السلام نے اپنے نائب بھیجے کہ وہ لوگوں کو دین الٰہی کی طرف دعوت دیتے تھے۔پس بعض مسیح علیہ السلام کی زندگی میں گئے اور بعض آپ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد گئے۔''

۲...... ''ینزل عیسیٰ بن مریم من السماء علی المنارۃ البیضا شرقی دمشق''

(ایضاً ص۱۷۷)

عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے سفید شرقی مینار پر دمشق میں نازل ہوں گے۔

۳...... (ج۱ص۳۴۹) پر ہے کہ وہ نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہوں گے۔

۴...... (ج۲ص۲۸۳ تا ۲۸۶)''وان من اھل الکتاب'' سے سیدنا عیسیٰ بن مریم کے نزول الی الارض پر استدلال کیا ہے۔

۵...... (ج۱ص۳۲۴) پر نزول الی الارض کا اثبات ہے۔

۶...... (ج۱ص۲۸۷) پر ان کے رفع الی السماء کی صراحت ہے۔

۷...... (ج۲ص۲۸۵) پر توفی کی تین اقسام بتا کر روح مع الجسد ان کے رفع اور نزول الی الارض کا اثبات کیا ہے۔ان تصریحات کے بعد کوئی بدنصیب ان کو وفات مسیح کا قائل قرار دے تو اس کی مرضی؟

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں۔''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ از آسمان نزول خواہد

فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد فرمود۔“ (مکتوبات ۱۷، دفتر سوم ص ۳۰۵، مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرما کر خاتم النّبیین کی شریعت کی پیروی کریں گے۔

پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ”غنیة الطالبین“ میں تحریر فرماتے ہیں۔”رفع الله عزوجل عیسٰی علیه السلام الیٰ السماء“ (مصری ج۲ ص۵۵)
یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد سنو۔”حضرت عیسیٰ علیہ السلام از آسمان فرود آید (انیس الارواح ص۹) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح منقول ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو مکان کے ایک دریچہ سے آسمان پر اٹھالیا اور ان ہی میں سے ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل اور مشابہ بنادیا۔ یہودیوں نے اس کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کردیا اور مدعی ہوئے کہ ہم اپنے مدعا میں کامیاب ہوگئے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

۱...... ”قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابومعاوية عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما اراد الله ان يرفع عيسٰى الى السماء خرج على اصحابه وفى البيت اثنا عشر رجلا من الحواريين يعنى فخرج عليهم من عين فى البيت ورأسه يقطر ماء فقال ان منكم من يكفر بى اثنى عشر مرة بعد ان امن بى قال ايكم يلقى عليه شبهى فيقتل مكانى ويكون معى فى درجتى فقام شاب من احدثهم سنا فقال له اجلس ثم اعاد عليهم فقال ذالك الشاب فقال انا فقال هو انت ذاك فالقى عليه شبه عيسٰى ورفع عيسٰى من روزنة فى البيت الى السماء قال وجاء الطلب من اليهود فاخذوا الشبه فقتل ثم صلبوه الى اخر القصة وهذا اسناد صحيح الى ابن عباس ورواه النسائى عن ابى كريب عن ابى معاوية وكذا ذكر غير واحد من السلف انه قال لهم ايكم يلقى شبهى فيقتل مكانى وهو رفيع فى الجنة“ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۱۰،۹)

”ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اس چشمہ سے کہ جو مکان میں تھا غسل فرما کر باہر تشریف لائے اور سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ (بظاہر یہ غسل آسمان پر جانے کے لئے تھا جیسے مسجد میں آنے سے پہلے وضو کرتے ہیں) باہر مجلس میں بارہ حواریین موجود تھے۔ ان کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ کفر کرے گا بعد

ازاں فرمایا کہ کون شخص تم میں سے اس پر راضی ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے اور وہ میری جگہ قتل کیا جائے اور میرے درجہ میں میرے ساتھ رہے یہ سنتے ہی ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اپنے آپ کو اس جاں نثاری کے لئے پیش کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اسی سابق کلام کا اعادہ فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا اور عرض کیا، میں حاضر ہوں ۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تو ہی وہ شخص ہے اس کے فوراً ہی بعد اس نوجوان پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان پر اٹھالئے گئے۔ بعدازاں یہود کے پیادے عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے گھر میں داخل ہوئے اور اس شبیہ کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر گرفتار کیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکایا۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ سند اس کی صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے۔“

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے رفع الی السماء کا بذریعہ وحی پہلے ہی علم ہو چکا تھا اور یہ علم تھا کہ اب آسمان پر جانے کا تھوڑا ہی وقت رہ گیا ہے اور بظاہر یہ غسل آسمان پر جانے کے لئے تھا جیسا کہ عید میں جانے کے لئے غسل ہوتا ہے۔ بلکہ گمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت ذرہ برابر مضطرب اور پریشان نہ تھے بلکہ غایت درجہ سکون اور اطمینان میں تھے بلکہ نہایت درجہ شاداں وفرحاں تھے۔

۲…… ”وان من اهل الكتٰب“ میں عبداللہ بن عباسؓ سے بھی باسناد صحیح یہی منقول ہے کہ ”به“ اور ”موته“ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہیں۔ چنانچہ حافظ عسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: ”وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح ومن طريق ابى رجاء عن الحسن قال قبل موت عيسٰى والله انه الآن لحى ولٰكن اذا ينزل امنوا به اجمعون ونقله عن اكثر اهل العلم ورجحه ابن جرير وغيره“

(فتح الباری ج۶ص۳۵۷)

”اسی کا ابن عباسؓ نے جزم اور یقین کیا، جیسا کہ ابن جریرؒ نے بروایت سعید بن جبیر، ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت کیا ہے، اور بطریق ابی رجاء حسن بصریؒ سے اس آیت کی تفسیر قبل موت عیسیٰ کے منقول ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں واللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آن میں بھی زندہ ہیں۔ جب نازل ہوں گے اس وقت ان پر سب ایمان لے آئیں گے اور یہی اکثر اہل علم سے منقول ہے اور اسی کو ابن جریر وغیرہ نے راجح قرار دیا ہے۔“

۳…… علامہ آلوسیؒ روح المعانی میں لکھتے ہیں: ”والصحيح كما قال القرطبى ان الله تعالىٰ رفعه من غير وفاة ولا نوم وهو الرواية الصحيحة عن ابن عباس“

(روح المعانی ج۳ص۱۵۸، زیر آیت یاعیسیٰ انی متوفیک)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر موت اور بغیر نیند کے زندہ آسمان پر اٹھالیا اور ابن عباسؓ کا صحیح قول یہی ہے۔

۴…… امام قرطبیؒ کے کلام کا صاف مطلب یہی ہے کہ ابن عباسؓ سے صحیح روایت یہی ہے کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے اور اس کے خلاف جو روایت ہے وہ ضعیف ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔ ”قال الحافظ عماد

الدین بن کثیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما اراد اللّٰہ ان یرفع عیسٰی الی السماء (الٰی ان قال) ورفع عیسٰی من روزنۃ فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیہود فاخذوا الشبہ فقتلوہ ثم صلبوہ وھذا اسناد صحیح الی ابن عباس'' (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۹)

حافظ عمادالدین بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو ایک شخص پر ان کی شباہت ڈال دی گئی اور وہ قتل کر دیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشن دان سے آسمان پر اٹھالئے گئے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس اثر کی سند صحیح ہے۔

۵...... اور (تفسیر فتح البیان ج۲ ص۳۴۲) پر ہے کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ بے شک اس کے راوی بخاری کے راوی ہیں۔

۶...... علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ'' کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ مکر اللہ سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔

(روح المعانی ج۳ ص۱۵۷)

۷...... تفسیر ابن جریر اور ابن کثیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ'' سے نزول عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے۔

۸...... محمد بن سعد نے (طبقات کبریٰ ج۱ ص۴۴،۴۵) پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء کے بارے میں نص صریح ہے۔ ہم اس کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ وھو ھذا!

''اخبرنا ھشام بن محمد بن السائب عن ابیہ عن ابی صالح عن ابن عبال قاص کان بین موسٰی بن عمران وعیسٰی بن مریم الف سنۃ وتسع مائۃ (الٰی ان قال) وان عیسٰی علیہ السلام حین رفع کان ابن اثنتین وثلاثین سنۃ وستۃ اشھر وکانت نبوتہ ثلاثین شھرا وان اللّٰہ رفعہ بجسدہ وانہ حی الان وسیرجع الٰی الدنیا فیکون فیھا ملکا ثم یموت کما یموت الناس''

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی زمانہ انیس سو سال ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت اٹھائے گئے تو ان کی عمر شریف ۳۲ سال اور چھ ماہ کی تھی اور زمانہ نبوت تیس ماہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے جسم سمیت اٹھایا۔ دراں حالیکہ وہ زندہ تھے اور آئندہ زمانہ میں پھر وہ دنیا کی طرف واپس آئیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور پھر چند روز بعد وفات پائیں گے۔ جیسے اور لوگ وفات پاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ''رفع الی السماء'' اور دوبارہ نزول صراحۃً معلوم ہوگیا۔ اس روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ''سیرجع الی الدنیا'' کا لفظ استعمال فرمایا جو رجوع سے مشتق ہے۔ جس کے معنی واپسی کے ہیں۔ یعنی جس طرح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر گئے تھے اسی جسم کے ساتھ اسی طرح دوبارہ واپسی اور تشریف آوری ہوگی۔ خود بہ نفس نفیس وہ دنیا میں واپس تشریف لائیں گے کوئی ان کا مثیل اور شبیہ نہیں آئے گا۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ اگر ابن عباسؓ سے متوفیک کی تفسیر ممیتك کے ساتھ منقول ہے تو ان سے تقدیم وتاخیر بھی منقول ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا یہ بھی ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

مرزا قادیانی کو چاہئے کہ ابن عباسؓ کے ان اقوال صریحہ کو بھی تسلیم کریں۔ حالانکہ ان اقوال کی اسانید نہایت صحیح اور قوی ہیں اور متوفیک کی تفسیر جو ممیتك سے مروی ہے اس کی سند ضعیف ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ بھی متوفیک کے معنی موت کرتے تھے۔ مذہب ان کا یہ تھا کہ:

۱...... ’’عن الضحاك عن ابن عباسؓ فی قوله انی متوفیك الآیة رافعك ثم یمیتك فی اٰخر الزمان (الدرالمنثور ج ۱ ص ۳۶) ‘‘یعنی اے عیسیٰ میں تجھے آسمان پر زندہ اٹھانے والا ہوں۔ آخری زمانہ میں وفات دوں گا۔ درمنثور کا مصنف قادیانیوں کا مسلمہ مجدد ہے۔

۲...... ’’والصحیح ان اللّٰه تعالٰی رفعه من غیر وفاة ولانوم قال الحسن وابن زید وهو اختیار الطبری وهو الصحیح عن ابن عباسؓ (تفسیر ابی السعود) ‘‘یعنی اصلیت یہ ہے کہ خدا نے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا بغیر وفات کے اور بغیر نیند کے جیسا کہ حسن اور ابن زید نے کہا اور اسی کو اختیار کیا ہے طبری ابن جریر نے، اور یہی صحیح ہے ابن عباسؓ سے۔

حاصل یہ کہ ابن عباسؓ اس جگہ تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔ یعنی رفع آسمانی ہو چکا، آئندہ وفات ہوگی۔

’’چنانچہ حضرت ابن عباسؓ صحابی وعم زاد رسول ﷺ جن کے حق میں آنحضرت ﷺ نے زیادتی علم قرآن کی دعا بھی فرمائی ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۲۴۷، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵)

مرزا اور مرزائیوں کی گستاخانہ روش

اپنے مطلب کو تو مرزا قادیانی نے حضرت ابن عباسؓ کی خوب تعریف کی اور لکھا کہ وہ قرآن کو سب سے زیادہ اور اچھا سمجھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس بارے میں ان کے حق میں دعا کی ہوئی تھی۔

(ازالہ اوہام ص ۲۴۷، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵)

مگر جونہی اس آیت پر پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ میری نفسانیت کو توڑنے والے سب سے پہلے انسان حضرت ابن عباسؓ ہیں تو انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، جھٹ سے فتویٰ لگا دیا کہ اس آیت میں تقدیم وتاخیر کے قائل متعصب، پلید، یہودی، لعنتی، محرف ہیں۔ (معاذ اللہ۔ ناقل) (ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۱۷۸، خزائن ج ۲۱ ص ۳۴۷)

معاذ اللہ، استغفر اللہ! کس قدر شوخی وگستاخی وبدتہذیبی ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ ابن عم محمد ﷺ اور کئی ایک بہترین امت، مفسرین ومحدثین کو اختلاف آراء کی وجہ سے ہر ممکن دشنام کا حقدار بنایا ہے۔ سچ ہے کہ منافق کی علامت ہے کہ وہ بدگوئی میں اوّل نمبر ہوتا ہے۔

دفعیہ: علم نحو وادب وبلاغت کی کتابوں میں بالاتفاق موجود ہے کہ حرف واؤ میں ترتیب ضروری ولازمی نہیں ہوتی۔

’’الواو للجمع المطلق قریب فیها کافیه وغیره ان الواو فی قوله تعالٰی انی متوفیك ورافعك انه

لا تفید الترتیب فالایة تدل علیٰ انه تعالیٰ یفعل به هذا الافعال فاما کیف یفعل ومتیٰ یفعل فالأمر فیه مرقوف علی الدلیل وقد ثبت باالدلیل انه حی ورد الخبر عن النبی ﷺ انه ینزل ویقتل الدجال ثم ان الله یتوفی بعد ذالك (تفسیر کبیر) ''یعنی آیت ''انی متوفیك ورافعك ''میں واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام سے کئی وعدے کئے ہیں۔ مگر یہ بات وہ کیسے کرے گا اور کب کرے گا یہ محتاج دلیل ہے اور البتہ دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہے اس بارے میں آنحضرت ﷺ کی خبر موجود ہے کہ وہ نازل ہوگا اور دجال کو قتل کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں وفات دے گا۔

باب ہفتم ...... متفرق قادیانی شبہات کے جوابات

قادیانی سوال:۱

عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف آوری کے بعد نبی ہوں گے یا نہ؟ اگر ہوں گے تو پھر یہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔ اگر نبی نہ ہوں تو پھر کیا وہ نبوت سے معزول ہو جائیں گے؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری بحیثیت حضور ﷺ کے امتی اور خلیفہ کے ہوگی۔ یعنی امت محمدیہ ﷺ کی طرف نبی بن کر تشریف نہ لائیں گے۔ کیونکہ وہ صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے جس پر قرآن شریف کی آیت: ''رسولاً الیٰ بنی اسرائیل (البقرہ:۴۹)'' دلالت کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کافہ وعامہ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی یہ ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ اس لئے وہ صرف امتی اور خلیفہ ہوں گے۔ (بخاری شریف ج۱ ص۴۹۰، مسلم شریف ج۱ ص۸۸) پر ہے کہ:''ان ینزل فیکم عیسیٰ ابن مریم حکمًا مقسطًا''

اور''ابن عساکر''میں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے''الا انه خلیفتی فی امتی من بعدی (ابن عساکر ج ۲۰ ص ۱۴۴)'' کہ میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔ تشریف آوری کے وقت وہ امت محمدیہ ﷺ کی طرف نبی اور رسول کی حیثیت سے تشریف نہ لائیں گے بلکہ خلیفہ وامام ہوں گے۔ اس لئے ان کی تشریف آوری سے ختم نبوت کی خلاف ورزی لازم نہ آئے گی۔ باقی رہا یہ کہ وہ کیا نبوت سے معزول ہو جائیں گے؟ یہ بھی غلط ہے وہ نبوت سے معزول نہ ہوں گے بلکہ دوبارہ تشریف آوری کے بعد نبی اللہ ہونے کے باوجود ان کی ڈیوٹی بدل جائے گی۔ جیسے پاکستان کے صدر مملکت، پاکستان کے سربراہ ہیں۔ اگر وہ برطانیہ تشریف لے جائیں تو صدر مملکت پاکستان ہونے کے باوجود برطانیہ تشریف لے جانے پر ان کو برطانیہ کے قانون کی پابندی لازم ہے۔ حالانکہ وہ صدر مملکت ہیں مگر وہاں جاکر ان کی حیثیت صدر مملکت ہونے کے باوجود مہمان کی ہوگی۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں جو ان کی نبوت کا پیریڈ تھا اس میں وہ نبی تھے۔ کل جب وہ حضور ﷺ کی امت میں تشریف لائیں گے نبی ہونے کے باوجود حضور ﷺ کے زمانہ نبوت میں ان کی حیثیت امتی وخلیفہ کی ہوگی۔ اب وہ نہ نبوت سے معزول ہوئے نہ ان کے تشریف لانے سے ختم نبوت پر حرف آیا۔

قادیانی سوال:۲

عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے کس شریعت پر عمل کریں گے۔ اپنی شریعت پر یا حضور ﷺ کی شریعت پر؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد امتی ہونے کی حیثیت سے ہے تو ظاہر ہے کہ وہ حضور ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے۔ اس لئے ہمارے عقائد کی کتابوں میں ہے: ”یحکم بشر عنالا بشرعہ“ کہ وہ ہماری یعنی امت محمدیہ ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے اور خود بھی عمل پیرا ہوں گے نہ کہ اپنی شریعت پر۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ رب العزت قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات کا ذکر فرمائیں گے۔ ”اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ (المائدہ:۱۱۰)“ کتاب وحکمت سے مراد قرآن وسنت ہے (جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس کی مثالیں موجود ہیں) اب ظاہر ہے کہ تورات اور انجیل یہ تو ضرورت تھی ان کو اس وقت کی جب آپ ”رَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ“ تھے۔ دوبارہ نزول من السماء پر منجانب اللہ کتاب وسنت سکھایا جائے گا۔ امت محمدیہ ﷺ کی قیادت وسیادت اور رہنمائی کے لئے۔ وہ کسی فرد بشر امتی سے قرآن وسنت نہیں پڑھیں گے۔ مگر چونکہ ضرورت ہوگی اس لئے منجانب اللہ اس کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس لئے وہ جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو نبی ہونے کے باوجود ڈیوٹی بدل جائے گی۔ پہلے اپنی شریعت موسوی پر عمل پیرا تھے۔ اب شریعت محمدیہ ﷺ کے علمبردار ہوں گے۔

قادیانی سوال:۳

کیا وہ شریعت محمدیہ آ کر کسی سے پڑھیں گے یا ان کو وحی ہوگی اگر وحی ہوگی تو وحی کا دروازہ تو بند نہ ہوا؟

جواب: نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا نبی کو تعلیم وتبلیغ خود اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔ (مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ وہ ایک نہیں کئی استادوں کے شاگرد تھے۔ جن میں مولوی فضل الٰہی، مولوی فضل احمد اور گل علی شیعہ بطور خاص مشہور ہیں۔ جیسا کہ سیرت المہدی ج۱ ص۲۵۱ میں مذکور ہے) نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اسلامی تعلیمات اور دیگر کتب کی رو سے تو یہ ممکن ہے کہ ایک نبی دوسرے نبی سے بحکم وبمصلحت خداوندی چند خاص امور کی تفسیر ووضاحت کے لئے جائے مگر ایک نبی دنیا میں کسی غیر نبی کے دروازہ پر علم کی تحصیل کے لئے جائے تو اس سے بڑھ کر نبی اور نبوت کی اور زیادہ توہین نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ نبی ”معلم للناس“ ہوتا ہے نہ کہ متعلم من الناس۔

(مرزا قادیانی کا دوسروں کے دروازوں پر تحصیل علم کے لئے زانوئے تلمذ تہہ کرنا اس کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی ہے اور مختاری کے امتحان میں فیل ہونا اس کی عزت میں اضافہ نہیں کرتا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ کے نبی ہیں وہ دوبارہ نازل ہوکر کسی سے قرآن وحدیث یا شریعت محمدیہ کی تعلیم حاصل کریں یہ ناممکن اور ہمارے عقائد کے خلاف ہے۔ ان کے لئے قرآن وسنت کی تعلیم کا اللہ کی طرف سے ہونا خود قرآن میں مذکور ہے۔ ”وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (المائدہ:۱۱۰)“

باقی رہا یہ سوال کہ کیا ان پر وحی نازل ہوگی تو جناب ان پر وحی نبوت نہ ہوگی وحی نبوت کا دروازہ امت محمدیہ ﷺ پر بند ہے۔ تو پھر ان کو شریعت محمدیہ ﷺ کا علم کیسے ہوگا؟ اس کا اہتمام اللہ رب العزت کے ذمہ ہے۔ اس اہتمام اور ان کی تعلیم کے لئے وحی نبوت نہ ہوگی، بلکہ الہام، کشف، مبشرات، القاء، علم لدنی ہے۔ بے شمار قدرت کے ذرائع ہیں جن کے ذریعہ اللہ رب العزت ان کو شریعت محمدیہ ﷺ کی تعلیم کا اہتمام فرمادیں گے۔ قادیانی بے فکر رہیں نہ وحی نبوت کی ضرورت ہے نہ کسی کے دروازے پر زانوئے تلمذ تہہ کر کے نبوت کو مذاق بنانے کی۔ قدرت کی طرف سے اس کا اہتمام ہوگا۔ قرآن مجید میں صراحتاً ہے کہ وحی نبوت کے علاوہ اور بھی وحی کے اقسام ہیں۔ مثلاً: ”وَاِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ (طٰہٰ:۳۸)

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (النحل:٦٨)'' ظاہر ہے کہ ام موسیٰ کی طرف یا نحل کی طرف وحی ہونے کے باوجود وہ وحی نبوت نہ تھی۔ پس قرآن کی ان آیات سے ثابت ہوا کہ وحی نبوت کے علاوہ بھی وحی ہے۔

قادیانی سوال:۴

قادیانی کہتے ہیں کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ زمین پر فرشتوں کے ذریعہ آئیں گے اور پھر مینار سے آگے ان کے لئے سیڑھی لائی جائے گی۔ کیا جو خدا ان کو مینار تک لایا ہے وہ صحن تک لانے پر قادر نہیں؟

جواب: پہلے تو ہماری نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے سیڑھی لائی جائے گی بلکہ ''عند منارة البیضاء'' کے الفاظ ہیں۔ منارہ کے قریب نہ کہ منارہ پر بفرض محال یہ روایت ہو بھی تو قدرت وحکمت میں فرق سمجھیں۔ قدرت علیحدہ چیز ہے حکمت علیحدہ چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحن پر لانے پر بھی قادر ہیں۔ یہ قدرت کے خلاف نہیں مگر حکمت اسی میں ہے کہ ان کو مینار تک تو فرشتوں کے ذریعہ لایا جائے، آگے مسلمان ان کو خود سیڑھی لے کر مینار سے اتاریں۔ اس میں دو حکمتیں نظر آتی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۷، باب المعجزات) کی متفق علیہ روایت کے مطابق نبی علیہ السلام سے جنگ حدیبیہ میں جب مسلمانوں کے لشکر میں پانی ختم ہوگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ برتنوں میں سے بچا کھچا پانی اکٹھا کر کے لائیں۔ ایک پیالے میں پانی لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ کے جمع شدہ پانی میں ہاتھ مبارک ڈال دیئے جس سے پانچ انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالہ میں جمع شدہ پانی میں ہاتھ ڈال کرامت کو سبق دے رہے تھے کہ جو انسان کی ہمت میں ہے وہ خود کرے جہاں انسان کی ہمت جواب دے جائے، وہاں سے پھر انسان کو قدرت خداوندی پر نظر رکھنی چاہئے۔ بعینہٖ اسی طرح مینار سے اوپر آسمانوں تک انسان کی طاقت نہیں چلتی۔ جہاں انسان کی طاقت کام نہیں کرسکتی وہاں خدا تعالیٰ کی قدرت کام کرے گی۔ جہاں پر انسان کی طاقت چل سکتی ہے وہ مینار سے نیچے سیڑھی لگا کر اپنی طاقت کو استعمال کریں گے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم اپنے سامنے اترتا دیکھیں گے تاکہ مسلمانوں کو یقین ہو کہ سچا مسیح وہ ہے جو سامنے آسمانوں سے اتریں گے جو قادیان میں ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر کہتا ہے کہ میں مسیح ہوں۔ جھوٹ بولتا ہے۔

سچے مسیح اور جھوٹے مسیح کے درمیان فرق

(۱) جب مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے تو آسمان سے نازل ہوں گے۔ جب کہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے نکلا۔ (۲) مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کے وقت دو فرشتے ان کے ساتھ ہوں گے۔ جب کہ مرزا قادیانی کی ماں کے پاس دائی تھی۔ (۳) مسیح علیہ السلام تشریف آوری پر ایسے محسوس ہوں گے جیسے غسل کر کے آئے ہوں۔ جب کہ مرزا قادیانی نفاس کے خون میں لت پت تھا۔ (۴) مسیح علیہ السلام نے تشریف آوری کے وقت احرام کی دو چادریں پہن رکھی ہوں گی۔ جب کہ مرزا قادیانی پیدائش کے وقت الف ننگا تھا۔ (۵) مسیح علیہ السلام تشریف آوری کے وقت خوش وخرم ہوں گے۔ جب کہ مرزا قادیانی پیدائش کے وقت چیں چیں کرتا ہوا نکلا۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کے آنے کو حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی مشابہت ومماثلت نہیں تو پھر اسے کیسے سچا سمجھ لیا جائے؟

قادیانی سوال:۵

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام دمشق میں نازل ہوں گے۔ اسرائیل بیت المقدس جائیں گے وہ پھر وہاں سے قتل دجال کے بعد مکہ مکرمہ سعودی عرب تشریف لائیں گے تو ان کے پاس نیشنلٹی کس ملک کی ہوگی، پاسپورٹ، این.او.سی زرمبادلہ کا کیا بنے گا؟

جواب: اس اشکال کا حل بھی تعلیمات اسلامیہ میں موجود ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب نزول مسیح ص۴۷۹) متفق علیہ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا'' وہ حاکم ہوں گے اور حاکم بھی مرزا قادیانی کی طرح انگریز کے مدح سرا اور انگریز کی خوشامد اور لجاجت کی خجالت میں غرق نہ ہوں گے نہ ہی ملکہ وکٹوریہ کو برطانیہ میں خط لکھیں گے کہ تو زمین کا نور ہے اور میں آسمان کا نور ہوں۔ تیرے وجود کی برکت وکشش نے مجھے اوپر سے نیچے کھینچ لیا ہے۔

(ستارہ قیصریہ ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۱۷)

جس میں جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو فرض اور خود کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قرار دیا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱، اشتہار بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر) عیسیٰ علیہ السلام ایسے نہیں ہوں گے وہ حاکم عادل ہوں گے۔ ان کے نزول کے وقت ''یهلك الملل كلها الا الملة واحدة الا وهى الاسلام '' تمام ملتیں اور ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔ دین اسلام کی برتری اور شاہی ہوگی۔ پوری دنیا پر اسلام کا جھنڈا ہوگا۔ پوری دنیا اسلام کی وحدت واکائی اور ون یونٹ میں پروئی ہوگی اور اس کے حکمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت خلیفہ محمدی ﷺ ہوں گے تو جب قیامت سے قبل نزول مسیح کے وقت تمام دنیا اسلام کے زیرنگیں ہوگی اور اس کے حکمران عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے تو ان سے اس وقت پاسپورٹ اور ویزا کی بحث کرنی عقل اور نقل کے خلاف ہے۔

قادیانی سوال:۶

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیروں کو قتل کریں گے؟ کیا خنزیر کو قتل کرنا ان کی شان کے خلاف نہیں؟

جواب: مسئلہ کو اس کی حقیقت کی روشنی میں صحیح سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس سے صورتحال واضح ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ خود خنزیروں کو قتل نہیں کریں گے بلکہ ان کی تشریف آوری کے بعد جب دنیا میں خنزیر کھانے والی اور اس کا ریوڑ پالنے والی قوم نہ رہے گی بلکہ وہ مسلمان ہو جائیں گے تو ان کے مسلمان ہو جانے پر جو لوگ خنزیر پالنے والے تھے، وہی اس کو قتل کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ قتل خنزیر کا سبب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ آپ کے حکم سے خنزیر قتل کئے جائیں گے اور آپ کے زمانہ بعد از نزول میں یہ سب کچھ ہوگا۔ اس لئے قتل کی نسبت آپ کی طرف کر دی گئی۔ مثلاً جنرل محمد ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی۔ حالانکہ پھانسی کا فیصلہ کرنے والا مشتاق احمد چیف جسٹس لاہور تھا اور پھانسی کا پھندا گلے میں ڈال کر بھٹو کو لٹکانے والا ''تارا مسیح'' مشہور جلاد تھا۔ مگر بایں ہمہ نسبت پھانسی کی جنرل ضیاء الحق کی طرف کی جاتی ہے اور کی جائے گی کہ یہ سب کچھ ان کے عہد اقتدار میں ہوا۔ حالانکہ اس نے خود پھانسی نہیں دی۔ اسی طرح جنرل ایوب خان نے ۶۵ کی پاک بھارت جنگ میں فتح حاصل کی۔ حالانکہ لڑنے والے فوجی تھے ایوب کے حکم سے اس کے زمانہ میں فتح ہوئی۔ اس لئے فتح کی نسبت ایوب خان کی طرف کی جائے گی۔ یا بھٹو نے مرزائیت کو اقلیت قرار دیا۔ حالانکہ اقلیت کا ریزولیوشن کرنے والی قومی اسمبلی تھی مگر بھٹو صاحب کے زمانہ میں ہوا اس لئے اس کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔

اسی طرح خنزیر، عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہوں گے مگر یہ برائی آپ کے زمانہ بعداز نزول میں اختتام پذیر ہوگی۔ اس لئے اس کا کریڈٹ احادیث میں آپ کو دیا گیا تو ایک برائی کو ختم کرنا اچھا فعل ہے نہ کہ قابل ملامت و باعث اعتراض؟ پھر کیا آپ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ قتل تو خنزیر ہوں گے مگر پریشان قادیانی جماعت ہے۔ آخر کیوں؟ اور اگر قتل خنزیر سے بقول قادیانیوں کے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین لازم آتی ہے تو پھر قادیانی جماعت کے مفتی صادق کی کتاب ذکر حبیب میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کے ایک مرید نے شکایت کی کہ لوگ مجھے کتا مار پیر کہتے ہیں۔ اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے خدا نے مجھے سور مار کہا ہے۔ (ذکر حبیب ص۱۶۲)

اس طرح (تحفہ گولڑویہ ص۲۱۴، خزائن ج۱۷ص ۳۱۶) پر اپنے آپ کو سور مارنے والا کہا ہے۔ ان دونوں حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے وہی بات کہی جو عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باعث ملامت بتاتے ہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باعث ملامت ہے تو مرزا قادیانی کے لئے کیوں نہیں۔

اب ایک اور امر کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (براہین احمدیہ ص۴۵،۴۶، خزائن ج۲۱ص ۵۸) پر لکھا ہے: ''ان (عیسیٰ علیہ السلام) کی تعلیم میں خنزیر خوروں اور تین خدا بنانے کا حکم اب تک انجیلوں میں نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح تورات میں بھی ہے کہ سور مت کھانا'' اور (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ص ۳۱) پر لکھتا ہے کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام اگر آئیں گے تو سور کا گوشت کھائیں گے۔'' معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!

نیز (کشتی نوح ص۶۱، خزائن ج۱۹ص ۶۵ حاشیہ) پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''(عیسیٰ علیہ السلام) صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف چلے آئے...... عیسائیوں پر سور کو جو توریت کے رو سے ابدی حرام تھا حلال کر دیا ہے۔''

فرمایئے خود ہی مرزا قادیانی نے لکھا کہ شریعت عیسوی میں خنزیر خوری منع اور ابدی حرام ہے اور پھر خود لکھا کہ وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے تو سور کا گوشت کھائیں گے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!

ایک چیز جو باقرار مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں جائز نہیں اس کی نسبت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کرنا توہین نبوت ہے یا نہ؟ (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ص ۳۱) کی عبارت یہ ہے: ''یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے جانے کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے لئے بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور اسلام کے حلال اور حرام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا کیا کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن پھر باقی رہے یہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ایسا بھی آئے گا۔''

حوالہ نمبر:۲ (سیرت المہدی ج۳ص ۲۹۱،۲۹۲) پر ہے کہ: ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر (مرزا قادیانی) فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے ساسینیوں اور گنڈیلوں (حرام خور) کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ (مرزا قادیانی) بہت ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ (مرزا قادیانی) کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔''

اندازہ فرمایئے کہ مرزا قادیانی مارے خوشی کے جس مفروضہ پر لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں اس مضمون کا کہیں احادیث میں ذکر ہے؟ یا یہ کہ یہ صرف اور صرف مرزا قادیانی کی خود ساختہ مفروضہ وموضوعہ کہانی ہے جو اس کے خبث باطن کی مظہر ہے۔

قادیانی سوال:۷

مرزائی کہتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی نے صاف لکھ دیا ہے کہ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ اب وہ جس بات کو خود غیر معقول کہہ رہے ہیں آپ اسی کو کیوں ملزم ٹھہراتے ہیں یہ تو انصاف کا خون ہے۔

جواب: مرزا قادیانی کی یہ عبارت اردو ہے اردو جاننے والے دنیا میں کروڑوں انسان رہتے ہیں۔ کسی سے اس کا مفہوم پوچھ لیں۔ مرزا قادیانی یہ لکھتا ہے کہ یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے یعنی یہ کہ وہ نہیں آئے گا اس کا آنا عقل کے خلاف اور غیر معقول بات ہے۔ کیونکہ اگر وہ آئے تو (۱) مسجد کی بجائے کلیساء کو جائے گا۔ (۲) مسلمان نماز قرآن پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول کر بیٹھے گا۔ (۳) مسلمان بیت اللہ کی طرف اور وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا۔ (۴) شراب پئے گا۔ (۵) سور کا گوشت کھائے گا۔ (۶) اسلام کے حلال وحرام کی پابندی نہیں کرے گا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا اس کا آنا غیر معقول ہے۔ کیونکہ اگر وہ آئے گا تو اس کو یہ کام کرنے ہوں گے۔ ان کے باعث وہ کہتا ہے کہ ان کا آنا غیر معقول ہے۔ اب فرمایئے کہ ایک ایسی چیز مثلاً خنزیر جو عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل میں بھی بقول مرزا منع ہے تو کیا عیسیٰ علیہ السلام آ کر ایک حرام چیز کو کھانا شروع کر دیں گے؟ یہ وہ قادیانی تعلیمات ہیں جس کی بنیاد پر ہم اس کے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ باقی رہا مرزا قادیانی کا یہ اعتراض کہ مسلمان جب بیت اللہ کی طرف رخ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف منہ کرے گا۔ اس کا بھی احادیث میں جواب موجود ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دجل وفریب، کذب وتلبیس کا آنحضرت ﷺ نے اپنی حدیث میں جواب عنایت فرمایا ہے۔ اب یہ کہ وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا اس کا آنحضرت ﷺ کی احادیث میں یہ جواب موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔ جب کہ باقی نمازیں عیسیٰ علیہ السلام خود پڑھائیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضور ﷺ کے امتی ہیں۔ امتی ہونے کے ناطے سے ان کا رخ بیت اللہ کی طرف ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے مقتدی ہیں تو کیا عقلاً وشرعاً یہ ممکن ہے کہ امام کا رخ بیت اللہ کی طرف اور مقتدی کا بیت المقدس کی طرف؟

قادیانی سوال:۸

مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جب وہ نازل ہوں گے تو قرآنی آیات کا کیا بنے گا۔ یہ آیات تو پھر بھی یہ کہہ رہی ہوں گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ کیا یہ منسوخ ہو جائیں گی؟

جواب: قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضور ﷺ سے بہت سے وعدے کئے جو حضور ﷺ کے زمانہ میں ہی آپ ﷺ کی ذات سے وابستہ تھے۔ وہ وعدے پورے ہوئے۔ مگر آیات آج بھی موجود ہیں۔

(۱)''الم غلبت الروم''(۲)''اذا جاء نصر اللّٰہ''(۳)''تبت یدا ابی لھب''(۴)''لتدخلن المسجد الحرام'' یہ تمام وعدے پورے ہوئے۔ جب بات پوری ہوجائے تو آیت بدل نہیں جاتی بلکہ وہ اور زیادہ شان سے چمکنے لگتی ہے کہ جن کا وعدہ تھا وہ پورا ہوگیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی۔''مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد'' آپ ﷺ نے فرمایا:''انا بشارۃ عیسیٰ'' اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی فرمائیں گے کہ میں ان آیات کا بذات خود مصداق بن کر آیا ہوں تو ان کے نزول سے ان آیات کی عملی تفسیر ہوجائے گی اور یہ آیات اور زیادہ شان سے چمکنے لگ جائیں گی نہ کہ منسوخ ہوجائیں گی۔

قادیانی سوال:۹

مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ ہم نے کہا کہ اگر تو مسیح موعود ہے تو مسیح موعود تو دجال کو قتل کریں گے تو اس نے کہا کہ قتل دجال تلوار سے نہیں قلم سے ہوگا۔

جواب: (مشکوۃ شریف باب قصۃ ابن صیاد ص ۴۷۹ میں بحوالہ شرح السنۃ ج ۷ ص ۴۵۴، باب ذکر ابن صیاد) کے حوالے سے حدیث ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے زمانہ میں ''ابن صیاد'' کے متعلق مشہور ہوا کہ وہ دجال ہے۔ رحمت عالم ﷺ اس کی تحقیق حال کے لئے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے تلوار نکال کر آپ ﷺ سے اجازت چاہی کہ اگر اجازت ہو تو میں اس کو قتل کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ دجال ہے تو تم اسے قتل نہیں کرسکتے۔''لست صاحبه'' اس کو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔ اگر یہ دجال نہیں تو تم اپنے ہاتھ قتل ناحق سے کیوں رنگین کرتے ہو۔ اس حدیث شریف نے ثابت کردیا کہ دجال سے لڑائی تلوار کے ساتھ ہوگی۔ ورنہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار نکالی تھی حضور ﷺ فرمادیتے کہ اے عمر رضی اللہ عنہ یہ کیا کررہے ہو اس سے تو جہاد قلم کے ساتھ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تلوار نکالنا اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر یہ دجال ہے تو تم اس کو قتل نہیں کرسکتے۔ اس کو عیسیٰ بن مریم ہی قتل کرے گا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ دجال کے ساتھ لڑائی تلوار کے ساتھ ہوگی نہ کہ قلم کے ساتھ۔ جہاد بالسیف ہوگا''نہ کہ قلم قتلے''

قادیانی سوال:۱۰

اگر دجال تلوار سے قتل ہوگا تو کہاں ہوگا؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ دجال مقام (لد) پر قتل ہوگا۔''لد'' اس وقت اسرائیل میں واقع ہے۔ اسرائیلی ائیرفورس کا ائیر بیس ہے۔ دجال کے ساتھ اس وقت ستر ہزار یہودیوں کی جماعت ہوگی۔ جو اس کے حامی اور مددگار ہوں گے۔ جس وقت سرکار دوعالم ﷺ نے یہ فرمایا اس وقت نہ اسرائیل کا کوئی وجود تھا اور نہ ہی مقام''لد'' کو کوئی اہمیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ کی صداقت پر قربان جائیں کہ کس طرح آج اسرائیل میں''لد'' کو اہمیت حاصل ہے۔ وہاں اس کی فوج کی چھاؤنی ہے۔ گویا دجال آخری وقت تک یہود کی فوج میں پناہ لینے کی کوشش کرے گا۔ یہاں ایک اور بات قابل توجہ ہے کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا اور پاکستان ۱۹۴۷ء میں بنا۔ پاکستان بننے کے دوسال بعد اسرائیل کی حکومت وجود میں آئی۔ جس وقت مرزا قادیانی زندہ تھا اس وقت اسرائیل کا وجود بھی نہ تھا۔ مرزا قادیانی کے مرنے کے اکتالیس سال بعد اسرائیل کی حکومت وجود میں آئی۔ مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں اس بات کا مذاق اڑاتا ہے کہ ستر ہزار یہودی تو پوری دنیا میں نہیں ہیں اور وہ کس طرح دجال کے ساتھ ہوں گے۔ لیکن اس بدبخت کو معلوم نہ تھا کہ ساری کائنات کا نظام بدل سکتا

ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی بات جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ آج مرزا قادیانی کی قبر سے کوئی سوال کرے کہ اے بدبخت جن ستر ہزار یہودیوں سے متعلق حدیث کا مذاق اڑاتا تھا آج وہ نصف النہار کی طرح پوری ہو چکی ہے۔ اسرائیل میں ایک ستر ہزار نہیں بلکہ کئی ستر ہزار یہودی جمع ہیں۔

انزلنا الحدید کا جواب

قادیانی سوال:۱۱

نزول عیسیٰ علیہ السلام سے مراد آسمانوں سے نزول نہیں۔ اس لئے کہ انزلنا کا معنی قرآن میں پیدا کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ’’انزلنا الحدید‘‘ ہم نے لوہے کو پیدا کیا وغیرہ۔

جواب: الف...... کسی بھی لفظ کا ایک حقیقی معنی ہوتا ہے۔ دوسرا مجازی۔ ہمیشہ ترجمہ کرتے وقت حقیقی معنی کو ترجیح ہوتی ہے۔ جہاں حقیقی معنی کرنا متعذر ہوں وہاں مجازی معنی لیا جاتا ہے۔

ب...... اگر کہیں مجازی معنی مراد لیا جائے تو اس کا یہ مقصد نہیں ہوگا کہ اب حقیقی معنی کہیں بھی مراد نہیں لیا جائے گا جو شخص کسی مقام پر مجازی معنی کی وجہ سے حقیقی معنی کا انکار کرے وہ تحریف کا مرتکب ہوگا۔ جو باطل ہے۔

ج...... اب دیکھیں کہ نزل، ینزل، نازل، نزول کا حقیقی معنی کیا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی نے اپنی کتاب (مفردات ص۷۰۵) میں لکھا ہے: ’’نزل النزول فی الاصل هو انحطاط من علو‘‘ نزول کا حقیقی معنی دراصل بلندی سے نیچے کی طرف آنا ہے۔

(مصباح اللغات ص۸۶۸) پر لکھا ہے: ’’نزل، نزولاً من علو الی اسفل‘‘ اترنا، اتارنا۔

قاضی بیضاوی نے لکھا ہے: ’’والا نزال نقل الشئ من الاعلیٰ الی الاسفل‘‘ غرض یہ بات متعین ہے کہ نزل کا حقیقی معنی بلندی سے نیچے کی طرف اترنا ہے۔ قرآن مجید میں ثلاثی مجرد باب فعل یفعل کے وزن پر نزل ینزل ہمیشہ نزول کے حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ثلاثی مزید فیہ میں باب افعال: جیسے ’’انزل، ینزل، انزالاً‘‘

ثلاثی مزید فیہ میں باب تفعیل: جیسے ’’نزل ینزل تنزیلاً‘‘

ثلاثی مزید فیہ میں باب تفعل: جیسے ’’تنزل، یتنزل، تنزلاً‘‘

ثلاثی مزید میں اتارنا، اسباب و علل مہیا کرنا، گویا خلق کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۱...... عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لفظ نزل، ینزل آیا ہے۔ (ثلاثی مجرد) اس کا حقیقی معنی ہی ہمیشہ مراد ہوتا ہے۔ ان کے لئے یہ لفظ دوسرے معنوں میں کبھی آیا نہیں۔

۲...... عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزول کا حقیقی معنی لینے کے دلائل بھی موجود ہیں۔ مثلاً: ’’ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء‘‘ (کنز العمال ج۱۴ ص۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)

’’لیھبطن‘‘ مسلم فی کتاب الحج۔ (مسند احمد ج۲ ص۱۹۰، حاکم ج۲ ص۵۹۵، درمنثور ج۲ ص۳۵۰)

’’ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم‘‘ (ابن کثیر ج۱ ص۵۷۶، ۳۶۶، ابن جریر ج۳ ص۲۰۲)

''یاتی علیه الفناء'' (ابن جریر ج۳ ص۱۰۸، درمنثور ج۲ ص۳)

اسی ایک ذات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جن کے متعلق نبی ﷺ نے نزول کا لفظ فرمایا انہیں کے لئے آسمان سے اترنے کی وضاحت بھی کردی۔ لفظ آسمان بھی حدیث میں آیا ہے۔ ہبوط نیچے آنا، راجع واپس آنا، لم یمت جو نہیں مرے جو مریں گے، جن پر فنا آئے گی۔ ان الفاظ کے استعمال نے ثابت کردیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزول کا حقیقی معنی مراد ہے اور اوپر (آسمان) سے نیچے (زمین پر) آنا ہے۔

د...... قرآن مجید میں جہاں ''اَنْزَلْنَا لَكُمُ الْاَنْعَامَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ لِبَاسًا'' ہے اور ان کا معنی اسباب وعلل مہیا کرنا، نازل کرنا، پیدا کرنا آیا ہے۔ وہاں ''اَنْزَلْنَاهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَنَزَلَ بِهِ الرُّوْحِ الْاَمِيْنَ، بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ، تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ '' بھی آیا ہے جس کا حقیقی معنی سوائے ''نزول من السماء'' کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اب جب شواہد موجود، قرائن موجود، امت نے چودہ سو سال سے جو عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نزول کے لفظ سے سمجھا وہ تعامل امت موجود ہے، تو یہاں حقیقی معنی نزول کا کرنے کے علاوہ چارہ ہی نہیں ہے۔

ھ...... لفظ زکوٰۃ قرآن مجید میں کثرت سے صدقہ فرضیہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مگر بعض جگہ قرآن مجید میں طہارت، برکت، صلاحیت کے معنی میں استعمال ہوا ہے: ''خَيْرًا مِنْهُ زَكٰوةً وَّرَحْمَةً مَازَكٰى مِنْكُمْ ذَالِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ '' اب کوئی بد باطن یہ کہہ سکتا ہے کہ زکوٰۃ فرض نہیں ہے؟ فریضہ زکوٰۃ کا انکار کردے اور کہے اس سے مراد طہارت ہے۔ دل کی طہارت، جسم کی طہارت وغیرہ اگر ایسے کوئی کہے تو وہ مردود ہوگا۔ جس طرح زکوٰۃ کو ہمیشہ طہارت کے معنی میں لینا مردود امر ہے۔ اس طرح ''اَنْزَلْنَا'' کا ''خَلَقْنَا'' کے معنی میں ہمیشہ لینا بھی مردود امر ہے۔

و...... قادیانیوں سے ہمارا سوال ہے کہ اگر نزول کا معنی پیدا ہونا ہے تو پھر دجال یا حضرت مہدی کے لئے نزول کا لفظ کیوں نہیں آیا۔ ان کے لئے خروج یا ظہور کا لفظ کیوں آیا ہے؟

ز...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔'' (براہین احمدیہ ص۳۶۱، خزائن ج۱ ص۴۳۱)

اسی طرح مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۴۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲) پر لکھا ہے: ''مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہیں کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔''

اب جناب آپ کے مرزا قادیانی نے ان عبارتوں میں رفع ونزول کا خود معنی متعین کردیا ہے کہ رفع کا معنی رفع الی السماء اور نزول کا معنی آسمانوں سے نیچے زمین پر اترنا۔ اب بھی کوئی قادیانی نہ سمجھے تو جائے جہنم میں۔

اس طرح (مجمع البحار ج۴ ص۷۰۶) میں بھی ہے: ''النزول والصعود والحرکات من صفات الاجسام '' نزول وصعود صفات اجسام سے ہے۔ جس وقت اس کی نسبت اجسام خاکیہ کی طرف کی جائے گی تو اس سے نزول وصعود ''بجسمه'' العنصری مراد لیا جائے گا۔ غرض نزول کے حقیقی معنی اعلیٰ سے اسفل کی طرف انتقال کے ہیں۔ دنیا کی کسی کتاب میں اس کا حقیقی معنی اس کے علاوہ نہیں دکھایا جاسکتا ہے۔

ح...... ابن کثیرؒ نے ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ تین چیزیں زمین پر نازل کی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک لوہے کا ہتھوڑا بھی تھا۔ اب تو نزول کا اس آیت: ''انزلنا الحدید'' میں حقیقی معنی ہوگا۔

جواب: ۲...... (الف) قادیانی دجل وتحریف کے مطابق تسلیم کرلیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نزول، پیدائش کے معنوں میں ہے۔ تو کیا قادیانی فرمائیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی پیدائش نہیں ہوئی۔ جن کی پیدائش کو صدیاں بیت چکی ہیں ان کے متعلق کہنا ینزل (بقول قادیانی) پیدا ہوں گے۔ چہ معنی دارد؟ ہے کوئی قادیانی جو اس عقدہ کو حل کرے؟

(ب) مرزائیوں کے نزدیک اگر ینزل سے مراد مرزا قادیانی کی تشریف آوری ہے تو پھر ان کا نزول کب مانیں؟ آیا:

۱۸۴۰ء O ماں کے پیٹ سے باہر نکلنے کو

۱۸۸۰ء O تاریخ دعویٰ مجددیت کو

۱۸۹۲ء O تاریخ دعویٰ مسیحیت کو

۱۹۰۱ء O تاریخ دعویٰ نبوت کو

پھر بھی آپ کا گزارہ نہیں ہوگا جان نہیں چھوٹے گی۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خوشخبری دی گئی ہے وہاں ’’کیف انتم یا کیف بکم‘‘ کے الفاظ ہیں۔ یعنی اس وقت تمہاری (مسلمانوں کی) خوشی کا کیا عالم ہوگا جب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو ان کا نزول خوشی عالم اسلام کا باعث ہوگا۔ اب اگر ان کے نزول سے مرزا قادیانی کی تشریف آوری اور اس سے مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۴۰ء مراد ہے۔ اس وقت دنیا تو کیا خوش ہوگی، خود مرزا قادیانی بھی چیختا چلاتا، روتا دھوتا ماں کے پیٹ کے بضع سے برآمد ہوا تھا۔ اگر ۱۸۸۰ء دعویٰ مجددیت یا دعویٰ مسیحیت ۱۸۹۲ء مراد ہے تو اس وقت علماء کرام اور امت مسلمہ کے ایک دشمن، انگریز کے ایجنٹ وخود کاشتہ پودا کے نزول پر امت (مسلمانوں) کو خاک خوشی ہوئی۔ ۱۹۰۱ء مراد لیا جائے تو وہ سال تو مرزا قادیانی کے کفر اور اسلام دشمنی کے عین عروج کا سال ہے۔ اس پر مسلمانوں کو کیا خوشی ہوئی۔ حالانکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم (بخاری ج۱ ص۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)‘‘ اے مسلمانو! اس وقت تمہاری خوشی کا کیا عالم ہوگا جب تم میں ابن مریم علیہ السلام نازل ہوگا۔

غرض کسی اعتبار سے لیں، نزول کا حقیقی معنی لئے بغیر چارہ نہیں۔

جواب: ۳...... اگر نزول کا معنی پیدائش ہی ہے تو تمام انبیاء پیدا ہوئے۔ کیا کسی نبی کے لئے قرآن وحدیث میں نزول کا لفظ آیا ہے۔ اگر نہیں تو یہ دلیل ہے اس بات کی، کہ نزول کا حقیقی معنی بلندی سے اترنا ہے، پیدائش نہیں؟ جہاں کہیں پیدائش کے معنی میں آیا ہے وہ مجازی ہے، اور یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مجازی معنی کرنا ممکن ہی نہیں۔ اس لئے کہ (مسلم شریف ج۲ ص۴۰۱) پر ہے: ’’اذ بعث اللہ فیکم ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء‘‘ جب کہ بھیجیں گے تم میں اللہ تعالیٰ ابن مریم علیہما السلام کو۔ پس وہ منارہ سفید کے نزدیک نازل ہوں گے۔ اگر نزول کا معنی پیدائش اور ابن مریم کا معنی مرزا غلام احمد قادیانی ہے تو پھر مرزا قادیانی کی ماں کو مرزا قادیانی کی پیدائش کے وقت منارہ پر جانا چاہئے تھا۔ خوب! اس حالت میں تو مرزا قادیانی پیدا ہونے سے قبل ہی ماں کو عذاب میں ڈالے ہوئے ہوگا؟ اس لئے تو پنجابی میں کہتے ہیں: ’’تیرے جمن تے لعنت‘‘ یعنی اگر ایسے ہی کرتوت کرنے تھے تو اچھا تھا کہ تو پیدا ہی نہ ہوتا۔ قرآن مجید میں ۱۸۹ مقامات پر نزل بلندی سے نیچے اترنا آسمان سے زمین پر اترنے کے معنی میں آیا ہے۔ وہ آیات یہ ہیں۔

(نَزَلَ ازقرآن شریف)

۱...... ’’وَبِالْحَقِّ نَزَلَ (بنی اسرائیل ص۱۰۵)‘‘
۲...... ’’نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (الشعراء:۱۹۳)‘‘
۳...... ’’وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (حديد:۱٦)‘‘

(يَنْزِلُ)

۴...... ’’وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ (سباء:۲)‘‘
۵...... ’’وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ (حديد:٤)‘‘

(نَزَّلَ)

٦...... ’’ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (بقره:۱۷٦)‘‘
۷...... ’’نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ (آل عمران:۳)‘‘
۸...... ’’وَالْكِتَابِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ (نساء:۱۳٦)‘‘
۹...... ’’مَا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ (اعراف:۷۱)‘‘
۱۰...... ’’اِنَّ وَلِيِّ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتَابَ (اعراف:۱۹٦)‘‘
۱۱...... ’’تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ (فرقان:۱)‘‘
۱۲...... ’’وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (عنكبوت:٦۳)‘‘
۱۳...... ’’اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (زمر:۲۳)‘‘
۱۴...... ’’وَاللّٰهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ (زخرف:۱۱)‘‘
۱۵...... ’’ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِىْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ (محمد:۲٦)‘‘
۱٦...... ’’قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاءَ نَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَانَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَىْءٍ (ملك:۹)‘‘

(نُزِّلَ)

۱۷...... ’’وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (انعام:۳۷)‘‘
۱۸...... ’’وَقَالُوْا يَا اَيُّهَا الَّذِىْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ (حجر:٦)‘‘
۱۹...... ’’وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيْلًا (فرقان:۲۵)‘‘
۲۰...... ’’وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٌ (زخرف:۳۱)‘‘
۲۱...... ’’وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (محمد:۲)‘‘

(نُزِّلَتْ)

۲۲...... ’’لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ (محمد:۲۰)‘‘

(نَزَّلَهٗ)

۲۳...... ’’فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (بقره:۹۷)‘‘

۲۴...... ’’قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (النمل:۱۰۲)‘‘

(يُنَزِّلُ)

۲۵...... ’’اَللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ (بقره:۹۰)‘‘

۲۶...... ’’بِمَا اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا (آل عمران:۱۵۱)‘‘

۲۷...... ’’هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَاۗئِدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ (مائده:۱۱۲)‘‘

۲۸...... ’’قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً (انعام:۳۷)‘‘

۲۹...... ’’اِنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا (انعام:۸۱)‘‘

۳۰...... ’’وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا (اعراف:۳۳)‘‘

۳۱...... ’’وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً (انفال:۱۱)‘‘

۳۲...... ’’يُنَزِّلُ الْمَلٰۗئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ (نحل:۲)‘‘

۳۳...... ’’وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ (نحل:۱۰۱)‘‘

۳۴...... ’’وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا (حج:۷۱)‘‘

۳۵...... ’’وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ (نور:۴۳)‘‘

۳۶...... ’’وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ (لقمان:۳۴)‘‘

۳۷...... ’’وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا (مؤمن:۱۳)‘‘

۳۸...... ’’وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ (شوریٰ:۲۷)‘‘

(يُنَزَّلَ)

۳۹...... ’’مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (بقره:۱۰۵)‘‘

۴۰...... ’’وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ (مائده:۱۰۱)‘‘

۴۱...... ’’وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ (روم:۴۹)‘‘

(نَزَّلْنَا)

۴۲...... ’’وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا (بقره:۲۳)‘‘

۴۳...... ’’اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (نساء:۴۷)‘‘

۴۴...... ’’وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتَابًا فِیْ قِرْطَاسٍ (انعام:۷)‘‘

۴۵...... ’’وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ (انعام:۱۱۱)‘‘

۴۶...... ’’اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (حجر:۹)‘‘

۴۷...... ’’وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ (نحل:۸۹)‘‘

۴۸...... ’’لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (بنی سرائیل:۹۵)‘‘

۴۹...... ’’وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِیْلًا (بنی اسرائیل:۱۰۶)‘‘

۵۰...... ’’وَنَزَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی (طٰہٰ:۸۰)‘‘

۵۱...... ’’وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیِّیْنَ (شعرا:۱۹۸)‘‘

۵۲...... ’’وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا (ق:۹)‘‘

۵۳...... ’’اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا (دھر:۲۳)‘‘

(اَنْزَلَ)

۵۴...... ’’اَنْ یَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ (بقره:۹۰)‘‘

۵۵...... ’’وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ (بقره:۱۶۴)‘‘

۵۶...... ’’وَاِذْ قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ (بقره:۱۷۰)‘‘

۵۷...... ’’وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ (بقره:۲۱۳)‘‘

۵۸...... ’’وَمَا اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ (بقره:۲۳۱)‘‘

۵۹...... ’’وَاَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِیْلَ (اٰل عمران:۳)‘‘

۶۰...... مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ (اٰل عمران:۴)‘‘

۶۱...... ’’هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ (اٰل عمران:۷)‘‘

۶۲...... ’’ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً (اٰل عمران:۱۵۴)‘‘

۶۳...... ’’وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ (نساء:۶۱)‘‘

۶۴...... ’’وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتَابَ (نساء:۱۱۳)‘‘

۶۵...... ’’وَالْكِتَابِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (نساء:۱۳۶)‘‘

۶۶...... ’’لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْكَ (نساء:۱۶۶)‘‘

۶۷...... ’’وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ (مائده:۴۴)‘‘

۶۸...... ’’وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (مائدہ:۴۵)‘‘
۶۹...... ’’وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ (مائدہ:۴۷)‘‘
۷۰...... ’’فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ (مائدہ:۴۸)‘‘
۷۱...... ’’وَاحْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَّعْضِ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْكَ (مائدہ:۴۹)‘‘
۷۲...... ’’وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ (مائدہ:۱۰۴)‘‘
۷۳...... ’’اِذْ قَالُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (انعام:۹۱)‘‘
۷۴...... ’’وَهُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (انعام:۹۹)‘‘
۷۵...... ’’وَهُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتَابَ مُفَصَّلًا (انعام:۱۱۴)‘‘
۷۶...... ’’ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (توبہ:۲۶)‘‘
۷۷...... ’’فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ (توبہ:۴۰)‘‘
۷۸...... ’’وَاَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ (توبہ:۹۷)‘‘
۷۹...... ’’قُلْ اَرَئَیْتُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ (یونس:۵۹)‘‘
۸۰...... ’’مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ (یوسف:۴۰)‘‘
۸۱...... ’’اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (رعد:۱۷)‘‘
۸۲...... ’’وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (ابراهیم:۳۲)‘‘
۸۳...... ’’وَهُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (نحل:۱۰)‘‘
۸۴...... ’’وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ (نحل:۲۴)‘‘
۸۵...... ’’وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ (نحل:۳۰)‘‘
۸۶...... ’’وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (نحل:۶۵)‘‘
۸۷...... ’’قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا اَنْزَلَ هٰؤُلَاءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بنی اسرائیل:۱۰۲)‘‘
۸۸...... ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (کهف:۱)‘‘
۸۹...... ’’وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (طٰهٰ:۵۳)‘‘
۹۰...... ’’اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (حج:۶۳)‘‘
۹۱...... ’’وَلَوْشَاءَ اللّٰہُ لَاَنْزَلَ مَلَائِکَةً (مؤمنون:۲۴)‘‘
۹۲...... ’’وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (نمل:۶۰)‘‘
۹۳...... ’’وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَااَنْزَلَ اللّٰہُ (لقمان:۲۱)‘‘
۹۴...... ’’اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (فاطر:۲۷)‘‘
۹۵...... ’’اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (زمر:۲۱)‘‘

۹۶...... ’’قَالُوْا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلَائِکَةً (حٰم سجده:۱۴)‘‘
۹۷...... ’’وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ کِتَابٍ (شوریٰ:۱۵)‘‘
۹۸...... ’’اَللّٰهُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ (شوریٰ:۱۷)‘‘
۹۹...... ’’وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِّزْقٍ (جاثیه:۵)‘‘
۱۰۰...... ’’هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ (فتح:۴)‘‘
۱۰۱...... ’’فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (فتح:۱۸)‘‘
۱۰۲...... ’’مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ (نجم:۲۳)‘‘
۱۰۳...... ’’قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ (طلاق:۱۰،۱۱)‘‘

(اُنْزِلَتْ)

۱۰۴...... ’’وَمَا اُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْ بَّعْدِهٖ (اٰل عمران:۶۵)‘‘
۱۰۵...... ’’وَاِذَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ (توبه:۸۶)‘‘
۱۰۶...... ’’وَاِذَا مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ یَّقُوْلُ اَیُّکُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ اِیْمَانًا (توبه:۱۲۴)‘‘
۱۰۷...... ’’وَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْکَ (قصص:۸۷)‘‘

(اَنْزَلْتُمُوْهُ)

۱۰۸...... ’’ءَاَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ (واقعه:۶۹)‘‘

(اَنْزَلَهٗ)

۱۰۹...... ’’اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ (نساء:۱۶۶)‘‘
۱۱۰...... ’’قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (فرقان:۶)‘‘
۱۱۱...... ’’ذَالِکَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗ اِلَیْکُمْ (طلاق:۵)‘‘

(اَنْزَلْنَا)

۱۱۲...... ’’فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ (بقره:۵۹)‘‘
۱۱۳...... ’’وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ (بقره:۹۹)‘‘
۱۱۴...... ’’اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ (بقره:۱۵۹)‘‘
۱۱۵...... ’’اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ (نساء:۱۰۵)‘‘
۱۱۶...... ’’وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (نساء:۱۷۴)‘‘
۱۱۷...... ’’اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ (مائده:۴۴)‘‘
۱۱۸...... ’’وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ (مائده:۴۸)‘‘

۱۱۹...... ''وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ (انعام:۸)''

۱۲۰...... ''فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ (اعراف:۵۷)''

۱۲۱...... ''وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى (اعراف:۱۶۰)''

۱۲۲...... ''وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ وَيَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ (انفال:۴۱)''

۱۲۳...... ''فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ (یونس:۹۴)''

۱۲۴...... ''اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (یوسف:۲)''

۱۲۵...... ''وَكَذَالِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (رعد:۳۷)''

۱۲۶...... ''كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النّوْرِ (ابراهيم:۱)''

۱۲۷...... ''فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (حجر:۲۲)''

۱۲۸...... ''كَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ (حجر:۹۰)''

۱۲۹...... ''وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ (نحل:۴۴)''

۱۳۰...... ''وَمَا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (نحل:۶۴)''

۱۳۱...... ''وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ (بنی اسرائیل:۱۰۵)''

۱۳۲...... ''وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ (کهف:۴۵)''

۱۳۳...... ''وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى (طٰهٰ:۲)''

۱۳۴...... ''وَكَذَالِكَ اَنْزَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (طٰهٰ:۱۱۳)''

۱۳۵...... ''لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ (انبياء:۱۰)''

۱۳۶...... ''وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنَاهُ (انبياء:۵۰)''

۱۳۷...... ''فَاِذَا اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ (حج:۵)''

۱۳۸...... ''وَكَذَالِكَ اَنْزَلْنَاهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ (حج:۱۶)''

۱۳۹...... ''وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ (مومنون:۱۸)''

۱۴۰...... ''سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنٰهَا (نور:۱)''

۱۴۱...... ''وَاَنْزَلْنَا فِيْهَا اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ (نور:۱)''

۱۴۲...... ''وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ (نور:۳۴)''

۱۴۳...... ''لَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ (نور:۴۶)''

۱۴۴...... ''وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَآءً طَهُوْرًا (فرقان:۴۸)''

۱۴۵...... ''وَكَذَالِكَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ (عنكبوت:۴۷)''

۱۴۶...... ''اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ (روم:۳۵)''

۱۴۷...... ''وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (لقمان:۱۰)''

۱۴۸...... ''وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ بَّعْدِهٖ مِّنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ (یٰسین:۲۸)''

۱۴۹...... ’’کِتَابٌ اَنْزَلْنَاہُ اِلَیْکَ مُبارَکٌ (صٓ:۲۹)‘‘

۱۵۰...... ’’اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ (زمر:۲)‘‘

۱۵۱...... ’’اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ (زمر:۴۱)‘‘

۱۵۲...... ’’اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ (دخان:۳)‘‘

۱۵۳...... ’’وَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ (مجادلہ:۵)‘‘

۱۵۴...... ’’لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ (حشر:۲۱)‘‘

۱۵۵...... ’’فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا (تغابن:۸)‘‘

۱۵۶...... ’’وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا (نباء:۱۴)‘‘

۱۵۷...... ’’اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (قدر:۱)‘‘

(اُنْزِلَ)

۱۵۸...... ’’وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (بقرہ:۴)‘‘

۱۵۹...... ’’وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ (بقرہ:۱۰۲)‘‘

۱۶۰...... ’’قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ (بقرہ:۱۳۶)‘‘

۱۶۱...... ’’اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (بقرہ:۲۸۵)‘‘

۱۶۲...... ’’وَقَالَتْ طَّائِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْہَ النَّھَارِ وَاکْفُرُوْا اٰخِرَہٗ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ (آل عمران:۷۲)‘‘

۱۶۳...... ’’اُنْزِلَتِ التَّوْرَاۃُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْ بَّعْدِہٖ (آل عمران:۶۵)‘‘

۱۶۴...... ’’قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (آل عمران:۸۴)‘‘

۱۶۵...... ’’وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ (آل عمران:۱۹۹)‘‘

۱۶۶...... ’’اَلَمْ تَرَا اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (نساء:۶۰)‘‘

۱۶۷...... ’’لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ (نساء:۱۶۶)‘‘

۱۶۸...... ’’وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ (مائدہ:۵۹)‘‘

۱۶۹...... ’’وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَبِّکُمْ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا (مائدہ:۶۸)‘‘

۱۷۰...... ’’وَلَوْ کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالنَّبِیِّ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مَا اتَّخَذُوْھُمْ اَوْلِیَاءَ (مائدہ:۸۱)‘‘

۱۷۱...... ’’وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ (مائدہ:۸۳)‘‘

۱۷۲...... ’’وَقَالُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَکٌ (انعام:۸)‘‘

۱۷۳...... ’’قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتَابَ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ مُوْسٰی (انعام:۹۱)‘‘

۱۷۴...... ’’اُنْزِلَ الْکِتَابُ عَلٰی طَائِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا (انعام:۱۵۷)‘‘

۱۷۵...... ’’لَوْ اَنَّا اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْکِتَابَ لَکُنَّا اَھْدٰی مِنْھُمْ (انعام:۱۵۸)‘‘

۱۷۶...... ’’کِتَابٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ (اعراف:۲)‘‘

۱۷۷...... ’’وَاتَّبَعُوْا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَہٗ (اعراف:۱۵۷)‘‘

۱۷۸...... ’’وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ (یونس:۲۰)‘‘

۱۷۹...... ’’لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ کَنْزٌ (ھود:۱۲)‘‘

۱۸۰...... ’’فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ (ھود:۱۴)‘‘

۱۸۱...... ’’وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ (رعد:۷)‘‘

۱۸۲...... ’’اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی (رعد:۱۹)‘‘

۱۸۳...... ’’وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ (رعد:۲۷)‘‘

۱۸۴...... ’’وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنَاھُمُ الْکِتَابَ یَفْرَحُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ (رعد:۳۶)‘‘

۱۸۵...... ’’وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلَائِکَۃُ (فرقان:۲۱)‘‘

۱۸۶...... ’’وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ (عنکبوت:۴۶)‘‘

۱۸۷...... ’’وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ھُوَ الْحَقُّ (سبا:۶)‘‘

۱۸۸...... ’’ءَ اُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا (صٓ:۸)‘‘

۱۸۹...... ’’وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ (زمر:۵۵)‘‘

ان تمام ۱۸۹ آیات میں نزول کے معنی اترنے کے ہیں۔ اگر چند مقامات پر نزل مجازاً اسباب وعلل مہیا کرنا یا پیدا ہونے کے معنی میں آیا ہے تو ان تمام آیات میں حقیقی معنی کو ترک کرنا دجل نہیں تو اور کیا ہے۔

علامات مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی

قادیانی سوال:۱۲

علامات مسیح و مرزا قادیانی سے متعلق بحث۔

جواب: احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے متعلق ۱۷۵ علامات ہیں جو موجودہ طبع ’’التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ‘‘کے ساتھ بطور ضمیمہ کے شائع ہوئی ہیں۔ جس کا اردو ایڈیشن ’’علامات قیامت اور نزول عیسیٰ علیہ السلام‘‘ کے نام سے عام ملتا ہے۔ یہ ترجمہ مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے کیا ہے، ان علامات میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

۱...... حضور ﷺ نے فرمایا آنے والے کا نام عیسیٰ علیہ السلام ہوگا۔ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد قادیانی تھا۔ آنے والا بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ مرزا قادیانی کے چھ فٹ کا غلام مرتضیٰ نامی ایک شخص باپ بیان کیا جاتا ہے۔

۲...... آنے والے کا لقب مسیح روح اللہ، کلمۃ اللہ ہے۔ مرزا قادیانی کا لقب کوئی نہ تھا یا زیادہ سے زیادہ وہی سور مار جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔

۳...... آنے والے کی والدہ کا نام مریم ہے۔ مرزا قادیانی کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ اس کا لقب گھسیٹی مشہور عام بیان کیا جاتا ہے۔

۴...... آنے والے کی والدہ کی عصمت وعفت کی قرآن مجید نے گواہی دی۔ مرزا قادیانی کی ماں کی کہانی اس وقت کے لوگوں کو معلوم ہوگی۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر جس کا بیٹا اتنا مقدر والا تھا کہ اس کے صاحبزادے مرزا محمود کو مرزا قادیانی کے ایک مرید جو اس کو خط میں مسیح موعود لکھتے ہیں اور پھر وہ خط مرزا محمود نے اپنے خطبہ جمعہ میں لوگوں کو سنایا اور پھر مرزائی اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۱/اگست ۱۹۳۸ء کو ص ۷ کالم ۱ پر شائع ہوا جس میں ہے کہ: ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ ہے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی زنا کر لیا تو اس میں کیا حرج ہے۔“

یہ چراغ بی بی کے صاحبزادے کے کمالات ہیں تو غرض یہ کہ مرزا قادیانی میں ایک نشانی بھی عیسیٰ علیہ السلام والی نہ پائی جاتی تھی۔

۵...... اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ مرزا قادیانی کی ماں کے پیٹ سے نکلا۔

۶...... وہ فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر آئیں گے مرزا کو دائی نے وصول کیا۔

۷...... عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوگا۔ گویا غسل کر کے آئے ہیں جب کہ مرزا نفاس کے خون میں لت پت تھا۔

۸...... مسیح علیہ السلام نے تشریف آوری کے وقت دو چادریں پہن رکھی ہوں گی۔ جب کہ مرزا قادیانی پیدائش کے وقت الف ننگا تھا۔

۹...... مسیح علیہ السلام تشریف آوری کے وقت خوش وخرم ہوں گے۔ جب کہ مرزا قادیانی چیں چیں کرتا ہوا نکلا۔

غرض یہ کہ ۱۷۵ علامات میں سے کوئی ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں نہ پائی جاتی تھی کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ کسی قسم کی مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

قادیانیوں سے دس سوال

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰) پر لکھا ہے۔

۱...... وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اترے گا۔

۲...... نیز یہ کہ وہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔

۳...... نیز یہ کہ کافر اس کے دم سے مریں گے۔

۴...... نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا وہ غسل کر کے ابھی حمام سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر موتی کے دانے کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے اور یہ کہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔

۵...... نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔

۶...... نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔

۷...... نیز یہ کہ وہ نکاح کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔

۸...... نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔

۹...... نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا۔

۱۰...... اور آنحضرت ﷺ کی قبر میں داخل ہوگا۔

یہ دس علامات خود مرزا قادیانی نے سیدنا مسیح علیہ السلام کی تسلیم کی ہیں۔ مرزا قادیانی کی تحریف سے ہٹ کر ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ، اگر، مگر، چونکہ، چنانچہ، لیکن، لہٰذا، استعارہ، کنایہ کی بھول بھلیوں سے نکل کر ساری دنیا کے قادیانی ان علامات مسیح علیہ السلام میں سے کوئی ایک علامت مرزا قادیانی میں دکھا سکتے ہیں؟

علامات مسیح علیہ السلام پر قادیانی تحریفات کے جوابات

قادیانی سوال:۱۳

علامت نمبر:۱...... عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت کیا حالت ہوگی؟

جواب: جس وقت وہ نازل ہوں گے اس وقت انہوں نے دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ زرد رنگ کی چادروں سے مراد بیماری ہے۔

''مجھے بھی دو مرض لاحق ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں دوران سر اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب۔'' (حقیقت الوحی ص۳۰۷، خزائن ج۲۲ ص۳۲۰ کثرت پیشاب کی تشریح مرزا قادیانی کی دوسری کتاب نسیم دعوت ص۷۰، خزائن ج۱۹ ص۴۳۴) پر ہے: ''بعض دفعہ سو سو مرتبہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے پیشاب میں شکر ہے اور کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔''

اب آپ انصاف فرمائیں کہ دنیا کی کسی لغت کی کتاب میں چادر کا معنی بیماری ہے؟ فقیر نے سعودی عرب، انڈونیشیا، سنگاپور، ملائیشیاء، تھائی لینڈ، برطانیہ، سری لنکا، شام، مصر، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، کینیڈا کا سفر کیا ہے۔ آج تک مجھے کوئی ایسی کتاب نہیں ملی جس میں چادر کا معنی بیماری لکھا ہو اور وہ بھی پیشاب کی۔ وہ بھی ایسے جیسے ٹوٹا ہوا لوٹا جو ہر وقت بہتا رہتا ہے۔ سوچئے کہ کس طرح مرزا قادیانی نے احادیث کا مذاق اڑایا ہے؟ دوران سر کو مرزا قادیانی نے ہسٹیر یا سے تعبیر کیا ہے۔ جیسے اس کی بیوی کا بیان ہے جو (سیرت المہدی ج۱ ص۱۶، ۱۷) پر درج ہے۔ ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیر یا کا دورہ بشیر اوّل (پسر مرزا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا...... اس کے بعد آپ (مرزا) کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔''

قادیانی سوال:۱۴

علامت نمبر:۲...... مرزا قادیانی نے علامات مسیح بیان کرتے ہوئے علامت نمبر۲ میں دو فرشتوں سے مراد دو غیبی طاقتیں لیا ہے۔

جواب: یہ حدیث کے ساتھ مرزا قادیانی کا ''نــــاروا استھـــزا'' ہے۔دوفرشتوں سے مراد حقیقتاً دوفرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ساتھ بھیجیں گے۔ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ایک دفعہ مرزا قادیانی نے کہا کہ فرشتوں سے مراد میرے یہ دو آدمی ہیں جو مجھے ملے ہیں۔جب قادیانی جماعت اختلاف کا شکار ہوئی اور قادیانی ولاہوری جماعت میں بٹ گئی تو مرزا بشیرالدین نے کہا کہ لاہوری منافق ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان میں تو وہ بھی ہے جن کو حضرت نے فرشتہ قرار دیا تھا۔

قادیانی سوال:۱۵

علامت نمبر:۳......عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے کافر مریں گے۔مرزا قادیانی نے اس کی توجیہ یہ کی کہ اس کی وجہ سے کافر ہلاک ہوں گے۔

جواب: بالکل ٹھیک ہے اس میں کیا حرج ہے۔حدیث کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال پگھلنا شروع ہو جائے گا۔جیسے نمک پانی میں اور جہاں تک ان کی سانس پہنچے گی کافر مرتے جائیں گے۔یہ حدیث ظاہر پر محمول ہے بالکل اسی طرح وقوع ہوگا۔آج انسان نے ایسی چیزیں ایجاد کی ہیں جیسے اشک آور گیس جہاں تک اس کا اثر پہنچتا ہے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ایک ایسا ''بم'' تیار ہوچکا ہے۔اگر وہ چلادیا جائے تو تمام دنیا کے آکسیجن جلنے کے باعث دم گھٹنے سے مر جائے۔یہ ساری انسان کی طاقت ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصرت ہوگی۔ان سے کیا کچھ نہ ہوگا۔انسانی طاقت سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ خدا کی قدرت سے کیوں نہ ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے نبی ﷺ کی بات پوری ہوگی۔

قادیانی سوال:۱۶

علامت نمبر:۴......حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا وہ غسل کر کے آیا ہے کہ گویا موتی ٹپک رہے ہیں۔مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص ۳۰۸،خزائن ج۲۲ص ۳۲۱) پر توضیح کی ہے کہ وہ تضرع وزاری ایسی کرے گا کہ گویا اس سے باربار غسل کرے گا اور پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔

جواب: ۱...... تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرتے ہیں تو ان کے متعلق کیوں نہیں کہا گیا کہ ان کے سر کے بالوں سے موتیوں کی طرح پانی ٹپکتا تھا،اس سے ثابت ہوا کہ یہ تضرع کا عمل نہیں بلکہ حقیقی پانی کا ٹپکنا مراد ہے۔

جواب: ۲...... توبہ وزاری سے پانی آنکھوں سے ٹپکتا ہے نہ کہ سر سے۔

جواب: ۳...... مرزا قادیانی کا یہ عذر سفید کذب وافتراء اور تحریف فی الحدیث ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات اس طرح گرتے ہوں گے کہ ابھی غسل کر کے تشریف لائے ہیں۔اس کی محدثین نے دو توجیہات کی ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

۱...... جس وقت تشریف لے گئے تھے اس وقت غسل کر کے فارغ ہوئے تھے کہ آسمانوں پر اٹھالئے گئے تو جب آسمانوں پر گئے تو سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔جب واپس تشریف لائیں گے تو بھی بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا،آج کل کی سائنس نے یہ مسئلہ بھی حل کردیا کہ واٹر کولر میں چوبیس گھنٹہ پانی جوں کا توں رہتا ہے۔خراب نہیں ہوتا۔فریج میں

کسی چیز کو ہفتہ بھر جوں کا توں رکھا جا سکتا ہے۔ اگر کسی چیز کو کولڈ اسٹور میں رکھ دیں تو جوں کی توں سال بھر رہے گی خراب نہیں ہوگی۔ اگر انسان اپنی عقل وہمت سے کسی چیز کو سنبھالنا چاہے جوں کا توں ایک دن ایک ہفتہ ایک سال تک سنبھال سکتا ہے۔ مگر رب کریم کی قدرت کو دیکھو کہ عیسیٰ علیہ السلام جس حالت میں گئے تھے جوں کے توں اسی حالت میں تشریف لائیں گے۔ انسان کی ہمت کی جہاں انتہاء ہوتی ہے رب العزت کی قدرت کی وہاں سے ابتداء ہوتی ہے۔ جب تشریف لے گئے تھے تو بھی بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا جب واپس تشریف لائیں گے تو بھی سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔

۲...... توجیہ یہ لکھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بال مبارک ایسے نرم ونازک گھنگریالے اور تاب دار ہوں گے کہ ان پر نظر نہ ٹھہر سکے گی۔ ایسے محسوس ہوتا ہوگا کہ سر کے بالوں سے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ اگرچہ ان کو تری نہ پہنچی۔ یہ دونوں توضیحات صحیح ہیں کوئی تضاد نہیں ہے۔

قادیانی سوال: ۱۷

علامت نمبر: ۵...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کے مقابلہ میں خانہ کعبہ کا طواف کریں گے۔ (استغفر اللہ) یعنی یہ کہ دجالی طاقتیں چور کی طرح بیت اللہ کا طواف کریں گی، ان کے مقابلہ میں عیسیٰ علیہ السلام طواف کریں گے۔ یعنی ان کو مٹا دیں گے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۱۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۳)

جواب: حدیث شریف پر افتراء ہے یہ مرزا قادیانی کے ذہن کی پیداوار ہے۔ آج تک کسی محدث نے یہ مطلب نہیں لکھا، مرزا قادیانی کی یہ تاویل باطل ہے۔ احادیث اور خود رحمت عالم ﷺ کی منشاء کے خلاف ہے۔ حدیث میں ہے کہ دجال ہر جگہ جائے گا، مگر مکہ اور مدینہ نہیں جائے گا۔ جب کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ چوروں کی طرح بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قتل دجال سے فراغت کے بعد عیسیٰ علیہ السلام مکہ مکرمہ آئیں گے۔ حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔ بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد روضہ طیبہ پر آئیں گے۔ وہ سلام کہیں گے میں سنوں گا میں جواب دوں گا وہ سنیں گے، تفصیل کے لئے دیکھئے۔

''التصریح، بما تواتر فی نزول المسیح''

اب ان الفاظ کو سامنے رکھیں تو مرزائیوں کی کوئی تاویل نہیں چل سکتی، ہاں! البتہ مرزا قادیانی کی یہ تاویل خود قادیانیوں پر فٹ ہے کہ دعویٰ نبوت کرنے والا دجال اور وہ ہے مرزا قادیانی، اسے ماننے والی دجالی طاقت ان کے ہوگئے دو گروہ۔ تو دجالی طاقت کی بجائے دو طاقتیں ہوگئے، ان کے حرم کعبہ پر جانے پر پابندی ہے تو یہ چوروں کی طرح چوری جا کر طواف کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام ان کے مقابل پر آ کر طواف کریں گے، یعنی ان کو مٹا دیں گے اس لئے جب حقیقی مسیح آجائے گا تو جھوٹے مسیح کو ماننے والا کوئی نہیں رہے گا۔ پس مرزا قادیانی کی تاویل خود مرزائیوں پر فٹ آتی ہے۔

قادیانی سوال: ۱۸

علامت نمبر: ۶...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے، مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰) پر یہ کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ صلیبی عقیدہ کو توڑے گا۔ مرزا قادیانی نے اپنی اس کتاب کے (ص ۳۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۴) میں اس کی تاویل یہ کی ہے کہ صلیب سے مراد لکڑی سونا چاندی نہیں بلکہ صلیبی عقیدہ کو توڑیں گے۔

جواب: یہودی عیسائی جو مقابلہ کریں گے مارے جائیں گے۔ باقی ماندہ مسلمان ہو جائیں گے تو جب صلیب والے نہ

رہے تو صلیب کب رہے گی؟ جو صلیب کے پرستار تھے وہ مسلمان ہوکر صلیب شکن بن جائیں گے۔ اس لئے یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ آپ کے حکم سے ہوگا۔ اس لئے صلیب شکنی کی آپ کی طرف نسبت کردی گئی۔ باقی مرزا قادیانی کا یہ تاویل کرنا کہ صلیبی عقیدہ کو توڑے گا۔ یہ باطل ہے اس لئے کہ بقول مرزا قادیانی کے اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ کہہ کر عیسائیوں کے عقیدہ کو توڑا اس سے عیسائیوں کی صحت پر کیا اثر پڑسکتا ہے؟ دنیا میں ایک بھی مسیحی، عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کا منکر نہیں ہے تو اس سے عیسائیوں کا عقیدہ کب ٹوٹا؟ پس ثابت ہوا کہ صلیب شکنی سے مراد حقیقی صلیب کو توڑنا ہے نہ کہ صلیبی عقیدہ کو۔

۲...... اگر کسر صلیب سے مراد صلیبی عقیدہ کو توڑنا ہے تو ''وما صلبوه'' کہہ کر قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ نے کسر صلیب فرمادی۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث میں ''یکسر الصلیب'' کی نسبت سیدنا مسیح علیہ السلام کی طرف حقیقی صلیب کو توڑنا ہی مراد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد تمام صلیب پرست مسلمان ہو جائیں گے تو صلیب کو پوجنے والے اس کو توڑنے والے ہوں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کے زمانہ میں ہوگا اس لئے وہ کاسر صلیب قرار پائیں گے۔

قادیانی سوال:۱۹

علامت نمبر:۷...... نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔ اس کی مرزا قادیانی نے (انجام آتھم ص۳۳۷، خزائن ج۱۱ص۳۳۷ حاشیہ) پر یہ تاویل لکھی ہے: ''(اس پیشین گوئی کی محمدی بیگم والی) تصدیق کے لئے جناب حضرت محمد ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشین گوئی فرمائی ہے۔ ''یتزوج ویولد له ''یعنی مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خرابی نہیں بلکہ تزوج سے مراد ایک خاص تزوج جو بطور نشان ہوگا۔ اس جگہ رسول ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔''

جواب: مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے شادی کے شوق میں حدیث شریف میں تحریف کی ہے ورنہ حدیث شریف میں ''یتزوج ویولد له ''محض اس لئے فرمایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع سے قبل شادی نہیں کی تھی، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ نزول کے بعد شادی کی سنت پر عمل کریں گے اور یہ کہ ان کی اولاد ہوگی (ایک روایت کے مطابق دو صاحبزادے ہوں گے ایک کا نام محمد، دوسرے کا نام موسیٰ رکھیں گے) دوسرا یہ کہ مرزائیوں کا یہ اعتراض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اتنا لمبا قیام کریں گے تو مرور زمانہ کا ان کی صحت پر ایسا اثر ہوگا کہ وہ پیر فرتوت ہوگئے ہوں گے۔ حضور ﷺ نے اس حدیث شریف میں یہ جواب دیا کہ وہ اتنے طاقتور ہوں گے کہ وہ شادی کریں گے اور اتنے ہمت والے ہوں گے کہ ان کی اولاد بھی ہوگی۔ مرور زمانہ کا واپسی پر ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ باقی رہی یہ بات کہ اس سے مراد محمدی بیگم تو اس کا جو حال ہوا وہ سب جانتے ہیں۔

قادیانی سوال:۲۰

علامت نمبر:۸...... عیسیٰ علیہ السلام، دجال کو قتل کریں گے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۳۱۲، خزائن ج۲۲ص۳۲۶) پر اس کی تاویل یہ کی ہے کہ دجال کو قتل کریں گے اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے ظہور سے دجالی فتنہ روبزوال ہوجائے گا۔

جواب: ۱...... دجال سے مراد حقیقتاً قتل دجال ہے۔ جیسا کہ (مشکوٰۃ شریف ص۴۷۹) کی حدیث سوال نمبر:۹ کے ذیل میں درج کی جاچکی ہے۔

جواب: ۲...... مرزا قادیانی کی یہ تاویل بھی غلط ہے اس لئے کہ یہ خود کو مسیح کہتا ہے اور اپنے ظہور سے دجالی فتنہ کے روبزوال ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں تو درکنار اس کے مرنے کے بعد بھی عیسائیت مزید ترقی کرتی گئی، حوالہ یہ ہے کہ: ''کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے ۱۳۷؍مشن کام کررہے ہیں، یعنی ہیڈ مشن ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہیڈ مشنوں میں ۱۸۰۰ سے زیادہ پادری کام کررہے ہیں۔ ۴۰۳؍ہسپتال ہیں جن میں ۵۰۰؍ڈاکٹر کام کررہے ہیں۔ ۴۳؍پریس ہیں اور تقریباً ۱۰۰؍اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ ۵۱؍کالج، ۶۱۷؍ہائی سکول اور ۷۴؍ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ۶۰۰۰۰؍طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مکتی فوج میں ۳۰۸؍یورپین اور ۲۸۸؍ہندوستانی مناد کام کررہے ہیں۔ اس کے ماتحت ۵۰۷؍پرائمری اسکول ہیں جن میں ۱۸۶۷۵؍طالب علم ہیں۔ ۱۸؍بستیاں اور ۱۱؍اخبارات ان کے اپنے ہیں۔ اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں ۳۲۹۰؍آدمیوں کی پرورش ہورہی ہے اور ان سب کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ روزانہ دوسو چوبیس مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہورہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان کیا کررہے ہیں؟ تو وہ اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے۔ احمدی جماعت کو سوچنا چاہئے کہ عیسائی مشنوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن حالات میں کام کررہے ہیں انہیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹؍جون ۱۹۴۱ء ص۵)

نوٹ: مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا تھا۔ یہ مرزائیوں کے اخبار ۱۹۴۱ء کی رپورٹ ہے کہ عیسائیت ترقی کررہی ہے۔ اس کے مرنے کے ۳۳ سال کے بعد کی رپورٹ نے ثابت کردیا کہ دجالی فتنہ روبزوال ہونے والی اس کی تاویل بھی غلط ہے۔ ان سطور کی تحریر کے وقت امریکہ کا صدر بش صلیب پرست، عراق، افغانستان میں جو اودھم مچائے ہوئے ہے وہ مرزا قادیانی ملعون کی تاویل بد کے ابطال کے لئے کافی ہے۔

قادیانی سوال:۲۱

علامت نمبر:۹...... کیا مرزا قادیانی کو یہ تسلیم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے روضہ طیبہ میں دفن ہوں گے۔

جواب: (ازالہ اوہام ص۴۷۰، خزائن ج۳ ص۳۵۲) اس میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔'' اب فرمائیں کہ مرزا قادیانی کو یہ نشانی تسلیم تھی یا نہ؟ اگر تھی تو اس میں پوری ہوئی یا نہ؟ اگر نہیں تو تسلیم کریں کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔ ایک بات اور بھی عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (تذکرہ طبع دوم ص۵۸۴، طبع چہارم ص۵۹۱)

پہلے اس مرزا قادیانی کے الہام پر غور کریں کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ اگر یہ الہام رحمانی ہوتا تو الہام میں ''یا'' کا لفظ نہ ہوتا۔ یہاں پر لفظ ''یا'' شک کے لئے استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ خدائی کلام شک سے پاک ہوتا ہے۔ اس میں لفظ ''یا'' دلیل ہے اس بات کی کہ مرزا قادیانی کو الہام، رحمان سے نہیں بلکہ شیطان سے ہوا۔

۲...... اگر رحمانی الہام ہوتا تو مرزا قادیانی مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ میں سے کسی شہر میں فوت ہوا۔ کہاں فوت

ہوا اور کس حالت میں، یہ سب کو معلوم ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کی تاویل یہ کی کہ مکی فتح ہوگی یا مدنی، ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں، مرنے کا معنی فتح کرنا دنیا کی کسی لغت میں دکھا دیں تو کرم ہوگا۔ اگر دکھا دو تو پھر میری درخواست ہوگی کہ اگر موت کا معنی فتح ہے تو تمام قادیانی زہر کا پیالہ پی کر اکٹھے مرجائیں تاکہ سب کی اکٹھی فتح ہوجائے یا یہ کہ دنیا آپ کے شر سے بچ جائے۔ ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ نبی کو فوت ہونے سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔ ''بخاری شریف'' میں موسیٰ علیہ السلام اور ملک الموت کا واقعہ ایک مشہور امر ہے کہ بغیر اجازت کے فرشتہ نبی کے گھر قدم نہیں رکھتا اور جھوٹے کو لیٹرین سے نہیں اٹھنے دیتا۔ ایک یہ بھی درخواست ہے کہ نبی جہاں فوت ہو وہیں دفن ہوتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی نبی تھا تو جہاں تے اور دستوں کی کشتی سے مرزا قادیانی کی موت واقع ہوئی وہاں پر دفن ہوتا۔ پھر مرزائی اس پر سلام پڑھنے کے لئے وہاں تشریف لے جاتے تو دستوں اور اجابتوں کی جگہ کو بھی رنگ لگ جاتے۔

قادیانی سوال: ۲۲

علامت نمبر: ۱۰...... مسیح موعود کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت ﷺ کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۳۱۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۶) پر اس کی تاویل یہ کی کہ اسے حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔ ظاہری تدفین مراد نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کا روضہ طیبہ کھولا گیا تو اس سے آپ ﷺ کی توہین لازم آئے گی۔

جواب: روضہ طیبہ کی دیواروں کو توڑا نہیں جائے گا۔ ایک دیوار جالی مبارک والی ہے جہاں پر کھڑے ہوکر درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ اس میں تو دروازہ موجود ہے۔ مسلم سربراہان اور مسجد نبوی ﷺ کے خدام کے لئے کھولا جاتا ہے۔ آگے والی دیوار مبارک جس پر پردہ مبارک ہے۔ قبور مقدسہ تک جتنی دیواریں یا پردے ہیں ان سب میں دروازے موجود ہیں۔ بعد میں ان کو چن دیا گیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین ہوگی تو معمولی سی کوشش سے ان دروازوں کو دوبارہ کھول دیا جائے گا۔ اس سے آپ ﷺ کی توہین نہ ہوگی۔ نیز یہ کہ آپ ﷺ کے فرمان اقدس کو پورا کرنے کے لئے تمام رکاوٹوں کو دور کرنا آپ ﷺ کی عین اطاعت ہے نہ کہ توہین، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ ﷺ کے بعد زندہ رہوں تو آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ساتھ دفن کی جاؤں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیونکہ وہاں چار قبروں (میری، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عیسیٰ علیہ السلام) کے سوا اور جگہ ہی نہیں۔ (کنز العمال بہ حاشیہ مسند احمد ج ۶ ص ۵۷، ابن عساکر ج ۲ ص ۱۵۴)

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرض الوفات تھا تو آپ نے فرمایا کہ میری تدفین جنت البقیع میں ہو۔ آپ کے عزیزوں نے درخواست کی کہ آپ ﷺ کے پہلو میں ایک قبر مبارک کی جگہ باقی ہے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کی ریزرویشن نبی علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمادی ہے۔ وہی یہاں پر دفن ہوں گے۔ چنانچہ آج تک روضہ شریف میں وہ جگہ، پکار پکار کر مرزائیت کے غلط عقائد کا اعلان کر رہی ہے تو یہ حدیث شریف ظاہر کر رہی ہے کہ قبر کا معنی مقبرہ ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ (کتاب الجنائز ص ۱۴۳) پر ایک ساتھ دو حدیثیں ہیں ایک ہی امر سے متعلق ایک حدیث شریف میں قبر کا لفظ ہے۔ دوسری حدیث میں ''مقبرہ'' کا لفظ ہے۔ ایک ہی امر کے لئے ایک حدیث میں قبر اور دوسری میں اسی امر سے متعلق مقبرہ کا لفظ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ قبر بمعنی مقبرہ بھی مستعمل ہے۔

(مرقات برحاشیہ مشکوٰۃ کتاب الفتن ص ۵۱۳) پر ہے کہ: ''فیدفن فی الحجرة الشریفة'' اس حدیث

سے ظاہر ہے کہ قبر بمعنی مقبرہ ہے۔ قرآن مجید میں بھی بعض جگہ ''فی'' بمعنی مع کا مستعمل ہے۔ جیسے فرمایا: ''بورك من فی النار'' (نمل) یعنی موسیٰ علیہ السلام پر برکت نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھا، نہ کہ اندر۔ چنانچہ (تفسیر کبیر ج۶ ص۴۳۶) پر اسی آیات کے تحت علامہ رازیؒ فرماتے ہیں: ''وهذا اقرب لان القريب من الشی قديقال انه فيه'' کبھی کبھار قریب ترین کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ بھی اس میں ہے۔

خود (ازالہ اوہام ص۴۷۰، خزائن ج۳ ص۳۵۲) پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔'' اس حوالہ میں بھی مرزا قادیانی نے قبر بمعنی مقبرہ یعنی روضہ کے تسلیم کیا ہے تو حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ: ''فيدفن عيسىٰ معی فی قبری'' کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ اس کا یہی معنی ہے کہ میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔

۲۳/احادیث شریف سے سیدنا مسیح علیہ السلام کی ۲۰/تصریحات

۱…… ''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام'' تفسیر فتح العزیز میں سورۃ التین کے ذیل میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہے کہ جب وہ بیت المقدس کی زیارت اور مسجد اقصیٰ میں نماز سے فارغ ہوئیں تو جبل زیت پر چڑھیں۔ وہاں نماز پڑھی اور فرمایا: ''هذا الجبل هو الذی رفع منه عيسىٰ عليه السلام الی السماء'' یہ وہ پہاڑ ہے جہاں سے عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ اس لئے مسیحی حضرات آج تک اس پہاڑ کی قدرومنزلت کرتے ہیں۔ (التصریح طبع ملتان ص۲۵۸)

۲…… لم یمت: حضرت حسن بصریؒ آپ ﷺ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ: ''ان عيسىٰ لم يمت'' عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے۔ (التصریح ص۲۴۳، بحوالہ ابن کثیر ج۱ ص۳۶۶،۵۷۶، ابن جریر ج۳ ص۲۸۹)

۳…… رجوع: اسی روایت میں ہے: ''انه راجع اليكم قبل يوم القيامة'' کہ وہ قیامت سے قبل تم (امت محمدیہ ﷺ) میں دوبارہ واپس لوٹیں گے۔ (حوالہ مذکور)

۴…… یاتی علیه الفنا: ربیع بن انس بکری تابعیؒ مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے نصاریٰ سے گفتگو کے دوران فرمایا: ''ان عيسىٰ ياتی عليه الفناء'' کہ عیسیٰ علیہ السلام پر فنا (موت) آئے گی۔

(التصریح ص۲۳۷، الدر المنثور ج۲ ص۳)

۵…… نزول: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تو آنحضرت ﷺ نے نزول کی صراحت فرمائی جیسے: ''کیف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم'' (بخاری ج۱ ص۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

(اے امت محمدیہ) اس وقت تمہاری (خوشی کی) کیا حالت ہوگی جب تم میں ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) نازل ہوں گے۔

۶…… بعثت الی الارض: اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کو بعثت سے تعبیر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے خبر دی: ''اذ بعث الله عيسىٰ ابن مريم'' پھر اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجیں گے۔

(مسلم ج۲ ص۴۰۰، باب ذکر الدجال عن نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ)

۷...... ہبوط: ’’لیھبطن عیسیٰ ابن مریم حکمًا عدلًا‘‘

(کنز العمال ج۱۴ص ۳۳۵، حدیث نمبر ۳۸۸۵۱، ابن عساکر ج۲۰ص ۱۴۴)

اس میں ہبوط الی الارض کا ذکر ہے۔

۸...... آنحضرت ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام: ’’لم یکن بینی وبینہ نبی انہ نازل‘‘

(کنز العمال ج۱۴ص ۳۳۶، حدیث نمبر ۳۸۸۵۶، ابن عساکر ج۲۰ص ۹۱)

وہ عیسیٰ علیہ السلام کہ میرے اور جن کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہی نازل ہوں گے۔

۹...... عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیحدہ علیحدہ شخصیات: ’’کیف بکم اذ نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم‘‘ (کنز العمال ج۱۴ص ۳۳۴، حدیث نمبر ۳۸۸۴۵، مسلم ج۱ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

تمہاری کیا حالت ہوگی کہ جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اس حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا مہدی کو دو علیحدہ علیحدہ شخصیات بیان کیا گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ’’فیکم‘‘ اور مہدی کے متعلق ’’منکم‘‘ کے الفاظ ہیں۔

۱۰...... پہلی نماز امامت مہدی میں: عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو سیدنا مہدی علیہ الرضوان ان سے عرض کریں گے: ’’تعال صل لنا‘‘ تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آپ پڑھائیں: ’’تکرمۃ لھٰذہ الامۃ‘‘ (کنز العمال ج۱۴ص ۳۳۴، حدیث نمبر ۳۸۸۴۶، مسلم ج۱ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

۱۱...... باقی نمازوں کی امامت: پہلی نماز کے علاوہ زندگی بھر بقیہ نمازوں کی امامت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: ’’اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم‘‘

(کنز العمال ج۱۴ص ۳۳۲، حدیث نمبر ۳۸۸۴۰، مسلم ج۱ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو امامت کرائیں گے۔

۱۲...... نزول من السماء: ’’ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء‘‘

(کنز العمال ج۱۴ص ۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶، ابن عساکر ج۲۰ص ۱۴۹)

۱۳...... تین شخصیتیں علیحدہ علیحدہ: ’’کیف تھلك امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح آخرھا (مشکوٰۃ ص۵۸۳، باب ثواب ھذہ الامۃ)‘‘ وہ امت کیونکر ہلاک ہوگی جس کے اوّل میں میں (آنحضرت ﷺ) اور درمیان میں مہدی (علیہ الرضوان) اور آخر میں مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) ہوں۔

۱۴...... نزول کے بعد عرصہ قیام: عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد دنیا میں پینتالیس سال قیام فرمائیں گے۔ (التصریح ص۲۴۰، مشکوٰۃ ص۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

بعض روایات میں چالیس سال کا بھی ذکر ہے۔ ان میں اختلاف نہیں۔ جنہوں نے کسر شمار کی پینتالیس فرمادیا۔ جنہوں نے کسر شمار نہیں کی چالیس فرمادیا۔

۱۵...... پھر فوت ہوں گے: ’’ثم یتوفی‘‘ پھر فوت ہوں گے۔

(التصریح ص۱۴۰، ابوداؤد ج۲ص ۱۳۵، باب ذکر الدجال)

۱۶...... نماز جنازہ وتدفین: ’’فیصلی علیه المسلمون ویدفنونه‘‘
(التصریح ص۱۴۰،۱۴۱،۱۲۰، مسند احمد ج۲ ص۴۳۷)

پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

۱۷...... روضہ شریف میں تدفین: ’’فیدفن معه‘‘ آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔
(ترمذی ج۲ ص۲۰۲)

۱۸...... قبر مبارک کی جگہ باقی ہے: ’’فقال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر‘‘
آپ ﷺ کے روضہ طیبہ میں ایک قبر مبارک کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی ج۲ ص۲۰۲)

۱۹...... چوتھی قبر مبارک ہوگی: ’’لیدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللّٰہ ﷺ وصاحبیه فیکون قبره رابعًا‘‘ (درمنثور ج۲ ص۲۴۵،۲۴۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے دو ساتھیوں (سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی قبر مبارک چوتھی ہوگی۔

۲۰...... آپ نہ، عیسیٰ علیہ السلام: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اپنے ساتھ دفن ہونے کی اجازت بخشیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہاں (۱) میں (آپ ﷺ)، (۲) ابوبکر رضی اللہ عنہ، (۳) عمر رضی اللہ عنہ، (۴) عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ (التصریح ص۸۳، ۲۲۷، کنز العمال ج۱۴ ص۶۲۰، حدیث نمبر ۳۹۷۲۸)

قارئین ان تصریحات کے بعد بھی کوئی قادیانی نہ مانے تو ہم اسے حوالہ بخدا کرتے ہیں۔

قادیانی سوال:۲۴

حدیث شریف میں ہے کہ مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو حد نگاہ تک اس کی قبر فراخ ہو جاتی ہے اور گنہگار کی قبر یہاں تک تنگ ہو جاتی ہے کہ مردہ کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں تو رحمت عالم ﷺ کی قبر مبارک فراخ ہوتے ہوتے قادیان تک پہنچ گئی۔ مرزا قادیانی قادیان میں دفن ہوئے تو حضور ﷺ کے روضہ طیبہ میں دفن ہوئے۔ (العیاذ باللہ)

جواب: ۱...... حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے جنت البقیع میں دفن کیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ روضہ طیبہ میں جو چوتھی قبر مبارک کی جگہ خالی ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ تدفین کی خصوصیت مراد ہے۔ ورنہ تو جنت البقیع اور پورے مدینہ والے بھی حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہوئے۔

۲...... پھر یہ بھی سوچا کہ مدینہ طیبہ سے قادیان جانا ہو تو راستہ میں جدہ، کراچی، حیدرآباد، سکھر، صادق آباد، رحیم یار خان، بہاول پور، ملتان، خانیوال، ساہیوال، قصور، لاہور، بٹالہ آتے ہیں۔ اس کے بعد پھر قادیان آتا ہے تو جدہ سے لے کر قادیان تک جتنے غیر مسلم دفن ہیں کیا وہ روضہ طیبہ کی فراخی کے باعث اسی میں داخل ہیں؟

۳...... آنحضرت ﷺ کا ارشاد کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ محدثین نے صراحت کی کہ چوتھی قبر عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔ پس ثابت ہوا کہ قبر مبارک کی معنوی وسعت مراد نہیں بلکہ روضہ طیبہ جہاں اور دو حضرات کی قبور مبارکہ ہیں وہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین مراد ہے۔

قادیانی سوال: ۲۵

قادیانی جماعت یہ اعتراض کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کا انتخاب فرمایا اور حضور سرور کائنات ﷺ کو دشمنوں سے بچانے کے لئے غار ثور کا، چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص۱۱۲، خزائن ج۱۷ ص۲۰۵ حاشیہ) پر لکھا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی (استغفراللہ) مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلالیا۔'' نیز یہ کہ مرزا محمود نے اپنی کتاب (دعوت الامیر ص۱۳۳) پر لکھا ہے کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اور حضور ﷺ زمین میں یہ حضور ﷺ کی توہین اور تنقیص ہے۔''

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور حضور سرور کائنات ﷺ کا زمین میں مدفون ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بلندی اور حضور ﷺ کے لئے زمین کا انتخاب کرنا پستی کی دلیل نہیں۔ غرض یہ کہ کسی کا اوپر ہونا یا کسی کا نیچے ہونا اس سے عظمت یا تنقیص لازم نہیں آتی۔ کوئی اوپر ہو یا نیچے جس کی جو شان ہے وہ برقرار رہے گی۔ آسمان والوں کی زیادہ شان ہو اور زمین والوں کی کم، مرزائیوں کی یہ بات عقلاً ونقلاً غلط ہے۔

الف...... فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام زمین میں مدفون ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فرشتے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ فرشتے آسمانوں پر ہیں اور رحمت عالم ﷺ روضہ طیبہ میں۔ حالانکہ جبرائیل امین حضور ﷺ کے دربان تھے۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر آباد کر کے عالم ملکوت کے سردار جبرائیل کو آپ ﷺ کا خادم بنادیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر چڑھا کر پھر مصطفیٰ ﷺ کی تابعداری میں زمین پر بھیج دے تو یہ سب اس کے اختیار میں ہے۔

ب...... ایک دفعہ حضور ﷺ کے کندھوں پر مدینہ طیبہ کے بازار میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حسن رضی اللہ عنہ تمہیں سواری اچھی ملی ہے۔ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اگر سواری اچھی ہے تو سوار بھی اچھا ہے۔ تو کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے کندھوں پر سوار ہونا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے افضل تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اس طرح فتح مکہ کے موقع پر کعبہ شریف سے بتوں کو ہٹانے کے لئے حضور ﷺ کے حکم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے کندھے پر سوار ہوئے تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے افضل تھے؟

ج...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ کو روضہ طیبہ میں دفن کیا۔ اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم زمین کے اوپر تھے اور آنحضرت ﷺ زیر زمین۔ کیا اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا آنحضرت ﷺ سے افضل ہونا لازم آتا ہے؟

د...... امتی حضور ﷺ کے روضہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں۔ اس وقت امتی زمین پر ہوتے ہیں اور حضور ﷺ زیر زمین۔ تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ امتی حضور ﷺ سے افضل ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ غرض یہ کہ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو جو شان بخشی ہے وہ آپ ﷺ کی ہر حال میں برقرار رہے گی۔ چاہے حضور ﷺ کے کندھوں پر کوئی سوار ہو یا حضور ﷺ کسی کے کندھے پر سوار ہوں۔ جیسے حضور ﷺ نے ہجرت کی رات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے کندھوں پر بیٹھ کر سواری کی۔

(بلاتشبیہ) موتی دریا کی تہہ میں ہوتے ہیں اور گھاس پھوس تنکے اور جھاگ سمندر کی سطح پر ہوتے ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تنکے یا جھاگ موتیوں سے افضل ہوں یا جیسے مرغی زمین پر ہوتی ہے لیکن کوا اور گدھ فضا میں اڑتے ہیں۔ ان کے فضا میں اڑنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوّا اور گدھ مرغی سے افضل ہوں یا جیسے رات کو آدمی سوتا ہے تو رضائی اس کے اوپر ہوتی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رضائی انسان سے افضل ہو، بادام کا سخت چھلکا اوپر ہوتا ہے اور مغز اندر تو اس سے لازم نہیں آتا کہ مغز سے چھلکا افضل ہو۔

ہ...... باقی رہا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ کا زمین میں مدفون ہونا اس سے حضور ﷺ کی تنقیص لازم آتی ہے تو ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اہل سنت کے نزدیک رحمت عالم ﷺ جس مبارک مٹی میں آرام فرما رہے ہیں اس مٹی کی شان عرش سے بھی زیادہ ہے۔ آپ ﷺ کی رہائش گاہ کا نام قرآن میں حجرات آیا ہے آسمان پر تو شیطان بھی جانے کی راہیں بناتا ہے۔ مگر حضور ﷺ کے گھر میں تو بغیر اجازت کے فرشتے کو بھی قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔

و...... مرزائیوں کے منہ بند کرنے کے لئے یہ واقعہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ قادیان کے قادیانی مرگھٹ کی جب چاردیواری نہیں تھی تو لوگ چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ کتا مرزا قادیانی کی قبر پر پیشاب کررہا ہے۔ کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی سے افضل ہو گیا؟

جواب: بعض کو بعض پر بعض کو کل پر فضیلت ہوتی ہے۔ بعض خصوصیات ہوتی ہیں۔ خصوصیت کی تعریف یہ ہے:

”یوجد فیه ولا یوجد فی غیره“

تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے افضل واعلیٰ آنحضرت ﷺ ہیں۔ لیکن بعض انبیاء کو جزئی فضیلت حاصل تھی۔ وہ آپ ﷺ کی کل فضیلت کے ہرگز مخالف نہیں۔ اس پر پوری امت کا ایمان وعقیدہ ہے۔

الف...... آدم علیہ السلام کی عمر ۹۳۰ برس۔ سیدنا نوح علیہ السلام کی ہزار برس اور آنحضرت ﷺ کی ۶۳ برس تو کیا اس میں آپ ﷺ کی ہتک ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ب...... سیدنا مسیح بغیر باپ کے کنواری مائی مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے والد گرامی تھے تو یہ عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ہتک نہیں۔

ج...... موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ فرمایا گیا۔ بغیر واسطہ جبرائیل علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام کو ذات باری سے ہم کلامی کا شرف نصیب ہوا۔ یہ ان کی خصوصیت تھی۔ دیگر انبیاء علیہم السلام بشمول آپ ﷺ کے کسی کی اس میں ہتک نہیں۔

د...... حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک مرحلہ پر سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا پایہ تھامے کھڑے ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کی خصوصی فضیلت ہوئی۔ اس میں کسی دیگر کی ہتک نہیں۔

ہ...... سیدنا یونس علیہ السلام تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے۔ کوئی اور نہیں۔ یہ ان کی خصوصی فضیلت وشرف ہوا۔ دیگر کی ہتک نہیں۔

غور طلب یہ امر ہے کہ ان تمام خصوصی فضائل کے باوجود تمام انبیاء علیہم السلام شب معراج یا کل قیامت کے روز آپ ﷺ کی قیادت وسیادت کے زیرسایہ ہوں گے۔

وہ مسیح علیہ السلام جن کی رفعت جسمانی آسمانوں سے پار گئی۔ وہ بھی آپ ﷺ کی امت میں شامل ہوکر آپ ﷺ کے کلمہ کا ورد کریں گے تو فرمایئے شان کن کی اعلیٰ وافضل؟

جواب: قادیانیو! تم مکان کی وجہ سے مکین کی عزت سمجھتے ہو۔ ہم مکین کی وجہ سے مکان کی عزت کے قائل ہیں۔ ''لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ'' ہمارے مؤقف پر نص صریح ہے۔

قادیانی سوال:۲۶

جب کہ دیگر تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں رکھ کر شر اعداء سے محفوظ رکھا تو حضرت مسیح علیہ السلام کی کیا خصوصیت تھی کہ انہیں آسمان پر اٹھالیا۔ آنحضرت ﷺ کو کیوں نہ اٹھالیا؟

الجواب: چونکہ امر مقدر یونہی تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہ صرف بلا باپ پیدا ہونے کے بلکہ ایک عرصہ دراز تک زندہ رہنے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے نشان قدرت بنائے جائیں اور آخری زمانہ میں ان کے ہاتھ سے خدمت اسلام لے کر آنحضرت ﷺ کی شان کو دوبالا کیا جائے کہ آپ ﷺ کا وہ مرتبہ ہے کہ مستقل اور صاحب شریعت وکتاب رسول بھی آپ ﷺ کی اتباع کو اپنی سعادت سمجھیں۔ حتیٰ کہ امت محمدیہ ﷺ کے آگے ہوکر امام الصلوٰۃ بھی بنیں اور گواہی دیں کہ ''تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)'' اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آسمان پر اٹھالیا۔

مرزائیوں سے ایک سوال

صاحبان! آپ مسیح کی ولادت بلاباپ کو مانتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی تصریحات موجود ہیں۔ پس بتلایئے کہ کیا وجہ ہے، خدا نے دیگر انبیاء علیہم السلام کو تو ماں باپ دونوں کے ذریعہ پیدا کیا۔ مگر مسیح علیہ السلام کو بلا باپ، جو جواب تم اس کا دو گے اسی کے اندر ہمارا جواب موجود ہے۔

۲...... حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ فرمایا گیا ہے اور روح کا تعلق آسمان سے ہے۔ اس لئے ان کو آسمانوں پر اٹھانا ہی قرین انصاف تھا۔

قادیانی سوال:۲۷

یاجوج ماجوج سے مراد مرزا قادیانی نے روس اور امریکہ لیا ہے۔ نیز کہ یاجوج ماجوج پر عذاب نازل ہوگا۔ حالانکہ ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔

جواب: یاجوج ماجوج ایک قوم ہے۔ کہاں ہے؟ اس کے ہم ذمہ دار نہیں۔ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جن کی ابھی تک دریافت نہیں ہوئی۔ اس کا یہ معنی تو نہیں کہ جس چیز کا ہمیں علم نہ ہو وہ چیز بھی نہ ہو۔ مرزا قادیانی نے بھی لکھا ہے کہ: ''عدم علم سے عدم شئی لازم نہیں آتا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۱۷، خزائن ج۲۲ ص۱۲۰)

آج سے ڈیڑھ دوسو سال پہلے امریکہ کا کسی کو علم نہ تھا۔ آج اگر دجال کے گدھے کی کیفیت ایک عجوبہ معلوم ہوتی ہے تو یاد رکھئے کہ کل یہ عجوبہ نہ ہوگا۔ ایک سفر میں مجھے ایک ماہی پروری کے پروفیسر ناروے میں ملے۔ انہوں نے بتایا کہ سائبریا میں ایسی مچھلی پائی جاتی ہے جو بیک وقت اڑھائی ہزار انسان کا لقمہ بنا سکتی ہے۔ فرمایئے! آج سے ایک صدی

پہلے کوئی یہ بات کہتا تو دنیا کیا سے کیا طوفان قائم کر دیتی۔

آدم علیہ السلام کی اوّلین اولاد کو کوئی کہتا کہ لوہا فضا میں پرواز کرے گا۔کون مانتا۔مگر آج ایک حقیقت ہے آپ کی سوچ اور اعتراض چیونٹی جیسے ہیں۔جس کے کان میں کہہ دیا جائے کہ ہاتھی سومن وزن اٹھا سکتا ہے تو وہ تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔مرزائی بھی ہزار تڑپیں یاجوج ماجوج ایک قوم ہیں۔گدھا اتنے فاصلے کے کانوں والا ہوگا۔مجھے اپنی آنکھوں دیکھی چیز پر شبہ ہوسکتا ہے مگر نبی ﷺ کے فرمان پر شبہ نہیں ہوسکتا۔

آپ کا یہ کہنا کہ یاجوج ماجوج کو تبلیغ نہیں ہوئی تو پھر ان پر عذاب کیوں آئے گا۔یہ بھی غلط ہے۔ان کو تبلیغ ہوچکی ہے۔اس کا ثبوت بھی حدیث شریف میں ہے کہ وہ ہر روز اس دیوار کو چاٹتے ہیں بالآخر تھک کر چلے جاتے ہیں۔کہتے ہیں کہ باقی کل،مگر ان شاء اللہ نہیں کہتے۔جس روز ان کا خروج اللہ رب العزت کو منظور ہوگا تو وہ اس دن ان شاء اللہ کہیں گے کہ باقی دیوار کل ان شاء اللہ گرائیں گے۔ان کا ان شاء اللہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو تبلیغ ہوچکی ہے۔

قادیانی سوال:۲۸

مرزا قادیانی نے کہا کہ وہ گدھا دجال کی ملکیت ہوگا نہ کہ اس کی سواری۔

جواب: اگر دجال سے مراد انگریز ہیں اور ان کے گدھے سے مراد ریل ہے اور وہ ملکیت ہوگی نہ کہ سواری،اس کا معنی یہ ہے کہ ریل صرف انگریز کی ملکیت ہوتی اور وہ بھی اس پر سواری نہ کرتے۔نمبر۲ کسی اور کی ملکیت نہ ہوتی۔پھر حدیث شریف میں ملکیت کا لفظ نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونون کانوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔

(مسند احمد،حاکم)

سواری کے الفاظ کو آپ جس طرف ہیر پھیر کریں یہ تحریف کے زمرہ میں آئے گا۔گدھے کے ایک کان سے دوسرے کان تک چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔قادیانی کہتے ہیں کہ ریل اتنی لمبی ہوتی ہے۔یہ دلیل ہے کہ مراد ریل گاڑی ہے۔ایک کان سے دوسرے کان تک اتنا لمبا فاصلہ ہوگا۔ظاہر ہے کہ مراد اس سے چوڑائی ہے نہ کہ لمبائی۔ریل گاڑی جتنی چاہے لمبی ہو چوڑائی تو کہیں بھی چالیس ہاتھ نہیں ہے۔دجال کے گدھے کے پیٹ میں قمقمے جلتے ہوں گے۔یہ مرزا طاہر کی کذب بیانی ہے۔کہیں نہیں لکھا۔ہمت ہے تو حوالہ لائیں۔''وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار''

۲...... مرزا قادیانی نے ریل گاڑی کو دجال کا گدھا کہا۔عمر بھر اس کی مرزا سواری کرتا رہا۔حتیٰ کہ مرنے کے بعد آخری سفر اس کی نعش کا اسی گدھے پر ہوا۔مرزا عمر بھر جسے دجال کا گدھا کہتا رہا اس پر آخری سواری کر کے خود دجال ثابت ہوا۔

قادیانی سوال:۲۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر کیا کھاتے ہوں گے یا پیتے ہوں گے۔کہاں رفع حاجت کرتے ہوں گے؟

جواب: جو میزبان ہو اس کو مہمان کی فکر ہوتی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر مہمان ہیں۔اللہ رب العزت ان کے میزبان ہیں۔جن کے میزبان اللہ تعالیٰ ہوں اس کے بارے میں قادیانیوں کو اس کی فکر نہیں کرنی چاہئے۔مرزائی کرم فرما۔اس طرح سوال کرتے ہیں کہ کھاتے کیا ہوں گے جس طرح کہ مرزائیوں نے وہاں آسمانوں پر ہوٹل کھولنا ہو کہ ان کی مرضی کی ڈش تیار کریں۔کبھی کہتے ہیں کہ جی حجامت بڑھ گئی ہوگی۔جس طرح مرزائیوں نے وہاں پر حمام کھولنا ہو۔کبھی کہتے ہیں

کہ جی عیسیٰ علیہ السلام پیشاب کہاں کرتے ہوں گے۔ ایسے بیہودہ اعتراض کا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فلش سسٹم کا انتظام کر کے آسمانوں سے گٹر کا پائپ لگا کر مرزا قادیانی کی قبر میں فٹ کر دیا ہے۔ خیر یہ تو ہوا لطیفہ اب جواب سنئے۔

حدیث شریف میں ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ایک وقت آئے گا کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء پر دجال کا قبضہ ہو گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ آقا ﷺ پھر مسلمان کیا کھائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو وہ غذا کفایت کرے گی جو آسمان والوں کی غذا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آقا آسمان والوں کی کیا غذا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۷، باب العلامات بین یدی الساعۃ بحوالہ ابوداؤد الطیالسی و احمد)

اس حدیث شریف نے عقدہ حل کر دیا کہ آسمان والوں کی غذا تحمید و تقدیس باری تعالیٰ ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں تو ان پر آسمان والوں کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

<u>جواب:</u> ۲...... انسانی و ملکوتی دونوں صفات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام متصف ہیں۔ کیونکہ والدہ مریم انسان تھیں۔ اس لحاظ سے ان میں بشری صفات ہوئیں۔ بغیر باپ کے پیدا ہوئے روح القدس کی پھونک سے تو ملکوتی صفات بھی ہوئیں۔ جب تک زمین پر تھے انسانی تقاضوں پر عمل کر کے کھاتے پیتے تھے اور آسمانوں پر ملکوتی صفات کا مظہر ہیں تو ان کی غذا حمد و تقدیس ہے۔ جب واپس تشریف لائیں تو زمین پر پھر انسانی صفات کے مطابق کھانا شروع کر دیں گے۔

<u>جواب:</u> ۳...... (نور الحق ج اص ۵۱، خزائن ج ۸ ص ۶۹) پر ہے: ”ھذا ھو موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ وفرض علینا ان نؤمن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین“ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن مجید میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں گے کہ وہ زندہ آسمانوں پر موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔ یہ عبارت اور ترجمہ مرزا قادیانی کا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور کہتا ہے کہ قرآن سے ثابت ہے اور اس پر ایمان لانا مرزائیوں پر فرض ہے تو جناب عالی! جو موسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر کھاتے ہوں گے وہی عیسیٰ علیہ السلام، جو کچھ موسیٰ علیہ السلام پیتے ہوں گے وہی عیسیٰ علیہ السلام، جہاں وہ حجامت بنواتے ہوں گے وہاں سے عیسیٰ علیہ السلام، غرض یہ کہ تمام ضروریات ایک ساتھ پوری کرتے ہوں گے۔ اس حوالہ کو ہم ”ایٹم بم“ سے تعبیر کرتے ہیں کہ جس سے پوری مرزائیت کی عمارت دھڑام سے نیچے گر جاتی ہے۔ جو اشکال عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر کرتے ہیں ان تمام کا توڑ یہ حوالہ ہے جس کا کوئی مرزائی جواب نہیں دے سکتے۔ اب رہا مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو اس ضمن میں درخواست ہے کہ مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ وہ حضور ﷺ کی ہر بات میں مخالفت کرتا تھا۔ آپ ﷺ کا بدترین ازلی ابدی دشمن تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نبوت بند ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ نہیں جاری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد جاری ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ نہیں بند ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حق کی قسم عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ حق کی قسم مر گیا ابن مریم۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ نہیں زندہ آسمانوں پر ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں محل نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ نہیں میں آخری اینٹ ہوں۔

روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(درثمین ص ۱۳۵)

مرزا قادیانی نے خطبہ الہامیہ (تختی کلاں ص۱۱۲، خزائن ج۱۶ ص۱۷۸) پر کہا ہے کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں۔

جواب: ۴...... رئیس المکاشفین حضرت عبدالوہاب شعرانیؒ (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۱۴۶) میں اس کا جواب لکھتے ہیں: ’’فان قیل فما الجواب عن استغنآئه عن الطعام والشراب مدة رفعه فان اللّٰه تعالیٰ قال وما جعلنا هم جسدًا لا یاکلون الطعام؟ والجواب ان الطعام انما جعل قوتًا ان یعیش فی الارض لانه مسلط علیه الهواء الحار والبارد فینحل بدنه فاذا انحل عوضه اللّٰه تعالیٰ بالغذاء اجراء لعادته فی هذه للحظة الغبراء واما من رفعه اللّٰه الی السمآء فانه یلطفه بقدرته ویغنیه عن الطعام والشراب کما اغنی الملٰئکة عنهما فیکون حینئذٍ طعامه التسبیح وشرابه التهلیل کما قال ﷺ انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی وفی الحدیث مرفوعًا ان بین یدی الدجال ثلاث سنین الخ. فکیف بالمومنین حینئذٍ فقال یجزئهم ما یجزی اهل السماء من التسبیح والتقدیس‘‘ اگر کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ رفع میں کھانے پینے سے مستغنی ہونے کا کیا جواب ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ‘‘ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طعام کو زمین پر معیشت پوری کرنے کے لئے قوت بنایا ہے۔ کیونکہ یہاں اس پر ہوا گرم اور سرد مسلط ہے۔ اس کے بدن کو تحلیل کرتی ہے۔ جب تحلیل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ غذا سے اس کا عوض پیدا کرتا ہے۔ اس زمین میں اس کی یہ عادت جاری ہے۔ لیکن وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا اس کو اپنی قدرت سے نوازتا ہے اور کھانے پینے سے بے پرواہ کرتا ہے۔ جیسے فرشتوں کو بے پرواہ کیا۔ پس اس وقت اس کا طعام تسبیح اور پانی اس کا تہلیل ہوگا۔ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتا ہے اور حدیث میں مرفوعاً روایت ہے کہ دجال سے تین برس پہلے قحط پڑے گا۔ اسی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اس وقت جب مسلمانوں کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہوگا تو ان کا کیا حال ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو کفایت کرے گا وہ کھانا جو آسمان والوں کو کیفیت کرتا ہے۔ یعنی تسبیح اور تقدیس۔‘‘ حضرت شیخؒ نے پہلے فلسفی دلیل سے سمجھا دیا اور پھر حدیث مرفوع بھی بیان کر دی کہ دجال کے زمانہ میں مومنین کو اہل سماء کی طرح صرف تسبیح و تقدیس ہی غذا کا کام دے گی۔ حضرت شیخؒ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ایک بزرگ ’’خلیفة الخراط‘‘ نامی کا جو بلاد مشرق کے شہروں میں سے ایک شہر ابہر میں رہتے تھے ذکر فرمایا کہ اس نے ۲۳ سال سے برابر کچھ نہیں کھایا تھا اور دن اور رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا اور کسی طرح کا ضعف بھی لاحق نہیں ہوا تھا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تسبیح و تہلیل کی غذا ہونے میں کیا تعجب ہے؟ ’’قال الشیخ ابوالطاهر وقد شاهد نار جلًا اسمه خلیفة الخراط کان مقیمًا بهر من بلاد المشرق مکث لا یطعم طعامًا منذ ثلاث وعشرین سنة وکان یعبد اللّٰه لیلا ونهارًا من غیر ضعف فاذا علمت ذلك فلا یبعدان یکون قوت عیسٰی علیه السلام التسبیح والتهلیل واللّٰه اعلم جمیع ذٰلك (الیواقیت ج۲ ص۱۴٦)‘‘ مرزا قادیانی نے یہ کیونکر سمجھ لیا کہ ایک غذا کے بدلنے سے فوت ہونا لازم آتا ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ تمام حیوان ماں کے پیٹ میں خون سے پرورش پاتے ہیں اور خون ہی طعام ان کا ہوتا ہے۔ جب ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہیں تو صرف دودھ ان کی غذا و طعام اور وجہ پرورش ہوتی ہے اور جب اس سے بھی بڑے ہوتے ہیں تو اناج و گھاس و میوہ جات ان کا طعام و غذا ہوتے ہیں۔ کیا کوئی با حواس آدمی کہہ سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ سے باہر آ کر انسان یا دیگر حیوانات فوت ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ’’کَانَا یَاْکُلَانِ

الطَّعَام ''نہیں رہتے۔ اس لئے کہ خون کی غذا بند ہوجاتی ہے اور صرف دودھ ہی ملتا ہے۔ جب دودھ ملتا ہے تو کیا مرجاتے ہیں یا دودھ کا موقوف ہونا وفات کی دلیل ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ مشاہدہ ہے کہ غذا کے بدلنے سے کوئی فوت نہیں ہوتا۔ جب یہ امر ثابت ہے کہ غذا کے بدلنے سے کوئی فوت نہیں ہوتا۔ موت لازم نہیں ہوتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذائے زمینی سے غذائے آسمانی کیونکر باعث موت ہوسکتی ہے؟ یا کیونکر مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طعام وغذا نہیں ملتی؟

جواب: ۵...... جب قرآن سے ثابت ہے کہ لگا لگایا خوان آسمان سے بنی اسرائیل کی درخواست اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اترا۔ (دیکھو قرآن میں کس طرح مفصل ذکر ہے) تو پھر مومن قرآن تو انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آسمانوں پر کھانا ملنا محال ہو۔

قادیانی سوال: ۳۰

قادیانی حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ثابت کر دیں تو مسئلہ ختم۔

جواب: ۱...... میرے بھائی! دنیا میں کئی ایسے فرقے موجود ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانتے ہیں۔ (۱) یہودی۔ (۲) عیسائی۔ ان میں سے بعض کا عقیدہ ہے کہ فوت ہوئے پھر زندہ ہوکر آسمانوں پر گئے تو موت کے وارد ہونے کے وہ بھی قائل ہیں۔ (۳) پرویزی۔ (۴) سرسید اور ان کے خیالات کے نیچری۔ (۵) قادیانی۔ تو پہلے آپ ارشاد فرمائیں کہ اگر وفات مسیح ہی آپ کی الجھن ہے تو ان پانچ میں سے آپ نے قادیانیت کیوں قبول کی اور باقی فرقوں کو نظرانداز کیوں کیا؟ کیونکہ اگر وفات مسیح ہی آپ کی الجھن ہے تو آپ یہودی ہوجاتے۔ عیسائی ہوجاتے۔ جو پہلے سے وفات کے قائل ہیں آپ قادیانی کیوں ہوئے؟ آپ جب وجہ بیان کریں گے تو پھر بات آگے بڑھے گی۔ کیونکہ آپ کے جواب سے میں ثابت کروں گا کہ اصل میں آپ کی الجھن وفات مسیح نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا روگ ہے جو آپ کو لگ گیا۔ اس لئے پہلے مرزا قادیانی پر بحث ہوگی۔

جواب: ۲...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱) پر لکھا ہے کہ: ''اوّل تو جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔'' تو دیکھئے مرزا قادیانی کے نزدیک جب یہ مسئلہ ایمانیات سے نہیں تو پھر اس پر اتنا زور کیوں؟

جواب: ۳...... اگر حیات وممات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کرنی ہے تو مرزا قادیانی بھی مسیح ہونے کا مدعی ہے۔ مسیح علیہ السلام کی حیات پر خوب بحث ہوچکی۔ اب نئے مسیح (معاذ اللہ) مرزا قادیانی کی حیات وممات پر بحث ہونی چاہئے۔ ہمارے نزدیک اس کی حیات بھی لعنتی تھی اور ممات بھی لعنتی تھی۔

قادیانی سوال: ۳۱

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حضور ﷺ کے امتی ہوں گے۔ جب پہلے تشریف لائے تھے تو نبی تھے۔ اب تشریف لائیں گے تو امتی ہوں گے۔ قیامت کے دن ان کی کیا پوزیشن ہوگی۔ نبی کی یا امتی کی؟ اس لئے کہ اگر قیامت

کے روز نبی کی حیثیت سے حشر ہو، تو فوتگی بحیثیت امتی کے ہوئی تھی اور اگر حشر بحیثیت امتی کے ہوا تو وہ آپ کی امت جن کی طرف آپ پہلے نبی بن کر تشریف لائے تھے اور انہوں نے آپ کو نبی مانا تھا وہ کہاں جائیں گے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن امتی اپنی نبی کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

جواب: اس کا بھی جواب ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۴۳۷) میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دو دفعہ حشر ہوگا۔ ایک دفعہ بحیثیت نبی کے جھنڈا لے کر اپنی امت کا حساب کرائیں گے۔ دوسری بار رحمت عالم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر اپنا حساب کتاب پیش کریں گے۔

قادیانی سوال:۳۲

’’لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعهما الاتباعی (الیواقیت ج۲ ص۲۲) ‘‘ ابن کثیر اور شرح فقہ اکبر مصری نسخہ میں یہ روایت موجود ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

جواب: ۱...... یہ غلط اور مردود قول ہے۔ کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے۔ آج تک کوئی مرزائی اس کی سند پیش نہیں کر سکا۔ جن تینوں کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کوئی بھی حدیث کی کتاب نہیں۔ یہ حدیثیں دوسروں سے روایت کرتے ہیں۔ اگر یہ حدیث ہوتی تو کسی حدیث کی کتاب میں موجود ہوتی۔

۱...... ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ باسند روایت کرتے ہیں مگر انہوں نے بھی اس کو بے سند لکھا ہے۔

۲...... یہ کہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ میں با اسناد صحیحہ متعدد مقامات پر احادیث صحیحہ ونصوص قطعیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس بے سند روایت کو نقل کرتے ہوئے ان سے سہو ہوا ہے۔ الیواقیت نے فتوحات مکیہ کا حوالہ دیا ہے۔ اب اگر قادیانیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہے تو فیصلہ آسان ہے کہ الیواقیت نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس کو دیکھ لینا چاہئے۔ سو فتوحات مکیہ میں ’’لوکان موسیٰ حیًا ‘‘ ہے۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ الیواقیت میں سہو کاتب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام آ گیا ہے۔

اسی طرح شرح فقہ اکبر کے صرف مصری نسخہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ ہندوپاک اور دیگر دنیا بھر کے شرح فقہ اکبر کے نسخوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں۔

۳...... اسی شرح فقہ اکبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ہے جو دلیل ہے اس امر کی کہ اس نسخہ میں غلطی اور سہو کاتب سے عیسیٰ علیہ السلام کا نام آ گیا ہے۔

۴...... شرح فقہ اکبر کی اس روایت کا بھی قادیانیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہو تو آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مصری نسخہ کے مطابق ’’لوکان عیسیٰ حیًا لما وسعه الااتباعی وبینت وجه ذالك عند قوله فاذ اخذ الله فی شرح شفاء (فقه اکبر ص۹۹ مصری طبع) لو کان عیسیٰ حیًا لما وسعه الاتباعی ‘‘ کی تشریح ہم نے ’’فاذا اخذ الله ‘‘ کی بحث شرح شفاء میں کردی ہے۔

اب شرح شفاء کو دیکھ لیتے ہیں کہ اس میں کیا ہے تو (شرح شفاء ج۱ فصل ۷) میں آیت: ’’اذا اخذ اللّٰه ‘‘ میثاق النّبیین کے تحت لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تورات پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ: ’’لوکان موسیٰ حیًا ما وسعه الا اتباعی ‘‘ (شرح شفاء ج۱ ص۱۱۵ طبع بیروت)

تو مسئلہ واضح ہوگیا کہ مصری نسخہ فقہ اکبر میں ’’لوکان موسیٰ ‘‘ کی جگہ غلطی اور سہو کاتب سے عیسیٰ لکھا گیا ہے۔اب ذیل میں حضرت ملا علی قاری کی تصریحات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر ملاحظہ ہوں۔

۱...... موضوعات کبیر میں جو ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوئی تھی۔ حدیث:’’لوعاش ابراھیم لکان صدیقًا نبیا‘‘ پر بحث کرتے ہوئے اس حدیث پر ختم کرتے ہیں۔’’لوکان موسیٰ حیًا لما وسعه الا اتباعی‘‘ (ص۶۷)

۲...... (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر ج۱ ص۲۵۱) میں تحریر فرماتے ہیں:’’لوکان موسیٰ حیًا‘‘

۳...... ’’فینزل عیسیٰ ابن مریم من السماء‘‘ (مرقاۃ ج۵ ص۱۶۰، مطبوعہ مصر)

۴...... ’’نزول عیسیٰ من السماء‘‘ (فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص۹۲، طبع ۱۳۲۳ھ، مطبع مجیدی کانپور ۱۳۴۵ھ)

اسی طرح تفسیر ابن کثیر، الیواقیت، فتوحات مکیہ کے لکھنے والے تمام حضرات کا اسی متذکرہ کتب میں صراحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ذکر کرنا، اور مرزائیوں کا اسے تسلیم نہ کرنا اور بے سند مردود قول سے استدلال کرنا یہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ صرف اعتراض برائے اعتراض برائے مغالطہ و برائے شبہ ان کا مقصد ہے۔ اگر دیانت نام کی کوئی چیز ان میں ہوتی تو وہ اس کو پیش نہ کرتے۔

جواب: ۲...... اب اصل واقعہ کو ملاحظہ فرمائیں جس سے تمام استدلال کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ ایک دن رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے انہیں کہیں سے تورات کے چند اوراق ملے تھے۔ انہوں نے رحمت عالم ﷺ سے ان کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ کی منشاء معلوم ہونے سے قبل ان کی تلاوت شروع فرمادی۔ آپ ﷺ کی طبیعت مبارک پر یہ گراں گزرا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو رمز شناس نبوت تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا تأثر معلوم کر کے فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ٹوکا۔ فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ تجھے تیری ماں روئے کیا تو رحمت عالم ﷺ کے چہرہ مبارک سے ناراضگی کا اندازہ نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات کے اوراق کی تلاوت بند کر دی اور فوراً کہا’’ رضیت باللّٰہ ربا وباالاسلام دینًا وبمحمدٍ نبیًا ‘‘اس پر آپ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ:’’لوکان موسیٰ حیًا لما وسعه الا اتباعی ‘‘تورات کی بات نہیں آج اگر صاحب تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ کار نہ ہوتا۔ صحیح روایت یہ ہے۔

(رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

جواب: ۳...... موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو حضور ﷺ کی اتباع کرتے جیسا کہ معراج کی رات اتباع کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں وہ تشریف لائیں گے تو اتباع کریں گے۔’’یحکم بشرعنا لا بشرعه‘‘

جواب: ۴...... پھر دیکھئے قادیانیوں کی بدبختی کی انتہاء کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ بدبخت مرزا قادیانی کہتا ہے کہ وہ فوت ہوگئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ زندہ ہیں۔ حوالہ گزر چکا ہے۔

مرزائی جس روایت کو بیان کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے حوالہ نے اس کی تردید کر دی۔ پس یہ روایت مرزائیوں کے لئے بھی وجہ استدلال نہیں ہوسکتی۔ اس لئے وہ اس مردود قول سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس حوالہ میں مرزا قادیانی نے موسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات قرآن وسنت نے بیان کر دی۔ پس مرزائیوں کے لئے یہ مردود قول بھی وجہ استدلال نہ رہا۔

جواب: ۵...... اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو قرآن وسنت اور اجماع امت کے حوالہ جات کے بعد اس کی توجیہ یہ کی جاتی۔ ’’لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین (علی الارض) لما وسعهما الاتباعی ‘‘غرض کہ کسی بھی طرح سے لیں۔ مرزائیوں میں یہ جس طرح ایمان نہیں ہے اس طرح اس قول میں جان نہیں ہے۔ (فافهم وکن من الشکرین)

جواب: ۶...... تمام طرق اور متابعات اور شواہد دلالت کرتے ہیں کہ اس حدیث میں ذکر عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ اصل نہیں ہے اور کتب حدیث میں جہاں مسند روایتیں روایت کے ساتھ نقل کی جاتی ہیں۔ کہیں اس لفظ کا پتہ نہیں۔ صرف موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ (فتح الباری ج۱۳ ص۲۸۱) ’’باب قوله ﷺ لا تسالوا اهل الكتٰب عن شيءٍ وهو فی المسند ج۳ ص۳۳۸، عن جابر رضی اللہ عنہ، واخرجه ابونعیم عن عمر رضی اللہ عنہ ذکره فی الخصائص ج۲ ص۱۸۷ (وکنزالعمال ج۱ ص۲۰۱، حدیث نمبر۱۰۱۰) وحاشیة ابی داؤد للمغربی من الملاحم وشرح المواهب وشرح الشفاء للقاری فی مواضع والدر المنثور تحت اٰية الميثاق مسند الدارمی (مشکوٰة ص۳۰، باب بالکتاب والسنة)‘‘ پس یہ قطعاً سہو کاتب اور زلّۃ قلم ہے۔

قادیانی سوال:۳۳

ہمیں قادیانیوں کا ایک ورقی چھوٹا سا اشتہار ملا ہے۔ جس کا عنوان ہے: ’’تلاش کریں‘‘ ان پیش گوئیوں کا مصداق کون اور کہاں ہے۔ اس میں قادیانیوں نے سب سے پہلے نمبر پر ابن ماجہ کی روایت نقل کی ہے۔ ’’لا مهدی الا عیسیٰ ‘‘ یعنی مہدی اور مسیح ایک ہے۔

جواب: ۱...... یہ روایت ابن ماجہ کے ص۲۹۲ (مطبع نور محمد آرام باغ کراچی) پر ہے۔ اس کے حاشیہ پر شاہ عبدالغنی مجددی فرماتے ہیں: ’’قال الذهبی فی المیزان هذا خبر منکر تفردبه یونس بن عبدالاعلی عن شافعی...... قال حدثت عن الشافعی فهو علی هذا منقطع الا ان جماعة ردوه عن یونس قال حدثنا عن الشافعی والصحیح انه لم یسمعه منه ومحمد بن خالد قال الازدی منکر الحدیث وقال الحاکم مجهول...... قال الحافظ جمال الدین المزی فی التهذیب قال ابوبکر بن زیاد هذا حدیث غریب...... قد تواترت الاخبار واستفاضت بکثرة رواتها عن المصطفیٰ ﷺ فی المهدی وانه من اهل بیته وانه یملك، سبع سنین ویملاء الارض عدلا وانه یخرج مع عیسیٰ ابن مریم فیساعده علی قتل الدجال بباب لد بارض فلسطین وانه یؤم هذه الامة وعیسیٰ علیه السلام یصلی خلفه...... فانه غیر معروف عند اهل اکصناعة من اهل العلم والنقل۔ وقال البیهقی هذا حدیث تفرد به محمد بن خالد الجندی۔ قال ابو عبدالله الحافظ وهو رجل مجهول...... وهو مجهول...... عن ابان ان ابی عیاش وهو متروك...... وروی الحافظ ابو القاسم بن عساکر فی تاریخ دمشق باسناده عن احمد بن محمد بن راشد قال حدثنی ابو الحسن علی ابن محمد بن عبداللّٰه الواسطی قال رایت محمد بن ادریس الشافعی فی المنام فسمعته یقول کذب علی یونس۔ فی حدیث الجندی حدیث الحسن عن النبی ﷺ فی المهدی قال الشافعی ما هذا من حدیثی ولا حدثت به کذب علی یونس وقال البیهقی فی کتاب بیان خطاء من اخطاء علی

الشافعی هذا الحدیث بما انکر علی الشافعی...... وهو یقول کذب علی یونس لیس هذا من حدیثی...... وهذا الحدیث فیما یظهر ببادی الرائی مخالف لا حادیث الواردة فی ثبات مهدی غیر عیسیٰ بن مریم''

اس طویل اقتباس سے ذیل کی باتیں روایت متذکرہ بالا میں معلوم ہوئیں۔

۱...... ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں فرمایا ہے کہ یہ خبر منکر ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یونس بن عبدالاعلیٰ اکیلے روایت کرتے ہیں۔ (باقی کسی نے نقل نہیں کیا)

۲...... حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت منقطع ہے۔ علاوہ ازیں ایک جماعت اس کو رد کرتی ہے۔

۳...... حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یونس روایت کرتے ہیں جب کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا سماع (سرے سے) نہیں۔

۴...... رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے۔

۵...... حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مجہول ہے۔

۶...... حافظ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب میں ابوبکر بن زیاد کے حوالے سے فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۷...... احادیث متواترہ جنہیں کثرت سے مختلف راوی حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مہدی علیہ السلام کے بارہ میں روایت کرتے ہیں کہ وہ (مہدی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہوں گے۔ سات سال تک حکمرانی کریں گے۔ عدل وانصاف سے زمین کو بھر دیں گے۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ (ایک زمانہ میں) ظہور فرمائیں گے اور دجال کو مقام لد ارض فلسطین میں قتل کرنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد فرمائیں گے اور وہ (مہدی) اس امت کے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے مقتدی ہوں گے۔ (یہ تمام تفصیلات جو احادیث میں مذکور ہیں بتاتی ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو علیحدہ شخصیات ہیں)

۸...... فن حدیث کے ماہرین اور اہل علم وعقل کے نزدیک یہ روایت غیر معروف (غیر مقبول) ہے۔

۹...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محمد بن خالد جندی (دوسرا راوی) کا تفرد ہے۔

۱۰...... حافظ ابوعبداللہ فرماتے ہیں یہ مجہول شخص ہے۔

۱۱...... اور متروک ہے۔

۱۲...... تاریخ دمشق میں ابن عساکر (سند بیان کر کے) فرماتے ہیں کہ علی بن محمد بن عبداللہ واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ یونس نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔ مہدی کے بارہ میں یہ روایت نہ میری ہے نہ میں نے اسے بیان کیا ہے۔ یونس نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔

۱۳...... بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء ہے۔ امام صاحب اس سے بری ہیں یونس نے ان پر کذب باندھا ہے یہ ان کی روایت نہیں۔

۱۴...... نیز یہ کہ نظر بظاہر یہ روایت ان تمام روایات کے مخالف ہے۔ جن سے یہ ثابت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ہیں۔

اب قارئین غور فرمائیں کہ کس طرح قادیانی روایت مکذوبہ، متروکہ کی بنیاد پر تمام احادیث صحیحہ کو نظر انداز کر کے اپنے عقیدہ کی دیوار ریت کے گھروندہ پر قائم کرنے کے درپے ہیں۔

انصاف نام کی کوئی چیز، یا دیانت نام کی کوئی چیز قادیانیوں میں ہوتی تو وہ احادیث صحیحہ متواترہ جن میں حضرت مہدی علیہ السلام کا نام، ولدیت، جائے پیدائش، جائے ظہور، مدت قیام، کارہائے مفوضہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام، والدہ کا نام، نزول من السماء، جگہ نزول اور بعد از نزول کارہائے کارکردگی کی تفصیل مذکور ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے اس مکذوبہ، متروکہ روایت کا نام بھی نہ لیتے لیکن مقدر کی مار اسی کو کہتے ہیں کہ اپنے مطلب کے خلاف روایات متواترہ ہوں تو ان کو رد کر دیتے ہیں۔ اپنے عقیدہ کے مطابق غیر صحیح جھوٹی روایت ہو تو اس کو قبول کر لیتے ہیں۔

جواب: ۲...... ''ابن ماجہ'' کے حاشیہ پر اس روایت کی بحث کا آخری حصہ یہ ہے کہ: ''بل یکون المراد ان المهدی حق الهدی هو عیسیٰ ابن مریم ولا ینفی ذالك ان یکون غیره مهدیا '' (اگر یہ روایت صحیح بھی ہوتی تو اس کا محمل یہ ہوتا) کہ یہاں مہدی سے مراد ہدایت یافتہ ہے۔ (یعنی مہدی نام مراد نہیں صفت مراد ہے) سب سے زیادہ ہدایت یافتہ (اپنے زمانہ میں) عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں گے۔ (یہ ان کی صفت ہے اس کا یہ معنی نہیں) کہ ان کے علاوہ اور کوئی مہدی نہیں ہوگا۔

جواب: ۳...... مہدی نام کا ایک شخص معہود ہے جس کا احادیث میں تذکرہ ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ہے۔ جہاں تک لغوی معنوں کے اعتبار سے (ہدایت یافتہ) لفظ مہدی کا تعلق ہے خود حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ ''اللهم اجعله هاد یا مهدیا '' اے اللہ معاویہ کو ہادی مہدی بنادے۔ یہاں لغوی معنی مراد ہے نہ کہ نام (علم) کا ذکر ہے اور خود مسند احمد کی روایت میں انہیں معنی میں عیسیٰ علیہ السلام کو ''اماماً مهدیاً'' فرمایا گیا اور دوسری روایات میں ''حکماً عدلاً وحکماً مقسطاً''

جواب: ۴...... اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو پھر احادیث متواترہ جو حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علیحدہ علیحدہ شخصیات پر واضح دلیل ہیں۔ ان کی روشنی میں اس کا معنی یہ کیا جاتا: ''لا مهدی الا فی زمن عیسیٰ علیه السلام '' یعنی مہدی نہیں ہوگا مگر عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں (یعنی مہدی کے ظہور اور مسیح کے نزول کا زمانہ ایک ہوگا) اور ظہور ونزول کے بعد دونوں مل کر کارہائے مشترکہ انجام دیں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ روئے زمین پر عدل وانصاف سے حکمرانی کریں گے۔ وغیرہ ذالک! غرض یہ کہ کسی بھی اعتبار سے دیکھا جائے تو قادیانیوں کا اعتراض برائے اعتراض ہے اس میں کوئی شمع بھر بھی صداقت نہیں پائی جاتی۔

جواب: ۵...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حمامۃ البشریٰ ص۸۹، خزائن ج۷ ص۳۱۴،۳۱۵) پر لکھا ہے کہ: ''واما احادیث مجیٔ المهدی فانت تعلم انها کلها ضعیفة مجروحة ویخالف بعضها بعضا حتی جاء حدیث فی ابن ماجة وغیره من الکتب انه لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم فکیف یتکاء علی مثل هذه الأحادیث مع شدة اختلافها وتناقضها وضعفها والکلام فی رجالها کثیرا کما لا یخفی علی المحدثین '' مہدی کی آمد کے بارے میں تمام روایات ضعیف اور مجروح ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ حتیٰ کہ ابن ماجہ کی روایت ''لا مهدی الا عیسیٰ '' بھی ان جیسی روایت ہے۔ ان روایات پر کیسے اعتماد کر لیا جائے۔ ان کے شدت اختلاف وتناقض اور ضعف کے باعث ان روایات کے رجال میں سخت کلام ہے۔ جیسا کہ محدثین پر مخفی نہیں۔''

قادیانی صاحبان! غور فرمائیں آپ کا گرو مرزا قادیانی صرف اس روایت کو ہی نہیں بلکہ تمام روایات مہدی کو ضعیف ومتناقض قرار دے رہا ہے۔ اب غیر معتبر روایات کو بنیاد بنا کر صفات مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک شخصیت قرار دینا مرزائیوں کے لئے جائے عبرت وجائے تماشا ہے ۔

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن مرزے کا تو بن

غرضیکہ یہ روایت غلط ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں جس طرح کہ مرزائیوں کے ایمان وعقیدہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

قادیانی سوال:۳۴

اسی یک ورقی پمفلٹ پر قادیانیوں نے ذیل کی علامات لکھ کر ذیل کا نتیجہ نکالا ہے۔

- اسلام نام کا باقی رہ جائے گا۔ قرآن صرف رسماً ہوگا۔ مساجد بکثرت ہوں گی۔ مگر ہدایت سے خالی، علماء روئے زمین پر بدترین مخلوق ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)
- دین کا علم اٹھ جائے گا۔ شراب کا عام استعمال ہوگا۔ زنا کی کثرت، مردوں کی کمی عورتوں کی زیادتی ہوگی۔ (بخاری)
- میری امت پہلے لوگوں یعنی یہود ونصاریٰ کے قدم بقدم چلے گی۔ (بخاری)
- نیک عمل گھٹ جائیں گے۔ بخیلی دلوں میں سما جائے گی۔ فتنے فساد پھوٹیں گے۔ قتل اور خون ریزی بہت ہوگی۔ (بخاری)
- امانتیں غنیمت سمجھی جائیں گی۔ زکوٰۃ چٹی ہوگی۔ مرد بیویوں کے ماتحت ہوں گے۔ ماں کے خلاف۔ دوست کے نزدیک اور باپ سے دور۔ قوم کے سردار فاسق ہوں گے اور رئیس کمینے ہوں گے۔ گانے بجانے زیادہ ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)
- پہاڑ اڑائے جائیں گے۔ دریاؤں سے نہریں نکالی جائیں گی۔ اونٹ اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گے۔ چڑیا گھر قائم ہوں گے۔ کتب واخبارات بکثرت شائع ہوں گے۔ دور دور کے لوگ جمع ہوں گے۔ (القرآن)
- دجال اور یاجوج ماجوج کا ظہور ہوگا۔ یعنی عیسائیت کا مذہبی اور سیاسی فتنہ غلبہ پائے گا۔
- دجال کا گدھا نئی سواری ظاہر ہوگی۔ جس کا مدار آگ اور پانی پر ہوگا۔ (مجمع البحار، طبرانی)
- بنی اسرائیل کے ۷۲؍فرقے ہوئے۔ میری امت کے ۷۳؍فرقے ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)
- صلیبی مذہب عیسائیت کا غلبہ ہوگا۔ (بخاری، ترمذی)
- مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہوگا۔ جزیہ اٹھا لیا جائے گا۔ (بخاری)
- طاعون کی مرض پھیلے گی۔ ظلم فخر سے کیا جائے گا۔ امیر فاجر ہوں گے۔ وزیر خیانت کریں گے۔ اراکین ظالم ہوں گے۔ (کنز العمال)
- عورتیں باوجود لباس کے ننگی ہوں گی۔ عورتیں منبروں پر چڑھ کر لیکچر دیں گی۔ (کنز العمال)
- عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کے ہم شکل ہوں گے۔

یہ چند اہم نشانات ہیں جو ظہور پذیر ہو چکے ہیں اور بنی نوع انسان کو دعوت دیتے ہیں کہ مدعی مہدویت ظاہر ہو چکا ہے اور اس کی صداقت کے ثبوت کے لئے شواہد بھی ظاہر ہو چکے ہیں۔

جواب: ۱...... قادیانیت اور دیانت میں تضاد ہے جس طرح رات دن جمع نہیں ہو سکتے۔ اس طرح قادیانیت اور دیانت بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ قادیان کے قحبہ خانہ میں ہر شخص باون گز کا ہے۔ جتنا بڑا قادیانی ہوگا اتنا بڑا بددیانت ہوگا۔ بھلا ان شریفوں سے کوئی پوچھے کہ یہ حضرت مہدی علیہ السلام کی علامات ہیں یا قیامت کی۔ اگر ان علامتوں سے ظاہر ہوا کہ مہدی آ گئے تو ان علامتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا!

جواب: ۲...... قارئین محترم! رحمت عالم مخبر صادق ﷺ نے قیامت کی دو قسم کی علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک وہ جو قیامت سے بہت پہلے ظاہر ہوں گی۔ جنہیں علامات صغریٰ کہا جاتا ہے اور دوسری وہ جو قیامت کے بہت قریب ظاہر ہوں گی جنہیں علامات کبریٰ کہا جاتا ہے۔ جو علامتیں اوپر ذکر کی گئی ہیں ان میں بھی قادیانیوں نے دجل آمیزی کی ہے۔ دجل نہ بھی ہوتا تو بھی یہ تمام کی تمام علامات صغریٰ ہیں جو قیامت سے بہت پہلے ظاہر ہونا تھیں۔ اکثر ظاہر ہو چکی ہیں۔ ابھی بہت کچھ باقی ہیں جو یقیناً ظاہر ہوں گی۔ ان کے بعد علامات کبریٰ ظہور میں آئیں گی۔ جیسے ظہور مہدی، نزول عیسیٰ علیہ السلام، خروج دجال، خروج دابۃ الارض، خسف، کسف اور آخری علامات ''طلوع الشمس من مغربھا'' (سورج کا بجائے مشرق کے مغرب سے نکلنا) اور باب توبہ کا بند ہونا اور پھر قیامت کا قیام۔ یہ علامات کبریٰ احادیث سے محدثین نے قریباً دس بیان کی ہیں۔ غرض ان علامات صغریٰ و کبریٰ کو خلط کرنا قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔ علامات صغریٰ میں سے بعض کو لے کر دلیل قائم کرنا کہ علامات کبریٰ (ظہور مہدی) ظاہر ہوگئی ہیں۔ پس وہ مرزا قادیانی ہے اس کو کہتے ہیں ۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا

پھر قادیانی اپنی عقل کو دہائی دیں کہ اگر ان علامات سے ثابت ہوا کہ مہدی آ گئے تو احادیث کے مطابق ان کے بعد مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع شمس ہوگا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ تمہارے مزعومہ مہدی (مرزا قادیانی) کو آنجہانی ہوئے ایک صدی بیت گئی۔ پھر قیامت کیوں قائم نہ ہوئی؟ معلوم ہوا کہ ان علامات سے ظہور مہدی کی دلیل قائم کرنا دجل وکذب ہے۔ علامات صغریٰ علیحدہ امر ہے۔ علامات کبریٰ علیحدہ امر ہے۔ مہدی کا آنا اور قیامت کا نہ آنا یہ مرزائیوں کے کذب پر دلیل صریح ہے جو ان پہ استدلال کو جڑ سے اکھیڑ رہی ہے۔ البتہ اہل اسلام کے لئے وجہ اطمینان ہے کہ ہمارے نبی علیہ السلام کی احادیث وفرامین کے مطابق ان علامتوں اور ان جیسی دوسری سینکڑوں علامتوں کے ظہور کے بعد علامات کبریٰ کا ظہور ہوگا اور پھر قیامت قائم ہوگی۔ ان علامات صغریٰ کے بعد جب حضرت مہدی علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو تمام برائیاں دور ہو جائیں گی۔ دنیا ایک دفعہ پھر منہاج نبوت پر مبنی معاشرہ کا نظارہ کرے گی۔ اگر قادیانیوں کے بقول مہدی آ گیا تو کیا دنیا نے منہاج نبوت پر مبنی معاشرہ دیکھ لیا۔ منہاج نبوت پر مبنی معاشرہ تو درکنار، دنیا بھر کا معاشرہ تو بجائے خود، مرزائی مرزا کے گھر کی خبر لیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے مریدوں کے متعلق کیا خوب منظر کشی کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی نے ۲۷؍دسمبر ۱۸۹۳ء کے جلسہ کے ملتوی ہونے کا اشتہار دیا جو ان کی کتاب ''شہادت القرآن'' کے آخر پر ملحق طبع ہوا ہے۔ (شہادت القرآن ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۶ ص۳۹۵،۳۹۶) پر مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے متعلق (جو مرزا قادیانی کے نام نہاد صحابی تھے) تحریر کیا۔

''اخی مکرمی حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوص کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آئیں اور انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لئے اکٹھے کروں۔ یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں۔ ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں۔ بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو دو سو سے کس قدر زیادہ ہیں۔''

قادیانی صاحبان! لیجئے آپ کے مہدی نے اپنی جماعت کے دو سو افراد کے علاوہ باقی سب قادیانیوں کو جو آپ کے مہدی (مرزا قادیانی) کے ہاتھ پر بیعت بھی کر چکے تھے۔ ان کو درندوں سے بدتر قرار دے دیا۔ درندوں سے بدتر...... کی زد میں یہ قادیانی ہوئے۔ درندے، خنزیر، بھیڑیئے اور یہ ان سے بھی بدتر کمال ہوگئی۔ جناب! یہ مہدی ہے اور یہ اس کا عدل وانصاف سے زمین کو بھرنے کا کارنامہ ہے۔ سوچئے اور بار بار سوچئے اس کو کہتے ہیں کہ ''جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے'' مرزا قادیانی اپنی جماعت قادیانیوں کے متعلق اور خوب بولے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

ممکن ہے کہ کوئی قادیانی کہہ دے کہ یہ تو مرزا قادیانی کے زمانہ کی بات تھی۔ بعد میں قادیانی اچھے ہوگئے۔ تو لیجئے یہ حوالہ بھی پڑھ لیں۔ مرزا قادیانی نے ایک پیش گوئی کو اپنے پر منطبق کرتے ہوئے تحریر کیا: ''اس کے مرنے کے بعد نوع انسانی میں علت سقم سرایت کر جائے گی۔ یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہو جائے گی اور وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔ پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔''　(تریاق القلوب مصنفہ مرزا ص۱۵۵، خزائن ج۱۵ ص۴۸۳)

لیجئے صاحب! بقول مرزا قادیانی کے اس زمانہ کے قادیانی درندوں سے بدتر اور اس کے (مرزا قادیانی کے) مرنے کے بعد پیدا ہونے والے قادیانی وحشیوں سے مشابہ ہیں۔ جن میں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہ ہے۔

جواب: ۳...... اس یک ورقی میں دیگر علامتوں کے علاوہ ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ عورتیں باوجود لباس کے ننگی ہوں گی۔اس پر ذیل کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

’’وہ بھی کپڑے ہیں جو یورپ کی عورتیں پہنتی ہیں۔جن کا نام اگرچہ کپڑا ہوتا ہے مگر جسم کا ہر حصہ اس میں سے ننگا نظر آتا ہے۔جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال آیا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقعہ نہ ملا۔واپسی پر جب ہم فرانس آگئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یوربین سوسائٹی عریانی سے نظر آسکے۔وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔چوہدری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔میری نظر چونکہ کمزور ہے اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔میں نے چوہدری صاحب سے کہا کیا یہ ننگی ہیں۔انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔مگر باوجود اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں تو یہ بھی ایک لباس ہے۔اس طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے لباس گاؤں ہوتے ہیں۔نام تو اس کا بھی لباس ہے۔مگر اس میں سے جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا نظر آتا ہے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸؍جنوری ۱۹۳۴ء)

مہدی کے آنے سے قبل ایسے لباس ہوں گے یا مہدی کے آنجہانی ہونے کے بعد اس کے خلیفہ ان عریاں لباسوں کو دیکھیں گے؟ اس کا جواب قادیانیوں کے ذمہ ہے۔

قادیانی سوال:۳۵

قادیانی رسالہ یک ورقی میں ہے کہ مہدی کے زمانہ میں ایک دم دار ستارہ نکلے گا اور یہ کہ وہ ۱۸۸۸ء میں نکلا۔

جواب: اس دم دار ستارہ کا حضرت مہدی علیہ الرضوان سے کیا تعلق؟ اس کا حوالہ قادیانی پی گئے۔ورنہ اس کی حقیقت مرزا قادیانی کی خودساختہ مہدویت کے پرخچے اڑا دیتی۔لیجئے! اگر دم دار ستارے ہی مہدی کی علامت ہیں تو مرزا قادیانی کو مرکر صدی ہوئی۔آنجہانی جہنم مکانی ہوگیا۔مگر دم دار ستارے ابھی ظاہر ہورہے ہیں۔ابھی حال میں دو ماہ ہوئے ایک دم دار ستارہ مشرق سے مغرب کی طرف حرکت کر کے غروب آفتاب کے بعد ظاہر ہوتا رہا ہے۔بہت سے لوگوں نے دیکھا خود فقیر (اللہ وسایا) نے بھی دیکھا ہے۔اب فرمایئے کہ اس دم دار ستارے کا مہدی کون ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ!

قادیانی سوال:۳۶

رفع کا معنی: رفع کے حقیقی اور لغوی معنی جب کہ رفع کا مورد کوئی جسم ہوتا ہے تو رفع جسمانی ہی کے ہوتے ہیں۔’’قال الراغب فی المفردات الرفع یقال تارۃ فی الاجسام الموضوعۃ اذا أعلیتھا من مقرھا نحو رفعنا فوقکم الطور، وقولہ تعالٰی اللّٰہ الذی رفع السمٰوٰت بغیر عمدٍ، وتارۃ فی البناء اذا اطولتھا نحو قولہ تعالٰی واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمعیل، وتارۃ فی الذکر اذا نوھتہ نحو قولہ تعالٰی ورفعنا لک ذکرک، وتارۃ فی المنزلۃ اذا شرفتھا نحو قولہ تعالٰی رفعنا بعضھم فوق بعض درجت، نرفع درجت من نشاء ہ رفیع الدرجت انتھی کلامہ‘‘ (تاج العروس ج۱۱ص۱۸۱، مفردات ص۱۹۹)

''امام راغب نے مفردات میں فرمایا ہے کہ رفع کا کبھی جسم میں استعمال ہوتا ہے جس کو تو اس کی جگہ سے اوپر اٹھائے جیسے:''رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْر (البقرة:٦٣)''یعنی ہم نے تمہارے اوپر طور کو اٹھالیا اور''قوله تعالى الله اَلَّذِىْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ (الرعد:٢)''یعنی وہ ذات جس نے بغیر ستون کے آسمانوں کو اٹھالیا، اور کبھی بنا میں استعمال ہوتا ہے جس کو تو طویل کرے۔ جیسے''اِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْل (البقرة:١٢٧)'' یعنی جب ابراہیم واسماعیل علیہم السلام بیت اللہ شریف کی بنیاد کو اٹھاتے تھے، اور کبھی ذکر میں استعمال ہوتا ہے جب تو اس کی مدح کرے اور اس کو شہرت اور عزت دے جیسے''رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح:٤)''یعنی ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا، اور کبھی مرتبہ میں استعمال ہوتا ہے جب تو کسی کو بلند درجہ عطاء کرے یا بلند درجہ بیان کرنا چاہے۔ جیسے''رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰت (الزخرف:٣٢)''یعنی ہم نے بعض کے مرتبہ کو بعض پر بلند کیا۔''نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَشَآءُ (انعام:٨٣)''یعنی ہم جس کو چاہتے ہیں درجہ بلند کرتے ہیں۔''رفيع الدرجٰت (غافر:١٥)''بلند مرتبہ والا۔ لہٰذا آیت:''رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ''میں کہیں درجات کا لفظ تک نہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ ہے۔ محض اپنی خود غرضی سے روح یا درجہ کا رفع مراد لینا نصوص قطعیہ سے اعراض ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔(۱)''لا يرفع ثوبه حتّٰى يدنوا من الارض ''یعنی حضور ﷺ رفع حاجت کے لئے اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ زمین کے قریب ہوتے تھے۔ (مجمع البحار ج۲ ص۳۵۷ رفع)(۲)''كان يكثر ان يرفع طرفه الى السماء ''یعنی حضور ﷺ انتظار وحی میں اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ (مجمع البحار ج۲ ص۳۵۸)(۳)''فرفع الى رسول الله ﷺ الصبى ونفسه تقعقع (مشكوٰة ص ١٥٠، باب البكاء على الميت)''یعنی لڑکے کو حضور ﷺ کی طرف اٹھا کر لایا گیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ اور تیز حرکت کر رہا تھا۔(۴)''فرفعه الٰى يده ليراه الناس ''یعنی حضور ﷺ نے پانی کو اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کیا تا کہ لوگ اس کو دیکھیں (مجمع البحار ج۲ ص۳۵۶)(۵)''لا ترفعن رؤسكن حتّٰى يستوى الرجال جلوسًا ''(حوالہ مذکورہ) یعنی حضور ﷺ نے عورتوں سے فرمایا تھا کہ اپنے سروں کو سجدے سے مت اٹھایا کرو۔ یہاں تک آدمی برابر سیدھے بیٹھ جائیں۔(۶)''ارفع يدك فرفع يده فاذا اية الرجم (بخارى ج٢ ص١٠٠٧)''یعنی عبداللہ بن سلام نے یہودی سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ تو اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اس کے نیچے آیت رجم نکلی۔(۷)''رفع يديه، رفع راسه ''کثرت سے احادیث میں آیا ہے۔(۸)(بخاری شریف ج۲ ص۵۸۷، باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة) میں عامر بن فہیرہ کا بیر معونہ کے دن شہید ہونے کے بعد بجسد عنصری آسمان کی طرف اٹھ جانا درج ہے۔''قال لقد رأيته بعد ماقتل رفع الى السماء حتى انى لا نظر الٰى السماء بينه وبين الارض ثم وضع ''یعنی میں نے قتل ہوجانے کے بعد ان کو دیکھا کہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو زمین وآسمان میں معلق دیکھا۔ پھر رکھے گئے۔(۹) حضور ﷺ نے ایک دفعہ صاحبزادی امامہ رضی اللہ عنہا بنت زینب رضی اللہ عنہا کو کندھے پر اٹھا کر نماز پڑھی۔''فاذا ركع وضعها واذا رفع رفعها ''یعنی جب رکوع کو جاتے اتار دیتے تھے اور جب سجدہ سے فارغ ہو کر اٹھتے تھے تو امامہ رضی اللہ عنہا کو کندھے پر اٹھا لیتے تھے۔ (بخاری ج۲ ص۸۸۶، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته)
(۱۰)''قد رفع اكلته الٰى فيه فلا يطعمها (بخارى ج٢ ص١٠٥٥، باب خروج النار)''یعنی اچانک قیامت قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص لقمہ منہ کی طرف اٹھائے گا وہ اس کو کھا نہیں سکے گا۔''

قادیانی سوال:۴۷

اللہ فاعل، ذی روح مفعول، توفی کا معنی موت اس چیلنج کو کوئی نہیں توڑ سکا۔

جواب: اگر کسی موقع پر دوسرے دلائل ایسے موجود ہوں جن کے پیش نظر توفی کے حقیقی معنی لئے جاسکتے ہوں یا حقیقی کے ماسوا دوسرے معنی بن ہی نہ سکتے ہوں تو اس مقام پر خواہ فاعل ''اللہ تعالیٰ'' اور مفعول ''ذی روح انسان'' ہی کیوں نہ ہو وہاں حقیقی معنی ''پورا لے لینا'' ہی مراد ہوں گے۔ مثلاً:

۱...... آیت: ''اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (زمر:۴۲)'' اللہ پورا لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جن کو ابھی موت نہیں آئی ہے۔ پورا لے لیتا ہے نیند میں۔ ''والتی لم تمت'' کے لئے بھی لفظ ''توفی'' بولا گیا یعنی ایک جانب یہ صراحت کی جارہی ہے کہ یہ وہ جانیں (نفوس) ہیں جن کو موت نہیں آئی اور دوسری جانب یہ بھی بصراحت کہا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیند کی حالت میں ان کے ساتھ ''توفی'' کا معاملہ کرتا ہے تو یہاں اللہ فاعل ہے۔ ''متوفی'' اور نفس انسانی مفعول ہے۔ ''متوفی'' مگر پھر بھی کسی صورت سے ''توفی بمعنی موت'' صحیح نہیں ہیں ورنہ تو قرآن کا جملہ ''والتی لم تمت'' العیاذ باللہ مہمل ہو کر رہ جائے گا۔ یا مثلاً:

۲...... ''وھو الذی یتوفکم بالیل ویعلم ما جرحتم بالنھار (انعام:۶۰)'' اور وہی (اللہ) ہے جو پورا لے لیتا یا قبضہ میں کر لیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو تم کماتے ہو دن میں۔ اس میں بھی کسی طرح توفی بمعنی موت نہیں بن سکتے۔ حالانکہ فاعل اللہ اور مفعول ذی روح انسانی نفوس ہیں۔ فعل توفی اور معنی نیند کے ہیں۔ یا مثلاً

۳...... آیت: ''حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا (انعام:۶۱)'' یہاں تک کہ جب آتی ہے تم میں سے ایک کسی کو موت، قبض کر لیتے ہیں یا پورا لے لیتے ہیں اس کو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) میں ذکر موت ہی کا ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی توفتہ میں توفی کے معنی موت کے نہیں بن سکتے۔ ورنہ بے فائدہ تکرار لازم آئے گا۔ یعنی ''احدکم الموت'' میں جب لفظ ''موت'' کا ذکر آچکا تو اب ''توفتہ'' میں بھی اگر توفی کے معنی موت ہی کے لئے جائیں تو ترجمہ یہ ہوگا۔ ''یہاں تک کہ جب آتی ہے تم میں سے ایک کسی کو موت، موت لے آتے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں دو بار لفظ موت کا ذکر بے فائدہ ہے اور کلام فصیح وبلیغ اور معجز تو کیا روزمرہ کے محاورہ اور عام بول چال کے لحاظ سے بھی پست اور لاطائل ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ''توفی'' کے حقیقی معنی ''کسی شئے پر قبضہ کرنا یا اس کو پورا لے لینا'' مراد لئے جائیں تو قرآن عزیز کا مقصد ٹھیک ادا ہوگا اور کلام بھی اپنے حد اعجاز پر قائم رہے گا۔''

اب ہر ایک عاقل غور کر سکتا ہے کہ یہ دعویٰ کرنا کہ ''توفی'' کے حقیقی معنی موت کے ہیں۔ خصوصاً جب کہ فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح کہاں تک صحیح اور درست ہے؟

۴...... ان تین مقامات کے علاوہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸ ''ثم توفی کل نفس بما کسبت'' پھر پورا دیا جائے گا ہر ایک نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے۔

اور سورۂ نحل کی آیت نمبر:۱۱۱ ''وتوفی کل نفس ما عملت'' اور پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے۔ میں بھی توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول ''نفس انسانی'' ہے تاہم یہاں بھی توفی بمعنی موت نہیں بن سکتے اور یہ بہت واضح اور صاف بات ہے۔ ''یا وفیت کل نفس ماکسبت وھم لا یظلمون (آل عمران:۲۵) یا فاما الذین

آمنوا وعملوا الصلحت فیوفیهم اجورهم (آل عمران:۵۷) ’’غرض ان آیات میں باوجود اس امر کے کہ ’’توفی‘‘ کا فاعل اللہ تعالیٰ اور اس کا مفعول انسان یا نفس انسانی ہے پھر بھی باجماع اہل لغت وتفسیر ’’موت کے معنی‘‘ نہیں ہوسکتے۔ خواہ اس لئے کہ دلیل اور قرینہ اس معنی کے خلاف ہے اور یا اس لئے کہ اس مقام پر توفی کے حقیقی معنی (پورا لے لینا) یا قبض کر لینا کے ماسوا ’’موت کے معنی‘‘ کسی طرح بن ہی نہیں سکتے۔

تو مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ ’’توفی‘‘ اور ’’موت‘‘ مرادف الفاظ ہیں یا یہ کہ توفی کا فاعل اگر اللہ تعالیٰ اور مفعول انسان یا نفس انسانی ہو تو اس جگہ صرف ’’موت‘‘ ہی کے معنی ہوں گے۔ دونوں دعویٰ باطل اور نصوص قرآن کے قطعاً مخالف ہیں۔ ’’فهاتوا برهانکم ان کنتم صدقین‘‘

۵...... قاعدہ: مرزا قادیانی نے یہ قاعدہ افتراء کیا ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں یہ قاعدہ مذکور نہیں۔ زیادہ نہیں چودہ صدیوں کے مسلمہ مجددین میں سے کسی ایک مجدد کی کتاب سے ہی قادیانی یہ قاعدہ دکھادیں ورنہ اقرار کریں کہ یہ مرزا قادیانی کی دجالانہ اختراع تھی۔

۶...... مرزا قادیانی نے کہا کہ اللہ فاعل ذی روح مفعول توفی کا معنی سوائے موت کے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ گویا مرزا قادیانی نے اعتراف کر لیا کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔ ورنہ ان شرائط کی کیا ضرورت تھی؟

بالفاظ دیگر مرزا قادیانی نے تسلیم کر لیا کہ توفی میں جہاں اللہ فاعل نہ ہو۔ یا ذی روح مفعول نہ ہو وہاں اس کا معنی موت نہیں ہوگا۔ مرزا قادیانی کا اتنی بات تسلیم کرنا دلیل ہے۔ اس امر کی کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔ ورنہ حقیقی معنی کبھی شرائط کا محتاج نہیں ہوتا۔

۷...... مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ ص۵۱۹، خزائن ج۱ ص۶۲۰) پر لکھا ہے: ’’یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك ‘‘میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا۔‘‘ لیجئے! اللہ فاعل ذی روح مفعول لفظ توفی لیکن خود مرزا قادیانی نے معنی موت نہیں کیا۔

مرزائیوں کو چیلنج

اگر قاعدے ہی بنانے ہیں تو پھر ہمارا دعویٰ سنیں۔

۱...... اگر فعل توفی رفع کے ساتھ مستعمل ہو اور فاعل دونوں کا اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول جسم ذی روح ذات واحد تو وہاں صرف اخذ جسم مع رفع جسم ہی کے معنی ہوں گے۔ کوئی دنیا کا قادیانی اس قاعدہ کو توڑ کر دکھائے۔

۲...... اب ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر توفی باب تفعل ہو۔ اللہ اس میں فاعل ہو اور ذی روح اس کا مفعول یہ ہو جو بن باپ پیدا ہوا ہے وہاں پر توفی کا معنی پورا پورا لینا اور اٹھانا ہوگا۔ وہاں موت کا معنی نہیں ہوگا۔ کوئی قادیانی میدان میں آئے جو ہمارے اس قاعدے کو توڑ کر منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ اگر قادیانی کہیں کہ یہ قاعدہ کہاں لکھا ہے؟ تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ علم نحو کی جس کتاب میں مرزا قادیانی کا قاعدہ لکھا ہوا ہے اس کے اگلے صفحہ پر ہمارے یہ قاعدے بھی لکھے ہوئے ہیں۔

مرزا قادیانی کا چیلنج قبول

مرزا قادیانی نے لکھا: ’’اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا حدیث رسول سے یا اشعار وقصائد نظم ونثر قدیم وجدید

عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خداتعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذی روح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر پایا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپے نقد دوں گا۔" (ازالہ اوہام ص ۹۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰۳)

آنحضرت ﷺ سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک انصاری کے جواب میں فرمایا: "اذا رمی الجمار لا یدری احد ماله حتّٰی یتوفّاه اللّٰه عزوجل یوم القیامة" جب کوئی رمی جمار (شیطانوں کو کنکریاں مارنا) کرتا ہے تو نہیں جانتا کہ اس کا کیا اجر ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے پورا پورا (اجر) دیں گے۔

(الترغیب والترہیب للمنذری ج ۲ ص ۱۶۰، باب ترغیب وقوف بعرفۃ والمزدلفۃ وفضل یوم عرفۃ، موارد الظمآن ص ۲۴۰، حدیث نمبر ۹۶۳)

لیجئے اس روایت میں مرزا قادیانی کی مطلوبہ تمام شرائط موجود ہیں اور توفی کا معنی موت مرزا قادیانی تو درکنار اس کا باپ بھی اس روایت میں نہیں کرسکتا۔

قادیانیوں کو چیلنج

مرزا غلام احمد قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۵۴۰، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰) پر لکھا ہے: "توفی کا معنی روح کو قبض کر لینا اور جسم کو بے کار چھوڑ دینا" اس پر ہمارے مخدوم حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (غایت المرام ص ۷۹) پر مرزا قادیانی کو چیلنج دیا کہ: "ہم حیران ہیں کہ توفی کے معنی صرف "قبض روح" کس لغت میں ہیں۔ اگر براہ عنایت مرزا قادیانی کسی مستند کتاب لغت میں یہ الفاظ لکھے دکھا دیں کہ توفی کے معنی "صرف قبض روح اور جسم کو بے کار چھوڑ دینے" کے ہیں تو وہ ایک ہزار روپیہ کا انعام پانے کے مستحق ہوں گے۔ اس رقم میں "سراج منیر" بخوبی چھپ سکتا ہے۔"

(احتساب قادیانیت ج ۶ ص ۲۳۵، ۲۳۶)

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مرزا قادیانی زندہ تھا۔ "سراج منیر" اپنی کتاب چھاپنے کے لئے چندہ کی اپیلیں کر رہا تھا۔ مرزا قادیانی اس چیلنج کو قبول کرنے سے عاجز رہا۔ اب ہم مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ادنیٰ خادم ہونے کے ناتے پوری قادیانیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ اس چیلنج کو قبول کرو اور ہم سے انعام پاؤ۔ نکلو میدان میں۔ مرد میدان بن کر سامنے آؤ اور مرزا قادیانی کی پیشانی سے ذلت وندامت کے داغ کو دھونے کے لئے کوشش کرو۔ مگر قیامت تک ایسا نہ کرسکو گے۔ "ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین"

قادیانی سوال: ۳۸

رحمت عالم ﷺ کی وفات پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی بلکہ آپ کو اس طرح اٹھایا جائے گا، جیسا کہ مسیح علیہ السلام اٹھائے گئے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے "قد خلت من قبله الرسل" قرآنی آیت پڑھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آنحضرت ﷺ کی وفات پر یقین ہوگیا۔ گویا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوگیا۔

جواب: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر سے ایسے وارفتہ ہوئے کہ اس پر یقین کرنا ان کے لئے مشکل ہوگیا۔ چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء ایسا متفق علیہ ومشہور عقیدہ تھا کہ اس پر

قیاس کیا کہ آپ ﷺ کا ایسے رفع ہوگا جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر استدلال کیا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا انکار نہیں کیا۔ ورنہ مقیس علیہ کا انکار کرنے سے مقیس کا خود انکار ہو جاتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا کہاں رفع ہوا؟ اس سے آنحضرت ﷺ کے رفع کی خود بخود تردید ہو جاتی۔ سیدنا ابوبکرؓ نے رفع عیسیٰ کا انکار نہیں کیا۔ صرف آنحضرت ﷺ کے وصال کو ثابت کیا۔ اس پر تمام صحابہؓ خاموش رہے۔ گویا اجماع ہو گیا صحابہ کرامؓ کا اس امر پر کہ عیسیٰ علیہ السلام کا رفع برحق ہے۔

قادیانی سوال:۳۹

بخاری شریف کی روایت ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ فرمائیں گے:''فاقول کما قال العبد الصالح کنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم''پس عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی توفی ایک جیسی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی توفی سے مراد موت ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کی توفی موت کیوں نہیں؟

جواب: پہلے تو بخاری شریف کی روایت مکمل نقل کرتے ہیں جو یہ ہے:''انه یجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب اصیحابی فیقال انك لا تدری ما احد ثوابعدك فاقول کما قال العبد الصالح کُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَادُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ (بخاری ج۲ ص٦٦٥، باب قوله وکنت علیهم شهیدا)''میری امت کے بعض لوگ پکڑے جائیں گے اور بائیں طرف یعنی جہنم کی طرف ان کو چلایا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے رب یہ تو میرے صحابیؓ ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ کو اس کا علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کچھ کیا۔ پس میں ویسے ہی کہوں گا۔ جیسا کہ عبد صالح یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے بہ تمامہ بھرپور لے لیا تھا اس وقت آپ نگہبان تھے۔

جواب: یہ تو پہلے قرآن کے اسی رکوع سے اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے حتیٰ کہ مرزا قادیانی کے قول سے معلوم ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن فرمائیں گے اور حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی اسی حدیث میں ظاہر ہے کہ قیامت کے دن حوض پر فرمائیں گے۔ اب رہا کہ یہ صیغہ ماضی کا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے لئے''قال''اور اپنے لئے''اقول''اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قول قیامت میں پہلے ہو چکے گا اور حضور ﷺ کا یہ واقعہ بعد کو پیش آئے گا۔ تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ویسے ہی کہوں گا جیسا کہ اس سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ یعنی قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی ماضی حضور ﷺ کے قول کے اعتبار سے ہے۔

جواب: ۲...... دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے جب یہ حدیث بیان فرمائی تھی تو سورۂ مائدہ جس میں یہ حکایت مذکور ہے پہلے نازل ہو چکی تھی اور تمام صحابہؓ نے اس حکایت کو سن لیا تھا۔ اب حضور ﷺ اس حکایت کو محکی عنہ بنا کر بیان فرماتے ہیں۔ یعنی''فاقول کما قال العبد الصالح فی سورة المائدة''

جواب: ۳...... یہ غلط ہے کہ حضور ﷺ کی توفی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی ایک ہی صورت کی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو حضور ﷺ یہ فرماتے:''فاقول ما قال العبد الصالح''حالانکہ''فاقول کما قال''صرف قول میں تشبیہ ہے مقولہ میں نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے یعنی اسی قسم کا قول میں بھی کہوں گا نہ یہ کہ وہی قول کہوں گا مشبہ اور مشبہ بہ میں تغائر

ضروری ہے۔ ادنیٰ مشارکت سے تشبیہ متحقق ہو جاتی ہے۔ جیسے کالاسد بہادری میں تشبیہ ہے نہ کہ من کل الوجوہ جیسے دم۔ ٹانگ، کھال۔ پس اس حدیث کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی غیر حاضری کا عذر کریں گے میں بھی اپنی غیر حاضری کا عذر کروں گا نہ کہ وہی الفاظ کہوں گا جو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہے ہوں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول مرزا قادیانی جس سوال کا یہ جواب ہے یہ سوال ہوگا۔ ''ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ (مائدہ:۱۱۶)'' اور حضور ﷺ سے ہرگز یہ سوال نہ ہوگا تو پھر یہ بعینہٖ جواب بھی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ حضور ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کے قول کے مانند کہیں گے اور غیر حاضری کا عذر دونوں فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی یعنی غیر حاضری وعدم موجودگی بطور اصعاد الی السماء ہوئی اور حضور ﷺ کی توفی یعنی غیر حاضری وعدم موجودگی بطور توفی بالموت کے، تشبیہ کے لئے اس قدر بھی تغائر کافی ہے۔

<u>جواب:</u> ۴...... اگر کوئی عیسائی اعتراض کرے کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑے پٹوائے گئے اور طمانچے مارے گئے۔ صلیب پر چار میخ کر کے عذاب دیئے گئے اور صلیب پر اس کی جان نکلی تھی۔ جیسا کہ اناجیل میں ہے کہ یسوع نے بڑے زور سے چلا کر جان دی اور اس کی توفی وقوع میں آئی۔ اسی طرح نعوذ باللہ محمد ﷺ کی توفی ہوئی ہوگی اور یہی آپ کی دلیل پیش کرے کہ جیسے کہ مسیح علیہ السلام کی توفی ہوئی۔ اسی طرح محمد ﷺ کی توفی وقوع میں آئی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی توفی اور عیسیٰ علیہ السلام کی توفی ایک ہی صورت کی تھی تو مرزا قادیانی اور مرزائی بتادیں کہ اس عیسائی کو وہ کیا جواب دیں گے؟ آیا ایسی تذلیل اور عذاب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہوئے ویسے ہی حضرت خلاصہ موجودات افضل الرسل ﷺ کے واسطے ہونے قبول کریں گے یا اپنی اس دلیل کی اصلاح کریں گے کہ دونوں کی توفی ایک ہی قسم کی نہ تھی؟

<u>جواب:</u> ۵...... کلمہ ''کما'' کے ماقبل ومابعد کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہر طرح اور ہر وصف اور ہر حکم میں ایک جیسے ہوں۔ بلکہ بسا اوقات ان کی کیفیتوں میں بہت مغائرت ہوتی ہے۔ جیسے آیت کریمہ: ''کما بدأنا اوّل خلق نعیدہ (الانبیاء)'' یعنی جس طرح ہم نے پہلی دفعہ پیدا کر لیا تھا۔ اسی طرح پھر دوسری دفعہ بھی پیدا کر لیں گے۔ جو اس حدیث کی کتاب صحیح بخاری میں موجود ہے۔ پہلی دفعہ کی پیدائش اور قیامت کی پیدائش کو کلمہ کما سے ذکر کیا تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلے گا کہ پہلی دفعہ ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفہ سے پیدا ہوئے تھے تو پھر قیامت کو بھی اسی طرح پیدا ہوں گے۔ معاذ اللہ! پہلی دنیوی پیدائش، دوسری اخروی پیدائش۔ دونوں کے لئے لفظ ''کما'' آیا۔ مگر ان میں مماثلت صرف اس امر میں ہے کہ یہ دونوں باتیں اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہیں۔ جس طرح پہلی پیدائش کو تم دیکھ چکے اس طرح دوسری دفعہ (موت کے بعد) زندہ کرنا بھی اس خالق علیم کی قدرت سے باہر نہیں۔ دونوں تخلیقوں کے لئے لفظ کما آیا لیکن کیفیات میں فرق ہے۔ اس طرح ''اقول کما قال'' میں دونوں کے لئے کما ہے۔ مگر قول دونوں حضرات کے مختلف ہوں گے۔

<u>جواب:</u> ۶...... اسی آیت میں ''فلما توفیتنی'' سے قبل ''تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك'' ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ دونوں کے لئے ایک ہی لفظ نفس استعمال ہوا ہے تو معاذ اللہ اس سے کیا یہ لازم آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نفس اور اللہ تعالیٰ کا نفس ایک جیسے ہیں۔ اسی طرح گو ایک ہی لفظ توفی دونوں کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ مگر ہر دو کے حالات مخصوصہ جو دلائل خارجہ سے ثابت ہیں ان پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی توفی رفع الی السماء سے اور آنحضرت ﷺ کی توفی موت سے ہوئی۔ آپ ﷺ کی توفی بخاری ''باب وفات النبی ﷺ وموضعہ'' نے متعین کر دی اور عیسیٰ علیہ السلام کی متوفیك کے بعد رافعك نے متعین کر دی۔

قادیانی سوال: ۴۰

کیا اس بات میں امت محمدیہ ﷺ کی جو خیر الامت ہے اور اس کی شان میں ہے: ’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل‘‘ ہتک نہیں ہے کہ اصلاح امت محمدیہ ﷺ کے لئے ایک نبی کو محفوظ رکھا جائے اور امت میں کوئی لائق نہیں کہ اصلاح کرے اور خدا کو نبی بھیجنا پڑے۔ کیا یہ کام امت محمدیہ ﷺ کا مجدد نہیں کرسکتا۔

جواب: ۱...... چونکہ حضرت عیسیٰ نبی امتی بن کر آئیں گے۔ جیسا کہ حدیثوں میں مذکور ہے یہ امت محمدی کا فخر اور عزت ہے کہ اس میں ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام شامل ہوتا ہے اور اپنی دعا سے شامل ہوتا ہے۔ دیکھو انجیل برنباس: ’’اے رب بخشش کرنے والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم (عیسیٰ علیہ السلام) کو قیامت کے دن اپنے رسول ﷺ کی امت میں ہونا نصیب فرما۔‘‘ (فصل ۲۱۲ص ۱۹۴)

اب بتاؤ کہ یہ امت محمدیہ ﷺ کی ہتک ہے یا علو درجہ کا ثبوت ہے کہ ایک نبی دعا کرتا ہے کہ اے خدا مجھ کو امت محمدی ﷺ میں ہونا نصیب فرما۔

جواب: ۲...... کس قدر عالی مرتبہ اس امت کا ہے کہ عیسائیوں کا خدا اس امت کا ایک فرد ہوکر آتا ہے۔ مگر تعصب بھری آنکھ کو یہ عزت ہتک نظر آتی ہے یہ نظر کا قصور ہے۔ آہ! کس قدر کج فہمی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے تو ہتک ہے اور مرزا قادیانی کو حضور ﷺ کے بعد نبی بنانے سے ہتک نہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علت غائی احکام دین اسلام کی تنسیخ یا شریعت محمدی ﷺ کی کمی پوری کرنا نہیں۔ حدیثوں میں بصراحت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کے واسطے اور صلیب کے توڑنے کے لئے آئیں گے۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، یہود اور نصاریٰ کی اصلاح کے واسطے آئیں گے نہ کہ دین اسلام اور امت محمدی کی اصلاح کے واسطے۔ دیکھو قرآن مجید فرمارہا ہے: ’’وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ‘‘یعنی مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔ چونکہ مجدد اسلامی امت کا وہ صرف ایک فرد ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا کہنا صرف مسلمانوں پر اثر کرسکتا ہے اور ارادۂ خداوندی میں کسر صلیب اور اصلاح یہود ہے اس لئے اسی پیغمبر علیہ السلام کو جسے ایک گروہ ان کو خدا بنا کر گمراہ ہوا اور دوسرے گروہ نے نبوت سے انکار کر کے ان کو جھوٹا نبی علیہ السلام کہا اور اپنی دانست میں ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر صلیب پر قتل کر چکے۔ خداوند تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کے زعم باطل توڑنے اور کذب ظاہر کرنے اور امت محمدی ﷺ کا رتبہ بڑھانے اور ان کی دعا قبول کرنے اور ’’لتومنن بہ ولتنصرن ‘‘ کا مصداق بنانے کے لئے ان کو مقدر کیا کہ جب وہ خود ہی زندہ اتر کر ان کے سب زعم باطل کردے گا تو وہ آسانی سے سمجھ جائیں گے اور ایسا کھلا معجزہ اور کرشمہ قدرت دیکھ کر اور دجال کو اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کرنے کے بعد آخر کار سب اہل کتاب یہود اور نصاریٰ ایمان لے آئیں گے۔

جواب: ۳...... یہ کہاں لکھا ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کی اصلاح کے واسطے آئیں گے ’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ‘‘ کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے نبی تبلیغ دین کرتے تھے اسی طرح میرے علماء امت تبلیغ دین کیا کریں گے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، یہ نہیں کہ علماء امت بنی اسرائیل کے نبیوں کے ہم مرتبہ ہوں گے یا کسی قسم کی نبوت کے مدعی ہوں گے۔ نیز یہ کہ اس روایت کی صحت بھی مخدوش ہے۔

جواب: ۴...... پہلے نبیوں میں سے ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں شامل ہو رہا ہے نہ کہ آپ ﷺ کی امت سے کسی شخص کو نبی بنایا جارہا ہے۔

قادیانی سوال:۴۱

اسی طرح ایک اور روایت مسلم وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سو سال تک تمام جاندار مر جائیں گے۔ (کنز العمال راوی جابر و مسلم)

جواب: اگر یہی ترجمہ صحیح ہے جو کیا گیا ہے تو پھر ہر ''جاندار'' میں تو جناب موسیٰ، ملائکہ علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ کیا یہ سب کے سب سو سال کے اندر اندر فوت ہو گئے تھے؟ تو صاحب جس دلیل سے تم ملائکہ کو ''ہر جاندار'' کے لفظ سے باہر کرو گے۔ اسی سے ہم مسیح کو نکال لیں گے۔ کیوں؟ کیسی کہی، ہاں! جس دلیل سے تم موسیٰ علیہ السلام کو بچاؤ گے ہم اس سے مسیح علیہ السلام کو۔

حضرات! اصل بات یہ ہے کہ مرزائی مذہب سراپا خیانت و فریب ہے۔ مرزا قادیانی کی بھی یہی عادت تھی کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث سے اپنے مطلب کو نقل کرتے۔ مگر جو فقرہ اپنی نفسانیت کے خلاف ہوتا اس کو چھوڑ دیتے۔ چنانچہ (حمامۃ البشریٰ ص۸۸، خزائن ج۷ ص۳۱۲) پر کنز العمال کی حدیث لکھتے ہیں جو ہم اسی مضمون میں بذیل ثبوت حیات مسیح لکھ آئے ہیں۔ یعنی حدیث نمبر:۸۔ مگر اس میں لفظ ''من السماء'' چھوڑ گئے۔ یہی چالاکی مرزائی مصنف نے کی ہے۔ مسلم کی حدیث جو جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ''مَا عَلَی الْاَرْض'' کا لفظ موجود ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: آج جتنے لوگ زمین پر موجود ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔

''ما علی الارض من نفس منفوسة یاتی علیها مائة سنة وهی حیة یومئذ (مسلم)'' یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے پیغمبر خدا ﷺ فرماتے تھے۔ روئے زمین پر کوئی نفس نہیں جو پیدا کیا گیا ہو اور موجود ہو۔ پھر آج سے سو برس سے گزرے اور وہ زندہ ہو۔ دوسرے حدیث صحیح مسلم کی یہ ہے کہ زمین پر کوئی شخص بھی آج کے لوگوں میں سے زندہ موجود ہو۔ (ازالہ اوہام ص۴۸۱، خزائن ج۳ ص۳۵۸)

مگر مرزائی مصنف پاکٹ بک کی خیانت ہے کہ: ''زمین پر آج کے لوگوں'' کے الفاظ اڑا کر ''ہر جاندار'' ترجمہ کر کے مسیح کی وفات ثابت کرتا ہے۔

قادیانی سوال:۴۲

''ان ینزل فیکم'' میں آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کیا ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔

الجواب: خطاب صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ عامہ امت محمدیہ تا قیامت مخاطب ہے۔ ''ابن خزیمہ و حاکم'' نے روایت نقل کی ہے: ''عن انس قال النبی ﷺ سیدرك رجال من امتی ابن مریم (کنز العمال ج۱۴ ص۳۳۵، حدیث نمبر:۳۸۸۵۴)'' یعنی میری امت کے لوگ عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پائیں گے نہ صحابہ لوگ، اور دیگر احادیث صحیحہ کثیرہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت تشریف لانا مصرح ہے۔ ملاحظہ ہوں: ''قال لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسیٰ بن مریم (مسند احمد ج۲ ص۴۹۳، ابن ماجہ ص۲۹۹، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم)''

’’لن تقوم الساعة حتی ترون قبلها عشر اٰیات ونزول عیسیٰ ابن مریم (مسلم ج۲ ص۳۹۳، کتاب الفتن) ظاهرین الٰی یوم القیامة فینزل عیسیٰ ابن مریم (مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم) کیف تهلك امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اٰخرها (مشکوٰة ص۵۸۳، باب ثواب هذه الامة) ‘‘ان تمام حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرب قیامت میں مذکور ہے اور پچھلی روایت میں امت محمدیہ کے آخر زمانہ میں مسیح علیہ السلام کا ہونا مصرح ہے نہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ چودہ سو سال کے بعد۔

قادیانی سوال:۴۳

’’مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُهٗ اَحْمَد‘‘ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میرے بعد احمد رسول ﷺ آئے گا۔ بعد سے مراد وفات ہے۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (بقره:۵۱)‘‘ یعنی تم نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد بچھڑے کو پوجا اور تم ظالم ہو۔ جو معنی اس جگہ اور جو معنی ’’بعد‘‘ کے ہیں وہی معنی کلام مسیح میں بھی۔ کیا آیت ہذا میں ’’بعد‘‘ سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہے؟ ہرگز نہیں۔

قادیانی سوال:۴۴

آنحضرت ﷺ نے شب معراج باقی انبیاء علیہم السلام میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ جب وہ فوت شدہ ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات یافتہ ہے نہیں تو انہیں بھی زندہ مانو۔

الجواب: الف...... جناب اگر ایک زندہ انسان کا وفات یافتہ روحوں میں شامل ہونا ثبوت وفات ہے تو پھر مرزا قادیانی زندگی میں ہر مرچکے تھے جو کہتے تھے کہ: (۱) ’’اس (مسیح نے) کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا۔‘‘ (ریویو ج۱ ص۳۴۸)
(۲) ’’ایک دفعہ میں نے بیداری کی حالت میں جناب رسول ﷺ کو مع حسین وعلی وفاطمہ کے دیکھا یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ج۱ ص۱۷۸، اخبار الحکم مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۲ء)

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں — کہ اس میں اک سودا برہنہ پا بھی ہے

ب...... یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اس سے تو پھر یہ لازم آئے گا کہ اس وقت خود آنحضرت ﷺ بھی فوت شدہ ہوں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کو اس دنیوی زندگی میں جسمانی معراج ہوئی۔ پس جس طرح دوسرے انبیاء کی ملاقات کے وقت آنحضرت ﷺ زندہ تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ تھے اور آسمانوں پر تھے اور آنحضرت ﷺ کو اپنے نزول قرب قیامت کی خبر دی تھی۔ جیسا کہ ’’ابن ماجہ‘‘ میں مصرح ہے۔

ج...... یہ غلط ہے کہ معراج کی رات وفات شدگان کا اجتماع تھا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام جیسے اس اجتماع میں زندہ تھے سیدنا مسیح علیہ السلام بھی تھے۔ معراج کی رات تین قسم کے حضرات کی باہمی ملاقات تھی۔ (۱) فوت شدگان کی فوت شدگان سے جیسے آدم وابراہیم علیہ السلام۔ (۲) فوت شدگان کی زندہ حضرات سے جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کی آنحضرت ﷺ سے۔ (۳) زندہ حضرات کی زندہ حضرات سے جیسے آنحضرت ﷺ کی سیدنا جبرائیل ومسیح علیہ السلام سے یا ان دونوں حضرات کی آنحضرت ﷺ سے۔ پس قادیانی استدلال باطل ہے۔

قادیانی سوال:۴۵

زمین سے آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن؟

جواب: ۱...... کہ حکماء جدید لکھتے ہیں کہ نور ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے۔

۲...... بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے۔

۳...... اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں۔

۴...... علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک وصول ممکن تھا۔

۵...... نیز جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تو نور شمس ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارض پر پھیل جاتا ہے۔ حالانکہ سطح ارضی ۲۵۳۶۳۶۳۶ ؍فرسخ ہے۔ جیسا کہ سبع شداد ص۴۲ پر مذکور ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ لہٰذا مجموعہ ۶۱۰۹۰۹۰۸ ؍کروڑ میل ہوا۔ حکماء قدیم کہتے ہیں کہ جتنی دیر میں جرم شمس بتمامہ طلوع کرتا ہے۔ اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت ۵۱۹۶۰۰ ؍لاکھ فرسخ ہوتی ہے اور ہر فرسخ چونکہ تین میل کا ہوتا ہے۔ لہٰذا مجموعہ مسافت ۱۵۵۸۸۰۰ ؍لاکھ میل ہوئی۔ نیز شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرا دے؟

۶...... آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مصرح ہے: ’’کما قال تعالٰی وَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ (النحل:۴۰)‘‘ اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا مسخر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی۔ ’’کما قال تعالٰی وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ‘‘

۷...... آج کل کے ملحدین فی گھنٹہ تین سو میل کی مسافت طے کرنے والے ہوائی جہاز پر تو ایمان لے آئے ہیں مگر نہ معلوم سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟ ہوائی جہاز بندہ کی بنائی ہوئی مشین سے اڑتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا بحکم خداوندی اڑا کر لے جاتی تھی۔ کسی بندہ کے عمل اور صنعت کو اس میں دخل نہ تھا۔ اس لئے وہ معجزہ تھا اور ہوائی جہاز معجزہ نہیں۔

۸...... مرزا قادیانی (چشمہ معرفت حصہ دوم ص۲۱۹، خزائن ج۲۳ ص۲۲۷، ۲۲۸) پر لکھتے ہیں: ’’پھر مضمون پڑھنے والے نے قرآن پر یہ اعتراض کیا کہ اس میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مسیح مع گوشت پوست آسمان پر چڑھ گیا تھا۔ ہماری طرف سے یہ جواب کافی ہے کہ اوّل تو خداوند تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔‘‘ اور (ازالہ اوہام ص۲۷۲، خزائن ج۳ ص۲۳۸) میں اپنے ایک مطلب کے ثبوت میں تورات کی عبارت استدلال پیش کرتے ہیں جس میں یہ بھی لکھا ہے: ایلیا نبی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور چادر اس کی زمین پر۔

قادیانی سوال:۴۶

حیات مسیح عقل میں نہیں آتا؟

جواب: ۱...... گو قرآن کی آیتوں، حدیثوں اور آثار صحابہؓ وتابعینؒ اور اجماع امت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اصالۃً نزول فرمائیں گے لیکن عام عقلوں میں نہیں سماتا۔ اس کے جواب میں ان کے مرشد کا یہ حکم سنا دینا چاہئے کہ (ازالہ اوہام ص۸۳۵، خزائن ج۳ ص۵۵۲) میں ہے: ''اگر قرآن وحدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔'' اور (ازالہ اوہام ص۴۷۴، خزائن ج۳ ص۲۹۳) میں ہے: ''سلف خلف کے لئے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں۔'' اگر کہا جائے کہ خدا نے خود فرمایا ہے: ''لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا (الاحزاب:٦٢)'' کہ ہم اپنی سنت جاریہ کے خلاف نہیں کرتے تو میں کہوں گا کہ اگر سنت اللہ کے یہ معنی ہیں تو بتایئے کہ پہلے سب مخلوق محض عدم میں تھے پھر پیدا کر کے کیوں سنت کو بدلا اور پھر پیدا کر کے مار ڈالنے سے سنت کو بدلا اور پھر قیامت کو زندہ کر کے اپنی سنت کو بدل ڈالے گا اور نیز آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کو بے ماں وباپ کے پیدا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ کے جو یہ بھی سنت جاریہ کے خلاف ہے اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات سب خارق عادت ہی ہوتے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ یہ مجموعہ حالت کا من حیث المجموع سنت اللہ ہے تو میں کہوں گا کہ کسی کو مار کر زندہ نہ کرنا اور بعض کو بطور خرق عادت زندہ کرنا اور کسی کو آسمان پر نہ اٹھانا اور بعض کسی کو اٹھا لینا یہ مجموعہ بھی سنت اللہ ہے۔ چنانچہ (بخاری شریف ج۲ ص۵۸۷، باب غزوۃ الرجیع وبیر معونہ) میں عامر بن فہیرہؓ کا بیر معونہ کے دن شہید ہونے کے بعد بجسد عنصری آسمان کی طرف اٹھ جانا پھر زمین پر آجانا درج ہے۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ تو سنت اللہ کے بدل دینے کو نہیں پاسکتا۔ یعنی ہماری سنت کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ ''لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ (انعام:٣٤)'' ہاں وہ خود بدل سکتا ہے اور سنت سے مراد سنت قولی یعنی وعدۂ نصرت بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی ہم اپنے وعدۂ نصرت کو نہیں بدلتے۔ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو نصرت ہی دی ہے۔ ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ وَعْدَهٗ رُسُلَهٗ'' اور نیز آیات اللہ اور سنت اللہ میں فرق ہے۔ آیات اللہ جس جگہ قرآن مجید میں آیا ہے خارق عادت ہے اور سنت اللہ سے عادت اکثریہ مراد ہے۔ فافہم!

جواب: ۲...... دین صرف عقل کی نہیں بلکہ نقل کی تابعداری کا نام ہے۔ صرف عقل کو شیطان نے استعمال کیا کہ میں آدم علیہ السلام کو کیسے سجدہ کروں۔ ''انا خیر منه'' وہ ابلیس ہوا۔

قادیانی سوال:۴۷

جیسے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بعثت سے پوری ہوئی تھی۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئی کسی دوسرے مدعی کی بعثت سے ہوسکتی ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام اسرائیلی ہی نازل ہوں بلکہ مثیل مراد ہے۔ کیونکہ پیشین گوئی میں اکثر استعارہ ہوتا ہے۔

جواب: ۱...... اوّل تو یہی غلط ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیشین گوئی کی ہے۔ کیونکہ پیشین گوئی اس کو کہتے ہیں جو کسی وجود کے ظہور سے پہلے خبر دی جائے۔ چونکہ یہود اور نصاریٰ کا باہمی اختلاف تھا۔ عیسائی کہتے تھے کہ مسیح علیہ السلام اب آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ دوبارہ اخیر زمانہ میں نزول فرمائیں گے اور یہود کہتے تھے کہ ہم

نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ’’مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ‘‘ اور ایسا ہی احادیث میں بکثرت موجود ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حیات ونزول مسیح علیہ السلام کا مسئلہ پیشین گوئی ہے اور پیشین گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں۔ بلکہ حضور ﷺ نے حیات ونزول مسیح علیہ السلام کا فیصلہ فرمایا ہے نہ کہ پیشین گوئی کی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور سرور عالم ﷺ سے چھ سو برس پہلے دنیا میں آ کر آسمان پر جاچکے تھے اور یہود اس کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے ان کو قتل کر ڈالا ہے۔ یہود اور نصاریٰ میں یہی جھگڑا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر یہ فیصلہ دیا کہ بے شک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ اخیر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے۔ پس اس فیصلہ نبوی ﷺ کے سامنے تمام امت کا سر خم چلا آیا ہے اور تیرہ سو برس سے اس پر اجماع امت ہے۔ اگر نصاریٰ کا عقیدہ اصالۃً نزول عیسیٰ علیہ السلام کا شرک تھا یا کم از کم غیر صحیح تھا تو قرآن شریف دوسرے عقائد ابن اللہ وغیرہ کی طرح اس کو بھی خوب صراحۃً رد فرما دیتا اور حضور ﷺ کی حدیث میں اس کا رد بکثرت پایا جاتا نہ کہ برعکس۔ قرآن شریف اور احادیث اس عقیدے کے ہم نوا ہوں اور یہ بھی خوب کہی کہ پیشین گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں تاکہ کوئی کاذب متنبّی بھی جھوٹا نہ ہو سکے۔ جب چاہے جس پر چاہے گڑبڑ کر کے فریب دے سکے۔ دمشق سے مراد قادیان لے سکے۔ حالانکہ خود حضور ﷺ نے بتاکید منع فرمایا ہے۔ ’’ان النبی ﷺ نھی عن الاغلوطات رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ ص۳۵، کتاب العلم)‘‘ ہاں خوابوں کی تعبیر ہوا کرتی ہے نہ صریح وحی کی۔

جواب: ۲...... تعجب یہ ہے کہ مرزا قادیانی شریعت محمدی ﷺ میں تو کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ محرف کتابوں سے اپنی تائید کرنا چاہتے ہیں کہ شاید کوئی اسی سے دھوکہ میں آ جائے۔ حالانکہ وہ خود اس کو رد بھی کر چکے ہیں۔ چنانچہ (حصہ پنجم براہین احمدیہ ص۳۲، خزائن ج۲۱ ص۴۲) میں لکھتے ہیں: پہلے نبیوں نے مسیح کی نسبت یہ پیشین گوئی کی تھی کہ وہ نہیں آئے گا جب تک کہ الیاس علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نہ آ جائے۔ مگر الیاس نہ آیا اور یسوع بن مریم نے یونہی مسیح معہود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ حالانکہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہ آیا اور جب پوچھا گیا تو الیاس علیہ السلام موجود کی جگہ یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام نبی کو الیاس علیہ السلام ٹھہرا دیا۔ تاکسی طرح مسیح موعود بن جائے...... پہلے نبیوں اور تمام راست بازوں کے اجماع کے برخلاف الیاس علیہ السلام آنے والے سے مراد یوحنا اپنے مرشد کو قرار دے دیا اور عجیب یہ کہ یوحنا اپنے الیاس علیہ السلام ہونے سے خود منکر ہے۔ مگر تاہم یسوع بن مریم علیہ السلام نے زبردستی اس کو الیاس علیہ السلام ٹھہرا ہی دیا۔ اب ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک معاذ اللہ ان دونبیوں میں کون جھوٹا ہے۔ یوحنا خود منکر ہیں کہ میں ہرگز الیاس علیہ السلام نہیں ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام زبردستی ان کو الیاس علیہ السلام ٹھہراتے ہیں کہ تو ہی وہ الیاس علیہ السلام ہے۔ یہاں پر مرزا قادیانی کا روئے سخن اور التفات جس طرف بھی ہو مگر اہل حق جانتے ہیں کہ دونوں سچے نبی علیہ السلام سے ہیں، قصہ جھوٹا ہے کتاب اللہ میں تحریف کر دی گئی ہے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ’’لا تصدقوا اھل الکتٰب ولا تکذبوھم (بخاری ج۲ ص۱۰۹۴، باب النبی لاتسئلوا اھل الکتاب) ان اھل الکتٰب بدلوا کتاب اللّٰہ وغیروہ وکتبوا بایدیھم الکتٰب وقالوا ھو من عند اللّٰہ‘‘

اور حکیم نورالدین قادیانی جو مرزا قادیانی کا اوّل جانشین تھا (فصل الخطاب ص۳۶۵) میں لکھتا ہے: ’’یوحنا اصطباعی کا ایلیا میں ہونا بالکل ہندوؤں کے مسئلہ آواگون کے ہم معنی یا اسی کا نتیجہ ہے۔‘‘ افسوس یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے دعوے کے اثبات میں اس قدر شوق ہے کہ جس بات کو ایک جگہ ثابت کرتے ہیں دوسری جگہ خود ہی اس کو رد کر دیتے

ہیں۔ جیسا موقعہ مناسب سمجھتے ہیں اسی پر زور دیتے ہیں۔

جواب: ۳...... نہیں سمجھا جاسکتا کہ کوئی مومن قرآن اس قصہ کی تصدیق کے لئے آمادہ بھی ہو کیونکہ قرآن نے خود اس قصہ کی تکذیب کر دی ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ’’یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ ِ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا‘‘ (ترجمہ از مرزا قادیانی) یعنی یحییٰ علیہ السلام سے پہلے ہم نے کوئی اس کا مثیل (یعنی جس کا نام یحییٰ علیہ السلام پر بوجہ مماثلۃ اطلاق کرسکیں) دنیا میں نہیں بھیجا۔ (ازالہ اوہام ص ۵۳۹، خزائن ج ۳ص ۳۹۰) تو پھر کیسے پہلے نبی کا نام یعنی ایلیا کا نام یحییٰ علیہ السلام پر اطلاق کیا جاسکتا ہے؟

قادیانی سوال: ۴۸

(تاریخ طبری ج ۲ص ۷۳۹) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے کتبہ کی یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔ ’’ھذا قبر رسول اللّٰہ عیسٰی علیہ السالم الی ھذہ البلاد‘‘

جواب: ۱...... (کتاب الوفاء باب: ۳۰) میں قصہ حجر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: ’’فاخرجت الیھما الحجر فقراہ فاذا فیہ اناعبداللّٰہ الاسود رسول رسول اللّٰہ عیسٰی بن مریم علیہ السلام الٰی اھل قری عرینۃ ‘‘اور باب: ۷، فصل: ۴ میں ہے۔ ’’وروی الزبیر عن موسٰی بن محمد عن ابیہ قال وجد قبر اٰدمی علی راس جاء ام خالد مکتوب فیہ انا اسود بن سوادۃ رسول رسول اللّٰہ عیسٰی بن مریم علیہ السلام الٰی اھل ھذا القریہ وعن ابن شھاب قال وجد قبر علی جماء ام خالد اربعون ذرا عافی اربعین ذراعا مکتوب فی حجر فیہ انا عبداللّٰہ من اھل نینوی رسول رسول اللّٰہ عیسٰی بن مریم علیھم السلام اِے اھل ھذہ القریۃ فادر کنی الموت فاوصیت ان ادفن فی جماء ام خالد‘‘ پس معلوم ہوا کہ یہ کسی حواری عیسیٰ علیہ السلام اسود بن سوادہ نامی کی قبر ہے اور اس پتھر پر ’’رسول رسول اللّٰہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام‘‘ لکھا ہے۔ لیکن تاریخ طبری میں قلم ناسخ سے لفظ رسول مضاف ساقط ہو گیا ہے اور مرزائیوں کا اس سے ایمان ساقط ہو گیا اور اس کو موت عیسیٰ علیہ السلام پر حجت بنالیا۔ العجب کل العجب!

جواب: ۲...... قارئین کرام! آپ کو خوشی ہوگی ہم مسکینوں کی اس محنت پر کہ جب قادیانیوں کا یہ اعتراض پڑھا تو اس کتاب کی تلاش شروع کی۔ ہمارے کتب خانہ میں اردو ترجمہ تھا۔ اصل تاریخ طبری عربی نہ تھی۔ چنانچہ ۱۱رمئی ۲۰۰۴ء کو کراچی سے کتاب عربی ایڈیشن خریدا گیا۔ ملتان دفتر آکر حوالہ تلاش کیا۔ جدید ایڈیشن دارالکتب العلمیۃ بیروت ج ۱ ص ۳۵۵ پر عبارت مل گئی۔ (الف) ص ۳۴۵ سے مصنف نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے زمانہ کے حالات قلمبند کرنے شروع کئے۔ ص ۳۴۵، ۳۴۸، ۳۵۲، ۳۵۴ (اس ص پر چار بار) سیدنا مسیح علیہ السلام کے رفع کا حضرت ابن جریر طبری نے ذکر فرمایا ہے جو دلیل ہے اس بات کی کہ وہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے رفع کے قائل ہیں۔ ’’ھذا قبر رسول اللّٰہ عیسٰی بن مریم ‘‘میں سہو ہے۔ اصل میں ’’ھذا قبر رسول رسول اللّٰہ ﷺ عیسیٰ بن مریم ‘‘تھا۔ یعنی یہ کتبہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کی قبر کا ہے۔ (ب) اس پر ایک مزید دلیل یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کئی صفحات تک سیدنا مسیح علیہ السلام کے حواریوں کا ذکر ہے۔

جواب: ۳...... ہم مسیح علیہ السلام کی حیات رفع الی السماء ونزول الی الارض پر قرآنی دلائل میں ابن جریر کی تفسیر کے بیسیوں حوالے نقل کر چکے ہیں۔اس کے باوجود قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ تمام بحث کو اسی کتاب تاریخ طبری پر منحصر کر لیتے ہیں جو تاریخ طبری کہہ دے وہ آپ بھی مان لیں۔ہم بھی بسروچشم تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیجئے! (تاریخ طبری کی اسی ج۱ ص۴۹۵) پر حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت موجود ہے۔''اِنَّ اللّٰہَ رَفَعَہٗ بِجَسَدِہٖ وَاِنَّہٗ لَحَیٌّ الان'' تحقیق اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جسم سمیت اٹھالیا اور وہ اس وقت تک زندہ ہیں۔غرض قادیانیوں میں انصاف نام کی کسی چیز کی کوئی رمق باقی ہے تو وہ اس صریح عبارت اور ابن عباسؓ وابن جریرؒ کے فیصلہ کے مطابق اپنا عقیدہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔''ھو الھادی وھو یھدی الی السبیل الحق اٰمین بحرمۃ النبی الکریمﷺ''

قادیانی سوال:۴۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر از روئے احادیث؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے چار حصے ہیں۔ بعثت نبوت سے پہلے، زمانہ بعثت نبوت، زمانہ رفع، زمانہ بعد نزول، قبل از بعثت کا زمانہ اور اس کی تعیین کا ذکر حدیثوں میں کہیں نہیں اور زمانہ رفع کا بھی بوجہ غیر متعلق ہونے کے احادیث میں مذکور نہیں اور زمانہ بعثت نبوت کا ذکر احادیث میں آیا ہے:''اخرج ابن سعد عن ابراھیم النخعی قال قال رسول اللہ ﷺ یعیش کل نبی نصف عمر الذی قبلہ وان عیسٰی علیہ السلام مکث فی قومہ اربعین عامًا (خصائص الکبریٰ وکنزالعمال ج۱۱ ص۴۷۸، حدیث:۳۲۲۶۰، الباب الثانی فی فضائل سائر الانبیاء، فصل اوّل من الاکمال) یا فاطمۃؓ انہ لم یبعث نبی علیہ السلام عمر الذی بعدہ نصف عمرہ وان عیسٰی بن مریم علیہ السلام بعث رسولًا لاربعین وانی بعثت لعشرین (کنزالعمال ج۱۱ ص۴۷۸، حدیث:۳۲۲۵۹، باب ایضًا)''

یعنی ہر نبی کی عمر بعثت پہلے نبی کی عمر بعثت سے نصف ہوتی ہے۔ چنانچہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مبعوث ہوکر چالیس برس اپنی قوم میں ٹھہرے اور میں بیس بس کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

اور نزول کے بعد کا زمانہ بھی احادیث میں مذکور ہے:''عن ابی ھریرۃؓ مرفوعًا ینزل عیسٰی علیہ السلام...... فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفٰی (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، باب ذکر الدجال) عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسٰی بن مریم علیہ السلام الٰی الارض...... ویمکث خمسًا واربعین سنۃ ثم یموت الخ رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء (مشکوٰۃ ص۴۸۰، باب نزول عیسٰی علیہ السلام)'' اور حضرت ابن عمرؓ سے ایک دوسری روایت بھی ہے۔''عن ابن عمرؓ انہ یمکث فی الارض (بعد نزولہ) سبع سنین لیس بین اثنین عداوۃ (مشکوٰۃ ص۴۸۱، باب لاتقوم الساعۃ الاعلی شرار الناس)'' ''یعنی عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول بحساب شمسی ۴۰ برس اور حساب قمری سے جبر کسر کے ساتھ ۴۵ برس زمین پر رہیں گے اور ان چالیس میں ۷ برس دجال کے قتل کرنے کے بعد اور ملت واحدہ ہونے کے بعد جیسا کہ ''صفت لیس بین اثنین عداوۃ'' دلالت کرتی ہے۔زمین پر رہیں گے جیسے کہ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بعثت ۴۰ برس تھا اور حضور ﷺ کا اس کے نصف ۲۰ کیونکہ بعد کے نبی کا زمانہ بعثت پہلے نبی کے زمانہ

بعثت سے نصف ہوتا ہے۔ ایسے ہی کل عمر کے متعلق بھی جو زمین پر گزری اور گزرے گی۔ احادیث میں ہے جو یہی اختلاط بین الناس کا زمانہ ہے۔ ''انه لم یکن نبی کان بعده نبی الاعاش نصف عمر الذی قبله وان عیسیٰ بن مریم علیه السلام عاش عشرین ومأة وانی لا رانی الا ذاهبًا علی رأس الستین (کنزالعمال ج ۱۱ ص ۴۸۷، حدیث: ۳۲۲۶۲، باب ایضاً) ''یعنی بعد کے نبی کا زمانہ معیشت پہلے نبی کے زمانہ معیشت سے نصف ہوتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ معیشت ۱۲۰ برس ہوا اور میرا خیال ہے کہ میں ۶۰ برس کے شروع پر انتقال کرنے والا ہوں۔ (اور عمر عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ۳۳ برس کی روایت تو مرفوعاً کہیں ثابت نہیں بلکہ اس کو قول نصاریٰ بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ شرح مواہب وزاد المعاد وجمل میں مشرح لکھا ہے اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جلالین میں ۳۳ برس لکھا اور مرقاۃ الصعود میں اپنا رجوع نقل کرتے ہیں) اور لفظ عاش ماضی لانے کی یہ وجہ ہوئی کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے حق میں تو ماضی ہی صادق تھا اور بحق عیسیٰ علیہ السلام دو حصوں یعنی زمانہ قبل از بعثت اور زمانہ بعثت قبل از رفع کے اعتبار سے تو صادق ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف تنصیف عمر بیان کرنی منظور تھی۔ لہٰذا حصہ ثالثہ یعنی زمانہ بعد نزول کو ماضی ہی میں لپیٹ دیا تاکہ بیان تنصیف عمر میں تطویل لاطائل نہ اختیار کرنی پڑے اور تنصیف کل عمر اور تنصیف عمر نبوت ہر دو اعتبار سے مع رعایت اختصار مستقیم ہوجائے اور سلسلہ نظم عبارت بھی بحال رہے۔ سبحان اللہ! کس قدر بلاغت ہے۔ جب کہ یہ بات صاف ہوگئی کہ کل عمر جو زمین پر گزرے گی وہ ایک سو بیس برس ہے اور چالیس برس بحذف کسر بعد نزول زمین پر رہنے کی مدت ثابت ہے اور چالیس برس بعثت کے زمانہ کی بھی ثابت ہے۔ یہ ۸۰ برس تو احادیث سے معلوم ہوگئے باقی رہے چالیس۔ معلوم ہوا کہ یہ زمانہ قبل بعثت کا ہے۔ کیونکہ آپ کی چالیس برس کی عمر میں بعثت ہوئی ہے جو کہ یہی عمر انبیاء ورسل کی بعثت کی مقرر ہے۔ جیسا کہ (زاد المعاد بر حاشیہ شرح مواہب ج۱ ص۶۴) پر مذکور ہے اور جب یہ معلوم ہوگیا تو اب یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آپ کا رفع اسی برس کی عمر میں ہوا۔ چنانچہ اصابہ میں سعید بن مسیّب سے اسی طرح مذکور ہے اور چالیس برس بعد نزول رہ کر ۱۲۰ برس ہوئے۔ یہ سب عمریں بحذف کسر ہیں اور بعض علماء نے ۱۲۰ برس میں رفع فرمایا ہے اور ۴۰ برس جو بعد نزول ہوگا اس کو نظر انداز کیا۔ کیونکہ یہ حصہ عمر بحیثیت خلافت وامامت گزرے گا۔ رسالت ونبوت کی ڈیوٹی پر نہ ہوں گے۔ افسوس مرزائی امت جس حدیث کو پیش کیا کرتے ہیں وہ تو انہی کی جڑ کاٹ رہی ہے۔ کیونکہ جب کہ بعد کے نبی کی عمر پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوتی ہے تو مرزا قادیانی کدھر سے نبی ہوگئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی عمر تو بجائے نصف کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سے زیادہ ہے۔ بلکہ ان حدیثوں سے ہی یہ معلوم ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر کوئی نبی مبعوث ہوگا تو اس کی عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے نصف یعنی ۳۰ برس کی ہوگی۔ حالانکہ یہ عمر عمر بعثت ہی نہیں بلکہ ۱۰ برس زمانہ مدت بعثت نکال کر ۲۰ برس کی عمر میں بعثت ہوگی۔ وھو باطل!

خلاصۂ بحث

۱...... حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر کے بارے میں اختلاف ضرور ہے۔ لیکن ٹھوس بات کسی کی نہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ۳۳ اور ۱۲۰ کے دونوں قول ذکر کر کے بلا فیصلہ چھوڑ دیا ہے۔ (فتح الباری ج۶ ص۳۸۲) بعض ۳۳ سال کہتے ہیں۔ جس کو حافظ ابن کثیر اور زرقانی شارح مواہب نے ترجیح دی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ:۶، سورہ نساء وفتح البیان ج۲ ص۴۹۹)

مگر اس قول کو حافظ ابن القیمؒ بے اصل قرار دیتے ہیں۔ (زاد المعاد ج۱ ص۱۹) دوسرا قال ۱۲۰ سال کا ہے۔ جس کو حافظ ابن کثیر شاذ، غریب البعید (حوالہ مذکورہ) قرار دیتے ہیں۔ اس کی تائید میں طبرانی اور حاکم کے حوالہ سے بروایت حضرت عائشہؓ جو روایت ذکر کی جاتی ہے وہ سخت ضعیف اور کمزور ہونے کے باعث دلیل بننے کے قابل نہیں۔ حافظ ابن کثیر نے بحوالہ مستدرک حاکم ذکر کر کے اس کو ''حدیث غریب'' (عجیب روایت) قرار دیا۔ (البدایہ میں ج۲ ص۹۵ اور مجمع الزوائد ج۹ ص۲۳) بحوالہ طبرانی لا کر ضعیف کہہ دیا ہے۔

۲...... البدایہ والی سند میں محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نامی ایک راوی ہے جو مختلف فیہ سمجھا گیا ہے۔ تاہم حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ''عندہ عجائب'' اس کے پاس عجیب عجیب روایتیں ہیں۔ (میزان ج۲ ص۸۷، تہذیب ج۲ ص۲۶۹) گویا ان کے نزدیک یہ راوی مشتبہ ٹھہرا۔

۳...... حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر کے بارے میں اختلاف کرنے والے دونوں فریق اصل مسئلہ پر متفق ہیں۔ یعنی اختلاف اس میں نہیں کہ آسمان کی طرف رفع ہوا یا نہیں۔ رفع آسمانی پر سب متفق ہیں۔ اختلاف اس میں ہے کہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے وقت عمر کیا تھی؟ اور یہی حاصل نواب صدیق حسن خاںؒ کی بحث کا ہے۔ جس کو مرزائی پاکٹ بک کا مصنف (ص۳۳۱ پر) لئے بیٹھا ہے۔ چنانچہ (حجج الکرامہ ص۴۲۸) میں بات رفع کی ہو رہی ہے۔ وفات کا تو یہاں کوئی قصہ ہی نہیں۔

قادیانی دوستو! اسی مردود روایت کی بناء پر احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کی تردید کرتے ہو۔

قادیانی سوال:۵۰

کرہ زمہریر سے گزر کیسے؟

مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶) پر لکھتے ہیں کہ: ''کسی جسد عنصری کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے۔ اس لئے کہ ایک جسم عنصری طبقہ ناریہ اور کرۂ زمہریریہ سے کس طرح صحیح وسالم گزر سکتا ہے۔''

جواب: ۱...... جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لیلۃ المعراج میں اور ملائکۃ اللہ کا لیل ونہار طبقہ ناریہ اور کرۂ زمہریریہ سے مرور وعبور ممکن ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی عبور ومرور ممکن ہے اور:

۲...... جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط اور نزول ہوا ہے اسی راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہبوط ونزول بھی ممکن ہے۔

۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے: ''کما قال تعالٰی اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (اِلٰی قوله تعالٰی) قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ (مائدة:۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۵)'' پس اس مائدہ کا نزول بھی طبقہ ناریہ میں ہو کر ہوا ہے۔ مرزا قادیانی کے زعم فاسد اور خیال باطل کی بناء پر اگر وہ نازل ہوا ہوگا تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہو گیا ہوگا؟ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات! یہ سب شیاطین الانس کے وسوسے ہیں اور انبیاء ومرسلین کی آیات نبوت اور کرامات رسالت پر ایمان نہ لانے کے بہانے

ہیں۔ کیا خداوند ذوالجلال عیسیٰ علیہ السلام کے لئے طبقہ ناریہ کو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح برد اور سلام نہیں بنا سکتا؟ جب کہ اس کی شان یہ ہے: ’’اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (یٰسین:۸۲)‘‘

۴...... ان کروں سے روح القدس کا آسمان سے زمین اور زمین سے آسمانوں پر جانا تمام نیک ارواح کا آسمانوں پر جانا تسلیم ہے تو سیدنا روح اللہ کے لئے یہ کرے مانع آ گئے؟

قادیانی سوال:۵۱

قادیانی بعض اکابر امت کی عبارات میں تحریف کر کے ثابت کرتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔

جواب: مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات اسلام ص۴۲۶، خزائن ج۵ ص ایضاً) پر لکھا ہے کہ: ’’وفات مسیح کا عقیدہ مجھ سے پہلے پردہ اخفاء میں تھا۔‘‘ اگر یہ صحیح ہے تو پہلے کے بزرگ کیسے وفات مسیح کے قائل تھے؟ اس سے ثابت ہوا کہ وہ بزرگوں پر افتراء کرتا ہے۔

قادیانی سوال:۵۲

نبی کریم ﷺ نے پہلے مسیح اور آنے والے مسیح علیہ السلام کا رنگ، حلیہ، قد علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے۔

الجواب: اس طرح سے اگر دو عیسیٰ ہو جاتے ہیں تو دو موسیٰ بھی ماننا ہوں گے۔ کیونکہ ایسا ہی اختلاف سراپا موسیٰ میں بھی اسی حدیث میں مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو: ’’مُوْسٰی رَجُلًا اٰدَمَ طِوَالًا جَعْدَ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَأَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَرْفُوْعًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ سَبْطَ الرَّأْس (بخاری ج۱ ص۴۵۹)‘‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ، قد لمبا، گھنگریالے بال والے تھے۔ جیسے یمن کے قبیلہ شنوءہ کے لوگ اور عیسیٰ علیہ السلام درمیانہ قد سرخ وسفید رنگ، سیدھے بال والے، اور کتاب الانبیاء میں ہے۔

’’لقیت موسٰی قال فنعتہ فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الرأس کانہ من رجال شنوءۃ قال ولقیت عیسٰی فنعتہ النبی ﷺ قال ربعۃ احمر (وفی الحدیث الذی بعدہ) عیسٰی بعد مربوع (بخاری ج۱ ص۴۸۹، باب واذکر فی الکتاب مریم)‘‘ یعنی موسیٰ علیہ السلام دبلے سیدھے بال والے تھے۔ جیسے شنوءہ کے لوگ اور عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد سرخ رنگ کے گھنگرالے بال والے۔ پہلی حدیث میں موسیٰ علیہ السلام گھنگرالے بال والے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام سیدھے بال والے۔ اس حدیث میں موسیٰ علیہ السلام سیدھے بال والے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام گھنگریالے بال والے۔ پس دو موسیٰ اور دو عیسیٰ ہوئے (اور سنئے) ’’وَاَمَّا عِیْسٰی وَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیْضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوْسٰی فَاٰدَمُ جَسِیْمٌ سَبط کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ الزُّطِّ (بخاری ایضاً)‘‘ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سرخ، بال گھنگرالے اور سینہ چوڑا ہے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی ہے۔ موٹے بدن کے سیدھے بال والے جیسے جاٹ لوگ ہوتے ہیں۔ پہلی حدیث کے موسیٰ دبلے پتلے شنوءہ والوں کی طرح تھے اور اس حدیث کے موسیٰ موٹے بدن کے جاٹوں کی طرح ہیں۔ پہلی حدیث کے عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سفید سرخی مائل ہے۔ دوسری اور تیسری حدیث کے عیسیٰ کا رنگ بالکل سرخ۔ اس بناء پر جب دو عیسیٰ ہو سکتے ہیں ایک پہلا اور ایک ہونے والا تو موسیٰ بھی دو ہو سکتے ہیں؟ معاذ اللہ!

عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ وحلیہ کے اختلافات کی حدیثیں

ورنہ حقیقت میں نہ موسیٰ علیہ السلام کے حلئے میں اختلاف ہے۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ وحلیہ میں جس سے کہ دو ہستیاں سمجھی جاسکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں لفظ ''جعد'' کے معنی گھنگرالے بال کے نہیں بلکہ گٹھیلے بدن کے ہیں۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے: ''مَعْنَاهُ شَدِيْدُ الْاَسْرِا وَالْخَلْقِ نَاقَةٌ جُعْدَةٌ اَىْ مُجْتَمِعَةُ الْخَلْقِ شَدِيْدَةٌ'' یعنی جعد کے معنی جوڑ وبند کا سخت ہونا جعدہ اونٹنی مضبوط جوڑ بند والی۔ مجمع البحار میں ہے: ''اَمَّا مُوْسٰى فَجَعْدٌ اَرَادَ جُعُوْدَةَ الْجِسِ وَهُوَ اِجْتِمَاعُهٗ وَاكْتِنَازُهٗ لاضد سُبُوْطَةُ الشِّعْرِ لِاَنَّهٗ رُوِىَ اَنَّهٗ رِجْلُ الشِّعْرِ وَكَذَا فِىْ وَصْفِ عِيْسٰى (ج۱ ص۱۹۶ کذافی فتح البارى ص۲۷۶ پ۱۳ ونووى شرح مسلم ج۱ ص۹۴) ''یعنی حدیث میں موسیٰ وعیسیٰ کے لئے جو لفظ جعد آیا ہے اس کے معنی بدن کا گٹھیلا ہونا ہے۔ نہ بالوں کا گھنگر ہونا کیونکہ ان کے بالوں کا سیدھا ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح لفظ ضرب اور جسیم میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ ضرب بمعنی نحیف البدن اور جسیم بمعنی طویل البدن: ''قال القاضى عياض المراد باالجسيم فى صفة موسٰى الزيادہ فى الطول (فتح البارى ص۲۷۶ پ:۳) ''یعنی صفت موسیٰ میں لفظ جسیم کے معنی لمبائی میں زیادتی ہے۔ اسی طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ لفظ احمر کا صحابی راوی نے سخت انکار کیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہے: ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَاقَالَ النَّبِىُّ ﷺ لِعِيْسٰى اَحْمَرَ (بخارى ج۱ ص۴۸۹) ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ کی آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں احمر (یعنی سرخ رنگ) کبھی نہیں فرمایا۔ پس پہلا رنگ برقرار رہا۔ یعنی سفید رنگ سرخی مائل لہٰذا رنگ وحلیہ کا اختلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام سے مدفوع ہے اور حقیقت میں جیسے موسیٰ علیہ السلام ایک تھے عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک ہی ہیں۔

قادیانی سوال:۵۳

یہ ایک عام قانون الٰہی ہر فرد بشر پر حاوی ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ اس کے صریح خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر موجود ہوں۔

الجواب: ۱...... خاص دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوچکی ہے اور علم اصول میں مقرر ومسلم ہے کہ خاص دلیل عام پر مقدم ہوتی ہے اور ان دونوں کے مقابلے میں دلیل خاص کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کے نظائر قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً عام انسانوں کی پیدائش کی نسبت فرمایا: ''اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ (دھر:۲) ''یعنی انسانوں کو ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا اور اس کے برخلاف حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت خاص دلائل سے معلوم ہے کہ ان کی پیدائش بایں طور نہیں ہوئی پس ان کے متعلق دلیل خاص کا اعتبار کیا گیا اور دلیل عام کو ان کی نسبت چھوڑ دیا گیا ہے۔

۲...... فرشتوں کی جائے قرار اصلی اور طبعی طور سے آسمان ہیں۔ مگر وہ عارضی طور پر مدت کے لئے زمین پر بھی رہتے ہیں۔

قادیانی سوال:۵۴

آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ: ’’عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الله الیهود والنصاریٰ اتخذ واقبور انبیاء هم مساجد (مسلم ج۱ ص۲۰۱، باب النهی عن بناء المساجد علی القبور) ‘‘اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کریں کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا۔ پس یہود کی حد تک تو بات ٹھیک ہے۔ نصاریٰ کے لعنتی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کو وہ سجدہ گاہ بنائیں۔ ورنہ لعنتی کیسے؟ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔

جواب: ۱...... سیدنا آدم علیہ السلام سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو یہودی برحق مانتے ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو نصاریٰ برحق مانتے ہیں۔ یہود ونصاریٰ کا صرف مسیح علیہ السلام پر اختلاف ہے۔ مسیحی ان کو برحق اور یہودی ناحق مانتے ہیں۔ پس آدم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک یہود ونصاریٰ جن انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بناتے ہیں وہ سب کے سب اس حدیث کے بموجب ملعون ہیں۔

جواب: ۲...... یہ حدیث شریف ’’لعن اللّٰه الیهود والنصاریٰ اتخذو قبور انبیاء هم مساجد‘‘ سیدنا مسیح علیہ السلام کی وفات کی دلیل نہیں بلکہ حیات کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث کی رو سے اگر مسیح علیہ السلام فوت شدہ ہوتے یا ان کی کہیں قبر ہوتی تو وہ مسجود نصاریٰ ہونی چاہئے۔ کسی قبر کا بطور قبر مسیح کے مسجود نصاریٰ ہونا تو درکنار وہ مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں۔ کسی قبر کو مسیح علیہ السلام کی قبر ہی نہیں مانتے تو ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ اگر فوت شدہ ہوتے تو ان کی قبر مسجود نصاریٰ ہوتی۔ پس یہ حدیث سیدنا مسیح علیہ السلام کی حیات کی دلیل ہے نہ کہ وفات کی۔

جواب: ۳...... مسلم شریف کی جس روایت سے قادیانیوں نے استدلال کیا ہے۔ اسی کتاب کے اس صفحہ پر اس حدیث سے آگے چوتھی روایت میں اس کی ایسی وضاحت وصراحت ہے جو قادیانی دجل کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیتی ہے۔

’’عن جندب قال سمعت النبی ﷺ قبل ان یموت بخمسوهو یقول وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاء هم وصالحیهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انهاکم عن ذالك (مسلم ج۱ ص۲۰۱، باب النهی عن بناء المسجد علی القبور) ‘‘حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے میں نے سنا آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ دن قبل فرمایا: تم سے پہلے (امتوں کے لوگ) اپنے انبیاء وصلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔ خبردار تم قبور کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

لیجئے! جب یہود ونصاریٰ کے ملعون ہونے کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ وہ قبور انبیاء وصلحاء کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔ پس ملعون ہونے کے لئے صرف قبور انبیاء کو سجدہ گاہ بنانا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی صلحاء کی قبور کو بھی سجدہ گاہ بناتا ہے تو وہ اس وعید کا مستحق ہے۔ نصاریٰ کے معلون ہونے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا ہونا شرط نہیں۔ بلکہ اگر وہ کسی صالح کی قبر کو سجدہ گاہ بنائیں گے تو اس وعید کے مستحق قرار پائیں گے۔ اس حدیث کی تعمیم نے سیدنا مسیح علیہ السلام کو اس سے خارج کردیا۔ اس لئے کہ نہ ان کی قبر ہے نہ وہ مسجود نصاریٰ ہے۔ پس وہ زندہ ثابت ہوئے۔ مسیح کی حیات ثابت ہوئی نہ کہ وفات، البتہ اس حدیث نے قادیانی اعتراض کو ابدی موت دے دی۔

جواب: ۴...... ’’اتخذوا قبور انبیائهم مساجد‘‘ میں ’’انبیائهم‘‘ میں اضافت استغراق کے لئے نہیں ہے کہ آدم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی کی قبر کو تمام یہود ونصاریٰ نے سجدہ گاہ بنایا ہو۔ یہ یقیناً اور واقعتاً غلط ہے۔ اس لئے کہ ہزاروں انبیاء کی قبور کا تو پتہ تک نہیں۔ جب استغراق نہیں تو بعض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو داخل کر لینا باطل اور مردود ہے۔ یہود ونصاریٰ کا بعض انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالینا حدیث کی صداقت کے لئے کافی ہے۔

قادیانی سوال:۵۵

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اگر زندہ ہیں تو تم ان کو آسمانوں سے اتار کیوں نہیں لاتے؟

جواب: قادیانی جب جل بھن جاتے ہیں تو پھر یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو آسمانوں سے اتار لاؤ۔ عرصہ ہوا ایک بار قادیانیوں نے ’’منہ مانگا انعام‘‘ مقرر کر کے اشتہار شائع کیا۔ اس کا حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب مدظلہ کی طرف سے جواب شائع ہوا۔ مولانا کا اشتہار سامنے نہیں تاہم مولانا نے جو شائع کیا اس کا مفہوم یہ تھا۔

۱...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرآن وسنت واجماع امت کی رو سے آسمانوں پر زندہ ہیں۔ ان کو آسمانوں پر لے جانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ کسی انسان سے نازل کرنے کے مطالبہ کی بجائے یہ مطالبہ اللہ تعالیٰ سے کریں تاکہ قادیانیوں کا کفار مکہ کی سنت پر عمل ہو جائے۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا کہ ہمارے سامنے آپ ﷺ آسمانوں سے اتر کر کتاب ہمراہ لائیں جو ہمارے نام لکھی گئی ہو۔ اسے پڑھ کر پھر ایمان لائیں گے۔

۲...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے۔ جیسے دابۃ الارض کا خروج، دجال کا خروج وغیرہ۔ یہ اعتراض تب قادیانی کر سکتے تھے جب قیامت آجاتی۔ یہ علامات پوری ہو جاتیں اور عیسیٰ علیہ السلام تشریف نہ لاتے۔ تب قادیانی واویلا سمجھ میں آسکتا تھا۔ شریفو! جب قیامت کی دیگر علامات کبریٰ ظاہر نہیں ہوئیں تو اس ایک پر واویلا کرنا قبل از مرگ واویلا والی بات ہے۔

۳...... انعام مقرر کرنے کرانے کا شوق ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ آیئے! غور کیجئے کہ کسی کو آسمانوں پر لے جانا واپس لانا انسان کے بس کی بات نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کرم وقدرت کے فیصلے ہیں۔ اس میں انسان دخل نہیں دے سکتا۔ البتہ کسی انسان کی زندگی غلط یا صحیح۔ کردار درست یا غلط پر بحث کرنا انسان کے لئے آسان ہے۔ قادیانی آئیں، مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تو درکنار شریف انسان ثابت کر دیں اور ہم مرزا قادیانی کو بدکردار، شراب کا پاپی، غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروانے والا، کبھی کبھی زنا کرنے والا، بددیانت، بداخلاق، بدزبان، جھوٹا، مکار، عیار، فریبی، دغاباز ثابت کرتے ہیں۔ تم اسے شریف انسان ثابت کر دو تو میں ایک کروڑ روپیہ تمہیں انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔ آئیں، شرائط طے کریں۔ گفتگو ہو جائے جو انسانی بس میں ہے۔ اس پر عمل کر کے کروڑوں کا انعام حاصل کرو۔ چونکہ مولانا طوفانی صاحب کے اس اشتہار کو چناب نگر میں گلی گلی تقسیم کیا گیا تھا۔ قادیانی پریس نے الفضل لندن تک اس پر گالیوں کی بوچھاڑ کی۔ مگر قادیانی مرد میدان نہ بنے۔ سمجھئے صاحب! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء الی الارض الدنیا قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت کے قریب سب کچھ ہوگا۔ قیامت کب آئے گی۔ اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ اس کے وقوع سے قبل اس قسم کے اعتراضات سنت کفار ہیں نہ کہ طریقہ اخیار۔ فافهم!

قادیانی سوال:۵۶

سیدنا مسیح علیہ السلام ومہدی علیہ السلام کس فرقہ سے ہوں گے۔اس وقت دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مختلف مسالک ہیں۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا مہدی علیہ الرضوان کس مسلک کے ہوئے۔نیز ان پر امت کا اتفاق کیسے ہوگا؟

جواب: ۱...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے جلیل القدر نبی ہیں۔ان کی تشریف آوری کے صرف اہل اسلام ہی نہیں بلکہ اہل کتاب بھی منتظر ہیں۔اسی طرح سیدنا مہدی علیہ الرضوان آنحضرت ﷺ کی امت کے وہ جلیل القدر فرد ہیں جن کی تشریف آوری کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی اس لئے پوری امت ان کی تشریف آوری پر آنحضرت ﷺ کے فرمان کے پورا ہونے کا منظر دیکھنے کی سعادت کے لئے چشم براہ ہے۔اس لئے ان کی آمد پر پوری امت کا ایسا اتحاد واتفاق کا قابل دید منظر ہوگا کہ اس وقت تمام اختلاف ورنجشیں ختم ہوجائیں گی۔ایسا اتحاد واتفاق کا منظر کہ بچے سانپ سے کھیلیں گے۔شیر بکریوں کے ساتھ چرے گا۔پس ان کی آمد پر اتفاق ہوگا نہ کہ اختلاف۔

۲...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وسیدنا مہدی علیہ السلام ایسے مقام پر فائز ہوں گے کہ پوری دنیا ان کی پیروی کرے گی۔جیسا کہ ’’یهلك الملل كلها الاملة واحدة ‘‘ کا تقاضہ ہے۔پس ان کے آنے پر تفرقہ بازی ختم ہوگی نہ کہ وہ خود تفرقہ کا شکار ہوں گے۔سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی بیعت بیت اللہ شریف میں ہوگی۔آج بھی بیت اللہ شریف میں حاضر ہونے والوں کا عموماً منظر یہ ہے کہ ایک ہی امام کے پیچھے تمام فقہوں تمام مسالک وتمام ممالک والے صف آراء ہوتے ہیں تو سیدنا مسیح ومہدی علیہما السلام کی آمد پر امت کی ایسی صف بندی ہوگی کہ اس میں کسی کو کوئی دراڑ تک نظر نہ آئے گی۔ کالجسد الواحد کا منظر ہوگا۔

۳...... دور کیوں جاتے ہیں۔خود پاکستان اور برصغیر میں مشترکہ مقاصد کے لئے اتفاق کی راہیں بنتی رہیں۔تحاریک ختم نبوت میں تمام مسالک اکٹھے ہوئے۔جعلی مہدی وفرضی مسیح مرزا قادیانی کے نظریات کے جواب کے لئے امت اکٹھی ہوئی۔تاکہ سیدنا مسیح بن مریم علیہما السلام اور مہدی علیہ الرضوان کی مسند پر کوئی غلط آدمی براجمان نہ ہو۔جب ان ہر دو حضرات کے مسند ومقام کے تحفظ کے لئے امت کے اکٹھا ہونے کی لازوال مثالیں موجود ہیں تو ان کی تشریف آوری پر اتحاد ویگانگت کے نہ ہونے کی بات کرنا ابلہ فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟

۴...... غرض ان کی آمد پر اتفاق ہوگا۔اس وقت اتحاد کا نہ ہونا غلام احمد قادیانی کے کذب کی صریح دلیل ہے۔ بلکہ اس کے ماننے والوں کا لاہوری وقادیانی گروپس میں تقسیم ہونا ’’ظلمات بعضها فوق بعض ‘‘ کا مصداق ہے۔

قادیانی اعتراض:۵۷

تقدیم وتاخیر الحاد ہے۔

جواب: واؤ جمع کے لئے ہوتی ہے۔ترتیب کے لئے ذیل میں قرآن مجید سے مثالیں ہوں:

’’واسجدی وارکعی مع الراکعین ‘‘ حالانکہ رکوع،سجود پر بالاجماع مقدم ہے۔ایک جگہ قرآن میں ہے:’’ادخلوا الباب سجدًا وقولوا حطة (سورة بقره) ‘‘ دوسری جگہ ہے:’’قولو حطة وادخلوا الباب

سجدًا (سورۃ اعراف) ’’اگر واؤ میں ترتیب ہوتو ان دونوں میں تعارض لازم آتا۔‘‘ واوحینا الیٰ ابراھیم واسماعیل واسحق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھارون وسلیمان ‘‘ حالانکہ ایوب، یونس، ہارون، سلیمان، حضرت عیسیٰ پر مقدم ہیں۔’’ قال تعالیٰ ماھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیٰ ‘‘ حالانکہ حیاۃ موت پر مقدم ہے۔’’ قولہ تعالیٰ حتی تستانسوا وتسلموا ‘‘ حالانکہ شرعاً سلام مقدم ہوتا ہے استیذان پر، اور’’ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ ‘‘ جب نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ پہلے صفا کا طواف کریں یا مروہ کا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفا سے اگر واؤ ترتیب کے لئے موضوع ہوتا تو اس سوال کی کوئی حاجت نہ تھی اور جمیع نحاۃ کا اتفاق ہے کہ واؤ ترتیب کے لئے نہیں مطلق جمع کے لئے ہے۔

قادیانیوں سے سوال

۱...... مرزا قادیانی نے لکھا کہ:’’سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۹۵)

قادیانی فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مسیح علیہ السلام کا بروز ہوں۔ کیا امت میں سے آج تک کسی نے بروز مسیح ہونے کا دعویٰ کیا؟ نہیں تو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کیا کلام رہ جاتا ہے؟

۲...... مرزا قادیانی نے کہا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور اپنا عقیدہ بتایا کہ مسیح فوت ہوگئے۔ ان کی جگہ میں مسیح ہوں۔ کیا تیرہ صدیوں کے کسی مجدد نے اپنا وفات مسیح کا عقیدہ بتایا؟ یا کسی مجدد نے اپنے آپ کو بروز مسیح کہا؟ کوئی اس کی نظیر لاسکتے ہو؟ نہیں تو اگر تیرہ صدیوں کے مجدد صحیح تھے تو مرزا قادیانی غلط اور اگر مرزا قادیانی صحیح تو تیرہ صدیوں کے مجدد غلط۔ مرزائی فیصلہ کریں۔

۳...... مرزا قادیانی نے کہا کہ میں ظلی طور پر محمد رسول اللہ ہوں۔ اس دعویٰ پر پوری امت میں کوئی نظیر قادیانی دکھا سکتے ہیں کہ آج تک کسی امت کے فرد نے خود کو محمد رسول اللہ قرار دیا ہو؟

۴...... مرزا قادیانی نے کہا کہ پوری امت سے نبوت کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)’’میں ہی مخصوص کیا گیا۔‘‘ یہ الفاظ بتارہے ہیں کہ اس کی امت میں نظیر نہیں۔ مرزا قادیانی کا اقرار ہے جس کی نظیر نہ ہو وہ جھوٹ ہے۔ تو مرزائی بتائیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کوئی کسر رہ گئی؟

۵...... کیا تیرہ صدیوں کے کسی ایک مجدد نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر سری نگر محلّہ خانیار میں ہے۔ کسی ایک مجدد یا تیرہ صدیوں کے کسی ایک قابل مفسر یا قابل ذکر ایک مؤرخ کا قادیانی نام بتاسکتے ہیں۔ قیامت تک؟

۶...... مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص۳۱، خزائن ج۲۲ ص۳۳) پر کہا کہ:’’ أانت قلت للناس ‘‘ کا سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز ہوگا۔‘‘ اور (ازالہ اوہام ص۲۴۸، خزائن ج۳ ص۴۲۵) پر کہا کہ:’’یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا..........‘‘ کیا ایک ہی واقعہ میں زمانہ ماضی اور مستقبل دونوں پائے جاسکتے ہیں؟

۷...... مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات ص۵۲۶، خزائن ج۵ ص ایضاً) پر لکھا ہے کہ:’’وفات مسیح کا عقیدہ مجھ پر کھولا گیا۔ اس سے پہلے پردہ اخفاء میں رکھا گیا تھا۔‘‘ اگر پردہ اخفاء میں تھا تو پہلے کے بزرگ کیسے قائل تھے۔ اگر وہ قائل تھے تو پھر پردہ اخفاء کیسا؟

قَالَ تَعَالٰی: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ (الانعام:۹۳)

اور اس سے زیادہ ظالم کون؟ جو باندھے اللہ پر بہتان یا کہے مجھ پر وحی اتری اور اس پر وحی نہیں اتری کچھ بھی

قادیانی شبہات کے جوابات

جلد سوم

کذب مرزا قادیانی

ترتیب

فاتح قادیانیت

شاہین ختم نبوت، حضرت مولانا

اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مرکزی رہنما

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

تصحیح و تخریج

حضرت مولانا محمد رضوان عزیز صاحب

مدرس (شعبہ تخصص) مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست!

پیش لفظ ۴۶۴

باب اوّل ...... مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات

نسب وخاندان ۴۶۵
چینی الاصل ۴۶۶
شجرۂ نسب ۴۶۶
شجرۂ مرزا ۴۶۶
خاندان مرزا ۴۶۶
پیدائش مرزا ۴۶۷
مرزا قادیانی کی ماں کا نام ۴۶۷
مرزا قادیانی کے استاد ۴۶۷
مرزا غلام احمد قادیانی کا بچپن ...... ’’چڑیاں پکڑنا‘‘ ۴۶۸
میاں ’’محمود احمد‘‘ کا چڑیاں پکڑنا ۴۶۸
چوری کرنا ۴۶۸
روٹی پر راکھ ۴۶۸
مرزا ’’غلام احمد قادیانی‘‘ کی جوانی ...... باپ کی پنشن ۴۶۹
ٹہلتے ٹہلتے کھانا ۴۶۹
مرزا قادیانی کا ازار بند ۴۶۹
مرزا قادیانی کی گرگابی ۴۶۹
الٹی جراب، الٹے بٹن، الٹی جوتی ۴۷۰
صدری کے بٹن کوٹ کے کاج میں ۴۷۰
کپڑے تکیہ کے نیچے ۴۷۰
جیب میں اینٹ ۴۷۰
انگلی سے سالن لینا ۴۷۰
بائیں ہاتھ سے چائے، پانی پینا ۴۷۰
مرزا قادیانی اور شراب ۴۷۱

گڑاور ڈھیلے ۴۷۱
مرزا قادیانی اور کتا ۴۷۱
مرزے کا کتا ۴۷۱
مرزا کتوں کا شکار کھیلتا تھا ۴۷۱
اسٹیشن کی سیر ۴۷۲
تھیٹر دیکھنا ۴۷۲
مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت زار ...... دردزہ ۴۷۳
جائے نفرت ۴۷۳
احتلام ۴۷۳
کبھی کبھی زنا ۴۷۳

باب دوم ...... مرزا قادیانی اور صنف نازک

بدنظری کے متعلق مرزا قادیانی کا فتوی ۴۷۳

مرزا قادیانی کا فعل

کھانا دینے والی عورت ۴۷۴
پاخانہ میں لوٹا رکھنے والی غیر محرم عورت ۴۷۴
خاص خدمت گار غیر محرم عورت ۴۷۴
غیر محرم عورت بھانو پاؤں دبایا کرتی تھی ۴۷۴
پہرہ دینے والی غیر محرم عورتیں ۴۷۴
غیر محرم عورت کو اپنا جوٹھا قہوہ پلایا ۴۷۵
غیر محرم عورت سے نظم کا قافیہ پوچھا ۴۷۵
غیر محرم عورت کا مراق اپنی خدمت کرا کر دور کردیا ۴۷۵
غیر محرم عورت سے تین ماہ خدمت کروا کر اس کا دل خوشی اور سرور سے بھردیا ۴۷۵
غیر محرم لڑکیوں کو گھر میں رکھ کر ان کی شادی کا بندوبست کرتے تھے ۴۷۶
ننگی عورت ۴۷۶
غرارہ ۴۷۶
اللہ مرد اور مرزا قادیانی عورت ۴۷۶
مرزا قادیانی کا حاملہ ہونا ۴۷۷

مرزا کے صحابی کا مبارک عمل

نماز میں مرزا کے جسم کو ٹٹولنا ۴۷۷
جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیرنا ۴۷۷

باب سوم ...... مرزا غلام احمد قادیانی کے فرشتے

ٹیچی ٹیچی ۴۷۸
شیر علی ۴۷۸
مرزا غلام قادر ۴۷۹
خیراتی ۴۷۹
مٹھن لال ۴۷۹
حفیظ ۴۷۹
درشنی ۴۸۰

باب چہارم ...... مرزا قادیانی کی عملی زندگی

دادا کی پنشن کا ہڑپ کر جانا ۴۸۰
مختاری کے امتحان میں فیل ۴۸۱
ایک قادیانی روایت ملاحظہ ہو ۴۸۲
گمنام منی آرڈروں کا ملنا ۴۸۲
انگریز کی اطاعت خدا کی اطاعت کی طرح فرض ۴۸۳
جہاد قطعی حرام ہے ۴۸۳
مرزا قادیانی قادیان میں ۴۸۳
مرزا قادیانی کا پہلا تصنیفی کارنامہ ۴۸۴
تصنیف کی دنیا میں ایک لازوال کمال ۴۸۵
پچاس جلدوں کا وعدہ ۴۸۵
مرزا قادیانی کے دجل کی انتہاء ۴۸۶
پانچ اور پچاس ۴۸۶
مرزائیوں کے جواب کا تجزیہ ۴۸۷
صداقت اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز ۴۸۷

باب پنجم ...... دعاوی مرزا

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ ۴۸۸
۱۸۸۲ء مجدد ہونے کا دعویٰ ۴۸۸
۱۸۸۲ء مامور ہونے کا دعویٰ ۴۸۸
۱۸۸۲ء نذیر ہونے کا دعویٰ ۴۸۸
۱۸۸۳ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ ۴۸۸

۱۸۸۴ء رسالت کا دعویٰ ۴۸۹
۱۸۸۶ء توحید وتفرید کا دعویٰ ۴۸۹
۱۸۹۱ء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ۴۸۹
۱۸۹۱ء مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ ۴۸۹
۱۸۹۲ء صاحب ''کن فیکون'' ہونے کا دعویٰ ۴۸۹
۱۸۹۸ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ ۴۹۰
۱۸۹۸ء امام زماں ہونے کا دعویٰ ۴۹۰
۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۸ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ ۴۹۰
نبوت ورسالت کا دعویٰ ۴۹۰
مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ ۴۹۰

باب ششم ...... عقائد مرزا

حضرت حق تعالیٰ جل شانہ کی شان اقدس میں مرزا کی ہرزہ سرائی ۴۹۱
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ۴۹۳
ہلال اور بدر کی نسبت ۴۹۴
بڑی فتح مبین ۴۹۵
روحانی کمالات کی ابتداء اور انتہاء ۴۹۵
ذہنی ارتقاء ۴۹۵
محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں ۴۹۵
مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ ۴۹۶
محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات مرزا قادیانی میں ۴۹۷
مرزا خاتم النبیین ۴۹۷
مرزا افضل الرسل ۴۹۷
فخر اوّلین وآخرین ۴۹۸
پہلے محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر ۴۹۸
حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ۴۹۸
حضرت مسیح علیہ السلام ۵۰۰
اسلام اور مرزا قادیانی ۵۰۲
اسلام وہی جو مرزا کہے، مسلمان وہی جو مرزا کو مانے ۵۰۳
حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ۵۰۳
قرآن وسنت ۵۰۵

حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً ۵۰۷
علماء واولیاء امت ۵۰۸
جملہ مخالفین کے خلاف ۵۰۹
تمام مسلمانوں کے لئے فتویٰ کفر ۵۱۰
مسلمانوں سے معاشرتی بائیکاٹ ۵۱۱
الگ دین، الگ امت ۵۱۳
مرزائیوں کے قبرستان میں مسلمانوں کا بچہ بھی دفن نہیں ہوسکتا ۵۱۴
مرزا قادیانی کے انٹ شنٹ الہامات ۵۱۴

باب ہفتم ...... مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں

دلیل اوّل ۵۱۶
پہلی پیش گوئی ...... مرزا قادیانی کی موت سے متعلق ۵۱۷
دوسری پیش گوئی ...... زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیش گوئی ۵۱۷
تیسری پیش گوئی ...... ریل گاڑی کا تین سال میں چلنا ۵۱۷
چوتھی پیش گوئی ...... غلام حلیم کی بشارت ۵۱۸
پانچویں پیشگوئی ...... محمدی بیگم سے متعلق ۵۱۸
چھٹی پیش گوئی ...... عبداللہ آتھم عیسائی ۵۲۰
ساتویں پیش گوئی ...... ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے متعلق ۵۲۱
آٹھویں پیش گوئی ...... مولانا ثناءاللہ صاحب کے متعلق ۵۲۲
نویں پیش گوئی ...... عالم کباب کے متعلق ۵۲۴
دسویں پیش گوئی ...... مرزا غلام احمد کی طاعون کی پیش گوئی ۵۲۵
گیارھویں پیش گوئی ...... مرزا غلام احمد قادیانی کی عمر کی پیش گوئی ۵۳۲
بارھویں پیش گوئی ...... پنڈت لیکھرام کی موت کی پیش گوئی ۵۳۷

باب ہشتم ...... کذب بیانی اور مرزا قادیانی

کذبات مرزا قادیانی ۵۴۱
مرزا قادیانی کی تاریخ دانی ...... نبی کریم ﷺ کی بارہ لڑکیاں ۵۴۲
نبی کریم ﷺ کے گیارہ لڑکے ۵۴۲
صفر، چوتھا مہینہ، چارشنبہ چوتھا دن ۵۴۲

باب نہم ...... تضادات مرزا

قادیانی نبی کی متضاد باتیں ۵۴۴

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں ۵۴۵
مرزا قادیانی کا اپنے متعلق فیصلہ کہ خارج از اسلام اور کافر ہے ۵۴۷
مرزا قادیانی کا اپنے ملعون ہونے کا فیصلہ ۵۴۸

باب دہم ...... مرزا قادیانی کی بیماریاں

مرض ہسٹیریا کا دورہ ۵۴۸
دورے پر دورہ ۵۴۹
خونی قے ۵۴۹
مراق ۵۴۹
ہسٹریا ۵۴۹
دق ۵۴۹
نامردی ۵۵۰
کالی بلا ۵۵۰
سخت دورہ اور ٹانگیں باندھنا ۵۵۰
اوپر اور نیچے والے امراض ۵۵۰
پرانی اور دائمی بیماریاں ۵۵۰
اعصابی کمزوری ۵۵۰
حافظہ کا ستیاناس ۵۵۱
پاخانوں کی یلغار ۵۵۱
بے ہوشی ۵۵۱
مقعد سے خون ۵۵۱
انتہائی کمزوری ولاچاری ۵۵۱
سستی نبض اور گھبراہٹ ۵۵۱
دم الٹ دینے والی کھانسی ۵۵۱
پاؤں کی سردی ۵۵۲
کھانسی اور جوشاندہ ۵۵۲
کھانسی اور گرم گرم گنا ۵۵۲
سر کے بالوں کی بیماری ۵۵۲
گنجاپن ۵۵۲
مراق ۵۵۲
دانت درد ۵۵۲

پیر چھسوانا اور بدن دبوانا ۵۵۳
دورہ دوران سر ۵۵۳
مرزا قادیانی کو پاخانے کی ضرورت ۵۵۳
پھٹی ہوئی ایڑیاں ۵۵۳
سردی گرمی ۵۵۳
انگھوٹھے کا درد ۵۵۳
انگوٹھے کی سوجن ۵۵۳
ٹخنے کا پھوڑا ۵۵۳
لتاڑا ۵۵۴
خارش ۵۵۴
کیچڑ ۵۵۴
سفید بال ۵۵۴
لکنت ۵۵۴
چشم نیم باز ۵۵۴
داڑھوں کا کیڑا ۵۵۵
دل گھٹنے کا دورہ ۵۵۵
پیچش ۵۵۵
گرمی دانے ۵۵۵
درد گردہ ۵۵۵
دوران سر ۵۵۵
پشت پر پھنسی ۵۵۵
سردی اور متلی ۵۵۶
گرمیوں میں جرابیں ۵۵۶
کھانسی ۵۵۶
مائی اوپیا ۵۵۶
چکر ۵۵۶
سل ۵۵۶
ذیابیطس اور پیشاب کی زیادتی ۵۵۷
دائمی مریض سو دفعہ پیشاب ۵۵۷
ادھ کھلی آنکھیں ۵۵۷

سرعت پیشاب ۵۵۷
ریشمی ازار بند ۵۵۷
ضعف دماغ ۵۵۷
مرض الموت ''ہیضہ'' ۵۵۷

باب یازدہم ...... مرزا قادیانی کے مالی معاملات

مرزا قادیانی اور دیانت ۵۶۰
مرزا غلام احمد قادیانی کی خیانت ملاحظہ فرمائیں ۵۶۱

باب دوازدہم ...... مرزا قادیانی اور اغیار کی غلامی

باب سیزدہم ...... مرزا قادیانی اور اعمال صالحہ

منہ میں پان اور نماز ۵۶۴
روزے تڑوادیئے ۵۶۴
حج، اعتکاف، زکوٰۃ ۵۶۴
کذب بیانی، وعدہ خلافی، تلبیس اور دھوکا دہی ۵۶۵
مرزا قادیانی اور انبیاء سابقین ۵۶۶
مرزا قادیانی اور بہادری ۵۶۷
مال ودولت اور نبوت ۵۶۸
شاعری اور نبوت ۵۷۰
عشقیہ ۵۷۰
عشقیہ شعروشاعری ۵۷۰
قومی زبان اور نبوت ۵۷۱
نبوت اور معجزہ ۵۷۱
دعویٰ خدائی ۵۷۳
مردمیت اور نبوت ۵۷۴
تدریجی دعویٰ نبوت ۵۷۵
علامات نفاق اور مرزا قادیانی ۵۷۵
وراثت اور نبوت ۵۷۷
نبی کی تدفین ۵۸۰
انبیاء کا بکریاں چرانا ۵۸۱

خاندان نبوت ۵۸۱
اوصاف نبوت ۵۸۲
عمر کی بابت ۵۸۳
خلاصہ معیار نبوت ۵۸۳
معجزہ کی حقیقت ۵۸۷
صداقت کی نشانی مرزا قادیانی کی زبانی ۵۸۹
تردید صداقت مرزا قادیانی ۵۹۱
مرزا قادیانی کی تمنائے موت کا جواب ۵۹۹
فقد لبثت فیکم ۵۹۹
دعویٰ سے قبل ۵۹۹
صدق نبوت کی ایک دلیل ۶۰۲
دین کا داعی یا سیاسی قائد؟ ۶۰۲
مرزا قادیانی کی خانگی زندگی ۶۰۲
مالی اعتراضات ۶۰۳
آمدنی کے نئے نئے ذرائع ۶۰۴
قادیان اور ربوہ کی دینی ریاست ۶۰۴
دور حاضر کا مذہبی آمر ۶۰۴
اظہار غیب ۶۰۷
سلسلہ کی حفاظت وغلبہ ۶۰۷
مرزا قادیانی اور مخالفین ۶۰۸
اسمہ کا مصداق مرزا ۶۰۹
عذاب ۶۱۱
مرزا سے استہزاء ۶۱۱

احادیث نبویہ سے مغالطہ دہی کے جوابات

اونٹوں کا بیکار ہونا ۶۱۱
خسوف وکسوف ۶۱۳
افتراء علی اللہ ۶۱۵
افتراء علی الرسول ۶۱۵
پینتالیس برس کی قلیل مدت میں گرہنوں کا نقشہ ملاحظہ ہو ۶۱۶
حدیث مجدد ۶۱۸

باب چہاردہم ...... قادیانیوں سے سوالات

سوال نمبر۱......کیا حضورﷺ کی اتباع سے نجات مل سکتی ہے؟ ۶۲۱
سوال نمبر۲......خاتم النّبیین کے کون سے معنی صحیح ہیں؟ ۶۲۱
سوال نمبر۳......کیا نزول مسیح اور ختم نبوت کے منافی ہے؟ ۶۲۳
سوال نمبر۴......اسود عنسی اور مسیلمہ کیوں قتل ہوئے؟ ۶۲۳
سوال نمبر۵......کیا مرزا قادیانی جھوٹا اور مرتد تھا؟ ۶۲۳
سوال نمبر۶......سابقہ مدعیان نبوت کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟ ۶۲۳
سوال نمبر۷......کیا حضورﷺ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے لئے خاتم نہیں؟ ۶۲۴
سوال نمبر۸......کیا حضورﷺ خاتم النبی تھے؟ ۶۲۴
سوال نمبر۹......خاتم النّبیین کے معنی ''نبیوں کی مہر'' کا ثبوت؟ ۶۲۴
سوال نمبر۱۰......اجراء نبوت پر کوئی آیت یا حدیث؟ ۶۲۴
سوال نمبر۱۱......نبوت غیر مستقلہ ملنے کے لئے معیار؟ ۶۲۴
سوال نمبر۱۲......کیا جھوٹا مدعی نبوت زندہ نہیں رہ سکتا؟ ۶۲۵
سوال نمبر۱۳......کیا حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ منصب نبوت کے لائق نہ تھے؟ ۶۲۵
سوال نمبر۱۴......کیا اللہ کے نبی دنیا کے معلمین کے پاس تعلیم حاصل کرتے ہیں؟ ۶۲۵
سوال نمبر۱۵......کیا مراقی نبی بن سکتا ہے؟ ۶۲۵
سوال نمبر۱۶......کیا مرزا قادیانی کی شہ رگ نہیں کٹی؟ ۶۲۶
سوال نمبر۱۷......کلمہ گو، اہل قبلہ کا کیا مطلب؟ ۶۲۶
سوال نمبر۱۸......مرزا قادیانی ''مسیح موعود'' کیسے؟ ۶۲۶
سوال نمبر۱۹......کیا دجال قتل ہو گیا؟ اور اسلام کو ترقی مل گئی؟ ۶۲۷
سوال نمبر۲۰......مرزا قادیانی کے مسیح بننے کا امر مخفی کیوں؟ ۶۲۷
سوال نمبر۲۱......کیا عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے؟ ۶۲۸
سوال نمبر۲۲......حدیث صحیح اور مسیح موعود؟ ۶۲۸
سوال نمبر۲۳......حدیث صحیح اور تیرھویں صدی کا لفظ؟ ۶۲۸
سوال نمبر۲۴......کیا سلف کے کلام میں لفظ نزول من السماء نہیں؟ ۶۲۸
سوال نمبر۲۵......کیا مرزا قادیانی مفتری اور کذاب ہے؟ ۶۲۹
سوال نمبر۲۶......مرزا قادیانی نے دس برس تک مسیحیت کیوں چھپائے رکھی؟ ۶۲۹
سوال نمبر۲۷......کیا نبی وحی الٰہی سے جاہل ہوتا ہے؟ ۶۳۰
سوال نمبر۲۸......پھر مرزا قادیانی پر مسیحیت کا الزام کیوں؟ ۶۳۰
سوال نمبر۲۹......مسیح موعود کی شش علامات کس آیت اور کس حدیث میں؟ ۶۳۱

سوال نمبر ۳۰......مرزا قادیانی کی مسیحیت کی علامات اور احادیث؟	۶۳۱
سوال نمبر ۳۱......کیا قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی بڑا جھوٹا ہے؟	۶۳۱
سوال نمبر ۳۲......کیا وفات مسیح کا بھید صرف مرزا قادیانی پر کھلا؟	۶۳۳
سوال نمبر ۳۳......کیا مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرزا قادیانی ہے؟	۶۳۳
سوال نمبر ۳۴......کیا مسیح موعود اور علماء کا تصادم آیت یا حدیث میں ہے؟	۶۳۴
سوال نمبر ۳۵......مرزا قادیانی حقیقی مسیح کیسے؟	۶۳۴
سوال نمبر ۳۶......کیا دو زرد چادروں سے دو بیماریاں مراد ہیں؟	۶۳۴
سوال نمبر ۳۷......کیا علامات مسیح علیہ السلام و مہدی علیہ السلام مرزا میں ہیں؟	۶۳۵
سوال نمبر ۳۸......مرزا قادیانی کی پہچان اپنی علامات میں	۶۳۵
سوال نمبر ۳۹......کیا مرزا قادیانی ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہا؟	۶۳۵
سوال نمبر ۴۰......دمشق کا کون سا معنی صحیح ہے؟	۶۳۵
سوال نمبر ۴۱......مرزا قادیانی اپنے دام میں......نزول کا معنی اترنا ہے پیدائش نہیں	۶۳۶
سوال نمبر ۴۲......کیا مرزا قادیانی قرآن کا معجزہ ہے؟	۶۳۶
سوال نمبر ۴۳......کیا مرزا قادیانی نے یہود کی بے گناہی بیان نہیں کی؟	۶۳۶
سوال نمبر ۴۴......کیا مرزا قادیانی لعنتی اور بدذات تھا؟	۶۳۷
سوال نمبر ۴۵......کیا نبی برائی کو مستحکم کرنے آتا ہے یا مٹانے؟	۶۳۷
سوال نمبر ۴۶......کیا مرزا قادیانی کی وحی، وحی ربانی ہے یا شیطانی؟	۶۳۸
سوال نمبر ۴۷......کیا قرآن میں مرزا قادیانی کا نام ابن مریم ہے؟	۶۳۸
سوال نمبر ۴۸......کیا قرآن میں ہے کہ جسم عنصری آسمان پر نہیں جا سکتا؟	۶۳۸
سوال نمبر ۴۹......کیا یہ مرزا قادیانی کی حماقت نہیں؟	۶۳۸
سوال نمبر ۵۰......کیا یہ مرزا قادیانی کی نامعقول حرکت نہیں؟	۶۳۹
سوال نمبر ۵۱......کیا مرزا قادیانی اب بھی ملعون نہیں؟	۶۳۹
سوال نمبر ۵۲......کیا غیر نبی، نبی سے افضل ہو سکتا ہے؟	۶۳۹
سوال نمبر ۵۳......کیا مرزا قادیانی کو مثیل محمد ﷺ کہہ سکتے ہو؟ العیاذ باللہ!	۶۳۹
سوال نمبر ۵۴......مرزا قادیانی بارہ برس تک کفر میں کیوں؟	۶۴۰
سوال نمبر ۵۵......کیا اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے مرید؟ (العیاذ باللہ)	۶۴۰
سوال نمبر ۵۶......کیا مرزا قادیانی مریم تھا؟ تو اس کا شوہر کون؟	۶۴۰
سوال نمبر ۵۷......کیا سچے پیغمبر کے کئی نام ہوئے؟	۶۴۱
سوال نمبر ۵۸......مرزا قادیانی کی تحقیق عجیب اور اس کا مبلغ علم	۶۴۱
سوال نمبر ۵۹......کیا یہ مرزا قادیانی کا قرآن پر بہتان نہیں؟	۶۴۲

سوال نمبر۶۰......کیا مرزا قادیانی مہدی ہے؟ ۶۴۲
سوال نمبر۶۱......کیا مرزا قادیانی خودغرض تھا؟ ۶۴۲
سوال نمبر۶۲......کیا مرزا قادیانی کے نزدیک اعور کا معنی کانا نہیں؟ ۶۴۳
سوال نمبر۶۳......کیا قرآن مجید میں ''قادیان'' کا نام ہے؟ ۶۴۳
سوال نمبر۶۴......کیا مرزا قادیانی آدم زاد نہیں؟ ۶۴۳
سوال نمبر۶۵......کیا مرزا قادیانی شراب پیتا تھا؟ ۶۴۴
سوال نمبر۶۶......کیا مرزا قادیانی کے آنے سے جہاد منسوخ ہوگیا؟ ۶۴۴
سوال نمبر۶۷......کیا نبی گھر کی طعن وتشنیع سے خوف کھا کر سرکاری ملازمت کرتا ہے؟ ۶۴۵
سوال نمبر۶۸......کیا ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے؟ ۶۴۵
سوال نمبر۶۹......جو بخاری شریف پر جھوٹ باندھے وہ مسیح کیسے؟ ۶۴۶
سوال نمبر۷۰......مرزا قادیانی کی سلطان القلمی یا جہالت؟ ۶۴۶
سوال نمبر۷۱......مرزا قادیانی ''رجل فارس'' کیسے؟ ۶۴۷
سوال نمبر۷۲......کیا مرزا یزیدی؟ اور قادیان پلید جگہ ہے؟ ۶۴۷
سوال نمبر۷۳......کیا خدا کا ''حیّ'' ہونا مرزے کی وحی ماننے پر موقوف ہے؟ ۶۴۷
سوال نمبر۷۴......مفسر بننے، صاحب تقویٰ ہونے کا معیار مرزا قادیانی کو ماننا؟ ۶۴۸
سوال نمبر۷۵......کیا مرزا قادیانی کی بڑھتی ہوئی ترقی معکوس ہوگئی؟ ۶۴۸
سوال نمبر۷۶......کیا فلاسفہ کی پیروی نادانی ہے؟ ۶۴۹
سوال نمبر۷۷......کیا تمام انبیاء علیہم السلام نے مرزا قادیانی کے بارے میں خبر دی؟ ۶۴۹
سوال نمبر۷۸......پیش گوئی پوری نہ ہونے کی کوئی شکل؟ ۶۴۹
سوال نمبر۷۹......گھر کا معنی اور کشتی کی توسیع ۶۵۰
سوال نمبر۸۰......ٹیکہ کے مقابلہ میں الہام اور ایام طاعون میں احتیاط ۶۵۰
سوال نمبر۸۱......سلطنت برطانیہ تا ہشت سال کے الہام سے مرزا انکاری بیٹا اقراری ۶۵۱
سوال نمبر۸۲......کیا جاہل محض مقتدا بن سکتا ہے؟ ۶۵۲
سوال نمبر۸۳......کیا نبی کا فرشتہ جھوٹ بول سکتا ہے؟ ۶۵۲
سوال نمبر۸۴......آئینہ کمالات اسلام یا نفسانی تحقیقات ۶۵۲
سوال نمبر۸۵......کیا ماہ صفر چوتھا اسلامی مہینہ ہے؟ ۶۵۳
سوال نمبر۸۶......کیا سورۃ لہب میں ابی لہب سے مراد مرزا قادیانی کی تکفیر؟ ۶۵۳
سوال نمبر۸۷......کیا انگلش ناخواندہ ملازم اور انگریزی الہامات ''آئی لو یو'' وغیرہ کیسے؟ ۶۵۳
سوال نمبر۸۸......کیا غیر زبانی الہام برحق ہونے کی دلیل؟ ۶۵۴
سوال نمبر۸۹......بوقت دعویٰ پیٹ میں اب اولاد جوان؟ ۶۵۴

سوال نمبر۹۰.....کیا بکر و ثیب والی پیش گوئی پوری ہوئی؟ ۶۵۴
سوال نمبر۹۱.....کیا راست باز کا کام لعنت کرنا؟ ۶۵۴
سوال نمبر۹۲.....کیا نبی گالیاں دیتا ہے؟ ۶۵۵
سوال نمبر۹۳.....کیا مرزا قادیانی کی جماعت بے تہذیب، درندہ صفت؟ ۶۵۵
سوال نمبر۹۴.....کیا نبی امتی کی تقلید کر سکتا ہے؟ ۶۵۵
سوال نمبر۹۵.....کیا نبی بدعت پر عمل کرتا ہے؟ ۶۵۶
سوال نمبر۹۶.....مرزا قادیانی نماز کس وقت پڑھتا تھا؟ ۶۵۶
سوال نمبر۹۷.....کیا اب بھی مرزا قادیانی کا انکار کفر ہے؟ ۶۵۶
سوال نمبر۹۸.....جو معجزہ کو مسمریزم کہے وہ کون؟ ۶۵۶
سوال نمبر۹۹.....اللہ کا فرمان سچا یا مرزا قادیانی کی بکواس؟ ۶۵۷
سوال نمبر۱۰۰.....کیا قابل نفرت عمل اللہ کو پسند؟ ۶۵۷
سوال نمبر۱۰۱.....کیا اللہ تعالیٰ نبیوں کو قابل نفرت عمل کا حکم دیتے تھے؟ ۶۵۷
سوال نمبر۱۰۲.....اگر نبی سچا تو پیش گوئیاں کیوں ٹلیں؟ ۶۵۸

باب پانزدہم ...... متفرق قادیانی سوالات کے جوابات

سوال نمبر۱.....قادیانیوں کا کلمہ پڑھنا کیسے؟ ۶۵۸
سوال نمبر۲.....حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ ۶۶۰
سوال نمبر۳.....حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان، اور قبول اسلام ۶۶۲
سوال نمبر۴.....بزرگوں کے خلاف شرع اقوال حجت نہیں ۶۶۳
سوال نمبر۵.....قادیانی جماعت برابر بڑھ رہی ہے ۶۶۴
سوال نمبر۶.....دیوبندی، بریلوی وغیرہ کے ایک دوسرے پر فتوے اور قادیانی ۶۶۴
سوال نمبر۷.....جھوٹے نبی کا جھوٹا فرشتہ ۶۶۷
سوال نمبر۸.....کیا مرزا قادیانی مجدد تھا؟ ۶۶۷
سوال نمبر۹.....کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے نرمی کرنا سنت نبوی ہے؟ ۶۶۸
سوال نمبر۱۰.....مرزا قادیانی کی موت ہیضہ سے ۶۶۹
سوال نمبر۱۱.....کیا قادیانیوں کو گالیاں دی جاتی ہیں؟ ۶۷۱
سوال نمبر۱۲.....کیا علماء سخت بیان ہیں؟ ۶۷۲
سوال نمبر۱۳.....کیا قادیانی با اخلاق ہیں؟ ۶۷۲
سوال نمبر۱۴.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی اور تضادات مرزا ۶۷۳
سوال نمبر۱۵.....کیا مرزا قادیانی پر زنا کا الزام ہے؟ ۶۷۴

سوال نمبر۱۶......کیا قادیانی یا قادیانیوں کو خنزیر کہنا جائز ہے؟ ۶۷۴
سوال نمبر۱۷......مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زنا کا الزام ۶۷۵
سوال نمبر۱۸......خود مدعی مسیحیت تو مسیح کی توہین کیسے؟ ۶۷۷
سوال نمبر۱۹......حضرت مریم کو صدیقہ کہا تو توہین کیسے؟ ۶۷۹
سوال نمبر۲۰......مرزا قادیانی نے مسیح کے متعلق جو کچھ کہا الزامی طور پر کہا ۶۷۹
سوال نمبر۲۱......یسوع، مسیح، ابن مریم ایک ہیں ۶۷۹
سوال نمبر۲۲......مسیح کے متعلق جو کہا جواباً وتردیداً کہا ۶۸۰
سوال نمبر۲۳......مرزا قادیانی نے فرضی مسیح کو کہا ۶۸۰
سوال نمبر۲۴......انجیل کے حوالہ سے کہا ۶۸۰
سوال نمبر۲۵......مسیح کے بہن بھائی کا ذکر ”انما المؤمنون اخوة“ کے درجہ میں ۶۸۰
سوال نمبر۲۶......دشمنوں کے اعتراض نقل کئے ۶۸۱
سوال نمبر۲۷......وہ مسیح جو ابنیت کا مدعی تھا ۶۸۱
سوال نمبر۲۸......رحمت اللہ کیرانوی وغیرہ ۶۸۱

قادیانی اعتراضات کے مسکت جوابات

سوال نمبر۲۹......عیسیٰ علیہ السلام کب فوت ہوئے؟ ۶۸۲
سوال نمبر۳۰......ابن مریم کی جگہ ابن چراغ بی بی کیسے؟ ۶۸۲
سوال نمبر۳۱......مرزا قادیانی کا الہام قرآن کا ناسخ؟ ۶۸۲
سوال نمبر۳۲......میں رانجھا ہوگئی؟ ۶۸۳
سوال نمبر۳۳......قادیانی مسیلمہ کذاب؟ ۶۸۴
سوال نمبر۳۴......پٹواری نہیں بلکہ مفسرین؟ ۶۸۴
سوال نمبر۳۵......مرزا جاہل تھا؟ ۶۸۴
سوال نمبر۳۶......مرزا قادیانی دنیا کا سب سے بڑا جاہل؟ ۶۸۵
سوال نمبر۳۷......شیطان کے ماننے والے بہت؟ ۶۸۵
سوال نمبر۳۸......دنیا میں مرزا قادیانی کا ایک بھی ماننے والا نہیں؟ ۶۸۵
سوال نمبر۳۹......قرآن میں ربوہ؟ ۶۸۶
سوال نمبر۴۰......مرزا کو ماننا ۶۸۶
سوال نمبر۴۱......مرزا کی دو سچی باتیں ۶۸۷
سوال نمبر۴۲......مرزا قادیانی کو صاحب کیوں نہیں کہتے؟ ۶۸۸
کیا کبھی ایسے ہوا؟ ۶۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

پیش لفظ

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء۰ امابعد!

قادیانی شبہات جلداوّل......ختم نبوت

قادیانی شبہات جلددوم......حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مباحث پر مشتمل ہے

جلداوّل ۱۴۲۰ھ جبکہ جلد دوم ۱۴۲۵ھ میں مرتب ہوئیں۔

اب ۱۴۳۲ھ میں اللہ رب العزت نے اس سلسلہ کو پایۂ تکمیل تک پہچانے کی توفیق بخشی کہ ’’قادیانی شبہات جلد سوم‘‘ جو ’’کذب مرزا‘‘ کے مباحث پر مشتمل ہے۔ پیش خدمت ہے۔ جلداوّل اور جلد دوم ہر سال ردقادیانیت کورس چناب نگر وملتان میں پڑھائی جاتی ہیں۔ یہ دونوں جلدیں ہندوستان میں بھی شائع ہوئیں۔ دیوبند میں اس سلسلہ میں جو کورسز رکھے گئے ان میں بھی ان کتابوں کو شامل رکھا گیا۔ عرصہ سے رفقاء کی خواہش تھی کہ اس کا تیسرا حصہ مرتب ہو جائے۔ تاکہ تمام مباحث پر مشتمل مواد کورسز کے شرکاء کو شائع شدہ نصاب کی طرح پڑھا دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر کام کے لئے وقت مقرر ہے۔ شدید خواہش وتقاضہ کے باوجود اتنا عرصہ تک یہ کام رکا رہا۔ برادر عزیز مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے اصرار کیا اور وقت مقرر کیا کہ دس پندرہ دن لگا کر اس کو مکمل کرنا ہے۔ جو دن انہوں نے مقرر فرمائے ان دنوں ’’تحریک ناموس رسالت‘‘ کی مصروفیات آڑے آئیں۔ تحریک سے فارغ ہوتے ہی پندرہ دن انہوں نے عنایت کئے۔ ان دنوں ’’احتساب قادیانیت‘‘ کے مزید رسائل پر تخریج کے کام کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی دفتر مرکزیہ میں قیام فرما تھے۔ ان ہر دو حضرات نے دن رات ایک کر کے اس کام کو مکمل کیا۔ فقیر ان کے شانہ بشانہ رہا۔ ورنہ تمام تر کام ان حضرات کی محنت کا مرہون منت ہے۔ فقیر نے مختلف لفافوں میں جو منتشر مواد رکھا تھا اسے ان حضرات نے مرتب کر کے قابل مراجعت بنادیا۔ فقیر نے سرسری دیکھا اور کمپوزنگ کے لئے دے دیا۔ البتہ ’’قادیانیوں سے سوالات‘‘ اور ’’قادیانی سوالات کے جوابات‘‘ کا حصہ فقیر نے حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صدر مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے سپرد کیا۔ انہوں نے فقیر کی گزارشات کے مطابق اس پر سرتوڑ محنت کی۔ یوں یہ کتاب مرتب ہوگئی۔ پروف پڑھنے میں بھی حضرت مولانا غلام رسول دین پوری نے بھرپور محنت ومعاونت فرمائی۔ ان تمام حضرات کا بہت بہت شکریہ۔ لیجئے! اس کام سے فارغ ہوئے۔ اب ایک کام جو عرصہ سے رکا ہوا ہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء کے لئے جو میٹر جمع کر کے ترتیب دینا شروع کیا تھا وہ اس سرے سے مل نہیں رہا۔ کبھی کبھی طبیعت میں ابال آتا ہے۔ لیکن مسودہ کی گمشدگی طبیعت کو سرد کر دیتی ہے۔

قارئین دعا فرمائیں کہ یہ کام بھی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۸۴ء تک کی تاریخ کے قلمبند کرنے کا جو کام شروع کیا تھا جو ۱۹۷۴ء پر آکر رکا ہوا ہے۔ وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے تو بہت ہی سعادت کی بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

محتاج دعا: فقیر: اللہ وسایا

۱۴؍جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ، بمطابق ۱۸؍مئی ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل ...... مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات

نسب وخاندان

مرزا غلام احمد قادیانی کا نسبی تعلق مغل قوم اور اس کی خاص شاخ برلاس سے ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: ”ہماری قوم مغل برلاس ہے۔“ (کتاب البریہ ص۱۴۴ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۱۶۲)

لیکن کچھ عرصہ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ ”وہ ایرانی النسل ہے۔“ چنانچہ اس نے لکھا ہے: ”خُذُوا التَّوحِيدَ اَلتَّوحِيدَ يَا ابنَاءِ الفَارِس“ (یعنی توحید کو پکڑ لو۔ توحید کو پکڑ لو۔ اے فارس کے بیٹو!)

پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے: ”لَوكَانَ الاِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ“ (یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارس الاصل ہے۔ وہیں جا کر اس کو لے لیتا)۔

اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے: ”ان الذین کفروا رد علیهم رجل من فارس شکر الله سعیه“ (یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارس الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے) یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اوّلین فارسی تھے۔“

(کتاب البریہ ص۱۴۴، ۱۴۵ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۱۶۲، ۱۶۳)

مرزا قادیانی مغل برلاس تھے۔ لیکن خود کو ایرانی النسل ثابت کرنے کے لئے اپنے نام نہاد الہامات کا بھی سہارا لیا۔ حالانکہ ان کا اعتراف موجود ہے۔

”یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے۔ کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔ اسی کا علم صحیح اور یقینی اور دوسرے کا شکی اور ظنی۔“ (اربعین نمبر۲ حاشیہ ص۱۸، خزائن ج۱۷ ص۳۶۵)

مرزا قادیانی مغل برلاس تھے۔ ایرانی النسل بننے کے لئے اپنے الہام کو سند کے طور پر لائے۔ لیکن مرزا قادیانی کا نام نہاد الہام تاریخ کے لئے حجت نہیں۔

مرزا قادیانی نے فارسی النسل بننے کے لئے کیوں الہام تراشا؟ اس سوال کا جواب خود اس کی عبارت میں موجود ہے۔ ”الایمان معلقاً باالثریا لنا له رجل من فارس“ یہ دراصل حدیث شریف ہے۔ مرزا قادیانی نے اسے اپنا الہام جتا کر اس کا مصداق بننے کے لئے خود کے ایرانی النسل ہونے کا گورکھ دھندا تیار کیا۔ اس کی خود غرضی نے اسے اس شیطانی کھیل کھیلنے پر مجبور کیا۔ یہ حدیث صحاح میں الفاظ کے خفیف اختلاف کے ساتھ آئی ہے۔ بعض روایتوں میں ”رجال من فارس“ بھی ہے۔ علماء ومحدثین نے اس سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان ایرانی النسل علماء واکابر کو مراد لیا ہے۔ جو

اپنی قوت ایمانی اور خدمت دینی میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ انہیں میں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ جو فارسی الاصل ہیں۔ مرزا قادیانی نے اس حدیث کا مصداق بننے کے لئے نام نہاد الہام وضع کیا۔ لیکن خود مرزا قادیانی دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

چینی الاصل

مرزا قادیانی مغل برلاس، چینی الاصل، ایرانی النسل کیا سمجھا جائے کہ مرزا قادیانی کون سی نسل سے تھے؟ ''ایسا ہی میں بھی توأم پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہوں اور اس قول کے مطابق جو حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ: ''خاتم الخلفاء صینئی الاصل ''ہوگا۔ یعنی مغلوں میں سے اور وہ جوڑا یعنی توأم پیدا ہوگا۔ پہلے لڑکی نکلے گی۔ بعد اس کے وہ پیدا ہوگا۔ ایک ہی وقت میں اسی طرح میری پیدائش ہوئی کہ جمعہ کی صبح کو بطور توأم میں پیدا ہوا۔ اوّل لڑکی اور بعدہٗ میں پیدا ہوا۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۳۳، خزائن ج۲۰ ص۳۵)

''اور اس پیش گوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب ''فصوص'' میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ''صینئی الاصل ''ہوگا۔'' (حقیقت الوحی ص۲۰۱، خزائن ج۲۲ ص۲۰۹)

شجرۂ نسب

ا...... ''ہمارا شجرۂ نسب اس طرح پر ہے۔ میرا نام غلام احمد ابن مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ابن مرزا عطاء محمد صاحب ابن مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا فیض محمد صاحب ابن مرزا محمد قائم ابن مرزا محمد اسلم ابن مرزا محمد دلاور ابن مرزا الہ دین ابن مرزا جعفر بیگ ابن مرزا محمد بیگ ابن مرزا عبدالباقی ابن مرزا محمد سلطان ابن مرزا ہادی بیگ مورث اعلیٰ۔''

(کتاب البریہ ص۱۴۲ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۱۷۲، ضمیمہ حقیقت الوحی ص۷۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰۳)

شجرۂ مرزا

مرزا غلام احمد قادیانی کا شجرۂ نسب۔ مرزا ہادی بیگ، مغل، حاجی برلاس، مغل خان کے ذریعے یافث بن حضرت نوح تک پہنچتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی فارسی النسل یا بنی اسرائیل یا بنی اسحاق میں سے ہوتا تو چاہئے تھا کہ اس کا شجرۂ نسب حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے سام بن حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچتا۔ مگر معاملہ برعکس ہے۔

خاندان مرزا

''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور میرے پردادا کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے۔''

(کتاب البریہ ص۱۳۴ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۱۶۲)

پیدائش مرزا

عیسوی سنہ، مرزا قادیانی نے کہا: ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔'' (کتاب البریہ ص۱۴۶ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷، قادیانی اخبار بدر مورخہ ۸/اگست ۱۹۰۴ء ص۵، کتاب حیات النبی (از شیخ یعقوب علی تراب قادیانی ایڈیٹر اخبار الحکم) ج اوّل ص۴۹، قادیانی رسالہ ریویو ج۵ نمبر۶ بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء ص۲۱۹، قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۲۱، ۲۸/مئی ۱۹۱۱ء ص۴)

نوٹ: تاریخ پیدائش کے مسئلہ پر یاد رہے کہ آج کل کے قادیانی، مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش ۱۹۳۵ء بتاتے ہیں۔ یہ دجل ہے۔ تفصیل پیش گوئیوں میں ''عمر مرزا'' میں دیکھو۔

تاریخ اور دن: ''یہ عاجز بروز جمعہ چاند کی چودھویں تاریخ میں پیدا ہوا ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ (مطبوعہ ۱۹۱۴ء ضیاء الاسلام پریس قادیان) ص۱۸۱ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۲۸۱)

وقت: ''میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توأم پیدا ہوا تھا۔'' (حقیقت الوحی ص۲۰۱، خزائن ج۲۲ ص۲۰۹)

کیفیت ولادت: ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹)

''تیسری آدم سے مجھے یہ بھی مناسبت ہے کہ آدم توأم کے طور پر پیدا ہوا اور میں بھی توأم پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی۔ بعدہٗ میں، اور بایں ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الولد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور میں جمعہ کے روز پیدا ہوا تھا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۶، خزائن ج۲۱ ص۱۱۳)

مرزا قادیانی کی ماں کا نام

مرزا بشیر احمد ایم۔اے نے لکھا ہے: ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہماری دادی صاحبہ یعنی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی والدہ صاحبہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ وہ دادا صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۸، روایت نمبر۱۰)

(ایک اور نام بھی زبان زد خلائق ہے ''یعنی گھسیٹی'' مرتب)

مرزا قادیانی کے استاد

''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت

وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔'' (کتاب البریہ ص۱۴۸ تا ۱۵۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۹ تا ۱۸۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کا بچپن ...... ''چڑیاں پکڑنا''

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہا: کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے نہ سمجھا کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔'' (کتاب سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴۵، روایت نمبر ۵۱)

''نیز والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہ ہوتا تھا تو تیز سرکنڈے سے ہی حلال کر لیتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۵۰، روایت نمبر ۲۵۱)

میاں ''محمود احمد'' کا چڑیاں پکڑنا

''بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے کہ ایک دفعہ میاں (مرزا محمود) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت (مرزا قادیانی) نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا۔ میاں! گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۹۲، روایت نمبر ۱۷۸)

چوری کرنا

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی کے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ پس پھر کیا تھا۔ میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا۔ وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۴۴، روایت نمبر ۲۴۴)

روٹی پر راکھ

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت صاحب نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا۔ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی۔ اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش

رہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۴۵، روایت نمبر ۲۴۵)

مرزا ’’غلام احمد قادیانی‘‘ کی جوانی ...... باپ کی پنشن

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے۔ تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۴۳، روایت نمبر ۴۹)

نوٹ: اس حوالہ میں ادھر ادھر بروزن زیر زبر اور ’’شرم کے باعث‘‘ قابل توجہ ہیں۔

ٹہلتے ٹہلتے کھانا

’’بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کے تازہ ٹنڈ یا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب! اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۱، روایت نمبر ۱۶۷)

مرزا قادیانی کا اِزَار بَند

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا تھا۔ باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے۔ تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۵۵، روایت نمبر ۶۵)

مرزا قادیانی کی گرگابی

’’ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی۔ مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے۔ ان کی (انگریز کی) کوئی چیز بھی اچھی نہیں۔ (اور خود ان کا خود کاشتہ پودا ہے) والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے۔ مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔ اس لئے آپ نے اسے اتار دیا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۶۷، روایت نمبر ۸۳)

الٹی جراب، الٹے بٹن، الٹی جوتی

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود اپنے جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑھی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بائیاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸، روایت نمبر ۳۷۵)

صدری کے بٹن کوٹ کے کاج میں

''بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے میں لگے ہوتے تھے۔ بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگے ہوئے دیکھے گئے...... کوٹ، صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶، روایت نمبر ۴۴۴)

کپڑے تکیہ کے نیچے

''کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا۔ صدری ٹوپی عمامہ رات کو اتار کر تکیے کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں۔ وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸، روایت نمبر ۴۴۴)

جیب میں اینٹ

''آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی دن ایسا ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے اینٹ نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں۔ میں اسی سے کھیلوں گا۔'' (حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم ص ق)

انگلی سے سالن لینا

''بعض دفعہ تو دیکھا گیا کہ آپ روکھی روٹی کا نوالہ منہ میں ڈال لیا کرتے تھے اور پھر انگلی کا سرا شوربے میں تر کر کے زبان سے چھو دیا کرتے تھے۔ تا کہ لقمہ نمکین ہو جاوے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۱، روایت نمبر ۴۴۴)

بائیں ہاتھ سے چائے، پانی پینا

''کبھی کبھی آپ پانی کا گلاس یا چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ ابتدائی عمر

میں دائیں ہاتھ میں ایسی چوٹ لگی تھی کہ اب تک بوجھل چیز اس ہاتھ سے برداشت نہیں ہوتی۔''
(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۱، روایت نمبر ۴۴۴)

مرزا قادیانی اور شراب

''مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ''ٹانک وائن'' کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام!'' مرزا غلام احمد عفی عنہ!
(خطوط امام بنام غلام ص ۵، از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

گڑ اور ڈھیلے

براہین احمدیہ کا پہلا ایڈیشن جو مرزا قادیانی کے زمانۂ حیات میں شائع ہوا۔ اس میں معراج الدین عمر احمدی نے ''حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی مؤلف براہین احمدیہ کے مختصر حالات'' نامی مضمون بھی ساتھ شائع کیا۔ اس کے (ص ۶۷) پر لکھا کہ: ''آپ کو شرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں ہی گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔''

مرزا قادیانی اور کتا

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی نے لکھا کہ: ''مجھے یاد ہے کہ حضرت لکھ رہے تھے۔ ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے۔ فرمایا خوب کیا۔ مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا وہ چلی گئی اور آپ پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتنوں کو بھی صاف کیا اور بڑے سکون اور وقار سے چل دیا۔ اللہ اللہ ان جانوروں کو بھی کیا عرفان بخشا گیا ہے۔ وہ کتا اگرچہ رکھا ہوا اور سدھا ہوا نہ تھا۔ مگر خدا معلوم اسے کہاں سے یقین ہو گیا اور بجا یقین ہو گیا کہ یہ پاک وجود بے ضرر وجود ہے اور یہ وہ ہے جس نے کبھی چیونٹی کو بھی پاؤں تلے نہیں مسلا اور جس کا ہاتھ کبھی دشمن پر بھی نہیں اٹھا۔ غرض ایک عرصہ کے بعد وہاں ظہر کی اذان ہوئی تو آپ کو پھر کھانا یاد آیا۔ آواز دی خادمہ دوڑی آئی اور عرض کیا کہ میں تو مدت ہوئی کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کر آئی تھی۔ اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا تو شام کو ہی کھائیں گے۔'' (سیرت مسیح موعود ص ۱۶)

مرزے کا کتا

''ڈاکٹر پیر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے یا میاں قدرت اللہ خان صاحب مرحوم کرتے تھے۔ جو گھر کے دربان تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۹۸، روایت نمبر ۹۵۷)

مرزا کتوں کا شکار کھیلتا تھا

''میاں امام دین سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ بہت ابتدائی زمانہ کا ذکر ہے کہ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی

سپرنٹنڈنٹ بندوبست ضلع گورداسپور مرزا نظام الدین صاحب کے مکان میں آ کر ٹھہرے ہوئے تھے۔ان کو شکار دیکھنے کا شوق تھا۔وہ مرزا نظام الدین صاحب کے مکان سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ چند کس سانس بھی جنہوں نے کتے پکڑے ہوئے تھے نکلے۔مولوی غلام علی صاحب نے شاید حضرت صاحب کو پہلے اطلاع دی ہوئی تھی۔حضرت صاحب بھی باہر تشریف لے آئے۔آگے چل پڑے۔ہم پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔اس وقت حضرت کے پاؤں میں جو جوتا تھا۔شاید وہ ڈھیلا ہونے کی وجہ سے ٹھپک ٹھپک کرتا جاتا تھا۔مگر وہ بھی حضرت صاحب کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔چلتے چلتے پہاڑی دروازہ پر چلے گئے۔وہاں ایک مکان سے سانسیوں نے ایک بلے کو چھیڑ کر نکالا۔یہ بلا شاید جنگلی تھا۔جو وہاں چھپا ہوا تھا۔جب وہ بلا مکان سے باہر بھاگا تو تمام کتے اس کو پکڑنے کے لئے دوڑے۔یہاں تک کہ اس بلے کو انہوں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔یہ حالت دیکھ کر حضرت صاحب چپ چاپ واپس اپنے مکان کو چلے آئے اور کسی کو خبر نہ کی۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدمہ دیکھ کر آپ نے برداشت نہ کیا اور واپس آ گئے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۸۵، روایت نمبر ۹۳۴)

اسٹیشن کی سیر

''بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی۔میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔مولوی صاحب فرماتے تھے میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی! میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۶۳، روایت نمبر ۷۷)

تھیٹر دیکھنا

''حضرت مرزا قادیانی کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آ گئے۔چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔گرمی کا موسم تھا اور منشی صاحب اور میں۔ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا۔جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔صبح منشی ظفر احمد نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے۔حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے فرمایا۔ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔اس کے سوا اور کچھ نہ فرمایا۔منشی صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے۔مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے اور اس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں۔میں نے کہا کہ حضرت کا کچھ نہ فرمانا یہ بھی ایک تنبیہ ہے۔وہ جانتے ہیں کہ آپ مجھ سے ذکر کریں گے۔'' (ذکر حبیب، مفتی صادق قادیانی ص ۱۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت زار ...... دردزہ

خدا نے پہلے مجھے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا۔ ’’فَاَجَاءَ هَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا‘‘ (یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی)۔ (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۱)

جائے نفرت

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

احتلام

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبعی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک فطری، دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہوسکتا ہے۔ مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۴۲، روایت نمبر ۸۴۳)

کبھی کبھی زنا

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں کیا حرج ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔‘‘

(الفضل قادیان مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۳۸ء)

باب دوم ...... مرزا قادیانی اور صنف نازک

بدنظری کے متعلق مرزا قادیانی کا فتوی

’’قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے غیر محرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال، بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ۔ نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے۔‘‘ (کشتی نوح ص ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۲۸، ۲۹)

مرزا قادیانی کا فعل

کھانا دینے والی عورت

۱...... ’’بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب نے کہ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد نے کہ جو عورت والد صاحب کو کھانا دینے جاتی تھی وہ بعض اوقات واپس آ کر کہتی تھی۔ میاں ان کو یعنی حضرت صاحب کو کیا ہوش ہے۔ یا کتابیں ہیں اور یا یہ ہیں۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۲۴۴، روایت نمبر۲۳۴)

پاخانہ میں لوٹا رکھنے والی غیر محرم عورت

۲...... ’’ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت صاحب مسیح موعود فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اپنے ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۴۳، روایت نمبر۸۴۷)

خاص خدمت گار غیر محرم عورت

۳...... ’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتوں قادیان آ کر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی۔ جب وہ فوت ہوگئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے یاد دہانی کے لئے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۲۶، روایت نمبر۶۸۸)

غیر محرم عورت بھانو پاؤں دبایا کرتی تھی

۴...... ’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ساتھ ایک ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی۔ اس لئے اس کو پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی۔ جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۱۰، روایت نمبر۷۸۰)

پہرہ دینے والی غیر محرم عورتیں

۵...... ’’مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام

میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔“

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۱۳، روایت نمبر ۷۸۶)

غیر محرم عورت کو اپنا جوٹھا قہوہ پلایا

۶...... ”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا ایک دفعہ حضرت مسیح موعود قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے اپنا بچا ہوا قہوہ دیا اور فرمایا زینب یہ پی لو۔ میں نے عرض کی حضور یہ گرم ہے اور مجھ کو ہمیشہ اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے۔ تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ میں نے پی لیا۔“ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۶۶، روایت نمبر ۸۹۶)

غیر محرم عورت سے نظم کا قافیہ پوچھا

۷...... ”مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی بڑی بیوی مولویانی کسی کام کی غرض سے حضرت صاحب کے پاس آئیں۔ حضرت صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں ایک نظم لکھ رہا ہوں۔ جس میں یہ یہ قافیہ ہے۔ آپ بھی کوئی قافیہ بتائیں۔ مولویانی مرحومہ نے کہا ہمیں کسی نے پڑھایا ہی نہیں۔ فرمایا کہ آپ نے بتا تو دیا ہے۔ (بڑھا) چنانچہ آپ نے اس وقت ایک شعر میں اس قافیہ کو استعمال کر لیا۔“ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۴۳، روایت نمبر ۸۴۶)

غیر محرم عورت کا مراق اپنی خدمت کرا کر دور کر دیا

۸...... ”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہیں کر سکتی تھی۔ میں حضور کی خدمت کر رہی تھی کہ حضور نے خود معلوم کر کے فرمایا کہ زینب تجھ کو مراق کی بیماری ہے۔ ہم دعا کریں گے۔ کچھ ورزش کیا کرو اور پیدل چلا کرو۔ میں اپنے مکان پر جانے کے لئے جو حضور کے مکان سے ایک میل دور تھا۔ ٹانگے کی تلاش کی۔ مگر نہ ملا۔ اس لئے مجبوراً مجھے پیدل جانا پڑا۔ مجھ کو یہ پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی تھی۔ مگر خدا کی قدرت جوں جوں میں پیدل چلتی تھی۔ آرام معلوم ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ دوسرے روز میں پیدل چل کر حضور کی زیارت کو آئی تو دورہ مراق کا جاتا رہا اور بالکل آرام ہو گیا۔“

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۷۵، ۲۷۶، روایت نمبر ۹۱۷)

غیر محرم عورت سے تین ماہ خدمت کروا کر اس کا دل خوشی اور سرور سے بھر دیا

۹...... ”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ خدمت کرتے گذر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ ایک دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے صبح کی اذان تک مجھے ساری ساری رات خدمت کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔“ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۷۲، ۲۷۳، روایت نمبر ۹۱۰)

غیر محرم لڑکیوں کو گھر میں رکھ کر ان کی شادی کا بندوبست کرتے تھے

۱۰...... ’’بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب میاں ظفر احمد کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں۔ آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کرا دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا وہ باہر کھڑی ہیں۔ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہیں تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا کہ جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرے کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۹، روایت نمبر ۲۶۸)

ننگی عورت

’’حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں کھرا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی۔ اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی؟ تو اس نے ہنس کر جواب دیا۔ انہوں کجھ دیدا ہے۔ یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔ مرزا قادیانی کی عادت غض بصر کی جو وہ ہر وقت مشاہدہ کرتی تھی۔ اس کا اثر اس دیوانی عورت پر بھی ایسا تھا کہ وہ خیال کرتی تھی کہ حضور کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اس واسطے حضور سے کسی پردہ کی ضرورت ہی نہیں۔‘‘ (ذکر حبیب، مفتی صادق قادیانی ص ۳۸)

غرارہ

’’آخری ایام میں حضور ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے جو نیچے سے تنگ اوپر سے کھلے۔ گاؤ دم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں ۹۵-۱۸۹۰ء میں میں نے حضور کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے۔‘‘

(ذکر حبیب، مفتی صادق قادیانی ص ۳۹)

اللہ مرد اور مرزا قادیانی عورت

’’حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔‘‘

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴ ص ۱۲، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا حاملہ ہونا

’’مریم کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے۔’’مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔‘‘ (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

مرزا کے صحابی کا مبارک عمل

نماز میں مرزا کے جسم کو ٹٹولنا

’’قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۶۵، روایت نمبر ۸۹۳)

جسم پر نا مناسب طور پر ہاتھ پھیرنا

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور (مرزا قادیانی) نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آج کل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی مغربی طرف امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آ کر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہو گئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر آپ صف اوّل میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا۔ اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نا مناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۶۸، روایت نمبر ۹۰۳)

باب سوم ...... مرزا غلام احمد قادیانی کے فرشتے

اللہ تعالیٰ کے چار فرشتے بہت زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ذمہ ہر جاندار کی روح قبض کرنا ہے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کے ذمہ ہواؤں اور بارشوں کا نظام سپرد ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذمہ روز قیامت صور پھونکنا ہے۔ جس سے پوری کائنات درہم برہم ہو جائے گی اور زمانۂ آخرت شروع ہو جائے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام (وحی نبوت و رسالت) لے کر تمام انبیاء و رسل تک پہنچاتے رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت اور رسالت ختم ہو گیا اور وحی کا دروازہ بھی۔ لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی (اللہ کے نبیوں پر وحی پہنچانا) بھی ختم ہو گئی۔ ان چاروں فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے بے شمار فرشتے ہیں۔ جو اپنے اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے کہ ان پر بھی فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ کہاوت مشہور ہے۔ جیسی روح، ویسے فرشتے۔ یہ ضرب المثل جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ جس طرح مرزا قادیانی ایک مخبوط الحواس اور مضحکہ خیز شخصیت کا مالک تھا۔ اس کے نام نہاد فرشتے بھی ایسی ہی خصلت رکھتے تھے۔ آیئے! ملتے ہیں مرزا قادیانی کے ''خصوصی'' فرشتوں سے:

ٹیچی ٹیچی

''کوئی شخص ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ تم حساب کر لو مگر وہ نہیں کرتا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے ایک مٹھی بھر کر روپے مجھے دیئے ہیں۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٰہی بخش کی طرح ہے۔ مگر انسان نہیں بلکہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیئے ہیں تو وہ اس قدر ہو گئے ہیں کہ میں ان کو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا۔ میرا کوئی نام نہیں۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے ٹیچی۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع دوم ص ۵۲۶)

ٹیچی ٹیچی مرزا قادیانی کا عجیب فرشتہ تھا۔ مرزا قادیانی نے اس سے نام پوچھا تو پہلے اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا، میرا کوئی نام نہیں۔ پھر دوبارہ دریافت کرنے پر بتایا کہ میرا نام ٹیچی ہے۔ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ ٹیچی ٹیچی تیز رفتار فرشتہ ہے۔ جو ٹچ کر کے جاتا ہے اور ٹچ کر کے آتا ہے۔ لیکن یہ بھی عجیب بات ہے کہ جب قادیانیوں کو ٹیچی ٹیچی کہا جاتا ہے تو وہ اس کا برا محسوس کرتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو وہ غصے میں آ کر جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔

شیر علی

''میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے۔ اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت ان میں سے پھینک دی اور ہر ایک بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور ایک مصفّٰی نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا۔ مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص ۳۱، طبع سوم)

معلوم ہوتا ہے کہ اس فرشتے (آئی سپیشلسٹ) نے مرزا قادیانی کی آنکھیں صحیح طریقے سے صاف نہیں کیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی آخر وقت تک آنکھوں کی بیماری ''مائی اوپیا'' میں مبتلا رہا۔ جس کی وجہ سے وہ چاند بھی نہ دیکھ سکتا تھا۔ (سیرت المہدی ج۳ ص۱۱۹، بروایت نمبر۶۷۳)

مرزا غلام قادر

''میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی شکل پر ایک شخص آیا ہے۔ مگر مجھے فوراً معلوم کرایا گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص۱۸۸، طبع سوم)

خیراتی

''عرصہ قریباً پچیس برس کا گزرا ہے کہ مجھے گورداسپور میں ایک رؤیا ہوا کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم بیٹھے ہیں۔ اتنے میں میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ میں مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں۔ چنانچہ میں نے ان کی طرف کھسکنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ چارپائی سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں تین فرشتے آسمان کی طرف سے ظاہر ہوگئے۔ جن میں سے ایک کا نام خیراتی تھا۔'' (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص۲۹، طبع سوم)

مٹھن لال

''فرمایا۔ نصف رات سے فجر تک مولوی عبدالکریم کے لئے دعا کی گئی۔ صبح کے بعد جب سویا تو یہ خواب آئی۔ میں نے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر میں نے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں۔ دستخط نہیں ہوتے۔ اس وقت میں نے عبداللہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرہ پر ٹپک رہی ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ یہ لوگ روکھے ہوتے ہیں۔ نہ کسی کی سپارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت، میں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں۔ آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ میں بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھا۔ کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اس کے عملہ کے لوگ ہیں۔ میں نے جا کر کاغذ اس کو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے۔ اس پر دستخط کر دو۔ اس نے بلاتامل اسی وقت لے کر دستخط کر دیئے۔ پھر میں نے واپس آ کر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا خبردار ہوش سے پکڑو، ابھی دستخط گیلے ہیں اور پوچھا کہ عبداللہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ کہیں باہر گیا ہے۔ بعد اس کے آنکھ کھل گئی اور ساتھ پھر غنودگی کی حالت ہوگئی۔ تب میں نے دیکھا کہ اس وقت میں کہتا ہوں، مقبول کو بلاؤ۔ اس کے کاغذ پر دستخط ہوگئے ہیں۔ فرمایا۔ یہ جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے۔ ملائک طرح طرح کی تمثلات اختیار کرلیا کرتے ہیں۔ مٹھن لال سے مراد ایک فرشتہ تھا۔'' (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص۵۶۰، طبع سوم)

حفیظ

صوفی نبی بخش صاحب لاہوری نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا: ''بڑے مرزا صاحب پر ایک مقدمہ تھا۔ میں نے دعا کی تو ایک فرشتہ مجھے خواب میں ملا جو چھوٹے لڑکے کی شکل میں تھا۔ میں نے پوچھا تمہارا کیا

نام ہے۔وہ کہنے لگا میرا نام حفیظ ہے۔پھر وہ مقدمہ رفع دفع ہو گیا۔'' (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص ۷۵۷، طبع سوم)

درشنی

''ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔اس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص ۶۹)

باب چہارم ...... مرزا قادیانی کی عملی زندگی

مرزا قادیانی کی پیدائش سے اس کی جوانی تک سے متعلق جستہ جستہ قادیانی کتب سے حوالہ جات آپ نے ملاحظہ کئے۔جس سے ایک شخص کی ذہنی ساخت، ذاتی کردار پر بڑی حد تک روشنی پڑتی ہے۔ان حوالہ جات کے بعد ہر شخص دیانتدارانہ طور پر یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد تو وجہ نفرت ہیں ہی، ورنہ ذاتی طور پر بھی مرزا قادیانی اس قابل نہ تھا کہ اسے کسی شریف سوسائٹی میں کوئی آبرومندانہ مقام مل سکتا۔آیئے! اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جب عملی زندگی میں قدم رکھا تو کیا کیا گل کھلائے۔

دادا کی پنشن کا ہڑپ کر جانا

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں۔اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔جس پر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔'' (سیرت المہدی ص ۴۳، حصہ اوّل روایت نمبر ۴۹)

ایک بار پھر اس قادیانی روایت کو پڑھیں۔مرزا امام الدین جو مرزا قادیانی سے عمر میں بڑا تھا۔مرزا قادیانی کا رشتہ میں چچازاد بھائی اور ہمجولی تھا۔تبھی تو مرزا قادیانی کے ہمراہ ہمراز کے طور پر روانہ ہوا۔یہ ایسا آدمی تھا کہ سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۴۴، روایت ۴۹ کے مطابق ایک بار ڈاکہ میں پکڑا گیا تھا۔نیز اس امام الدین نے مرزا قادیانی کو بعد میں قادیانی گروہ کے سربراہ کے طور پر دیکھا تو یہ چوہڑوں کا پیر بن گیا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۳۲، روایت ۳۹)

ایک بار پھر پنشن وصول کرنے کی روایت کو پڑھیں کہ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو:

۱...... آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا۔

۲...... اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔

۳...... پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔

۴...... اور حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔

مرزا قادیانی عاقل بالغ تھے۔ایسے آدمی سے وہ کون سی مجبوری تھی کہ ان کو سارا روپیہ دے دیا۔پھرادھرادھر پھراتا رہا۔ادھرادھر کا کیا معنی؟ وہ کون سی جگہ تھی جہاں یہ خطیر رقم صرف کی۔وہ کون سے کارہائے ناکردنی اور باعث شرم تھے۔جس کے باعث مرزا قادیانی امام دین کا لٹو بنا رہا۔ان عوامل پر قادیانی غور کریں تو مرزا قادیانی کی جوانی مستانی کی رنگین وسنگین باعث شرم پوری کہانی ان پر واضح ہو جائے۔حوالہ جات گذر چکے کہ جو شخص دعویٰ نبوت کے بعد ہر وقت عورتوں کے جھرمٹ میں رہتا تھا تو پنشن کے خرچ کرنے کا مصرف صاف صاف نظر آ جاتا ہے۔(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۳۱، روایت ۱۳۲) کے مطابق پنشن سات سو روپے تھی۔اس زمانہ میں (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۲، روایت نمبر ۱۶۷) کے مطابق ایک آنہ کا سیر خام گوشت ملتا تھا۔اب ذرا حساب لگائیں تو سات سو روپیہ کے گیارہ ہزار دوسو آنے بنتے تھے۔فی آنہ ایک سیر کا معنی گیارہ ہزار دوسو کلو گوشت۔اس سات سو روپیہ میں مل سکتا تھا۔آج کل گوشت چار صد روپیہ فی کلو ہے۔گیارہ ہزار دوسو کلو گوشت کی قیمت فی کلو چار سو روپیہ کے حساب سے چوالیس لاکھ اسی ہزار روپیہ بنتی ہے۔آج اس دور میں اتنی خطیر رقم مرزا قادیانی اور امام الدین اس کے ہجولی نے ادھرادھر کہاں کہاں خرچ کی؟ اے کاش! قادیانی اس پر غور کریں۔

اب مرزا قادیانی نے گھر آنے کی بجائے سیالکوٹ میں قلیل تنخواہ پر (پندرہ روپیہ ماہوار) پر ملازمت کر لی۔ دیکھئے (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۴۳، روایت نمبر ۴۹) اس ملازمت کے دوران مرزا قادیانی کے ہم عصر لوگوں کی روایات ”چودھویں صدی کا مسیح“ کے مصنف جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔مرزا قادیانی کے زمانہ حیات میں اپنی مندرجہ بالا کتاب میں شائع کیں کہ اِدھراُدھر کے عادی مرزا قادیانی نے ادھرادھر سے خوب مال بنایا۔

مرزا احمد علی اثنا عشری امرتسری کتاب (دلیل العرفان) میں لکھتے ہیں کہ منشی غلام احمد امرتسری نے رسالہ ”نکاح آسمانی کے راز ہائے پنہانی“ میں مرزا غلام احمد کے حین حیات بڑے طمطراق سے لکھا۔انہوں نے زمانہ محرری میں خوب رشوتیں لیں۔یہ رسالہ ۱۹۰۰ء میں یعنی مرزا قادیانی کی وفات سے آٹھ سال پیشتر شائع ہوا تھا۔لیکن مرزا قادیانی نے اس الزام کی کبھی تردید نہ کی اور نہ زمانہ محرری میں اپنی دیانت ثابت کر سکے۔(دلیل العرفان مؤلفہ مرزا احمد علی امرتسری ص ۱۱۳) اس طرح مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مناظرہ روپڑ میں جو ۲۱،۲۲ مارچ ۱۹۳۲ء کو ہوا ہزارہا کے مجمع میں بیان کیا کہ مرزا قادیانی نے سیالکوٹ کی نوکری کے زمانہ میں رشوت ستانی سے خوب ہاتھ رنگے اور یہ سیالکوٹ ہی کی ناجائز کمائی تھی۔ جس سے مرزا قادیانی نے چار ہزار روپے کا زیور اپنی دوسری بیوی کو بنوا کر دیا۔

(روئیداد مناظرہ روپڑ مطبوعہ کشن سٹیم پریس جالندھر شہر ص ۳۵)

سیالکوٹ ملازمت کے دوران مرزا قادیانی نے خیر سے چند انگریزی کتب کی تعلیم حاصل کی اور مختاری کا امتحان دیا۔

مختاری کے امتحان میں فیل

”آپ مختاری کے امتحان میں فیل ہو گئے۔اسی روایت میں ص ۱۵۵ پر ہے کہ پادری بٹلر سے مرزا قادیانی کا مباحثہ ہوتا رہا۔اس سے شناسائی کے مطابق وہ پادری ولایت جانے لگے تو مرزا قادیانی سے کچہری میں ملنے آئے۔اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔”چنانچہ جب پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا قادیانی کی ملاقات کے لئے کچہری تشریف لائے۔ڈپٹی کمشنر صاحب نے پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا تو پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنے کو آیا تھا۔چونکہ میں وطن جانے والا ہوں۔اس واسطے ان سے آخری ملاقات

کروں گا۔ چنانچہ جہاں مرزا قادیانی بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۵۶، روایت نمبر ۱۵۰)

اس ملاقات کے کچھ عرصہ بعد مرزا قادیانی ملازمت ترک کر کے قادیان آ گئے۔ مرزا قادیانی کے والد نے پوچھا کہ آپ ملازمت کیوں نہیں کرتے تو مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ میں ملازم ہو گیا ہوں۔

ایک قادیانی روایت ملاحظہ ہو

''بیان کیا مجھ سے جھنڈا سنگھ ساکن کالہواں نے کہ میں بڑے مرزا قادیانی کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے بڑے مرزا قادیانی نے کہا کہ جاؤ غلام احمد کو بلا لاؤ۔ ایک انگریز حاکم میرا واقف ضلع میں آیا ہے۔ اس کا منشا ہو تو کسی اچھے عہدہ پر نوکر کرا دوں۔ جھنڈا سنگھ کہتا تھا کہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا کہ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے بڑے مرزا صاحب کا پیغام پہنچا دیا۔ مرزا صاحب آئے اور جواب دیا۔ میں تو نوکر ہو گیا ہوں۔ بڑے مرزا صاحب کہنے لگے کہ اچھا کیا واقعی نوکر ہو گئے ہو؟ مرزا صاحب نے کہا ہاں ہو گیا ہوں۔ اس پر بڑے مرزا صاحب نے کہا اچھا اگر نوکر ہو گئے ہو تو خیر ہے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۴۸، روایت نمبر ۵۲)

چنانچہ مرزا قادیانی نے آ کر قادیان میں ڈیرہ لگایا۔ کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کو مباحثہ کے چیلنج دیئے۔ مذہبی منافرت کا بازار گرم کیا۔ ادھر سے مرزا قادیانی کو گمنام منی آرڈر ملنے شروع ہو گئے۔

گمنام منی آرڈروں کا ملنا

''مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال ضلع گورداسپور نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود نے مجھے صبح کے قریب جگایا اور فرمایا کہ مجھے ایک خواب آیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا خواب ہے۔ فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں طرف نمک چنا ہوا ہے۔ میں نے تعبیر پوچھی تو کتاب دیکھ کر فرمایا کہ کہیں سے بہت سا روپیہ آئے گا۔ اس کے بعد میں چار دن یہاں رہا۔ میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا۔ جس میں ہزار سے زائد روپیہ تھا۔ مجھے اصل رقم یاد نہیں۔ جب مجھے خواب سنائی تو ملاوامل اور شرن پت کو بھی بلایا اور فرمایا بھائی یہ منی آرڈر آیا ہے۔ جا کر ڈاکخانہ سے لے آؤ۔ ہم نے دیکھا تو منی آرڈر بھیجنے والے کا پتہ اس پر درج نہیں تھا۔ حضرت صاحب کو بھی پتہ نہیں لگا کہ کس نے بھیجا ہے۔''

کہیں سے بہت سا روپیہ آئے گا۔ ڈاکخانہ گئے تو ہزار روپیہ کا بغیر بھیجنے والے کے نام و پتہ کے منی آرڈر مل گیا؟

قارئین! اس دجل کو جانے دیجئے! توجہ اس طرف فرمایئے کہ اس زمانہ کا ہزار روپیہ آج کل کے حساب سے کتنی مالیت کا تھا۔ حوالہ پہلے گذر چکا ہے کہ اس زمانہ میں گوشت فی کلو ایک آنہ کا تھا۔ جو آج کل فی کلو چار صد روپیہ کا ہے۔ لیجئے! حساب کیجئے۔ ایک ہزار روپیہ کے سولہ ہزار آنے ہوئے۔ جو سولہ ہزار کلو گوشت کی اس زمانہ میں رقم تھی۔ اب سولہ ہزار آنے کو چار صد روپیہ (موجودہ گوشت فی کلو کی قیمت) سے ضرب دیں تو چونسٹھ لاکھ روپے بنتے ہیں۔ اتنی خطیر رقم کا مرزا قادیانی کو بغیر بھیجنے والے کے نام و پتہ کے منی آرڈر ملنا اور ملنے سے پہلے ''بلی کو خواب چھیچھڑوں کے رقم کا نظر آنا'' اور منی آرڈر مل جانا۔ اس کے ساتھ ہی ذہن میں رہے بٹلر پادری کی ملاقات کے بعد مرزا قادیانی کا ملازمت کو چھوڑنا اور پھر والد سے کہنا کہ میں ملازم ہو گیا ہوں اور پھر خفیہ منی آرڈروں کا ملنا کیا یہ چغلی نہیں کھا رہا کہ مرزا قادیانی یہ کھیل سب انگریز حکومت کے کہنے پر کھیل رہا تھا؟

انگریز کی اطاعت خدا کی اطاعت کی طرح فرض

’’خداتعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے۔ جیسا کہ اس (خدا کا) شکر کرنا، سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادے میں رکھیں تو ہم نے خداتعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ کیونکہ خداتعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خداتعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت عطاء کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔‘‘ (شہادۃ القرآن ص۸۴، خزائن ج۶ص ۳۸۰)

جہاد قطعی حرام ہے

’’اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص۶، خزائن ج۱۷ص ۲۸)

قارئین! یقین فرمایئے کہ مرزاقادیانی کی ہر بات میں اختلاف ہے۔ حتیٰ کہ قومیت کے متعلق بھی حوالے پڑھ چکے کہ اس نے اپنی تین قومیں بتائی ہیں۔ لیکن ایک بات ایسی ہے کہ مرزاقادیانی نے تاحیات اس مؤقف کے خلاف کچھ نہیں لکھا۔ وہ یہی ہے کہ انگریز کی اطاعت فرض اور انگریز کے خلاف جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اس سے آپ سمجھ جائیں کہ بٹلر پادری سے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں علیحدگی میں ملاقات، ملازمت سے استعفیٰ، گھر آنا، غیر مرئی ذرائع سے خطیر رقم کا ملنا اور پھر مرزاقادیانی کا انگریز کی اطاعت کے نعرہ مستانہ کو بلند کرنا ان کڑیوں کو آپ ملائیں تو اس سے مرزاقادیانی کی جو تصویر نظر آتی ہے وہ قادیانیوں کے لئے قابل توجہ ہے۔

مرزاقادیانی قادیان میں

مرزاقادیانی کے سوانح نگاروں نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء مرزاقادیانی کی چار سالہ سیالکوٹ کی ملازمت لکھی ہے۔ گویا ۱۸۶۹ء سے مرزاقادیانی مستقلاً قادیان میں آکر براجمان ہوگئے۔ مرزاقادیانی کے بیٹے مرزامحمود نے مرزاقادیانی کی سوانح مرتب ’’سیرۃ مسیح موعود‘‘ لکھی۔ اس میں لکھتے ہیں کہ سیالکوٹ سے واپسی پر اپنے والد کے کام اور زمین کے مقدمات کی پیروی کرتے رہے۔ لیکن زیادہ وقت ان کا مختلف مذاہب کی کتب بینی میں خرچ ہوتا رہا۔ مرزاقادیانی خود لکھتا ہے۔

بہر مذہبے غور کردم بسے … شنیدم بدل حجت ہر کسے
بخواندم زہر ملّتے دفترے … بدیدم زہر قوم دانشورے
ہم از کودکی سوئے این تاختم … دریں شغل خود را بیند اختم
جوانی ہمہ اندریں باختم … دل از غیر ایں کار پردا ختم

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص۹۵، خزائن ج۱ص ۸۵)

یہ عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مرزاقادیانی نے مختلف مذاہب کی کتب کا خوب مطالعہ کیا۔ ہر مذہب کے دفتر کے دفتر پڑھ ڈالے۔ ہر قوم کے راہنما کی زندگی کا جائزہ لیا اور اس کام میں جوانی کھپا دی۔ چنانچہ مولانا ثناء اللہ

امرتسری ﷫ نے ’’مرزا قادیانی اور بہاء اللہ‘‘ نام کا رسالہ تصنیف کیا اور اس میں ثابت کیا کہ مرزا قادیانی کے تمام دعوے مہدویت ومسیحیت سب بہاء اللہ کی تعلیمات کی کاپی ہیں۔ خیر! دیکھئے کہ مرزا قادیانی کو ان دنوں کتب بینی کا کتنا شغف تھا کہ خود مرزا قادیانی کے والد کے حوالہ سے مذکور ہے کہ: ’’شدت اور مطالعہ وتوغل کتب میں مشغولیت اور محویت دیکھ کر (مرزا قادیانی کے والد نے) یہ سمجھ لیا تھا کہ آپ دنیا کے کسی کام کے لائق نہیں اور اکثر دوستوں کے آگے یہی بات پیش کیا کرتے کہ مجھے تو غلام احمد کا فکر ہے کہ یہ کہاں سے کھائے گا اور اس کی عمر کس طرح کٹے گی۔ بلکہ بعض دوستوں کو یہ بھی کہا کرتے تھے کہ آپ ہی اس کو سمجھاؤ کہ وہ اس استغراق کو چھوڑ کر کمانے کے دھندے میں لگے۔ اگر کبھی کوئی اتفاق سے ان سے کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہیں؟ تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد میں جاکر سقاوہ کی ٹوٹی میں تلاش کرو۔ اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہوکر واپس مت آنا۔ مسجد کے اندر چلے جانا اور کسی گوشہ میں تلاش کرنا۔ اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی نا امید ہوکر لوٹ مت آنا کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اس کو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے اور اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کرے گا۔‘‘ (مسیح موعود کے مختصر حالات ص ۶۷، از معراج الدین قادیانی)

آگے چلنے سے پہلے اس عبارت پر توجہ کر لی جائے کہ مرزا قادیانی کے والد تو اسے نکما قرار دیتے ہیں۔ لیکن کتاب کا قادیانی مؤلف تاویل کرتا ہے کہ: ’’وہ (مرزا قادیانی) زندگی میں مرے ہوئے تھے۔‘‘ لیکن یہ نہ سوچا کہ کوئی کسی کو صف میں لپیٹ دے تو وہ لپٹا رہے۔ حرکت نہ کرے۔ یہ تو مرا ہوا کی طرح ہے۔ لیکن یہ کہ سقاوہ کی ٹوٹی میں دیکھنا اس کا کیا معنی ہے؟ مرا ہوا آدمی ٹوٹی میں کیسے چلا جاتا ہے؟ اس کی مرزائی مؤلف کو کوئی تاویل نہ سوجھی۔ مجھ سے پوچھو تو (۱) خود مرزا قادیانی کا اعتراف ہے کہ میں کرم خاکی ہوں۔ مٹی کا کیڑا ہوں تو مرزا قادیانی کا والد بھی مرزا قادیانی کو کیڑا سمجھتا ہوگا۔ تب ہی تو ٹوٹی میں گھسنے کا کہا۔ (۲) یہ کہ وہ مرزا قادیانی کو جن، بھوت، شیطان سمجھتا ہوگا۔ جو جنس بدل کر کیا سے کیا ہوجاتے ہیں۔ (۳) یا یہ اس نے مرزا قادیانی کو شیطان کی ٹوٹی کہا ہوگا کہ وہ صف میں لپٹا کھڑا ہوگا۔ شیطان کی ٹوٹی کو مرزائی مؤلف نے سقاوہ کی ٹوٹی سمجھ لیا۔ خیر قادیانی جانے ان کا کام، نیا نبی اور ان کا والد۔ قادیانی مرزا قادیانی کو ٹوٹی میں داخل کریں یا صف میں لپیٹیں۔ ہمارا اس سے کیا تعلق؟

مقدمہ بازی، مناظرہ بازی، کتب بینی، یہ مرزا قادیانی کے مشاغل تھے۔ مرزا قادیانی عیسائیوں، ہندوؤں، آریوں سے الجھاؤ بازی کے مشغلہ میں سرگرداں رہا۔ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے اشتہارات کو پہلے ’’تبلیغ رسالت‘‘ کے نام پر دس حصوں میں شائع کیا۔ پھر ان کو ’’مجموعہ اشتہارات‘‘ کے نام سے تین جلدوں میں شائع کیا۔ مجموعہ اشتہارات کی پہلی جلد میں پہلا اشتہار جو انہوں نے شائع کیا یہ آریوں کے خلاف ہے۔ اس پر ۲؍مارچ ۱۸۷۸ء کی تاریخ درج ہے۔ اس میں پانچ سو روپیہ کی شرط لگائی ہے۔ غرض مناظرہ بازی بحث ومباحثہ سے ماحول کو گدلا کرنے کے بعد جب مرزا قادیانی نے اشتہار بازی کی طرف عنان توجہ کا رخ موڑا۔ پھر مسلمانوں سے مضامین مانگ تانگ کر براہین احمدیہ لکھنا شروع کی۔ مرزا قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے کہ: ’’یہ پہلا حصہ (براہین کا) ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا۔ پھر اسی کتاب کا دوسرا حصہ ۱۸۸۱ء میں اور تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء اور چوتھا ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔‘‘ (سیرۃ مسیح موعود ص ۲۷)

مرزا قادیانی کا پہلا تصنیفی کارنامہ

مرزا قادیانی کا اشتہار بازی، مقدمہ بازی، مناظرہ بازی کے بعد پہلا تصنیفی کام ’’براہین احمدیہ‘‘ کی تصنیف

ہے۔ پہلا حصہ ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا۔ اس کے اوّل میں خریداری کتاب کا اشتہار پھر ’’التماس از مؤلف‘‘ جس میں چندہ دہندگان کے اسماء بھی ہیں۔ ص ۱۳ پر دیباچہ شروع ہوا۔ جو ص ۲۴ پر ختم ہوگیا۔ اس کے بعد موٹے حروف کا اشتہار ہے۔ ایک صفحہ کی سات سطریں ہیں۔ یہ ص ۵۲ پر ختم ہوگیا۔ لو پہلا حصہ مکمل ہوگیا۔ گویا براہین کی پہلی جلد کے ۵۲ صفحات ہیں۔

اب دوسرا حصہ ۱۸۸۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں پہلے بیس صفحات اشتہارات کے ہیں۔ جلد اوّل، دوم جو یکجا شائع ہوئے تو اس کے صفحات مسلسل ہیں۔ مسلسل صفحات میں سے ص ۷۰ پر جا کر کتاب کا مقدمہ دوسری جلد میں شروع ہوا۔ ص ۵۵ سے یہ حصہ شروع ہوکر ص ۱۳۱ پر ختم ہو جاتا ہے۔ گویا دوسری جلد کے کل ۷۶ صفحات ہیں۔ سال بھر میں دعویٰ مجددیت، مامور من اللہ، ملہم کا دعویٰ لوگوں سے مضامین مانگے اور سال بھر میں ۷۶ صفحات پر مشتمل جلد تیار کر پائے۔ اسے کہتے ہیں ’’سلطان القلم‘‘

تیسری جلد میں حسب سابق ابتداء میں دس صفحات کے اشتہارات پھر جا کر پہلی فصل شروع ہوئی۔ اس میں تمہید در تمہید مسلسل صفحات کے ص ۱۴۳ سے یہ شروع ہوکر ص ۳۱۰ پر پہنچے تو یہ جلد ختم کردی۔ آخر پھر عذر و اطلاع کا دو صفحاتی اشتہار لگا دیا۔ لیکن اس میں ایک کمال کیا جو مرزا قادیانی کے سارے کمالات پر بھاری ہے! حسن وہ جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔

تصنیف کی دنیا میں ایک لازوال کمال

حصہ سوم کا ص ۳۱۰ پر اختتام کیا۔ اس کا آخری جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔ لفظ میں ’’خدا کے خواص کا ضروری ہونا‘‘ ان الفاظ پر یہ جلد ختم ہوگئی۔ اب مسلسل صفحات کے ص ۳۱۳ سے جلد چہارم شروع ہوئی۔ ص ۳۲۲ تک حسب عادت اشتہارات ص ۳۲۲ پر ص ۳۱۰ کے نامکمل جملہ کو مکمل کیا۔ ص ۳۱۰ پر تھا کہ ’’خدا کے خواص کا ضروری ہونا‘‘ ص ۳۲۲ پر اس جملہ کا باقی حصہ ہے۔ ’’یعنی اس کی ذات اور صفات اور افعال کا شرکت غیر سے پاک ہونا اور‘‘ اس کے آگے بھی یہ شیطان کی آنت پھیلتی جارہی ہے۔ میرا قادیانیوں سے سوال ہے کہ آج تک دنیائے تصنیف میں کہیں ایسے ہوا کہ جملہ کا ایک حصہ ایک جلد میں ہو اور جملہ کا دوسرا حصہ دوسری جلد میں ہو اور مسلسل صفحات میں بارہ صفحات کا فرق ہو۔ ایک نامکمل جملہ ص ۳۱۰ پر لکھا ایک جلد ختم۔ اگلی جلد کے بارہ صفحات بعد جا کر اس جملہ کو مکمل کیا۔ یہ ہے مرزا قادیانی، مجدد، مامور، ملہم اور سلطان القلم کی قابلیت وانفرادیت کی وہ زندۂ جاوید حماقت کا ریکارڈ جسے آج تک احمق سے احمق انسان نہیں توڑ سکا۔ نہ شاید اس احمقانہ کمال ریکارڈ کو کوئی توڑ سکے گا۔ سب احمقوں پر قادیانی پیغمبر سبقت لے گیا۔ مرداں چنیں کنند، کاش ترا مادر نہ زادے۔

۱۸۸۰ء سے لے کر ۱۸۸۴ء تک چار جلدیں مرزا قادیانی نے براہین کی شائع کیں۔ ان چاروں جلدوں کے کل صفحات ۶۷۴ ہیں۔ گویا فی جلد کے ۱۶۸ صفحات ہوئے۔ غرض چار سالوں میں آپ کی یہ کاوش سامنے آئی۔ اس میں حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ کو قرآن کے حوالہ سے لکھا کہ سیدنا مسیح علیہ السلام دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے۔ ختم نبوت کے مسئلہ کی بھی مخالفت نہیں کی۔ البتہ اپنے الہامات درج کئے جسے پڑھ کر علماء لدھیانہ رحمۃ اللہ علیہم اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات نے مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ جاری کیا۔

پچاس جلدوں کا وعدہ

مرزا قادیانی نے وعدہ کیا تھا۔ اشتہار دیا تھا کہ اس کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ کی پچاس جلدیں ہوں گی۔ پچاس

جلدوں کے پیسے لئے۔ چار جلدیں بھیجنے کے بعد ''براہین احمدیہ'' کی تصنیف کو بند کر دیا اور بہانہ بنایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو وعدہ کی خلاف ورزی کا حکم کیا ہے۔

اب مرزا قادیانی نے ۱۹۰۵ء میں براہین کا پانچواں حصہ لکھنا شروع کیا۔ (۱۸۸۴ء کے بعد ۱۹۰۵ء) یہ کتاب مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد شائع ہوئی۔ اب مرزا قادیانی کی اس مایۂ ناز کتاب کا تجزیہ کریں تو یہ ہے کہ پہلے حصص میں حیات مسیح علیہ السلام کا بیان ہے۔ آخری حصہ میں وفات مسیح علیہ السلام کا بیان ہے۔ پہلے حصص میں نبوت کے ختم ہونے کا بیان، آخری حصہ میں نبوت کے جاری ہونے کا بیان۔ گویا ان کی تصنیف لطیف کا اوّل وآخر حصہ آپس میں ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں اور یہی تضاد ہی مرزا قادیانی کی زندگی کا خلاصہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ''وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (نساء:۸۲)'' اسی کو کہتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے دجل کی انتہاء

مرزا قادیانی نے کمال ڈھٹائی اور کفر انتہائی کے ساتھ کئی جگہوں پر براہین احمدیہ کو خدائی تصنیف قرار دیا۔ ذیل کے دو حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ ''آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں اس عقیدہ کو کھول دیا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' میں فرمایا يَا عِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۱)

''اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام ''براہین احمدیہ'' میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت ﷺ کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے ''براہین احمدیہ'' میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ'' اور نیز فرمایا ہے۔ ''كل بركة من محمد ﷺ فتبارك من علم وتعلم''
(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۲)

الف...... ''خدا تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں اس عقیدہ کو کھول دیا۔''

ب...... ''براہین احمدیہ'' میں فرمایا۔ ''يَا عِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ''

ج...... ''خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام ''براہین احمدیہ'' میں محمد اور احمد رکھا۔''

د...... ''اسی وجہ سے براہین میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ قل ان كنتم تحبون الله۔

یہ چاروں ایک کتاب کے دو حوالوں کے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی طرح مرزا قادیانی براہین احمدیہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرار دیتا ہے۔''

پانچ اور پچاس

''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، کیونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔ دوسرا سبب التواء کا جو تئیس برس تک حصہ پنجم لکھا نہ گیا، یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ ان کے دلی خیالات ظاہر کرے۔ جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اس قدر دیر کے بعد خام طبع لوگ بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گالیوں پر اتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے۔ کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس

جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں۔ اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ ص۷،۸، خزائن ج۲۱ ص۹)

اس حوالہ میں مرزا قادیانی تسلیم کرتے ہیں: (۱) پچاس جلدیں لکھنا تھیں۔ (۲) ''مجموعہ اشتہارات'' میں تفصیل ہے کہ پچاس جلدوں کے پیسے وصول کئے۔ (۳) مگر پچاس کی بجائے پانچ جلدیں تحریر کیں۔

اس سے ثابت ہوا:

۱...... پچاس کا وعدہ کر کے پانچ کتابیں لکھیں۔ وعدہ خلافی کی جو وعدہ خلافی کرے وہ نبی نہیں جو نبی ہے وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

۲...... مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ''پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔'' بات پانچ اور پچاس لکھنے کی نہیں، عدد کی ہے۔ شمار کرنے میں پانچ اور پچاس میں پینتالیس کا فرق ہے۔ مرزا قادیانی نے دجل کیا، جھوٹ بولا جو دجل کرے۔ جھوٹ بولے وہ نبی نہیں۔ جو نبی ہو وہ دجل وکذب کا مرتکب نہیں ہوتا۔

۳...... مرزا قادیانی نے قیمت پچاس کتابوں کی لی اور کتابیں پانچ دیں۔ پینتالیس کتابوں کے پیسے لئے، گویا حرام کھا گیا۔ جو حرام کھائے وہ نبی نہیں، جو نبی ہے وہ حرام نہیں کھاتا۔

مرزائیوں کے جواب کا تجزیہ

مرزائی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات پہلے پچاس نمازیں فرض کیں۔ پھر ان کو پانچ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پچاس کو پانچ کیا۔ مرزا قادیانی نے بھی پچاس کو پانچ کیا تو سنت اللہ پر مرزا قادیانی نے عمل کیا۔

جواب نمبر:۱...... قادیانیوں کا یہ جواب کذب ودجل کا شاہکار ہے۔ اس لئے کہ قیاس کرنے کے لئے مقیس اور مقیس علیہ میں مطابقت ضروری ہے۔ جہاں مطابقت نہ ہو وہاں قیاس مع الفارق ہوتا ہے جو حرام ہے۔ اللہ رب العزت کے کاموں پر مخلوق کے کاموں کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے جو ناجائز وحرام ہے۔

جواب نمبر:۲...... اللہ رب العزت نے نمازیں امت محمدیہ کے ذمہ فرض کیں۔ امت نے یہ نمازیں پڑھنی تھیں۔ آسان لفظوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے نمازیں لینی تھیں۔ امت نے نمازیں دینی تھیں۔ لینے والے کو حق حاصل ہے کہ وہ معاف کر دے۔ دینے والا تو مقروض کے درجہ پر ہے۔ اسے تو معاف کرنے کا حق ہی نہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی نے لوگوں کے پیسے دینے تھے۔ لوگوں نے لینے تھے۔ لوگ تو معاف کر سکتے تھے۔ مگر معاف کرنے کی بجائے وہ تقاضۂ ادائیگی کر رہے ہیں۔ ادھر مرزا قادیانی ہیں جو مقروض ہیں۔ وہ پچاس کو پانچ کر رہے ہیں۔ جس کا ان کو حق بھی نہیں تو یہ قادیانی جواب دجل کا شاخسانہ ہے اور بس۔

جواب نمبر:۳...... اللہ رب العزت نے فرمایا کہ نمازیں پانچ پڑھو۔ ثواب پچاس کا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ، پانچ لے کر پچاس دے رہے ہیں۔ مرزا قادیانی پچاس لے کر پانچ دے رہا ہے۔ تو یہ الٹی گنگا ہوئی۔ اس لئے بھی یہ قادیانی جواب لائق اعتناء نہیں۔

صداقت اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز

قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کئے۔ اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی

شروع کی۔ جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے۔لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا قادیانی نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے اور طرفہ تماشہ یہ کہ صداقت اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شدومد کے ساتھ کیا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے۔جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں لکھ کر شائع کیا۔

باب پنجم ...... دعاوی مرزا

۱۸۸۰ء سے مرزا قادیانی نے مختلف دعاوی کا سلسلہ شروع کیا۔اس کے چند اہم دعاوی یہ ہیں:

۱...... ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

۲...... ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

۳...... ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۴...... ۱۸۹۹ء میں ظلی، بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

۵...... ۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ان کے علاوہ بھی اس نے عجیب وغریب قسم کے دعوے کئے۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

’’خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص ۱۵، حاشیہ، خزائن ج۱۷ص ۴۴۵)

۱۸۸۲ء مجدد ہونے کا دعویٰ

’’جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۸۳، حاشیہ، خزائن ج۱۳ص ۲۰۱)

۱۸۸۲ء مامور ہونے کا دعویٰ

’’میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔‘‘

(نصرۃ الحق براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۲، خزائن ج۲۱ص ۶۶، کتاب البریہ ص ۱۸۴، خزائن ج۱۳ص ۲۰۲)

۱۸۸۲ء نذیر ہونے کا دعویٰ

’’اَلرَّحمٰنُ عَلَّمَ الْقُرآنَ، لِتُنْذِرَقَوْمًا مَا اُنْذِرَ اٰبَاؤُھُمْ‘‘ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈرائے۔جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔‘‘

(تذکرہ ص ۴۴ طبع سوم، ضرورۃ الامام ص ۳۱، خزائن ج۱۳ص ۵۰۲، براہین احمدیہ حصہ ۵ص ۵۲، خزائن ج۲۱ص ۶۶)

۱۸۸۳ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ

’’یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ، یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتِ وَزَوْجُكِ الْجَنَّةَ، یَا اَحْمَدُ اسْکُنْ

اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ نَفَخۡتُ فِيۡكَ مِنۡ لَدُنِّيۡ رُوۡحَ الصِّدۡقِ ”اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے۔ جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔
(تذکرہ ص ۷۰، طبع سوم، براہین احمدیہ ص ۴۹۷، خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ)

تشریح

”مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں۔ ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔“
(مکتوبات احمدیہ ج ۱ ص ۸۲، مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۷۰ حاشیہ طبع سوم)

۱۸۸۴ء رسالت کا دعویٰ

الہام: ”اِنِّیۡ فَضَّلۡتُكَ عَلَی الۡعَالَمِيۡنَ قُلۡ اُرۡسِلۡتُ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا“ میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔“
(تذکرہ ص ۱۲۵ طبع سوم، مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء، اربعین نمبر ۲ ص ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

۱۸۸۶ء توحید و تفرید کا دعویٰ

الہام: ”تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔“ (تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم)
”تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔“ (تذکرہ ص ۴۳۶، طبع دوم)

۱۸۹۱ء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

”اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔“
(تذکرہ ص ۱۷۲، طبع سوم، تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵۹، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۷)

۱۸۹۱ء مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ

الہام: ”جَعَلۡنَاكَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔“
(تذکرہ ص ۱۸۶، طبع سوم، ازالہ اوہام ص ۶۳۴، خزائن ج ۳ ص ۴۴۲)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے
(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

۱۸۹۲ء صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ

الہام: ”اِنَّمَا اَمۡرُكَ اِذَا اَرَدۡتَّ شَيۡئًا اَنۡ تَقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنَ یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی

چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔'' (تذکرہ ص۲۰۳ طبع سوم، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۴)

۱۸۹۸ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ

''بشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبونه والمهدی المسعود الذی ینتظرونه هوانت'' خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔''

(تذکرہ ص ۲۵۷ طبع سوم، اتمام الحجہ ص ۳، خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

۱۸۹۸ء امام زماں ہونے کا دعویٰ

''سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔''

(ضرورۃ الامام ص ۲۴، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۸ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ

''جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

نبوت ورسالت کا دعویٰ

۱...... ''انا انزلناه قریباً من القادیان'' ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔''

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، الحکم ج ۴ ش ۳۰، مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۰۰ء، بحوالہ تذکرہ ص ۳۶۷ طبع سوم)

۲...... ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳...... ''میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

۴...... ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳)

۵...... ''وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تا کہ تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔'' (دافع البلاء ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵، ۲۲۶)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ

۱...... ''قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اَىْ مُرْسَلٌ مِّنَ اللّٰهِ'' اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔''

(اشتہار معیار الاخیار ص ۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰، منقول از تذکرہ ص ۳۵۲ طبع سوم)

۲...... ''اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا'' ''ہم نے تمہاری

طرف ایک رسول بھیجا ہے۔اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۰۱،خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

۳...... ''اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری، تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ''قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذَالِکَ اَزْکٰی لَھُمْ '' یہ ''براہین احمدیہ'' میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی ''یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہادی گنجائش نہ رہتی۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۶،خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵،۴۳۶)

۴...... ''یٰسٓ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ '''' اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر۔''
(حقیقت الوحی ص ۱۰۷،خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

۵...... ''فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلك الیٰ قوم مفسدین وانی جاعلك للناس اماما وانی مستخلفك اکراما کما جرت سنتی فی الاولین'' (انجام آتھم ص ۷۹،خزائن ج ۱۱ ص ۷۹)

۶...... ''ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ''
(اعجاز احمدی ص ۷،خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مأمور، خدا کا امین، اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔''
(انجام آتھم ص ۶۲،خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

یہ ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے چند دعاوی۔

باب ششم ...... عقائد مرزا

حضرت حق تعالیٰ جل شانہ کی شان اقدس میں مرزا کی ہرزہ سرائی

اللہ تبارک وتعالیٰ اس جہان کے خالق ومالک، حاکم مطلق اور سبھی کچھ ہیں۔ ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک، خاندان، کنبہ، برادری، عزیز واقارب، اولاد اور جملہ انسانی اوصاف وتعلقات سے مبرا ہیں۔ ان کی شان حمید خود ان کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید میں یہ بیان ہوئی۔ ''لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ''

قرآن وحدیث کے علاوہ اکابر علمائے متقدمین ومتأخرین کی کتابیں حضرت حق کی عظمت وجلالت کے موضوعات سے پُر ہیں۔ لیکن اتنا کچھ کہنے سننے کے بعد بھی اس کی عظمت وکبریائی اور اس کی حقیقت کا ادراک انسانی فہم

سے ماوراء ہے۔حتیٰ کہ پیغمبر اعظم ﷺ فرماتے ہیں:''ہم تیری معرفت کا حق ادا نہیں کر سکے۔''

لیکن متنبّی قادیان نے جس دیدہ دلیری سے مسلّمہ عقائد کا مذاق اڑایا ہے اور گلی میں گلی ڈنڈا کھیلنے والے بچوں کے باہمی ذوق کے انداز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے اور اپنی خودساختہ نبوت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ کے متعلق خرافات کا پلندہ گھڑا ہے۔وہ مرزا قادیانی کی نامرادی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔دل پر ہاتھ رکھ کر ان خرافات کو پڑھیں۔

○...... ''وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے۔'' (سراج منیر ص۶۲، خزائن ج۱۲ ص۶۴)

○...... ''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے۔اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔'' (تجلیات الٰہیہ ص۴، خزائن ج۲۰ ص۳۹۶)

○...... ''قیوم العالمین (اللہ تعالیٰ) ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔'' (توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰)

○...... مرزا قادیانی نے کہا کہ نبوت اور وحی کا دروازہ بند مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ:''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔(یعنی وحی نہیں بھیجتا) پھر اس کے بعد یہ سوال ہوگا کہ بولتا کیوں نہیں کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے۔'' (ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)

○...... ''آواہن خدا تیرے (مرزا قادیانی) اندر اتر آیا۔'' (تذکرہ ص۳۱۱ طبع سوم، کتاب البریہ ص۸۴، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲)

○...... ''میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً، کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

○...... ''انت منی بمنزلة اولادی''''اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔''

(اربعین نمبر۴ ص۱۹ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

○...... ''خدا نے مجھے (مرزا قادیانی کو) الہام کیا کہ تیرے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔''کأنّ اللہ نزل من السماء''گویا خدا آسمانوں سے اتر آیا۔'' (حقیقت الوحی ص۹۵، خزائن ج۲۲ ص۹۹، تذکرہ ص۱۳۹ طبع سوم)

○...... مرزا قادیانی کا ایک مرید قاضی یار محمد اپنے ٹریکٹ نمبر۳۴ موسومہ اسلامی قربانی میں لکھتا ہے:''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی۔گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔(سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے)'' (اسلامی قربانی ص۱۲)

○...... جس سے رجولیت کی طاقت کا اظہار ہو، ظاہر ہے کہ اسے حمل قرار پائے گا۔تو اس کے متعلق مرزا قادیانی نے خود لکھا کہ:''میرا نام ابن مریم رکھا گیا اور عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرایا گیا۔آخر کئی مہینہ کے بعد جو (مدت حمل) دس مہینہ سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔''

(کشتی نوح ص۴۶،۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

○...... ''خدا نکلنے کو ہے۔''انت منی بمنزلة بروزی''تو (مرزا قادیانی) مجھ (خدا) سے ایسا ہے جیسا کہ میں (خدا) ہی ظاہر ہوگیا۔'' (سرورق آخری ریویو ج۵ ش۳، مورخہ ۱۵؍مارچ ۱۹۰۶ء کا الہام، تذکرہ ص۶۰۴ طبع سوم)

○...... ”خاطبنی الله بقوله اسمع یا ولدی “”اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہہ کر خطاب کیا کہ اے میرے بیٹے سن۔“ (البشریٰ ج۱ص۴۹)

○...... ”خدا قادیان میں نازل ہوگا۔“ (البشریٰ ج۱ص۵۶)

○...... ”مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔“ (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ص۲۲۷)

○...... ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۳۱)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور اس کی جملہ مخلوقات میں سب سے اعلیٰ، افضل اور رب العزت کے مقرب خاص ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ ﷺ کے لئے کہا گیا اور سچ یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کے مقام رفیع کا بیان ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام قرآن مجید میں مختلف حوالوں سے اپنے اس عبد کامل ﷺ اور رسول خاتم ﷺ کا ذکر کیا اور اتنے پیار اور محبت سے کہ

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

لیکن ایک مرزا غلام احمد ہے جس کے بے لگام اور گستاخ قلم سے اس انسان اعظم، رسول اکرم اور نبی مکرم ﷺ کے متعلق وہ وہ دلخراش عبارتیں نکلیں کہ: ”الامان والحفیظ۔“

ایسی جسارت تو ابلیس اعظم علیہ ماعلیہ بھی نہ کر سکا۔ اس نے بھی محض اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے ”اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ“ کی بات کہی۔ لیکن تیرھویں صدی کے دم آخر انگریزی استبداد کے زیر سایہ نبوت کا ڈھونگ رچانے والے اس ابلیس مجسم نے اس امام الانبیاء ﷺ کا کس طرح ذکر کیا وہ بڑی ہی اَندُوہناک داستان ہے۔

افسوس کہ گوری اقلیت کے زیر سایہ یہ سب گند اچھالا جاتا رہا اور اب تک بعض بدقسمت اس مردودِ ازلی سے اپنی عقیدتوں کا رشتہ جوڑے بیٹھے ہیں۔

ہم اس کفر کو دل پر پتھر رکھ کر نقل کر رہے۔ آپ بھی ان ملعون تحریرات کو دیکھ کر مرزائی اور مرزائی نوازوں کو آئینہ دکھائیے۔

○...... ”مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد ﷺ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“ (اربعین نمبر۴ ص۱۵، خزائن ج۱۷ص۴۴۵)

○...... یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت (ﷺ) کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ (حقیقت النبوۃ ص۲۲۸)

○...... نبی پاک ﷺ اشاعت دین مکمل طور پر نہ کر سکے۔ ”نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی۔ میں نے پوری کی ہے۔“ معاذ اللہ تعالیٰ! (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱ حاشیہ، خزائن ج۱۷ص۲۶۳)

O...... ’’آنحضرتﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳)

O...... ’’میرے نشانات کی تعداد دس لاکھ ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ص۷۲)

O...... ’’نشان، معجزہ، کرامت اور خرق عادت ایک چیز ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، نصرۃ الحق ص۵۰، خزائن ج۲۱ص۶۳)

O...... ’’سوال نمبر۵: ایسے موقع پر مسلمان معراج پیش کردیتے ہیں۔ حضرت اقدس (مرزاقادیانی) نے فرمایا کہ معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ یہ ہگنے موتنے والا وجود تو نہ تھا۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ ج۹ص۴۵۹)

O...... ’’آنحضرتﷺ اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سؤر کی چربی اس میں پڑتی ہے۔‘‘ (مرزاقادیانی کا مکتوب مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۲؍فروری ۱۹۲۴ء)

O...... ’’ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے۔ کسی کو بہت، کسی کو کم، مگر مسیح موعود (مرزاقادیانی) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود (مرزاقادیانی) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۱۳)

O...... ’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔‘‘ (نعوذ باللہ) (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

O...... محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ہلال اور بدر کی نسبت

اور قادیانی ظہور کی افضلیت کو اس عنوان سے بھی بیان کیا گیا کہ مکی بعثت کے زمانہ میں اسلام ہلال کی مانند تھا۔ جس میں کوئی روشنی نہیں ہوتی اور قادیانی بعثت کے زمانہ میں اسلام بدر کامل کی طرح روشن اور منور ہوگیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ’’اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا، اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہوجائے خداتعالیٰ کے حکم سے۔ پس خداتعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے۔ جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ (یعنی چودھویں صدی)‘‘ (خطبۂ الہامیہ ص۱۸۴، خزائن ج۱۶ص۲۷۵)

O...... ’’آنحضرتﷺ کے بعثت اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن ان کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرتﷺ کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ ’’خطبہ الہامیہ‘‘ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرتﷺ کی بعثت اوّل وثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۳ ش۱۰، مورخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۱۵ء)

بڑی فتح مبین

اور اظہار افضلیت کے لئے ایک عنوان یہ اختیار کیا گیا کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی فتح مبین، آنحضرت ﷺ کی فتح مبین سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ”اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم (ﷺ) کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔“ (خطبہ الہامیہ ص۱۹۳،۱۹۴، خزائن ج۱۶ ص۲۸۸)

روحانی کمالات کی ابتداء اور انتہاء

یہ بھی کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی مکی بعثت کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور قادیانی ظہور کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ”ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی مکی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہاء نہ تھا۔ بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔“

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۷، خزائن ج۱۶ ص۲۶۶)

ذہنی ارتقاء

یہ بھی کہا گیا کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا...... اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا، اور نہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا۔“

(ریویو، مئی ۱۹۲۹ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۶۶، اشاعت نہم مطبوعہ لاہور)

O...... مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) ”محمد رسول اللّٰہ“ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ “اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں

مرزا قادیانی کے محمد رسول اللہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا۔ پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے۔ یعنی مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں محمد ﷺ کی روحانیت مع اپنے تمام کمالات نبوت کے دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ”اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔“ (خطبہ الہامیہ ص۱۸۰، خزائن ج۱۶ ص۲۷۰)

O...... ”آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں

آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا۔ جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔"
(تحفہ گولڑویہ ص۹۴ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۲۴۹)

مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ

چونکہ قادیانی عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کمالات کے ساتھ مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں قادیان میں دوبارہ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کا وجود (نعوذ باللہ) بعینہ محمد رسول اللہ کا وجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: "اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیرالمرسلین ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل ہوا اور یہی معنی "اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ" کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے۔ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"
(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۸،۲۵۹)

"اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ "صارو جودی وجوده" (یہاں تک کہ میرا وجود اس (محمد رسول اللہ) کا وجود ہوگیا)"
(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۸)

"اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جاوے گا۔ جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ یعنی مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا۔"
(کلمۃ الفصل ص۱۰۴،۱۰۵، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

○......
صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازئ امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

○......
اے مرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے ترے قربان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۶/۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات مرزا قادیانی میں

جب یہ عقیدہ ٹھہرا کہ مرزا قادیانی کا وجود بعینہ محمد رسول اللہ کا وجود ہے اور یہ کہ مرزا قادیانی کا روپ دھار کر خود محمد رسول اللہ ہی دوبارہ قادیان میں آئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی ضروری ہوا کہ محمد رسول اللہ کے تمام کمالات وامتیازات بھی مرزا قادیانی کی طرف منتقل ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ''جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع ثبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

○...... ''خداتعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وجود آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہے۔ یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت، آپس میں کوئی دوئی یا مغائرت نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک ہی شان ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۳ ش۳۷، مورخہ ۱۶؍ستمبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۰۷)

○...... ''گذشتہ مضمون مندرجہ ''الفضل'' مورخہ ۱۶؍ستمبر میں میں نے بفضل الٰہی اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) باعتبار نام، کام، آمد، مقام، مرتبہ کے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہیں۔ یا یوں کہو کہ آنحضرت ﷺ جیسا کہ (دنیا کے) پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے۔ ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔'' (الفضل مورخہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۰۹)

مرزا خاتم النّبیین

جب قادیانی عقیدہ کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ کی قادیانی بعثت، جو مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں ہوئی۔ بعینہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہے تو مرزا قادیانی بروزی طور پر خاتم النّبیین بھی ہوا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں موجب آیت ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ'' بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ﷺ ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے ''براہین احمدیہ'' میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

○...... ''مبارک ہیں وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔''

(کشتی نوح ص۵۶، خزائن ج۱۹ ص۶۱)

مرزا افضل الرسل

''آسمان سے کئی تخت اترے۔ مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔''

(مرزا قادیانی کا الہام مندرجہ تذکرہ ص۳۳۹، طبع سوم)

○...... ''کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء علیہم السلام میں پائے جاتے تھے۔ وہ سب حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطاء کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام

آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم ﷺ کے ظل ہیں۔'' (ملفوظات ج۳ص ۲۷۰)

فخر اوّلین وآخرین

روزنامہ ''الفضل قادیان'' مسلمانوں کو للکارتے ہوئے کہتا ہے: ''اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ۔ (یعنی مسلمانوں کا اسلام جھوٹا ہے۔ نعوذ باللہ، ناقل) جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج بروتقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں۔ اسی کی پیروی سے انسان فلاح ونجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی فخر اوّلین وآخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۱۱،۲۱۲)

پہلے محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر

اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ قادیانی عقیدہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کا قادیانی ظہور (جو مرزا قادیانی کے روپ میں ہوا ہے) مکی ظہور سے اعلیٰ وافضل ہے۔ ملاحظہ ہو: ''اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی۔ پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱،۱۸۲، خزائن ج ۱۶ص ۲۷۱،۲۷۲)

○...... ''اس (آنحضرت ﷺ) کے لئے چاند کا کسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند وسورج دونوں کا۔''

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ص ۱۸۳)

خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے
غلام زادے کو دعویٰ پیمبری کا ہے

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام

اللہ تعالیٰ کے رنگارنگ مخلوقات میں انسان سب سے اعلیٰ واشرف ہے۔ جسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے۔ گروہ انسانیت میں وہ سعادت مند پھر بڑی عظمتوں کے حامل ہیں۔ جنہیں وحی ربانی کی تسلیم وطاعت کا شرف حاصل ہوا اور اس گروہ مسلمین میں سے لاتعداد عظمتوں کے امین وحامل وہ ہیں۔ جنہیں نبوت ورسالت کا تاج پہنایا گیا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے بڑی امانت کا امین قرار دیا اور سب سے بڑی نعمت سے نوازا۔ یہ گروہ پاک باز انسان ہو کر بھی اتنا عظیم المرتبت ہے کہ معصومیت ان کے لوازم میں سے ہے۔ وہ معصوم اور اللہ تعالیٰ کی اس حفاظت میں ہوتے ہیں کہ گناہ ان کے گھر کا رخ نہیں کر سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے حامل اور اس کے مبلغ ہوتے ہیں۔ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اس کی تبلیغ کرتے اور اف تک نہیں کرتے۔ چاہے اس راستہ میں ان کا جسم آرے سے چیرا جائے۔

لیکن قادیان کے اس شیطانِ مجسم نے اس گروہ پاک باز کو جس طرح یاد کیا۔ ان کی توہین کی اور اپنے ناپاک وجود کو ان سے برتر قرار دیا وہ اس دھرتی کا سب سے گھناؤنا کاروبار ہے۔ ان شیطنت آمیز تحریرات کی نقل ومطالعہ کسی

شریف انسان کے بس کا روگ نہیں۔لیکن ضرورت ومجبوری سے انہیں نقل کیا جارہا ہے۔

O...... ''یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں پر بباعث ان کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلاء آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے رہے۔ان راہوں سے وہ نبی نہیں آئے۔ بلکہ چور کی طرح کسی اور راہ سے آ گئے۔''

(نزول المسیح ص۳۵ حاشیہ،خزائن ج۱۸ص۴۱۳)

O...... ''میں خود اس بات کا قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہیں کی۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۵،خزائن ج۲۲ص۵۷۳)

O......

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسول نہاں بہ پیراہنم

(نزول المسیح ص۱۰۰،خزائن ج۱۸ص۴۷۸)

ترجمہ:''زندہ ہوا ہر نبی میری آمد سے تمام رسول میرے کرتہ میں چھپے ہوئے ہیں۔''

O...... ''اس (آنحضرت ﷺ) کے شاگردوں میں علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک (مرزا قادیانی) نے نبوت کا درجہ بھی پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا۔ بلکہ بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔'' (حقیقت النبوۃ ص۲۵۷)

O...... ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو جو بلحاظ مدارج کئی نبیوں سے بھی افضل ہیں۔ایسے مقام پر پہنچے کہ نبیوں کو اس مقام پر رشک ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۲۰ش۹۳،مورخہ۵؍فروری۱۹۳۳ء)

O...... ''آپ (مرزا قادیانی) کا درجہ رسول کریم ﷺ کے سوا باقی تمام انبیاء سے بلند ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۲۰ش۴۵،مورخہ۶؍جون۱۹۳۳ء)

O...... ''جس (مرزا قادیانی) کے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی۔''

(الفضل قادیان ج۲نمبر۱۴۶،مورخہ۳۰؍مئی۱۹۱۵ء)

O...... ''آدم ثانی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جو آدم اوّل سے شان میں بڑھا ہوا تھا۔اس کے لئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔'' (ملائکۃ اللہ ص۶۵)

O...... ''اور خداتعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح (علیہ السلام) کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷،خزائن ج۲۲ص۵۷۵)

O...... ''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزالعین) اسرائیلی یوسف (علیہ السلام) سے بڑھ کر ہے۔کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔مگر یوسف بن یعقوب (علیہم السلام) قید میں ڈالا گیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷۶،خزائن ج۲۱ص۹۹)

O...... ''حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ وعیسیٰ (علیہم السلام) زندہ ہوتے۔(حدیث میں صرف موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے) تو آنحضرت (ﷺ) کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا۔مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود (مرزالعین) کے وقت میں بھی موسیٰ وعیسیٰ (علیہم السلام) ہوتے تو مسیح موعود (مرزالعین) کی ضرور اتباع کرنی پڑتی۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۳نمبر۹۸،مورخہ۱۸؍مارچ۱۹۱۶ء)

O...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزالعین) کی اتباع میں، میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلاّئیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی ہتک ہوتی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) یا کسی اور کی ہتک ہوتی ہے تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔‘‘

(تقریر مرزا بشیر محمود لعین، درلائل پور مندرجہ الفضل قادیان ج۲۱،نمبر۱۳۸،مورخہ ۲۰ر مئی ۱۹۳۴ء)

O...... انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص۹۹،خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

ترجمہ: ’’اگرچہ دنیا میں بہت سارے نبی ہوئے ہیں۔ لیکن علم وعرفان میں میں کسی سے کم نہیں ہوں۔‘‘

O...... ’’خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۲ حاشیہ،خزائن ج۲۲ص۷۶)

حضرت مسیح علیہ السلام

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں سے سیدنا مسیح علیہ السلام اپنی بعض خصوصیات کے پیش نظر امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بن باپ پیدا ہونا، ایک خاص موقع پر زندہ آسمان پر اٹھایا جانا، اور قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں واپسی، ایسی امتیازی خصوصیات ہیں۔ جن میں ان کا کوئی دوسرا سہیم وشریک نہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی مغضوب ومردود قوم یہود نے سب سے بڑھ کر سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی پاک دامن وعفت مآب والدہ محترمہ سیدتنا مریم صدیقہ طاہرہ ’’سلام اللہ تعالیٰ علیہا ورضوانہا‘‘ پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ انہیں اذیت پہنچائی۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے قتل کے منصوبے بنائے اور تکلیف واذیت کے حوالہ سے جو ہوسکا انہوں نے کیا۔

صدیوں بعد اس روایت کو قادیانی دہقان مرزا غلام احمد قادیانی نے دہرایا اور اپنی گستاخ وبے لگام قلم سے سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی عظیم المرتبت والدہ کے خلاف وہ وہ بہتان طرازیاں کیں کہ یہود کی روح بھی شاید شرما اٹھی ہو۔ یہ بدزبانی اور دوں نہادی جس کا رویہ ہو، اسے شریف انسان کہنا بھی مشکل ہے۔ آئیں دیکھیں اس حوالہ سے کہ اس بدزبان نے کیا لکھا؟

O...... ’’وہ (مسیح ابن مریم) ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا۔ مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے۔ تولد پاکر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۳۶۹ حاشیہ،خزائن ج۱ص۴۴۱،۴۴۲)

O...... آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ،خزائن ج۱۱ص۲۹۱)

O...... ’’مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ، پیو، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خودبین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۳ تا ۲۴)

O...... ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔‘‘ (کشتی نوح ص۶۶ حاشیہ، خزائن ج۱۹ ص۷۱)

O...... ’’ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کے لئے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔‘‘ (نسیم دعوت ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۴۳۴، ۴۳۵)

O...... ’’یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی، کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے۔‘‘

(ست بچن ص۱۷۲ حاشیہ، خزائن ج۱۰ ص۲۹۶)

O...... ’’آپ (یسوع مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

O...... ’’لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔‘‘ (مقدمہ دافع البلاء ص۴، حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

O...... ’’میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔‘‘ (ریویو ج۱ ص۱۲۴، ۱۹۰۲ء)

O...... ’’یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

O...... ’’عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

O...... ’’مسیح کے معجزات اور پیش گوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟‘‘

(ازالہ اوہام ص۶، ۷، خزائن ج۳ ص۱۰۶)

O...... ’’ممکن ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا

معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہ تھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ص ۲۹۱)

O...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔'' (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ص ۲۳۳)

O...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ص ۱۵۲)

O...... ''پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۵۵، خزائن ج ۲۲ص ۱۵۹)

O...... ''اور اسلام نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خونِ حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو ''بنت سبع'' اور ''تمر'' اور ''راحاب'' جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا۔ خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا۔ بلکہ (مسیح) بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں۔ جیسے خسرہ، چیچک، دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی...... وجہ یہ ہے کہ وہ (خدا تعالیٰ) پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اس پر جائز نہیں۔ ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کے پیشاب گاہ سے روتا چلاّتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔''

(ست بچن ص ۱۷۳، ۱۷۴، خزائن ج ۱۰ص ۲۹۷، ۲۹۸)

O...... ''مردمی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہیں۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔''

(نور القرآن حصہ دوم ص ۱۷، خزائن ج ۹ص ۳۹۲)

اسلام اور مرزا قادیانی

''اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری، سچا اور سدا بہار دین ہے جس کی تکمیل و اتمام کا اعلان خود اللہ رب العزت نے اپنی آخری وحی میں ''حجۃ الوداع'' کے موقع پر فرمایا۔ ساتھ ہی قرآن عزیز میں خالق کائنات نے واضح کیا کہ اس اسلام سے روگردانی کے دوسرے طریقے اور دھرم کے رسیا لوگوں کے لئے ذلت و نقصان کے سوا کچھ نہیں۔''

لیکن قادیان کی گنجی کلچڑی کو دیکھیں اور اس کے لگے بندھنوں کو دیکھیں کہ وہ کس دیدہ دلیری اور ڈھٹائی و بے حیائی سے اسلام کی نفی کرتا ہے۔ محض اس لئے کہ اصل اسلام میں ان کا حصہ نہیں اور دوسری طرف وہ اپنے لایعنی، لغو اور بے

ہودہ طریق اور خرافات کو اسلام قرار دیتا ہے۔ اسلام کی سچی، صحیح اور سدابہار تصویر کے علی الرغم مرزا قادیانی کی خرافات سے بھرپور تحریرات کا ایک عکس ملاحظہ ہو۔

اسلام وہی جو مرزا کہے، مسلمان وہی جو مرزا کو مانے

''جس اسلام میں آپ (مرزا قادیانی) پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ (مرزا) کے مسئلہ کا ذکر نہیں۔ اسے آپ (مرزا) اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۲، نمبر۸۵ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

○...... ''پس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود (مرزا ملعون) لایا۔'' (منصب خلافت ص۲۰ مرزا محمود)

○...... ''تجویز آئی کہ ایسا رسالہ شائع کریں جس میں مرزا قادیانی کا نام نہ ہو۔ مگر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے اس تجویز کو اس بناء پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام کو پیش کرو گے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۱۶، شمارہ ۳۲ مورخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۸ء)

○...... ''پس جس طرح حضرت موسیٰ کے وقت میں موسیٰ (علیہ السلام) کی آواز اسلام کی آواز تھی اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے وقت میں عیسیٰ کی اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ کی آواز اسلام کا صور تھا۔ اسی طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۷، شمارہ ۹ مورخہ ۲۷؍مئی ۱۹۲۰ء)

○...... ''(مسلمان) خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔''

(کلمۃ الفصل ص۱۴۳، از بشیر ایم اے)

○...... ''حضرت صاحب (مرزا) نے علماء مشائخ ہند کو جو خط لکھا اس میں سلام مسنون، بسم اللہ وغیرہ نہیں لکھی۔ کیونکہ وہ مسلمان نہ تھے اور آپ (مرزا قادیانی) ان کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ کافر قرار دیتے تھے۔'' (غرضیکہ کافروں کو سلام مسنون کہنا جائز نہیں ناقل!) (اخبار الفضل قادیان ج۸، شمارہ ۴، ۲۲؍جولائی ۱۹۲۰ء)

○...... ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منکروں کو مسلمان کہنا خبیث عقیدہ ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھتے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۲۵)

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے پاک باز و پاک طینت گروہ کے بعد اس دھرتی پر انسانی آبادی میں جو طبقہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مورد بنا وہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہے۔ قرآن عزیز اس گروہ پاک باز کو ''اللہ کی جماعت'' قرار دیتا ہے۔ ایسی جماعت کہ کامیابیاں اس کا مقدر ہے اور وہ ہر حال میں کامیاب ہوکر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت راشدہ صادقہ کو اپنی رضا کے سرٹیفکیٹ سے نوازا اور حضور نبی مکرم، رسول رحمت، خاتم النّبیین ﷺ نے اس جماعت راشدہ کو آسمان ہدایت کے ستارے قرار دیا اور فرمایا: ''خبردار ان کو اذیت پہنچانا مجھے اذیت پہنچانا ہے اور مجھے اذیت پہنچانا اللہ رب العزت کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔''

حضور نبی مکرم ﷺ نے اس گروہ صفا پر طعن و تشنیع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا۔ لیکن اس دنیا میں ایسے بدبختوں اور نامرادوں کی کمی نہیں جو درسگاہ نبوت کے ان تربیت یافتہ رجال کار کے خلاف اپنی گز بھر لمبی زبانیں کھولتے ہیں۔ ایسے ہی نامرادوں میں ایک غلام احمد قادیانی ہے۔ جس کی سوقیانہ زبان

اور بدبختی کے چند نمونے پیش نظر ہیں۔

O...... ''جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔'' (اعجاز احمدی ص۱۸، خزائن ج۱۹ص ۱۵)

O...... ''بعض کم تدبر کرنے والے صحابی (رضی اللہ عنہ) جن کی درایت اچھی نہ تھی۔ جیسے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)''

(حقیقت الوحی ص۳۴، خزائن ج۲۲ص ۳۶)

O...... ''اکثر باتوں میں ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکہ میں پڑ جایا کرتا تھا...... ایسے الٹے معنی کرتا تھا جس سے سننے والے کو ہنسی آتی تھی۔'' (حقیقت الوحی ص۳۴، خزائن ج۲۲ص ۳۶)

O...... ''اس کو چاہئے کہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔''

(ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص۲۳۵، خزائن ج۲۱ص ۴۱۰)

O...... ''بعض نادان صحابی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۰، خزائن ج۲۱ص ۲۸۵)

O...... ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (رضی اللہ عنہ) تم میں موجود ہے۔ تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (رضی اللہ عنہ) کی تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات احمدیہ ج۱ص ۱۳۱)

O...... ''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔''

(اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ص ۳۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۲۷۸)

O...... ''ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد (ملعون) کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔'' (ماہنامہ المہدی بابت جنوری، فروری ۱۹۱۵ء، ص ۵۷)

O...... ''جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں داخل ہوگیا۔''

(خطبہ الہامیہ طبع اوّل ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ص ۲۵۸، ۲۵۹)

O...... ''اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن (رضی اللہ عنہ) وامام حسین (رضی اللہ عنہ) سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں ہاں، سمجھا۔'' (اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ص ۱۶۴)

O...... ''میں (مرزا قادیانی) خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین (رضی اللہ عنہ) دشمنوں کا کشتہ ہے۔''

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ص ۱۹۳)

O...... ''اے قوم شیعہ! تو اس پر مت اصرار کر کہ حسین (رضی اللہ عنہ) تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا قادیانی) ہے جو اس حسین (رضی اللہ عنہ) سے بڑھا ہوا ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ص ۲۳۳)

O...... کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است درگریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص ۴۷۷)

O...... ''تم نے خدا کے جلال ومجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین (رضی اللہ عنہ) ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کے پاس گوہ (ذکر حسین رضی اللہ عنہ) کا ڈھیر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ج۱۹ص ۱۹۴)

○...... ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔''
(ایک غلطی کا ازالہ ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳)

○...... میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(درثمین اردو ص۴۵)

○...... ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا۔
کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ میرے گریبان میں سو حسین (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے کہ میں سو حسین (رضی اللہ عنہ) کے برابر ہوں۔ لیکن میں (مرزا بشیر الدین) کہتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین (رضی اللہ عنہ) کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔''
(مندرجہ الفضل قادیان ج۱۳ ش۸۰، مورخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۲۶ء)

○...... ''ہاں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اکلوتا بیٹا (مرزا قادیانی) جس کے زمانہ پر رسولوں نے ناز کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۰۱)

○...... ''میری (مرزا قادیانی کی) اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے۔''
(مندرجہ الفضل قادیان ج۱۱ نمبر۵۳، مورخہ ۸؍جنوری ۱۹۲۶ء)

○...... ''عزیز ''امۃ الحفیظ'' (مرزا قادیانی کی لڑکی) سارے انبیاء کی بیٹی ہے۔''
(الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۵۶، مورخہ ۱۷؍جون ۱۹۱۵ء)

○...... ''مرزا قادیانی ملعون کی گھروالی ''ام المؤمنین'' ہے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۳۱، روایت نمبر۶۹۶)

قرآن وسنت

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے جہاں سلسلۂ نبوت قائم فرمایا اور اس کا اختتام حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کردیا۔ وہاں مختلف اوقات میں کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ اس سلسلۂ کتب کی آخری کڑی قرآن مجید اور فرقان حمید ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے لئے رحمت، ہدایت اور شفاء ہے۔

جس کی حفاظت وصیانت کا وعدہ خود حضرت حق جل وعلیٰ مجدہ نے کیا۔ جس کی آیات کے سامنے بڑے بڑے زبان آور دم بخود رہ گئے اور اس کی ایک آیت کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ لاسکے۔

یہ عظیم کتاب صدیوں سے اپنی عظمت کا لوہا منوا رہی ہے۔ مرزا قادیانی کی سرپرست برطانوی سرکار نے اسے مٹانے کی عجیب احمقانہ تدابیر کیں۔ لیکن منہ کی کھائی۔ ''عربی مبین'' میں نازل ہونے والی اس کتاب کے بالمقابل قادیانی گنوار نے اپنی وحی والہام کا جس طرح ڈھونگ رچایا اور اسے قرآن سے برتر وبالا قرار دیا اور جابجا فخریہ اس کا اظہار کیا وہ

ایسی ناروا جسارت ہے جس پر آسمان ٹوٹ پڑے اور زمین پھٹ جائے تو عجب نہیں۔

قرآن کے بالمقابل خرافاتی الہام کے لئے مرزا قادیانی کی تحریرات دیکھیں اور سوچیں کہ آیا یہ شخص صحیح الدماغ تھا یا اس کا ذہنی توازن خراب تھا؟

O...... آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمینست ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہاں خدائے پاک و وحید

ترجمہ: ”جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں...... قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے...... خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے خدائے پاک وحدہ کے منہ سے۔“
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

O...... مرزا قادیانی نے اپنا الہام لکھا کہ: ”ما انا الا کا لقراٰن“ (تذکرہ ص ۶۷۴، طبع سوم)

”قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا قادیانی کے) منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ ص ۶۴۱، طبع سوم)

O...... ”میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص ۳۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

O...... ”پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)

O...... ”میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہوگئی ہیں۔“ ایک مجذوب کا کشف۔
(ازالہ الاوہام ص ۷۰۸، خزائن ج ۳ ص ۴۸۲)

O...... ”قرآن زمین پر سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔“ بموجب حدیثوں کے۔
(ازالہ اوہام ص ۷۳۱، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

O...... ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

O...... ”یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی پر خودساختہ نازل ہونے والی وحی کے مجموعہ کلام کا نام ”تذکرہ“ رکھا۔ حالانکہ قرآن مجید کا ایک نام (تذکرہ) بھی ہے۔ ”کَلَّا اِنَّھَا تَذْکِرَۃ“

O...... ”یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ: ”اِنَّـا اَنْـزَلْـنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ“ میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً

امت مسلمہ اس حقیقت کو بدل و جان تسلیم کرتی ہے کہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ) زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کائنات ارضی کے سب سے محترم، مبارک اور مقدس قطعات ہیں۔ رب العزت کی تجلیات کا مرکز ارض حرم ہے تو اس کی رحمتوں کے نزول کی جگہ ارض مدینہ، جہاں کائنات کا سب سے عظیم انسان محو استراحت ہے۔

حج بیت اللہ...... اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک ہے۔ جو عشق وجنون کا سفر ہے اور جس میں حضرت حق کے بندے اپنی نیازمندی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔ محمد عربی علیہ السلام کے سچے امتیوں کے لئے ارض مدینہ کی زیارت بھی گویا اس مبارک سفر کا ایک حصہ ہے۔

لیکن دیکھیں کہ مرزا قادیانی جیسے شاطر، فریبی اور دولت انگلشیہ کے ایجنٹ نے کس طرح ان پاک شہروں کی توہین کی۔ اپنی جنم بھومی قادیان کا ان سے کس طرح جوڑ جوڑا بلکہ اسے قرآن میں مندرج قرار دے کر اسے مکہ و مدینہ سے بھی بہتر و افضل قرار دیا اور قادیان ہی کی زیارت کو حج سے تعبیر کر کے بیت اللہ اور مناسک حج کی توہین کی۔

آسماں راحق بود گر خوں بادد بر زمیں

O...... ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے کہ جو بار بار یہاں نہ آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟''

(مندرجہ حقیقت رؤیا ص۴۶)

O......
زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو کلام مرزا ص۵۲)

O...... ''مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر فرمایا۔ (حالانکہ یہ مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف کے لئے ہے۔ ناقل) اور اس کو تمام جہانوں کے لئے ام قرار دیا ہے۔''

(خطبہ بشیر محمود، الفضل قادیانی مورخہ ۳؍جنوری ۱۹۲۵ء)

O...... ''تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔''

(ازالہ اوہام ص۷۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

O...... ''ہم مدینہ کی عزت کر کے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح قادیان کی عزت کر کے ''مکہ معظمہ'' یا ''مدینہ منورہ'' کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قادیان) کو مقدس کیا اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے لئے چن لیا۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۳؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

O...... ''قادیان کیا ہے؟ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے...... قادیان خدا کے مسیح (مرزا قادیانی کا مولد و مسکن اور مدفن ہے)'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۲۹ء)

O...... ’’میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔‘‘ (الفضل قادیان مورخہ ۱۱؍دسمبر ۱۹۳۲ء)

O...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ جو لوگ قادیان نہیں آتے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ رہتا ہے۔‘‘ (انوار خلافت ص ۱۱۷)

O...... عرب نازاں گر ارض حرم پر ہے
تو ارض قادیان فخر عجم ہے

(الفضل قادیان مورخہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۳۲ء)

O...... ’’والمسجد الاقصیٰ المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان ‘‘مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے قادیان میں بنائی۔ (ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

O...... ’’ومن دخلہ کان اٰمنا‘‘ قادیان کی مسجد جائے امن ہے۔

(تبلیغ رسالت ص ۱۵۳ ج ۶، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۵۲)

O...... ’’سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصٰی ‘‘مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۱)

O...... ’’ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے، جیسا کہ حج میں رفث، فسوق اور جدال منع ہے۔‘‘ (خطبہ محمود مندرجہ برکات خلافت ص ۵)

O...... ’’جیسے احمدیت کے بغیر یعنی مرزا قادیانی کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے۔ وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج (جلسہ قادیان) کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے۔‘‘ (پیغام صلح مورخہ ۱۹؍اپریل ۱۹۳۳ء)

O...... ’’لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ (قادیان میں) ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

علماء واولیاء امت

حضرات علماء کرام اور اولیاء عظام اللہ تعالیٰ کی انسانی مخلوق کا نہایت بیش قیمت حصہ ہے۔ ایسا حصہ جسے اللہ رب العزت نے خود اپنا دوست قرار دیا۔ انہیں ایمان وتقویٰ کا علمبردار بتلایا اور واضح فرمایا کہ دنیا وآخرت میں ہر قسم کی بشارتیں ان کے لئے ہیں۔ اہل علم کے لئے قرآن وسنت میں جا بجا تعریف آمیز کلمات ہیں اور کیوں نہ ہو کہ علم نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس سے کسی کو حصہ ملنا بڑی ہی سعادت ہے۔ علماء کی توہین وتذلیل کو حضور نبی کریم ﷺ نے بدترین جرم قرار دیا اور ایسے لوگوں کے متعلق واضح کیا کہ ان لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

لیکن صد ہزار حیف اس قادیانی مردود پر کہ اس نے قریب العہد اور قریب العصر نامور علماء اور صلحاء کا نام لے کر انہیں مغلظات سنائیں اور برا بھلا کہا۔ بھلا ایسا آدمی اس قابل ہے کہ اسے کوئی منہ لگائے۔

حیرت ہے ان لوگوں پر جو اس ذات شریف کو نبی بنا کر بیٹھے ہیں۔

کار شیطان می کند نامش نبی
گر نبی ایں است لعنت بر نبی

○...... سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے متعلق لکھا: ’’مجھے (مرزا قادیانی) ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ہو تو ملعون (پیر صاحب) کے سبب سے ملعون ہوگی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۵، خزائن ج۱۹ص۱۸۸)

○...... ’’لومڑی کی طرح بھاگتا پھرتا ہے...... جاہل بے حیا۔‘‘ (نزول المسیح ص۶۳، خزائن ج۱۸ص۴۴۱)

○...... اہل حدیث رہنما مولانا محمد حسین بٹالوی کے متعلق لکھا کہ: ’’کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن، بدبخت، طالع منحوس، لاف زن، شیطان، گمراہ شیخ مفتری۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۴۱، ۲۴۳، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

○...... مولانا نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا کہ: ’’وہ گمراہ اور کذاب ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۵۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

○...... ’’مولانا عبدالحق دہلوی کے متعلق لکھا کہ وہ لاف زنوں کا رئیس ہے۔ اسی طرح مولانا عبداللہ ٹونکی، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کو بھی۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۵۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

○...... مولانا علی حائری شیعہ رہنما کے متعلق کہا کہ: ’’سب سے جاہل ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۴۷، خزائن ج۱۹ص۱۸۶)

○...... مولانا ثناء اللہ امرتسری کو عورتوں کی عار کہا۔ (اعجاز احمدی ص۸۳، خزائن ج۱۹ص۱۹۶)

○...... مولانا رشید احمد گنگوہی کے متعلق لکھا کہ: ’’اندھا شیطان، گمراہ، دیو، شقی، ملعون۔‘‘

(انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

○...... ’’ہمارے مخالف سخت شرمندہ اور لاجواب ہوکر آخر کو یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ نہیں سوچتے کہ وہ بزرگ معصوم نہ تھے۔ بلکہ جیسا کہ یہودیوں کے بزرگوں نے پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی۔ ان بزرگوں نے بھی ٹھوکر کھائی۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۴، خزائن ج۲۱ص۲۹۰)

○...... ’’میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ص۷۰)

○...... ’’جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ میں ان سب سے افضل ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۶)

○...... ’’حضرت مرزا صاحب جمیع اہل بیت طیبین، طاہرین کہ اس میں دیگر اولیاء اللہ و مجددین امت بھی شامل ہیں۔ ان سب سے بڑھ گئے۔ جو کچھ ان میں متفرق تھا۔ وہ آپ میں مجموعی طور پر آ گیا۔‘‘

(الفضل قادیان ج۳ص۱۰۷، مورخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۷۶ء)

○...... ’’سو یہ عاجز (مرزا قادیانی) بیان کرتا ہے۔ نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر ’’شکراً نعمة اللّٰہ‘‘ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان ہستیوں پہ فضیلت بخشی کہ جو حضرت مجدد صاحب (الف ثانیؒ) سے بھی بہتر ہیں۔‘‘

(حیات احمد ج۲ نمبر۲ص۷۹)

جملہ مخالفین کے خلاف

انبیاء علیہم السلام دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے حلقۂ نبوت کی دنیا کو حق کی طرف بلاتے اور دعوت دیتے ہیں۔ کچھ ان کی مان کر حلقۂ اسلام میں آجاتے ہیں تو کچھ نامرادی کا طوق گلے میں باندھ لیتے ہیں۔

انبیاء کے اخلاق اتنے عظیم اور بلند ہوتے ہیں کہ اپنے بدترین مخالفین کے خلاف بھی کبھی بدزبانی نہیں کرتے۔ یہ بات نبوت کے مقام سے بہت فروتر ہے۔ لیکن غلام ہندوستان میں غیروں کی ضروریات کی تکمیل کے لئے نبوت کا ڈھونگ رچانے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفین کے خلاف جو زبان استعمال کی وہ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کا مقام انسانیت سے بھی کوئی تعلق نہیں۔

O...... یہ الہام شائع کیا کہ: ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص۲۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

O...... اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اعلان بھی کیا کہ: ''اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

تمام مسلمانوں کے لئے فتویٰ کفر

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص۳۵)

O...... ''ایسا شخص جو موسیٰ (علیہ السلام) کو مانتا ہے مگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہیں مانتا یا عیسیٰ (علیہ السلام) کو مانتا ہے مگر محمد (ﷺ) کو نہیں مانتا یا محمد (ﷺ) کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۰، مندرجہ ریویو ج۱۴، ماہ مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

O...... ''جو میرے مخالف تھے۔ ان کا نام عیسائی، یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

(نزول المسیح ص۴ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۳۸۲)

O...... ''جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)

O...... ''میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔'' (نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ج۱۴ ص ایضاً)

O...... ''تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔''

(محمد علی قادیانی منقول از مباحثہ راولپنڈی ص۲۴۰)

O...... ''کفر دو قسم پر ہے۔ ایک کفر یہ ہے کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے...... اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

O...... ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے۔ مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں۔ ’’الا ذریۃ البغایا‘‘ عربی کا لفظ ’’البغایا‘‘ جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا ’’بغیہ ‘‘ ہے۔ جس کا معنی بدکار، فاحشہ، زانیہ ہے۔ خود مرزا قادیانی نے (خطبہ الہامیہ ص۱۷، خزائن ج۱۶ ص۴۹) میں لفظ ’’بغایا‘‘ کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے اور ایسے ہی (انجام آتھم ص۲۸۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً، نور الحق حصہ اوّل ص۱۲۳، خزائن ج۸ ص۱۶۳) میں لفظ ’’بغایا‘‘ کا ترجمہ نسل بدکاران، زنا کار، زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

○...... ’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘ (تذکرہ ص۶۰۷، طبع سوم)

مسلمانوں سے معاشرتی بائیکاٹ

مرزائیوں کا عجیب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے۔ انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا منافقت کا کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور جملہ تقاضے ان کے گرو اور ان کے پسماندگان کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

مرزائی دنیا کی تحریرات میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا معاملہ نہ رکھیں۔ حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔

سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلفاء کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔ ان دوغلے اور منافقانہ رول کا اندازہ کرنے کے لئے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔

○...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل حکیم نورالدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۳،۹۴)

○...... ’’حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔‘‘ (برکات خلافت، مجموعہ تقاریر محمود ص۷۵)

○...... ’’پانچویں بات جو کہ اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ وہ غیر احمدی کو رشتہ دینا ہے۔ جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر سمجھتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو۔‘‘ (ملائکۃ اللہ ص۴۶)

○...... ’’ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا...... دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ج۱۴ نمبر۴ ص۱۶۹)

○...... ’’صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔‘‘

(قول مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰؍اگست ۱۹۰۱ء)

○...... ’’پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں ہو۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷)

○...... ’’ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۰)

○...... ’’غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔‘‘

(انوار خلافت ص۹۳، الفضل قادیان مورخہ ۲۱؍اگست ۱۹۱۷ء، مورخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

○...... نیز معلوم عام بات ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان، قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور الگ بیٹھا رہا۔ جب اسلامی اخبارات اور مسلمان اس چیز کو منظر عام پر لائے تو جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ: ’’جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔‘‘

(ٹریکٹ نمبر۲۲ عنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ، الناشر مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ، صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

○...... جب قادیانی امت پر مسلمانوں کی جانب سے اعتراض کیا گیا کہ قائداعظم مسلمانوں کے محسن تھے اور تمام ملت اسلامیہ نے ان کا جنازہ پڑھا ہے تو جماعت احمدیہ نے جواب دیا کہ: ’’کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے۔ مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خدا نے۔‘‘

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۵۲ء)

اوپر کے حوالہ جات سے ثابت ہوگیا کہ مرزائی دنیا بھر کے مسلمانوں کو کلمہ پڑھنے، قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کرنے، زکوٰۃ اور حج کے فریضہ سے عہدہ برآ ہونے اور دیگر ضروریات دین پر عمل کرنے، قرآن مجید کو اللہ کی کتاب یقین کرنے کے باوجود کافر سمجھتے ہیں۔ قائداعظم بھی سر ظفر اللہ خان کے نزدیک معاذ اللہ کافر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ظفر اللہ خان غیر مسلم سفیروں کے ساتھ جنازہ کے وقت گراؤنڈ کے ایک طرف بیٹھا رہا۔ لیکن جنازہ میں شریک نہ ہوا۔

بعد میں مولانا محمد اسحٰق مانسہروی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ چوہدری صاحب آپ نے جنازہ کے موقع پر موجود ہوتے ہوئے قائداعظم کے جنازہ میں کیوں شرکت نہیں کی تو ظفر اللہ خان نے جواب دیا۔ ’’مولانا آپ مجھے مسلمان

حکومت کا ایک کافر ملازم یا ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم خیال کر لیں۔"

ابھی حال ہی میں لاہوری گروپ کے ایک پرچہ "آتش فشاں" اشاعت مئی ۱۹۸۱ء میں ظفر اللہ خان کا ایک مفصل انٹرویو شائع ہوا ہے۔ اس میں ان سے سوال کیا گیا کہ آپ پر ایک اعتراض اکثر ہوتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ موجود ہوتے ہوئے نہیں پڑھا؟ چوہدری صاحب نے جواب میں کہا کہ: "ہاں یہ ٹھیک بات ہے میں نے نہیں پڑھا یعنی قائداعظم کا جنازہ پڑھتا تو اعتراض کی بات تھی کہ یہ شخص منافق ہے۔ یہ غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے اور اس نے تو پڑھ لیا۔ تب تو میرے کریکٹر کے متعلق کہا جاسکتا تھا کہ منافق ہے اس کا عقیدہ کچھ ہے۔ عمل کچھ کرتا ہے۔ اس نے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی خاطر قائداعظم کا تو پڑھ لیا تھا۔ میرے عقیدے کو وہ جانتے ہیں۔ میرے عقیدے کو انہوں نے ناٹ مسلم قرار دیا ہے۔ تو اگر میں آئینی اور قانونی اعتبار سے ناٹ مسلم ہوں تو ایک ناٹ مسلم پر کیسے واجب ہے کہ مسلمان کا جنازہ پڑھے؟ ان کی اپنی کرتوت تو سامنے ہونی چاہئے۔ نہ پڑھنے پر کیا اعتراض ہے؟ سارے جہاں کو معلوم ہے کہ ہم نہیں پڑھتے۔ غیر احمدی کا جنازہ۔" (رسالہ آتش فشاں مئی ۱۹۸۱ء ص ۲۴)

الگ دین، الگ امت

مرزا غلام احمد قادیانی کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

○...... "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔" (خطبہ مرزا محمود، الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳)

○...... "کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا؟ کیا وہ انبیاء جن کے سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کیا؟ ہر شخص کو ماننا پڑے گا کہ بے شک کیا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے ہی جو کہ نبی اور رسول ہیں۔ اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے علیحدہ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کون سی بات ہے۔" (الفضل ج ۵ ش ۶۹، نمبر ۷۰)

○...... "مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے۔ تمہاری قوم تو احمدیت ہوگئی۔ شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری گوت، تمہاری ذات احمدی ہی ہے۔ پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو؟" (ملائکۃ اللہ ص ۴۶، ۴۷)

○...... "میں نے اپنے نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ اس طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کردو۔ اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔" (مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

مرزائیوں کے قبرستان میں مسلمانوں کا بچہ بھی دفن نہیں ہوسکتا

’’کیونکہ غیر احمدی جب بلااستثناء کافر ہیں تو ان کے چھ ماہ کے بچے بھی کافر ہوئے اور جب وہ کافر ہوئے تو احمدی قبرستان میں ان کو کیسے دفن کیا جاسکتا ہے۔‘‘ (اخبار پیغام صلح ج۲۴،۴۹، مورخہ ۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

O...... ’’کیا کوئی شیعہ راضی ہوسکتا ہے کہ اس کی پاک دامن ماں ایک زانیہ کنجری کے ساتھ دفن کردی جائے اور کافر تو زنا کار سے بھی بدتر ہے۔ (مسلمان چونکہ مرزائیوں کے نزدیک کافر ہیں۔ اس لئے وہ مرزائیوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہوسکتے۔ ناقل)‘‘ (نزول المسیح ص۴۷، خزائن ج۱۸ص۴۲۵)

مرزا قادیانی کے انٹ شنٹ الہامات

مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میری وحی والہامات یقینی اور قرآن پاک کی طرح ہیں۔ لیکن جب ہم مرزا قادیانی کے الہامات کو سرسری نظر سے دیکھتے ہیں تو ہمیں کثرت سے ایسے الہامات نظر آتے ہیں جنہیں خود مرزا قادیانی بھی نہ سمجھ سکے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں: ’’زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ!‘‘

(نزول المسیح ص۵۷، خزائن ص۴۳۵ ج۱۸)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ’’وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم‘‘ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں ہی۔ تاکہ انہیں کھول کر بتادے۔ لیکن قرآن پاک کے اس صریح اصول کے خلاف مرزا قادیانی کو ان زبانوں میں بھی الہامات ہوئے ہیں جن کو وہ خود نہیں سمجھ سکے۔ دوسروں کو خاک سمجھانا تھا۔ ہم بطور نمونہ مرزا قادیانی کے چند الہامات درج ذیل کرتے ہیں:

۱...... ’’ایلی ایلی لما سبقتنی۔ ایلی اوس‘‘ اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی اوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنے کھلے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!‘‘

(البشریٰ ج اول ص۳۶، تذکرہ ص۹۱ طبع۳)

۲...... ’’پھر بعد اس کے (خدا نے) فرمایا ’’ھو شعنا نعسا‘‘ یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنے ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ص۶۶۴ ج۱)

۳...... ’’پریشن، عمر براطوس، یا پلاطوس۔ (نوٹ) آخری لفظ ’’پڑطوس‘‘ ہے یا ’’پلاطوس‘‘ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور ’’عمر‘‘ عربی لفظ ہے۔ اس جگہ ’’براطوس‘‘ اور ’’پریشن‘‘ کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔‘‘ (از مکتوبات احمدیہ ج۱ص۶۸، البشریٰ ج اول ص۵۱، تذکرہ ص۱۱۵ طبع۳)

احمدی دوستو! مرزا قادیانی کو جس زبان میں الہام ہوتا ہے مرزا قادیانی اس زبان کو نہیں جانتے۔ بتاؤ کہ مرزا قادیانی پر یہ مثال صادق آتی ہے یا نہیں؟

زبان یار من ترکی ومن ترکی نمے دانم

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اور ہیچو قسم کے الہامات اس خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے جس نے حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ’’وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ابراھیم:٤)'' ﴿کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں ہی۔﴾ لیکن مرزا قادیانی کو ان زبانوں میں ''الہامات'' ہوئے جو مرزا قادیانی کی قومی زبان نہیں تھی۔ خود مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں: ''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔''

(چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ص۲۱۸ ج۲۳)

یہاں تک ہی نہیں کہ مرزا قادیانی غیر زبانوں کے الہامات نہ سمجھ سکے ہوں۔ بلکہ بہت سے اردو اور عربی الہامات بھی مرزا قادیانی کی سمجھ سے بالاتر رہے اور ان کے متعلق انہیں معلوم نہ ہوا کہ وہ کس کے متعلق ہیں۔ مرزائی دوستوں کی خاطر نمونہ درج کئے دیتا ہوں:

۱...... ''پیٹ پھٹ گیا۔'' دن کے وقت کا الہام ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے۔''

(البشریٰ ج دوم ص۱۱۹، تذکرہ ص۶۷۲ طبع۳)

۲...... ''خدا اس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا۔'' نامعلوم کس کے حق میں یہ الہام ہے۔

(البشریٰ ج دوم ص۱۱۹، تذکرہ ص۶۷۴ طبع۳)

۳...... ''۲۴؍ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵؍شعبان ۱۳۲۴ھ بروز پیر...... ''موت تیرہ ماہ حال کو۔'' (نوٹ) قطعی طور پر معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے۔ (البشریٰ ج دوم ص۱۱۹، ۱۲۰، تذکرہ ص۶۷۵ طبع۳)

۴...... ''بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں۔'' معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے۔

(البشریٰ ج دوم ص۱۲۴، تذکرہ ص۶۹۷ طبع۳)

۵...... ''بعد ۱۱؍انشاءاللہ اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا ہے۔'' (البشریٰ ج دوم ص۲۵، ۲۶، تذکرہ ص۴۰۱ طبع۳)

۶...... ''غثم، غثم، غثم۔'' (البشریٰ ج دوم ص۵۰، تذکرہ ص۳۱۹ طبع۳)

۷...... ''ایک دم میں دم رخصت ہوا۔'' (نوٹ از حضرت مسیح موعود) فرمایا کہ آج رات مجھے ایک مندرجہ بالا الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے۔ لیکن خطرناک ہے۔ یہ الہام ایک موزوں عبارت میں ہے۔ مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا۔''

(البشریٰ ج دوم ص۱۱۷، تذکرہ ص۶۶۶ طبع۳)

۸...... ''ایک عربی الہام تھا۔ الفاظ مجھے یاد نہیں رہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مکذبوں کو نشان دکھایا جائے گا۔''

(البشریٰ ج دوم ص۹۴)

۹...... ''ایک دانہ کس کس نے کھانا۔'' (البشریٰ ج دوم ص۱۰۷، تذکرہ ص۵۹۵ طبع۳)

۱۰...... ''لاہور میں ایک بےشرم ہے۔'' (البشریٰ ج دوم ص۱۲۶، تذکرہ ص۷۰۴ طبع۳)

۱۱...... ''ربنا عاج'' ہمارا رب عاجی ہے۔ عاجی کے معنٰے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔''

(البشریٰ ج اول ص۴۳، تذکرہ ص۱۰۲ طبع۳)

۱۲...... ''آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔'' (البشریٰ ج دوم ص۱۳۹، تذکرہ ص۷۵۱ طبع۳)

باب ہفتم ...... مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں

دلیل اوّل

''فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَام (ابراهيم:٤٧)'' ﴿ہرگز ہرگز گمان نہ کر کہ خدا اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ لاریب خدا غالب و منتقم ہے۔﴾

کسی انسان کو ذاتی طور پر علم غیب حاصل نہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ خداتعالیٰ کسی بشر کو کسی پوشیدہ بات پر مطلع کر دے۔ پس جو شخص کسی آئندہ بات کی قبل از وقوع خبر دے۔ اس کے متعلق دو ہی خیال ہوسکتے ہیں۔

١...... یہ کہ اس نے رفتار حالات کو ملحوظ رکھ کر نیچر کے استمراری واقعات کی بناء پر قیاس آرائی کی ہے۔

٢...... یہ کہ اسے براہ راست یا بالواسطہ کسی مخبر صادق نے اطلاع دی ہے۔

یہ ہوسکتا ہے کہ کسی انسان کی قیاس وغیرہ سے دی ہوئی خبر ٹھیک نکل آئے۔ جیسا کہ بعض منجموں، رمّالوں کی پیش گوئیاں صحیح ثابت ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ خدائے عالم الغیب کی بتلائی ہوئی بات غلط ہو جائے۔ ہمارے مخاطبین یعنی مرزائیوں کے پیغمبر اعظم مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں کہ: ''ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔''

(چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

لہٰذا ہم بلکہ ہر دانا انسان یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ جس شخص مدعی الہام کی کوئی بھی پیش گوئی غلط ثابت ہو جائے۔ وہ خدا کا ملہم اور مخاطب نہیں۔ بلکہ مفتری علی اللہ ہے۔ کیونکہ: ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔''

(رسالہ کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص ایضاً)

پس ہم سب سے پہلے مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں دیکھتے ہیں۔ اگر ان میں بعض سچی ہیں تو یہ ہوسکتا ہے کہ وہ قیاس وغیرہ سے کی گئی ہوں۔ لیکن اگر ان میں ایک بھی جھوٹی ہے تو یقیناً وہ مرزا قادیانی کے مفتری علی اللہ ہونے کی قطعی ویقینی دلیل ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی راقم ہیں: ''کسی انسان خاص کر (مدعی الہام) کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (تریاق القلوب ص۱۰۷، خزائن ج۱۵ ص۳۸۲)

قطع نظر منقولہ بالا معقول طریق کے الزامی طور پر بھی ہم اس دلیل کے قائم کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی انہی کا فرمان ہے کہ: ''تورات اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیش گوئیوں کو قرار دیا ہے۔'' (استفتاء ص۳، خزائن ج۱۲ ص۱۱۱)

نبوت کے دعویٰ کو الگ کر کے دیکھا جائے تو یہ دلیل پھر بھی مکمل ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا عام اعلان ہے کہ:

''ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۹، اشتہار مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء، مندرجہ آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص ایضاً)

حاصل یہ کہ مرزا قادیانی کا کذب وصدق معلوم کرنے کے لئے پہلا اور سب سے بڑا معیار ان کی پیش گوئیاں ہیں۔ مرزا قادیانی کی زبانی پیش گوئیوں کی نسبت معیار صداقت ہونا ملاحظہ ہو: ''اگر ثابت ہو جائے کہ میری سو پیش گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔'' (اربعین نمبر۴ ص۲۵ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۶۱)

''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔'' (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص ایضاً)

پہلی پیش گوئی ...... مرزا قادیانی کی اپنی موت سے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ: ’’ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔‘‘

(تذکرہ ص۵۹۱ طبع سوم)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ، مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی اور خود اپنی پیش گوئی کے بموجب ذلیل ورسوا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی ملاحظہ فرمائیں: ’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضَبّ یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔‘‘ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۱۹، روایت نمبر ۶۷۲)

اسی طرح (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۱۱) میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی موت لاہور میں قے اور اسہال کی حالت میں دستوں والی جگہ ہوئی...... لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا قادیانی کی پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسری پیش گوئی ...... زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیش گوئی

پیر منظور محمد، مرزا قادیانی کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا قادیانی نے ایک پیش گوئی کر دی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں: ’’پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا۔ بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۰۰ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۰۳)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی تو مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے۔ کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے۔ لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مرگئی اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹی نکلی۔ نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور نہ وہ زلزلہ آیا اور مرزا ذلیل ورسوا ہوا۔

تیسری پیش گوئی ...... ریل گاڑی کا تین سال میں چلنا

امام مہدی اور مسیح موعود کی علامات اور نشانیاں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے ایک نشانی یہ بیان کی ہے کہ: ’’مکہ مکرمہ‘‘ اور ’’مدینہ منورہ‘‘ میں تین سال کے اندر ریل گاڑی (Train) چل جائے گی۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں: ’’یہ پیش گوئی اب خاص طور پر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ آئے گی۔ وہی مکہ معظّمہ میں آئے گی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سالوں تک یہ کام تمام ہو جائے گا۔ تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں۔ یک دفعہ بے کار ہو جائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۶، خزائن ج۱۷ ص۱۹۵)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا ریل گاڑی (Train) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چل گئی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا یہ پیش گوئی جھوٹی ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوئی یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل گاڑی چل جانی چاہئے تھی۔ اس تحریر کا سن ۲۰۱۱ء ہے۔ گویا ایک سو چھ سال اوپر گذر گئے ہیں۔ مگر وہ ریل گاڑی ابھی تک نہ چل سکی۔ بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلتی تھی وہ بھی اس جھوٹے مسیح کی نحوست کی وجہ سے بند ہو گئی۔

چوتھی پیش گوئی ...... غلام حلیم کی بشارت

مرزا قادیانی نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی بشارت کو مصلح موعود، عمر پانے والا، ''کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ'' (گویا خدا آسمان سے اتر آیا) وغیرہ الہامات کا مصداق بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مر گیا۔ اس کی وفات کے بعد ہر چہار طرف سے مرزا قادیانی پر ملامتوں کی بوچھاڑ اور اعتراضات کی بارش ہوئی تو انہوں نے پھر سے الہامات گھڑنے شروع کئے تاکہ مریدوں کے جلے بھنے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ مورخہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء کو الہام سنایا۔ ''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۴)

اس کے ایک ماہ بعد پھر الہام سنایا: ''آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا۔ ''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ'' ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ ''ینزل منزل المبارك'' وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔''

(البشریٰ ج۲ ص۱۳۶)

چند دن کے بعد پھر الہام سنایا: ''ساھب لك غلاماً زكيا ۰ رب ھب لی ذرية طيبة انا نبشرك بغلام اسمه يحيىٰ'' میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ جس کا نام یحییٰ ہے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۶)

ان الہامات میں ایک پاکیزہ لڑکے مسمّٰی یحییٰ جو مبارک احمد کا شبیہ اور قائم مقام ہونا تھا کی پیش گوئی مرقوم ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا۔ اس لئے یہ سب کے سب الہامات افتراء علی اللہ ثابت ہو گئے۔ جب کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ معجزات کا شرف نصیب فرماتے ہیں۔ جن سے وہ مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں۔ معجزہ خرق عادت ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے مدعی نبوت کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت کام نہیں ہوتا۔ تاکہ حق و باطل میں تلبیس نہ ہو۔ اس لئے بطور خرق عادت مرزا قادیانی کی کوئی بات یا پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

پانچویں پیش گوئی ...... ''محمدی بیگم'' سے متعلق

''محمدی بیگم'' مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی۔ مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی۔ مرزا قادیانی نے اپنی مطلب برآری کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا۔ جب کچھ دن بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ دستخط اسی شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی ''محمدی بیگم'' کا نکاح میرے ساتھ کردو۔ خیریت اسی میں ہے۔ اس کی دھمکی کے الفاظ یہ ہیں: ''اللہ تعالیٰ

نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا۔ اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار ہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔'' (آئینہ کمالات اسلام در خزائن ج۵ ص۵۷۲،۵۷۳)

ان دھمکیوں وغیرہ کا منفی اثر یہ ہوا کہ مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے ''محمدی بیگم'' کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کردیا۔ مرزا قادیانی نے خطوط لکھ کر اشتہار شائع کروا کر اور پیش گوئیاں کرکے حتیٰ کہ منت سماجت کے ذریعہ ایڑی چوٹی کا زور لگادیا کہ کسی طرح اس کی آرزو پوری ہوجائے۔ لیکن ''محمدی بیگم'' کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان محمد سے ہوگیا اور مرزا قادیانی کے مرتے دم تک بھی محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے جو جھوٹی پیش گوئی کی تھی۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشین گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہوجائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔'' (اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت ج۱ ص۶۱ حاشیہ مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۲ حاشیہ)

اس پیشین گوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے کہا: ''میری اس پیشین گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال کے عرصہ تک مرجانا۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔'' (آئینہ کمالات اسلام در خزائن ج۵ ص۳۲۵)

اس بارے میں عربی الہام اس طرح ہے: ''کذبوا بایتنا وکانوا بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله ویردها الیك لاتبدیل لکلمت الله ان ربك فعال لمایرید ۰ انت معی وانا معك عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا'' (آئینہ کمالات اسلام در خزائن ج۵ ص۲۸۶،۲۸۷)

علاوہ ازیں (انجام آتھم ص۳۱) پر اور ''تذکرہ'' میں متعدد جگہ یہ پیش گوئی مختلف الفاظ میں مذکور ہے اور اللہ کی قدرت کہ ہر اعتبار سے مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ کوئی ایک بھی دعویٰ سچا نہیں ہوا۔ محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال میں تو کیا مرتا مرزا قادیانی کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۴۸ء میں وفات پائی اور خود محمدی بیگم بھی ۱۹۶۶ء تک زندہ رہ کر مرزا قادیانی کے کذاب اور دجال ہونے کا اعلان کرتی رہی اور ۱۹ رنومبر ۱۹۶۶ء کو لاہور میں بحالت اسلام اس کی موت واقع ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیشین گوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے ذلیل ورسوا اور خائب وخاسر ہونے کا بہترین انتظام فرمادیا۔ آج کوئی بھی صاحب عقل محمدی بیگم کے واقعہ کو دیکھ کر مرزا قادیانی کے جھوٹے اور اوباش ہونے کا باآسانی یقین کرسکتا ہے۔ فالحمدللہ!

مرزا قادیانی کے مریدوں کا موقف

جب مرزا قادیانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں بمرض ہیضہ آنجہانی ہوگیا (حیات ناصر ص۱۴) اور ''محمدی بیگم'' سے نکاح نہ ہونا تھا نہ ہوا تو قادیانیوں نے جواب گھڑا کہ نکاح جنت میں ہوگا۔ اس پر کہا گیا کہ محمدی بیگم مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائی تھی تو مرزا قادیانی کا کہنا تھا کہ میرے منکر جہنم میں جائیں گے تو کیا مرزا قادیانی جہنم میں برأت لے کر جائے گا۔ تو اس پر مرزائیوں نے جواب تیار کیا کہ یہ پیش گوئی متشابہات میں سے ہے۔ غالباً قادیانیوں کو یہی معلوم نہیں کہ پیش گوئی رب کا وہ وعدہ ہوتا ہے۔ جس کا نبی تحدی سے اعلان کرتا ہے۔ جو ضرور پورا ہوتا ہے۔ مگر (معاذ اللہ) مرزا قادیانی کا خدا بھی مرزا قادیانی سے جھوٹے وعدے کرتا تھا۔

اور محمدی بیگم اپنے خاوند ''مرزا سلطان محمد'' کے گھر تقریباً چالیس سال بخیر وخوبی آباد رہی اور اب لاہور میں اپنے جواں سال ہونہار مسلمان بیٹوں کے ہاں ۱۹ رنومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال فرما گئیں۔ (ہفتہ وار الاعتصام لاہور اشاعت ۲۵ رنومبر ۱۹۶۶ء)

چھٹی پیش گوئی ...... عبداللہ آتھم عیسائی

مرزا قادیانی نے عبداللہ آتھم پادری سے امرتسر میں پندرہ دن تحریری مناظرہ کیا۔ جب مباحثہ بے نتیجہ رہا تو مرزا قادیانی نے اپنی شیخی جمانے کے لئے ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو ایک عدد پیش گوئی دھر گھسیٹی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

''مباحثہ کے ہر دن کے لحاظ سے ایک ماہ مراد ہوگا۔ یعنی پندرہ ماہ میں فریق مخالف ہاویہ میں بسزائے موت نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔'' (جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

غرض مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کی موت کا آخری دن مورخہ ۵ رستمبر ۱۸۹۴ء بنتا تھا۔ اس دن کی کیفیت مرزا قادیانی کے فرزند مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی زبانی ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ:

قادیان میں محرم کا ماتم

''آتھم کے متعلق پیش گوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا اور میری عمر کوئی پانچ ساڑھے پانچ سال کی تھی۔ مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب واضطراب سے دعائیں کی گئیں۔ میں نے تو محرم کا ماتم بھی اتنا سخت کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک طرف دعا میں مشغول تھے اور دوسری طرف بعض نوجوان (جن کی اس حرکت پر بعد میں برا منایا گیا) جہاں حضرت خلیفہ اوّل مطب کیا کرتے تھے اور آج کل مولوی قطب الدین صاحب بیٹھتے ہیں۔ وہاں اکٹھے ہوگئے اور جس طرح عورتیں بین ڈالتی ہیں اس طرح انہوں نے بین ڈالنے شروع کر دیئے۔ ان کی چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ آتھم مر جائے۔ یا اللہ آتھم مر جائے۔ یا اللہ آتھم مر جائے۔ مگر اس کہرام اور آہ وزاری کے نتیجے میں آتھم تو نہ مرا۔'' (خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۰ رجولائی ۱۹۴۰ء)

اور اس قادیانی اضطراب پر مزید روشنی مرزا قادیانی کے منجھلے بیٹے بشیر ایم۔ اے کی روایت سے پڑتی ہے کہ ابا جان نے آتھم کی موت کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کیں اور کون کون سے ٹوٹکے استعمال کئے۔ چنانچہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو

حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔ (مجھے وظیفہ کی تعداد یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی۔ جیسے ''اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ'' اور ہم نے یہ وظیفہ قریب ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس لے گئے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنویں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔'' (سیرت المہدی ج۱ ص۱۷۸، روایت نمبر۱۶۰)

ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ مرزا قادیانی نے خدا کی طرف سے موت کی دھمکی دی اور جب دیکھا کہ پیش گوئی جھوٹی نکلی ہے تو شعبدہ بازوں کا ٹوٹکا استعمال کیا۔ مگر دشمن ایسا سخت جان نکلا کہ بجائے ۵؍ستمبر کے ۶؍ستمبر کا سورج بھی غروب ہوگیا۔ مگر وہ نہ مرا اور یہ پیش گوئی بھی جھوٹی نکلی۔ باوجود یہ کہ مرزا قادیانی نے حیلے بازی اور شعبدہ بازی سے کام لیا اور کتوں سے بھی بدتر مرشد و مرید کا پارٹ ادا کیا۔ مگر جھوٹا تھا خدا تعالیٰ نے ناکام کیا۔

ساتویں پیش گوئی ...... ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے متعلق

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ بیس سال تک مرزا قادیانی کے ارادت مند مرید رہے۔ بعدہ، مرزا قادیانی کی بطالت ان پر واضح ہوگئی تو انہوں نے مرزائیت سے توبہ کر کے مرزا قادیانی کی تردید میں چند رسالے لکھے۔ مرزا قادیانی بھی ان کے سخت خلاف ہوگئے۔ بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف موت کی الہامی پیش گوئیاں شائع کیں۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی کے اشتہار کا اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

''خدا سچے کا حامی ہو میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے میری نسبت یہ پیش گوئی کی ہے...... اس کے الفاظ یہ ہیں۔ مرزا قادیانی کے خلاف ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف، کذاب، اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔''

''اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے (۲۳) کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔''

فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا، نہ جانا۔ (۲۵) ''رب (۲۶) فرق بین صادق وکاذب انت تریٰ کل مصلح وصادق'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۹، ۵۶۰)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے ایک اور الہام شائع کیا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴؍ماہ تک مرزا قادیانی مر جائے گا۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے ایک اشتہار بعنوان تبصرہ مورخہ ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء کو شائع کیا۔ اس کی پیشانی پر یہ عبارت درج کی۔

’’ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیش گوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۵)

یہ اشتہار جو سراسر لاف وگزاف سے پر تھا۔ اس کو اپنے تمام اخباروں میں شائع کرایا۔ مختلف شہروں میں مرزائیوں نے علیحدہ چھپوا کر بھی بکثرت شائع کیا۔ اس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں: ’’اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا...... میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر کو میں بڑھا دوں گا۔ تاکہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے اپنا ایک اور الہام شائع کیا کہ مرزا قادیانی مورخہ ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک مرجائے گا۔ (چشمہ معرفت ص۳۲۱،۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۷) نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئیوں کے مطابق مرزا قادیانی نے ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہاں کی طرف کوچ کر دیا اور ان کے الہام کنندہ کے سب وعدے فتح ونصرت کے غلط نکلے۔

آٹھویں پیش گوئی ...... مولانا ثناء اللہ صاحب کے متعلق

مرزا قادیانی آنجہانی نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق مورخہ ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار ان الفاظ میں شائع کیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ

’’بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۰ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۰ یَسۡتَنۡبِئُوۡنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلۡ اِیۡ وَرَبِّی اِنَّہٗ لَحَقٌّ‘‘

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب ’’السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ‘‘ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری وکذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور

اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیش گوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ''وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ'' پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ۔ آمین! بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸،۵۷۹)

اس اشتہار کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی بطریق دعا شائع کی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے۔ مرزا قادیانی کے الفاظ ہیں: ''دنیا کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ، عشرہ، نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔ ''اجیب دعوۃ الداع'' صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں۔'' (اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء، ملفوظات ج۹ ص۲۶۸)

مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار میں محض دعا کے ذریعہ سے فیصلہ چاہا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ ہیں: ''محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔''

اخیر اشتہار میں آپ تحریر فرماتے ہیں: ''اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''

پس مرزا قادیانی نے اپنی اس دعا اور پیش گوئی کے مطابق مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ ہلاک ہوکر حسب اقرار خود اپنا مفسد، کذاب اور مفتری ہونا دنیا پر ثابت کر دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر   کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

نویں پیش گوئی ...... عالم کباب کے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنا الہام بیان کیا ہے:

۱...... بشیر الدولہ۔
۲...... عالم کباب۔
۳...... شادی خان۔
۴...... کلمۃ اللہ خاں۔

(نوٹ از مرزا قادیانی) بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۱۶)

نیز مرزا قادیانی نے کہا کہ: ''میاں منظور محمد صاحب کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہوگا۔ بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے۔

۱...... کلمۃ العزیز۔
۲...... کلمۃ اللہ خاں۔
۳...... وارڈ۔
۴...... بشیر الدین۔
۵...... شادی خان۔
۶...... عالم کباب۔
۷...... ناصر الدین۔
۸...... فاتح الدین۔
۹...... ہذا یوم مبارک۔'' (تذکرہ ص۶۲۶، ۶۲۷، طبع سوم)

مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کے شائع ہو جانے کے بعد میاں منظور محمد کی بیوی محمدی بیگم فوت ہوگئی۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے کہا تھا۔ ''ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے۔ جب تک یہ پیش گوئی پوری نہ ہو۔''

(تذکرہ ص۶۲۲، طبع سوم)

عالم کباب صاحب دنیا میں تشریف فرما نہ ہوئے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ الہامی پیش گوئی سرے سے غلط اور

جھوٹ ثابت ہوئی۔

مرزائیو! کہہ دو کہ محمدی بیگم کے ظلی، بروزی اور روحانی بیٹا پیدا ہو گیا تھا۔ اصلی بیٹا قیامت کے دن تشریف لائے گا۔ اس لئے ہمارے مجدد اور ظلی، بروزی نبی کی بیان کردہ پیش گوئی سچی نکلی۔

دسویں پیش گوئی ...... مرزا غلام احمد کی طاعون کی پیش گوئی

جس سے اس کا اپنا گھر بھی محفوظ نہ رہا

انیسویں صدی کے شروع میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ جس سے لوگوں میں خوف وہراس کا پایا جانا ایک فطری امر تھا۔ اس وباء میں بہت سے لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کو ان حالات کا علم ہوا کہ ملک کے مختلف حصے طاعون کی گرفت میں آئے ہوئے ہیں تو اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے طاعون کے آنے کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ سو یہ طاعون خود بخود نہیں آیا۔ بلکہ میں نے اس کے آنے کی دعا کی تھی۔ جو آسمانوں میں سنی گئی اور مبارک خدا نے پورے ملک میں طاعون پھیلا دیا۔ اب اس طاعون سے سارے لوگ تباہ ہو جائیں گے۔ سوائے ان کے جو میری نبوت کو مانیں گے۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے کہ قادیان کے سوا کوئی جگہ محفوظ نہ ہوگی اور جب تک میری رسالت کو تسلیم نہ کر لیں ان سے طاعون کا عذاب ختم نہیں کیا جائے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ: ''براہین احمدیہ کے آخری اوراق کو دیکھا تو ان میں یہ الہام درج تھا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا اور دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ پر خدا اس کو قبول کرے گا اور زور دار حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ اس الہام میں ایک پیش گوئی تھی جو اس وقت طاعون پر صادق آرہی ہے اور زور دار حملوں سے طاعون مراد ہے۔'' (ملفوظات احمدیہ ج ۷ ص ۵۲۲)

یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت اسے کسی نے نہ مانا اس پر خدا کی غیرت کو جوش آیا اور اس نے کئی سالوں پہلے والے الہام کو حقیقت بنا دیا۔ مرزا بشیر احمد کا کہنا ہے کہ: ''خدا کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات اس قسم کی بیماریوں کو بھی اپنے مرسلین کی صداقت کا نشان قرار دیتا ہے اور (بیماریوں) کے ذریعہ سے اپنی قائم کردہ سلسلوں کو ترقی دیتا ہے۔'' (سلسلہ احمدیہ ص ۱۲۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ طاعون خود بخود نہیں آیا۔ بلکہ درحقیقت اس نے خود طاعون پھیلنے کی دعا کی تھی۔ مرزا قادیانی نے لکھا۔ سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔ (حقیقت الوحی ص ۲۲۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵)

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعا کیوں کی تھی۔ اس کا جواب درج ذیل تحریر میں موجود ہے۔ ''طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر مہینہ میں کم از کم پانچ آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک جماعت سے بھر جائے گا۔ پس مبارک خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست ونابود ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۳ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

پھر مرزا قادیانی کا یہ اعلان بھی تھا کہ جب تک مرزا قادیانی کو خدا کا رسول نہیں مانا جائے گا۔ یہ طاعون دور نہیں ہوگا۔ مرزا قادیانی نے لکھا: ''جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی۔''

(دافع البلاء ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵)

’’یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی۔ جب لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرلیں گے۔‘‘

(دافع البلاء ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۲۸)

یعنی طاعون کے آنے پر مسلمان خوف کے مارے قادیانی ہوجائیں گے اور اپنا گھر بار چھوڑ کر سیدھے قادیان چلے آئیں گے۔ کیونکہ قادیان کے طاعون سے محفوظ رہنے کی پیش گوئی تھی اور خدا نے کہا تھا کہ وہ قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھے گا۔ مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ’’وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تاکہ تم سمجھو قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔‘‘ (دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ قادیان کبھی بھی طاعون کی لپیٹ میں نہیں آئے گا؟ اس نے لکھا: ’’بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ یہ بات اسے خدا نے بتائی ہے اور اس پر خدا تعالیٰ کی وحی اتری ہے اور یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور یہ گاؤں اب خدا کی حفاظت کے پہرے میں ہے۔ اس نے لکھا: ’’خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۰۳)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسے خدا نے یہ وحی بھیجی ہے۔ ’’مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ انه اوی القریة لو لا الاکرام لهلك المقام‘‘ خدا ایسا نہیں ہے کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے۔ حالانکہ تو ان میں رہتا ہے اور وہ اس گاؤں کو طاعون کی دستبرد اور اس کی تباہی سے بچالے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں (قادیان) کو ہلاک کردیتا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۰۳)

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی اعلان کردیا کہ جو مرزائی مرزا قادیانی کی چاردیواری میں آئیں گے وہ طاعون سے بچ جائیں گے۔ مرزا قادیانی نے اس کے لئے خدا کی یہ وحی سنائی۔

’’وہ خدا زمین وآسمان کا خدا ہے۔ جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اس نے مجھ پر وحی نازل کی کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چاردیواری میں داخل ہوگا۔‘‘

(کشتی نوح ص۲، خزائن ج۱۹ ص۲)

پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے اس طاعون کو مخالفین کے لئے عذاب اور خود اپنے لئے رحمت قرار دیا۔ اس نے لکھا کہ: ’’ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفین کے لئے زحمت اور عذاب ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۵۶۹ حاشیہ)

مرزا غلام احمد قادیانی کے مذکورہ بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ طاعون مرزا قادیانی کے کہنے پر آیا تھا اور اس نے اس لئے طاعون منگوایا کہ دنیا نے ایک نذیر (یعنی مرزا قادیانی) کو قبول نہ کیا تھا۔ سو اب یہ طاعون جہاں جہاں جائے گا۔ مرزا قادیانی کے لئے رحمت ہوگا اور ان کے مخالفین کے لئے زحمت بنے گا۔ اب سب کی خیر اسی میں ہے کہ وہ قادیان چلے آئیں اور مرزا قادیانی کے اپنے گھر میں پناہ لے لیں۔ ورنہ عمریں گذر جائیں گی۔ طاعون جانے کا نام نہیں لے گا اور سب کی جان لے کر چھوڑے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی تھی کہ قادیان اور اس کا گھر طاعون سے بچا رہے گا۔ آیئے دیکھیں کہ اس کی

اس پیش گوئی کا کیا حشر ہوا اور وہ کس طرح جھوٹی نکلی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے گو یہ پیش گوئی کردی۔ لیکن اسے پھر خوف ہوا کہ کہیں یہ رحمت ہمارے گھر پر زوردار حملہ نہ کردے۔ چنانچہ اس نے دوائیاں لے کر روزانہ گھر کی صفائی شروع کردی۔ قادیانی ڈاکٹر محمد اسماعیل کہتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعود کو...... خصوصاً طاعون کے ایام میں صفائی کا اتنا خیال رہتا تھا کہ فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۹، روایت نمبر ۳۷۹)

مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد کہتا ہے: ''بعض اوقات حضرت گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تاکہ ضرر رساں جراثیم مر جائیں اور آپ نے ایک بڑی آہنی انگیٹھی منگوائی ہوئی تھی۔ جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۵۹، بروایت نمبر ۳۷۹)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ طاعون مرزا قادیانی کے حق میں رحمت تھا اور خود انہوں نے خدا سے مانگ رکھا تھا۔ تو پھر اس رحمت کو فینائل لے کر ختم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر جب کہ خدا نے بتا بھی دیا تھا کہ اس طاعون سے قادیان اور مرزا قادیانی کا گھر پوری طرح بچا رہے گا۔ پھر دوائیں ڈالنا اور ایندھن جلوانا اور گندھک رکھنا یہ سب کن باتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے خدا پر ہی یقین نہ ہو کہ کہیں وہ ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی اس کی پیش گوئی پوری نہ کرے اور خدا کی یہ رحمت سیدھی اس کے گھر چلی آئے۔ یا پھر مرزا قادیانی کو اپنی باتوں پر خود بھی اعتبار نہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ سب باتیں بناوٹی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اس رحمت بی بی (طاعون) کا اتنا خوف پیدا ہوا کہ انہوں نے گھر میں گوشت کھانا تک چھوڑ دیا۔

صاحبزادہ بشیر احمد کہتے ہیں۔ ''جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے اس (بٹیر) کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ زیادہ ہے۔'' (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۵۰، بروایت نمبر ۵۶)

آپ ہی سوچیں کہ جب خدا نے مرزا قادیانی کو بشارت سنادی تھی اور مرزا قادیانی خود اسے اپنے حق میں رحمت قرار دے چکے تھے تو اب موصوف پر اس رحمت کا اتنا خوف کیوں مسلط ہو رہا تھا؟ کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اس کے اپنے دل میں چور تھا اور انہیں ہر وقت فکر رہتی تھی کہ کہیں یہ رحمت بی بی انہیں اپنی بانہوں میں نہ لے لے۔ مرزا قادیانی کے خوف کا یہ عالم تھا کہ: ''اگر کسی کارڈ کو بھی جو وباء والے شہر سے آتا چھوتے تو ہاتھ ضرور دھو لیتے۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

مرزا قادیانی نے خدا سے طاعون منگوالیا تو لیکن اب وہ خود ان کے قابو میں نہیں آ رہا تھا اور آہستہ آہستہ یہ طاعون قادیان کے قریب ہو گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے حکیم دوستوں کی مدد سے طاعون سے بچاؤ کی دوا تیار کرنی شروع کر دی۔ قادیان کے مفتی محمد صادق نے اپنی ایک تقریر میں اس کا ذکر کیا۔ جو الفضل قادیان میں شائع ہوئی۔ اس کا یہ حصہ دیکھئے۔

''جب ہندوستان میں پیش گوئی کے مطابق طاعون کا مرض پھیلا اور اس کے کیس ہونے لگے تو حضرت مسیح موعود نے اس کے لئے ایک دوا تیار کی۔ جس میں کونین، جدوار، کافور، کستوری، مروارید اور بہت سی قیمتی ادویہ ڈالی گئیں اور کھرل کر کے چھوٹی چھوٹی گولیاں بنالی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض مخالف ہندو بھی آکر مانگتے تو آپ مٹھی بھر ان کو خندہ پیشانی کے ساتھ عطا کر دیتے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۴۶ء)

مرزا قادیانی نے طاعون مخالفین کی ہلاکت کے لئے منگوایا تھا۔ ان کو تو خوش ہونا چاہئے تھا کہ ان کی پیش گوئی پوری ہورہی ہے۔ مگر یہاں معاملہ اس کے برعکس ہورہا تھا۔ خود مرزا قادیانی کو اپنی فکر پڑی تھی اور مخالفین کو بھی بچانے کی فکر میں مبتلا ہوگئے تھے۔ سوال یہ ہے کہ وہ تعلّی اور دعوے کہاں گئے؟ کیا یہ خدا پر افتراء نہیں تھا؟ یہ بات خدا کی نہیں تھی۔ اس لئے قادیان میں رحمت بی بی (یعنی طاعون) نے قدم رکھ لیا۔ مرزا بشیر احمد اعتراف کرتا ہے کہ قادیان میں سخت طاعون آیا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پڑوسیوں کی موتیں بھی ہوئیں تھیں۔ اس نے لکھا: ''قادیان میں طاعون آئی اور بعض اوقات کافی سخت حملے بھی ہوئے۔ مگر اپنے وعدہ کے مطابق خدا نے اسے اس تباہ کن ویرانی سے بچایا جو اس زمانہ میں دوسرے دیہات میں نظر آرہی تھی۔ پھر خدا نے حضرت مسیح موعود کے مکان کے اردگرد بھی طاعون کی تباہی دکھائی اور آپ کے پڑوسیوں میں کئی موتیں ہوئیں۔'' (سلسلہ احمدیہ ص۱۲۲، مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء)

قادیانی اخبار الحکم نے مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں لکھا: ''اللہ تعالیٰ کے امر ومنشاء کے ماتحت قادیان میں طاعون مارچ کی اخیر تاریخوں میں پھوٹ پڑا۔ ۴ اور ۶ کے درمیان روزانہ موتوں کی اوسط ہے۔

ان دنوں اخبار اہل حدیث امرتسر نے ۲۲/اپریل ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں بھی یہ خبر دی تھی کہ: ''قادیان میں آج کل سخت طاعون ہے۔ مرزا قادیانی اور مولوی نوردین کے تمام مرید قادیان سے بھاگ گئے ہیں۔ مولوی نوردین کا خیمہ قادیان سے باہر ہے۔''

یہ نہ سمجھئے کہ یہ اخبار مخالفین کے ہیں۔ خود مرزا قادیانی کے اپنے اخبار بدر قادیان کے ایڈیٹر نے لکھا: ''قادیان میں جو طاعون کی چند وارداتیں ہوئی ہیں۔ ہم افسوس سے بیان کرتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ اس نشان سے ہمارے منکر اور مکذب کوئی فائدہ اٹھاتے اور خدا کے کلام کی قدر اور عظمت اور جلال ان پر کھلتی۔ انہوں نے پھر سخت ٹھوکر کھائی۔''

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قادیان میں طاعون داخل ہوچکا تھا اور مرزا قادیانی کی رحمت بی بی بہت سے قادیانیوں کا شکار کرچکی تھی۔ بجائے اس کے کہ قادیانی اس سے عبرت حاصل کرتے اور مرزا قادیانی پر دو بول پڑھتے الٹا مخالفوں پر برسنے لگے کہ انہیں عبرت حاصل کرنی چاہئے تھی۔ ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ قادیان میں طاعون کے نہ آنے کی پیش گوئی مرزا قادیانی کی تھی یا ان کے مخالفین کی؟ کچھ دنوں بعد جب طاعون کی شدت میں کمی آئی تو مرزا قادیانی نے لکھا: ''آج کل ہر جگہ مرض طاعون زوروں پر ہے۔ اس لئے اگرچہ قادیان میں نسبتاً آرام ہے۔''

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۹/دسمبر ۱۹۰۲ء)

مرزا قادیانی کے اس اعتراف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کی یہ بات غلط ہوئی کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اگر یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی تو قادیان کبھی طاعون کا شکار نہ ہوتا۔ اللہ کی بات سچی ہوتی ہے اور وہ اپنے مقبولوں کو کبھی بے عزت نہیں کیا کرتا۔

مرزا قادیانی نے بار بار لکھا کہ انہیں خدا نے بذریعہ وحی بتایا ہے کہ قادیان چونکہ اس کے نبی کی تخت گاہ ہے۔ اس لئے وہ محفوظ رہے گا۔ مگر مرزا قادیانی کا یہ نادان مرید کس طرح دجل وفریب دیتا ہے۔ اسے ملاحظہ کیجئے اس نے لکھا: ''قادیان میں طاعون حضرت مسیح کے الہام کے ماتحت برابر کام کررہی ہے۔'' (اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۶/مئی ۱۹۰۳ء)

حالانکہ لکھنا یہ چاہئے تھا کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق قادیان میں طاعون کا نام ونشان نہیں ہے۔ مگر

لکھا یہ جارہا ہے کہ قادیان میں طاعون اس لئے اپنا کام کررہا ہے کہ مرزا قادیانی نے قادیان میں طاعون کے آنے کی پیش گوئی کی تھی۔ کیا یہ کھلا جھوٹ نہیں؟ افسوس کہ مرزا قادیانی اس پر کچھ نہ بولے اور اپنے مرید کی اس غلط بیانی اور دجل کی داد دیتے رہے۔ کیونکہ اس میں ان کا اپنا ہی بھلا تھا۔

پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ جو قادیان میں آئے گا وہ طاعون سے بچا رہے گا اور اب نوبت یہاں تک آ گئی کہ خود مرزا قادیانی قادیان چھوڑ کر بھاگ آئے اور اس نے ایک کھلے باغ میں پناہ لے لی۔ یہاں سے اس نے ایک سیٹھ کے نام خط لکھا کہ: ''میں اس وقت تک مع اپنی جماعت کے باغ میں ہوں۔ اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے۔ اس کی نسبت میں توجہ کررہا ہوں۔ اگر معلوم ہوا کہ وہ واقعہ جلد اترنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان واپس چلے جائیں گے۔ بہرحال دس یا پندرہ جون تک میں اسی باغ میں ہوں۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۵ ص۳۹)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قادیان سے طاعون کے ختم ہونے کے باوجود مرزا قادیانی قادیان واپس جانے سے ڈرتے تھے کہ کہیں کسی کونے میں ''رحمت بی بی'' بیٹھی نہ ہو اور وہ ہلکا پھلکا حملہ ہی نہ کردے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے کئی مریدوں نے محسوس کیا کہ مرزا قادیانی طاعون کے خوف سے قادیان سے بھاگ گئے ہیں۔ جب مرزا بشیر الدین محمود کو پتہ چلا تو اس نے کہا کہ اس قسم کی باتیں کرنے والے بے وقوف ہیں۔ مرزا بشیر الدین کہتا ہے کہ: ''کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے۔ حالانکہ طاعون کے ڈر سے حضرت نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔ اس وقت چونکہ زلازل سے متعلق آپ کو کثرت سے الہامات ہورہے تھے۔ اس لئے...... الخ!'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۱رمئی ۱۹۳۳ء)

مرزا قادیانی نے خدا سے طاعون کا یہ عذاب اس لئے مانگا تھا کہ مرزا قادیانی کی جماعت ترقی کرے اور ان کے مخالفین نیست و نابود ہوجائیں۔ مگر حالت یہ ہوگئی کہ مرزا قادیانی کے معتقدین یکے بعد دیگرے نیست و نابود ہو رہے تھے۔ لاہور کے پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر نے مرزا قادیانی کے ان خصوصی مریدوں کے نام لکھے ہیں جو طاعون سے مرے تھے۔ لکھتے ہیں:

''بڑے بڑے مرزائی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ مثلاً مولوی برہان الدین جہلمی، محمد افضل ایڈیٹر البدر، اور اس کا لڑکا، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد یوسف سنوری، عبداللہ سنوری کا بیٹا، ڈاکٹر بوڑے خان، قاضی ضیاء الدین، ملاں جمال الدین سیدوالہ، حکیم فضل الٰہی، مرزا افضل بیگ وکیل، مولوی محمد علی ساکن زیرہ، مولوی نور احمد ساکن لودھی ننگل، ڈنگہ کا حافظ...... (تردید نبوت قادیانی ص۹۶، مطبوعہ جنوری ۱۹۲۵ء)

مرزا قادیانی اپنے مریدوں کی موت سے بہت پریشان تھا۔ چنانچہ اس خوف سے کہ کہیں اس کی جماعت کی ترقی معکوس میں نہ ہو۔ یہ فتویٰ جاری کردیا کہ قادیانی میت کو نہ غسل دیا جائے، نہ کفن پہنایا جائے۔ چار آدمی اس کا جنازہ لے کر چلیں اور سوگز کے فاصلے سے اس کی نماز جنازہ ادا کرکے اسے دفن کردیا جائے۔ فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

''جو خدانخواستہ اس بیماری میں مرجائے......ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا کپڑا پہنانے کی ضرورت ہے...... چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہر کا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے۔ اس واسطے سب اس کے گرد جمع نہ ہوں۔ حسب ضرورت دو تین آدمی اس کی چارپائی کو اٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہوکر مثلاً ایک سوگز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔''

(مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۱رمارچ ۱۹۱۵ء)

سو قادیان میں مرزا قادیانی کے مریدوں کے جنازہ اٹھ رہے تھے اور قادیانی عوام سوالیہ نظروں سے مرزا قادیانی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف مخالفین یہ اعتراض کر رہے تھے کہ خدا کا وہ وعدہ کہاں گیا۔ جس میں قادیان کو اور قادیانیوں کو طاعون سے بچانے کی بشارت سنائی گئی تھی؟ مرزا قادیانی کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ کیونکہ میت ان کے سامنے تھی۔ جنازے اٹھ رہے تھے۔ گھروں میں کہرام مچا ہوا تھا۔ مرزا قادیانی نے مخالفین کے اعتراض کے جواب میں جو مؤقف پیش کیا پہلے اسے ملاحظہ کیجئے۔

’’اگر خدانخواستہ کوئی شخص ہماری جماعت سے اس مرض سے وفات پا جائے تو گو وہ ذلت کی موت ہوئی۔ لیکن ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ کا ہماری جماعت سے وعدہ ہے کہ وہ متقی کو اس سے بچائے گا۔‘‘

(ملفوظات احمدیہ ج۷ ص۴۹۲)

مرزا قادیانی نے تسلیم کیا کہ طاعون کی موت ذلت کی موت ہے۔ مگر چونکہ قادیانی اس کا شکار ہو رہے تھے۔ اس لئے اس کی یہ تاویل کر لی کہ خدا نے سب قادیانیوں کو بچانے کا وعدہ نہیں کیا۔ صرف متقیوں کو بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن جب اس سے بھی کام نہ بنا تو اب صاف کہہ دیا کہ جو قادیانی اس ذلت کی موت مرتا ہے وہ تو مرزا قادیانی کی جماعت میں سے ہی نہیں۔ اس لئے ان پر اعتراض کہاں رہا۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں: ’’اگر ہماری جماعت کا کوئی شخص طاعون سے مر جائے اور اس وجہ سے ہماری جماعت کو ملزم گردانا جائے تو ہم کہیں گے کہ یہ محض دھوکہ اور مغالطہ ہے۔ کیونکہ طاعون ثابت کرتی ہے کہ وہ فی الحقیقت جماعت سے الگ تھا۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ حصہ۶ ص۳۵۸)

لیجئے! قصہ تمام شد!! مرزا قادیانی کا یہ بیان قادیانی عوام پر بجلی بن کر گرا۔ ایک طرف تو ان کے گھر ماتم کدہ بنے ہوئے تھے۔ اس حالت میں مرزا قادیانی پر لازم تھا کہ مرنے والے قادیانی کے گھر جاتے اور ان سے تعزیت کرتے۔ انہیں تسلی دیتے۔ مرزا قادیانی نے سرے سے ہی ان مرنے والے قادیانیوں کو جماعت سے الگ قرار دے دیا۔ آپ ہی سوچیں کہ جن لوگوں نے اپنی زندگی بھر کی کمائی مرزا قادیانی کو دے دی تھی اور وہ اپنے خون پسینے کی کمائی سے مرزا قادیانی کا گھر پال رہے تھے۔ اگر وہ اس حادثہ کا شکار ہو گئے تو محض اپنے جھوٹ کو بچانے کے لئے ان غریب قادیانیوں کو جماعت سے خارج بتانا کیا ظلم و زیادتی نہیں ہے؟ اور کیا یہ ان کے زخموں پر مزید نمک پاشی کرنا نہیں؟ کیا یہ ان دکھی گھر والوں پر حملہ نہیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے اس اعلان سے کہ وہ قادیانی جماعت سے نہ تھے۔ کئی قادیانی اکھڑنے لگے اور مرزا قادیانی کے چندوں کا سلسلہ کم ہونے لگا۔ جب مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ ان کے اس بیان سے کئی قادیانی جماعت سے نکل کر مخالفین کی صف میں جا رہے ہیں تو اس نے ایک نیا اعلان جاری کیا کہ جو قادیانی طاعون کی موت کا شکار ہوں وہ تو شہید کہلائیں گے اور ان کی شہادت کو حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی شہادت کے مثل بتانے تک سے دریغ نہ کیا۔

مرزا قادیانی نے لکھا: ’’بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہوئے ہیں...... ہم ایسے متعصبوں کو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہؓ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۵۶۸)

قادیانی عوام مرزا قادیانی کی یہ دورنگی چال دیکھیں کہ پہلے تو یہ کہہ کر قادیانیوں کو تسلی دی گئی کہ طاعون قادیانیوں کے حق میں خدا کی رحمت ہے اور اس سے سلسلہ کی ترقی ہوگی۔ جب کہ مخالفین تباہ ہوں گے۔ مگر جب طاعون سے خود

قادیانی فوت ہونے لگے تو مرزا قادیانی نے اپنی بات کی لاج رکھنے کے لئے یہ کہا کہ وہ متقی نہ تھے۔ جب اس سے بھی کام نہ بنا تو صاف کہہ دیا کہ وہ جماعت سے خارج تھے۔ اس لئے وہ طاعون کا شکار ہوئے۔ مگر جب چندوں میں کمی ہونے لگی اور قادیانی مرزا قادیانی سے علیحدہ ہونے لگے تو جھٹ بات بدل دی اور کہا کہ یہ نہ صرف شہید ہیں بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثل ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

کیا اس دو چہرے والے آدمی سے جس کو حدیث میں منافق کہا گیا ہے۔ کچھ بھی خیر کی توقع ہوسکتی ہے؟ بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص جو ان حقائق کے دیکھنے کے بعد بھی مرزا قادیانی کو خدا کا نبی اور اس کا رسول مانے۔ العیاذ باللّٰہ تعالیٰ!

ہماری مذکورہ گذارشات کا حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ''قادیان'' کے بارے میں جو پیش گوئی کی تھی کہ خدا تعالیٰ اسے محفوظ رکھے گا وہ پیش گوئی غلط نکلی اور قادیان میں طاعون پھیلا۔ پھر کئی قادیانی اس کا شکار ہوئے اور مرزا قادیانی نے خود قادیان سے بھاگنے میں عافیت سمجھی اور ایک باغ میں جا کر چھپ گئے۔

رہا یہ سوال کہ کیا مرزا قادیانی کا اپنا گھر جسے انہوں نے ''کشتی نوح'' قرار دیا تھا اور اس کی تعمیر کے لئے چندہ بھی کیا تھا۔ اس طاعون سے محفوظ رہا؟ مرزا قادیانی کے خطوط بتاتے ہیں کہ نہیں۔ اگر ان کا گھر محفوظ ہوتا تو وہ گھر چھوڑ کر کبھی باہر نہ جاتے اور نہ اپنے گھر میں دوائیں ڈال ڈال کر اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بچانے کی فکر کرتے۔ مرزا قادیانی کا یہ بیان قادیانیوں کے لئے مقام عبرت ہے کہ: ''طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون کا زور تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوگیا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا۔ جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہوگیا۔''

(حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی کے گھر میں یہ طاعون داخل ہوا تھا۔ مرزا قادیانی کا اعتراف ملاحظہ کیجئے۔ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۴ء کو نواب محمد علی خان کے نام لکھے گئے خط کا یہ حصہ دیکھئے۔ ''بڑی غوثاں (نوکرانی کا نام) کو تپ ہوگیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے۔ ماسٹر محمد دین کو تپ ہوگیا اور گلٹی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے۔ میں تو دن رات دعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور اور توجہ سے دعا کی گئی کہ بعض اوقات ایسا بیمار ہوگیا کہ یہ وہم گذرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہوگئے۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۵ ص۱۱۵)

لاہور کے پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر لکھتے ہیں: ''خاص مرزا قادیانی کے گھر میں عبدالکریم اور پیراں دتہ طاعون سے ہلاک ہوئے۔'' (تردید قادیانی ص۹۶)

مرزا قادیانی کے خدا نے بذریعہ وحی بتایا تھا کہ اس کی چاردیواری طاعون سے محفوظ رہے گی۔ لیکن مرزا قادیانی کی چاردیواری بھی محفوظ نہ رہی۔ اگر انہیں واقعی اس وحی پر یقین ہوتا تو وہ اپنے نوکر اور نوکرانی کو کبھی گھر سے باہر نہ نکالتا۔ ان دونوں کا طاعون کی لپیٹ میں آنا اور مرزا قادیانی کا گھبرا کر دونوں کو نکال دینا واضح کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کی یہ رحمت بی بی (طاعون) اس کے گھر قدم رنجہ فرما چکی تھی۔ معلوم نہیں مرزا قادیانی نے گھر بلائے مہمان کو بار بار نکالنے کی کوشش کیوں کی اور وہ کیوں فینائل ڈال کر اسے ختم کرنے کی سازشیں کرتے رہے؟

مرزا قادیانی کا یہ خوف اور ان کی یہ احتیاط اور بچاؤ کی متعدد ترکیبیں ثابت کرتی ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی پیش گوئی میں جھوٹے تھے اور انہوں نے جھوٹ بول کر اپنے لئے لعنت کا داغ خریدا۔ یہ الفاظ ان کے ہیں اور ہم انہی کے الفاظ انہی کی نذر کرتے ہیں۔

’’خدا پر جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدنا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۱۸، تریاق القلوب ص ۱۱۹، خزائن ج ۱۵ ص ۴۰۹)

آپ ہی فیصلہ کریں کہ جو خدا پر جھوٹ باندھ کر لعنت کا داغ خریدتا ہے تو کیا یہ داغ اسے نہیں ملے گا۔ جو اس جھوٹ کو نہ صرف یہ کہ مانتا ہے۔ بلکہ اس جھوٹے کو خدا کا مامور قرار دینے سے بھی باز نہیں آتا۔ قادیانی عوام سوچیں کہ لعنت کا داغ خریدنا عقلمندی ہے؟

زلزلہ

’’زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۳، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۳)

مرزا قادیانی کے اس بیان پر قادیانیوں نے سکھ کا سانس لیا کہ اب بات کسی کنارے لگی ہے۔ اگر یہ زلزلہ مرزا قادیانی کی زندگی میں نہ آیا اور مخالفین کو دھکا نہیں لگا تو پھر قادیانیوں کی خیر نہیں۔ زلزلہ کا نہ آنا نہ صرف یہ کہ قادیانیوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پرلے درجے کا جھوٹا ہونا اور اللہ پر جھوٹ باندھنا بھی سب پر کھل جائے گا۔ مرزا قادیانی اور ان کے اصحاب زلزلہ آنے کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ لیکن زلزلہ کو نہ آنا تھا نہ وہ آیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے (براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵ء) میں لکھنی شروع کی اور اس کا ضمیمہ اس کے بھی بعد لکھا۔ یہ کتاب مورخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۰۸ء کو (یعنی مرزا قادیانی کے فوت ہونے کے تقریباً پانچ مہینے کے بعد) شائع ہوئی۔ آپ کسی بھی قادیانی سے دریافت کریں کہ کیا مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی تھی؟ کیا (براہین احمدیہ حصہ پنجم) کی مذکورہ عبارت لکھنے کے بعد مرزا قادیانی کی زندگی میں یہ زلزلہ آیا تھا؟ اگر نہیں آیا اور یقیناً نہیں آیا تو آپ ہی بتائیں کہ مرزا قادیانی پر آنے والی زلزلہ کی بار بار وحی اختراعی یا شیطانی نہیں تو اور کیا تھی؟ اگر یہ بات رحمانی ہوتی تو خدا تعالیٰ کی یہ بات ضرور پوری ہوتی اللہ تعالیٰ اپنی بات ہمیشہ پوری کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی یہ بات اس لئے پوری نہیں ہوئی کہ وہ مفتری اور کذاب تھا۔ سو خدا تعالیٰ نے اسی دنیا میں اسے ذلیل و رسوا کر دیا۔

ہم قادیانی عوام سے گذارش کریں گے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اس عبارت کو پھر سے پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی بات میں سچا تھا یا یہ جھوٹ کا کاروبار تھا۔ جو اس نے چلا رکھا تھا۔ مرزا قادیانی نے لکھا:
’’آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۲، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۳)

مرزا قادیانی کے دعویٰ کے مطابق ان کی زندگی میں زلزلہ نہیں آیا اور مرزا قادیانی بقلم خود کذاب ٹھہرے اور انہوں نے یہ فیصلہ دے دیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اب بھی اگر قادیانی عوام مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے آیا ہوا مانیں تو یہ ان کی بدبختی اور بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار!

گیارھویں پیش گوئی ...... مرزا غلام احمد قادیانی کی عمر کی پیش گوئی

جس کو سچ ثابت کرنے میں قادیانی ناکام رہے ہیں

انسان کے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اس کی عمر کا فیصلہ فرما دیتے ہیں اور جب وقت مقرر آجاتا ہے تو اسے اس دنیا سے واپس جانا پڑتا ہے۔ اس پہلو سے اگر کسی کی عمر بڑی ہو یا چھوٹی کوئی قابل تعجب بات نہیں ہوتی اور نہ

اس پر کبھی اس نے مناظرہ ومباحثہ کے چیلنج دیئے ہیں اور نہ کسی نے اسے حق و باطل کا معیار بنایا ہے۔ کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے جس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہوتا۔ اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اسے خدا نے بتادیا ہے کہ اسے عمر کے اتنے سال ملیں گے اور وہ لوگوں کو اس کی اطلاع کرے اور اسے اپنے سچ اور جھوٹ کا معیار بنائے تو لازماً ہر شخص کو جستجو ہوگی کہ اس کی عمر دیکھی جائے اور اسے اس کے اپنے دعویٰ پر پرکھا جائے کہ آیا وہ اپنی بات میں سچ کہہ رہا ہے یا یہ کذب محض ہے۔

مرزاغلام احمد قادیانی اس اعتبار سے واقعی اپنی مثال آپ تھا کہ وہ اپنے دعویٰ کو منوانے کے لئے بے تکی سی پیش گوئیاں کردیتا تھا۔ جب لوگ اس پیش گوئی کی تحقیق میں اترتے اور اسے جھوٹا قرار دیتے تو مرزاغلام احمد قادیانی فوراً اپنی بات کی تاویل کردیتا اور بحث پھر ایک دوسرا موضوع اختیار کرلیتی۔ سب دیکھتے کہ مرزاغلام احمد قادیانی جھوٹ پر جھوٹ بول رہا ہے اور اس کی پیش گوئی غلط ہوئی ہے۔ مگر نہ اسے توبہ کی توفیق ہوتی اور نہ اسے سچ کا سامنا کرنے کی ہمت ہوتی۔

مرزاغلام احمد قادیانی جب اپنی پیش گوئیوں میں ناکام ہوتا گیا تو اب اسے ایک نئی پیش گوئی کی سوجھی۔ یہ پیش گوئی اس کی اپنی عمر کی پیش گوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے کسی نبی تو کجا خدا کے کسی مقربین نے بھی کبھی اس قسم کی کوئی پیش گوئی نہیں کی کہ میں اگر اتنی عمر پاکر مروں گا تو میں سچا ہوں گا ورنہ تم مجھے جھوٹا سمجھنا۔ لیکن قادیان کے مرزاغلام احمد قادیانی نے واقعی یہ پیش گوئی کردی۔ مرزاقادیانی نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ خبر دی ہے: ”وتری نسلاً بعیدا ولنحیینك حیٰوۃ طیبة ثمانین حولا اوقریباً من ذالك“ (ازالہ اوہام ص۶۳۵، خزائن ج۳ ص۴۴۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزاغلام احمد قادیانی کو اسی سال یا اس کے قریب قریب عمر پانے کی خبر دی۔ یہ محض خبر نہیں تھی۔ خدا کی طرف سے بشارت بھی تھی۔ مرزاغلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ ”فبشرنا ربنا بثمانین سنة من العمر وھو اکثر عددا“ میرے رب نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیری عمر اسی برس یا اس سے زیادہ ہوگی۔“

(مواہب الرحمٰن ص۲۱، خزائن ج۱۹ ص۲۳۹)

مرزاغلام احمد قادیانی نے یہی بات اپنی دوسری کتاب (نشان آسمانی ص۱۴) پر بھی لکھی ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کے بعض معتقدین کو جب اس بشارت کی خبر ملی تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید مرزاغلام احمد قادیانی کو اس کا وہم ہوا ہو۔ مرزاقادیانی کو ان کی بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ وہم نہیں ہے۔ خدا نے اسے یہ بات کھلے لفظوں میں بتائی ہے۔

”خدا نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ سال کم۔“ (براہین احمدیہ حصہ۵ ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸)

مرزاغلام احمد قادیانی کے مخالفین کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مرزاغلام احمد قادیانی کی کھلی تردید کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کی باتوں سے منزہ اور پاک ہیں۔ یہ سب مرزا کی اپنی دماغی اختراع ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کو جب ان کی بات کی خبر پہنچی تو اس نے جواب میں لکھا کہ: ”اس طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں ۸۰ برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا۔ تاکہ لوگ کمی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۸، خزائن ج۱۷ ص۴۴، اربعین نمبر۳ ص۵۲، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴)

قبل اس کے ہم مرزاقادیانی کی عمر پر کچھ بحث کریں۔ قارئین اس پر غور کریں کہ کیا یہ بات خدا کی ہوسکتی ہے؟ ایک ایسی وحی جس کے بھیجنے والے کو بھی پتہ نہیں کہ وحی پانے والے شخص کی عمر آخر کتنی ہوگی؟ اسی برس، دوچار کم یا دوچار

زیادہ۔ کیا خدا کو معلوم نہیں تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کس تاریخ کو کس دن کتنے بجے کتنے منٹ اور کتنے سیکنڈ پر مرے گا؟ اگر اسے معلوم تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو صبح ساڑھے دس بجے آنجہانی ہوگا تو اس نے تاریخ وفات کیوں نہ بتائی۔ یہ دو چار کم یا دو چار زیادہ کا بار بار مذاق کس لئے کیا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ وحی اس نے بھیجی ہے جسے خود بھی معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی کے پاس موت کا فرشتہ کب آنے والا ہے۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کی بحث کو خواہ مخواہ سچ اور جھوٹ کا معیار بنانے لگ گئے اور یوں اپنے ہاتھوں اپنی رسوائی کا سامان تیار کر لیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی برس یا اس سے کم زیادہ عمر پانے کی پیش گوئی کی تھی۔ اب اس کی تشریح بھی اسی سے سنئے۔ اس نے لکھا کہ:

''جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعین کرتے ہیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۶، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۹)

یعنی اگر مرزا قادیانی ۷۴ اور ۸۶ سال کے اندر مر گئے تو بات قابل فہم ہوگی اور اس کی پیش گوئی پوری سمجھی جائے گی اور اگر اس سے پہلے وہ آنجہانی ہو جائیں تو یہ اس کے جھوٹا ہونے پر ایک اور مہر ثابت ہوگی۔ صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ کسی شخص کی عمر معلوم کرنے کے لئے اس کی تاریخ ولادت اور سال وفات دیکھ لینا چاہئے۔ اس کے لئے کسی لمبے چوڑے علم کی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمانوں اور قادیانیوں میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو آنجہانی ہوئے ہیں۔ اب صرف یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ مرزا قادیانی کس سال پیدا ہوئے تھے؟ بجائے اس کے کہ ہم کچھ کہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریرات سے اس کا فیصلہ کر لیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے حالات میں لکھتا ہے:

''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔'' (کتاب البریہ ص ۱۵۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷)

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریر ہے۔ اس میں کہیں بھی کوئی پیچیدگی نہیں اور نہ تقریباً وغیرہ کے الفاظ ہیں نہ یہ لکھا ہے کہ یہ بات تخمینی ہے۔ صاف اور صریح لفظوں میں سال ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء لکھا ہوا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بات کی تائید اس سے بھی کی ہے کہ جب اس کے والد مرزا غلام مرتضیٰ فوت ہوئے تو اس کی عمر ۳۴، ۳۵ برس کی تھی۔ اس نے کہا: ''میری عمر ۳۴، ۳۵ برس کی ہوگی جب والد صاحب کا انتقال ہوا۔''

(کتاب البریہ ص ۱۷۴، خزائن ج ۱۳ ص ۱۹۲)

مرزا غلام مرتضیٰ کا انتقال ۱۸۷۴ء میں ہوا۔ اس کا اقرار مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (نزول المسیح ص ۱۱۶، خزائن ج ۱۸ ص ۴۹۴) پر کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہی ہوئی تھی۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اور عنوان سے بھی اپنے سال ولادت کی خبر دی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے۔ ''جب سلطان احمد پیدا ہوا اس وقت ہماری عمر صرف سولہ سال کی تھی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۴۳،۲۷۲، بروایت ۲۸۳)

یہ بات صرف مرزا بشیر احمد ہی نہیں کہتے بلکہ قادیانیوں کے سب سے محتاط شخص اور مرزا قادیانی کے قریبی دوست مولوی شیر علی بھی کہتے ہیں۔ مرزا بشیر احمد کا بیان ہے کہ اس کا بھائی یعنی سلطان احمد ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوا۔ دیکھئے

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۵۰، روایت نمبر ۴۶۷) اس حساب سے مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا سال ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء تھا اور سال وفات ۱۹۰۸ء۔ اب آپ حساب کر لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کل کتنی عمر پائی تھی؟ اگر سال ولادت ۱۸۳۹ء تسلیم کیا جائے تو کل عمر ۶۹ سال بنتی ہے اور ۱۸۴۰ء مان لی جائے تو کل عمر ۶۸ سال کی ہوئی ہے۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی پر ہوئی وحی اور بشارت نیز خدائی وعدہ کو پھر ایک مرتبہ پڑھ لیجئے۔ ''تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔''

اگر چوہتر سال مانیں تو پانچ سال کم اور اسی سال مانیں تو پورے گیارہ سال کم اور چھیاسی سال مانیں تو پورے سترہ سال کم ہیں۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ الہامی پیش گوئی درست ہوئی یا یہ بھی دیگر پیش گوئیوں کی طرح جھوٹی ثابت ہوئی۔ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات پر قادیانیوں کو توبہ کر کے مسلمانوں کی صف میں شامل ہو جانا چاہئے تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب ہونا سب پر کھل چکا تھا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے دجل وفریب کا راستہ اختیار کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے سال ولادت میں تبدیلیاں کرنی شروع کر دیں۔ جہاں جہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا سال ولادت لکھا اس کی تاویل کی۔ جہاں سے صحیح بات معلوم ہوتی تھی اس میں دجل کی راہ چلائی۔ جو لوگ خود اپنے ہاتھوں مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس کا سال ولادت ۱۸۳۹ء بتاتے رہے بعد میں وہی لوگ اپنی تحریر بدلتے رہے۔ انہیں یہ تبدیلی کی ضرورت محض اس لئے پیش آئی کہ کسی نہ کسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا سال ولادت وہ بتایا جائے جس سے مرزا قادیانی کی پیش گوئی پوری ہو جائے۔ کیا یہ کھلا دجل نہیں؟ اور کیا یہ قادیانی عوام سے سچی بات کو چھپانے کی ایک ناکام کوشش نہیں؟ بعض قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا سال ولادت اس وقت بتایا جب وہ مراحل نبوت طے کر رہا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی یہ بات پہلی زندگی کی ہو۔ جو ہمارے لئے حجت نہیں۔ ہاں ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کی کوئی تحریر ہو تو قابل غور ہوسکتی ہے؟

جواباً گذارش ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''نزول المسیح'' ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی عمر کے بارے میں جو پیش گوئیاں کی تھیں۔ اس میں الہام وحی بشارت اور وعدہ کے الفاظ موجود ہیں۔ اگر قادیانیوں کو اس سے بھی تسلی نہ ہو تو ہم مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ بیان بھی پیش کئے دیتے ہیں جو اس نے ۱۶؍مئی ۱۹۰۱ء کو گورداسپور کی عدالت میں مرزا نظام الدین کے مقدمہ میں بطور گواہ کے دیا تھا۔ اس نے بھری عدالت میں کہا: ''اللہ تعالیٰ حاضر ہے۔ میں سچ کہوں گا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔'' (قادیانی اخبار الحکم ج۵ نمبر ۲۹، منظور الٰہی ص ۲۴۱، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ۱۹۰۸ء ہے۔ اگر ۱۹۰۱ء میں مرزا قادیانی ساٹھ سال کے تھے تو ۱۹۰۸ء میں کتنے سال کے ہوئے۔ اتنی بات سے تو مرزا طاہر اور مرزا مسرور وغیرہ بے خبر نہ ہوں گے۔

قادیانی علماء اور خلفاء نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس پیش گوئی میں تحریف وتاویل کے بڑے عجیب کرتب دکھائے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کے سب اس پیش گوئی سے بہت پریشان ہیں اور یہ لوگ اسے جس قدر ۸۰ سال والی پیش گوئی کے قریب لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ ان کے لئے اتنا ہی زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے اور ان سے بات بنائے نہیں بنتی...... اور مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب ہونا اور روشن ہو جاتا ہے۔

۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے ایک بحث میں کہا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۴؍ اگست ۱۹۰۸ء کو مر جائے گا۔ اس کا اعتراف مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''چشمہ معرفت'' میں کیا ہے۔ دیکھئے (چشمہ معرفت ص ۳۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۷) مرزا قادیانی نے اس کے جواب میں کہا کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ اس کی عمر بڑھے گی اور یہ بات اسے خدا نے کہی ہے۔ مرزا قادیانی نے ۵؍ نومبر ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا کہ اسے خدا نے بذریعہ وحی بتایا ہے کہ: ''اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا...... اور آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بڑھادوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء میں چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کا تو یہاں تک کہنا تھا کہ اس کی عمر ۹۵ سال تک ہو جائے گی اور خدا کے ایک مقرب نے اس پر آمین تک کہہ دی ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک قبر پر ہے اور صاحب قبر اس کے سامنے بیٹھا ہے۔ مرزا قادیانی کو خیال آیا کہ اس مقرب سے ضروری ضروری دعائیں کرا کر اس پر آمین کہلوا دی جائے تاکہ بات پکی ہو جائے۔ پھر اس نے دعائیں شروع کر دیں اور وہ آمین کہتا جاتا تھا۔ اب آگے پڑھئے:

''اتنے میں خیال آیا کہ یہ دعا بھی مانگ لوں کہ میری عمر ۹۵ سال ہو جائے میں نے دعا کی اس نے آمین نہ کہی میں نے وجہ پوچھی وہ خاموش رہا۔ پھر میں نے سخت تکرار اور اصرار شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس سے ہاتھا پائی کرتا تھا۔ بہت عرصہ کے بعد اس نے کہا اچھا دعا کرو میں آمین کہوں گا۔ چنانچہ میں نے دعا کی کہ الٰہی میری عمر ۹۵ برس کی ہو جاوے۔ اس نے آمین کہی۔'' (البدر مورخہ ۱۸؍ ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۷۴، تذکرہ ص ۴۹۷، طبع سوم)

افسوس کہ مرزا قادیانی کی عمر ۹۵ سال نہ ہوئی۔ ورنہ اس مقرب کے ساتھ ساتھ اس کے بھی وارے نیارے ہو جاتے۔ سو مرزا مسرور وغیرہ بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینہ کے اندر مر گئے یا نہیں؟ اور اشتہار شائع کرنے کے سات ماہ بعد آنجہانی ہوئے یا نہیں؟ خدا نے اس کے دشمنوں کی بات پوری کی۔ اس کی عمر نہیں بڑھائی۔ اسے جھوٹا کیا۔ قادیانی عوام اگر ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کا مذکورہ بیان دیکھیں تو انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے میں ذرا بھی شک نہیں رہے گا۔ مرزا قادیانی نے اپنی (اسی سال اور اس کے قریب والی) پیش گوئی کو نقل کرنے کے بعد یہ فیصلہ کن بات بھی لکھی ہے: ''اب جس قدر میں نے بطور نمونہ کے پیش گوئیاں بیان کی ہیں۔ درحقیقت میرے صدق یا کذب آزمانے کے لئے کافی ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص ۶۳۵، خزائن ج ۳ ص ۴۴۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس تصریح کی رو سے دیکھیں تو کسی شخص کو یہ فیصلہ کرنے میں دشواری نہ ہوگی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور وہ اپنی ہی تحریر کی رو سے جھوٹا ثابت ہوا۔ اب بھی اگر کوئی اسے جھوٹا نہ مانے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

خلاصہ بحث یہ کہ الہامی دعویٰ اور خدائی وحی اور بشارتوں کی روشنی میں مرزا قادیانی کی عمر کم از کم ۷۴ سال اور زیادہ سے زیادہ ۸۶ سال ہونی چاہئے تھی۔ مگر مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء کو بعمر ۶۸ یا ۶۹ سال آنجہانی ہو گئے۔ اس لئے وہ سب پیش گوئیاں جو مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے بارے خدا کے نام سے کی تھیں سب جھوٹی نکلیں اور مرزا قادیانی کا کذاب ہونا کسی دلیل کا محتاج نہ رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

بارھویں پیش گوئی ...... پنڈت لیکھرام کی موت کی پیش گوئی

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا پنڈت خرق عادت طور پر مرے گا۔ مگر وہ چھری سے مارا گیا

مرزا غلام احمد قادیانی اور آریہ پنڈت لیکھرام کے درمیان معرکہ آرائی اور بدزبانی کے قصوں نے پورے ملک میں بہت شہرت پائی تھی۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو جی بھر کر برا بھلا کہتے تھے اور بدزبانیاں تو ان کے دن رات کا معمول بن چکا تھا۔ پنڈت لیکھرام سے تو توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنی زبان پر قابو رکھے گا اور شریفانہ گفتگو اختیار کرے گا۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی جواب ترکی بہ ترکی دینے میں پنڈت سے کچھ کم نہ تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو خدا کا ترجمان اور اس کا نبی کہتا ہے۔ اسے اس قسم کی زبان استعمال کرتے ہوئے ذرا بھی حیاء نہیں آرہی ہے؟ مرزا قادیانی نے آریہ قوم کے خلاف جو زبان استعمال کی ہے۔ ہم اسے کسی دوسرے وقت بیان کریں گے۔ سردست ان کی ایک تحریر دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی بدکلامی میں کس نیچی سطح تک گر چکے تھے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔“

(چشمہ معرفت ص۱۰۶، خزائن ج۲۳ ص۱۱۴)

کیا یہ انداز کلام کسی مامور من اللہ کے مدعی کا ہوسکتا ہے؟ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی تہذیب و شرافت سے کس قدر دور تھے؟

مرزا غلام احمد قادیانی اور پنڈت لیکھرام کے مابین زبانی اور تحریری مباحثے ہوتے۔ جب اس سے کوئی بات نتیجہ خیز نہ ہوئی تو مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک دن پنڈت لیکھرام سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں تمہیں قضاء و قدر کا معاملہ بتاتا ہوں۔ جو تمہارے ساتھ ہونے والا ہے۔ پنڈت نے کہا بتادو۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پنڈت لیکھرام کے بارے میں ایک پیش گوئی کر دی اور کہا کہ: ”خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰؍فروری ۱۸۹۳ء ہے۔ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں مبتلا ہو جائے گا سو اب میں اس پیش گوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلہ میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص۶۵۰، ۶۵۱، خزائن ج۵)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس تحریر کو پھر سے ایک مرتبہ بغور ملاحظہ کیجئے۔ مرزا قادیانی نے پنڈت لیکھرام کی موت کی پیش گوئی کن الفاظ میں کی ہے؟ کہ پنڈت پر ایسا عذاب نازل ہوگا جو نرالا اور خارق عادت ہوگا۔ یعنی ایسا عذاب جس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوگا۔ اس عذاب کو دیکھتے ہی لوگ پکار اٹھیں گے کہ یہ خدائی پکڑ ہے اور یہ انسان کے بس سے باہر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک خرق عادت کسے کہتے ہیں اسے بھی ملاحظہ کیجئے۔ ”جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت کہتے ہیں۔“ (سرمہ چشم آریہ ص۱۹ حاشیہ، خزائن ج۲ ص۶۷)

مرزا قادیانی نے ایک اور جگہ لکھا: ''خارق عادت اسی کو تو کہتے ہیں کہ جس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۹۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۴)

اس بات کو کچھ عرصہ گذرا تھا کہ پنڈت لیکھرام کو کسی نے چھری سے وار کر کے قتل کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو جب یہ خبر پہنچی کہ پنڈت لیکھرام خرق عادت کے طور پر عذاب میں مبتلا نہیں ہوا بلکہ اسے کسی نے چھری سے قتل کر دیا ہے تو اس کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتا اور پیش گوئی کے غلط ہونے کا اقرار کرتا۔ جھٹ سے اپنی پیش گوئی میں یہ سوچ کر تحریف کر ڈالی کہ پرانے جھگڑے کسے یاد رہتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۹۳، سنہ ۱۸۹۲ء) میں مرزا قادیانی نے اپنی پیش گوئی درج کی ہے۔ مگر جب مرزا قادیانی نے (نزول المسیح ۱۹۰۲ء میں) لکھی تو اس میں پنڈت لیکھرام کی میت کی تصویر شائع کی اور اس کے حاشیہ میں اب یہ پیش گوئی اس طرح پیش کی: ''میں نے اس کی نسبت پیش گوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا۔''

(نزول المسیح ص ۱۷۵، خزائن ج ۱۸ ص ۵۵۳)

مرزا قادیانی نے (تریاق القلوب مؤلفہ ۱۸۹۹ء) میں لکھا: ''یہ پیش گوئی نہ ایک خارق عادت امر پر بلکہ کئی خارق عادت امور پر مشتمل تھی۔ کیونکہ پیش گوئی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ لیکھرام جوانی کی حالت میں ہی مرے گا اور بذریعہ قتل کے مرے گا۔'' (تریاق القلوب ص ۱۱۶، خزائن ج ۱۵ ص ۴۰۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ جھوٹ بھی دیکھیں جو اس نے فروری ۱۹۰۳ء کو لکھا: ''خدا نے دنیا میں اشتہار دے دیا کہ لیکھرام بوجہ اپنی بدزبانیوں کے چھ برس تک کسی کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔''

(نسیم دعوت ص ۱۰۴، خزائن ج ۱۹ ص ۴۶۴، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۹۵)

مرزا قادیانی کی کتاب (حقیقت الوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء) میں لکھا یہ جھوٹ بھی ملاحظہ کریں۔ ''آئینہ کمالات اسلام'' میں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام قتل کے ذریعہ سے چھ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کر جائے گا۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۹۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹۴)

آپ ہی فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی نے ''آئینہ کمالات اسلام'' میں جو پیش گوئی نقل کی ہے۔ کیا اس پیش گوئی کے الفاظ یہی ہیں جو انہوں نے ''نزول المسیح'' اور ''تریاق القلوب''، ''نسیم دعوت'' اور ''حقیقت الوحی'' نامی کتابوں اور اشتہار میں لکھے ہیں۔ اگر الفاظ وہی ہوتے تو کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔ لیکن کیا کیا جائے۔ نہ الفاظ وہ ہیں اور نہ ہی پنڈت لیکھرام کی موت خرق عادت طور پر ہوئی ہے۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی اتنی بڑی تحریف پر بھی ذرا نہیں شرمائے اور انہیں دن دھاڑے جھوٹ بولتے اور لکھتے ہوئے ذرا حیا نہیں آئی۔ سچ ہے۔

بے حیا باش وہرچہ خواہی کن

چھری سے قتل ہونا تاریخ کا کوئی نرالا اور انوکھا واقعہ نہیں ہے۔ عام طور سے اس قسم کے واقعات ہر جگہ ظہور میں آتے ہیں۔ اس کو کسی نے بھی نرالا اور خرق عادت عذاب نہیں کہا۔ اس میں انسانی ہاتھ کام کرتے ہیں اور جو ہاتھ اس میں ملوث ہوتے ہیں۔ ان کی گردنیں بھی پھر ناپی جاتی ہیں اور اس پر پھر پھانسیاں لگتی ہیں۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے الفاظ اس بات کے پوری طرح گواہ ہیں کہ اس نے پنڈت کو ایسے عذاب میں مبتلا ہونے کی پیش گوئی کی تھی جو خرق عادت کے طور پر تھی۔ لیکن یہ پیش گوئی ہرگز پوری نہ ہوئی اور مرزا قادیانی اپنی اس پیش گوئی میں بھی غلط نکلے تو انہوں نے اپنی اس پیش

گوئی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اپنے ہی الفاظ میں طرح طرح کی تحریف کی۔ تاکہ ان کی بات پوری ہو جائے۔ مرزا قادیانی نے ۵؍مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ تو اس میں یہ الفاظ لکھ دیئے۔ ’’لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہوگی۔ بلکہ خدا کسی ایسے کو اس پر مسلط کرے گا۔ جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۴۸)

مرزا قادیانی نے جب جولائی، اگست ۱۸۹۹ء میں ’’تریاق القلوب‘‘ لکھی تو اس میں یہ الفاظ شامل کر دیئے۔ ’’یہ موت کسی معمولی بیماری سے نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک ضرور ہیبت ناک نشان کے ساتھ یعنی زخم کے ساتھ اس کا وقوعہ ہوگا۔‘‘

(تریاق القلوب ص۲۶۰، خزائن ج۱۵ ص۳۸۸)

مرزا قادیانی یہ بھی لکھتے ہیں: ’’آسمان پر یہ قرار پاچکا ہے کہ لیکھرام ایک دردناک عذاب کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔‘‘ (تریاق القلوب ص۲۶۷، خزائن ج۱۵ ص۳۹۵)

مرزا قادیانی کو اپنے الفاظ میں بار بار تبدیلی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اسی لئے کہ ان کی پیش گوئی غلط ہوگئی تھی اور اب وہ تحریف کر کے اپنی بات کو صحیح بنانا چاہتے تھے اور پیش گوئی کو حالات کے مطابق ڈھالنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ اس میں بھی وہ ناکام رہے اور ان کا جھوٹ کھل کر سامنے آ گیا۔ مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کے جھوٹا ہونے پر مرزا قادیانی کے یہ الفاظ ہم انہی کی نذر کئے دیتے ہیں۔ ’’کسی انسان کا اپنی پیش گوئیوں میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۶۵۱، خزائن ج۵ ص ایضاً)

(نوٹ) پنڈت لیکھرام کو کس نے قتل کیا۔ یہ معلوم نہ ہوسکا انگریزوں کا دور تھا وہی اس راز سے پردہ اٹھا سکتے ہیں۔ تاہم مرزا قادیانی کی تحریرات اس بارے میں کچھ کم دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ لیکھرام کو ایک فرشتے نے قتل کر دیا تھا اور قتل سے پہلے فرشتے نے مرزا قادیانی سے آ کر پوچھا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہوگا۔ مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں: ’’خونی فرشتہ جو میرے اوپر ظاہر ہوا اور اس نے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۸۴، خزائن ج۲۲ ص۲۹۷)

مرزا قادیانی یہ بھی لکھ آئے ہیں: ’’ایک شخص قوی ہیکل، مہیب شکل میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۸۴، خزائن ج۲۲ ص۲۹۷)

’’ایک شخص قوی ہیکل، مہیب شکل گویا اس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے۔ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت کا شخص ہے...... اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟‘‘

(تریاق القلوب ص۲۶۶، خزائن ج۱۵ ص۳۹۴)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس خونی فرشتہ کو معلوم نہ تھا کہ اس وقت لیکھرام کہاں پر ہے؟ کیا خدا نے اسے نہیں بتایا تھا کہ لیکھرام فلاں جگہ پر ملے گا؟ آخر اس خونی کو مرزا قادیانی سے پوچھنے کی ضرورت کیوں ہوئی؟ اس قسم کی باتیں وہی پوچھتے ہیں جنہیں اس خاص مقصد کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور جب وہ وقت آتا ہے تو پھر وہ اسی کو آ کر پوچھتے ہیں جس نے انہیں اس کام کے لئے تیار کیا ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس خدا کے فرشتے آئے اور پھر آپ سے رخصت ہو کر قوم لوط علیہ السلام کی بستی الٹنے چلے گئے۔ ان میں سے کسی نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نہیں پوچھا کہ قوم لوط کی بستی کس جانب ہے؟ کیوں؟ اس لئے

کہ یہ انسان نہیں، فرشتے تھے اور فرشتے اس قسم کے سوالات نہیں کیا کرتے۔ ہاں انسان پوچھا کرتے ہیں۔

بدر کے میدان میں خدا کے ہزاروں فرشتے اترے اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں دیکھا بھی کہ وہ خدا کے دشمنوں کا کام تمام کررہے ہیں۔ مگر آپ ہی بتائیں کیا انہوں نے حضور ﷺ یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ فلاں فلاں خدا کا دشمن اس وقت کہاں ہے کہ میں اس کا کام تمام کروں؟

مگر مرزا قادیانی کے پاس آنے والا فرشتہ اتنا جاہل تھا کہ نہ اسے خدا نے بتایا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ نہ خود اسے پتہ تھا۔ اسے مرزا قادیانی کے پاس آکر پوچھنا پڑا کہ اس وقت لیکھرام کہاں ہوگا؟ تاکہ میں جاکر اس کو قتل کردوں۔ بعض لوگ اس خونی فرشتے کا نام مٹھن لال بتاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے اس فرشتے کا ذکر ان کی مقدس کتاب (تذکرہ کے ص ۵۵۶) پر ملتا ہے۔

پنڈت لیکھرام کے حامیوں کا کہنا تھا کہ یہ قتل مرزا غلام احمد قادیانی کے اشارے پر کیا گیا ہے۔ انہوں نے اس کی رپورٹ بھی لکھوائی۔ تاکہ اس پر کاروائی کی جائے۔ انگریزوں کا دور تھا اور یہ ان کا خودکاشتہ پودا۔ حالات کی نزاکت کے پیش نظر مرزا قادیانی کے گھر کی ۱۸/اپریل ۱۸۹۷ء کو تلاشی بھی لی گئی تھی۔ (دیکھئے مجموعہ اشتہارات ج۲ ص ۳۸۱) لیکن انگریزوں سے اس بات کی امید باندھنی کہ وہ اپنے خودکاشتہ پودا پر ہاتھ ڈالے، سوائے نادانی کے اور کیا ہے؟

ہم اس وقت صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی جس پیش گوئی کے پورا ہونے پر بڑا ناز تھا اور جسے وہ ہمیشہ اپنی سچائی کے ثبوت کے طور پر پیش کرسکتے کبھی پوری نہیں ہوئی۔ نہ پنڈت ایسے عذاب کا شکار ہوا۔ جسے خرق عادت سمجھا جائے اور نہ ایسی موت پائی جو سب سے نرالی اور انوکھی سمجھی جائے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا اور خصوصاً مرزا مسرور کا پنڈت لیکھرام کی پیش گوئی کو بار بار ذکر کرنا کھلی ڈھٹائی ہے اور ایک جھوٹ کو سچ بتانا قادیانیوں کا ہمیشہ کا طریق رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

باب ہشتم ...... کذب بیانی اور مرزا قادیانی کا فتویٰ

۱...... ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶)

۲...... ’’جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

۳...... ’’جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۲۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

۴...... ’’ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

۵...... ’’سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳)

۶...... ’’جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔‘‘ (انجام آتھم ص ۴۳، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۷...... ’’جھوٹے پر بغیر تعین کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔‘‘ (انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۸...... ’’دروغ گو کو خدا تعالیٰ اسی جہاں میں ملزم اور شرمسار کر دیتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۱)

۹...... ’’جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

۱۰...... ’’دروغ گو کا انجام ذلت و رسوائی پر ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۴۱، خزائن ج۲۲ ص۳۵۳)

۱۱...... ’’جھوٹا آدمی ایک گیند کی طرح گردش میں ہوتا ہے۔‘‘ (نور الحق ص۱۰۴، خزائن ج۸ ص۱۳۷)

۱۲...... ’’ہم جھوٹے کو دندان شکن جواب سے ملزم تو کر سکتے ہیں۔ مگر اس کا منہ کیوں کر بند کریں۔ اس کی پلید زبان پر کون سی تھیلی چڑھاویں۔‘‘ (انجام آتھم ص۳۸، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۱۳...... ’’وایٹ نے کہا کہ: ’’لعنة الله علی الکاذبین‘‘ یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو میں نے (مرزا قادیانی نے) کہا کہ بے شک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔‘‘ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۱۴...... ’’خدا کے جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے۔ بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔‘‘
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۸، خزائن ج۱۷ ص۴۸)

۱۵...... ’’ہمارا ایمان ہے کہ خدا پر افتراء کرنا پلید طبع لوگوں کا کام ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۲۰ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۰۶)

۱۶...... ’’خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائیں گے۔‘‘ (ایام الصلح ص۹۱، خزائن ج۱۴ ص۳۲۸)

۱۷...... ’’جھوٹے پر اگر ہزار لعنت نہیں تو پانچ سو سہی۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۸۶۶، خزائن ج۳ ص۵۷۲)

۱۸...... ’’جھوٹ اور تلبیس کی راہ کو چھوڑ دو۔‘‘ (نور الحق ج۲ ص۱۳، خزائن ج۸ ص۲۰۱)

۱۹...... ’’افسوس کہ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ انبار در انبار ان کے دامن میں جھوٹ کی نجاست ہے۔‘‘
(اعجاز احمدی ص۱۱، خزائن ج۱۹ ص۱۱۸)

۲۰...... ’’اے مفتری نابکار کیا اب بھی ہم نہ کہیں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت۔‘‘
(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵)

ان حوالہ جات مذکورہ کے ساتھ اب مرزا قادیانی کے ان کذبات واتہامات کو ملاحظہ فرمائیں۔ جو آپ کی زبان وقلم سے نکلے ہیں۔ تاکہ دعاوی مرزا کی حقیقت گورابطال میں مدفون ہو جائے اور مرزائیت کے طلسمی جال کا کوئی تار باقی نہ رہ جائے۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

کذبات مرزا قادیانی

۱...... ’’حدیثوں میں صاف طور پر یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی اور علمائے وقت اس کو کافر ٹھہرائیں گے اور کہیں گے کہ یہ کیا مسیح ہے۔ اس نے تو ہمارے دین کی بیخ کنی کر دی۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۷ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۲۱۳ حاشیہ)

۲...... ’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن، حدیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں۔ جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتویٰ دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘
(اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴)

۳...... ’’اور میرا یہ بیان کہ میرے تمام دعاوی قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اولیاء گزشتہ کی پیش گوئیوں سے ثابت ہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۶، خزائن ج۲۱ ص۲۶۰ حاشیہ)

۴...... ’’حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت ملک میں طاعون بھی پھوٹے گی۔‘‘
(ایام الصلح ص۱۱۰، خزائن ج۱۴ ص۳۴۷ حاشیہ)

۵...... ’’ایسا ہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار سال ہوگی۔‘‘
(تحفہ گولڑویہ ص۹۱، خزائن ج۱۷ ص۲۴۷، ۲۴۸)

۶...... ’’اس پیش گوئی (آتھم والی) کی نسبت تو رسول اللہ ﷺ نے بھی خبر دی تھی اور مکذبین پر نفرین کی تھی۔‘‘
(ایام الصلح ص۱۶۹، ۱۷۰، خزائن ج۱۴ ص۴۱۸)

۷...... ’’ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔‘‘ (ایام الصلح ص۴۲، خزائن ج۱۴ ص۲۷۳)

۸...... ’’اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۳)

۹...... ’’ہاں میں (مرزا قادیانی) وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا اور پھر خدا نے ان کی معرفت بڑھانے کے لئے منہاج نبوت پر اس قدر نشانات ظاہر کئے کہ لاکھوں انسان ان کے گواہ ہیں۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ج۱ ص۵۱)

مرزا قادیانی کی تاریخ دانی ...... نبی کریم ﷺ کی بارہ لڑکیاں

۱۰...... ’’دیکھو ہمارے پیغمبر ﷺ کے ہاں بارہ لڑکیاں ہوئیں۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہ ہوا۔‘‘
(ملفوظات ج۳ ص۳۷۲، طبع جدید)

نبی کریم ﷺ کے گیارہ لڑکے

۱۱...... ’’تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے اور سب کے سب فوت ہوگئے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۸۶، خزائن ج۲۳ ص۲۹۹)

صفر، چوتھا مہینہ، چار شنبہ چوتھا دن

۱۲...... مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا ہے: ’’اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا۔ یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔‘‘ (تریاق القلوب ص۴۱، خزائن ج۱۵ ص۲۱۸)

۱۳...... ’’قرآن کریم اور توریت سے ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام بطور توأم (جوڑواں) پیدا ہوا تھا۔‘‘
(ضمیمہ تریاق القلوب ص۱۶۰، خزائن ج۱۵ ص۴۸۵)

۱۴...... ’’مگر خدا ان کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو پیدائش میں بھی اکیلا نہیں رکھا۔ بلکہ کئی حقیقی بھائی، حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۰ حاشیہ، خزائن ج۲۱ ص۲۶۲)

۱۵...... ’’اب میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے توبہ کر چکے ہیں۔‘‘

(ریویو ج ۱ نمبر ۹ ص ۳۳۹، بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۶۰۵)

۱۶...... ’’مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ کاذب ہے۔‘‘

(اربعین نمبر ۳ ص ۹، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵)

۱۷...... ’’اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن کریم پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ: ’’انا انزلناه قريباً من القاديان ‘‘ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن کریم کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن کریم میں اعزاز کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو مجھے کئی سال پہلے دکھلایا گیا تھا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۷۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

۱۸...... ’’ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔‘‘ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۵، تذکرہ ص ۵۹۱)

۱۹...... ’’قرآن کریم خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

۲۰...... ’’ہمارے نبی ﷺ کو بعض پیش گوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶)

۲۱...... ’’میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے ہیں۔‘‘

(ملخصاً تذکرۃ الشہادتین ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۳۲، اکتوبر ۱۹۰۳ء)

۲۲...... ’’جتنے لوگ ہمارے سامنے مباہلہ کرنے والے آئے سب ہلاک ہوگئے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۳۱۸، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۳)

۲۳...... ’’آپ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان فارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے۔ تو فرمایا ہاں خدا کا کلام زبان فارسی میں بھی اترا ہے۔ جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے۔‘‘

ایں مشت خاک را گرنہ بخشم چہ کنم

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۱، خزائن ج ۲۳ ص ۳۶۶)

باب نہم ...... تضادات مرزا

برادران اسلام! آئندہ درج شدہ حوالہ جات سے یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ قادیانی نبی اپنے ہی فیصلہ کے مطابق کافر ہے، خارج از اسلام ہے، ملعون ہے، پاگل ہے، منافق ہے، مخبوط الحواس ہے اور جھوٹا ہے۔ اب مرزا قادیانی کی متضاد باتیں پڑھنے سے پہلے خود اس کے متضاد اقوال والے شخص کے متعلق دیے ہوئے فتوے ملاحظہ فرمائیں:

۱...... ’’کسی سچیار، عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہوتا ہے۔‘‘ (ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

۲...... ’’اس شخص کی حالت ایک ’’مُـخبِطُ الْـحَوَاسِ ‘‘انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۸۴،خزائن ج۲۲ص۱۹۱)

۳...... ’’جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۲،خزائن ج۲۱ص۲۷۵)

مرزا قادیانی کے نزدیک پاگل، مجنوں،منافق،مخبط الحواس،جھوٹے کے کلام میں تناقض ہوتا ہے۔مرزا قادیانی کی جوتی مرزا کا سر۔

اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

قادیانی نبی کی متضاد باتیں

۱...... ’’قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اورفرستادہ قادیان میں تھا۔‘‘

(دافع البلاء ص۵،خزائن ج۱۸ص۲۲۶)

’’اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پر ہیبت اثر ڈالے گی مگر قادیان یقیناً اس کی دستبرد سے محفوظ رہے گا۔‘‘

(اخبار الحکم مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء)

’’طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زور پر تھا۔میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۸۴ حاشیہ،خزائن ج۲۲ص۸۷)

۲...... ’’چونکہ یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں۔اس لئے اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقہ میں ہیں۔منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقہ سے نکل کر قادیان یا دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اوردوسروں کو بھی روکیں اوراپنے مقامات سے ہرگز نہ ہلیں۔‘‘

(اشتہار لنگر خانہ کا انتظام مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۶۷ حاشیہ)

’’مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ورنہ خداتعالیٰ سے لڑنے والے ٹھہرائے جائیں گے۔‘‘ (ریویو ج۶ص۳۶۵،ستمبر ۱۹۰۷ء)

۳...... برادران اسلام!میں اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالے سے ثابت کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے مسلمان حرامزادے ہیں۔مرزا قادیانی کے مخالف سور اوران کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے شیطان ہیں۔

’’کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۶ حاشیہ،خزائن ج۳ص۱۱۵)

’’جہاں تک مجھے معلوم ہے۔میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا۔جس کو دشنام دہی کہا جائے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۳،خزائن ج۳ص۱۰۹)

’’گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔‘‘ (ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص۵،خزائن ج۱۷ص۴۷۱)

۴...... ’’ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی قرار نہیں دے سکتے۔چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ،خزائن ج۱۱ص۲۹۳)

’’مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی تھا۔‘‘ (البشریٰ ج۱ص۲۴)

''حضرت مسیح خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بےنفس بندے تھے۔''

(مقدمہ براہین احمدیہ ص۱۰۴ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۹۴)

۵...... مرزا قادیانی مسیح کے معجزے کے متعلق کہتے ہیں: ''ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۶)

''حضرت مسیح کی چڑیاں باوجود یہ کہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۶۸، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۶...... ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (یسوع) معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

''اور سچ صرف اس قدر ہے کہ یسوع مسیح نے بھی بعض معجزات دکھلائے۔ جیسا کہ نبی دکھلاتے تھے۔''

(ریویو آف ریلیجنز ج۱ نمبر۹ ص۳۴۲، ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء)

۷...... ''حضرت مسیح کی حقیقت نبوت کی یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کے ان کو حاصل ہے۔''

(اخبار بدر ج۱ نمبر۸ ص۶۸، ۸؍رمضان ۱۳۲۰ھ)

''حضرت مسیح کی جو بزرگی ملی۔ وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ملی۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۱۲)

۸...... ''خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا۔'' (البشریٰ ج۲ ص۶۸)

''حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۵)

۹...... ''یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کو یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔'' (ریویو آف ریلیجنز ج۱ نمبر۴ ص۱۵۹، اپریل ۱۹۰۲ء)

''خداتعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

نوٹ: مرزا قادیانی کے نزدیک یسوع مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے نام ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی عبارت ملاحظہ ہو: ''مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں

۱۰...... ''میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خداتعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵)

''خداتعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص۳۹، خزائن ج۳ ص۱۲۲)

''اس عاجز نے جو مثیل مسیح کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود کا خیال کر بیٹھے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۱۹۵، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

۱۱...... ’’هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ‘‘یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘

(براہین احمدیہ ص۴۹۹،خزائن ج۱ص۵۹۳)

’’قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں ذکر نہیں۔‘‘(ایام الصلح ص۱۴۶،خزائن ج۱۴ص۳۹۲)

۱۲...... ’’وہ ابن مریم جو آنے والا ہے۔کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۹۱،خزائن ج۳ص۲۴۹)

’’جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتا لگتا ہے۔اس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۶،خزائن ج۲۲ص۳۱)

۱۳...... ’’یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آ گئے ہیں۔‘‘(ازالہ اوہام ص۲۶۳،خزائن ج۳ص۴۳۶)

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا کفر ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ص۱۹۲،خزائن ج۲۱ص۳۶۵)

۱۴...... ’’ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے۔لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۲۱،خزائن ج۷ص۲۰۲)

’’مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔‘‘

(تشحیذ الاذہان ج۱نمبر۲ص۵،ماہ جون ۱۹۰۶ء،ملفوظات ج۸ص۴۴۵)

۱۵...... ’’بائبل اور ہماری حدیثوں اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔وہ دو نبی ہیں۔ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص۳،خزائن ج۳ص۵۲)

’’حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا۔یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ص۲۳۰،خزائن ج۲۱ص۴۰۶)

۱۶...... ’’آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے کچھ نہ تھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷،خزائن ج۱۱ص۳۹۱)

’’ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ص۱۰۱،خزائن ج۲۱ص۲۶۳)

۱۷...... ’’حضرت عیسیٰ تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۳۶۱،خزائن ج۱ص۴۳۱)

’’حضرت عیسیٰ پر یہ ایک تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے۔‘‘

(نصرۃ الحق براہین احمدیہ ص۴۵،خزائن ج۲۱ص۵۸)

۱۸...... ’’میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے۔بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۹۹،خزائن ج۳ص۱۹۷)

’’فلیس المسیح من دونی موضع قدم بعد زمانی ‘‘پس میرے سوا دوسرے مسیح کے لئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۵۸،خزائن ج۱۶ص۲۴۳)

۱۹...... ’’یہ تو مسیح ہے کہ اپنے وطن گلیل جا کر فوت ہوگیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

’’لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے۔‘‘ (اتمام الحجہ ص۲۴، خزائن ج۸ ص۲۹۶)

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلدۂ قدس کا نام یروشلم تھا۔‘‘ (اتمام الحجہ ص۲۷، خزائن ج۸ ص۲۹۹)

’’اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے۔‘‘

(کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶)

۲۰...... ’’دجال سے مراد با اقبال قومیں ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۴۶، خزائن ج۳ ص۱۷۴)

’’دجال معہود یہی پادریوں اور عیسائی متکلموں کا گروہ ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۲۲، خزائن ج۳ ص۴۸۸)

۲۱...... ’’میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

’’دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

’’ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

۲۲...... مسیح کے چال چلن کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۳، ۲۴)

’’انہوں نے (مسیح نے) اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ ص۴۳، خزائن ج۲۹ ص۲۳۶)

۲۳...... ’’ہم باوا (نانک) صاحب کی کرامت کو اس جگہ مانتے ہیں اور قبول کرتے ہیں کہ وہ چولہ ان کو غیب سے ملا اور قدرت کے ہاتھ نے اس پر قرآن شریف لکھ دیا۔‘‘ (ست بچن ص۶۸، خزائن ج۱۰ ص۱۹۲)

’’اسلام میں چولے رکھنا اس زمانہ (باوا نانک) میں فقیروں کی ایک رسم تھا۔ پس یہ بات صحیح ہے کہ باوا نانک کے مرشد نے جو مسلمان تھا یہ چولہ ان کو دیا۔‘‘ (نزول المسیح ص۲۰۵، خزائن ج۱۸ ص۵۸۳)

مرزا قادیانی کا اپنے متعلق فیصلہ کہ خارج از اسلام اور کافر ہے

۲۴...... ’’وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین ‘‘اور مجھے کہاں یہ حق پہنچتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعاء کروں۔ (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔‘‘ (اخبار بدر مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

’’نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

۲۵...... ’’اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دوجہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النّبیین بنادیا۔ میں نبوت کا مدعی بنتا۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۸۳، خزائن ج۷ ص۳۰۲)

’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

مرزا قادیانی کا اپنے ملعون ہونے کا فیصلہ

۲۶...... ’’ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۶ ص۲، ۳، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)

’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔‘‘ (اخبار بدر مورخہ ۵؍ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

’’نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

۲۷...... ’’جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۶۲، خزائن ج۱۳ ص۱۸۰)

’’سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔‘‘ (ایام الصلح ص۱۴۷، خزائن ج۱۴ ص۳۹۴)

آپ نے مذکورہ بالا عبارات میں دیکھا کہ مرزا قادیانی نے کس طرح متضاد باتیں کہی ہیں اور اس کے فتوے بھی ملاحظہ فرمائے کہ پاگل، مجنوں، منافق، مخبط الحواس اور جھوٹے کے کلام میں تناقض ہوتا ہے۔ لو! مرزا قادیانی کی جوتی اور مرزا کا سر۔

اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

باب دہم ...... مرزا قادیانی کی بیماریاں

الہام مرزا! ’’ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے۔‘‘ (تذکرہ مجموعہ الہامات ص۸۰۳ طبع دوم)

(۱) مرض ہسٹیریا کا دورہ

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اوّل ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا۔ (جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہوگیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرماگئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود کا پرانا مخلص خادم تھا۔ اب فوت ہوچکا ہے) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کردو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے میں جب پاس گئی تو فرمایا میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے

میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۶، ۱۷، روایت نمبر۱۹)

(۲) دورے پر دورہ

"والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۷، روایت نمبر۱۹)

(۳) خونی قے

"پھر یک لخت بولتے بولتے آپ کو ابکائی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی۔ جو خالص خون کی تھی۔ جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے تکیے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں۔ جو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۹۷، روایت نمبر۱۰۷)

(۴) مراق

"مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا۔ بلکہ یہ خارجی اسباب کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوئے ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔" (رسالہ ریویو قادیان ص۱۰، بابت اگست ۱۹۲۶ء)

(۵) ہسٹیریا

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ابھی دم نکلتا ہے۔ یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذالک۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ص۵۵، روایت نمبر۳۶۹)

(۶) دق

"حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی زندگی میں ہوگئی تھی اور آپ قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کا علاج خود کرتے تھے اور آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا کرتے تھے۔ اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۵۶، روایت نمبر۶۶)

(۷) نامردی

''جب میں نے شادی کی تھی تو اس وقت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔''

(خاکسار غلام احمد قادیان مورخہ ۲۲ رفروری ۱۸۸۷ء، مکتوبات احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۱، خط نمبر ۱۴)

اتنا پکا یقین تھا تو پھر شادی کیوں کی تھی؟ کس پر بھروسہ تھا؟ (ناقل)

(۸) کالی بلا

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۶، روایت نمبر ۱۹)

(۹) سخت دورہ اور ٹانگیں باندھنا

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر۔ کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۸، روایت نمبر ۳۶)

(۱۰) اوپر اور نیچے والے امراض

''دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرا بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور دونوں مرضیں اس زمانہ سے ہیں جس زمانہ میں میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰)

(۱۱) پرانی اور دائمی بیماریاں

''مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں۔ یعنی سردرد اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پاؤں سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ کثرت پیشاب اور اکثر دست آتے رہنا۔ دونوں بیماریاں قریب تیس برس کے ہیں۔'' (نسیم دعوت ص ۸۰، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

(۱۲) اعصابی کمزوری

''حضرت مرزا صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل اور بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھی۔'' (رسالہ ریویو قادیان ج ۲۶ نمبر ۵ ص ۲۶، مئی ۱۹۲۷ء)

(۱۳) حافظہ کا ستیاناس

’’مکرمی اخویم سلمہ، میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تو تب بھی بھول جاتا ہوں یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۳ ص ۳۱)

نبی بننا تو خوب یاد رہا۔ ناقل!

(۱۴) پاخانوں کی یلغار

’’باوجود یہ کہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی دست آتے ہیں۔ مگر جس وقت پاخانے کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔‘‘

(ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۴۰، مورخہ ۳۰ / اکتوبر ۱۹۰۱ء، منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۳۴۹، مؤلفہ محمد منظور الٰہی)

(۱۵) بے ہوشی

’’پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب حضور سخت جسمانی محنت کیا کرتے تو اچانک آپ کے دماغ پر ایک کمزوری کا حملہ ہوتا اور بے ہوش ہو جاتے۔‘‘ (منظر وصال از مفتی محمد صادق قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر، مورخہ ۲۱ / مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۶) مقعد سے خون

’’ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا۔ جو بیان سے باہر ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۲۳۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۶)

(۱۷) انتہائی کمزوری و لاچاری

’’مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ، اور اس عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے۔ مرض کے غلبے سے نہایت لاچاری ہے۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۱۲۱)

(۱۸) سستی نبض اور گھبراہٹ

’’کل سے میری طبیعت علیل ہو گئی ہے۔ کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے۔ سخت درجہ کا عارضہ لاحق ہوا اور ایک دفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں۔ بہت نازک حالت ہو کر پھر صحت کی طرف عود ہوا۔ مگر اب تک کلی اطمینان نہیں۔ کچھ کچھ اثرات عود مرض کے ہیں۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ اوّل ص ۲۸، مکتوب نمبر ۱۷)

(۱۹) دم الٹ دینے والی کھانسی

’’میری طبیعت بیمار ہے۔ کھانسی سے دم الٹ جاتا ہے۔‘‘ (مرزا قادیانی کا خط مفتی محمد صادق کے نام، ذکر حبیب ص ۳۶۴)

(۲۰) پاؤں کی سردی

''جوڑہ جراب خواہ سیاہ رنگ ہو یا کوئی اور رنگ ہو۔ مضائقہ نہیں۔ اس قدر پاؤں کو سردی ہے کہ اٹھنا مشکل ہے۔'' (مرزا قادیانی کا خط حکیم محمد حسین قریشی کے نام خطوط امام بنام غلام ص ۷)

(۲۱) کھانسی اور جوشاندہ

''ایک دفعہ حضرت صاحب کو کھانسی تھی۔ حضور نے خرفہ ۲ ماشہ السی ایک ماشہ کا جوشاندہ بنا کر پیا۔''

(ذکر حبیب ص ۲۱۷)

(۲۲) کھانسی اور گرم گرم گنا

''سفر گورداسپور میں ۱۹۰۳ء میں ایک دفعہ حضرت صاحب کو کھانسی کی شکایت تھی۔ میں نے عرض کی کہ میرے والد مرحوم اس کا علاج، گرم کیا ہوا گنا بتلایا کرتے تھے۔ تب حضور کے فرمانے سے ایک گنا چند پوریاں لے کر آگ پر گرم کیا گیا اور اس کی گنڈیریاں بنا کر حضور کو دی گئیں اور حضور نے چوسیں۔'' (ذکر حبیب ص ۱۱۱)

(۲۳) سر کے بالوں کی بیماری

''آخری عمر میں حضور کے سر کے بال بہت پتلے اور ہلکے ہو گئے تھے۔ چونکہ یہ عاجز ولایت سے ادویہ وغیرہ کے نمونے منگوایا کرتا تھا۔ غالباً اس واسطے مجھے ایک دفعہ فرمایا: ''مفتی صاحب سر کے بالوں کے اگانے اور بڑھانے کے واسطے کوئی دوائی منگوائیں۔'' (ذکر حبیب ص ۱۷۳)

(۲۴) گنجا پن

''دوا پہنچ گئی۔ ایک اشتہار بالوں کی کثرت کا شاید لندن میں کسی نے دیا ہے اور مفت دوا بھیجتا ہے۔ آپ وہ دوا بھی منگوالیں تا کہ آزمائی جائے۔ لکھتا ہے کہ اس سے گنجے بھی شفا پاتے ہیں۔'' (ذکر حبیب ص ۳۶۰)

(۲۵) مراق

''سیٹھ غلام نبی نے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود سے فرمایا کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے تو حضور نے فرمایا۔ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔''

(سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۳۰۴، روایت نمبر ۹۶۹)

(۲۶) دانت درد

''ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اس نے کہا کہ علاج دنداں اخراج دنداں اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۳۵، نشان نمبر ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۶)

(۲۷) پیر جھسوانا اور بدن دبوانا

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود سر کے دورہ میں پیر بہت جھسواتے تھے اور بدن زور سے دبواتے تھے۔ اس سے آپ کو آرام محسوس ہوتا تھا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۲۸۷، روایت نمبر ۹۳۸)

(۲۸) دورہ دوران سر

’’میں چند روز سے سخت بیمار ہوں۔ بعض اوقات جب دورہ دوران سر شدت سے ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سر درد بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔‘‘ (خطوط امام بنام غلام ص ۵)

(۲۹) مرزا قادیانی کو پاخانے کی ضرورت

’’ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے۔ اس کی قیمت معلوم نہیں۔ آپ ساتھ لاویں۔ قیمت یہاں سے دی جاوے گی۔ مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہوگئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔ اس لئے ایسے پاخانہ کی ضرورت پڑی۔ اگر شیخ صاحب کی دوکان پر ایسا پاخانہ ہو تو وہ دے دیں گے۔ مگر ضرور لانا چاہئے۔‘‘ (خطوط امام بنام غلام ص ۶)

(۳۰) پھٹی ہوئی ایڑیاں

’’پیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۵، روایت نمبر ۴۴۲)

(۳۱) سردی گرمی

’’گرم کپڑے سردی گرمی میں برابر پہنتے تھے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۵، روایت نمبر ۴۴۴)

(۳۲) انگوٹھے کا درد

’’حضرت صاحب کو کبھی کبھی پاؤں کے انگوٹھے کے نقرس کا درد ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شروع میں گھٹنے کے جوڑ میں بھی درد ہوا۔ نا معلوم وہ کیا تھا۔ مگر دو تین دن زیادہ تکلیف رہی۔ پھر جونکیں لگانے سے آرام آیا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۸، روایت نمبر ۵۱۲)

(۳۳) انگوٹھے کی سوجن

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ نقرس کے درد میں آپ کا انگوٹھا سوج جایا کرتا تھا اور سرخ بھی ہو جاتا تھا اور بہت درد ہوتی تھی۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۸، روایت نمبر ۵۱۲)

(۳۴) ٹخنے کا پھوڑا

’’ایک دفعہ حضرت صاحب کے ٹخنے کے پاس پھوڑا ہوگیا تھا۔ جس پر حضرت صاحب نے اس پر سکہ یعنی

سیسہ کی ٹکیا بندھوائی تھی۔ جس سے آرام آ گیا۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۸، روایت نمبر ۵۱۲)

(۳۵) لتاڑا

"ایک دفعہ بمقام گورداسپور ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود کو بخار تھا۔ آپ نے خاکسار سے فرمایا کہ کسی جسیم آدمی کو بلاؤ جو ہمارے جسم پر پھرے۔ خاکسار جناب خواجہ کمال الدین وکیل لاہور کو لایا وہ چند دقیقہ پھرے۔ مگر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان کا وجود چنداں بوجھل نہیں کسی دوسرے شخص کو لائیں۔ شاید حضور نے ڈاکٹر محمد اسماعیل خان دہلوی کا نام لیا۔ خاکسار ان کو بلا لایا۔ جسم پر پھرنے سے حضرت اقدس کو آرام محسوس ہوا۔"

(سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۴۹، روایت نمبر ۵۶۵)

(۳۶) خارش

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو غالباً ۱۸۹۲ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۵۳، روایت نمبر ۵۷۴)

(۳۷) کیچڑ

"بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد نے بواسطہ مولوی رحیم بخش ایم۔ اے کہ ایک مرتبہ والد صاحب سخت بیمار ہو گئے اور حالت نازک ہو گئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کہ کیچڑ لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس سے حالت روبا اصلاح ہو گئی۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۲۱، روایت نمبر ۲۰۰)

(۳۸) سفید بال

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابھی ہماری عمر تیس سال کی ہی تھی کہ بال سفید ہونے شروع ہو گئے تھے اور میرا خیال ہے کہ ۵۵ سال کی عمر تک آپ کے سارے بال سفید ہو چکے ہوں گے۔" (سیرت المہدی ص ۱۱ حصہ دوم، روایت نمبر ۳۱۶)

(۳۹) لکنت

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۲۵، روایت نمبر ۳۳۵)

(۴۰) چشم نیم باز

"آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور ادھر ادھر آنکھیں اٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا اور پھر کسی کے بتلانے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۷۷، روایت نمبر ۴۰۳)

(۴۱) داڑھوں کا کیڑا

’’دندان مبارک آپ کے آخری عمر میں کچھ خراب ہوگئے تھے۔یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا۔جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۵، روایت نمبر ۴۴۴)

(۴۲) دل گھٹنے کا دورہ

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔مگر آپ نے روزہ توڑ دیا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۱۳۱، روایت نمبر ۶۹۷)

(۴۳) پیچش

’’ایک دن حضور کو پیچش کی شکایت ہوگئی۔بار بار قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔حضور نے ہمیں سوئے رہنے کے لئے فرمایا۔جب حضور رفع حاجت کے لئے اٹھتے تو خاکسار اسی وقت اٹھ کر پانی کا لوٹا لے کر حضور کے ساتھ جاتا۔تمام رات ایسا ہی ہوتا رہا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۱۳۳، روایت نمبر ۷۰۱)

(۴۴) گرمی دانے

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض اوقات گرمی میں حضرت مسیح (مرزا قادیانی) کی پشت پر گرمی دانے نکل آتے تھے تو سہلانے سے ان کو آرام آتا تھا۔بعض اوقات فرمایا کرتے کہ میاں جلون کرو جس سے مراد یہ ہوتی تھی کہ انگلیوں کے پوٹے بالکل آہستہ آہستہ اور نرمی سے پشت پر پھیرو۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۱۹۵، روایت نمبر ۷۶۵)

(۴۵) درد گردہ

’’ایک دفعہ حضرت صاحب کو بہت سخت درد گردہ ہوا جو کئی دن تک رہا۔اس کی وجہ سے آپ کو بہت تکلیف رہتی اور رات دن خدام باہر کے کمرہ میں جمع رہتے۔‘‘ (ذکر حبیب ص ۲۹، از مفتی محمد صادق قادیانی)

(۴۶) دوران سر

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو کبھی کبھی دوران سر کی تکلیف ہو جاتی تھی۔جو بعض اوقات اچانک پیدا ہو جاتی ہے۔مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب گھر میں ایک چارپائی کو کھینچ کر ایک طرف کرنے لگے تو اس وقت اچانک چکر آ گیا اور لڑکھڑا کر گرنے کے قریب ہو گئے۔مگر پھر سنبھل گئے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۲۱۳، روایت نمبر ۷۸۸)

(۴۷) پشت پر پھنسی

’’ایک دن آپ کی پشت پر ایک پھنسی نمودار ہوئی جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔خاکسار کو بلایا اور دکھایا اور بار بار پوچھا کہ یہ کاربنکل تو نہیں۔کیونکہ مجھے ذیابیطس کی بیماری ہے۔میں نے دیکھ کر عرض کیا کہ یہ بال توڑ یا معمولی

پھنسی ہے۔کاربنکل نہیں ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۲۲۷، روایت نمبر ۸۱۲، مرزا بشیر احمد قادیانی)

(۴۸) سردی اور متلی

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب معتدل موسم میں بھی کئی مرتبہ پچھلی رات کو اٹھ کر اندر کمرہ میں جا کر سو جایا کرتے تھے اور کبھی کبھی فرماتے تھے کہ ہمیں سردی سے متلی ہونے لگتی ہے۔بعض دفعہ تو اٹھ کر پہلے کوئی دوا مثلاً مشک وغیرہ کھا لیتے تھے اور پھر لحاف یا رضائی اوڑھ کر اندر جا لیٹتے تھے۔غرض یہ کہ سردی سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی اور اس کے اثر سے خاص طور پر اپنی حفاظت کرتے تھے۔ چنانچہ پچھلی عمر میں بارہ مہینے گرم کپڑے پہنا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۶۶، روایت نمبر ۵۹۷)

(۴۹) گرمیوں میں جرابیں

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب بالعموم گرمی میں بھی جراب پہنا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۶۶، روایت نمبر ۵۹۷)

(۵۰) کھانسی

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی۔ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی۔'' (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۱۰۳، روایت نمبر ۶۳۸)

(۵۱) مائی اوپیا

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۱۱۹، روایت نمبر ۶۷۳)

(۵۲) چکر

''میں نے حضرت ام المؤمنین (مرزا کی بیوی) سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آ جایا کرتا ہے۔اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔'' (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۱۳۱، روایت نمبر ۶۹۶)

(۵۳) سل

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت مرزا صاحب کو سل ہوگئی۔حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی۔والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا۔''

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۵۶ روایت نمبر ۶۶، مرزا بشیر احمد قادیانی)

(۵۴)ذیابیطس اور پیشاب کی زیادتی

’’اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے جس کو ذیابیطس بھی کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھ کو ہر روز پیشاب بکثرت آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰۱، خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۳)

(۵۵)دائمی مریض سو دفعہ پیشاب

’’میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ دردسر اور دوران سر، کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ اربعین نمبر ۴، مورخہ ۱۹ ردسمبر ۱۹۰۰ء، ص ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۰)

(۵۶)ادھ کھلی آنکھیں

’’مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور آنکھیں کھول کر رکھیں۔ ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۷۷، روایت نمبر ۴۰۴)

(۵۷)سرعت پیشاب، ریشمی آزار بند

’’اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے۔ تاکہ کھولنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں وقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض اوقات گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۵۵، روایت نمبر ۶۵)

(۵۸)ضعف دماغ

’’میری طبیعت آپ کے بعد پھر بیمار ہو گئی۔ ابھی ریزش کا نہایت زور ہے۔ دماغ میں بہت ضعف ہو گیا ہے۔ آپ کے دوست ٹھاکر رام کے لئے ایک دن بھی توجہ کرنے کے لئے مجھے نہیں ملا۔ صحت کا منتظر ہوں۔ والسلام!‘‘

(خاکسار غلام احمد مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۰ء، مکتوبات احمدیہ ج پنجم نمبر ۲ ص ۴۷، مکتوب نمبر ۵۵)

(۵۹)مرض الموت ’’ہیضہ‘‘

’’والدہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ

کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ۔میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔اس پر میں نے گھبرا کر کہا ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے۔'' والدہ صاحب نے فرمایا ''ہاں''
(سیرۃ المہدی ج اوّل ص ۱۱،۱۲، روایت نمبر۱۲، از بشیر احمد قادیانی)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ مہلک بیماریاں کس طرح عذاب الٰہی بن کر نبی افرنگ کے بدن پر برس رہی ہیں۔کہیں کھانسی کا حملہ ہے۔کہیں پیشاب کی یلغار ہے۔کہیں ذیابیطس کا شب خون ہے۔کہیں خارش کی اٹھکیلیاں ہیں۔کہیں درد گردہ کی پٹخیاں ہیں۔کہیں جونکیں ہم آغوش ہیں۔کہیں سل ودق گلے کا ہار بنی بیٹھی ہیں۔کہیں خونی قے کی طوفانی آمد ہے۔کہیں مراق وہسٹریا کے تیروں کی بوچھاڑ ہے۔کہیں دانت درد کی دھاچوکڑی ہے۔کہیں عارضۂ دل کی جھپٹ ہے۔کہیں ہیضہ کے کلہاڑے سر پر برس رہے ہیں۔کہیں دورہ ختم کرنے کے لئے انگریزی نبوت کی ٹانگیں باندھی جارہی ہیں۔کہیں بناسپتی نبی کے جسم پر کیچڑ ملا جا رہا ہے۔اور کہیں کالی بلا دیکھ کر بے ہوشی کے دورے پڑ رہے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام بیماریاں جھوٹے نبی کو مل کر یوں گھسیٹ رہی ہیں جیسے مری ہوئی چھپکلی کو بہت سے چونٹیاں گھسیٹ کر لے جارہی ہوں یا مرے ہوئے کتے کو بہت سی گدھیں کھا رہی ہوں۔

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے صرف وہ بیماریاں رقم کی ہیں جو قادیانی کتابوں میں موجود ہیں۔لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی کو اس کے علاوہ سینکڑوں بیماریاں لاحق تھیں۔جن کی اس وقت تشخیص نہ ہوسکی۔اگر مرزا قادیانی آج کے تشخیصی دور میں ہوتا اور اس کا مکمل میڈیکل چیک اپ ہوتا تو اس کے جسم سے سینکڑوں بیماریاں دریافت ہوتیں۔جن میں سے ''ایڈز'' سرفہرست ہوتی۔یہ شخص پوری دنیا کے ڈاکٹروں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا۔دنیا جہان کے ڈاکٹر اسے دیکھنے کے لئے آتے۔ڈاکٹروں میں لڑائی چھڑ جاتی۔ماہرین دل کہتے کہ یہ ہمارا مریض ہے۔ماہرین جلد کہتے کہ یہ ہمارا مریض ہے۔ماہرین ناک گلا کہتے کہ یہ ہمارا مریض ہے۔ماہرین معدہ وجگر کہتے کہ یہ ہمارا مریض ہے۔ماہرین ذیابیطس کہتے کہ یہ ہمارا مریض ہے۔ماہرین نفسیات کہتے کہ یہ ہمارا مریض ہے۔مرزا قادیانی کا ٹوٹا ہوا بازو دیکھ کر آرتھوپیڈک سرجن کہتے کہ یہ ہمارا مریض ہے۔اور مرزا قادیانی کے حمل کا قصہ پڑھ کر ماہرین زچہ وبچہ کہتے یہ ہماری مریضہ ہے۔

غرضیکہ ڈاکٹروں میں ایک بحث وتکرار چھڑ جاتی اور چھینا جھپٹی شروع ہو جاتی۔میڈیکل کے طلباء کہتے کہ اسے ہمارے حوالے کرو۔ہم نے اس پر ریسرچ کرنی ہے۔کوئی محقق کہتا کہ اسے میرے حوالے کرو میں نے اس پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھنا ہے۔عجائب گھر والے کہتے کہ اسے ہمیں دے دو۔ہم اس پر ٹکٹ لگائیں گے اور کروڑوں روپے کما کر قومی آمدنی میں اضافہ کریں گے۔جس سے کمر توڑ مہنگائی کا توڑ ہوگا۔دنیا بھر کے صحافی اسے دیکھنے کے لئے آتے اور ساری دنیا کی

اخباروں میں اس کے انٹرویو چھپتے اور فوٹو شائع ہوتے۔ ’’گنز بک آف ورلڈ ریکارڈ‘‘ میں اس کا نام آتا۔ معاملہ عدالتوں تک جا پہنچتا۔ حکومت برطانیہ عدالت میں دعویٰ کرتی کہ مرزا قادیانی ہماری تخلیق ہے۔ اسے نبی ہم نے بنایا تھا اور نبی بننے کے جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنتوں اور بیماریوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ کیونکہ اسے نبی ہم نے بنایا تھا اور ہماری ہی وجہ سے اس کو اتنی بیماریاں لگیں۔ لہٰذا ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس کا علاج معالجہ کرائیں۔ عدالت انگریز کے موقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو انگریز کے حوالے کر دیتی اور بیماریوں کا عالمی چیمپئن مرزا قادیانی اپنی تمام لعنتوں، نحوستوں اور بیماریوں کے ساتھ برطانیہ روانہ ہو جاتا اور ہم کہتے: ’’جتھے دی کھوتی اتھے جا کھلوتی‘‘

باب یازدہم ...... مرزا قادیانی کے مالی معاملات

’’وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ ۰ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْن (الشعراء:۱۸۰)‘‘ کسی نبی نے بذریعہ تبلیغ دین واشاعت مذہب اپنی ذات کے لئے لوگوں سے روپیہ جمع نہیں کیا۔ ’’وَمَا مِنْ نَبِیٍّ دَعَا قَوْمَہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَّا قَالَ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا فَاُثْبِتَ الْاَجْرُ عَلَی الدُّعَا وَلٰکِنْ اَخْتَارَ اَنْ یَّاْخُذَہٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (الیواقیت ج ۲ ص ۲۸)‘‘ مگر مرزا قادیانی نے تبلیغی سلسلہ کو جاری کرتے ہوئے۔ شروع سے چندہ اور کتابوں کی قیمت ایک ایک کے دس دس کر کے وصول کئے۔

جیسا کہ مرزا قادیانی کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ: ’’چونکہ یہ مخالفین پر فتح عظیم اور مومنین کے دل وجان کی مراد تھی۔ اس لئے کہ امراء اسلام کی عالی ہمتی پر بڑا بھروسہ تھا۔ جو وہ ایسی کتاب لاجواب کی بڑی قدر کریں گے اور جو مشکلات اس کی طبع میں پیش آ رہی ہیں ان کے دور کرنے میں بدل وجان متوجہ ہو جائیں گے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص ب، خزائن ج ۱ ص ۶۲)

نیز بلاطلب کے اشتہاری اور بازاری لوگوں کی طرح کتابیں رؤساء کے نام روانہ کر دیں اور جب ان کی طرف سے تسلی بخش جواب نہ ملا تو کتابوں کی قیمت یا ان کی واپسی کی بڑی لجاجت سے درخواست کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ’’ہم نے پہلا حصہ جو چھپ چکا تھا اس میں قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیروں اور دولت مندوں اور رئیسوں کی خدمت میں بھیجی تھیں اور یہ امید کی گئی تھی کہ جو امراء عالی قدر خریداری کتاب کی منظوری فرما کر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے۔ بطور پیشگی بھیج دیں گے...... اور بہ انکسار تمام حقیقت حال سے مطلع کیا۔ مگر باستثناء دو تین عالی ہمتوں کے سب کی طرف سے خاموشی رہی...... اگر خدانخواستہ کتابیں بھی واپس نہ ملیں تو سخت دقت پیش آئے گی اور بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔...... ہم بکمال غربت عرض کرتے ہیں کہ اگر قیمت پیشگی کتابوں کا بھیجنا منظور نہیں تو کتابوں کو بذریعہ ڈاک واپس بھیج دیں۔ ہم اسی کو عطیۂ عظمیٰ سمجھیں گے اور احسان عظیم خیال کریں گے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص ب، ج، خزائن ج ۱ ص ۶۲، ۶۳)

’’کبھی عیسائیوں کی کوششوں کا ذکر کر کے چندہ کے لئے اکسایا۔‘‘ (براہین احمدیہ ص الف، خزائن ج ۱ ص ۶۰)

’’اور کبھی اپنی غربت اور افلاس کو سامنے رکھا اور کہیں امداد باہمی اور اسلامی ہمدردی کا گیت گایا۔‘‘

(دیکھو اشتہار عرض ضروری بحالت مجبوری، براہین احمدیہ ص الف، خزائن ج ۱ ص ۵۹)

آخر کار اس جدوجہد کا نتیجہ ایک دن حسب دلخواہ بامراد نکل آیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ’’یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آچکی ہے۔ بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے ڈاکخانہ جات کے رجسٹر کافی ہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۷، خزائن ج ۲۱ ص ۷۴)

''جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا۔ میں ایک غریب تھا۔ مجھے بے انتہا دیا دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی۔ جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی۔'' (براہین حصہ ۵،ص ۱۰، خزائن ج ۲۱ ص ۱۹)

''اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے...... اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۱)

مرزا قادیانی نے ایک معمولی کتاب کو جو پانچ روپیہ سے زیادہ حیثیت کی نہ تھی۔ بڑی ضخامت میں پیش کر کے جس گندم نمائی اور جو فروشی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کی نظیر ایک معمولی درجہ کے دیندار آدمی میں بھی نظر نہ آئے گی، اور جو رقم اشاعت اسلام کے نام سے بطور چندہ وصول کی گئی۔ اس کو بتمامہ دین کے کاموں میں صرف نہ کیا۔ بلکہ بہت سا روپیہ اپنی ضرورتوں میں لگایا۔ جائدادیں خریدیں اور غریب سے رئیس اور دولت مند بن گئے۔ ورنہ وہی مرزا قادیانی اس وقت بھی تھے جب کہ سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ کے کلرک تھے اور گذارہ مشکل سے ہوتا تھا۔

مطالبہ: کیا انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے ایسی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ جنہوں نے مذہب کی آڑ میں دنیا کمائی ہو؟ یا مسلمانوں کے بیت المال کے روپیہ کو اپنی ضرورتوں میں خرچ کیا ہو؟

مرزا قادیانی اور دیانت

''اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْن (انفال:۵۸)''

نبوت اور رسالت خدا تعالیٰ کی رضامندی کی نشانی ہے اور خیانت خواہ کسی قسم کی ہو نفاق کی علامت ہے۔ اس لئے نبوت اور خیانت کسی جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ''وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ (آل عمران:۱۶۱)''

''والمعنی وماصح له ذالك ۰ یعنی ان النبوة تنافی الغلول (مدارك:۱۴۹)'' جامع البیان میں ہے کہ: ''ای ینسب الیٰ خیانة'' مگر مرزا قادیانی میں خیانت جیسا قبیح فعل نہ صرف چندہ وغیرہ کے معاملہ میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ نقل مذہب میں بھی خیانت سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ ''تحفہ گولڑویہ'' میں لکھتے ہیں کہ: ''یعنی وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر ۴۵ برس تک ان پر جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۵۱، خزائن ج ۱۷ ص ۱۷۴)

مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے اس عقیدہ کو نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ اس بارے میں صرف اس قدر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نزول کے بعد بھی نبی رہیں گے۔ لیکن وحی نبوت ان پر نازل نہ ہوگی اور وہ شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کریں گے۔ جس کا علم ان کو بالہام الٰہی ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ: ''ان عیسیٰ علیہ السلام وان کان بعده واولی العزم وخواص الرسل فقد زال حکمه فی هذا المقام بحکم الزمان علیه الذی هو بغیره فیرسل ولیا ذانبوة مطلقة وملهم بشرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویفهمه علی وجهه کالاولیاء المحمدیین (یواقیت ج۲ ص۸۹)''

شیخ عبدالحق مدارج میں لکھتے ہیں کہ: ''ولهذا عیسیٰ علیہ السلام در آخر زمان برشریعت وی بیاید وحال آنکه وی نبی کریم ست وبا قیست برنبوت خود نقصان نشده است ازوی چیزے''

(مدارج ج ۱ ص ۹۳)

اور یہی مطلب ’’حجج الکرامہ‘‘ والے کا ہے۔ یعنی ان کا مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ مگر معاملہ نبیوں کی طرح نہیں ہوگا۔ اسی لئے نہ ان پر وحی نبوت نازل ہوگی اور نہ ان کو عمل کرنے کے لئے کوئی خاص شریعت دی جائے گی، اور ابن عباس ؓ امام مالک ؒ وغیرہ اور دیگر مفسرین اور محدثین کی طرف جو غلط عقیدے منسوب کئے ہیں۔ جن کی تفصیل جلد ثانی میں پہلے گذر چکی ہے۔ منجملہ خیانات کے چند خیانتیں ہیں۔ ’’براہین احمدیہ‘‘ کے اشاعت کے زمانہ میں جس گندم نمائی اور جو فروشی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کی کسی قدر تفصیل پہلے معلوم ہوچکی۔ پھر ان خریداروں کا روپیہ جو پانچویں حصہ کے لکھنے سے پہلے ہی مر چکے تھے۔ وہ بدامانت مرزا قادیانی کی تحویل میں تھا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس رقم کو ان کے وارثوں کی طرف واپس نہیں کیا اور امانت کو صاف ہضم کر گئے۔ نیز مسلمانوں کو مذہبی تبلیغ کا دھوکا دیا گیا، اور اشاعت مذہب کا نام لے کر ان سے روپیہ وصول کیا گیا۔ مگر کام اس پردہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا ہوتا رہا۔ چنانچہ ’’قابل توجہ گورنمنٹ ہند‘‘ کے عنوان سے ایک چٹھی ’’انجام آتھم‘‘ میں درج کی ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ: ’’واشعنا الکتب فی حمایة اغراض الدولة الیٰ بلاد الشام والروم وغیرها من الدیار البعیدة وهذا امر لن تجد الدولة نظیرها فی غیرها من المخلصین‘‘ (انجام آتھم ص۲۸۳، خزائن ج۱۱ ص۲۸۳)

’’دولت برطانیہ کے اغراض ومقاصد کی حمایت میں ہم نے بہت سی کتابیں لکھ کر شام اور روم اور دیگر بلاد بعیدہ میں شائع کی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے۔ جس کی نظیر حکومت برطانیہ کو ہماری مخلص جماعت کے سوا غیر میں نظر نہیں آسکتی۔‘‘

’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب میں مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں، اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵،۱۵۶)

مطالبہ: اشاعت مذہب کا روپیہ کس شرعی حکم سے اس گناہ عظیم میں لگایا گیا کیا اس نام سے چندہ کی کوئی مد قائم کی جاسکتی ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی کی خیانت ملاحظہ فرمائیں

۱...... حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے مولانا خواجہ محمد صدیق ؒ کو ایک خط تحریر فرمایا۔ جس میں آپ نے تحریر فرمایا: ’’وقد یکون ذالك لبعض الکمل من متابعیهم بالتبعیة والوراثة ایضا واذ اکثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم سمی محدثاً‘‘

ترجمہ فارسی: ’’وگاہے ایں نعمت عظمیٰ بعضے را ازکمل متابعان ایشاں نیز بہ تبعیت ووراثت میسر میگردد وایں قسم ازکلام بایکے ازیشان ہرگاہ بکثرت واقع گردد آنکس محدث (بفتح دال وتشدید آں) نامیدہ میشود۔‘‘ (مکتوبات مجدد الف ثانی ص۱۴۲، دفتر دوم)

۲...... (الف) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ابتدائی تصنیف (براہین احمدیہ ص۵۴۶، خزائن ج۱ ص۶۵۲) پر اس کا حوالہ

یوں نقل کیا ہے۔ ”بلکہ امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جومکتوب پنجاہ ویکم ہے۔ اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات ومخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔“

(ب) اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی (تحفہ بغداد ص۲۱، خزائن ج۷ ص۲۸) پر بھی بعینہ حضرت مجدد کا خط نقل کرتے ہوئے کثرت مکالمہ والے کو محدّث لکھا ہے۔

۳...... لیکن برا ہو۔ خود غرضی، نفس پرستی اور بد دیانتی کا، کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں تحریف کرتے ہوئے لکھا کہ: ”مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

نتیجہ: دیکھئے! مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جسے کثرت مکالمہ ہو وہ محدّث ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ”براہین احمدیہ“ اور ”تحفہ بغداد“ میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بھی یہی تحریر کیا کہ کثرت مکالمہ والا محدّث کہلاتا ہے۔ لیکن جب خود دعویٰ نبوت کیا تو ”حقیقت الوحی“ میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے کثرت مکالمہ والا نبی کہلاتا ہے لکھ دیا۔

اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ایک ہی حوالہ کو مرزا غلام احمد قادیانی تین جگہ لکھتا ہے۔ براہین احمدیہ، تحفہ بغداد، اس میں محدث لکھتا ہے اور اسی حوالہ کو مرزا غلام احمد قادیانی ”حقیقت الوحی“ میں نبی لکھتا ہے۔ محدّث کو نبی کرنا محض غلطی نہیں بلکہ صریح اور کھلی بد دیانتی ہے۔

۴...... چنانچہ حضرت مولانا نور محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے اپنی کتاب (کفریات مرزا ص۲۱، مطبوعہ خواجہ برقی پریس دہلی مئی ۱۹۳۳ء) میں یہ حوالہ نقل کر کے یہ چیلنج نقل کیا تھا: ”حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مذکورہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جس خیانت مجرمانہ جرأت شیطنہ سے کام لیا ہے۔ اس پر قیامت تک علمی دنیا لعنت ونفرت کا وظیفہ پڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کی روح کو ایصال ثواب کرے گی۔ کیا کوئی علمدی جرأت کر سکتا ہے کہ نبی کا لفظ عبارت مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ میں دکھلا کر اپنے پیشوا کو کذابوں کی قطار سے علیحدہ کر دے۔“

آج سے اٹھہتر (۷۸) سال قبل قادیانیوں کو جو چیلنج دیا گیا تھا۔ وہ جوں کا توں برقرار ہے۔ قادیانی امت مرزا غلام احمد قادیانی سے اس خیانت وبد دیانتی کے الزام کو دور نہیں کر سکی اور نہ قیامت تک کر سکتی ہے۔ جھوٹا بد دیانت نبی ہو سکتا ہے؟ یہ قادیانی امت کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔

باب دوازدہم ...... مرزا قادیانی اور اغیار کی غلامی

”وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا (کهف:۲۸)“ ﴿کبھی کسی نبی نے کفاروں کی غلامی اختیار نہیں کی۔ بلکہ جب تک عزت کی زندگی حاصل نہ ہوئی وہ ہمیشہ ان کی مخالفت کرتے اور ان سے لڑتے رہے ہیں۔﴾

لیکن مرزا قادیانی جس حکومت برطانیہ کو دجال کہتے ہیں۔ اس کی غلامی پر فخر کرتے جاتے ہیں اور اس کو نعماء الٰہی

میں سے ایک نعمت سمجھتے ہیں۔

۱...... ’’بنظران احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامۂ خلائق پروارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکرگذار ہوں گے۔ اگر وہ اس سلطنت کو جوان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔‘‘ (براہین احمدیہ ص ب، خزائن ج۱ ص۱۴۰)

۲...... ’’اَلَمْ یُفَکَّرْ اِنَّنَا ذریة آباء انفذوا اعمارهم فی خدمات هذه الدولة! کیا گورنمنٹ اتنا غور نہیں کرتی کہ ہم انہی بزرگوں کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے اپنی عمریں حکومت برطانیہ کی خدمت میں صرف کر دیں۔‘‘

(انجام آتھم ص۲۸۳، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۳...... ’’خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکرگذاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اسی مسئلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان ’’برٹش انڈیا‘‘ اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں، اور کیوں کر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں، اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۱۲،۱۱، خزائن ج۱۲ ص۲۶۳،۲۶۴)

۴...... ’’ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکرگذار رہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۳۲، خزائن ج۳ ص۱۶۶)

مطالبہ: حدیث میں آنے والے مسیح کو قاتل دجال فرمایا گیا ہے۔ مگر مرزاقادیانی اس کی حمایت میں جس کو دجال اور یاجوج ماجوج کہتے ہیں۔ اپنی عمر کا بیشتر حصہ صرف کرتے نظر آرہے ہیں۔ تو کیا ایسے حامیٔ دجال مسیح کی حمایت میں کوئی حدیث یا آیت قرآنیہ پیش کی جاسکے گی؟

س...... حضرت یوسف و یعقوب علیہم السلام ایک کافر کی حکومت میں مصر جاکر آباد ہوئے اور یوسف علیہ السلام نے بحیثیت ملازم حکومت کا کام کیا۔

ج...... یوسف علیہ السلام کی زندگی مصر میں غلامانہ زندگی نہیں تھی۔ وہ مصر کے حل و عقد کے مالک اور بااختیار حکمران تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ’’وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ (یوسف: ۵۶)‘‘ ﴿ہم نے یوسف علیہ السلام کو مصر میں ایسی قوت اور طاقت عطاء فرمائی کہ وہ جہاں چاہتا رہتا اور ٹھہرتا تھا۔﴾

۲...... مصر کا بادشاہ یوسف علیہ السلام کے دست حق پرست پر اسلام لے آیا تھا۔

’’واقام العدل بمصر وأجلة الرجال والنساء واسلم علی یده الملك وكثير من الناس

(تفسیر کبیر ص ۱٦۲ ج ۹ زیر آیت وکذلك مکنا لیوسف)''

''وعن مجاهد ان الملك اسلم علے یده (بیضاوی ص ٤١٤)''

باب سیزدہم ...... مرزا قادیانی اور اعمال صالحہ

''وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِيْنَ وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ (الانبياء:۷۳)'' ﴿ہم نے ہر ایک نبی کو صالح اور نیک عمل بنایا اور ان کو پیشوا کیا کہ جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف نیکیوں کے کرنے، نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے کی وحی کی۔﴾ یعنی نبی کے لئے متقی، پرہیزگار ہونا شرط اوّل ہے۔ وہ ہمیشہ لوگوں کو نیک کام کے کرنے، زکوٰۃ اور نماز کے ادا کرنے کی طرف بلاتے رہے ہیں۔

مگر مرزا قادیانی کی تالیفات میں بقول مرزا قادیانی پچاس الماریاں بھری جاسکتی ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی نماز روزہ کی تلقین اعمال حسنہ کی طرف ترغیب وتحریض مطلقاً نہیں پائی جاتی اور ذاتی تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ حال ہے کہ جب آپ مسلمانوں کا حسن ظن حاصل کر رہے تھے اور دعویٰ مہدیت، مسیحیت وغیرہ کچھ نہیں کیا تھا اور براہین کے اشتہار بازی سے بہت سارو پیہ بھی جمع کر چکے تھے۔ اس وقت باوجود امن طریق کے اور دس ہزار روپیہ کی مالیت رکھنے کے حج کے لئے نہ گئے۔ چنانچہ اس اشتہار میں جو جمیع ارباب مذہب کے مقابلہ میں دس ہزار روپیہ انعام دینے کے وعدہ کا اعلان کرنے کے لیئے شائع کیا تھا۔ لکھتے ہیں کہ: ''میں مشتہر ایسے مجیب کو بلاعذرے وحیلے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل دیدوں گا۔'' (براہین احمدیہ ص ۲۵،۲٦، خزائن ج۱ص ۲۸)

منہ میں پان اور نماز

مرزا غلام احمد قادیانی اور اعمال صالحہ کی ادائیگی ملاحظہ فرمائیں: ''ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی۔ ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی۔ تا کہ آرام سے پڑھ سکیں۔'' (سیرت المہدی ج۳ ص ۱۰۳، روایت نمبر ٦۳۸)

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ میں نے کبھی حضرت مسیح (مرزا قادیانی) کو اعتکاف میں بیٹھے نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ سنوری نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ہے۔'' (سیرت المہدی ج۱ص ٦۸، روایت نمبر ۸٦)

روزے تڑوادیئے

''لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو اطلاع ہوئی تو آپ مع کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں۔...... چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوادیئے۔'' (سیرۃ المہدی ج۲ص ۵۹)

حج، اعتکاف، زکوٰۃ

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں

کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی...... زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے...... اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔" (سیرت المہدی ج۳ ص۱۱۹، روایت نمبر۶۷۲)

کذب بیانی، وعدہ خلافی، تلبیس اور دھوکا دہی

خیانت چندہ کا ناجائز مصرف، حرص، وطمع دنیوی، نصاریٰ کی جاسوسیت وغیرہ نقائص شرعی اس کے علاوہ ہے۔ اگرچہ ان کی مثالیں پہلے گذر چکی ہیں۔ مگر مزید بصیرت کے لئے ایک دو حوالے اور نقل کئے جاتے ہیں۔

"پہلے یہ کتاب (براہین) صرف تیس پینتیس جز تک تالیف ہوئی تھی اور پھر سو جز و تک بڑھادی گئی اور دس روپیہ عام مسلمانوں کے لئے اور پچیس روپیہ دوسری قوموں اور خواص کے لئے مقرر ہوئی۔ مگر اب یہ کتاب بوجہ جمیع ضروریات تحقیق وتدقیق اور اتمام حجت کے تین سو جزء تک پہنچ گئی۔"

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل ص۲۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۲،۳۳)

اس مثال میں سوائے خدمت نصاریٰ کے مذکورہ بالا تمام برائیاں موجود ہیں۔ اس کے بعد نصاریٰ کی خدمت گذاری کے شوق میں شریعت کی قطع و برید ملاحظہ ہو۔

"شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے۔ جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو۔ قطعی حرام ہے۔" (براہین احمدیہ ص ب حصہ۳، خزائن ج۱ ص۱۳۹)

مطالبہ: سوائے معاہدہ کے شریعت اسلامیہ کا اس بارے میں وہ واضح اور متفق علیہ مسئلہ ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں، اور اگر یہ بات ثابت نہ کی جاسکے تو پھر اس کو اتفاقی اور کھلا ہوا مسئلہ بتانا دھوکا دہی نہیں ہے تو کیا ہے؟ اور اگر یہ ایسا متفقہ اور کھلا ہوا شرعی مسئلہ تھا تو جہاد سے روکنے کی تحریک کو اپنی کوشش کا نتیجہ کیوں کہا جاتا ہے۔ پھر اگر برطانیہ سے معاہدہ تھا تو وہ ہندوستان کے مسلمانوں کا تھا۔ اس کی پابندی عرب، روم وشام کابل وغیرہ کے رہنے والے مسلمانوں پر نہیں تھی۔ مرزا قادیانی نے جو عمر کا بہت سا حصہ بلاد اسلامیہ میں امتناع جہاد کی بحث اور اغراض برطانیہ کی حمایت میں کتابیں بھیجنے پر صرف کردیا۔ وہ کس شرعی حکم کے ماتحت تھا۔ پھر لڑکے کو عاق کرنا چاہا۔ باوجودیکہ عاق کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ (ابن ماجہ ص۲۹۴ باب لا وصیۃ للوارث)

ایسے ہی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اصل ہدف دعویٰ نبوت تک پہنچنے کے لئے عیسائیت کے رد اور اشاعت اسلام کا سہارا لیا، اور کہا کہ کتاب مرتب کرنی ہے۔ تین سو دلائل ہوں گے۔ ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ لوگوں سے چندہ وصول کیا۔ وعدہ ۵۰ کا کیا۔ روپیہ پیسہ ۵۰ جلدوں کا لیا۔ مگر ۵ جلدوں پر اکتفا کیا۔ لوگوں کا مسلسل اصرار بڑھا۔ مرزا قادیانی نے کہا: "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور کیونکر پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نکتہ کا فرق ہے۔ اسی لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ ص۷، خزائن ج۲۱ ص۹)

قادیانی نبی کی عیاری پر غور فرمائیں۔ وعدہ پچاس کا، رقم پچاس کی۔ مگر وعدہ خلافی کی، حرام کا ارتکاب کیا، لوگوں کا مال حرام کیا، حرام کھایا۔ وعدہ خلاف، جھوٹ بولنے والا، حرام کھانے والا، اللہ کا سچا نبی نہیں بلکہ قادیان کا دھقان

مرزا غلام احمد قادیانی ہوسکتا ہے۔

مرزا قادیانی اور انبیاء سابقین علیہم السلام

’’وَقَضَّیْنَا عَلٰی اٰثَارِھِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقًالِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ (مائدہ:۴۶)‘‘ ہر ایک نبی پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی تصدیق اور توثیق کرتا چلا آیا ہے۔ خصوصاً عقائد کے بارے میں تمام نبیوں کی ایک ہی تعلیم رہی ہے۔ قرآن کریم کی نسبت بھی یہی فرمایا گیا:

’’وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنِ (شعراء:۱۹۶)‘‘

’’مَعْنَاہُ لَفِی الکتب المقدمۃ (بیضاوی:۱۳۳)‘‘

حدیث میں ہے کہ: ’’نَحْنُ مَعْشَرُا لْاَنْبِیَآءُ اِخْوَۃً لِّعَلَّاتٍ اُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَدِیْنُھُمْ وَاحِدٌ (بخاری ج۱ ص ۴۹۰ باب واذکر فی الکتاب مریم)‘‘

یعنی اصول دین تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان مشترک ہیں۔ صرف عبادت کے طریقے بدلے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی جب دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے۔ تو وہ ہر ایک بات میں نبی عربی ﷺ کی تصدیق کریں گے اور ان کی تحقیق سے ایک انچ باہر نہ ہوں گے۔ چنانچہ (کنزالعمال ج۱۴ ص۳۲۱ حدیث نمبر ۳۸۸۰۸) میں ہے کہ: ’’یَجِیْئُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مُصَدِّقًا بِمُحَمَّدٍ عَلٰی مِلَّتِہٖ‘‘

مگر مرزا قادیانی کو انبیاء علیہم السلام کے عقائد سے سخت اختلاف ہے۔ بلکہ وہ اس بارے میں نبی عربی ﷺ کی تحقیق کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی تکذیب کرتا جاتا ہے۔

چنانچہ دجال کے ایک شخص واحد ہونے اور یک چشم اور اعور ہونے پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے شہادت دی ہے اور حضور ﷺ نے اس پر یہ تحقیق مزید اضافہ فرمادی کہ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر، لکھی ہوئی ہوگی۔ جیسا کہ ’’بخاری‘‘ اور ’’مسلم‘‘ کی اس روایت سے ظاہر ہے۔

’’عَنْ اَنس رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَاُمَّتَہٗ الْاَعْوَارَ الْکَذَّابَ اِلَّااِنَّہٗ اَعْوَرَ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرٍ وَاِنَّ بَیْنَ عَیْنَیْہِ مَکْتُوْبًا کَافِرٌ (بخاری ج۲ ص۱۰۵۶ باب ذکر الدجال، مسلم ج۲ ص ۴۰۰، باب ذکر الدجال)‘‘

مرزا قادیانی نے بھی ’’ازالہ اوہام‘‘ میں اس حدیث کی تصدیق اس طرح کی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کے عہد تک اس مسیح دجال کی خبر موجود ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کی تعیین شخصی سے جو انبیاء علیہم السلام کے درمیان متفق علیہ چیز تھی۔ انکار کردیا۔ خواہ وہ کسی تاویل کے ماتحت ہو۔ لیکن تمام نبیوں کا اس کا ظاہر پر اتارنا اور اس میں کسی قسم کی تاویل نہ کرنا نہ صرف مرزا قادیانی کی تاویل کی تردید کرتا ہے۔ بلکہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کی بطالت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا دجال کی شخصیت سے انکار کرتے ہوئے یہ لکھنا سراسر لغو ہے کہ: ’’میرا یہ مذہب ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔‘‘

(ازالہ ص۴۸۸، خزائن ج۳ ص۳۶۲)

’’اور بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح تمام

دنیا میں پھیل گیا ہے۔‘‘ (ازالہ ص ۴۹۵، ۴۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۶۶)

پھر یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کو دجال کی حقیقت کا صحیح علم نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے کے علاوہ اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ مرزا قادیانی کے خیال میں ان کی اپنی تحقیق انبیاء علیہم السلام کی تحقیق سے جدا اور اس کے مخالف ہے اور مخالفت ہی مرزا قادیانی کے باطل ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’آنحضرت ﷺ پر ابن مریم علیہم السلام اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت ’’کماھی‘‘ ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔‘‘

(ازالہ کلاں ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

س...... اگر دجال کی شخصیت کا مسئلہ متفق علیہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ ابن صیاد کے دجال ہونے میں کبھی تردد کا اظہار نہ فرماتے؟

ج...... حضور ﷺ کو دجال کے شخص واحد اور ’’رجل من الرجال‘‘ ہونے میں تردد نہیں تھا۔ تردد اس بارے میں تھا کہ دجال ہونے والا شخص ابن صیاد ہے یا کوئی اور شخص ہے؟۔ انبیاء علیہم السلام کا اتفاق یقین شخصی میں ہے۔ تعین ذاتی میں نہیں ’’این ھذا من ذاك‘‘ اسی طرح یاجوج ماجوج، خروج دجال، دابۃ الارض وغیرہ مسائل میں رسول اللہ ﷺ کے بیان کی تصدیق نہ کرنا اور اس کے خلاف اپنی رائے پیش کرنا۔ آیت مذکورہ بالا کی رو سے بطالت کی نشانی ہے۔ مرزا قادیانی نے ملائکہ علیہم السلام کی حقیقت اور ان کے نزول جسمانی نزول وحی سے مراد اور معجزہ کی حقیقت وغیرہ میں بھی نبی کریم ﷺ کی تحقیق کی مخالفت کی ہے اور بجائے تصدیق کے ان کی تکذیب کر کے اپنا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ سچے کی مخالفت کرنے والا جھوٹا ہی ہوا کرتا ہے۔ سچا کبھی نہیں ہوتا۔ ’’انشاء اللہ‘‘ ان تمام چیزوں کی تحقیق ’’ایمان مرزا‘‘ کی بحث میں مفصل طور پر مذکور ہوگی۔ واللہ أعلم!

مرزا قادیانی اور بہادری

’’اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ (احزاب:۳۹)‘‘ ﴿ کبھی کوئی رسول یا نبی اظہار حق کے لئے کسی انسانی طاقت سے نہیں ڈرے۔ ﴾ مرزا قادیانی تمام عمر حکومت کے خوف سے اس کی رضا جوئی کے متلاشی رہے، اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمہ میں قید و بند کے ڈر سے بعض الہامات کے ظاہر نہ کرنے کا عدالت کے روبرو عہد کیا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس اقرار نامہ کے چند دفعات (الہامات مرزا ص ۸۴) پر نقل کئے ہیں۔ جن میں سے یہ بھی ہیں۔

۱...... میں (مرزا قادیانی) ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا۔ جس کے یہ معنے ہوں یا ایسے معنے خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳...... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ (الہامات مرزا ص۸۴)

گورنمنٹ کے خوف سے لکھتے ہیں کہ: ''ہر ایک ایسی پیش گوئی سے اجتناب ہوگا۔ جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو۔'' (حاشیہ اربعین نمبر ۱ ص ۱، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۳)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ: ''مجھے باقی انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ ان میں ایک چیز دشمن پر رعب ڈال دیا گیا ہے۔ میرا دشمن کئی میل کی مسافت سے مجھ سے ڈرتا ہے۔'' یہ اللہ کا سچا نبی ہے اور اس سچے نبی کی یہی خاصیت ہونی چاہئے۔ مگر جو جھوٹا نبی مرزے قادیانی کی طرح ہوگا۔ اس کا اور اس کی بہادری کا کیا حال ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں: ''چند آدمی سامنے ہیں۔ ایک چادر میں کوئی شیٔ ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں۔ دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں اور ایک بکرا ہے۔ میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا تاکہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ میں ایک بلی ملی۔ جس کے منہ میں کوئی شیٔ مثل چوہا ہے۔ مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا۔'' (تذکرہ ص ۵۵۸، طبع اوّل)

جو شخص چند مرغے چھپا چھپا کر لے چلا اس ڈر سے کہ کہیں بلی حملہ نہ کر دے وہ اللہ کا نبی نہیں بلکہ خود چوہا ہو سکتا ہے۔ دوسری بات بقول مرزا قادیانی کے جوان کی بہادری کو واضح کرتی ہے کہ بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور میں محفوظ نکل گیا۔ اگر بلی توجہ کر لیتی۔ اس کی تو عید ہو جاتی۔ اس لئے کہ مرغے بھی مل جاتے اور مرزے جیسا پلا چوہا بھی۔

مال و دولت اور نبوت

''اَلَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَہُمۡ لَعِبًا وَّلَہۡوًا وَّغَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا (انعام:۷۰)'' اس آیت میں کافروں کی دو نشانیاں بیان کی گئیں ہیں۔

۱...... ''لھو ولعب'' کھیل اور تماشہ کو انہوں نے دین کا جز بنالیا ہے۔

۲...... انہماک دنیوی نے ان کو غافل کر رکھا ہے کہ دن رات دنیا ہی کو حاصل کرنے کا فکر ہے اسی کے عیش و آرام پر فخر کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی دنیا داروں کی طرح دنیوی شہرت کو پسند کرتے، اور مال و دولت کے جمع ہونے پر فخر کرتے ہوئے اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ''جو میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا۔ میں ایک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا۔'' (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۰، خزائن ج ۲۱ ص ۱۹)

واقعی خدا تعالیٰ کسی کی محنت رائیگاں نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی کو دنیا کی دولت ہی جمع کرنی مقصود تھی سو ہو گئی۔ ایک جگہ اپنی شہرت پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''اس زمانہ میں ذرا سوچو کہ میں کیا چیز تھا۔ جس زمانہ میں براہین کا دیا تھا اشتہار۔ پھر ذرا سوچو کہ اب چرچا میرا کیسا ہوا۔ کس طرح سرعت سے شہرت ہوگئی۔ در ہر دیار!

(براہین احمدیہ ص ۱۱۲ حصہ ۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۲)

یہ تو مرزا قادیانی کا حال ہے۔ مگر رسول خدا ﷺ اس کے مقابلہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءُ الۡاَنۡبِیَاءِ ثُمَّ الۡاَمۡثَلُ فَالۡاَمۡثَلُ (کنز العمال ج ۳ ص ۳۲۷ حدیث ۶۷۸۳)'' انبیاء علیہم السلام پر دنیا کی مصیبتیں عام ہوتی ہیں اور امت میں سے جو شخص عمل میں ان کے قریب ہوتا ہے۔ اسی قدر مصیبتوں کا اس پر ہجوم ہوتا ہے۔ سچ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فقیرانہ زندگی ہی اس امر کا قطعی فیصلہ ہے اور قارون وفرعون کی وراثت پر فخر کرنا فرعون صفت لوگوں ہی کا کام ہے۔

س...... حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام بڑی سلطنت کے مالک تھے؟۔

ج...... اوّل تو ان بزرگوں نے کبھی مال ودولت پر فخر یہ کلمات نہیں فرمائے، دوسرے وہ بیت المال سے ایک کوڑی بھی اپنے اوپر خرچ نہیں کرتے تھے۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام زرہ بنا کر بیچتے اور اس سے گزارہ کرتے تھے۔ جیسا کہ ''وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ'' سے ظاہر ہے اور یہی حال سلیمان علیہ السلام کا تھا۔ ٹوکریاں اپنے ہاتھ سے بنتے اور ان کو بازار میں بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ مرزا کی طرح جھوٹ سچ کا مال جمع نہیں کرتے تھے۔ ان کے نزدیک دنیا کے مال کی پرکاہ کے برابر بھی قدر نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ گھوڑوں کی مشغولیت کے سبب نماز عصر کے قضا ہو جانے کی وجہ سے ان کو ذبح کر دیا اور ملکۂ سباء کے ہدایا کو حقارت سے رد کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ: ''قَالَ اَتُمِدُّوْنَنَ بِمَالٍ ۰ فَمَآ آتٰنِیَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ آتٰکُمْ ۰ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِکُمْ تفْرَحُوْن (نمل:۳۶)''

چنانچہ ''صاحب جمل'' اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ''ای انکم اهل مفاخرة ومکاثرة بالدنیا تفرحون باهداء بعضکم الیٰ بعض واما انا فلا افرح بالدنیا ولیست الدنیا من حاجتی''

(جمل حاشیہ نمبر۱۲ جلالین ص۳۲۰)

مگر مرزا قادیانی ہیں کہ تین سو دلائل والی کتاب لکھنے کا اعلان کر کے حسب وعدہ خریداروں کے پاس نہیں پہنچاتے اور جب خریدار تنگ آ کر اپنی قیمت واپس کراتے ہیں تو بدل ناخواستہ واپس کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مگر تمنا اور آرزو یہی رہتی ہے کہ یہ آئی ہوئی رقم واپس نہ ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ چنانچہ اس حسرت بھری تمنا کو ان لفظوں میں ظاہر فرمایا ہے کہ: ''پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں۔ اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا۔'' (دیباچہ براہین ۵ ص۸، خزائن ج۲۱ ص۹)

کوئی ان سے پوچھے کہ اگر وہ قیمت واپس نہ کرتے تو کیا کرتے؟ کیا ان کو وہ کتاب مل جاتی جس کا معاملہ طرفین میں ہوا تھا؟ جب اس کتاب کا وجود ہی نہ تھا تو مرزا قادیانی کس وجہ شرعی سے یہ روپیہ دبانا چاہتے تھے؟

س...... ''جو لوگ کسی مکر سے دنیا کمانا چاہتے ہیں کیا ان کا یہی اصول ہوا کرتا ہے کہ بیکبارگی ساری دنیا کی عداوت کرنے کا جوش دلاویں اور اپنی جان کو ہر وقت فکر میں ڈالیں۔'' (مقدمہ براہین ص۱۱۸، خزائن ج۱ ص۱۱۰)

ج...... یہ فقرہ مرزا قادیانی نے اس وقت لکھا تھا۔ جب کہ آپ دنیا کو مقابلہ کی دعوت اور مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنے کے لئے مجددیت، مہدیت وغیرہ دعاوی کا سلسلہ اس خیال کے ماتحت جاری کیا کہ: ''اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں ان کو پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں۔ تب تک وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شان بزرگ کو کب پہنچ سکتا ہے...... کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا کہ ان کو چھوڑ کر اس کی سنیں۔'' (براہین ص۲۴۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱، خزائن ج۱ ص۲۷۱)

جب مسلمانوں کی ایک جماعت کو مائل کر لیا تو پھر مسیحیت، مجددیت، نبوت وخدائی کے دعوے شروع کر دیئے۔

ایک طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اور دوسری طرف مال کی محبت اور ہوس کا یہ عالم تھا کہ مرزا غلام

احمد قادیانی نے اپنے ایک مرید کے خط کے جواب میں لکھا کہ اپنی بہن کی عصمت فروشی کا مال خدمت اسلام کے لئے مجھے قادیان بھیج دو۔ ملاحظہ فرمائیے: ’’ایک شخص نے حضرت سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری بہن ایک کنچنی (کنجری) تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا۔ پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۶۱، روایت نمبر۲۷۲)

شاعری اور نبوت

’’وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ (الشعراء:۲۲٤)‘‘

انبیاء علیہم السلام میں سے کبھی کوئی نبی شاعر نہیں ہوا۔ مگر مرزا قادیانی شعرگوئی کا بھی شوق رکھتے ہیں اور مرزائی پارٹی میں ان کی شاعری اونچے درجہ کی ہے۔ تمام نبیوں سے نرالا شاعر نبی کیونکر ہوسکتا ہے اور اگر ہے تو ایسے متنبّی شاعر کے پیرو یقیناً بحکم قرآن گم کردہ راہ ہدایت ہوں گے۔

عشقیہ

اللہ کے سچے نبی شاعری سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی شاعری بھی کرتا اور پھر عشقیہ شاعری کرتا۔ ایک تو شاعری ویسے بھی نبوت کے منصب کے لائق نہیں اور مرزا قادیانی نے جو شاعری کی وہ بھی ایسی کہ کیا کہنے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عشقیہ شعروشاعری

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل ابھی کچھ پاؤ گے تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے
ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے
سبب کوئی خداوند بنادے کسی صورت سے وہ صورت دکھادے
کرم فرما کے آ او میرے جانی بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہوکر دلا اک بار شور و غل مچادے
نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بہت اب سے پردہ میں رہو تم کہ کافر ہوگئی خلقت خدا کی
نہیں منظور تھی گر تم کو الفت تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دل سوزیوں سے بے خبر ہو مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۳۲، روایت نمبر۲۲۸)

قومی زبان اورنبوت

’’وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ (ابراهیم: ٤)‘‘ ﴿نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس کی قومی زبان میں تاکہ وہ لوگوں پر وحی کو ظاہر کرے۔﴾

اس آیت میں رسول کے لئے دو قیدیں مذکور ہوئی ہیں۔

۱...... رسول پر ہمیشہ وحی ربانی اس کی قومی زبان میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ پر اگرچہ وہ تمام جہان کی طرف مبعوث کئے گئے۔ وحی قومی زبان عربی ہی میں نازل ہوتی رہی۔

۲...... نازل شدہ وحی کا سمجھنا رسول کے لئے لازمی ہے تاکہ وہ دوسروں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر سکے۔ خواہ وہ امت کو اس سے مطلع کرے یا نہ کرے۔ مگر اس کا واقف اور باخبر ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اس اصول کو مرزاقادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ: ’’یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے کیا فائدہ ہوا۔ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت حصہ۲ص ۲۰۹، خزائن ج۲۳ص ۲۱۸)

چنانچہ مرزاقادیانی خود تحریر کرتے ہیں کہ: ’’وہ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی، سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔‘‘

(نزول المسیح ص ۵۷، خزائن ج۱۸ص ۴۳۵)

ایسے الہامات سے چند الہام بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہو۔

’’ھو شعنا نعسا یہ دونوں فقرے شائد عبرانی ہیں اور ان کے معنے ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔‘‘

(براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج۱ص ۶۶۴)

۲...... ’’آئی، لو، یو۔ آئی شیل، گو، یو۔ لارج پارٹی آف اسلام۔ چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنے کھلے ہیں۔‘‘ (حاشیہ براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج۱ص ۶۶۴)

۳...... ’’پریشن عمر براطوس یا پلاطوس نوٹ آخری لفظ براطوس ہے۔ یا پلاطوس ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر۲ میں عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے لفظ ہیں۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ حصہ اص ۶۸، البشریٰ ص ۵۱، تذکرہ ص ۱۱۵ طبع سوم)

۴...... ’’غثم، غثم، غثم‘‘ (البشریٰ حصہ۲ص ۵۰، تذکرہ ص ۳۱۹ طبع سوم)

۵...... ’’ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔ عاجی کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔‘‘

(البشریٰ ج اص ۴۳، براہین احمدیہ ص ۵۵۵، ۵۵۶، خزائن ج اص ۶۶۲، ۶۶۳)

اس قسم کے لغو اور لایعنی اور غیر زبان کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ملہم وہ نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک انبیاء کرام علیہم السلام پر وحی نازل کرتا رہا ہے۔

نبوت اور معجزہ

’’وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوْهُمْ بِالْبَیِّنَاتِ (الروم: ٤٧)‘‘ ﴿یعنی ہم نے

آپ سے پہلے رسول اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔ جوان کے پاس اپنی صداقت کے روشن دلائل لے کر آئے۔﴾
''فان مدعی النبوة لا بدله من حجة (بیضاوی ج۲ ص۱۰۵)''
''تمامی انبیاء ورسل وصلوٰت اللّٰہ علیهم معجزات است وهیچ پیغمبرے بے معجزه نیست (مدارج ج۱ ص۱۹۹)''

اس لئے دنیا میں کبھی کوئی نبی بغیر معجزہ کے نہیں آیا اور ہمیشہ ان کا معجزہ کوئی خارق عادت ایسی شئے ہوتی رہی۔ جس کے کرنے میں انسانی طاقت کو مطلقاً دخل نہیں ہوا۔ بلکہ خدا کی طرف سے بطور نشان صداقت لوگوں کے مقابلہ میں ان کے ہاتھوں سے ظاہر کرادیا گیا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دنیا کے پیش آنے والے واقعات اور حوادث کو کسی نبی نے اپنی سچائی کے لئے پیش کیا ہو۔ یہ ایک جداگانہ بات ہے کہ قوموں کو ان کی نافرمانی کی سزا میں طاعون وغیرہ کی خبر دی گئی ہو جو انہی کے لئے اپنے وقت میں نکلی ہو۔ کیونکہ ایسی خبریں پیش گوئیاں کہلاتی ہیں۔ جن کا پورا ہونا ضروری تھا۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دنیا کے کسی حصہ میں زلزلہ آیا ہو۔ وباء پھیلی ہوئی ہو۔ قحط پڑا ہو اور کسی نبی نے اس کو اپنی قوم کے مقابلہ میں اپنی صداقت کا نشان بتایا ہو۔ مگر نرالے نبی کے معجزے بھی نرالے ہی ہیں۔ کہیں زلزلہ آئے۔ کسی جگہ طاعون وغیرہ وبائی امراض کا زور ہو۔ وباء دنیا کے کسی خطہ میں باہمی تنگی ہو۔ پس وہ مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان بن گیا۔ زلزلہ کانگڑے پہاڑوں میں آئے جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے جن بے چاروں کو مرزا قادیانی کے دعاوی کی بھی خبر نہیں ہے اور مسلمان جو مرزا کی تکذیب کرنے والے تھے۔ ان کا بال بھی بیکا نہ ہو۔ کرے ڈاڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا۔ مگر اس سے سچائی مرزا قادیانی کی ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ آپ نے زلزلہ کے آنے کی خبر دی تھی۔ باوجود یہ کہ اس قسم کی پیش گوئیوں کے نشان صداقت ہونے سے خود ہی انکاری بھی ہے ملاحظہ ہو: ''یہ سب خبریں ایسی ہیں کہ جن کے ساتھ اقتدار اور قدرت الوہیت شامل ہے۔ یہ نہیں کہ نجومیوں کی طرح صرف ایسی چیزیں ہوں کہ زلزلہ آویں گے۔ قحط پڑیں گے۔ قوم قوم پر چڑھائی کرے گی۔ وباء پھیلے گی۔ مری پڑے گی۔'' (براہین احمدیہ ص۲۴۵، خزائن ج۱ ص۲۷۱)

کوہاٹ میں ۱۹۳۲ء میں ایک زبردست زلزلہ آیا تھا۔ جس میں صدہا انسانوں کی ہلاکت اور مکانات کی تباہی واقع ہوئی۔ اگر مرزا قادیانی اس وقت زندہ ہوتے تو بڑے بڑے پوسٹروں اور اشتہاروں کے ذریعہ اپنی صداقت کے نشان ظاہر ہونے کا اعلان کرتے۔ دوسری پیشگوئیاں وہ تھیں۔ جو حالات حاضرہ کے مطالعہ سے قیاس اور تخمینہ اور انسانی اٹکلوں کے طور پر ذہن نے ان کی طرف رسائی کی تھی۔ مثلاً اخبارات میں حجاز ریلوے کا چرچا اور تیاری کی خبریں دیکھ کر جھٹ سے یہ پیش گوئی کر دی کہ مسیح کے زمانہ میں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ''لیترکن القلاص'' اونٹوں کی سواری جاتی رہے گی۔ میرے زمانہ میں بھی مکہ ومدینہ کے درمیان ریلوے لائن تیار ہوگئی ہے اور اب اونٹوں پر آمد ورفت بند ہو جائے گی۔ چنانچہ ''تحفہ گولڑویہ'' میں لکھتے ہیں کہ: ''اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آرہا ہے۔ لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی...... اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے...... اور یہ پیش گوئی ایک چمک لئے بجلی کی طرح دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل تیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۶۵، خزائن ج۱۷ ص۱۹۵،۱۹۶)

شاید اگر مرزا قادیانی اپنی پیش گوئی کی ٹانگ نہ اڑاتے تو حجاز ریلوے مکمل ہو جاتی اور سفر حجاز کی تکلیفیں جاتی

رہتیں۔ مگر ان کا درمیان میں دخل دینا تھا کہ ریل ایسی جاتی رہی کہ مدینہ اور دمشق کی لائن بھی اکھڑ گئی اور ریلوے سلسلہ بالکل بند ہوگیا۔ جنگ عظیم میں نتیجہ کے متعلق مختلف خیالات تھے۔ لیکن برطانیہ کے حق میں لوگوں کا قیاس صحیح نکلا۔ کیا وہ قیاس لگانے والے سب کے سب ملہم تھے؟

تیسری قسم پیش گوئیوں کی وہ تمام الہامات اور خوابیں ہیں۔ جن کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ خیال ہے کہ سچی خوابیں، اور صحیح الہام، کنجریوں، بدکاروں اور کافروں تک کو ہوجایا کرتے ہیں۔ سچے اور جھوٹے لوگوں میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ قلت اور کثرت کا ہے۔ یعنی جھوٹوں کی خوابیں شاذونادر سچی ہوتی ہیں اور سچوں کی اکثر سچی اور بعض جھوٹی ہوجایا کرتی ہیں۔ چنانچہ ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ میں لکھتے ہیں کہ: ’’میں اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ سچی خوابیں اکثر لوگوں کو آجاتی ہیں اور کشف بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارک صلوٰۃ بلکہ بدکار اور حرام کار بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے اور سخت توہین کرنے والے اور سچ مچ اخوان الشیاطین شاذونادر طور پر سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۷،۴۸، خزائن ج۱۷ ص۱۶۷،۱۶۸)

’’اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔‘‘ (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۴۸، خزائن ج۱۷ ص۱۶۸)

’’متوجہ ہوکر سننا چاہئے کہ خواص کے علوم اور کشوف اور عوام کے خوابوں اور کشفی نظاروں میں فرق یہ ہے کہ خواص کا دل تو مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ آفتاب روشنی سے بھرا ہوا ہے۔ وہ علوم اور اسرار غیبیہ سے بھر جاتے ہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۸، خزائن ج۱۷ ص۱۶۸)

’’تمام مدار کثرت علوم غیب اور استجابت دعا اور باہمی محبت ووفاء اور قبولیت اور محبوبیت پر ہے۔ ورنہ کثرت وقلت کا فرق درمیان سے اٹھا کر ایک کرم شب تاب کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ بھی سورج کی برابر ہے۔ کیونکہ روشنی اس میں بھی ہے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۸، خزائن ج۱۷ ص۱۶۸)

مرزا قادیانی نے قلت اور کثرت کا فرق اس لئے رکھا ہے تاکہ ان کی جھوٹی پیش گوئیوں پر پردہ پڑ جائے۔ ورنہ نبی کی ہر ایک پیش گوئی سچی اور ہر خواب وحی الٰہی کا حکم رکھتا ہے۔

۴...... ایک قسم پیش گوئی کی ایسی ہے کہ جو مخالفین کے مقابلہ میں بطور نشان صداقت بیان کی گئی اور اس کا تعلق کسی خاص دشمن یا مخالف کے ساتھ ہے۔ اس قسم کی پیش گوئیاں انبیاء علیہم السلام میں پائی جاتی تھیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہوتی رہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے ایسے تمام الہامات اور پیش گوئیاں غلط اور جھوٹ نکلی ہیں۔

دعویٰ خدائی

’’وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اِلٰـهٌ مِّنْ دُوْنِـهٖ فَـذٰلِكَ نَـجْزِیْهِ جَهَنَّمَ ۰ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء:۲۹)‘‘ ﴿جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں تو ہم ایسے آدمی کو جہنم کی سزا دیں گے اور ظالمین کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔﴾ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ’’اِنِّیْ اِلٰـهٌ‘‘ اپنے آپ کو عین خدا کہنے والا ظالم اور جہنمی ہے۔ اسی لئے کسی نبی نے آج تک بعینہ خدا یا اس کی مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے روز ’’ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ (المائدہ:۱۱۶)‘‘ کے جواب میں یہی فرمائیں گے۔ ’’قَالَ سُبْحَانَكَ مَا یَكُوْنُ

لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَالَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ (المائدہ:۱۱۶)'' ﴿اے اللہ تو شرک کی آمیزش سے پاک ہے۔ میں ایسی بات کب کہہ سکتا ہوں۔ جو مجھے کبھی زیبا نہیں ہے۔﴾ جبکہ مرزا قادیانی نے کہا کہ:''میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔'' (کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

''ظھورك ظھوری ''تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۲۶، تذکرہ ص۶۰۴، طبع سوم)

''رأیتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو !''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔'' (آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

س...... یہ ایک خواب کی حالت ہے۔ جو شرعاً حجت نہیں ہے۔

ج...... مرزا قادیانی نبوت کے دعویدار ہیں اور نبی کی خواب بھی وحی ہے۔ (دیکھو ترمذی) اور یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خواب ہی کی وجہ سے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے پر تیار ہوگئے تھے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے''یَا اِبْرَاھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَاء (الصفت:۱۰۳،۱۰۴)''ارشاد فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی خواب متعلقہ داخلۂ مکہ کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:''لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَاءَ بِالْحَقِّ (فتح:۲۷)''پھر مرزا قادیانی تو''عین اللہ'' ہونے پر اپنا یقین ظاہر کررہے ہیں۔ جس کے بعد شک ظاہر کرنے والا مرزا کا کافر سمجھا جائے گا۔ نیز یہ عینیت کا دعویٰ خواب ہی تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ کشف سے بھی ثابت ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی اپنے''عین اللہ'' ہونے پر یقین لے آئے تھے۔ اس لئے ان کو خدائی صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بھی الہامات ہوئے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:''واعطیت صفۃ الافناء والاحیاء''مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔

(خطبہ الہامیہ ص۵۵،۵۶، خزائن ج۱۶ ص۵۵،۵۶)

۲...... ''اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَّ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ''(البشریٰ ج۲ ص۹۴، حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸، براہین احمدیہ حصہ۵ ص۹۵، خزائن ج۲۱ ص۱۲۴) میں اس کا مصداق مرزا نے اپنے آپ کو بتایا ہے کہ: ''اے مرزا حقیقت میں تیرا ہی حکم ہے۔ جب تو کسی شئے کا ارادہ کرتا ہے تو''کن''ہوجا کہہ دیتا ہے۔ پس وہ ہوجاتی ہے۔'' اس قسم کے کشف والہامات کا اولیاء اللہ پر قیاس کرتے ہوئے سکر اور بے ہوشی کی حالت میں محمول کرنا صحیح نہیں۔ کبھی کسی نبی نے بے خودی اور سکر میں منصور کی طرح انا الحق نہیں کہا۔ صاحب یواقیت لکھتے ہیں کہ:''لانہ لایکون صاحب التقدم والا مامۃ الاصاحباً غیر سکر ان (یواقیت ج۲ ص۷۳)''مذہب کے پیشوا اور رہبر امت پر کبھی بے ہوشی اور سکر کی حالت طاری نہیں ہوتی۔

مرزا قادیانی ولایت سے بڑھ کر مہدیت، امامت اور نبوت کے دعوے دار ہیں۔ اس لئے ان پر بے ہوشی کبھی وارد نہیں ہوسکتی۔

مطالبہ: کیا کسی نے ہوشیاری یا بے ہوشی میں ایسے کلمات زبان سے نکالے ہیں؟۔ اگر ہے تو پیش کرکے انعام حاصل کرو۔

مردمیت اور نبوت

''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی (یوسف:۱۰۹)'' ﴿ہم نے

آپ سے پہلے تمام رسول مردوں میں سے بھیجے کہ جن پر وحی کی جاتی تھی۔ یعنی گاؤں کا رہنے والا کبھی رسول یا نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ ﴾ ’’جلالین‘‘ میں اہل القریٰ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ’’الامصار لا نهم اعلم واعلم بخلاف اهل البوادی لجفائهم وجهلهم (تفسیر جلالین ص۱۹۹) ‘‘اسی طرح قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ’’حَتّٰی یَبۡعَثَ فِیۡ اُمِّهَا رَسُوۡلًا یَّتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا (القصص:۵۹) ‘‘علامہ ابوالسعود اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ’’ای فی أصلها وقصبتها التی هی اعمالها وتوا بعها لکون اهلها افطن وانبل (ابوالسعود ج۷ ص۲۰) ‘‘مرزا قادیانی ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان کے رہنے والے ہیں۔ جو تحصیل نہ ہونے کی وجہ سے قصبہ کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ اس زمانہ میں بمشکل دو ہزار کی آبادی ہوگی۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کو بھی اس کے گاؤں ہونے کا اقرار ہے: ’’اوّل لڑکی اور بعد میں اسی حمل سے میرا پیدا ہونا تمام گاؤں کے بزرگ سال لوگوں کو معلوم ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۶۰، خزائن ج۱۵ ص۴۸۵)

س...... ’’وَجَآءَ بِکُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ (یوسف:۱۰۰) ‘‘﴿اللہ تم کو جنگل سے لایا۔﴾
معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام بادیہ اور جنگل میں رہتے تھے۔

ج...... حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان کے رہنے والے تھے۔ اسی لئے ان کو پیر کنعان بھی کہتے ہیں۔ کنعان مصر جتنا بڑا شہر تو نہیں تھا۔ لیکن ایک اچھے قصبہ کی حیثیت میں ضرور تھا اور وہ اتنا بڑا ضرور تھا کہ وہاں کے باشندے بصورت قافلہ دوسرے شہروں میں تجارت کی غرض سے جاتے تھے۔ قرآن میں ہے کہ ’’وَاسۡـَٔلِ الۡقَرۡیَةَ الَّتِیۡ کُنَّا فِیۡهَا وَالۡعِیۡرَ الَّتِیۡ اَقۡبَلۡنَا فِیۡهَا (یوسف:۸۲) ‘‘ قافلہ کے لوگ یعقوب علیہ السلام کے پڑوسی تھے۔ ’’وکانوا قوما من کنعان من جیران یعقوب علیہ السلام (ابوالسعود ج٤ ص۳۰۱) ‘‘آیت میں ’’بدو‘‘ کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام مال مویشی کی وجہ سے کنعانی شہر کو چھوڑ کر جنگل یا گاؤں میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ’’قال ابن عباس رضی اللہ عنہ کان یعقوب قد تحول الی بدوو سکنها ومنها قدم علی یوسف ولد بها مسجد تحت جبلها (تفسیر کبیر ج۹ ص۲۱۵) ‘‘

اس کے علاوہ خود مرزا قادیانی نے کنعان کا شہر ہونا تسلیم کیا ہے اور ’’اسی طرح حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو جو کنعان کی بشارتیں دی گئی تھیں۔ بلکہ صاف صاف حضرت موصوف کو وعدہ دیا گیا تھا کہ تو اپنی قوم کو کنعان میں لے جائے گا اور کنعان کی سرسبز زمین کا انہیں مالک کر دوں گا۔‘‘ (ازالہ ص۴۱۶، ۴۱۷، خزائن ج۳ ص۳۱۷)

تدریجی دعویٰ نبوت

’’قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (اعراف:۱۵۸) ‘‘تمام انبیاء علیہم السلام نے نبوت یا رسالت کا ایک ہی دعویٰ کیا ہے۔ مجددیت وغیرہ سے ترقی کر کے اوپر نہیں چڑھے۔ مگر مرزا قادیانی کے دعاوی کی بڑی لمبی فہرست ہے اور مجددیت سے زینہ بزینہ اوپر چڑھے ہیں۔ (دعاوی کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے)

علامات نفاق اور مرزا قادیانی

’’عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اَرۡبَعٌ مَنۡ کُنَّ فِیۡهِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنۡ کَانَتۡ فِیۡهِ خَصۡلَةٌ مِّنۡهُنَّ کَانَتۡ فِیۡهِ خَصۡلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا اِذَا اُؤۡتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَ اخَاصَمَ فَجَرَ (متفق علیه، مشکوٰۃ باب الکبائر وعلامات النفاق ص۱۷) ‘‘

مرزا قادیانی میں یہ چاروں باتیں موجود ہیں۔ خیانت جھوٹ وعدہ خلافی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ خصومت اور جھگڑے کے وقت گالی گلوچ پر اتر آنا اب ملاحظہ فرمالیں:

۱...... ''یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا کہنا محض نیک ظنی کے طور پر ہے...... (ورنہ) مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام ''حصور'' رکھا۔ مگر مسیح کا نام یہ نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاء ص۳،۴، خزائن ج۱۸ ص۲۱۹،۲۲۰)

۲...... ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔'' (کشتی نوح ص۶۶ حاشیہ خزائن ج۱۹ ص۷۱)

۳...... ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ)

ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کی بدزبانی کے وہ حوالے نقل کئے ہیں۔ جن میں عیسیٰ علیہ السلام، مسیح اور قرآن میں ان کو ''حصور'' نہ کہنا مصرحاً موجود ہے۔ تاکہ مرزائی جماعت یہ نہ کہہ سکے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی نہیں کی۔ بلکہ اس یسوع کی توہین کی ہے۔ جس کو عیسائی خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اگرچہ ایسا کہنا بھی قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام:۱۰۸)''

''جن کو غیر مسلم اپنا بڑا کہتے اور ان کو پکارتے ہیں۔ تم ان کو برا نہ کہو ورنہ وہ ضد اور جہالت سے خدا کو برا کہیں گے۔'' اور ایسا ہی حدیث میں ہے۔

حرام زادہ ہونے کا ایک نیا طریقہ ملاحظہ ہو۔

۴...... ''ویقبلنی ویصدق دعوتی الاذریة البغایا! ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر بدکار رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد۔'' (آئینہ کمالات ص۵۴۷،۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۷،۵۴۸)

مولوی سعد اللہ لدھیانوی جو مرزا قادیانی کے مخالف تھے ان کو لکھتے ہیں کہ:

۵...... ''اذیتنی خبثا فلست بصادق ۰ ان لم تمت بالخزی یابن بغاء'' تو نے مجھے تکلیف دی ہے۔ اے زانیہ کے بیٹے اگر ذلت سے نہ مرا تو میں جھوٹا ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵، خزائن ج۲۲ ص۴۴۶)

۶...... ''ان العدی صاروا خنازیر الفلا ۰ ونساء هم من دونهن الاکلب'' ''میرے مخالف جنگل کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔ یا ان کی عورتوں کے پیچھے کتے لگے ہوئے ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۷...... ’’اے بدذات فرقہ مولویان۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱)

۸...... ’’اے بدذات، خبیث، دشمن اللہ رسول کے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)

۹...... ’’ہمارے دعوے پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیھم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرہ‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)

۱۰...... ’’مخالف مولویوں کا منہ کالا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ ص۳۴۲)

اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں۔ یہاں نمونتاً بیان کی گئیں ہیں۔ اس قسم کی بدزبانی اور دریدہ دہنی، خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرنے کے متعلق ہمارا کچھ کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے لئے مرزا قادیانی کا فیصلہ ناظرین کی آگاہی کے لئے سامنے رکھا جاتا ہے کہ: ’’لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعّان نہیں ہوتا۔‘‘ (ازالہ ص۶۶۰، خزائن ج۳ ص۴۵۶)

’’تحریری شہادت دینا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی عزت اس کے پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دیکھاتی ہے۔ بس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔‘‘

(خاتمہ چشمہ معرفت ص۱۵، خزائن ج۲۳ ص۳۸۶،۳۸۷)

اور بقول خلیفہ قادیان مرزا محمود قادیانی: ’’بالکل صحیح بات ہے کہ جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے۔ اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔‘‘

(انوار خلافت ص۱۵)

نیز مرزا قادیانی معلم اخلاقیات کا خصائل حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری کہتے ہیں۔ مگر خود عمل نہیں کرتے۔
’’اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۱۵، خزائن ج۲۰ ص۳۴۶)

قال یہ ہے اور حال وہ مصرع:

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا
مشکلے دارم زدانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چراخود توبہ کمترے میکنند

وراثت اور نبوت

’’عن ابی بکرؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لَا نُوْرِثُ مَاتَرَکْنَا صَدَقَةً (بخاری ج۲ ص۵۷۶ باب حدیث بنی النضیر) ’’انبیاء علیہم السلام نہ کسی کے مال ومتاع کے وارث ہوتے اور نہ کوئی آپ کے مال کا وارث ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا ترکہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی وارث بھی ہوتے ہیں اور اپنے مال میں وراثت کے حقوق بھی قائم کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: ’’میں مشتہر ایسے مجیب کو بلاعذرے وحیلتے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل دے دوں گا۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۲۵،۲۶، خزائن ج۱ ص۲۸)

براہین کے اشتہار دینے کے وقت یہ جائیداد وہی تھی۔ جو ان کو اپنے والد غلام مرتضیٰ رئیس قادیان کے ترکہ میں پہنچی تھی۔ کیونکہ اس وقت تک فتوحات کا دروازہ نہیں کھلا تھا۔ وہ خطوط جو ’’محمدی بیگم‘‘ کے نکاح کے سلسلہ میں مرزا قادیانی

نے مسماۃ کے والدین کو تحریض اور تخویف کے لکھے ہیں۔ اس میں اجرائے وراثت کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

’’والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ کوئی تعلق نہ رہے گا۔ (صلہ رحمی کے خلاف ہے) اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور الدین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ ہم کو بھیج دے اور اگر فضل طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنی جائداد کا اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کردوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک ذرہ نہیں پاسکتا...... مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کردوں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔‘‘

(راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴؍مئی ۱۸۹۱ء، کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۸)

سوال:۱...... کرمانی لکھتے ہیں کہ ’’نحن معشر الانبیاء‘‘ کی حدیث غیر معتبر ہے؟

سوال:۲...... عدم توریث رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے۔ چنانچہ بخاری میں اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے۔ حضرت عمرؓ کا قول ’’یُرِیْدُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَفْسَہٗ ‘‘ نقل کیا گیا ہے۔ جس سے آپ ﷺ کی خصوصیت کا پتہ چلتا ہے اس لئے قسطلانی نے اس قول کی شرح کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ ’’عن الحسن رفعه مرسلا رحم الله اخی زکریا وماکان علیه من یرث ماله فیکون ذالك مماخصه الله به ویؤید مقول عمر یرید نفسه ای یرید اختصاصه بذالك‘‘

سوال:۳...... ’’وَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ‘‘ میں وراثت مال کی مراد ہے۔ کیونکہ نبوت میں وراثت جاری نہیں ہوا کرتی۔ ایسا ہی ’’تفسیر ابن جریر اور تفسیر نیشاپوری‘‘ میں درج ہے۔

جواب:۱...... کرمانی کے نزدیک تمام حدیثیں غیر معتبر نہیں ہے۔ محض لفظ نحن غیر معتبر ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’وأما اشتهر فی کتب اهل الاصول وغیرهم بلفظ نحن معاشر الانبیاء لانورث فقد أنکره جماعة من الأئمة وهو کذلك بالنسبة لخصوص لفظ نحن لکن اخرجه النسائی من طریق ابن عیینه عن ابی الزناد بلفظ انا معاشر الانبیاء لا نورث‘‘ (فتح الباری ج۱۲ ص۶)

اور دار قطنی نے علل میں بروایت ام ہانیؓ عن فاطمہؓ ابوبکرؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ:

’’اَلْاَنْبِیَآءُ لَا یُوْرَثُوْنَ (قسطلانی ج۹ ص۳۴۱)‘‘

اور نسائی میں ’’اَنَا مَعْشَرُ الْاَنْبِیَآءَ لَا نُوْرِثُ ‘‘ آیا ہے۔ ’’وفی حدیث الزبیر عند النسائی انا معشر الانبیاء لا نورث (قسطلانی ج۵ ص۱۵۴)‘‘ ان دونوں صیغوں کے ساتھ اس حدیث کو تسلیم کرنے سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ پھر اسی مضمون کی یہ صحیح حدیث بھی موجود ہے۔

’’اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ، اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (ابن ماجه ص۲۰ باب فضل العلماء)‘‘

جواب:۲...... ’’یرید رسول نفسه‘‘ کا یہ مطلب ہے کہ اس حکایت کرنے سے محض انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات

کو بیان کرنا مقصود نہیں تھا۔ بلکہ اس واقعہ کو ذکر کر کے یہ ظاہر کرنا تھا کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی طرح میرے ترکہ میں بھی وراثت جاری نہ کی جائے۔ چنانچہ قسطلانی اس خصوصیت کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:''یرید رسول اللّٰہ نفسہ وکذاغیرہ من الانبیاء بدلیل قولہ فی الروایة الاخری انا معاشر الانبیاء فلیس خاصابہ علیہ السلام''
(مطبوعہ نوالکشور ج۵ص۱۵۷)

''کذانفیا بقولہ فی الحدیث الآخر انا معاشر الانبیاء لانورث فلیس ذالك من الخصائص'' (نوالکشور ج۹ص۳۴۲)

جس طرح بخاری کی حدیث''لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِ ھِمْ مَسَاجِدًا یحذر مَاصَنَعُوْا'' (بخاری ج۱ص۶۲، مشکوٰۃ ص۶۹، باب المساجد)

اوردوسری روایت''عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ رضی اللہ عنہا فَلَوْلَاذَالِكَ لَابَرَزَ قَبْرَہٗ اِنَّہٗ خَشِیَ اَنْ یَّتَّخِذُوْامَسْجِدًا (مسلم ج۱ص ۲۰۱ باب النھی عن بناء المسجد علی القبور)''میں''یحذر ماصنعوا اور انه خشی ان یتخذ مسجدا''سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ظاہر نہیں ہوتی۔ اسی طرح''یرید رسول اللّٰہ''سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت سمجھنا درست نہیں ہے۔

ب...... عدم توریث بلحاظ امت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور باعتبار نبیوں کے خاصہ نہیں ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آیت میراث کے عموم میں داخل نہیں ہیں۔ یہ حکم امت ہی کے واسطے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں ہے نہ یہ کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری ہوتی تھی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہوتی:''فلا معارض من القرآن لقول نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لانورث صدقة فیکون ذالك من خصائصه التی اکرم بها بل قول عمر رضی اللہ عنہ یرید نفسه یوئید اختصاصه بذالك (فتح الباری ج۱۲ص۶)''یہی مطلب علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

ج...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خصوصیت پر اتارنا ضعیف اور مرجوح قول ہے۔ جیسا کہ قسطلانی کے صیغہ تمریض (قیل) سے ظاہر ہو رہا ہے ملاحظہ ہو۔

''وقیل ان عمر رضی اللہ عنہ یرید نفسه اشاربه الیٰ ان النون فی قوله لانورث المتکلم خاصة لا للجمیع وحکی ابن عبدالبر للعلماء فی ذالك قولین اوان الاکثر علی ان الانبیاء لا یورثون (قسطلانی ج۹ ص۳۴۳)''

پھر بھی راجح اور قوی رائے یہی رہی کہ انبیاء علیہم السلام میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

جواب:۳...... (الف) وراثت سے علم نبوت کی وراثت مراد ہے۔ مالی وراثت مراد نہیں ہے۔''والحکمة[1] فی ان لا یورثو لئلا یظن انهم جمعوا المال لوارثهم واما قوله تعالیٰ وورث سلیمان داؤد فحملوه علی العلم والحکمة وکذاقول زکریا فهب لی من لدنك ولیا یرثنی (قسطلانی ج۹ ص۳۴۳، ومثله فی فتح الباری ج۱۲ ص۹)''

[1] انبیاء میں وراثت اس لئے جاری نہیں کی گئی تاکہ کوئی شخص یہ بدگمانی نہ کرے کہ انہوں نے اپنے وارثوں کے لئے مال جمع کیا ہے۔

’’واما قول زکریا یرثنی ویرث من اٰل یعقوب وقوله وورث سلیمان داؤد فالمراد میراث العلم والنبوة والحکمة (قسطلانی ج۵ ص۱۵۷) ‘‘مفسر نیشاپوری کی وراثة فی النبوة کی نفی کرنے سے یہ غرض ہے کہ نبوة موهبة عظمیٰ ہے۔ جو نبی کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں ملا کرتی۔ خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ اس خدمت کے لئے منتخب کر لیتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کو بھی اگر نبوت ملی ہے تو انتخابی حیثیت سے ملی ہے۔ توریثی لحاظ سے نہیں ملی اور جن مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد کا ’’وارث فی النبوة‘‘ کہا ہے۔

ان کی یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم اور فضل سے داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو نبی منتخب کر لیا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک نبی کی اولاد ہونے کی وجہ سے نبوت حاصل کر لی۔ ’’فلا معارضة بینهما‘‘ دیکھو زکریا علیہ السلام نے لڑکے کے پیدا ہونے کی دعا کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ: ’’فَهَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِیًّا ۔ یَرِثُنِیۡ وَیَرِثُ مِنۡ آلِ یَعۡقُوۡبَ (مریم:۵،۶)‘‘ آل یعقوب کے وارث ہونے کے معنے اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتے کہ ان کو بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی بنادے۔ اس لئے اس سے علم نبوت ہی کی وراثت مراد ہوگی۔

(ب) کبھی وراثت کا لفظ کسی کے بعد آنے والے پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ’’وَاَوۡرَثَكُمۡ اَرۡضَهُمۡ وَدِیَارَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ وَاَرۡضًا لَّمۡ تَطَئُوۡهَا (احزاب:۲۷)‘‘

’’(اے مسلمانو) تم کو یہودیوں کی املاک وجائیداد اور ان کے گھروں کا ہم نے وارث بنادیا اس میں وراثت سے عرفی اور اصطلاحی وراثت مراد نہیں ہے۔ بلکہ ان کی املاک کو مسلمانوں کے قبضہ میں دے دینے کا نام وراثت رکھا ہے۔‘‘

۲...... ’’وَیَجۡعَلَهُمُ الۡوَارِثِیۡنَ (القصص:۵)‘‘ میں بنی اسرائیل کو قوم فرعون کے وارث بنانے کا ذکر ہے۔ جو اصطلاحی حیثیت سے قطعاً ناممکن ہے۔

۳...... حدیث ’’اِنَّ الۡعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الۡاَنۡبِیَآءَ (ترمذی ج۲ ص۹۸، باب فضل الفقه علی العبادة)‘‘ میں علماء کو انبیاء علیہم السلام کا وارث بنانا معنے عرفی کے لحاظ سے نہیں ہے۔ اسی طرح سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث کہنے کا یہی مطلب ہے کہ ان کو علم وحکمت داؤد علیہ السلام کے بعد عطا فرمائی گئی۔ جس سے نبوت کی دولت گھر کی گھر میں رہی اور باہر نہ گئی اور وہ صحیح معنوں میں اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہوئے۔

۴...... وراثت ذاتی املاک میں ہوا کرتی ہے۔ حکومت میں وراثت جاری نہیں ہوتی وہ ایک قومی امانت ہے۔ جس میں امیر کو قوم اور مالک کی مرضی کے بغیر کسی قسم کے تصرف کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ’’عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قُلۡتُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) اَلَایَسۡتَعۡمَلُنِیۡ قَالَ وَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی مَنۡکَبِیَّ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَاذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِیۡفٌ وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ (مشکوٰة کتاب الامارة ص۳۲۰)‘‘ (’’اے ابوذر رضی اللہ عنہ! حکومت ایک امانت ہے اور تو اس امانت کو نہیں اٹھا سکتا۔‘‘) لہٰذا سلیمان علیہ السلام کے وارث ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنے والد ماجد کے بعد حکومت کے تخت پر متمکن اور جلوہ افروز ہوئے۔ یہ کہ وہ شرعی طور پر وارث ہوئے تھے۔

نبی کی تدفین

’’قال ابوبکر رضی اللہ عنہ سَمِعۡتُ مِنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَیۡئًا مَّانَسِیۡتُهٗ قَالَ مَاقَبَضَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّافِی الۡمُوۡضَعِ الَّذِیۡ یُحِبُّ اَنۡ یُّدۡفَنَ فِیۡهِ فَدَفَنُوۡهُ فِیۡ مُوۡضِعِ فِرَاشِهٖ (ترمذی ج۱ ص۱۹۸، ابواب الجنائز)‘‘

﴿حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی تھی۔ جسے میں بھولا نہیں ہوں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کی روح اس جگہ قبض کرتا ہے۔ جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے لہٰذا آنحضرت ﷺ کو اس جگہ دفن کرنا چاہئے۔ جہاں آپ کا بستر مبارک ہے۔﴾ مگر مرزا قادیانی کا مرض ایلاؤس یا ہیضہ میں بمقام لاہور انتقال ہوا اور قادیان میں تالاب کے قریب اس کو دفن کیا گیا۔

تھوڑی دیر کے لئے اس امر پر بھی توجہ فرمائیں۔ تدفین سے پہلے مرحلہ مرنے کا آتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی اس مرحلہ سے گزرا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی مرنے سے پہلے کس حالت سے دوچار ہوئے وہ حالت قادیانیوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ ہماری قادیانیوں سے ایک درخواست ہے کہ ہر محبّ اپنے محبوب کی اداؤں کو پسند کرتا اور اپناتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ محبوب کے نقش قدم پر چلے تو قادیانیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے لئے دعا کریں۔ جس حالت میں مرزا غلام احمد قادیانی کو موت آئی وہ بھی اپنے لئے باری تعالیٰ سے ایسی ہی موت مانگیں تاکہ مرتے وقت کی مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت پر عمل کرسکیں اور اپنی محبت کا کامل ثبوت دے سکیں۔ حالت کیا تھی اس کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۹ تا ۱۳، روایت نمبر۱۲)

انبیاء علیہم السلام کا بکریاں چرانا

”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ مَابَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًا اِلَّا رَعٰی الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ وَأَنْتَ؟ فَقَالَ نَعَمْ! کُنْتُ اَرْعٰی عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ (بخاری ج۱ ص۳۰۱ باب الاجارہ، مشکوٰۃ باب الاجارہ ص۲۵۸)“

”ہر نبی نے اجرت پر چرواہا بن کر بکریاں چرائیں رسول اللہ ﷺ بھی چند پیسوں پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔“ مرزا قادیانی اس ضابطہ سے خارج ہیں۔ مرزا قادیانی نے چرواہے کی طرح مزدوری پر بکریاں کبھی نہیں چرائیں۔

خاندان نبوت

”سَأَلْتُکَ ھَلْ کَانَ مِنْ آبَائِہٖ مِنْ مَلِکٍ؟ فَذَکَّرْتُ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْکَانَ مِنْ اٰبَائِہٖ مِنْ مَلِکٍ قُلْتُ رَجُلٌ یَّطْلُبُ مِلْکَ اَبِیْہٖ (بخاری ج۱ ص۴، باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ ﷺ)“

”ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک پہنچنے پر حضور ﷺ کے حالات کی تحقیق اور تفتیش کرتے ہوئے ابوسفیانؓ سے چند باتیں دریافت کی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ کیا کوئی آپ کے بزرگوں میں بادشاہ بھی تھا؟ ابوسفیانؓ نے کہا نہیں۔ ہرقل نے اس سوال کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنی کھوئی ہوئی ریاست کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔“

مرزا قادیانی کے والد کی حیثیت سکھوں کے عہد سے پہلے بہت اچھی تھی۔ سکھوں کی لوٹ مار کی وجہ سے کمزور ہوگئی تھی۔ پھر بھی پنجاب فتح ہونے کے موقع پر سرکار انگلشیہ کی کافی امداد فرمائی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعت کے اپنے اخلاص اور جوش خیرخواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور امداد کے نذر کئے۔“

(براہین احمدیہ حصہ۳ ص الف، خزائن ج۱ ص۱۳۸، ۱۳۹)

اسی برباد شدہ ریاست کو حاصل کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے یہ جال پھیلایا ہے۔

اوصاف نبوت

ایک مدعی نبوت کے لئے ان خصوصیات کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے۔ جس کا پایا جانا ہر ایک نبی میں بروایات صحیحہ ثابت ہے۔ مثلاً

۱...... ’’از عائشة آمده است وگفت مرا آنحضرت ﷺ را که تومی آئی متوضاً ونمی بیراز تو چیزے از پلیدی فرمود که آیا ندانسته توای عائشه مین فرومی بروآنچه بیروں می آیداز انبیاء پس دیده نمی شودازاں رمزے‘‘ (مدارج ج۱ص۵۲)

۲...... ’’مروی ست از ابن عباس ؓ که گفت محتلم نشد هیچ پیغمبر هر گز واحتلام از شیطانت رواه الطبرانے‘‘ (مدارج ج۱ص۵۲)

۳...... ’’انفاست بران که انبیاء صلوٰة الله وسلامه علیهم براخلاق حمیده صفات حسنه مجبول ومفطور اند‘‘ (مدارج ج۱ص۲۹)

مرزا قادیانی کی اخلاقیات کا نمونہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

۴...... ’’روایتے آمد ماتناوب بنی قط هیچ پیغمبرے خمیازه نه کرد‘‘ (مدارج ج۱ص۱۳۶)

۵...... ’’مگس برهان مبارك وی نمی نشست وسپش درجاوے نمی افتاد واحتلام کرد آنحضرت ﷺ هر گز همچنیں اندے دیگر رواه الطبرانی‘‘ (مدارج ج۱ص۳۶)

۶...... ’’زمین نمیوخور وجسد شریف اور ﷺ وهمچنیں نمرد اجساد انبیاء علیہم السلام را‘‘ (مدارج ج۱ص۱۵۸)

’’نیز آمده است که خداتعالیٰ حرام گردانیده است اجساد انبیاء را برارض‘‘ (مدارج ج۱ص۱۵۹)

۷...... ’’ارث یافته نشدازوی ﷺ لابهمت بقاء ترکه وی وملك وے بعضی میگویند صدقه میگر ددوچنانچه درحدیث آمده است ماترکناه صدقه...... وهمچنیں حکم تمامه ایں است که ایشانرا ارث نباشدو مراد درقول حق تعالیٰ وورث سلیمان داؤد وقوله سبحانه رب هب لی من لدنك ولیایرثنی ارث علم نبوتست‘‘ (مدارج ج۱ص۱۵۸)

۸...... ’’پیغمبر خدا ﷺ زنده است درقبر خود وهمچنیں انبیاء علیہم السلام‘‘ (مدارج ج۱ص۱۵۸)

کیا ان نشانات میں سے کوئی نشانی مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے۔ ہرگز نہیں ہے تو بار ثبوت بذمہ مدعی۔

۱...... ’’سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ استنجاء کر کے بیت الخلاء سے تشریف لاتے تو میں جا کر دیکھتی تو اس جگہ از قسم براز کچھ نہ دیکھتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ تم نہیں جانتیں انبیاء کرام علیہم السلام سے جو کچھ ان کے بطن سے نکلتا ہے زمین نگل جاتی ہے۔ چنانچہ اسے دیکھا نہیں جاتا۔‘‘ (اسے طبرانی نے نقل کیا) (مدارج نبوت ص۲۹)

۲...... ’’حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی نبی کبھی محتلم نہ ہوا۔ کیونکہ احتلام شیطان کے

اثر سے ہوتا ہے۔‘‘(اس کو طبرانی نے نقل کیا) (مدارج نبوت ص۲۱)

۳...... ’’شفائے قاضی عیاض مالکیؒ میں مذکور ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق کریمہ اور عمدہ اوصاف سب کے سب فطری، جبلی اور پیدائشی ہیں۔‘‘ (مدارج ج۱ ص۲۹)

۴...... ’’ایک روایت میں آیا ہے کہ جس قوم وقبیلہ نے بھی کسی پیغمبر سے جنگ کی تو اس قوم وقبیلہ پر سب سے پہلے پیغمبر ہی حملہ کرتا ہے۔‘‘

۵...... ’’آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر اور آپ ﷺ کی مبارکہ جگہ پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی آپ ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو کبھی احتلام ہوا۔ (اس کو طبرانی نے نقل کیا ہے)‘‘

۶...... ’’زمین آپ ﷺ کے جسد مبارک کو نہیں کھاتی اور اسی طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو بھی۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔‘‘

۷...... آپ ﷺ سے کسی نے وراثت حاصل نہیں کی اور نہ آپ ﷺ کا ترکہ تقسیم ہوا اور نہ آپ کی ملک تھی۔ البتہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ نے چھوڑا وہ صدقہ ہو گیا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:’’ما ترکناہ صدقة ‘‘ (جو کچھ ہم انبیاء علیہم السلام ترکہ چھوڑتے ہیں۔ وہ صدقہ ہے) اور یہی حکم تمام انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ ان کا کوئی وارث نہیں ہوا۔ باقی رہا اللہ تعالیٰ کا فرمان’’وورث سلیمان داؤد ‘‘اور’’رب ھب لی من لدنك ولیا ‘‘تو اس میں وراثت سے مراد وراثت علم نبوت ہے۔

۸...... ’’پیغمبر خدا ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اسی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔‘‘

عمر کی بابت

’’عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ جِبْرَآئِیْلَ کَانَ یُعَارِضُنِیَ الْقُرْآنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَنِیْ بِالْقُرْآنِ الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَاَنَّهٗ اَخْبَرَ اَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ اِلَّا عَاشَ نِصْفَ عُمَرَ الَّذِیْ قَبْلَهٗ وَاَنَّهٗ خَیَّرَنِیْ اِنَّ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ علیہما السلام عَاشَ عِشْرِیْنَ وَمِائَةَ سَنَةً وَلَا اَرَانِیْ اِلَّا ذَاهِبًا عَلٰی رَأْسِ السِّتِّیْنَ (طبرانی ج۲۲ ص۴۱۸ حدیث ۱۰۳۱) ‘‘اس حدیث کو مرزائی حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی عمر بصورت نبی ہونے کے ۱۳۱ برس چھ ماہ ہونی چاہئے تھی۔ مگر چونکہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کی عمر ۶۵ برس ہوئی ہے۔ اس واسطے وہ اپنے دعوے نبوت میں جھوٹے تھے۔

خلاصہ معیار نبوت

بنمائے بصاحب نظرے گوهر خودرا
عیسیٰ نتواں گشت تصدیق خرے چند

۱...... ’’اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَ هُمْ بِالْحَقِّ وَاَکْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ کَارِهُوْنَ (مؤمنون:۷۰) ‘‘لٰہذا حق یعنی نبوت اور جنون میں تضاد ہے جو کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ سے اس کی نفی کی گئی۔’’مَااَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنَ (القلم:۲)‘‘

۲...... ’’مَابِصَاحِبِکُمْ مِنْ جِنَّةٍ (سباء:۴۶) ‘‘نبی کی عقل کامل ہونی چاہئے۔

جنون غضب الٰہی ہے۔ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۱، خزائن ج۱۷ص۶۷)

۳...... ’’ملہم کے دماغی قویٰ کا نہایت مضبوط اوراعلیٰ ہونا ضروری ہے۔‘‘ (ریویو ستمبر۱۹۲۹ء)

۴...... ’’ملہم کا دماغ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔‘‘ (ریویو جنوری/۱۹۳۰ء)

بحث پہلے گذر چکی ہے کہ مرزا قادیانی باقرار خود مراقی تھا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ: ’’مجھے مراق کی بیماری ہے۔‘‘

(ریویو ج۲۴ نمبر۴ ص۱۸۱، اپریل۱۹۲۵ء)

۲...... ’’مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔‘‘

(بدر ج۲ نمبر۲۳ ص۴ مورخہ ۷جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج۸ ص۴۴۵، تشحیذ الاذہان ج۱ نمبر۲ ص۵)

’’مرزا غلام احمد قادیانی کو ہسٹیریا کا دورہ بھی پڑتا تھا۔‘‘ (سیرۃ المہدی ج۲ ص۵۵ روایت نمبر۳۶۹)

’’مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے۔‘‘ (بیاض نورالدین ص۲۱۱)

نتیجہ ظاہر ہے کہ: ’’ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔‘‘ (ریویو ج۲۵ نمبر۸ ص۲۸۶، ۲۸۷، اگست ۱۹۲۶ء)

۲...... ’’لَوْکَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا! ‘‘اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے۔ جو ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج۲۲ ص۱۹۱)

’’ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔‘‘

(ست بچن ص۳۱، خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)

۱...... ’’میں مسیح موعود ہوں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۹۶، خزائن ج۱۷ ص۲۵۳)

’’میں مسیح موعود نہیں۔‘‘ (ازالہ ص۱۹۲، خزائن ج۳ ص۱۴۳)

۲...... ’’ابن مریم نبی نہ ہوگا۔‘‘ (ازالہ ص۲۹۲، خزائن ج۳ ص۲۴۹)

’’کیا مریم کا بیٹا امتی ہوسکتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

۳...... ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ۱۲۰ برس کی عمر ہوئی تھی۔‘‘ (راز حقیقت ص۲، خزائن ج۱۴ ص۱۵۴ حاشیہ)

’’آخر سری نگر میں جا کر ۱۲۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۷ ص۶۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۴۹)

۴...... ’’قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرّف، مبدّل ہیں۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۵۵، خزائن ج۲۳ ص۲۶۶)

’’یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف، مبدل ہیں۔ ان کا بیان قابل اعتبار نہیں۔ ایسی بات وہی کہے گا جو خود قرآن سے بے خبر ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۷۵، خزائن ج۲۳ ص۸۳)

’’باوجودیکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی توریت وانجیل کے محرف ہونے کی خبر دی ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ ص۲۵)

۳...... ’’اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ (النحل:۱۰۵)‘‘

’’لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ (آل عمران:۶۱)‘‘

۱...... ’’نبی کے کلام سے جھوٹ جائز نہیں۔‘‘ (مسیح ہندوستان میں ص۶۱، خزائن ج۱۵ ص۲۱)

۲...... ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۵۶ حاشیہ)

۳...... ’’جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۲۶، خزائن ج۲۲ ص۴۵۹)

۱...... ’’حدیث میں ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کو بلاتوقف چھوڑ دیں۔‘‘

(ریویو قادیان ج۶ ش۹ ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء ص۳۶۵)

۲...... ’’حضور ﷺ نے فرمایا قیامت سو برس تک آ جائے گی۔‘‘ (ازالہ ص۲۵۳، خزائن ج۳ ص۲۲۷)

۳...... ’’حدیث میں ہے کہ: یخرج فی آخر الزمان دجال (بالدال) یختلون الدنیا بالدین! یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال کا نکلے گا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۸۷، خزائن ج۱۷ ص۲۳۵)

باوجود یہ کہ حدیث میں رجال (بالراء ہے) مگر دھوکا دہی کی غرض سے بالدال نقل کیا ہے۔

۴...... ’’ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی بخاری کی حدیث ہے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

۵...... ’’مجدد صاحب سرہندی لکھتے ہیں کہ امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے اور اس کو نبی کہتے ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

باوجود یہ کہ (مکتوبات ج۲ ص۹۹) میں یوں ہے کہ: ’’اذا کثر ھذا القسم من الکلام من واحد منھم سمی محدثاً‘‘ (ازالہ ص۹۱۵، خزائن ج۳ ص۶۰۰)

’’براہین احمدیہ‘‘ کے معاملہ میں جس گندم نمائی اور جو فروشی کا مظاہرہ کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ چونکہ جھوٹ کی فہرست لمبی ہے۔ اس لئے دوسرے مقام پر دیکھیں:

۴...... ’’وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ دَعَا قَوْمَهٗ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اِلَّا قَالَ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا (یواقیت ج ۲ ص ۲۵)‘‘ مگر مرزا قادیانی نے تبلیغی چاٹ لگا کر بہت سا روپیہ جمع کیا۔ جیسا کہ لکھتا ہیں کہ: ’’یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آ چکی ہے۔ بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔‘‘ (براہین ج۵ ص۵۷، خزائن ج۲۱ ص۷۴)

’’اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار آئیں گے...... اب تک ۳ لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۱۲، خزائن ج۲۲ ص۲۲۱)

جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہاء دیا
دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اس نے مجھ کو اپنی عنایت سے نہ دیا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰، خزائن ج۲۱ ص۱۹)

مطالبہ: کسی نبی سے مذہب کی آڑ میں دنیا کمانا اور تبلیغی چندہ کو اپنی ضرورتوں میں خرچ کرنا ثابت کرو؟۔

۵...... ’’اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْنَ (انفال:۵۸)‘‘

’’وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر ۴۵ سال تک جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر آتا رہے گا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۵۲، خزائن ج۱۷ ص۱۷۴)

نقل حدیث میں خیانت کی۔ اصل مذہب یہ ہے کہ: ’’ان عیسیٰ علیہ السلام وان کان بعدہ واولی العزم وخواص الرسل فقدزال حکمه من هذا المقام بحکم الزمان علیه الذی هو لغیره فیرسل ولیاذا نبوۃ مطلقة ویلهم بشرع محمد ﷺ ویفهمه علی وجهه کالاولیاء المحمدیین (یواقیت ج۲ ص۸۹)‘‘ اور ایسا ہی مدارج النبوۃ میں ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی ہوں گے۔ مگر ان پر وحی نبوت نازل نہ ہوگی۔ اسی لئے ان کے ساتھ نبیوں جیسا معاملہ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ اس امت کے اولیاء اللہ کی طرح ہوں گے۔

۲...... ابن عباس رضی اللہ عنہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی طرف وفات مسیح کے عقیدہ کی نسبت کرنا باوجود یہ کہ وہ آخری زمانہ میں مرنے یا مرکر دوبارہ زندہ آسمان پر مرفوع ہونے کے قائل ہیں۔

۳...... نبی تشریعی کے یہ معنے کرنے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے سے نبوت مل جائے اور اس کو ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ اور ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کی طرف منسوب کرنا باوجود یہ کہ ان کے نزدیک نبی غیر تشریعی وہ ہے کہ اس پر وحی نبوت نازل نہ ہو اور وہ ہر حکم میں شریعت محمدیہ ﷺ کے فیصلہ کا پابند ہو کیونکہ ولایت کے ایک مقام کا نام نبوت غیر تشریعی رکھا ہے۔ مرزا نے اس کے معنے بدل کر حقیقی نبوت کے اجزاء کا اعلان کرتے ہوئے دعویٰ کر دیا۔ نیز مذہبی تبلیغ کا دھوکا دے کر بہت سا روپیہ جمع کیا اور اس کو اپنی ضروریات اور ’’گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت میں خرچ کیا۔‘‘

(انجام آتھم ص۲۸۳، خزائن ج۱۱ص۲۸۳)

مطالبہ: تبلیغی روپیہ کو گورنمنٹ کی اغراض کی اشاعت میں کس شرعی حکم کی وجہ سے خرچ کیا ہے۔ کیا کوئی ایسے چندہ کی مدد کی جاسکتی ہے؟۔

۶...... ’’وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذکرنا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فرطًا وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِیْنَ (کهف:۲۸)‘‘ مرزا قادیانی جس حکومت برطانیہ کو دجال کا گروہ کہتے ہیں۔ اس کی غلامی پر فخر کرتے اور: ’’سلطنت ممدوح کو خدا تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں۔‘‘ (براہین ص ب، خزائن ج۱ص۱۴۰)

۷...... ’’وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِیْنَ وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَا اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاِیْتَاءَ الزَّكٰوةِ (الانبیاء:۷۳)‘‘ مرزا قادیانی کی سوانح حیات میں کذب بیانی وعدہ خلافی تلبیس اور دھوکا دہی چندہ کا ناجائز تصرف، حرص وطمع دنیوی، نصاریٰ کی حمایت وغیرہ۔ عیوب کھلے طور پر نظر آرہے ہیں۔

۸...... ’’وَقَفَّیْنَا عَلٰی آثَارِهِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ‘‘ (مائدہ:۴۶) ’’اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَدِیْنُهُمْ وَاحِدٌ (مسند احمد ج۲ص۳۱۹)‘‘ یعنی اصول دین تمام نبیوں کے درمیان مشترک ہیں۔ مگر عبادت کے طریقے بدلے ہوئے ہیں۔‘‘

چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام دجال کے شخص واحد ہونے کی شہادت دیتے آئے۔ مگر مرزا کو اس کی شخصیت سے انکار ہے اور دجال ایک گروہ کا نام رکھا ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے ملائکہ علیہم السلام اور معجزہ کی حقیقت شرعیہ سے انکار کیا ہے اور فرشتوں کا نزول جسمانی بھی نہیں مانا۔ ان کی تفسیر کرنے میں اپنی رائے کو دخل دیا اور نزول وحی وغیرہ کی حقیقت میں رسول اللہ ﷺ کی تحقیق کی مخالفت کی ہے۔

۹...... ’’اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ (احزاب:۳۹)‘‘ مگر مرزا قادیانی حکومت سے ڈر کر بعض الہامات کے ظاہر نہ کرنے کا عدالت میں عہد کر آتے ہیں۔

۱۰...... ’’اَلَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَھُمۡ لَعِبًا وَلَھۡوًا وَغَرَّتۡھُمُ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا (انعام:۷۰)‘‘ مرزا قادیانی دنیا داروں کی طرح دنیوی شہرت اور مال دولت کے جمع ہونے پر فخر کرتے ہوئے اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں ایک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

(براہین ص۱۰۱ حصہ ۵، خزائن ج۲۱ ص۱۹)

اس زمانہ میں ذرا سوچو کیا چیز تھا
جس زمانہ میں براہین کا دیا تھا اشتہار

(براہین حصہ ۵ ص۱۱۲، خزائن ج۲۱ ص۱۴۲)

پھر ذرا سوچو کہ اب چرچا میرا کیسا ہوا
کس طرح سرعت سے شہرت ہوگئی ہر سو یار

(براہین حصہ ۵ ص۱۱۲، خزائن ج۲۱ ص۱۴۲)

ادھر آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ: ’’اَلۡاَنۡبِیَآءُ اَشَدُّ بَلَآءً اَلۡاَمۡثَلُ فَالۡاَمۡثَلُ (کنز العمال ج۳ ص۳۲۷ حدیث ۶۷۸۳)‘‘

۱۱...... ’’وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الۡغَاوٗنَ (الشعراء:۲۲۴)‘‘

’’وَمَا عَلَّمۡنَاہُ الشِّعۡرَ وَمَا یَنۡبَغِی لَہٗ (یٰس:۶۹)‘‘ مگر مرزا قادیانی کی شعر سازی کا مرزائیوں میں بڑا چرچا ہے۔

<u>مطالبہ:</u> کوئی نبی شاعر پیش کرو؟

۱۲...... ’’یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔‘‘ (چشمہ معرفت ج۲ ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

مگر مرزا قادیانی خود اس کے قائل ہیں۔ ’’بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جس سے مجھے کچھ واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی، سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔‘‘ (نزول مسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)

۱۳...... ’’وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ رُسُلاً اِلٰی قَوۡمِھِمۡ فَجَآؤُھُمۡ بِالۡبَیِّنَاتِ (الروم:۴۷)‘‘

’’فان مدعی النبوة لا بدله من نبوة (بیضاوی ج۲ ص۱۰۵)‘‘

’’تمامی انبیاء ورسل راصلوات اللہ علیھم معجزات است وھیچ پیغمبرے بے معجزہ نیست‘‘ (مدارج ج۱ ص۱۹۹)

<u>معجزہ کی حقیقت</u>

’’وھی امر یظھر بخلاف العادة علیٰ ید مدعی النبوة عند تحدی المنکرین علیٰ وجه یعجز المنکرین عن الاتیان بمثله ‘‘جو عادت کے خلاف مدعی نبوت کے ہاتھ پر منکرین کے مقابلہ میں ظاہر ہو اور منکرین اس کی مثال دینے سے عاجز ہوں۔‘‘ (شرح العقائد)

’’نجومیوں کی سی خبریں زلزلے آئیں گے۔مری پڑے گی،قحط ہوگا،جنگ ہوگی۔معجزہ نہیں۔‘‘

(براہین ص۲۴۵،خزائن ج۱ص۲۷۱حاشیہ)

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں نجومیوں جیسی ہیں۔یا حالات حاضرہ کو دیکھ کر تجربہ کاروں کی طرح پیش گوئیاں کی تھیں۔جن میں سے اکثر غلط اور بے بنیاد نکلیں اور جہاں کہیں بطور تحدیٔ منکرین کے مقابلہ میں اپنی صداقت کی نشانی پیش کرنی چاہی وہیں منہ کی کھائی۔

۱۴...... ’’وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء:۲۹)‘‘ کبھی کسی نبی نے ہوشیاری یا سکر کی حالت میں الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔مگر مرزا کہتا ہے کہ:’’کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا وہی ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۵،خزائن ج۱۳ص۱۰۳)

’’رائیتنی فی المنام عین اللہ وَتَیَقَّنْتُ اننی ھو‘‘ (آئینہ کمالات ص۵۶۴،خزائن ج۵ص۵۶۴)

۱۵...... ’’مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی (یوسف:۱۰۹)‘‘

’’الامصار لانهم اعلم واحلم بخالف اهل البوادی لجفائهم وجهلهم (جلالین:۱۹۹ ومثله فی ابی سعود ج٤ ص٣١٠)‘‘

قادیان گاؤں ہے:’’اوّل لڑکی اور بعد میں اس حمل سے میرا پیدا ہونا تمام گاؤں کے بزرگ سال لوگوں کو معلوم ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۶۰،خزائن ج۱۵ص۴۸۵)

۱۶...... ’’عن عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (بخاری ج۱ ص۱۰ باب علامۃ المنافق)‘‘ مرزا قادیانی میں یہ سب خصلتیں موجود تھیں۔

۱۷...... ’’اَنَا مَعْشَرُ الْاَنْبِیَآءِ لَا نُوْرَثُ (مسند احمد ج۲ ص٤٦٣)‘‘

۲...... ’’اَلْاَنْبِیَآءُ لَا یُوْرِثُوْنَ (دارقطنی)‘‘

۳...... ’’اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (ابن ماجه ص٢٠ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)‘‘

۴...... ’’نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِیَآءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ (قسطلانی)‘‘

۱۸...... ’’مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَنْتَ؟ فَقَالَ نَعَمْ! كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ (بخاری ج١ ص٣٠١، باب رعی لغنم علیٰ قراریط)‘‘

مرزا قادیانی نے کبھی مزدوری پر بکریاں نہیں چرائیں۔

۱۹...... ’’فِی الْحَدِیْثِ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمُوْضَعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْهِ (مشکوٰۃ ص٥٤٧، ترمذی ج١ ص١٩٨، ابواب الجنائز)‘‘

مرزا قادیانی لاہور میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

۲۰...... ’’سَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهٖ مِن مَّلِكٍ؟ فَذَكَرْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ فَلَوْكَانَ مِنْ آبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مِلْكَ اَبِيْهٖ (بخاری باب کیف کان بدؤ الوحی الیٰ رسول ﷺ ص٤ ج١)‘‘

مرزا قادیانی کے آباؤاجداد بڑے رئیس تھے۔مگر سکھوں کے عہد میں کسی قدر کمزور ہو گئے تھے۔دیکھو براہین احمدیہ وغیرہ۔یہاں تک کہ ۱۵روپیہ کی مرزا قادیانی کو کلرکی کرنی پڑی۔

۲۱...... ’’لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلَّا عَاشَ نِصْفَ الَّذِيْ قَبْلَهٗ (طبرانی ج٢٢ ص٤١٨ حدیث ٣٠٣٠)‘‘

اس حدیث کو مرزائی وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔اس لئے مرزا قادیانی کی عمر آنحضرت ﷺ سے آدھی ہونی چاہئے تھی۔مگر آپ اور دو سال بعد یعنی ۶۵ برس کے ہو کر مرے ہیں۔

صداقت کی نشانی ...... مرزا قادیانی کی زبانی

خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے
غلام زادے کو دعویٰ پیمبری کا ہے

۱...... مسیح موعود کے وقت میں اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔

’’هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ! یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘ (حاشیۃ الحاشیہ براہین ص۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۵۳)

’’ھوالذی ارسل رسولہ .... یعنی خدا وہ خدا ہے۔جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا، تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطاء کرے، اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے کہ جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ص۹۱)

مگر مرزا قادیانی کے زمانہ میں ایسا نہیں ہوا۔اس لئے مسیحیت کا دعویٰ محض افتراء ہے۔

۲...... مسیح موعود کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوگی۔

’’اور پیش گوئی آیت کریمہ ’’واذا العشا رعطلت ‘‘پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث ’’لیترکن القلاص ولا یسعی علیھما ‘‘نے اپنی پوری چمک دکھلائی۔یہاں تک کہ عرب وعجم کے ایڈیٹران اخبار، اور جرائد والے اپنے پرچوں میں بول اٹھے، کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے۔یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے۔جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ص۱۰۸)

۳...... مسیح موعود حج کرے گا۔’’آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح کو ایک امتی ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے اس کو دیکھا۔‘‘ (ازالہ ص۴۰۹، خزائن ج۳ص۳۱۲)

۴...... ’’دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کرکے ان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرے گا۔‘‘

’’فی الحقیقت مارا وقتے حج راست وزیبا آید که دجال از کفر ودجل دست باز داشته ایماناً واخلاصاً وگرد کعبه بگردد چنانچه از قرار حدیث مسلم عیاں می شود که جناب نبوت انتساب (صلوٰة الله علیه وسلامه) روید نددجال ومسیح موعود فی آن واحد طواف کعبه میکنند‘‘ (ایام الصلح (اردو) ص ۱۶۹، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۶، ۴۱۷)

۵...... ’’مسیح موعود بعد ظہور نکاح کریں گے اور اس سے اولاد پیدا ہوگی۔ اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ ’’یتزوج ویولدله ‘‘یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوّج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوّج سے مراد وہ خاص تزوّج ہے۔ جو بطور نشان ہوگا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا قادیانی کا نکاح بطور نشان ’’محمدی بیگم‘‘ سے ہونے والا تھا۔ مگر افسوس قسمت نے یاوری اور عمر نے وفا نہ کی اور دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔

اگر وہ جیتا رہتا یہی انتظار ہوتا

۶...... ’’مسیح موعود دعوے کے بعد چالیس سال زندہ رہے گا۔ حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس دنیا میں رہے گا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۱)

مگر مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا: ’’میری پیدائش سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے۔ (نور الدین ص ۱۷۰)

’’۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ دنیا کی تواریخ میں بہت بڑا مبارک سال تھا۔ جس میں خدا تعالیٰ نے مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر قادیان میں موعود مہدی پیدا فرمایا۔ جس کے لئے اتنی تیاریاں زمین وآسمان پر ہو رہی تھیں۔‘‘

(مسیح موعود کے مختصر حالات از عمر دین قادیانی ملحقہ براہین حصہ اوّل ص ۶۰ طبع اوّل)

مرزا قادیانی نے دعویٰ مجددیت یا مسیحیت (براہین احمدیہ حصہ ۴ ص ۲۷۱) پر کیا۔ جس کی طباعت کی تاریخ یا غفور سے ۱۲۹۷ھ نکلتی ہے۔ گویا عمر کے بیالیسویں سال اور صدی سے تین سال پہلے دعویٰ کیا گیا یا پوری صدی پر دعویٰ کیا۔ جیسا کہ ازالہ اوہام کی اس عبارت اور مجدد کی حدیث ’’علے راس کل مائةٍ‘‘ سے ظاہر ہے۔

’’یہی وہ مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔‘‘ (ازالہ ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

مگر اس صورت میں بعثت کی مدت مقرر چالیس سال سے پانچ سال زیادہ ہو جائیں گے۔

یا دعویٰ ۱۲۹۰ھ میں ہوا جیسا کہ تحفہ گولڑویہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’دانی ایل نبی ‘‘ بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزمان کے ظہور سے (جو محمد مصطفیٰ ﷺ ہے) جب بارہ سو نوے برس گذریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۲)

اس صورت میں مرزا قادیانی کی عمر دعوے کے وقت ۳۵ برس کی ہوگی۔ جو زمانہ بعثت سے پانچ سال کم ہے۔ حدیث مجددیت کے بھی مخالف ہے۔

بالاتفاق ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء بمطابق ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اس حساب سے دعوے کے بعد ۲۹ یا ۲۶ یا ۳۶ برس آپ زندہ رہے اور ۴۰ برس جو مسیح موعود کے رہنے کی مدت تھی۔ اس سے پہلے ہی چل بسے اور مسیح کی نشانی آپ پر صادق نہ آئی۔

۷...... ''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔'' (تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۸)

ابھی ''ازالہ اوہام'' کے حوالے سے گذرا ہے کہ آپ نے اپنا نام ''غلام احمد قادیانی'' بتایا ہے۔ جس میں بحساب جمل ۱۳۰۰ اعدد ہونے کی وجہ سے ۱۳۰۰ھ پر مبعوث ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیا قرآن میں غلام احمد قادیانی بن مریم لکھا ہوا ہے؟۔ اگر نہیں ہے تو مرزا قادیانی اپنے بیان کے موافق یقیناً جھوٹا ہے۔

تردید صداقت مرزا قادیانی

لو تقول

تحریف نمبر:۱...... ''لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (الحاقه:۴۴،۴۶)'' ﴿اور اگر وہ (محمد ﷺ) ہم پر بعض افتراء باندھتے تو ہم ان کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے۔﴾

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا ۲۳ برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں...... یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جب ہی ٹھہر سکتا ہے۔ جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا مفتری کو...... کبھی مہلت نہیں دیتا...... آج تک علماء امت سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ تئیس برس تک زندہ رہ سکتا ہے...... میرے دعوے کی مدت تئیس برس ہو چکی ہے۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ موسومہ اشتہار پانچ سو روپیہ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲،۴۳)

اسی کتاب کے (ص۲) پر لکھا ہے کہ: ''شرح عقائد نسفی میں بھی عقیدے کے رنگ میں اس دلیل کو لکھا ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۲، خزائن ج۱۷ ص۳۹)

اور توریت میں بھی یہی درج ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔

جواب نمبر:۱...... یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی شان میں اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے نازل ہوئی، کہ اگر وہ اللہ سبحانہ کی طرف بعض باتوں کی جھوٹی نسبت کر دیتے تو ان کو فوراً ہلاک کر دیا جاتا، اور ایک زمانہ دراز تک کبھی مہلت نہ دی جاتی، اور سورۂ بنی اسرائیل میں اسی فیصلہ کو وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ: ''وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۰ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۰ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ عَلَيْنَا نَصِيرًا (بنی اسرائیل:۷۳،۷۴،۷۵)'' یعنی قریب تھا کہ کفار تجھے وحی الٰہی سے ہٹا کر افتراء پردازی پر مائل کر دیں۔ اس صورت میں وہ تجھے اپنا دوست بنا لیتے۔ اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے۔ مگر اس وقت ہم

آپ کو دنیا اور آخرت میں دوگنا عذاب دیتے۔ جس پر تجھے کوئی مددگار نہ ملتا۔‘‘

معلوم ہوا یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ اس میں کوئی لفظ کلیت یا عموم پر دلالت کرنے والا موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو عام ضابطہ یا قاعدہ کلیہ قرار دیا جائے۔ شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانیؒ کا بھی یہی مطلب ہے۔ کیونکہ وہ جامع کمالات فاضلہ اور اخلاق عظیمہ سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر استدلال کر رہے ہیں۔ ہر مدعی نبوت کی نبوت کو اس سے ثابت نہیں کرتے۔ جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے۔ ’’قد یستدل ارباب البصائر علیٰ نبوة بوجهین احدهما بالتواتر من احواله قبل النبوة وحال الدعوة وبعد تما مها واخلاقه العظمة واحکامه الحکمية واقدامه حيث تحجم الابطال ووثوقه بعصمة الله تعالیٰ فی جميع الاحوال وثباته علیٰ حاله لدی الاهو بحيث لم تجد اعداؤه مع شدة عداوتهم وحرصهم علے الطعن فيه مطعنا ولا الی القدح فيه سبيلا فان العقل يجزم بامتناع اجتماع هذا الامور فی غير الانبياء وان يجمع اللّٰه تعالیٰ هذه الکمالات فی حق من يعلم انه يفتری عليه ثم يمهله ثلثا وعشرين سنة (شرح عقائد نسفی مجتبائی ص۱۳۶،۱۳۷، مبحث النبوات)‘‘

اس میں جملہ ضمیریں رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع کی گئیں ہیں اور انبیاء علیہم السلام میں سے وہی جامع کمالات اور اخلاق عظیمہ کے ساتھ متصف ہیں۔ جیسا کہ: ’’بعثت لاتمم حسن الاخلاق (الحديث مؤطا ص۷۰۵ باب فی حسن الخلق)‘‘ و آیت ’’انك لعلیٰ خلق عظيم (القلم:٤)‘‘ سے ظاہر ہے۔ اس لئے شرح عقائد کی عبارت کو معیار نبوت میں کلیتاً پیش کرنا ہرگز صحیح نہیں اور اگر آیت کی دلالت بالفرض کلیت پر تسلیم کر لی جائے تو رسول اللہ ﷺ کے حالات کو سامنے رکھ کر کلیت اخذ کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے ۲۳ سالہ مہلت اور نبی کاذب کی قید آنحضرت ﷺ کے حالات ہی سے اربعین وغیرہ میں لگائی ہے۔ ورنہ آیت میں وحی نبوت اور ۲۳ سال مدت کی کوئی قید مذکور نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ’’خداتعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل میں یہ پیش کرنا کہ ’’اکبر بادشاہ‘‘ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا ’’روشن دین جالندھری‘‘ نے دعویٰ کیا۔ اور وہ ہلاک نہیں ہوئے۔ یہ ایک دوسری حماقت ہے۔ جو ظاہر کی جاتی ہے...... پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے...... کہ میں خدا کا رسول ہوں...... کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔‘‘

(ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص۱۱، خزائن ج۱۷ ص۴۷۷)

۲...... ’’ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افتراء کر کے...... تئیس برس تک مہلت پا سکے۔ ضرور ہلاک ہوگا۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۴۳۴)

۳...... ’’یہی قانون خداتعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۶، خزائن ج۱۲ ص۲۵۸)

جس طرح نبوت اور تئیس سالہ مدت کی قید رسول اللہ ﷺ کے حالات سے لگائی گئی ہے۔ اسی طرح سچے اور صادق ہونے کی قید کا اضافہ کرنا بھی ضروری ہوگا، اور اس وقت آیت کا مفاد یہ ہوگا کہ جو سچا نبی کسی غیر نازل شدہ حکم کی جھوٹی نسبت اللہ سبحانہ کی طرف کرے گا وہ ہلاک کیا جائے گا، اور آیت میں بعض الاقاویل کی قید کا فائدہ بھی اسی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ جب کہ نبی سے سچا نبی مراد لیا جائے ورنہ جھوٹے مدعی نبوت کی ہر وہ بات جس کو وحی الٰہی کہتا ہے۔

جھوٹی ہے اور یہی مطلب توریت کی آیت کا ہے۔

معاملات دنیوی میں بھی اس بہروپیہ سے جو حاکم کے بہروپ میں کوئی حکم نافذ کرے مواخذہ نہیں ہوتا۔ مگر ایک سرکاری عہدہ دار حکومت سے حکم واحکام حاصل کرنے کے بغیر اگر کوئی حکم نافذ کرے گا تو حکومت اس سے باز پرس کرے گی۔ شرح عقائد میں ۲۳ سال مہلت اگر معیار بن سکتی ہے تو فی الجملہ اسی طرح بن سکتی ہے کہ اس کے ساتھ دیانت اور اتقاء راست گفتاری، استقامۃ توکل علی اللہ وغیرہ کو مدعی نبوت میں ثابت کیا جائے۔ جیسا کہ شرح عقائد میں کہا گیا ہے اور یہ شرط مرزا قادیانی میں کلیتاً مفقود ہے۔ شرح عقائد کی ایک بات کو ماننا اور جو اپنے خلاف ہو۔ اس کا نام نہ لینا کہاں کا انصاف ہے اور جو مدعیان کاذب ہیں۔ ان کی سزا دنیا میں کوئی نہیں بیان کی گئی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ: ’’وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ اِفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْئٌ وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَااَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْتَرٰی اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائكة باسطوا ایدیهم اخرجوا انفسكم الیوم تجزون عذاب الهون بماكنتم تقولون علی الله غیر الحق (انعام:۹۳)‘‘

اس میں مقررہ وقت پر موت آنے کے علاوہ نبوت کے جھوٹے دعویدار کی کوئی سزا دنیوی بیان نہیں کی۔ بلکہ سورۂ اعراف میں ہے کہ ایسے مفتری کی عمر مقررہ مدت تک پوری کردی جائے گی۔ ’’فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوْکَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ یَنَالُهُمْ نَصِیْبُهُمْ مِنَ الْكِتَابِ (اعراف:۳۷)‘‘ جلالین میں ’’من الکتاب‘‘ کی یہ تفسیر کی ہے کہ: ’’مما كتب لهم فی اللوح المحفوظ من الرزق والاجل وغیر ذالك (جلالین ص ۱۳۲)‘‘

__جواب نمبر:۲__...... لہٰذا یہ کہنا کہ نبوت کے جھوٹے مدعی کو ہلاک کرنا خدا کی سنت ہے۔ بالکل غلط اور سرتاپا جھوٹ ہے اور اگر مان لیں کہ جھوٹے مدعی نبوت کو ۲۳ برس تک مہلت نہیں ملتی تو پھر بھی مرزا قادیانی کاذب کے کاذب ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ ۱۹۰۲ء میں کیا تھا۔ جیسا کہ مرزا محمود جانشین مرزا نے (القول الفصل ص۲۴) پر لکھا ہے کہ: ’’تریاق القلوب کی اشاعت تک جو اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی۔ آپ (مرزا قادیانی) کا یہی عقیدہ تھا کہ...... آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے۔ ۱۹۰۲ء کے بعد میں آپ کو خدا کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں اور ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل قریباً ساڑھے دس بجے مرزا قادیانی مرض ہیضہ سے لاہور میں ہلاک ہوئے۔ اس دعویٰ نبوت کی کل مدت چھ برس ہوئی۔ مگر اربعین نمبر۴ ص ۶ کی رو سے سچے نبی کی مدت تئیس برس ہونی چاہئے! جو مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے آپ جھوٹے کے جھوٹے ہی رہے۔ جب کہ یہ آیت مرزا قادیانی کے خیال میں نبوت کا معیار ہے تو لاہوری پارٹی کا اس آیت سے مرزا قادیانی کی صداقت پر استدلال کرنا ان کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنا ہے۔ جس کو وہ اپنے خیال میں افتراء سمجھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ’’محمد علی‘‘ امیر جماعت لاہور لکھتا ہے کہ: ’’جو شخص اس امت میں سے دعویٰ نبوت کرے۔ کذاب ہے۔‘‘ (النبوۃ الاسلام ص۸۹، باب سوم ختم نبوت)

بلکہ جس کا دعویٰ نبوت نہ ہو اس کی صداقت پر اس آیت کو پیش کرنے والا بقول مرزا قادیانی بے ایمان ہے۔ ’’بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا ہے اور آیت ’لوتقول‘ کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا۔‘‘

(ضمیمہ اربعین ص۱۲، خزائن ج۱۷ ص۴۷۷)

س...... اور یہ کہنا کہ مفتری کے لئے قتل ہونا ضروری ہے اور مرزا قادیانی قتل نہیں ہوا۔ اس لئے وہی سچا تھا۔ کئی وجہ سے غلط ہے۔

۱...... قرآن شریف میں قتل کی کوئی قید نہیں۔

۲...... خودمرزا قادیانی نے مفتری کی سزا موت بتائی ہے۔قتل نہیں کہا۔''

''اگر وہ ہم پر افتراء کرتا تو اس کی سزا موت تھی۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳، خزائن ج۱۷ ص۳۸)

''اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا تئیس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲)

۳...... مرزا قادیانی نے (ضمیمہ اربعین میں استثناء باب ۱۸ آیت ۸ تا ۲۰) سے استدلال کیا ہے کہ جھوٹا نبی میت (یعنی مر جائے گا) اور اس بات کے ثبوت میں کہ میت کے معنے عبرانی زبان میں مرنے کے ہیں۔مرزا قادیانی نے یہ عبارت لکھی ہے کہ:''جب میں صبح کو اٹھی کہ بچے کو دودھ دوں تو وہیں میت دیکھو وہ مرا پڑا تھا۔'' (ضمیمہ اربعین ص۹، خزائن ج۱۷ ص۴۷۵)

آگے لکھتے ہیں کہ:''میت جس کا ترجمہ پادریوں نے قتل کیا ہے بالکل غلط ہے۔عبرانی لفظ میت کے معنے ہیں۔ مر گیا یا مرا ہوا ہے۔''

معلوم ہوا کہ مدعی کاذب کا قتل ہونا ضروری نہیں بلکہ مرزا قادیانی کے خیال میں تئیس برس سے پہلے مر جانا بھی اس کے کذب کی دلیل ہے۔اس لئے مرزا قادیانی بموجب اپنے فیصلہ کے کاذب ٹھہرا۔''

۴...... ''قتل ہونا کاذب ہونے کی نشانی نہیں ہے۔قرآن شریف میں یہودیوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔''قَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (النساء:۱۵۵)'' اگر جھوٹے مدعی کو قتل کیا جاتا تو ان کی کبھی مذمت نہ کی جاتی اور نہ ایسے قتل کو قتل ناحق کہنا صحیح ہوتا۔چنانچہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:''اے بنی اسرائیل کیا تمہاری یہ عادت ہوگئی کہ ہر ایک رسول جو تمہارے پاس آیا تو تم نے بعض کی ان میں سے تکذیب کی اور بعض کو قتل کر ڈالا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴، خزائن ج۵ ص۳۴)

جواب نمبر:۳...... ایسی نشانی جس کا ظہور آغاز نبوت سے ۲۳ برس بعد ہو صدق وکذب کا معیار نہیں بن سکتی۔ورنہ تئیس سال تک نبوت کا ثبوت ہی موقوف رہے گا اور ایک نبی اس سے پہلے کبھی نبی نہیں بن سکے گا اور نہ اس عرصہ میں مرنے والے کافر یا مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں گے۔اس سے مرزا قادیانی کی یہ شرط بالکل غلط ہے کہ:''وہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ اس شخص نے...... تئیس برس کی مدت حاصل کر لی۔''

(اربعین نمبر۳ ص۲۲، خزائن ج۱۷ ص۴۰۹)

جواب نمبر:۴...... اور اگر یہ سزا مطلق الہام کے جھوٹے مدعی کے لئے ہے اور دعوے نبوت اس میں کوئی شرط نہیں تو چاہئے تھا کہ دنیا میں جھوٹے مدعیان الہام کو ۲۳ سال کی مہلت کبھی نہ ملتی۔باوجود یہ کہ دنیا کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ پہلے مدعیان الہام کو مرزا قادیانی سے زیادہ کامیابی نصیب ہوئی اور ان کو مہلت کا زمانہ مرزا قادیانی کے زمانہ مہلت سے زیادہ ملا۔چنانچہ:

۱...... حسن بن صباح نے ۴۸۳ھ میں الہام کا دعویٰ کیا ۵۱۸ھ میں دعوے کے ۲۵ سال بعد مرا اور ایک کثیر جماعت متبعین کی چھوڑی۔

۲...... مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور تھوڑے عرصہ میں بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں مسلمانوں کا لشکر بھیجا۔ تو مسیلمہ کذاب ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک لاکھ کی جمعیت لے کر میدان میں نکلا اور شکست کھا کر مارا گیا۔

۳...... عبدالمومن افریقی نے ۲۷۷ھ میں مہدیت کا دعویٰ کیا اور ۲۳ برس بعد ۳۰۰ھ میں مرا۔

۴...... عبداللہ بن تومرت مہدی بن کر ۲۵ برس تک تبلیغ کرتا رہا اور جب کافی جمعیت اکٹھی کر لی تو سلطنت حاصل کر کے ۲۰ سال حکومت کی اور مر گیا۔

۵...... سید محمد جونپوری نے سکندر لودھی کے زمانہ ۹۰۱ھ میں مکہ معظّمہ پہنچ کر بیت اللہ میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۹۰۱ھ تک اپنے وطن میں واپس آکر مذہب کی تبلیغ کرنی شروع کی۔ جس سے راجپوتانہ گجرات کاٹھیاواڑ سندھ میں بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت اختیار کر لی۔ اس قسم کی اور بہت سی مثالیں تاریخی کتابوں میں موجود ہیں اور مطلق مفتری علی اللہ کی بھی یہ سزا نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ جو آئے دن توریت و انجیل میں تحریفیں کر کے محرف حصہ کو اللہ کی آیتیں کہتے رہے ہیں۔ آج تک ہلاک نہیں ہوئے اور نہ قرآن عزیز میں ان کی کوئی دنیاوی سزا بیان فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''وَيَقُوْلُوْنَ هُوَمِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدَاللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (آل عمران:۷۸)'' عام کافروں کی نسبت ارشاد ہے۔ ''يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ (مائدہ:۱۰۳)'' مگر پھر بھی ان کو کوئی دنیاوی سزا نہیں ملتی بلکہ ایسے لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے۔ سچ ہے کذابوں، دجالوں کی رسی دراز ہے مولانا فرماتے ہیں کہ:

تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مرترا

جواب نمبر:۵...... پھر مرزا قادیانی نے ۲۳ برس کی مدت ابتداء'' تجویز نہیں کی بلکہ جتنا زمانہ ان کے دعوے کو گذرتا گیا اتنی ہی مدت بڑھاتے رہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ مفتری علیٰ اللہ کو فوراً اور دست بدست سزا دی جاتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ''قرآن شریف کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اس دنیا میں دست بدست سزا پا لیتا ہے۔''

(انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ص۴۹)

''وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے...... بے شک مفتری خدا کی لعنت کے نیچے ہے...... اور جلد مارا جاتا ہے۔'' (انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ص۵۰)

''توراۃ اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہوتا ہے۔''

(انجام آتھم ص۶۳، خزائن ج۱۱ص۶۳)

پھر (نشان آسمانی مطبوعہ جون ۱۸۹۲ء) میں لکھتے ہیں کہ: ''دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افتراء کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں اور اس کو مہلت نہیں دیتا۔ (قرآن میں ایسا کہیں نہیں آیا) لیکن اس عاجز کے دعوے مجدد اور مثیل مسیح ہونے پر اب بفضلہ تعالیٰ گیارہواں برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہیں۔'' (نشان آسمانی ص۳۷، خزائن ج۴ص۳۹۷)

پھر اس کے آٹھ ماہ بعد (آئینہ کمالات مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء) میں لکھا ہے کہ:''یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو......اپنی اس عمر تک ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔'' (آئینہ کمالات ص۵۴، خزائن ج۵ ص۵۴)

پھر انوار الاسلام مطبوعہ ۵؍دسمبر ۱۸۹۴ء میں ایک سال نو ماہ بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:''یا کبھی خدا نے کسی جھوٹے کو ایسی لمبی مہلت دی ہے؟ کہ وہ بارہ برس سے برابر الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کر کے دن رات خدا تعالیٰ پر افتراء کرتا ہو اور خدا تعالیٰ اس کو نہ پکڑے۔ بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو بیان کریں۔'' (اس کی نظیریں گذر چکیں ہیں)

(انوار الاسلام ص۵۰، خزائن ج۹ ص۵۱)

اس کے ۵ ماہ بعد ضیاء الحق مطبوعہ بارہ مئی ۱۸۹۵ء کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:''خدا تعالیٰ نے آج سے سولہ برس پہلے الہام مندرجہ براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا......اور خدا نے بھی اس قدر لمبی مہلت دے دی۔ جس کی دنیا میں نظیر نہیں۔'' (ضیاء الحق ص۶۰، خزائن ج۹ ص۳۰۸)

نوٹ! براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء، ۱۸۸۲ء کی تالیف ہے۔ (دیکھو نزول المسیح ص۱۱۹، خزائن ج۱۸ ص۴۹۷ حاشیہ)

اور ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی نے (فتح الاسلام ص۱۷، خزائن ج۳ ص۱۱) اور (ازالہ اوہام ص۲۶۱، خزائن ج۳ ص۲۳۱) میں مسیحیت کا دعویٰ کیا۔

پھر قریباً ڈیڑھ سال بعد ''انجام آتھم'' مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں رقم طراز ہیں کہ:''میرے دعویٰ الہام پر قریباً بیس برس گذر گئے۔'' (انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۴۹)

''کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب اور بے باک اور مفتری کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک کہ بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر جائے۔'' (انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۵۰)

اور (سراج منیر ص۲، خزائن ج۱۲ ص۴ مطبوعہ ۱۸۹۷ء) میں پچیس سال لکھے ہیں:''کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس برس تک کی مہلت دی گئی ہو، جیسا کہ اس بندہ کو۔'' ایک ہی سال میں بیس اور اسی میں پچیس کے جھوٹ کو مرزائی صاحبان سچ کر کے دکھا دیں گے؟۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ ۱۹۰۰ء میں الہام کی مدت ۲۴ سال بتا رہے ہیں۔''کیا کسی ایسے مفتری کا نام بطور نظیر پیش کر سکتے ہو۔ جس کو افتراء اور دعویٰ وحی اللہ کے بعد میری طرح ایک زمانۂ دراز تک مہلت دی گئی ہو......یعنی قریباً ۲۴ برس گذر گئے۔'' (اشتہار مطبوعہ ۱۹۰۰ء معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت حصہ ۹ ص۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۶۸)

پھر اربعین مطبوعہ ۱۹۰۰ء میں قریباً تیس برس لکھتے ہیں کہ:''قریب تیس برس سے یہ دعویٰ مکالمات الٰہیہ شائع کیا گیا ہے۔'' (اربعین نمبر۳ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۳۹۲)

اور ۱۹۰۲ء میں تیئس ہی برس رہ جاتے ہیں۔''مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کے تیئس برس سے بھی زیادہ ہے۔''

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۳، خزائن ج۲۰ ص۶۴، ونحوہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳، خزائن ج۱۷ ص۴۰ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

مہلت کی مدت میں اختلاف بیانی اختیار کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اگر پہلے ہی تیئس سال مہلت کی شرط لگا دیتے تو لوگوں کی طرف سے قتل ہو جانے کا خطرہ زیادہ لاحق ہو جاتا۔ اس لئے اس کا نام تک نہ لیا اور جو وقت گورنمنٹ برطانیہ کی مہربانی سے ان کے زیر سایہ گذرتا رہا۔ اسی کو معیار صداقت بناتے رہے۔ اب تو بقول اکبر الہ آبادی یہ حال ہے۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ گلے میں جو اتریں وہ تانیں اڑاؤ
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر ''انا الحق'' کہو اور پھانسی نہ پاؤ

س...... امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ:''هذا ذكره على سبيل التمثيل بما يفعله الملوك بمن يتكذب عليهم فانهم لا يمهلونه بل يضربون رقبة في الحال (تفسیر کبیر ج۳۰ص۱۱۸)''

پھر لکھتے ہیں کہ:''هذا هو الواجب في حكمة الله تعالىٰ لئلا يشتبه الصادق بالكاذب (تفسیر کبیر ج۳۰ص۱۱۹)''

تفسیر روح البیان میں ہے کہ:''وفى الاية تنبيه علىٰ ان النبى ﷺ لوقال من عند لنفسه شيئا اوزادو نقص حرفا واحد على ما اوحى اليه لعاقبه الله وهواكرم الناس عليه فماظنك بغيره (تفسیر کبیر ج۴ص۴۶۳)''

معلوم ہوا کہ مفسرین کے خیال میں اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مفتری علی اللہ کو زیادہ مہلت نہیں ملتی۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا دعویٰ کے بعد تئیس سال زندہ رہنا ان کی صداقت کی دلیل ہے؟

ج...... امام رازیؒ کی پہلی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح بادشاہ ان لوگوں کو جو جعلی فرامین کو اصل کی طرح بنا کر لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں پکڑ لیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس شخص کو جو کذب کو سچ کی طرح بنا کر خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پکڑ لیتا ہے اور اس کے جھوٹ اور فریب کو عام لوگوں پر ظاہر کرا دیتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس کا کذب واضح نہ ہو اس کو بھی پکڑ لیا جائے اور کسی مفتری علی اللہ کو جھوٹ نہیں بولنے دیتے۔ جس طرح حکومت اس شخص کو جو نوٹ کی شکل کی رسید تیار کرے سزا نہیں دیتی۔ لیکن جعلی نوٹ بنانے والوں کو فوراً گرفتار کر لیتی ہے۔ اسی طرح جس مفتری علی اللہ کا جھوٹ سچ کے مشابہ ہو اس کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ چنانچہ امام رازیؒ کی وہ دوسری تحریر جس کو مرزائی صاحبان پورا نقل نہیں کرتے۔ ہمارے بیان کی زبردست مؤید ہے ملاحظہ ہو۔''واعلم ان حاصل هذا الوجوه انه لونسب الينا قولا لم نقله لمعناه عن ذلك امابواسطة اقامة الحجة فماكنا نقيض له من يعارضه فيه وحينئذٍ يظهر للناس كذبه فيه فيكون ذالك بطالالدعواه وهد مالكلامه وامابان نسلب عنده القدرة علىٰ التكلم بذالك القول وهذا هو الواجب فى حكمة الله لئلا يشتبه الصادق بالكاذب (تفسیر کبیر ج۳۰ ص۱۱۹)''

ان تمام وجوہ مذکورہ کا یہ حاصل ہے کہ اگر ہماری طرف سے کسی جھوٹے قول کی نفی کی جائے تو ہم اس کو اور دلائل سے جھوٹا ثابت کر دیتے ہیں، اور ایسا آدمی اس کے مقابلہ میں کھڑا کر دیتے ہیں جو اس سے معارضہ کرتا ہے۔ جس سے اس کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے، اور اس کے دعوے کے باطل ہونے میں اہل فہم کو شبہ نہیں رہتا، اور یا کبھی اس کی زبان کو خدا کی طرف جھوٹی نسبت کرنے سے روک لیتا ہے، اور ایسا کرنا خدا تعالیٰ پر ضروری ہے تاکہ جھوٹ سچ کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ امام رازیؒ کے نزدیک مفتری علی اللہ کو پکڑنے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا کذب لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی آدمی اس کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا جائے گا، اور اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی نشانی ظاہر نہیں کی جائے گی۔ جس کو اس نے اپنی سچائی کے لئے بطور پیش گوئی ذکر کیا ہوگا۔ یا اس سے اس معاملہ میں کذب بیانی کی قدرت ہی لے لی جائے گی۔ دنیا جانتی ہے کہ جس روز سے مرزا قادیانی نے مجددیت اور مسیحیت کے جال پھیلانے کی کوشش کی تھی

اسی دن سے علمائے کرام نے اس کے کذب کو ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا اور بحمد اللہ آج اس کے جھوٹ اور فریب کا پردہ ایسا چاک ہوا ہے کہ دنیائے اسلام کا بچہ بچہ اس کے جھوٹے اور مکار ہونے کا قائل ہے۔ مرزائیوں کے تسلیم کر لینے سے اس کا سچا ہونا لازم نہیں آتا۔ اگر ایک چور اور ڈاکو کو چند لٹیرے نیک طینت انسان بتائیں تو ان کی گواہی سے وہ نیک نہیں بن جاتا۔ بلکہ حکومت اور سمجھدار لوگوں کی نظر میں وہ بدکار ہی رہتا ہے۔ اسی طرح کافروں کے کہنے سے بتوں کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پیش گوئیوں کو جن کو مرزا قادیانی نے بطور تحدی اپنے صدق و کذب کا معیار بنا کر پیش کیا تھا۔ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا۔ اگرچہ بڑی تضرع سے ان کے پورے ہونے کی التجائیں کیں۔ مگر ایک نہ سنی، اور مرزا قادیانی کو سر بازار رسوا کر کے چھوڑا۔ سبحانه ما اعظم شانه! اللہ سبحانہ تعالیٰ نے وحی نبوت کے دعویٰ کرنے سے اس کی زبان کو روک کر رکھا۔ مرزا قادیانی نے کبھی وحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ بلکہ مدتوں الہام ولایت ہی کا دعویٰ کرتے ہوئے اس کو غلط نظر سے وحی الٰہی کی مثل سمجھتا رہا۔ لیکن جب ۱۹۰۲ء میں مسند نبوت پر اپنے ناپاک قدم رکھنے کی کوشش کی تو غیرت الٰہی نے عذابی مرض سے ہلاک کر دیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ”پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون و ہیضہ وغیرہ۔“

(اشتہار متعلقہ مولوی ثناء اللہ، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸)

اور ”روح البیان“ کی عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ ایک سچا نبی اگر وحی ربانی میں کمی زیادتی کرے تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔ ہر مفتری کی یہ سزا نہیں ہے۔ کیا مرزائی جماعت عبداللہ تیماپوری کو نبی ماننے کے لئے تیار ہے؟۔ جس کے دعوئے نبوت کو آج ۱۹۳۳ء میں ۲۷ سال گذر چکے ہیں۔

جواب نمبر:۶...... اس آیت کا سیاق، سباق دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں ہے۔ بلکہ یہ قضیہ شخصیہ ہے اور صرف حضور اکرم ﷺ کے متعلق یہ بات کہی جارہی ہے اور یہ بھی اس بناء پر کہ ”بائبل“ میں موجود تھا کہ اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا۔

چنانچہ عبارت درج ذیل ملاحظہ ہو۔

میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تجھ سا...... ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا، اور جو کچھ میں اس کو حکم دوں گا۔ (مراد محمد عربی ﷺ ہیں) وہ سب ان سے (یعنی اپنی امتوں سے) کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے گا جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے گا تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔ (انجیل مقدس عہد نامہ قدیم ص۱۸۴، کتاب استثناء باب۱۸، آیت ۱۸تا۲۱)

جواب نمبر:۷...... مرزا قادیانی کبھی کہتا کہ میں نبی ہوں۔ پھر انکار کر دیتا۔ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی کا آخری خط مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا جو ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو ”اخبار عام“ میں چھپا۔ جس میں لکھا: ”اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔“ یہ خط مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو چھپا اور اسی روز ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل کو مرزا قادیانی وبائی ہیضہ سے عبرتناک موت کا شکار ہوا، اور اپنے قول کے مطابق کہ خدا جھوٹے کو مہلت نہیں دیتا۔ جھوٹا ثابت ہوا۔ اسی دن ہی ”لقطعنا منه

الوتین ‘‘پرعمل ہوگیا۔اللہ تعالیٰ نے ہیضہ سے مرزا قادیانی کی زندگی کی شہ رگ کاٹ دی۔

مرزا قادیانی کی تمنائے موت کا جواب

تحریف نمبر:۲...... ’’یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ اللّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ (الجمعہ:۶)‘‘اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے اعمال خراب ہوں وہ موت کی تمنا کبھی نہیں کرتا۔مگر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

گر تومی بینی مرا پرفسق وشر
گر تو دید استی کہ ہستم بدگھر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شادکن ایں زمرۂ اغیار را

(حقیقت المہدی ص۸،خزائن ج۱۴ص۴۳۴)

تحقیق...... اس آیت میں یہودیوں کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ کبھی موت کی تمنا یا آرزو نہ کریں گے۔جیسا کہ:’’وَلَتَجِدَنَّھُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوۃٍ (بقرۃ:۹۶)‘‘سے ظاہر ہے کہ ہر کافر سے موت کی تمنا کرنے کی نفی بیان نہیں کی گئی۔

اور اگر موت کی تمنا کرنی سچائی کی نشانی ہے تو مکہ کے کافر پہلے سچے ہونے چاہئیں۔جنہوں نے رسول خدا ﷺ کے مقابلہ میں یہ کہا تھا کہ:’’وَاِذْقَالُوْا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْعَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ (انفال:۳۰)‘‘

۲...... ’’فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖ اِلَّا أَنْ قَالُوْا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ (عنکبوت:۲۹)‘‘

اور پھر مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب ؒ کے مقابلہ میں مفتری اور کذاب سے پہلے مرجانے کی دعا کی تھی جو پوری ہوگئی۔مرزائی مانیں نہ مانیں مگر ہم تو مرزا قادیانی کو اس میں مستجاب الدعاء سمجھتے ہیں۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ

تحریف نمبر:۳...... ’’فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:۱۶)‘‘

جواب نمبر:۱...... مرزا قادیانی کے دعوئ مسیحیت ومجددیت وغیرہ کے بعد بجائے دیانت داری،تقویٰ وطہارت کے،کذب بیانی،وعدہ خلافی،خیانت،تحریف قرآنی،انکار معجزات،انکار از نزول ملائکہ،ترک حج،دنیا پرستی،سب وشتم وغیرہ عیوب اس میں نظر آتے ہیں۔عیاں راچہ بیان!

دعویٰ سے قبل

۱...... مرزا قادیانی کے بچپن کے حالات میں گذر چکا ہے کہ وہ گھر سے چوری کرتا تھا۔
۲...... جوانی میں دادا کی پنشن وصول کرکے کھا گیا۔

۳...... لوگوں سے ’’براہین احمدیہ‘‘ کی پچاس جلدوں کے پیسے لے کر پانچ جلدیں لکھیں۔ پینتالیس جلدوں کے پیسے کھا گیا۔حرام کھایا۔

۴...... حکیم نورالدین کے ساتھ مل کر فراڈ کرتا تھا۔نورالدین کی مرزا قادیانی کے دعویٰ سے قبل کی شناسائی تھی۔

مرزا قادیانی کے (مکتوبات ج۵ حصہ دوم ص۳۵، مکتوب نمبر۲۵) پر نظر ڈالیں تو ایک نئی بات کا انکشاف ہوگا۔ فریب، دھوکہ، حب مال کا شاخسانہ ہے۔میرے خیال میں آج تک شاید کسی بڑے سے بڑے فریبی وفراڈی دنیادار نے یہ چال نہ چلی ہوگی جو’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ اور حکیم نورالدین نے چلی۔عقل حیران رہ گئی۔ششدر رہ گیا کہ یا اللہ! اس طرح کا مکروفریب تو کسی کمینے دنیادار کو بھی شیطان نے نہ سکھلایا ہوگا۔ بلکہ میرے خیال میں شیطان کو خود یہ تدبیر نہ سوجھی ہوگی جو مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین قادیانی کو سوجھی۔ایسی چال چلی کہ فراڈ کا نیا ریکارڈ قائم کر دیا۔

قارئین کرام! انگریز کے زمانہ میں اور اس وقت بھی محفوظ ذرائع سے رقم ایک جگہ سے دوسری جگہ بھجوانے کے دوطریقے ہیں۔ بینک سے رقم بھجوانا یا ڈاک خانہ سے منی آرڈر وغیرہ کے ذریعہ سے۔ بینک سے رقم بھجوائیں تو ڈرافٹ وغیرہ! اس پر سرچارج اور سروس چارجز ادا کرنے کے علاوہ ڈرافٹ رجسٹرڈ ڈاک سے بھجوانا ہوگا۔رقم زیادہ ہو تو اس پر خاصہ خرچ آتا ہے۔منی آرڈر یا تار منی پر بھی خرچ آتا ہے۔اب مرزا قادیانی کے پاس حکیم نورالدین اس زمانہ میں کشمیر سے پنجاب قادیان رقم بھجوانا چاہتا ہے۔رقم بھی خاصی ہے۔یعنی اس زمانہ میں پانچ سو روپیہ بھارتی جموں وکشمیر سے بھارتی پنجاب قادیان بھجوانی ہے جس زمانہ میں مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر ایم اے کی (سیرت المہدی ج اوّل ص۱۸۲) کے مطابق:’’ایک آنہ کا سیر گوشت ملتا تھا۔‘‘ حساب لگائیں کہ:

۱...... ایک روپیہ کے سولہ آنے۔ایک آنہ کا ایک کلو گوشت۔تو پانچ سو روپے کا گوشت آٹھ ہزار کلو۔اس زمانہ میں ملتا تھا۔آج کل گوشت کی قیمت عموماً چار سو روپے کلو ہے۔آٹھ ہزار کلو گوشت آج خریدنا چاہیں تو آٹھ ہزار کو چار سو سے ضرب دیں۔یہ بتیس لاکھ روپیہ بنتا ہے۔

۲...... یا یوں حساب لگائیں کہ اس زمانہ کا ایک کلو گوشت ایک آنہ میں جو آج کل چار سو روپے کے برابر ہے۔ سولہ آنہ کو چار سو سے ضرب دیں تو چونسٹھ سو روپیہ بنتا ہے۔گویا اس زمانہ کا ایک روپیہ آج کل کے چونسٹھ سو روپیہ کے برابر ہے۔اس زمانہ کے پانچ صد روپیہ کی رقم آج کل کے حساب سے لگانی ہو تو چونسٹھ صد کو پانچ صد سے ضرب دیں۔تو نتیجہ وہی بتیس لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔

چلیں حساب ہوگیا۔بتیس لاکھ آج بینک سے یا ڈاکخانہ سے بھجوانے ہوں تو جتنا خرچہ آئے گا اتنا خرچہ ’’نورالدین قادیانی‘‘ کو پانچ صد روپیہ پر اس زمانہ میں خرچ کرنا پڑتا۔آج کل مہنگائی کے چکر کو قادیانی نہ روئیں۔حکیم نورالدین کے چکر کو دیکھیں کہ اس زمانہ میں پانچ صد روپیہ بھجوانے پر دس بارہ روپے بھی اس دور میں خرچ ہوتے تو روپے کے حساب کو سامنے رکھیں تو اس زمانہ کے دس بارہ روپے بھی آج کل کے حساب سے خاصی رقم تھی۔’’مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین قادیانی‘‘ اس خاصی رقم سے بچنے کے لئے کیا چال چلتے ہیں؟۔

سوچا کہ اگر پانچ صد روپیہ کا نوٹ لفافہ میں ڈال کر بھیج دیں۔ظاہر ہے کہ اس دور میں بھی آج کل کی طرح لفافہ میں نوٹ ڈال کر بھیجنا خلاف قانون تھا۔اور یہ اندیشہ بھی تھا کہ کہیں لفافہ سنسر ہوگیا یا کسی نے کھول کر پانچ صد روپیہ کا نوٹ نکال لیا تو ’’مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین‘‘ دنیادار بنئے کی طرح جو دس بارہ روپے خرچ نہیں کرتے وہ پانچ صد

روپے ضائع ہونے یا نکال لینے پر ویسے ہی آنجہانی ہو جاتے۔
حکیم نورالدین نے ''باہمی مشورہ'' سے (اس باہمی مشورہ کے لفظ کو یاد رکھیں۔اس کی خبر بعد میں لیں گے۔ پہلے مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین کی خبر قادیانی لے لیں!) نورالدین نے پانچ صد روپے کے نوٹ کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا بیکار ہے۔اسے بھیجنا قانون کی خلاف ورزی نہیں۔اس لئے کہ ردی کاغذ کا ٹکڑا ہے۔کوئی کھولے بھی تو ردی کاغذ کا ٹکڑا اس کے کس کام کا؟۔پہنچ گیا آدھا ٹکڑا نوٹ کا، قادیان۔اب مرزا قادیانی نے اسے محفوظ کر کے ''حکیم نورالدین'' کو خط سے اطلاع دی کہ پانچ صد روپیہ کے نوٹ کا ایک قطعہ مل گیا ہے۔اب دوسرا بھیج دیں۔لیکن احتیاط کریں۔بارشیں ہیں۔بارش میں بھیگ کر ضائع نہ ہو جائے۔اس لئے کہ آج کل کی طرح ڈاکئے اس زمانہ میں بھی عام ڈاک کی زیادہ احتیاط نہ کرتے تھے۔اب کے دوسرا ٹکڑا بھیج دیں۔لیکن رجسٹرڈ ڈاک سے۔قادیان پہنچ گیا دوسرا ٹکڑا۔اب پانچ صد روپیہ کا نوٹ جوڑ کر مرزا قادیانی قادیان میں اور حکیم نورالدین کشمیر میں اس کامیاب ''انوکھے فراڈ'' پر جشن منائیں اور صدارت کرے اس جشن کی ابلیس، اور مبارکباد دے۔باپ، بیٹے، مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین کو کہ آپ نے وہ کر دکھایا جو آج تک میرے کسی چیلے کو کیا خود مجھے بھی نہ سوجھی تھی۔قارئین کرام! انتظار کی زحمت کو معاف فرمائیں اور پڑھیں مرزا قادیانی کے مکتوب کو:

مخدومی ومکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

''آج نصف قطعہ نوٹ پانچ سو روپیہ پہنچ گیا۔چونکہ موسم برسات کا ہے۔اگر براہ مہربانی دوسرا ٹکڑہ رجسٹری شدہ خط میں ارسال فرمائیں تو انشاءاللہ روپیہ کسی قدر احتیاط سے پہنچ جاوے۔''

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۱ جولائی ۱۸۸۷ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ دوم ص ۳۵ مطبوعہ راست گفتار پریس امرتسر)

اب قادیانیوں سے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے نام پر۔نہیں تو شرف انسانیت کے نام پر (ان سے) اپیل ہے کہ وہ ہماری تمہیدات اور مرزا قادیانی کے خط کے مندرجات کو بار بار ٹھنڈے دل سے پڑھیں کہ ایسے فراڈئے مذہبی رہنما تھے؟۔یا فراڈ کے چمپئن اور شیطان کے کان کترنے والے ٹھگ اور مکار؟۔

ہماری تلخ نوائی کو قادیانی معاف کریں۔ہم جب مرزا قادیانی کے ان بیہودہ افعال اور کفریہ اقوال کو دیکھتے ہیں اور پھر آپ لوگوں کی سادگی، تو یہ امر ہمیں تلخ نوائی پر مجبور کر دیتے ہیں۔''باہمی مشورہ'' کا لفظ اس لئے لکھا کہ مرزا قادیانی نے لفافہ کھولتے ہی پانچ صد روپیہ کے ایک ٹکڑا کو دیکھتے ہی کوئی تعجب نہیں کیا۔بلکہ جھٹ سے اس کے ملنے کی اطلاع یابی کے لئے خط لکھ دیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام دونوں نے ''باہمی مشورہ'' سے کیا۔فرمائیے آپ کی کیا رائے ہے؟۔

ایک اور امر رہ جاتا ہے کہ کیا وہ دوسرا ٹکڑا پانچ صد روپیہ کا نورالدین نے ''کشمیر'' سے ''قادیان'' مرزا قادیانی کو بھیجا اس کا جواب اسی کتاب کے اسی صفحہ پر موجود ہے کہ مرزا قادیانی نے دوسرے مکتوب (نمبر ۲۶) میں لکھا ہے کہ: ''آج نصف قطعہ (دوسرا) نوٹ پانچ سو روپیہ بذریعہ رجسٹری شدہ پہنچ گیا۔'' اس دوسرے ٹکڑا نوٹ پانچ صد ملنے کی اطلاع یابی کے خط پر ۲۶ر جولائی ۱۸۸۷ء ہے۔گویا پندرہ دنوں میں دونوں کامیاب فراڈ کر کے فارغ ہو گئے۔اس فراڈ کو اب ''مرزا قادیانی اور نورالدین'' نے کاروبار بنا لیا۔چنانچہ نورالدین نے دوصد چالیس روپے اس کے بعد مرزا قادیانی کو

بھجوائے۔لیکن نوٹوں کے آدھے آدھے حصے تھے۔جب وہ مل گئے تو پھر اسی دوصد چالیس کے نوٹوں کے دوسرے باقیماندہ ٹکڑے بھجوادیئے۔چنانچہ ۳۱/اکتوبر۱۸۸۷ء کے ''مکتوب بنام نورالدین'' میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:''بقیہ نصف نوٹ دوصد چالیس روپیہ بھی پہنچ گئے۔'' (مکتوبات ج۵ نمبر۲ ص۴۵)

قارئین کرام! اس سے کہیں زیادہ دردناک پہلو یہ ہے کہ اس کارستانی ''کارشیطانی'' پر مرزا قادیانی، حکیم نورالدین کو لکھتا ہے کہ:''اور میں نہایت ممنون ہوں کہ آں مکرم بروش صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل سے اور پورے جوش سے نصرت اسلام میں مشغول ہیں۔'' (مکتوبات ج۵ نمبر۲ ص۴۵)

لیجئے! اب حکیم نورالدین صحابی بن گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی نبی بن گیا۔(معاذاللہ) کیا قادیانیوں میں کوئی اللہ کا بندہ ایسا ہے جو اس انوکھے فراڈ کے کیس پر توجہ کر کے فراڈ نرا فراڈ یعنی قادیانیت سے تائب ہو جائے؟

مرزا قادیانی کے بیس برس مرید خاص رہے۔ڈاکٹر عبدالحکیم خان، انہوں نے کہا کہ مرزا مسرف وکذاب ہے۔ الٰہی بخش، میر عباس سب کا یہی حال تھا۔اس زمانہ کے وہ لوگ جو مرزا قادیانی کے حالات جانتے تھے۔جیسا کہ گذر چکا انہوں نے مرزا قادیانی کو رشوت وحرام مال کھانے والا کہا۔مرزا قادیانی شراب منگواتا تھا۔جیسا کہ ''خطوط امام بنام غلام'' سے ظاہر ہے۔مرزا قادیانی غیر محرم عورتوں سے اختلاط رکھتا تھا۔

صدق نبوت کی ایک دلیل

ایسی زاہدانہ زندگی جس میں اوّل سے آخر تک کوئی تفاوت نہ ہو۔غربت اور امارت کے زمانہ میں یکساں طرز عمل، اور دولت دنیا سے بے تعلقی بے اثری خود مرزا قادیانی کے نزدیک نبوت محمدی کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔وہ لکھتا ہے اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبۂ اسلام کا ہوا تو ان دولت واقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔کوئی عمارت نہ بنائی، کوئی یادگار تیار نہ ہوئی۔کوئی سامان شاہانہ عیش وعشرت تجویز نہ کیا گیا۔کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا۔بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبرگیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر کھانا نہ کھایا۔

دین کا داعی یا سیاسی قائد؟

اب ہم اس معیار کو سامنے رکھ کر جو خود مرزا قادیانی نے ہم کو دیا ہے اور جو مزاج نبوت کے عین مطابق ہے۔ہم خود مرزا قادیانی کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ہم کو اس مطالعہ میں نظر آتا ہے کہ جب ان کی تحریک پھیل گئی، اور وہ ایک بڑے فرقہ کے روحانی پیشوا اور اس کی عقیدتوں اور فیاضانہ اولوالعزمیوں کا مرکز بن گئے، تو ان کی ابتدائی اور اس آخری زندگی میں بڑا فرق نمایاں ہوا۔ہمیں اس موقع پر ان کے حالات دین کے داعیوں اور مبلغوں اور درس گاہ نبوت کے فیض یافتہ نفوس قدسیہ سے الگ سیاسی قائدین اور غیر دینی تحریکوں کے بانیوں سے ملتے جلتے نظر آتے ہیں۔یہاں تک کہ یہ چیز ان کے مخلص ومقرب ساتھیوں کے لئے بھی اضطراب کا باعث ہوئی اور دل کی بات زبانوں پر آنے لگی۔

مرزا قادیانی کی خانگی زندگی

مرزا قادیانی کی خانگی زندگی جس ترفہ اور جیسے تجمل اور تنعم کی تھی۔وہ راسخ الاعتقاد متبعین کے لئے بھی ایک شبہ اور اعتراض کا موجب بن گئی تھی۔''خواجہ کمال الدین صاحب'' نے ایک روز اپنے مخصوص دوستوں کے سامنے اس بات کا تذکرہ

کیا کہ ان کے گھر کی جو بیبیاں مرزا قادیانی کے گھر کی رہائش اور معیار زندگی دیکھ چکی ہیں۔ وہ کس طرح سے ایثار وقناعت اور سلسلہ کی اشاعت وترقی کے لئے اپنی ضرورتوں سے پس انداز کر کے روپیہ بھیجنے کے لئے تیار نہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ مولوی محمد علی (امیر جماعت احمدیہ لاہور) اور قادیانی جماعت کے مشہور عالم مولوی سرور شاہ قادیانی سے کہا: ''میرا ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ میں اسے پیش کرتا ہوں۔ آپ اس کا جواب دیں۔ پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء علیہم السلام وصحابہ رضی اللہ عنہم والی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم وخشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے۔ لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا، تو واپس آ کر ہمارے سر پر چڑھ گئیں، کہ تم تو بڑے جھوٹے ہو۔ ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء وصحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے۔ جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے، اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں۔ حالانکہ ہمارا روپیہ کمایا ہوا ہوتا ہے، اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے، وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے۔ لہٰذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر اس عرصۂ دراز تک ہم کو دھوکا دیتے رہے، اور آئندہ ہرگز ہم تمہارے دھوکے میں نہ آویں گی۔ پس وہ اب ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔''

خواجہ صاحب نے یہ بھی فرمایا: ''ایک جواب تم لوگوں کو یاد کرتے ہو۔ پھر تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چل سکتا۔ کیونکہ میں خود واقف ہوں۔'' (کشف الاختلاف ص۱۳)

اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا۔

مالی اعتراضات

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں ان کی نگرانی میں لنگر کا جو انتظام تھا۔ اس سے بہت سے مخلصین مطمئن نہیں تھے۔ ان کے نزدیک اس میں بہت سی بے عنوانیاں ہوتی تھیں۔ اس بحث نے بہت طول کھینچا۔ معترضین میں خواجہ کمال الدین پیش پیش تھے اور مولوی محمد علی بھی ان کے مؤید تھے۔ خواجہ کمال الدین نے ایک موقع پر مولوی محمد علی سے کہا: ''یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کے لئے روپیہ دیتے ہیں۔ وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا۔ بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر وہ روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں۔'' (کشف الاختلاف ص۱۵)

یہ اعتراضات مرزا قادیانی کے کان تک بھی پہنچے اور انہوں نے اس پر بڑی ناگواری وناراضگی کا اظہار کیا۔ مولوی سرور شاہ لکھتا ہے: ''مجھے پختہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشاء یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جائے گا۔ مگر یہ خواجہ وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں۔'' (کشف الاختلاف ص۱۵)

خود مرزا قادیانی نے اپنے انتقال سے کچھ پہلے اس مالی الزام کا تذکرہ اور اس پر اپنے رنج وملال کا اظہار کیا۔

مرزا بشیر الدین، مولوی حکیم نورالدین کے نام ایک خط میں لکھتا ہے: ’’حضرت صاحب نے اپنی وفات سے پہلے جس دن وفات ہوئی اس دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) اور مولوی محمد علی وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں۔ ان کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب، مولوی محمد علی کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی نے لکھا ہے کہ لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے۔ باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے اور گھر میں آ کر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا۔ کہا: کہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں۔ ان کو اس روپیہ سے کیا تعلق۔ اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدن بند ہو جائے۔‘‘

پھر خواجہ صاحب نے ایک ڈیپوٹیشن کے موقع پر جو عمارت مدرسہ کا چندہ لینے گیا تھا۔ مولوی محمد علی سے کہا کہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب آپ تو خوب عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر بھی چندہ دو، جس کا جواب مولوی محمد علی نے یہ دیا کہ ہاں اس کا انکار تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن بشریت ہے۔ کیا ضرور کہ ہم نبی کی بشریت کی پیروی کریں۔ (حقیقت الاختلاف ص ۵۰)

آمدنی کے نئے نئے ذرائع

مرزا قادیانی ہی کی زندگی میں قادیان کے ’’بہشتی مقبرہ‘‘ میں جگہ پانے کے لئے جو شرائط وضع کی گئیں اور ایک قبر کی جگہ کے لئے جو گراں قدر قیمت اور نذرانہ رکھا گیا اور اس کا جس ترغیب و تشویق کے ساتھ اعلان کیا گیا۔ اس نے قرون وسطیٰ کے ’’ارباب کلیسا‘‘ کے ’’پروانہ غفران‘‘ کے بیع و شراء اور جنت کی قبالہ فروشی کی یاد تازہ کر دی، اور مرکز قادیان کے لئے آمدنی کا ایک وسیع و مستقل سلسلہ شروع ہو گیا، اور وہ رفتہ رفتہ سلسلۂ قادیانیت کا ایک عظیم محکمہ بن گیا۔ قادیان کے ترجمان ’’الفضل‘‘ نے اپنی ایک اشاعت میں صحیح لکھا ہے کہ: ’’مقبرۂ بہشتی اس سلسلہ کا ایک ایسا مرکزی نقطہ ہے اور ایسا عظیم الشان انسٹیٹیوشن یعنی محکمہ ہے جس کی اہمیت ہر دوسرے محکمہ سے بڑھ کر ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۲۵، مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

قادیان اور ربوہ کی دینی ریاست

اس سارے آغاز کا انجام یہ ہوا کہ ’’تحریک قادیانیت‘‘ کا مرکز قادیان اور تقسیم ہند کے بعد سے اس کا جانشین ’’ربوہ‘‘ ایک اہم دینی ریاست بن گیا۔ جس میں قادیان کے خاندان نبوت اور اس کے صدر نشین ’’مرزا بشیر الدین محمود‘‘ کو امارت و ریاست کے وہ سب لوازم ایک مذہبی آمر اور مطلق العنان فرمانروا کے سب اختیارات اور خوش باشی و عیش کوشی کے وہ سب مواقع مہیا ہیں۔ جو اس زمانہ میں کسی بڑے سے بڑے انسان کو مہیا ہو سکتے ہیں۔ اس دینی و روحانی مرکز کی اندرونی زندگی اور اس کے امیر کی اخلاقی حالت ’’حسن بن صباح‘‘ باطنی کے ’’قلعۂ الموت‘‘ کی یاد تازہ کرتی ہے۔ جو پانچویں صدی ہجری میں مذہبی استبداد اور عیش و عشرت کا ایک پراسرار مرکز تھا۔

دور حاضر کا مذہبی آمر اور انگریز

پھر اگر قادیانیوں کو مرزا قادیانی کی زندگی پیش کرنے کا شوق ہے تو مرزا قادیانی نے جو خود اپنا مقصد زندگی بیان کیا ہے۔ وہ ذیل میں ملاحظہ کیا جائے۔ مرزا قادیانی نے بار بار اپنی وفاداری، اور اخلاص، اور اپنی خاندانی خدمات، اور انگریزی حکومت کی تائید و حمایت میں اپنی سرگرمی اور انہماک کا ذکر کیا ہے، اور ایک ایسے زمانے میں جب مسلمانوں میں

دینی حمیت کو بیدار کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ بار بار جہاد کے حرام وممنوع ہونے کا اعلان کیا۔ یہاں پر نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند عبارتیں اور اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور ''مہدی خونی'' اور ''مسیح خونی'' کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

اپنی کتاب (شہادت القرآن ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰) کے آخر میں لکھتا ہے: ''میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کی کہ جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۳، کتاب شہادۃ القرآن کے آخر میں)

ایک درخواست میں جو لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء کو پیش کی گئی تھی، لکھتا ہے: ''دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر کو پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔ جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں......

اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔''

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے: ''میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں۔ بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جان نثار۔'' (تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۶۵، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۶۶، ۳۶۷)

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے: ''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں، اور رسائل، اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچے دل سے اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینے میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی

تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ''برٹش انڈیا'' کے تمام مسلمانوں میں اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔'' (ستارہ قیصریہ ص۳،۴، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

مزید اس آیت سے متعلق جوابات ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کا کذب و دجل آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔

جواب نمبر:۲...... ''ہرقل شاہ روم'' نے عرب وفد سے حضور ﷺ کے بارے میں جو سوال کئے۔ ان میں سے بعض آپ ﷺ کی بعثت سے بعد کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً کیا آپ ﷺ کے متبعین میں سے کوئی آپ کے دین سے ناراض ہو کر آپ سے علیحدہ ہوا ہے؟ اور کیا آپ کے متبعین بڑھتے جا رہے ہیں یا کم بھی ہوتے جاتے ہیں؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد ہرقل کی اس سوچ پر کسی قسم کی نکیر نہیں کی۔

جواب نمبر:۳...... اس دلیل میں قادیانی مبلغ نے مرزا قادیانی کو حضور ﷺ پر قیاس کرنے کی گستاخی کی ہے۔ اس کے جواب میں ہم مرزا قادیانی کی یہ عبارت پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں: ''ماسواء اس کے جو شخص ایک نبی متبوع کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۳۹، خزائن ج۵ ص۳۳۹)

لہٰذا مرزا قادیانی کو ہم حضور علیہ السلام پر قیاس نہیں کر سکتے۔

جواب نمبر:۴...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''فَلَا تَقِیْسُوْنِیْ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا اَحَدًا بِیْ پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ مت قیاس کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔'' (خطبہ الہامیہ ص۲۰، خزائن ج۱۶ ص۵۲)

اس لئے مرزائیوں کو آنحضرت ﷺ پر مرزا قادیانی کو قیاس کرنے کی جسارت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو مرزا قادیانی کی نافرمانی کے مرتکب ہوں گے۔

جواب نمبر:۵...... بعثت سے قبل اور بعثت کے بعد نبی کی دونوں قسم کی زندگی پاک اور بے داغ ہوتی ہے۔ پہلی زندگی کو بے داغ ثابت کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے اگلی زندگی کو بے داغ بتایا جائے اور دعویٰ نبوت کو صحیح مانا جائے۔

بعثت کے بعد کی زندگی کو موضوع بحث بنانے سے فرار اختیار کرنا نہایت ہی کمزور بات ہے، اور یہ اس پر دال ہے کہ اس کی زندگی میں واقعی کچھ کالا ضرور ہے۔

جواب نمبر:۶...... مرزا قادیانی نے اپنی پہلی زندگی میں انگریز کی عدالت میں مقدمہ لڑ کر کچھ مالی وراثت حاصل کی۔ حالانکہ نبی کسی کا وارث نہیں ہوتا۔ ''نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِیَآءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ'' ہم جماعت انبیاء علیہم السلام نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔

جواب نمبر:۷...... یہ حقیقت ہے کہ نبی کی نبوت سے پہلے کی زندگی بھی پاک ہوتی ہے اور دعویٰ نبوت کے بعد کی زندگی بھی بے داغ اور صاف ہوتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کی پہلی زندگی پاک وصاف اور بے داغ اور بے عیب ہو وہ نبی بھی ہو جائے۔ جس طرح نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ شاعر نہ ہو وہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھے۔ جھوٹ نہ بولتا ہو، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی شاعر نہ ہو، کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو وہ نبی بھی ہو جائے۔ کیونکہ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو آج ہزاروں ایسے ملیں گے جو اپنی پہلی زندگی کے پاک وصاف ہونے کے مدعی ہیں۔ کیا ان سب کو نبی مانا جائے گا؟

جواب نمبر:۸...... مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں اور نہ ہی میں معصوم ہوں اور یہ مسلم قاعدہ ہے۔ ’’اَلْمَرْءُ یُؤْخَذُ بِاِقْرَارِہٖ‘‘ کہ آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔‘‘

’’لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔‘‘ (کرامات الصادقین ص۵، خزائن ج۷ص۴۷)

’’سیرت المہدیٰ‘‘ میں سات صد روپیہ پنشن کی رقم کے اڑائے۔ حوالہ گذر چکا ہے۔

کیا یہ اپنے معصوم نہ ہونے کا کھلا اقرار نہیں؟ بچے تھے کہ کوئی دھوکہ دے سکتا ہے یا پھسلا سکتا ہے؟ اور پھر ادھر ادھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ یہ بات تو قطعی ہے کہ کسی دینی کام یا مسجد و مدرسہ میں نہیں گئے ہوں گے اور نہ یہ رقم کسی اچھی جگہ خرچ کی ہوگی۔ ’’ادھر ادھر‘‘ سے اگر بازار حسن مراد نہیں تو اور کون سی جگہ ہوگی جو مرزا قادیانی کو پسند آئی ہوگی۔ اگر یہ کوئی شرمناک وارداتیں نہ تھیں تو مرزا قادیانی کو شرم کیوں آئی جو وہ سیالکوٹ بھاگ گئے؟

اب مرزائیوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ اتنی خطیر رقم کا حساب دیں کہ کہاں کہاں خرچ ہوئی؟ بصورت دیگر مرزا قادیانی کی عصمت باقی نہیں رہتی اور یہ دعویٰ کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی بالکل بے داغ تھی۔ بالکل باطل ہو جاتا ہے۔

جواب نمبر:۹...... محمد عربی ﷺ نے سب سے پہلے اپنے قریب کے آدمیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنی صفائی کا اعلان کیا تھا۔ انہوں نے یک زبان ہو کر اعلان کیا: ’’جَرَّبْنَاكَ مِرَارًا فَمَا وَجَدْنَا فِيْكَ اِلَّا صِدْقًا‘‘ کہ ہم نے بار بار آپ کو آزمایا اور ہر بار ہم نے آپ ﷺ میں سچائی ہی پائی۔

اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی صفائی مولوی محمد حسین بٹالوی (آئینہ کمالات اسلام ص۳۱۱، خزائن ج۵ص۳۱۱) سے پیش کروائی ہے جو کہ کچھ عرصہ ہی اس کے ساتھ رہے تھے۔ پھر وہ مرزا قادیانی کے شہر اور گاؤں کے رہنے والے بھی نہ تھے اور اس میں بھی شک نہیں ہو سکتا کہ مرزا قادیانی کی حقیقت واضح ہونے پر انہوں نے اپنی سابقہ تحریر سے رجوع کر لیا۔ (دیکھئے آئینہ کمالات اسلام حوالہ مذکورہ) اسی طرح حضور ﷺ کی صفائی آپ کے قبیلہ کے سردار حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ہرقل بادشاہ کے سامنے اسلام لانے سے قبل پیش کی تھی اور اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی رفیقہ حیات ہیں۔ انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کی صفائی پیش کی۔ جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کی طرف پہلی دفعہ تشریف لائے تھے اور اسی طرح آپ ﷺ کی آخری اور پوری زندگی کی صفائی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیش کر رہی ہیں۔ ’’كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ‘‘ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔‘‘

اظہار غیب

تحریف نمبر:۴...... ’’فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن:۲۶،۲۷)‘‘

اس آیت مبارکہ کی مکمل اور شافی تفصیل (قادیانی شبہات کے جوابات جلد اوّل ص۱۴۴ تا ۱۴۷) پر ملاحظہ فرمائیں۔

سلسلہ کی حفاظت وغلبہ

تحریف نمبر:۵...... ’’اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (انعام:۲۱)‘‘

۲...... ’’كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (مجادله:۲۱)‘‘

۳...... ’’اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوۡنَ (الحجر:۹)‘‘
اور وہ اپنے سلسلہ کی خود حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بدکار اور گنہگار کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔ مگر مرزا قادیانی کی جماعت روز بروز بڑھ رہی ہے اور اس کو اپنی سکیم میں بڑی کامیابی نصیب ہوئی اور دشمن پر ان کا غلبہ ہو رہا ہے۔

تحقیق...... معنے آیت کے یہ ہیں کہ بدوں کو اگرچہ ابتداء میں کچھ کامیابی نظر آتی ہے۔ لیکن انجام کار وہ ذلیل اور رسوا ہوتے ہیں، اور ان کا جھوٹ سب پر ظاہر ہو جاتا ہے، اور آخرت میں ان کو عذاب دیا جاتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آنے والے ساحروں کے ساتھ حکومت کی امداد تھی۔ لیکن حق غالب ہو کر رہا اور ابتداء میں سوائے اظہار حق کے فرعونیوں کے مرنے یا ہلاک ہونے کے ساتھ غلبہ کا اظہار نہیں تھا۔ بلکہ ظاہر نظر میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحروں کو پھانسی کی سزا دے کر فرعون نے اپنا غلبہ بحال رکھا۔ لیکن جب حق و باطل کے فیصلہ کا وقت آیا تو فرعون مع اپنے لشکر کے ہلاک ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے صحیح سلامت زندہ رہے۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ باطلہ کا انکشاف اچھی طرح ہو چکا ہے اور بارہا حق کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو شکست ہو چکی ہے۔ اگر عیش کی زندگی اور کثرت تعداد صداقت کی نشانی ہے تو دنیا کے تمام فرق باطلہ سچے ہونے چاہئیں؟ کیونکہ ان کی تعداد ہر زمانہ میں مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ اور دولت مند ہوتی چلی آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کی بھی حفاظت کرتا ہے اور ان کی ترقی بھی ہوتی ہے تو وہ بھی خدائی سلسلہ ہونا چاہئے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

مرزا قادیانی اور مخالفین

تحریف نمبر:۶...... ’’وَاِنۡ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ (مؤمن:۲۸)‘‘ مرزا قادیانی جو کچھ دشمنوں کے لئے کہتا رہا وہ بات پوری ہوتی رہی۔

تحقیق...... اس آیت کی رو سے تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جتنی وعیدیں مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں کے حق میں کی تھیں وہ اس پر وارد ہوتی رہیں۔

مثلاً: مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق کہا: کہ اس عاجز نے آخری فیصلہ کے طور پر ایک اشتہار شائع کیا جس کا متن (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۹) پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

جس میں مرزا قادیانی نے کہا: ’’کہ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔‘‘ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں آنجہانی ہو گیا اور مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد ۹ سال تک زندہ سلامت باکرامت رہے۔

اسی طرح عبداللہ آتھم عیسائی پادری سے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی نے الہام جڑا تھا۔ جس کی تفصیل (جنگ مقدس ص۲۰۹تا۲۱۱، خزائن ج۶ص۲۹۱تا۲۹۳) پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

’’وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔‘‘ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اس عیسائی پادری کے مقابلہ میں بھی جھوٹا ہوا اور دشمن اسی مدت کے اندر ہاویہ میں نہ گرا۔ بلکہ مرزا ناکامی کے ہاویہ میں گرا دیا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مخالفوں میں ایک نام ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی صاحب کا بھی ہے جو پہلے مرزا غلام احمد

قادیانی کے مخلص مرید تھے۔ مگر احقاق حق ہونے کے بعد ابطال باطل میں ایسے لگے کہ مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد ونظریات کوطشت ازبام کرنے میں لگ گئے اور مرزائیت کے تار پود بکھیر دیئے اور کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے مرجائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۹۱)

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں مرگیا ۔

خس کم جہاں پاک شد

اسی طرح مرزا قادیانی اور مشہور عالم دین مولانا عبدالحق غزنویؒ کے درمیان ۱۰رذیقعدہ ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۴رمئی ۱۸۹۳ء کوامرتسر کی عیدگاہ میں مباہلہ ہوا۔ مباہلہ اس امر پر ہوا کہ مولانا نے کہا: کہ مرزا قادیانی اوراس کے سب متبعین دجال، کافر، ملحد اور بے دین ہیں۔ واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مرنے سے سات ماہ ۲۴دن قبل ۲راکتوبر ۱۹۰۷ء کو یہ اصول بیان کیا تھا کہ: ''مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔'' (ملفوظات ج۹ص۴۴۰)

خدا کی مشیت کہ اسی اصول کے مطابق مرزا قادیانی مولانا غزنویؒ کی زندگی میں ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بمرض ''وبائی ہیضہ'' ہلاک ہوگیا اور مولانا غزنویؒ اس کے بعد پورے نوسال بقید حیات رہے۔ ۱۶رمئی ۱۹۱۷ء کو راہی ملک بقاء ہوئے (رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ) اس اعتبار سے مرزا قادیانی خود اپنے مباہلہ اور بیان کردہ اصول کے مطابق جھوٹا اور مفتری قرار پایا۔ اس کے بعد مزید کسی شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اسمہ کا مصداق مرزا

تحریف نمبر:۷...... ''وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اِسْمُهٗ اَحْمَدُ (الصف:۶)'' اگر بعینہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے تو رسول اللہ ﷺ پہلے اور عیسیٰ بعد میں ہوجائیں گے۔ باوجود یہ کہ آیت میں رسول اللہ ﷺ پہلے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مذکور ہے۔

تحقیق...... آیت میں بعد سے بعدیت زمانی یا مغائرت مراد نہیں۔ کیونکہ غزوۂ تبوک پر جاتے ہوئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوآپ ﷺ نے مدینہ کا امیر مقرر کیا اور غزوہ میں اپنے ساتھ نہ لینے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کورنجیدہ دیکھا توان کوتسلی دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ: ''اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی وَلٰكِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدِیْ (بخاری ج۱ ص ۴۲۰ مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ)'' اگر بعد سے مراد بعدیت زمانی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبوت کی نفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ ہی کے زمانہ میں اور آپ ہی کے سامنے موجود تھے۔ باوجود یہ کہ آیت میں دونوں باتوں کی نفی کرنی مقصود ہے، اور لفظ لکن کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں ہارون علیہ السلام نبی تھے۔ مگر اے علی رضی اللہ عنہ تو نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ میرے علاوہ کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، اور ایسے ہی مغائرت کے معنے بھی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ کے تابع اور موافق تھے۔ مستقل مخالف نہیں تھے اور بحیثیت تابع ہونے ہی کے ان سے نبوت کی نفی کی گئی ہے۔ اس لئے بعد سے مراد یا دوسرا نبی ہے۔ یعنی سلسلۂ نبوت میں کوئی اور نبی آنے والا باقی نہیں رہا۔ اس لئے اے علی رضی اللہ عنہ تو بھی نبی نہیں ہوسکتا۔ اس میں پہلے نبی کے زندہ موجود ہونے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آنے کی نفی نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ''لَوْكَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَّمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ (مشکوٰۃ ص ۳۰ باب

الاعتصام بالکتاب والسنة)‘‘
’’اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میری ہی اتباع کرنی پڑتی۔‘‘ معلوم ہوا کہ پہلا نبی حضور ﷺ کے زمانہ یا بعد میں موجود ہوسکتا ہے اور اس سے ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔
آیت مذکورہ بالا میں بعدی کے یہی معنے ہیں کہ سلسلہ نبوت میں آنے والا نبی صرف احمد مجتبیٰ ﷺ رہ گئے۔ ولاغیر!
یہاں بعد کے معنے غیر کے ایسے ہی ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہیں: ’’قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْتِلَ مِنْ بَعْدِنَا مِنَ الطُّلَقَاء‘‘ نووی نے مسلم کی شرح میں ’’من بعدنا‘‘ کے معنے میں ’’سوانا‘‘ کئے ہیں۔ اسی طرح ’’أَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا عَنْسِيٌّ وَالْآخِرُ مُسَيْلَمَةُ‘‘ میں بعدی سوائی کے معنوں میں ہے۔ ورنہ اسود عنسی اور مسیلمہ دونوں نے نبی عربی ﷺ کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جیسا کہ بخاری کی دوسری روایت کے الفاظ ’’اَلْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنِ اَتَابَيْنَهُمَا‘‘ سے ظاہر ہے۔ دوسری آیت ’’كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ (رعد:۳۰)‘‘ میں یہود ونصاریٰ کو امم قبل، اور اس امت کو مابعد کہا ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے امم ماضیہ اسی طرح موجود اور زندہ ہیں۔ اگر امم ماقبل، امت مابعد کے ساتھ جمع اور اس کے زمانہ میں زندہ موجود ہوسکتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ نبی ماقبل، نبی مابعد کے سامنے یا اس کے پیچھے نہیں آسکتا؟ ’’ماھو جوابکم فھو جوابنا‘‘

۲...... قرآن وحدیث اور تمام شرائع سابقہ میں نبی اس کو کہتے ہیں۔ جو اپنے ہر عمل میں پہلی شریعت کا تابع نہ ہو۔ بلکہ اس کی ذات خاص کے لئے بعض احکام میں وحی نبوت اس پر نازل ہو۔ البتہ تبلیغ اور پیغام رسانی میں شریعت سابقہ کی اتباع کرے، اور اپنے مخصوص احکام کو غیر تک نہ پہنچائے اور رسول وہ ہے۔ جس کو ایسی شریعت عامہ عطاء فرمائی جائے۔ جس کی پابندی امت اور نبی دونوں پر لازمی ہو۔ اس مختصر تمہید کے بعد یاد رکھئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی کے وقت ہر حکم میں شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبھا الف الف تحیة) کی اتباع کریں گے، اور کوئی حکم ان کی ذات خاص کے لئے نازل نہ ہوگا، اور نہ وحی نبوت ان پر اترےگی اور نہ وہ نبی تشریعی ہوں گے۔ اگرچہ ان کا مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ مگر وحی نبوت اور شریعت خاصہ نازل ہونے کی وجہ سے وہ شرعی اصطلاح میں نئے نبی نہیں کہلائیں گے۔
جس طرح قیامت کے دن تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام اسی نام کے ساتھ پکارے جائیں گے۔ لیکن منصب نبوت تبلیغ وتشریح اور نزول وحی وغیرہ کچھ نہیں ہوگا۔
اسی لئے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ختم نبوت کے ہرگز مخالف نہیں ہے۔

۳...... مرزاغلام احمد قادیانی کا اصل نام جو اس کے ماں باپ نے رکھا وہ غلام احمد ہے، اور مرزاقادیانی ساری زندگی یہی لکھتا رہا ہے۔ اس کا نام آیت کے مطابق صرف احمد نہیں تھا۔ بلکہ یہ تو غلام احمد تھا۔ تو پھر غلام احمد ’’اسمہ احمد‘‘ کا مصداق کیسے ہوگیا؟

۴...... اگر احمد سے مراد مرزاغلام احمد قادیانی ہے تو پھر یہ مسیح موعود یا مہدی کیسے ہوگیا؟ اس لئے کہ مسیح موعود اور مہدی میں سے کسی کا نام احمد نہیں ہے۔

لطیفہ: ایک مرتبہ ایک قادیانی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ بات کہہ دی کہ اس آیت میں احمد سے مراد غلام احمد ہے تو آپ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فی البدیہہ فرمایا: کہ اگر غلام احمد سے مراد احمد ہے تو پھر عطاء اللہ سے مراد صرف ’’اللہ‘‘ ہوسکتا ہے۔ غلام احمد سے مراد احمد کہتے ہو تو پھر عطاء اللہ سے مراد بھی اللہ لے لو۔ اگر اللہ مانو

گے تو میرا پہلا حکم یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے۔ اسے میں نے نبی نہیں بنایا۔ پس شاہ جی کی حاضر جوابی سے قادیانی بھاگ گیا۔

عذاب

تحریف نمبر:۸...... ''مَاكُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل: ۱۵) '' ''یعنی خداتعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب بھیجنا چاہتا ہے تو پہلے اپنا ایک رسول بھیجتا ہے۔'' جس کی وہ تکذیب کرتے ہیں، اور اس کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہوجاتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں مصیبتیں عام ہورہی ہیں۔ اس لئے خدائی قانون کے موافق کوئی رسول بھی آنا چاہئے اور وہ مرزاغلام احمد قادیانی ہیں۔

اس آیت مبارکہ کا تفصیلی جواب (قادیانی شبہات کے جوابات جلد اوّل ص۱۲۳ سے ص۱۲۵) تک ملاحظہ فرمائیں۔

جزاك الله!

مرزا سے استہزاء

تحریف نمبر:۹...... ''يَاحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَايَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْابِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (الحجر: ۱۱) '' چونکہ رسولوں سے استہزاء اور مذاق کیا جاتا تھا اور مرزا سے بھی استہزاء کیا گیا۔ اس لئے وہ سچا ہے۔

تحقیق...... اس آیت کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ رسولوں سے استہزاء اور تمسخر کیا گیا۔ اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں کہ جس کا تمسخر اور مذاق اڑایا جائے وہ رسول بھی بن گیا۔ ورنہ تو کافروں کو رسول ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان سے اللہ اور اس کے رسولوں نے استہزاء اور تمسخر کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن عزیز کی ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ: ''اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (البقرہ:۱۵) '' اللہ کافروں سے استہزاء کرتا ہے۔ ''وَكُلَّمَا مَرَّعَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْامِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ (ھود:۳۸) '' جب ان (نوح علیہ السلام) کے پاس سے کافروں کی جماعت گذرتی تو ان (نوح علیہ السلام) کا مذاق اڑاتے۔ انہوں نے کہا اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم تمہارا مذاق اڑاتے ہیں۔

پھر دعویٰ ہے۔ نبوت ظلیہ کا اور ثبوت میں روایت پیش کی جارہی ہے۔ جس میں صاحب شریعت رسولوں کے متعلق خبر دی گئی ہے۔ لہٰذا دلیل اور دعوے میں تطابق نہ ہونے کی وجہ سے استدلال ہی غلط ہے۔ اس کے بعد احادیث کے متعلق مغالطے دیئے گئے جن میں سے اکثر کا جواب گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ چند یہاں بھی ذکر کئے جاتے ہیں اور بعض کی حیثیت خرافات سے زیادہ نہیں تھی۔ اس لئے ان کے جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

احادیث نبویہ سے مغالطہ دہی کے جوابات

اونٹوں کا بیکار ہونا

مغالطہ نمبر:۱...... ''وَلَيُتْرَكُنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ...... الخ '' ''مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹوں کی سواری ترک کردی جائے گی اور اسی طرف آیت میں پیش گوئی کی گئی ہے۔ جو مرزا قادیانی کے زمانہ میں پوری ہوگئی۔

تصحیح...... حدیث میں اونٹوں کی سواری متروک ہونے سے مکہ اور مدینہ کے درمیان متروک ہونا مراد ہے۔ تمام دنیا میں مراد نہیں۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہونے کو مسیح موعود کی نشانی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸)

مگر مکہ اور مدینہ کے درمیان اب تک اونٹ کی سواری متروک نہیں ہوئی۔ جب اونٹوں کی سواری کے ترک کو مشروط کیا ریل چلنے سے۔ جب ریل جاری نہ ہوئی تو بنائے دلیل باطل ہوگئی۔ آج کل وہاں موٹروے ہے۔ ریل کی تیاری کا سن رہے ہیں۔ اتنا عرصہ مرزا قادیانی کے اعلان کی نحوست سے تاخیر واقع ہوئی۔ موٹر موجود ہے۔ ریل کی تیاری ہو جائے تب ہی وہاں سے سفر کریں تو اونٹوں کے ڈار کے ڈار پہاڑوں میں سفر کرتے بوجھ اٹھاتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ ایک ایک اونٹ کا وجود مرزا قادیانی کے کذب کی دلیل ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹے تھے۔ نیز اگر تمام دنیا سے اونٹ کی سواری متروک ہونی مراد ہو تو وہ بھی اب تک نہیں پائی گئی۔ عرب، بلوچستان، سندھ وغیرہ ریگستانی علاقوں میں اونٹ کی سواری عام ہے اور وہاں ریل جاری نہیں ہوئی۔ آیت میں قیامت کا ذکر ہے۔ مسیح موعود کی نشانی مذکور نہیں۔ جیسا کہ: ''اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ (التکویر:۴)''

''وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ (التکویر:۱۲،۱۳)'' سے ظاہر ہے۔ کیونکہ ہر نفس کا اپنے صحیفۂ عمل کو پڑھنا قیامت ہی کے دن ہوگا۔ اس لئے اذ ظرفیہ سے بھی قیامت ہی کا دن مراد ہے۔

مغالطہ نمبر:۲...... مسیح کے دو حلیے آئے ہیں۔ اس لئے مسیح بھی دو ہونے چاہئیں۔

تصحیح...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیے حدیث میں تین طرح مذکور ہیں اور موسیٰ کے دو طرح۔ لہٰذا مرزائی تحقیق کے موافق مسیح علیہ السلام تین اور موسیٰ علیہ السلام دو ہونے چاہئیں اور نیز رسول اللہ ﷺ کے حلیہ میں بھی الفاظ مختلف آئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی متعدد ہوں گے؟۔ دراصل اختلاف الفاظ کی جو وجہ مرزا قادیانی نے سمجھ لی ہے وہ غلط ہے۔ بلکہ اس کی یہ وجہ ہے کہ حلیہ بیان کرنے والے نے صاحب حلیہ کے مختلف اوصاف میں سے کبھی کسی وصف کا اعتبار کر لیا اور کبھی کسی کا۔ جس طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ کے بیان میں کہا گیا ہے اور اس کی مزید تحقیق حیات مسیح کے تحت میں گذر چکی ہے۔

مغالطہ نمبر:۳...... ''لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی علیہ السلام ہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور عیسیٰ آنے والا نہیں ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ (قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم ص۴۷۷، زیر بحث قادیانی سوال نمبر۳۳)

مغالطہ نمبر:۴...... مہدی جب مبعوث ہوگا تو اس کی عمر چالیس سال ہوگی۔

(کنز العمال ج۱۴ ص۲۶۷ حدیث نمبر۳۸۶۸۰)

تصحیح...... مرزا قادیانی کی عمر دعوے کے وقت ۳۵ سال یا ۴۲ یا ۴۵ سال تھی۔ پورے چالیسویں سال دعویٰ ہی نہیں ہوا۔ اس لئے وہ مہدی نہ تھے۔

پہلے نام، پھر عمر، مرزا قادیانی کا نام ہی مہدی سے نہیں ملتا تو عمر کی بحث سے سوائے رسوائی کے مرزائیوں کو اور کیا ملے گا۔

مغالطہ نمبر:۵...... نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سب لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ (تفسیر روح المعانی ج۲ ص۶۰۰)

تصحیح...... بے شک نزول کے وقت سب ایمان نہیں لائیں گے۔لیکن بعد میں جتنے زندہ بچیں گے وہ سارے مسلمان ہوجائیں گے۔خود مرزا قادیانی کو بھی اس بات کا اقرار ہے۔چنانچہ لکھتا ہے:''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ حصہ۴،ص۴۹۹،خزائن ج۱ص۵۹۳)

مرزا قادیانی کا بعد میں دعویٰ کرنا کہ میں مسیح ہوں۔اس حوالہ کی رو سے چاہئے کہ اگر مرزا قادیانی مسیح ہیں تو روئے زمین کے کافر مرزا قادیانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیتے۔روئے زمین کے کافروں کا اسلام قبول کرنا تو رہا اپنی جگہ۔الٹا مرزا قادیانی نے کہہ دیا کہ:''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے اسلام قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ ص۶۰۷،روایت نمبر۱۱۷۵)

گویا مرزا قادیانی کے آنے سے روئے زمین کے کافر مسلمان ہونے کی بجائے روئے زمین کے مسلمان کافر ہوگئے۔پھر مرزا قادیانی نے کہا کہ مسلمان وہ جو مجھے مانے،گویا مسلمان صرف مرزا قادیانی کے ماننے کا نام ہے،اب مرزا قادیانی کے ماننے والوں کا لاہوری،قادیانی گروپ کی شکل میں اختلاف ہوا۔لاہوریوں نے کہا مرزا قادیانی نبی نہیں تھا۔جو غیر نبی کو نبی کہے وہ کافر۔گویا لاہوریوں کے نزدیک قادیانی کافر۔

قادیانیوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نبی تھا۔جو نبی کو نبی نہ مانے وہ کافر گویا قادیانیوں کے نزدیک لاہوری کافر۔

مرزا قادیانی نے کہا کل روئے زمین کے مسلمان کافر۔

لاہوریوں نے کہا کہ قادیانی کافر۔

قادیانیوں نے کہا کہ لاہوری کافر۔

نتیجہ یہ کہ مرزا قادیانی کے آنے سے روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ رہا۔اب قادیانی بتائیں کہ مسیح کی یہ علامت مرزا قادیانی میں پائی گئی؟ یا نہیں؟

خسوف وکسوف

مغالطہ نمبر:۶...... ''اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ (دار قطنی ج۲ ص۶۵ بَابُ صِفَةِ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ وَالْكُسُوْفِ)'' چاند گرہن ۱۳،۱۴،۱۵ سورج گرہن ۲۷،۲۸،۲۹۔

(کتاب التعارض بین العقل والنقل ص۲۴۶ احمدیہ پاکٹ بک ص۳۸۹)

تصحیح...... یہ قول رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے اور نہ متصلاً یا مرسلاً آنحضرت ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔بلکہ محمد بن علی کا کشف ہے اور کشف اس جگہ دو وجہ سے حجت نہیں ہوسکتا۔

۱...... محمد بن علی غیر معلوم آدمی ہے،اور اگر مرزا قادیانی کی اس بات کو مان لیں کہ محمد بن علی سے مراد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ ہیں،تو پھر بھی یہ روایت از روئے سند کے غیر معتبر ہے۔کیونکہ اس میں عمرو بن شمر راوی ہے اور''میزان الاعتدال''میں اس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے:''لَيْسَ بِشَيْئٍ يَشْتِمُ الصَّحَابَةَ، وَيَرْوِي الْمَوْضُوْعَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ''ممکن ہے کہ یہ

حدیث بھی اس نے گھڑ کر محمد باقرؒ کی طرف منسوب کردی ہو اور مرزا قادیانی کا (ایام الصلح اردو کے ص۸۰، خزائن ج۱۴ ص۳۱۵) پر تسلیم کرتے ہوئے کہ کسوف وخسوف...... امام باقرؒ سے مہدی کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث اس لئے بتایا کہ سوائے نبی کے کوئی غیب کی خبر نہیں دیتا۔ جیسا کہ ''حاشیہ تحفہ گولڑویہ'' میں لکھتے ہیں کہ: ''دوسری گواہی اس حدیث کے صحیح اور مرفوع متصل ہونے پر آیت ''فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ أَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ''میں ہے۔ کیونکہ یہ آیت علم غیب صحیح اور صاف کا رسولوں پر حصر کرتی ہے۔ جس سے بالضرورت متعین ہوتا ہے کہ ''اِنَّ لَمَهْدِیْنَا'' کی حدیث بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۲۹، خزائن ج۱۷ ص۱۳۵ حاشیہ)

صحیح نہیں کیونکہ حدیث کی حجت اور اتصال کا انوکھا طریقہ ہونے کے علاوہ لازم آتا ہے کہ باعتبار اس ضابطہ کے جو خبریں بھی غیب سے تعلق رکھیں گی۔ وہ یا احادیث ہوں گی یا اس کی خبر دینے والا خود رسول ہوگا۔ دونوں باتوں میں سے ایک بات ضرور ماننی پڑے گی۔ اس لئے ہندو، بددین، کنجر، خاکروبہ وغیرہ کی ایسی خبریں بھی نعوذ باللہ حدیث ہوں گی۔ یا وہ خود رسول ہوں گے۔ لا حول ولا قوۃ!

کیونکہ مرزا قادیانی نے ان سب کو صاحب کشف وشہود بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

''خواب تو چوڑھوں چماروں اور کنجروں کو بھی آجاتے ہیں اور وہ سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ ایسی چیز پر فخر کرنا لعنت ہے۔ فرض کرو ایک شخص کو چند خوابیں آگئیں اور وہ سچی بھی ہوگئیں۔ اس سے کیا بنتا ہے۔'' (ملفوظات ج۱۰ ص۹۳)

''ہر ایک فرقہ کے لوگ خوابیں دیکھتے ہیں اور بعض خوابیں سچی بھی نکلتی ہیں۔ بلکہ بعض فاسقوں فاجروں اور مشرکوں کی بھی خوابیں سچی ہوتی ہیں اور الہام بھی ہوتے ہیں۔'' (چشمہ معرفت ص۳۰۱، خزائن ج۲۳ ص۳۱۶)

پھر حدیث میں بھی تصریح ہے کہ جب سے زمین وآسمان بنا ہے۔ ایسا اجتماع مہدی علیہ السلام کے زمانہ تک کبھی ظہور میں نہیں آیا ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور اسی رمضان کی پندرھویں تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔

نظام شمسی وقمری میں آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پہلے دن چاند گرہن اور پندرھویں تاریخ سورج گرہن ہو۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی بھی اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ ہمیشہ سے چاند گرہن ۱۳،۱۴،۱۵ کو اور سورج گرہن ۲۷،۲۸،۲۹ ماہ کو ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ ''کتاب التعارض'' سے نقل کیا ہے۔ یعنی چاند اور سورج کو ان کی مقررہ تین تاریخوں میں سے ایک نہ ایک دن ضرور گرہن لگتا ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی پہلی اور پندرھویں تاریخ کو خلاف عادت چاند سورج کا گرہن نہیں ہوا۔ بلکہ مقررہ اوقات میں سے کسی ایک وقت میں گرہن ہوا تھا۔ اس لئے ۱۳ تاریخ کا ''خسوف'' اور ۲۸ کا ''کسوف'' کسی صورت میں نشانی نہیں بن سکتا: ورنہ ''لَمْ یَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' کی قید لغو اور بے سود ہو جائے گی اور دوسرے اس حدیث میں ''یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ مِنْ اَوَّلِ لَیْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ'' آیا ہے۔ یہ نہیں آیا کہ ''یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَةٍ مِّنْ لَیَالِیْ خُسُوْفِهَا وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِیْ نِصْفِ مِنْ أَیَّامِ کُسُوْفِهَا'' پھر دنیا میں چاند وسورج گرہن کا اجتماع رمضان المبارک میں مرزا قادیانی کے جیتے جی تین مرتبہ ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ہندوستان میں ایسا پہلا اجتماع رمضان کے اندر ۱۲۶۷ھ میں ہوا۔ یعنی ۱۳؍جولائی ۱۸۵۱ء مطابق ۱۳؍رمضان ۱۲۶۷ھ کو چاند گرہن اور ۲۸؍جولائی مطابق ۲۸؍رمضان کو سورج گرہن ہوا۔ اس گرہن کے وقت مرزا قادیانی کی عمر تقریباً ۱۱،۱۲ برس کی تھی۔ پھر دوسرا اجتماع انہی تاریخوں میں ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کو امریکہ میں ہوا، جس

کا مرزا قادیانی نے ’’حقیقت الوحی‘‘ میں اقرار کیا ہے۔ تیسرا اجتماع ۱۳؍رمضان ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۱؍مارچ ۱۸۹۵ء کو چاند گرہن اور ۲۶؍مارچ مطابق ۲۸؍رمضان کو سورج گرہن ہوا۔ جب اس تینتالیس سال کی مدت میں تین دفعہ اجتماع ہوگیا تو جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے نہ معلوم کتنی مرتبہ رمضان میں دونوں گرہنوں کا اجتماع ہوا ہوگا۔ پھر لطف یہ ہے کہ مہدی پہلے بن جاتے ہیں اور نشانی بعد میں ۱۲ برس پیچھے ظاہر ہوتی ہے، اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ قمر کا لفظ اوّل رات کے چاند پر اطلاق نہیں کیا جاتا، بالکل غلط ہے، اور قمر عام ہے۔ ہلال اور بدر دونوں چاندوں پر بولا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ: ’’وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ (یٰس:۳۹)‘‘

۲...... ’’هُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ (یونس:۵)‘‘

’’اَلْهِلَالُ غُرَّةُ الْقَمَرِ وَهِیَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ (تاج العروس)‘‘ یعنی ہلال قمر کی پہلی رات ہے۔ اس کے علاوہ مرزا محمود پسر مرزا نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قمر کا لفظ ہلال پر بولا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو: ’’قمر بدر نہیں ہوتا۔ لیکن بدر ضرور قمر ہوتا ہے۔ اسی طرح قمر ہلال نہیں ہوتا۔ مگر ہلال ضرور قمر ہوتا ہے۔‘‘ (درس قرآن تفسیر سورۂ مدثر مندرجہ اخبار الفضل ۷؍جولائی ۱۹۲۸ء)

افتراء علی اللہ

’’اسلام نے سورج اور چاند کے گرہن کا ذکر فرمایا ہے۔ قرآن پاک نے اسے مختلف پیرایوں میں انقلاب عظیم اور قیامت کی نشانی بھی ٹھہرایا ہے۔‘‘ (الفضل ربوہ ۹؍دسمبر ۱۹۷۴ء)

سورج یا چاند گرہن کا قیامت کی نشانی ہونا مرزائیوں کی ’’مسیحی انجیل‘‘ (انجیل البشریٰ مسیح قادیان صاحب کی وحی والہام کا مجموعہ ہے) میں کہیں لکھا ہو تو ہو مگر قرآن پاک میں کہیں اس کا نام ونشان نہیں۔ اسے قرآن کی جانب منسوب کرنا محض کذب اور افتراء علی اللہ ہے۔

افتراء علی الرسول

قادیانی کہتے ہیں کہ: ’’رسول اکرم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ میری امت کی رہبری ورہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمائے گا۔ اس کی شناخت کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...... الخ‘‘ (دار قطنی ص۱۸۸) کہ ہمارے مہدی کے لئے یہ دو نشان مقرر ہیں اور یہ نشان ہمارے ہی امام مہدی کے ظہور کے ساتھ مختص ہیں۔ اسی کے لئے بطور دلیل صداقت ظاہر ہوں گے اور یہ صورت ابتدائے دنیا سے امام مہدی کے وقت میں ہی پیدا ہوگی۔ یعنی یہ کہ:

۱...... امام مہدی ہونے کا دعویدار موجود ہو۔
۲...... رمضان کا مہینہ ہو۔
۳...... چاند کی تاریخ ہائے خسوف میں سے اسے پہلی تاریخ کو گرہن لگے۔
۴...... سورج کی تاریخ ہائے کسوف میں سے اسے درمیانی تاریخ کو گرہن لگے۔ (حوالہ بالا)

اس عبارت میں قادیانیوں نے دو وجہ سے افتراء علی الرسول کیا ہے:

اوّل...... یہ کہ قادیانیوں نے ’’دار قطنی‘‘ کا حوالہ دیا ہے اور اس میں یہ قول امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کیا گیا ہے اور

محدثین کی تصریح کے مطابق یہ نسبت بھی محض غلط اور بازاری گپ ہے جو ''عمرو بن شمر'' اور جابر جعفی ایسے کذابوں نے حضرت امام باقرؒ کے سر دھری تھی۔ مگر ان بزرگوں کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس وضعی اور من گھڑت افسانے کو آنحضرت ﷺ کی ذات مقدس سے منسوب کرڈالیں۔ مگر شاباش اور صد آفرین کہ قادیانیوں نے اس افترائی روایت کو ارشاد نبوی ﷺ قرار دے کر کذب، افتراء کا نیا ریکارڈ قائم کردیا۔

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

دوم...... یہ کہ قادیانیوں نے اس موضوع روایت کے اصل الفاظ ذکر نہیں کئے۔ نہ ان کا ترجمہ کیا۔ بلکہ اس جھوٹی روایت کی خودساختہ تشریح اور من مانا مفہوم گھڑ کر اس کو فرمودۂ رسول ﷺ بتایا۔ یہ کذب در کذب (ڈبل جھوٹ) بھی مسیح قادیان کی مسیحی امت کا ہی کارنامہ ہوسکتا ہے۔ قادیانیوں کو خوب علم ہے کہ یہ روایت سراپا کذب ہے۔ مگر ان کی مشکل یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کے حق میں یہ جس قدر صحیح حدیثیں کتب صحاح میں موجود ہیں، ان میں سے ایک بھی تو ان کے خانہ ساز مہدی پر چسپاں نہیں ہوتی۔ اس لئے انہوں نے اپنے مہدی کی تقلید میں من گھڑت روایتوں کو رسول اللہ ﷺ سے منسوب کرنے کا راستہ اختیار کرلیا۔ حالانکہ عقل کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس گرداب سے نکلنے کی ہمت کرتے۔ لیکن ''وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَالَهٗ مِنْ نُّوْرٍ''

پینتالیس برس کی قلیل مدت میں گرہنوں کا نقشہ ملاحظہ ہو!

(گرہنوں کا نقشہ صفحہ نمبر:۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

۱...... ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۶ء رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو گرہن لگا اور اس وقت 'ظریف'' نامی بادشاہ موجود تھا۔ یہ صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا۔ یہ جب ۱۲۶ھ کو مرا تو اس کا بیٹا ''صالح'' نامی بادشاہ ہوا۔

نیز ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۹ء رمضان کی ان ہی تاریخوں میں گرہن لگا اور اس وقت ''ابومنصور عیسیٰ'' مدعی نبوت موجود تھا۔

۲...... دوسرے نقشے کے مطابق ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کے گرہنوں کے حساب سے پہلا گرہن ۱۶۱ھ مطابق ۷۷۹ء رمضان کی ان ہی تاریخوں میں لگا۔ اس وقت صالح نامی مدعی نبوت موجود تھا اور اس صالح کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی طرح دومرتبہ رمضان کی ان ہی تاریخوں میں گرہن لگا۔ یعنی ۱۲۷ھ پھر ۱۶۲ھ میں بھی لگا۔ پھر ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کو لگا۔ لیکن اس کا ظہور ہندوستان میں نہ ہوا۔ بلکہ امریکہ میں ہوا اور اس وقت ''مسٹر ڈوئی'' وہاں مسیح موعود ہونے کا جھوٹا مدعی موجود تھا۔

۳...... تیسرے نقشے کے مطابق ایک گرہن ۱۶۲ھ مطابق ۷۸۰ء میں لگا جس میں صالح مدعی تھا اور دوسرا گرہن ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں لگا جس میں مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

ابن عربی کی پیش گوئی

مغالطہ نمبر:۷...... ابن العربیؒ لکھتے ہیں کہ مسیح ''خاتم الاولاد'' ہوگا اور اس کے ساتھ اس کی بہن پیدا ہوگی۔

(شرح فصوص الحکم ص۸۳)

یہ بات مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے۔

تصحیح...... اصل پیش گوئی ابن العربیؒ کی اس طرح ہے کہ آخر زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو بنی نوع انسان میں خاتم الاولاد ہوگا اور اس کے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی جہاں میں پیدا نہ ہوگی۔ مرزا قادیانی اس پیش گوئی کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے: ’’ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ شیخ کی اصل عبارت نقل کر دیں اور وہ یہ ہے: ’’وَعَلٰی قَدَمِ شِیْثٍ یَکُوْنُ آخِرُ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ مِنْ هٰذَا النَّوْعِ الْاِنْسَانِیِّ وَهُوَ حَامِلُ اَسْرَارِهٖ۰ وَلَیْسَ بَعْدَهٗ وَلَدٌ فِیْ هٰذَا النَّوْعِ فَهُوَ خَاتَمُ الْاَوْلَادِ۰ وَتُوْلَدُ مَعَهٗ اُخْتٌ لَّهٗ فَتَخْرُجُ قَبْلَهٗ وَیَخْرُجُ بَعْدَهَا یَکُوْنُ رَأْسُهٗ عِنْدَ رِجْلَیْهَا۰ وَیَکُوْنُ مَوْلِدُهٗ بِالصِّیْنِ وَلُغَتُهٗ لُغَةُ بَلَدِهٖ۰ وَیَسْرِی الْعَقَمُ فِی الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَیَکْثُرُ النِّکَاحُ مِنْ غَیْرِ وِلَادَةٍ۰ وَیَدْعُوْهُمْ اِلَی اللّٰهِ فَلَا یُجَابُ‘‘ یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا۔ جو اصل مولد اس کا چین ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ’’قوم مغل‘‘ اور ’’ترک‘‘ میں سے ہوگا اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا، نہ عرب میں سے، اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیئے جائیں گے۔ جو شیث کو دیئے گئے تھے، اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا، اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا، اور اس فقرہ کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلے گی اور وہ اس کے بعد نکلے گا۔ اس کا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر اور اس کے پیروں کے بعد بلاتوقف اس پسر کا سر نکلے گا۔ (جیسا کہ میری ولادت اور میری توأم ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی) اور پھر بقیہ ترجمہ شیخ کی عبارت کا یہ ہے کہ اس زمانہ میں مردوں اور عورتوں میں بانجھ کا عارضہ سرایت کرے گا۔ نکاح بہت ہوگا۔ یعنی لوگ مباشرت سے نہیں رکیں گے۔ مگر کوئی صالح بندہ نہیں ہوگا...... اور پیش گوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اس کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کرے گا۔ یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود ہو جائیں گے۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔ پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۵۸،۱۵۹، خزائن ج۱۵ ص۴۸۲،۴۸۳)

سچ ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

۱...... مرزا قادیانی نے رجل فارس بننے کے لئے اپنا ’’فارسی النسل‘‘ ہونا بیان کیا۔

۲...... پھر اس پیش گوئی کو دیکھا تو ’’چینی الاصل‘‘ ہونے کی کہانی وضع کی۔

۳...... پھر ہمشیرہ کے ساتھ پیدا ہونے کی کہانی بیان کی۔

۴...... لیکن اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی پر قربان جائیں کہ مرزا قادیانی کا لکھنا! کہ شیخ ابن عربیؒ کی پیش گوئی میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: ’’اس کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کرے گی۔‘‘

اب ہمارے نزدیک تو ایک بزرگ کا یہ قول ہے جس کی شریعت میں کوئی اہمیت نہیں۔ جس کی عقیدہ کے باب میں ذرہ برابر وقعت نہیں۔ لیکن ’’شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور صاحب آف سجاول‘‘ کے بقول مرزا قادیانی اس عادی مجرم کی طرح کہ جس کی جگہ...... خالی دیکھی اس پر بیٹھ گیا۔ مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی پر خود کو فٹ کرنے کے لئے کہانی تیار کی مگر اس پیش گوئی کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔ ’’اس کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کر جائے گی۔ یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود ہو جائیں گے۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔‘‘

اب اگر مرزا قادیانی جیسا کہ وہ خود کہتا ہے کہ میں اس پیش گوئی کا مصداق ہوں تو موجودہ قادیانی خلیفہ ''طاہر ومسرور'' سمیت سب مرزا کے مرنے کے بعد پیدا ہوئے۔اس طرح موجودہ تمام قادیانی بھی سب مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد پیدا ہوئے تو مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد علّت عقم پیدا ہوتی۔لہٰذا:

۱...... مرزائی خلیفہ سمیت تمام قادیانی حیوان ہیں۔
۲...... مرزائی خلیفہ سمیت تمام قادیانی وحشی ہیں۔
۳...... مرزائی خلیفہ سمیت تمام قادیانی انسان حقیقی نہیں۔
۴...... مرزائی خلیفہ سمیت تمام قادیانی حلال کو حلال نہیں سمجھتے۔
۵...... مرزائی خلیفہ سمیت تمام قادیانی حرام کو حرام نہیں سمجھتے۔

مرزا قادیانی کے حق میں اگر یہ پیش گوئی سچی ہے تو پھر فتویٰ بالا بھی قادیانی قبول فرمائیں۔

لیکن فتویٰ قبول کرنے کے بعد بھی مشکل پیش آئے گی کہ ان موجودہ مرزائیوں پر قیامت قائم نہ ہوئی۔مرزا قادیانی پھر بھی جھوٹے کا جھوٹا۔استاذ! لاہاتھ کیسی کہی!

حدیث مجدد

مغالطہ نمبر:۸...... ''اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۲ کتاب الملاحم) ''مرزا قادیانی کا علمی کارنامہ اور خدمت دین اس امر کی شہادت ہے کہ وہ اس کے مجدد تھے۔ورنہ کیا وجہ ہے کہ اس پیش گوئی کے باوجود اب تک کوئی مجدد پیدا نہیں ہوا۔یہ وعدۂ الٰہی نہ صرف احادیث میں آیا ہے۔بلکہ قرآن مجید میں بھی پایا جاتا ہے۔''وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ (النور:۵۵)''یعنی جس طرح وہ پہلے امت موسوی میں خلفاء بھیجتا تھا۔اسی طرح امت محمدیہ (علیٰ صاحبھا الف الف تحیہ) میں مومنوں کو جو نیک عمل کریں گے۔خلفاء بنائے گا تاکہ وہ اس دین کو مضبوط کریں۔جس کو اللہ نے پسند کیا ہے۔لہٰذا چونکہ موسوی شریعت کی تمکین کے لئے ۱۴سو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے۔اس لئے سلسلۂ محمدی میں ایک مثل عیسیٰ اتنی ہی مدت کے بعد آنا چاہئے تاکہ مماثلت پوری ہو جائے۔

تصحیح...... تجدید دین کے یہ معنے ہیں کہ جس طرح کسی پتھر کی مٹی ہوئی تحریر پر قلم لگا کر اس کو روشن کر دیا جائے۔اسی طرح دین کے مٹے ہوئے آثار کو از سرنو تازہ کردے اور بدعت کو دور کر کے سنت مستقیم پر لوگوں کو قائم کرے۔چنانچہ تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے کہ:''یُجَدِّدُلَھَا بَیْنَھَا اَیْ یُبَیِّنُ السُّنَّۃَ مِنَ الْبِدْعَۃِ وَیُذِلُّ اَھْلَھَا''سنت کو بدعات سے پاک کردے،اور اہل بدعۃ کی تردید کرے،اور یہی معنے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے ہیں:''مَنْ یُّجَدِّدُلَھَا دِیْنَھَا اَیْ یُبَیِّنُ السُّنَّۃَ مِنَ الْبِدْعَۃِ وَیُکْثِرُ الْعِلْمُ وَیُعِزُّ اَھْلَہٗ وَیُقْمِعُ الْبِدْعَۃَ وَیُکْسِرُ اَھْلَھَا ''یعنی مجدد وہ ہے جو دین کو بدعات سے پاک کرے،سنت کی ترویج اور اشاعت کرے۔بدعات کو اکھاڑے،دینداروں کی عزت کرے،اور اہل بدعت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۱ ص۳۰۲)

پھر جائز ہے کہ جماعت کثیرہ اس کام پر لگی ہوئی ہو،اور ان میں ہر فرد اپنے عہد کا مجدد ہو۔چنانچہ ''تیسیر شرح

جامع صغیر‘‘میں ہے کہ ’’عَلٰی رَأْسِ التَّنْزِیْلِ سَنَۃُ مِّنَ الْھِجْرَۃِ اَوْغَیْرِھَا عَلٰی مَامَرَّ مِنْ رَّجُلٍ اَوْاَکْثَرَ یُجَدِّدُ...... الخ‘‘

’’قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ قَدْیَدَّعِیْ کُلُّ قَوْمٍ فِیْ اِمَامِھِمْ اَنَّہُ الْمُرَادُ وَالظَّاھِرُ حَمْلُہٗ عَلَی الْعُلَمَاءِ مِنْ کُلِّ طَائِفَۃٍ (تَیْسِیْر) کُلُّ فِرْقَۃٍ حَمَلُوْہُ عَلٰی اِمَامِھِمْ وَالْاَوْلٰی اَلْحَمْلُ عَلَی الْعُمُوْمِ وَلَایَخُصُّ بِالْفُقَھَاءِ فَاِنَّ انْتِفَاعَھُمْ بِاُوْلِی الْاَمْرِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَالْقُرَّاءِ وَالْوُعَاظِ وَالزُّھَادِ اَیْضًا کَثِیْرٌ (مجمع البحار ج۱ ص۳۲۸)‘‘

یعنی عام علماء حق جو دین کی صحیح خدمت کرنے والے اور رد بدعت اور ترویج سنت جن کا مشغلہ ہے۔ وہ سب مجدد ہیں۔ خود مرزا قادیانی نے بھی یہی کہا ہے۔

گفت پیغمبرے ستودہ صفات
از خدائے علیم مخفیات
برسر ھر صدی بروں آید
آنکہ ایں کار راھمے شاید
تاشود پاك ملت از بدعات
تابیابند خلق زو برکات
الغرض ذات اولیاء کرام
ھست مخصوص ملت اسلام

(براہین احمدیہ حصہ۴ص۳۱۱، خزائن ج۱ص۳۶۲)

کیا مرزا قادیانی نے ۱۳سو برس سے جو دین چلا آتا تھا اس کی اشاعت کی؟ اور کیا سنت کی ترویج کرتے ہوئے خلاف شرع کاموں اور بدعات کے دور کرنے میں جان لڑادی؟ اور جس طرح دین کی تجدید ہر صدی کے مجدد کرتے چلے آئے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے اس طرح دین کی تجدید کی؟ اور جو اسلامی تعلیم مرزا قادیانی نے پیش کی ہے۔ کیا کسی پہلے مجدد نے ایسے گندے خیالات کو اسلام میں جگہ دی تھی؟۔ ہرگز نہیں! بلکہ مرزا قادیانی نے:

۱...... اسلام میں وفات مسیح کا عقیدہ جاری کیا۔

۲...... نبوت کا دروازہ کھولا۔

۳...... ملائکہ علیہم السلام کی شرعی حقیقت سے انکار کرتے ہوئے فلسفیوں کے خیال کی تائید کی۔

۴...... جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کے معینہ انسانی شکل میں حقیقی طور پر نازل ہونے سے باوجود اسلامی عقیدہ ہونے کے انکار کیا اور فلسفی رنگ نزول مانا۔

۵...... معجزوں میں اسلامی تحقیق کو ٹھکرا کر ملحدانہ شبہے کئے اور ملحدین کے خیالات کی تائید کی۔

۶...... احیاء موتی، اور خلق طیر، اور اس قسم کے خارق عادت معجزوں کو تسلیم نہ کیا۔ اس کو جادو اور مسمریزم بتایا۔

۷...... قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیا، اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ کی پرواہ نہ کی، اور فرقۂ باطنیہ کی طرح قرآن کی آیتوں کو ظاہری معنوں سے پھیر کر استعارات کا رنگ دیا، اور اس پردہ میں ناواقف اور دین سے بے خبر مسلمانوں کو

اسلام کی سیدھی سادھی تعلیم سے ہٹا کر گمراہی کے گڑھے میں دھکیلا، اور اسی طرح قرآن میں تفسیر بالرائے کا دروازہ کھولا۔

۸...... نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے حکم کو اسلامی تعلیم سے خارج کیا۔

۹...... معراج کو ایک کشفی چیز بتایا اور اس خیال کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف جھوٹی نسبت کی۔

۱۰...... ابن اللہ، اور عین خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔

۱۱...... باوجود استطاعت کے کبھی حج نہ کیا، نہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے، اور نہ بعد میں، اور اس گناہ کو سر پر لے کر چلتے بنے۔ اگر مجدد دنیا میں ایسے ہی کاموں کے واسطے آتا ہے۔ تو ایسے مجدد کو دور ہی سے سلام ہے۔

محمد علی نے ۲۵/دسمبر ۱۹۳۰ء کو بعنوان ''برادران قادیان سے اپیل'' ایک مصالحتی ٹریکٹ شائع کیا تھا۔ جس میں وہ اپنی اسلامی خدمات کا ذکر اس طرح کرتا ہے: ''آج خدا کے فضل سے اس ترقی کے علاوہ جو ہندوستان میں ہماری جماعت کو ملی ہے۔ دس بیرونی ممالک میں ہمارے ہاتھوں سے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد قائم ہو چکی ہے اور وہاں جماعتیں بن چکی ہیں۔ چار ہزار سے زیادہ صفحات حضرت غلام احمد کی کتابوں کے ہم دوبارہ چھپوا کر اس کا بڑا حصہ تقسیم کر چکے ہیں۔ صرف انگریزی میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی اور کئی زبانوں میں بھی تقسیم کیا۔ جب ہم آپ سے جدا ہوئے تھے تو اس وقت ہم کتنے آدمی تھے، اور پھر کس قدر نصرت عطاء فرمائی کہ وہ علوم جو ہم کو حضرت موعود سے ورثہ میں ملے تھے۔ انہیں ہم نے دنیا کے دور دور کے کناروں تک پہنچایا ہے۔''

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے عقائد وخیالات ہی اس جماعت کی نظر میں اصل اسلام ہے اور اسی کی ہندوستان سے باہر دیگر ممالک میں اور یہاں اشاعت کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر (ازالہ اوہام ص۱۵۷ اور آئینہ کمالات ص۲۱۹،۲۲۰) سے قطع نظر کر لیا جائے۔ جن سے مرزا قادیانی کا دعویٰ مجددیت ۱۲/اپریل ۱۸۷۵ء میں معلوم ہوتا ہے۔

اور (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۱۹۱) کو بھی چھوڑ دیں کہ جس میں دعوے کی ابتداء ۱۲۹۰ھ میں بتائی ہے تو پھر مرزا قادیانی نے مجدد کا دعویٰ صاف لفظوں میں (براہین احمدیہ ص۳۱۲، خزائن ج۱ ص۳۶۳) پر مجدد کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا ہے:

وعدہ کج بطالباں ندھم
کاذبم گر ازو نشاں ندھم
من خود از بہر ایں نشاں زادم
دیگر از ہر غمے دل آزادم
ایں سعادت چو بود قسمت ما
رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

کتاب ۱۲۹۷ھ یعنی صدی سے تین سال پہلے طبع ہوئی۔ جیسا کہ مادۂ تاریخ ''یا غفور'' سے ظاہر ہے اور حصہ سوم کے شروع میں ۸۷ وعدہ داروں سے بوجہ تاخیر عذر خواہی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حصہ سوم کے نکلنے میں تقریباً دو برس کی تاخیر ہوگی۔ مگر اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ مالک مطبع کی طرف بعض مجبوریاں ایسی پیش آ گئیں۔ جن سے طباعت میں دیر ہوگئی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ صدی سے تقریباً ۵ سال پہلے کا ہے اور اگر ۱۲۹۷ھ کو مان لیں تب بھی تین سال پیشتر ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اللہ کا ایماندار اور نیک عمل مسلمانوں سے وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں حکومت عطاء فرمائیں، اور ان کے دین کو جس کو اس نے پسند کیا ہے۔ مضبوط کرے۔ جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام

سابقین کے سچے پیروں کے ساتھ کرتا رہا ہے۔ لہٰذا جو معنے مرزائی جماعت نے اس آیت کے کئے ہیں۔ وہ سرتاپا غلط اور الفاظ قرآن کے مخالف ہیں۔ پھر ولایت کے لئے شرط اوّل یہ ہے کہ وہ کوئی مسئلہ قرآن عزیز کی صریح نص کے خلاف نہ کہے اور (یواقیت ج۲ ص۹۲) میں ہے کہ: ''مَنْ زَعَمَ اَنَّ عِلْمًا بَاطِنًا لِلشَّرِیْعَةِ غَیْرُ مَابَایْدِیْنَا فَهُوَ بَاطِنِیٌّ یُقَارِبُ الزِّنْدِیْقَ...... فان من شان اهل الطریق ان یکون جمیع حرکاتهم وسکناتهم محررة علی الکتاب والسنة ولا یعرف ذلك الا بالتبحر فی علم الحدیث والفقه والتفسیر '' مگر مرزا قادیانی کو ''لاتاخذه سنة ولا نوم (بقره:۲۵۵) '' کے خلاف ۳؍فروری ۱۹۰۳ء کو یہ الہام ہوا کہ: ''اصلی، واصوم، اسهر، وانام، واجعل لك انوار القدوم، واعطیك مایدوم ان الله مع الذین اتقوا '' یعنی میں نماز پڑھوں گا، اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں...... الخ!

(البشریٰ ج۲ ص۷۹، تذکرہ ص۴۶۰، طبع سوم، اخبار الحکم ج۷ نمبر۵ ص۱۶، ۷؍فروری ۱۹۰۳ء)

باب چہاردہم ...... قادیانیوں سے سوالات؟

کیا حضور ﷺ کی اتباع سے نجات مل سکتی ہے؟

سوال نمبر:۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول اسے حضور اکرم ﷺ کی اتباع سے نبوت ملی ہے۔ تو گزارش یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے، تو کیا حضور ﷺ کی اتباع اور پیروی سے دوزخ سے نجات بھی مل سکتی ہے یا نہیں؟ اگر حضور ﷺ کی اتباع سے نجات مل سکتی ہے، تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر حضور اکرم ﷺ کی اتباع سے نجات نہیں مل سکتی، تو پھر حضور ﷺ کی اتباع سے نبوت کیسے مل سکتی ہے؟ نیز خیر القرون سے لے کر آج تک کوئی شخص حضور ﷺ کا متبع گزرا ہے یا نہیں؟ اگر گزرا ہے تو وہ نبی کیوں نہ بنا؟ آخر مرزا قادیانی میں کون سی صلاحیت واستعداد تھی جو دوسروں میں نہیں تھی؟

''خاتم النّبیین'' کے کون سے معنی صحیح ہیں؟

سوال نمبر:۲...... مرزا غلام احمد قادیانی کی کئی عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دعویٰ نبوت سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی بھی ''خاتم النّبیین'' کے معنی وہی سمجھتا تھا۔ جو چودہ صدیوں سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے ہیں۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب (ازالہ اوہام) میں لکھتا ہے کہ: ''قرآن کریم بعد خاتم النبیین (ﷺ) کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔''

(ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱)

''اور دعویٰ نبوت کے بعد مرزا قادیانی خاتم النّبیین کے دوسرے معنی بیان کرتا ہے۔ جس کی بناء پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہوگیا اور بقول مرزا جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶)

''جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ وہ دین، دین نہیں اور نہ وہ نبی، نبی ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ایضاً ج۲۱ ص۳۰۶)

اب سوال یہ ہے کہ ’’خاتم النّبیین‘‘ کے کون سے معنی صحیح ہیں؟ پس اگر خاتم النّبیین کے جدید معنی صحیح ہیں تو یہ لازم آئے گا کہ چودہ صدیوں میں جس قدر بھی مسلمان گذر چکے وہ سب کافر اور بے ایمان مرے۔ گویا کہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت تک تمام امت کفر پر گزری اور دعویٰ نبوت سے پہلے خود مرزا قادیانی بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہا تو وہ خود کافر رہا اور پچاس برس تک جملہ آیات واحادیث کا مطلب بھی غلط سمجھتا رہا اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے، کہ جو شخص تمام امت کی تکفیر وتذلیل کرتا اور احمق وجاہل قرار دیتا ہو، وہ بالاجماع کافر اور گمراہ ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی بالاجماع کافر اور گمراہ ٹھہرا! اور اگر خاتم النّبیین کے پہلے معنی صحیح ہیں جو تمام امت نے سمجھے اور مرزا قادیانی بھی دعویٰ نبوت سے پہلے وہی سمجھتا تھا تو لازم آئے گا کہ پہلے لوگ تو سب مسلمان ہوئے اور مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کے بعد سابق عقیدہ کے بدل جانے کی وجہ سے خود اپنے اقرار سے کافر اور مرتد ہو گیا۔ اب مرزائی خود بتائیں کہ وہ کون سا معنی کرنا پسند کریں گے؟

نوٹ: یہ مسئلہ فریقین میں مسلّم ہے کہ تشریعی نبوت کا دعویٰ کفر ہے۔ خود مرزا قادیانی کی تصریحات اس پر موجود ہیں کہ جو شخص تشریعی نبوت کا دعویٰ کرے...... وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰، ۲۳۱)

اختلاف صرف نبوت مستقلہ کے بارے میں ہے، کہ آیا وہ جاری ہے یا وہ بھی ختم ہو گئی؟ اس لئے اب اس کے متعلق فریق مخالف سے چند سوالات ہیں۔

۱...... مرزا قادیانی نے اوّل اپنی کتابوں میں تشریعی نبوت کے دعویٰ کو کفر قرار دیا اور پھر خود صراحتاً تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ لکھا: ’’اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اسی آیت کا مصداق ہے۔‘‘ ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) کیا یہ صریح تعارض اور تناقض نہیں؟ کیا مرزا قادیانی اپنے اقرار کی بناء پر کافر نہ ہوا؟

۲...... جب مرزا قادیانی تشریعی نبوت اور مستقل رسالت کا مدعی ہے تو پھر اس کا خاتم النّبیین میں یہ تاویل کرنے اور غیر تشریعی نبی مراد لینے سے کیا فائدہ؟

۳...... نصوص قرآنیہ اور صدہا احادیث نبویہ (ﷺ) سے مطلقاً نبوت کا انقطاع اور اختتام ثابت ہے۔ اس کے برعکس کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر ہے تو اسے پیش کیا جائے؟

۴...... نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

۵...... کیا وہ معیار حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ تھا؟ اور اگر تھا جیسا کہ مرزا قادیانی کا اقرار ہے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۶...... اس چودہ سو سال کی طویل وعریض مدت میں ائمہ حدیث وائمہ مجتہدین، اولیاء، عارفین، اقطاب وابدال، مجددین میں سے کوئی ایک شخص ایسا نہ گزرا جو علم وفہم، ولایت ومعرفت میں مرزا قادیانی کے ہم پلہ ہوتا؟ اور نبوت غیر مستقلہ کا منصب پاتا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی ساری امت میں سوائے قادیان کے دہقان کے کوئی بھی نبوت کے قابل نہ تھا؟

۷...... آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے۔ بعض ان میں سے تشریعی نبوت

کے مدعی تھے۔ جیسے ’’صالح بن ظریف اور بہاء اللہ ایرانی‘‘ اور بعض غیر تشریعی نبوت کے مدعی تھے۔ جیسے ابوعیسیٰ وغیرہ تو ان سب کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟

کیا نزول مسیح ختم نبوت کے منافی ہے؟

سوال نمبر:۳...... قادیانی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مسیح علیہ السلام نزول فرمائیں تو یہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے بعد ایک نبی مسیح علیہ السلام آگئے اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نبی تھا۔ بلکہ اپنی شان میں مرزا قادیانی، حضرت مسیح علیہ السلام سے شان میں بڑھ کر ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے صرف پہلے کے نبی آئیں تو ختم نبوت کے منافی۔ آنحضرت ﷺ کے بعد ایک شخص (مرزا قادیانی) کو نبوت ملے اور وہ پہلے نبیوں سے شان میں بڑھ کر ہو وہ ختم نبوت کے منافی نہیں! ہے کوئی قادیانی جو اس معمہ کو حل کردے؟

اسود عنسی اور مسیلمہ کیوں قتل ہوئے؟

سوال نمبر:۴...... اسود عنسی کو حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا۔ اسود کے قتل کی وجہ اور اس کا جرم کیا تھا؟ مسیلمہ کذاب کے خلاف اعلان جہاد اور عملاً جہاد ہوا۔ آخر کیوں؟ ان دونوں کا جرم اور قصور کیا تھا۔ جس کی بناء پر ان کے خلاف ایسی کارروائی ہوئی؟ اگر مرزا قادیانی کا بھی وہی جرم اور قصور ہے جو اسود عنسی اور مسیلمہ کا تھا۔ مسیلمہ کذاب کے ماننے سے جہاد اور مسیلمہ پنجاب کے ماننے والے مسلمان کیوں؟

کیا مرزا قادیانی جھوٹا اور مرتد تھا؟

سوال نمبر:۵...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۴۱۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱) پر لکھا ہے: ’’کہ قرآن کریم بعد خاتم النّبیین (ﷺ) کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔‘‘ جبکہ اپنی دوسری کتاب (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۷) پر لکھا ہے کہ: ’’پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘

کیا قادیانی بتانا پسند فرمائیں گے؟ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی دونوں باتوں میں سے کون سی سچی ہے؟ اگر پہلی سچی اور دوسری جھوٹی ہے تو کیا جھوٹا آدمی منصب نبوت پر فائز ہوسکتا ہے؟ اور اگر دوسری سچی ہے تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے قول کے مطابق ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں‘‘ کے مطابق خود مرتد ہوا یا نہیں؟

سابقہ مدعیان نبوت کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟

سوال نمبر:۶...... حضور ﷺ کے بعد بہت سے لوگوں نے تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کے دعوے کئے۔ جن میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی شامل ہے۔ کیا قادیانی بتاسکتے ہیں؟ کہ جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اگر وہی دلائل یا ان سے بھی بڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی میں پائے جاتے ہوں تو پھر مرزا قادیانی جھوٹا ہوا یا نہیں؟ اگر مرزا قادیانی جھوٹا ہے (اور یقیناً جھوٹا ہے) تو کیا جھوٹے کی پیروی کرنا شرعاً لازم اور جائز ہے یا نہیں؟

کیا حضور ﷺ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے لئے خاتم نہیں؟

سوال نمبر:۷...... اگر خاتم النّبیین (ﷺ) سے مراد ''حضور ﷺ کی مہر سے نبوت ملنے اور نبیوں کی مہر'' والا ترجمہ کیا جائے تو اس سے ثابت یہ ہوگا کہ حضور ﷺ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے انبیاء علیہم السلام کے خاتم نہ ہوئے۔ بلکہ حضور ﷺ بعد میں آنے والے نبیوں کے لئے خاتم ہوں گے۔ کیا یہ ترجمہ اور مفہوم منشاء قرآن وسنت کے مطابق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو دلائل اور قرائن سے سمجھایا جائے کہ کیسے ہے؟ اور اگر یہ ترجمہ ومفہوم قرآن وحدیث کے منشاء کے خلاف ہے! تو پھر صحیح مفہوم کیا ہے؟

کیا حضور ﷺ خاتم النبی تھے؟

سوال نمبر:۸...... مرزائیو! اگر خاتم النّبیین کا معنی ''نبیوں پر مہر'' ہے اور چودہ سو برس میں مہر لگی تو صرف (بقول مرزا) ایک نبی پر جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقت الوحی'' میں لکھا ہے: ''پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۹۳، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶، ۴۰۷)

اب سوال یہ ہے کہ ''خاتم النّبیین'' کا معنی نبیوں پر مہر اور وہ مہر لگی صرف مرزا قادیانی پر، جیسا کہ مذکورہ بالا مرزا کی عبارت بتلا رہی ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ ''خاتم النّبیین'' نہ ہوئے۔ بلکہ ''خاتم النبی'' ہوئے۔ یعنی ایک نبی کے لئے مہر؟ یہ عقدہ حل کر کے مرزا قادیانی کو ایصال ثواب کرو۔

''خاتم النّبیین'' کے معنی ''نبیوں کی مہر'' کا ثبوت؟

سوال نمبر:۹...... ''خاتم النّبیین'' کا معنی اگر ''نبیوں کی مہر'' یا ''نبیوں پر مہر'' ہے۔ جیسا کہ اے مرزائیو! تم بتلاتے ہو اور یہی معنی مرزا قادیانی کرتا ہے تو کیا مرزا قادیانی سے پہلے امت مسلمہ کے مفسرین، ائمہ لغت نے یہ ترجمہ کیا ہے؟ اور یہ تفسیر جو مرزا قادیانی نے کی یا تم کرتے ہو۔ سابقہ کتب تفاسیر، اور کتب لغت سے تم اس کا ثبوت پیش کر سکتے ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر یہ بتلا سکتے ہو؟ کہ مرزا قادیانی کا کیا ہوا۔ ترجمہ اور تفسیر غلط ہے؟ اور کیا کہہ سکتے ہو کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا ہے؟

اجراء نبوت پر کوئی آیت یا حدیث؟

سوال نمبر:۱۰...... قرآن کریم کی آیات اور احادیث کثیرہ سے مطلقاً نبوت مستقلہ ہو یا غیر مستقلہ، تشریعی نبوت ہو یا غیر تشریعی وغیرہ کا انقطاع اور اختتام ثابت ہوتا ہے۔ کیا قادیانی ایسی کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں؟ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے نبوت غیر مستقلہ یا غیر تشریعی ملنے کی صراحت ہو۔ اگر ہو تو پیش کی جائے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہمت سے کام لے کر کہہ سکتے ہو؟ کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے جھوٹ بولا ہے؟

نبوت غیر مستقلہ ملنے کے لئے معیار؟

سوال نمبر:۱۱...... قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا کو نبوت غیر مستقلہ ملی تھی، اور یہی دعویٰ مرزا قادیانی اور مرزا قادیانی کے خلفاء نے کیا ہے تو سوال یہ ہے کہ نبوت غیر مستقلہ ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟ نیز وہ معیار چودہ صدیوں کے اکابرین،

بزرگان ملت، صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ میں پایا جاتا تھا یا نہیں؟ اگر پایا جاتا تھا تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟ اورانہوں نے دعویٰ نبوت کیوں نہ کیا؟

کیا جھوٹا مدعی نبوت زندہ نہیں رہ سکتا؟

سوال نمبر:۱۲...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو اور خدا پر افتراء کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئس برس تک مہلت پا سکے۔ضرور ہلاک ہوگا۔“

(اربعین نمبر۴ص۵،خزائن ج۱۷ص۴۳۴)

مرزا قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا اور ۱۹۰۸ء میں آنجہانی جہنم مکانی ہوگیا۔اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی دعوئ نبوت کے بعد تیئس برس تک مہلت نہ پا سکا۔اس سے پہلے آنجہانی ہوگیا تو کیا باقرار خود جھوٹا ثابت ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا تو تمہارے ذمہ ہے اس کے جھوٹے ہونے کا اعلان؟ ورنہ اس کے سچا ہونے کی کیا دلیل ہے؟

کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ منصب نبوت کے لائق نہ تھے؟

سوال نمبر:۱۳...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی) میں لکھا ہے:”اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔“ (حقیقت الوحی ص۳۹۱،خزائن ج۲۲ص۴۰۶،۴۰۷)

مذکورہ عبارت سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نبوت (العیاذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ مرزا قادیانی ملعون پر ختم ہوئی۔مرزائیو! تم بتلاؤ! جو شخص صرف نبوت کا مدعی نہ ہو بلکہ ختم نبوت کا مدعی ہو تو وہ دجال وکذاب، کافرومرتد، ملحدوزندیق نہیں؟ نیز اس مدعی ختم نبوت کے پیروکاروں کا کیا حکم ہے؟ مرتد ہیں یا مسلمان؟ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ان کا کیا حکم ہے؟

علاوہ ازیں یہ بتائیں! جس منصب نبوت کے لئے مرزا قادیانی ملعون مخصوص کیا گیا ہے۔اس منصب کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی لائق نہ تھا؟ آخر اس منصب کے لئے کیا معیار ہے؟ جو مرزا ملعون کے علاوہ میں نہیں پایا جاتا؟

کیا اللہ کے نبی دنیا کے معلمین کے پاس تعلیم حاصل کرتے ہیں؟

سوال نمبر:۱۴...... قرآن وحدیث تو یہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کا نبی اللہ تعالیٰ سے تعلیم پاتا ہے، اور دنیا کو علوم کی خیرات کرتا ہے اور احکامات الٰہیہ امت تک پہنچاتا ہے۔ نبی کے معلم خود اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں۔جیسا کہ قرآن پاک کی بیسیوں آیات اور ذخیرۂ احادیث اس پر شاہد ہے۔مگر قادیان کا دہقان ایک طرف اپنی کتاب (کتاب البریہ ص۱۸۰،خزائن ج۱۳ص) میں لکھتا ہے کہ میرے معلم فضل الٰہی، فضل احمد، گل علی، حکیم غلام مرتضیٰ ہیں اور دوسری طرف نبوت کا مدعی بھی ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ کوئی ایک نبی ایسا مل سکتا ہے جس نے دنیا کے معلمین کے پاس تعلیم حاصل کی ہو؟ اور ان معلمین کے آگے دوزانو بیٹھا ہو؟ یا سرکاری ملازمت یا منشی گیری کی ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا قادیانی نبی کیسے؟

کیا مراقی نبی بن سکتا ہے؟

سوال نمبر:۱۵...... اللہ تعالیٰ کا نبی ہر ایسے عیب اور بیماری سے پاک ہوتا ہے جس سے لوگ متنفر ہوں۔مگر مرزا قادیانی

تو عیبوں اور بیماریوں کا معجون مرکب تھا۔ جس کی تفصیل اس کی کتب میں موجود ہے۔ اگر بالفرض قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی سے استفسار فرمالیں اور یقیناً فرمائیں گے کہ تو نے کس مجبوری سے دعویٰ نبوت کرلیا؟ جبکہ میں نے باب نبوت حضور رحمتہ للعالمین ﷺ پر مسدود کر دیا تھا۔ آگے مرزا قادیانی جواب دے کہ میری دو مجبوریاں تھیں۔

ا...... ایک سرکار انگریزی کی غلامی۔

۲...... مراق وغیرہ بیماریوں کا تسلط۔

مرزائیو! تم سے ایک سوال تو یہ ہے کہ کیا ان مجبوریوں کے عذر سے مرزا قادیانی سبکدوش ہو جائے گا؟ اگر نہیں اور پکی بات ہے کہ نہیں! تو آپ سے بھی سوال ہوگا کہ تم نے اس دجال کی پیروی کیوں کی؟ جب کہ اس کی یہ مجبوری تھی؟ تو تم کیا جواب دو گے؟ ذرا عقدہ کشائی کر کے ہماری معلومات میں اضافہ کریں؟

کیا مرزا قادیانی کی شہ رگ نہیں کٹی؟

سوال نمبر:۱۶...... اکثر مرزائی کہتے ہیں کہ جھوٹے کی اللہ تعالیٰ شہ رگ کاٹ دیتے ہیں۔ اب مرزائیوں سے سوال یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت دیں؟ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ جھوٹے کی شہ رگ کاٹ دی جاتی ہے تو مرزا قادیانی کا آخری دعویٰ جو (ملفوظات ج۱۰ص۱۲۷) میں موجود ہے کہ: ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ جس دن چھپ کر آیا پروردگار نے اسی دن ”ہیضہ کی موت“ میں مرزا قادیانی کو آنجہانی کر دیا۔ اب مرزائیو! تم بتلاؤ کیا مرزا قادیانی کی شہ رگ نہیں کٹی؟ اگر کٹ گئی تو پھر بتلاؤ! کیا مرزا قادیانی جھوٹا نہیں تھا؟ اگر جھوٹا نہیں تھا تو شہ رگ کیوں کٹی؟

کلمہ گو، اہل قبلہ کا کیا مطلب؟

سوال نمبر:۱۷...... قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم کلمہ گو ہیں۔ اہل قبلہ ہیں۔ قبلہ کی طرف ہم اپنا رخ کرتے ہیں۔ لہٰذا مسلمان ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ اہل قبلہ کی شرعاً کیا تعریف ہے؟ نیز یہ بتائیں کہ آدمی ضروریات دین کا انکار کرے، یا متواترات میں تاویل کرے، یا عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرے۔ حیات ونزول مسیح علیہ السلام کو نہ مانے۔ تب بھی وہ اہل قبلہ میں سے ہے؟ چاہے وہ کلمہ بھی پڑھتا ہو؟ تو کیا اس کے کلمہ کا اعتبار ہوگا؟ جب کہ وہ ضروریات دین کا انکار یا ان میں تاویلات سے کام لیتا ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ لاہوری مرزائی تمہارے نزدیک کیوں کافر ہیں؟ کیا وہ اہل قبلہ نہیں؟

مرزا قادیانی ”مسیح موعود“ کیسے؟

سوال نمبر:۱۸...... مرزا قادیانی (تریاق القلوب ضمیمہ نمبر۲ص۱۵۹، خزائن ج۱۵ص۴۸۳) پر لکھتا ہے: ”اس کے (یعنی مسیح موعود کے) مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کرے گی۔ یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود ہو جائے گی۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام، پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔“

فرمایئے! مرزا قادیانی کے وجود میں ”مسیح موعود“ کی یہ خاص علامت پائی گئی ہے؟ کیا ان کے مرنے کے بعد جتنے انسان پیدا ہوئے وہ سب وحشی ہیں؟ اور انسانیت صفحہ ہستی سے مٹ گئی ہے؟ کیا کوئی بھی حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنے والا دنیا میں موجود نہیں؟

اگر مرزا قادیانی میں یہ علامت نہیں پائی گئی تو وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟ اور اگر پائی گئی ہے تو دور کے لوگوں کا تو قصہ جانے دیجئے۔ خود قادیانی جماعت کے بارے میں تمہارا کیا فتویٰ ہے؟ کیا یہ بھی وحشیوں کی جماعت ہے؟ کیا ان میں حقیقی انسانیت قطعاً نہیں پائی جاتی؟ اور ان کو حلال وحرام کی کچھ تمیز نہیں؟

کیا دجال قتل ہوگیا؟ اور اسلام کو ترقی مل گئی؟

سوال نمبر:۱۹...... مرزا قادیانی مسیح بنے تو انہوں نے اپنے گھر میں ''دجال'' بھی گھڑ لیا۔ یعنی پادری، یہاں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ پادری تو دنیا میں پہلے سے موجود تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے بھی پہلے اور ان کے مشرکانہ عقائد ونظریات بھی پہلے سے چلے آرہے تھے۔ جس پر قرآن کریم گواہ ہے۔ مگر دجال کو تو قتل کرنا تھا، جب کہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے مکمل ایک صدی ہو رہی ہے اور ان کا دجال ابھی تک دنیا میں دندناتا پھر رہا ہے۔ مسیح موعود کی یہ علامت مرزا قادیانی پر کیوں صادق نہیں آتی؟

دوسرے دجال کو دنیا میں صرف چالیس دن رہنا تھا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے خود ساختہ دجال کا چلّہ ابھی تک پورا ہی ہونے میں نہیں آیا۔

تیسرے مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں، یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا کیوں مجھ سے دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ (اللہ تعالیٰ اس ذلت اور عبرتناک انجام سے بچائے۔ مرتب) اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔'' (اخبار البدر مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

دنیا گواہ ہے کہ مرزا قادیانی کے آنے کے بعد دین اسلام کو ترقی نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی کفریات کی وجہ سے تنزّل ہی ہوا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج تک خود ان کی اپنی جماعت خارج از اسلام ہے۔ کیا قادیانی صاحبان سب دنیا کے ساتھ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی گواہی نہیں دیں گے؟

مرزا قادیانی کے مسیح بننے کا امر مخفی کیوں؟

سوال نمبر:۲۰...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے۔ وہ ہر زمانہ میں برابر شائع ہوتی رہی۔'' (کرامات الصادقین ص۲۰، خزائن ج۷ ص۶۲)

اب مرزا قادیانی کی یہ تحریر کہ: ''ان اللّٰہ قادر علی ان یجعل عیسیٰ واحدا من امة نبیه وکان هذا وعدا مفعولا ۰ یا اخوان هذا هوالامر الذی اخفاه اللّٰہ من اعین القرون الاولیٰ '' اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ اس امت محمدیہ سے ایک عیسیٰ بنائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ تھا اور اس امر کو اسلام کے قرون اولیٰ سے مخفی کر دیا تھا۔'' (آئینہ کمالات ص۴۲۶، خزائن ج۵ ص۴۲۶)

اگر اس امت کے فرد کو مسیح بنانا تھا اور یہ قادیانیت کے ایمان کا بنیادی پتھر ہے تو اسے مخفی کیوں رکھا گیا؟

کیا عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے؟

سوال نمبر:۲۱...... قادیانی اگر کہیں کہ مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے تو ان سے سوال کریں کہ کب؟ وہ کہیں گے کہ دو ہزار سال قبل تو آپ انہیں کہیں کہ ۱۸۸۴ء میں تو وہ زندہ تھے۔ حوالہ یہ ہے۔ مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۹، خزائن ج۱ص ۵۹۳) پر لکھا ہے کہ: ''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ دونوں باتوں میں سے کون سی سچی اور کون سی جھوٹی ہے؟

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

قادیانیو! تم کہتے ہو فوت ہوگئے۔ بتاؤ! مرزا قادیانی کی بات سچی ہے یا تمہاری؟ اگر مرزا قادیانی کی بات سچی ہے تو تم جھوٹے؟ اگر تمہاری بات سچی ہے تو مرزا قادیانی جھوٹا؟ تصفیہ مطلوب ہے؟

''حدیث صحیح'' اور مسیح موعود؟

سوال نمبر:۲۲...... مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ: ''احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۸، خزائن ج۲۱ص ۳۵۹)

احادیث کا لفظ جمع ہے۔ جمع قلت ایک سے دس تک اور جمع کثرت دس سے اوپر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ احادیث صحیحہ نہیں بلکہ صرف ایک صحیح حدیث میں چودھویں صدی کا لفظ قادیانی دکھادیں؟ کیا کوئی قادیانی صرف ایک حدیث دکھا سکتا ہے؟ اگر نہیں دکھا سکتا تو سوال یہ ہے کہ کیا کہہ سکتے ہیں کہ لفظ احادیث جمع قلت ہے اور جمع قلت کا اطلاق تین سے دس تک، تو مرزا قادیانی نے اپنی اس عبارت میں دس جھوٹ بولے؟ اگر نہیں تو احادیث صحیحہ امت مسلمہ کے سامنے لاؤ؟

حدیث صحیح اور تیرھویں صدی کا لفظ؟

سوال نمبر:۲۳...... مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ: ''احادیث صحیحہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔'' (آئینہ کمالات ص۳۴۰، خزائن ج۵ص ۳۴۰)

احادیث جمع ہے حدیث کی۔ قادیانی حضرات کسی ایک حدیث صحیح میں ظہور مسیح کے لئے تیرھویں صدی کا لفظ دکھادیں۔ قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ مرزا قادیانی نے صریح کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ یہ مرزا قادیانی کا واضح جھوٹ ہے۔ تو کیا مرزا قادیانی کے افتراء علی الرسول میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

قادیانیو! اگر مرزا قادیانی کو ''افتراء علی الرسول (ﷺ)'' سے بچانا ہے تو حدیث صحیح پیش کرو؟ ورنہ مانو کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔

کیا سلف کے کلام میں ''لفظ نزول من السماء'' نہیں؟

سوال نمبر:۲۴...... مرزا قادیانی نے تحریر کیا کہ: ''سلف کے کلام میں مسیح کے لئے ''نزول من السماء'' کا لفظ نہیں آیا۔'' (انجام آتھم ص۱۴۸، خزائن ج۱۱ص ۱۴۸)

حالانکہ حدیث میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ''اَخِیُ عِیسٰی بُنُ مَرُیَمَ یَنُزِلُ مِنَ السَّمَآءِ (کنزالعمال ج ۱٤ ص ٦١٩، نمبر ۳۹۷۲٦)''

(فقہ اکبر ص ۸) میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام موجود ہے۔ کیا یہ دوحوالے مرزا قادیانی کے دجل کے لئے شاہد عادل نہیں ہیں؟ تو پھر بتائیں! کہ کیا مرزا قادیانی نے حضور ﷺ اور جمیع سلف پر جھوٹ نہیں بولا؟

کیا مرزا قادیانی مفتری اور کذاب ہے؟

سوال نمبر: ۲۵...... مرزا قادیانی ''آئینہ کمالات اسلام'' میں قسم کھا کر کہتا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود اور مسیح ابن مریم بنادیا تھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ۵۵۱)

لیکن اس کے برعکس ''ازالہ اوہام'' میں کہتا ہے کہ میں مسیح موعود نہیں بلکہ مثیل مسیح ہوں اور یہ کہ جو شخص میری طرف مسیح ابن مریم کا دعویٰ منسوب کرے وہ مفتری اور کذاب ہے۔ چنانچہ ''علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ'' کے عنوان سے لکھتا ہے: ''اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں، کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ ''مسیح موعود'' خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر ''براہین احمدیہ'' کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی ''آئینہ کمالات اسلام'' میں درج عبارت کی رو سے خود کہتا ہے کہ خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنادیا ہے تو ''ازالہ اوہام'' کی عبارت کی رو سے خود مفتری اور کذاب ثابت ہوا یا نہیں؟ اور یہ کہ جو لوگ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے بقول ''کم فہم لوگ'' ہیں یا نہیں؟

مرزا قادیانی نے دس برس تک مسیحیت کیوں چھپائے رکھی؟

سوال نمبر: ۲٦...... مرزا قادیانی (اعجاز احمدی) میں لکھتا ہے: ''پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی (مرزا قادیانی) مسیح موعود ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اس کے برعکس (آئینہ کمالات اسلام) میں لکھتا ہے: ''وواللہ قد کنت اعلم من ایام مدیدۃ اننی جعلت المسیح ابن مریم ۰ وانی نازل فی منزلہ ولکن اخفیتہ نظراً الی تاویلہ بل مابدلت عقیدتی وکنت علیھا من المستمسکین وتوقفت فی الاظہار عشرسنین''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ۵۵۱)

ترجمہ: ''اور اللہ کی قسم! میں ایک مدت سے جانتا تھا کہ مجھے مسیح ابن مریم بنادیا گیا ہے، اور میں اس کی جگہ نازل

ہوا ہوں۔لیکن میں نے اس کو چھپائے رکھا۔اس کی تاویل پر نظر کرتے ہوئے بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا۔ بلکہ اسی پر قائم رہا اور میں نے دس برس اس کے اظہار میں توقف کیا۔“

ان دونوں بیانوں میں تناقض ہے۔”اعجاز احمدی“ میں کہتا ہے کہ بارہ برس تک مجھے خبر نہیں تھی کہ خدا نے بڑی شدومد سے مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے اور ”آئینہ کمالات اسلام“ میں کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ مجھے مسیح موعود بنادیا گیا ہے۔لیکن میں نے اس کو دس برس تک چھپائے رکھا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو ماں کی گود میں دودھ پینے کی حالت میں مخالفین کے سامنے اعلان فرمادیا تھا۔”اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ اٰتانِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (مریم:۳۰)“ ﴿کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔﴾

بتایئے! مرزا قادیانی کی ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ کون سی سچی ہے اور کون سی جھوٹ؟

کیا نبی وحی الٰہی سے جاہل ہوتا ہے؟

سوال نمبر:۲۷...... مرزا قادیانی (اعجاز احمدی) میں لکھتا ہے:”خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلادیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا؟ اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا؟“ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۴)

اس عبارت میں مرزا قادیانی اقرار کرتا ہے کہ اس نے خدا کی وحی کو بارہ برس تک نہیں سمجھا اور خدا کی وحی کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ لکھ دیا۔اب سوال یہ ہے کہ جو شخص بارہ برس تک وحی الٰہی کا مطلب نہ سمجھے اور وحی الٰہی کے خلاف بارہ برس تک جھوٹ بکتا رہے۔ کیا وہ مسیح موعود ہوسکتا ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ کسی شخص کا وحی الٰہی کے خلاف جھوٹ بکنا اس کے جھوٹا ہونے کی عظیم الشان دلیل ہے، یا مرزا قادیانی کے بقول اس کی سچائی کی؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ ”آئینہ کمالات اسلام“ میں دس برس لکھا۔ یہاں بارہ برس کا ذکر ہے تو دس اور بارہ میں سے کون سا عدد صحیح ہے؟

چوتھا سوال یہ ہے کہ جو وحی الٰہی کو نہ سمجھ سکے وہ نبی یا مسیح موعود بننے کے لائق ہے؟

اگر نہیں تو پانچواں سوال یہ ہے کہ کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نبی نہیں۔ مسیح نہیں بلکہ جاہل مرکب تھا؟ اس معمہ کو حل کریں اور اجر عظیم پائیں۔

پھر مرزا قادیانی پر مسیحیت کا الزام کیوں؟

سوال نمبر:۲۸...... مرزا قادیانی (ازالہ اوہام) میں لکھتا ہے:”یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ص۴۰۰)

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی متواتر ہے۔ ادھر مرزا قادیانی کا کہنا یہ ہے کہ: ’’میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

پس جو لوگ مرزا قادیانی کو آنحضرت ﷺ کی متواتر پیش گوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح ہے تو کیا وہ مفتری اور کذاب ہیں یا نہیں؟ نیز خود مرزا قادیانی تواتر، اجماعی عقیدہ، صحاح کی پیش گوئیوں کی خلاف ورزی کر کے مفتری اور کذاب ہوا یا نہیں؟

’’مسیح موعود‘‘ کی شش علامات کس آیت اور کس حدیث میں؟

سوال نمبر:۲۹...... مرزا قادیانی (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) پر لکھتا ہے: ’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں۔ جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو:

۱...... اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔

۲...... وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔

۳...... اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے۔

۴...... اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔

۵...... اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج اور

۶...... دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘

مسیح موعود کی یہ چھ علامتیں جو مرزا قادیانی نے قرآن مجید اور حدیث سے منسوب کی ہیں۔ قرآن کریم کی کس آیت اور کس حدیث میں لکھی ہیں؟ اس کا حوالہ دیجئے؟

ورنہ سوال یہ ہے کہ کیا مرزا قادیانی قرآن کی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ پر افتراء اور احادیث کی طرف نسبت کر کے حضور ﷺ پر افتراء کر کے بہت سے جھوٹوں کا مرتکب نہیں ہوا؟

مرزا قادیانی کی مسیحیت کی علامات اور احادیث؟

سوال نمبر:۳۰...... مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے مطابق ہے یا خلاف؟ اگر مطابق ہے تو برائے مہربانی وہ احادیث جن میں مرزا قادیانی کی علامات بیان فرمائی گئیں ہیں۔ مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں؟

اگر کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس میں مرزا قادیانی کی مسیحیت کی علامات بیان نہیں ہوئیں اور یقیناً نہیں ہوئیں۔ تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضور ﷺ کی معصوم ہستی پر جھوٹ بولا؟ اور مستحق جہنم ہوا؟

کیا قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی بڑا جھوٹا ہے؟
یا ...... پچاس برس تک جھوٹ بولنے والا مسیح بن سکتا ہے؟

سوال نمبر:۳۱...... مرزا غلام احمد قادیانی نے (براہین احمدیہ حصہ چہارم) میں (سورۂ صف:۱۰) کے حوالہ سے لکھا کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ لکھتا ہے: ”ھو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله “ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص ۴۹۸،۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی کی عبارت غور سے پڑھ کر صرف اتنا بتایئے! کہ مرزا قادیانی نے قرآن کریم کے حوالہ سے جو لکھا، کہ عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ یہ سچ تھا یا جھوٹ؟ صحیح تھا یا غلط؟

ایک اہم نکتہ

مرزا قادیانی ۱۸۹۱ء تک کہتا رہا، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ اس کے بعد یہ کہنا شروع کیا کہ وہ مر گئے ہیں۔ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ ان دونوں متضاد خبروں میں ایک سچی تھی اور دوسری جھوٹی۔ قادیانی کہتے ہیں کہ پہلی جھوٹی تھی اور دوسری سچی۔ مسلمان کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پہلی خبر کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے سچی تھی، اور بعد والی خبر وفات کی جھوٹی تھی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ایک خبر سچی اور ایک جھوٹی اور یہ طے شدہ امر ہے کہ: ”جھوٹی خبر دینے والا شخص جھوٹا کہلاتا ہے۔ لہٰذا دونوں فریق اس پر متفق ہوئے کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔“

ایک اور قابل غور نکتہ

یہ تو آپ نے ابھی دیکھا کہ دونوں فریق مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں۔ آیئے! اب یہ دیکھیں کہ دونوں میں کون سا فریق مرزا قادیانی کو ”بڑا جھوٹا“ مانتا ہے۔

مسلمان کہتے ہیں کہ ابتداء سے ۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی اپنی زندگی کے پچاس برس تک سچ بولتا رہا۔ آخری سترہ سالوں میں وفات مسیح کا عقیدہ ایجاد کر کے اس نے جھوٹ بولنا شروع کیا۔ اس کے برعکس قادیانیوں کا کہنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی زندگی کے پچاس برس تک جھوٹ بکتا رہا۔ اس لئے کہ قادیانیوں کے نزدیک پہلے والی خبر جھوٹ تھی اور آخری سترہ سال میں اس نے سچ بولا۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے سچ کا زمانہ پچاس سال، اور جھوٹ کا زمانہ صرف آخری سترہ سال، اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے جھوٹ کا زمانہ پچاس سال، اور اس کے سچ کا زمانہ صرف سترہ سال ہے۔ بتایئے! دونوں میں سے کس فریق کے نزدیک مرزا قادیانی بڑا جھوٹا نکلا؟ قادیانی اس نکتہ پر ضرور غور کریں۔

ایک اور لائق توجہ نکتہ

مسلمان کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی پچاس سال تک سچ کہتا رہا، کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ لیکن پھر شیطان نے اس کو بہکا دیا اور شیطان کے بہکانے سے یہ کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے۔ بلکہ میں خود مسیح موعود بن گیا ہوں اور قادیانی کہتے ہیں کو وہ پچاس سال تک جھوٹ بکتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ لیکن پھر اس پچاس سال کے

جھوٹے کو اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) مسیح موعود بنادیا۔ کیا کسی کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ پچاس سال تک جھوٹ بولنے والا ''مسیح موعود'' بن جائے؟

ایک اور دلچسپ نکتہ

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔ ادھر مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے۔ ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا تو وہ ''مسیح کذاب'' کہلائے گا۔ لہٰذا دونوں فریق اس پر بھی متفق ہوئے کہ مرزا قادیانی مسیح کذاب تھا۔

کیا وفات مسیح کا بھید صرف مرزا قادیانی پر کھلا؟

سوال نمبر:۳۲...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''وفات مسیح کا بھید صرف مجھ پر کھولا گیا ہے۔''

(اتمام الحجۃ ص۳، خزائن ج۸ ص۲۷۵)

مرزا قادیانی نے:

۱...... اپنی پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' میں قرآن مجید سے استدلال کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے تشریف لائیں گے۔

۲...... ''ازالہ اوہام'' میں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قرآن کی تیس آیات دلیل ہیں۔ اور یہ کہ وفات مسیح پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

۳...... اب اس کتاب ''اتمام الحجۃ'' میں کہا کہ وفات مسیح کا بھید صرف مجھ پر کھولا گیا۔

اس بات پر دو سوال وارد ہوتے ہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید کی رو سے زندہ تھے تو پھر تیس آیات وفات مسیح پر دلیل کیسے؟ ان دو باتوں میں سے ایک صحیح ایک غلط؟ اگر وفات مسیح پر اجماع تھا تو پھر بھید کیا؟ دونوں باتوں میں سے ایک صحیح ایک غلط۔ اور اگر تینوں اقوال کو سامنے رکھا جائے تو اس کی تثلیث کو کون حل کرے؟

کیا مسیح، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرزا قادیانی ہے؟

سوال نمبر:۳۳...... مرزا غلام احمد قادیانی نے ''براہین احمدیہ'' میں لکھا تھا کہ (سورۂ صف:۱۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیش گوئی میں ابتداء ہی سے مجھے بھی شریک کر رکھا ہے۔

اس کے برعکس اعجاز احمدی میں لکھتا ہے کہ براہین احمدیہ میں: ''مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله (صف:۱۰)'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

مرزا قادیانی کے یہ دونوں بیان آپس میں ٹکراتے ہیں۔ کیونکہ ''براہین'' میں کہتا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس میں شریک کر رکھا ہے اور ''اعجاز احمدی'' میں کہتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اس پیش گوئی میں کوئی حصہ نہیں۔ بلکہ میں (مرزا قادیانی) ہی اس کا مصداق ہوں، اور لطف یہ کہ دونوں جگہ اپنے الہام کا حوالہ دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کون سی بات سچی اور کون سی جھوٹی؟ اور کون سا الہام صحیح ہے اور کون سا غلط؟ اگر پہلا

الہام صحیح ہے تو مرزا قادیانی مسیح نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اگر دوسرا الہام صحیح ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔

سوال یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں سے کونسی صحیح اور کونسی غلط ہے؟۔ نیز دونوں میں سے کونسی شخصیت صحیح اور کونسی غلط؟۔ پھر غلط ہونے کی وجوہ کیا ہیں؟۔

قادیانیو! مرزا قادیانی کا پیش کردہ معمہ حل کر کے اپنے اوپر اور امت مسلمہ کے وجود پر رحم کرو۔

کیا مسیح موعود اور علماء کا تصادم آیت یا حدیث میں ہے؟

سوال نمبر:۳۴...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:''ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے ایسے فتویٰ دیئے جائیں گے۔'' (اربعین نمبر۳ص۱۷، خزائن ج۱۷ص۴۰۴)

قرآن مجید میں ایسی پیش گوئی کہاں ہے؟۔ قرآن واحادیث پر مرزا کا صریح الزام اور جھوٹ ہے۔ احادیث پر مطلع ہونا ہر کسی کے بس میں نہیں۔ قرآن مجید تو عامتہ المسلمین کے ہر فرد کی دسترس میں ہے۔ سینکڑوں بار اس کی تلاوت کا شرف حاصل ہوا۔ ایک لفظ مسیح وعلماء کے تصادم کے متعلق قرآن مجید میں موجود نہیں۔ کیا قادیانی ایسی قرآنی آیت کی نشاندہی کر کے مرزا قادیانی کے دامن کو کذب کی آلودگی سے بچا سکتے ہیں؟۔ اگر نہیں تو پھر صحیح مسیح کو مان کر داخل اسلام ہو جاؤ۔

مرزا قادیانی حقیقی مسیح کیسے؟

سوال نمبر:۳۵...... قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی وہی حیثیت ہے جو مسلمانوں کے نزدیک حقیقی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی۔ گویا کہ مسلمانوں کے نزدیک جس مسیح ابن مریم علیہ السلام نے دوبارہ تشریف لانا ہے۔ وہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی شکل میں آ گیا ہے۔ بقول قادیانی جماعت کے کہ مرزا قادیانی حقیقی مسیح کی جگہ پر آ گیا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے حقیقی مسیح کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ بعد نزول کے ۴۵ سال دنیا میں گزاریں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں جہنم واصل ہو گیا تو یوں مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کی مدت کل تقریباً سترہ یا ساڑھے سترہ سال بنتی ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی مسیح کیسے ہوا؟

اگر مرزا قادیانی حقیقی مسیح نہیں اور یقیناً نہیں تو حقیقی مسیح کیوں نہیں مانتے؟

آخر تمہاری کیا مجبوری ہے؟

کیا دو زرد چادروں سے دو بیماریاں مراد ہیں؟

سوال نمبر:۳۶...... مسیح علیہ السلام کے متعلق ہے کہ نزول کے وقت دو زرد رنگ کی چادریں پہنی ہوں گی۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خواب میں جو زرد رنگ کی چادریں دیکھے۔ اس سے مراد دو بیماریاں ہوتی ہیں۔ لیکن کیا حدیث شریف جس میں مسیح کی آمد کے وقت دو چادروں کا ذکر ہے۔ اس حدیث میں کسی خواب کا ذکر ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر قادیانی کی یہ تحریف دجل کا شاہکار ہے یا نہ؟

کیا علامات مسیح علیہ السلام و مہدی علیہ السلام مرزا میں ہیں؟

سوال نمبر:۳۷...... قادیانی جماعت کے لئے نزول مسیح علیہ السلام و آمد سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی احادیث کو ماننا اور رد کرنا دونوں دشوار ہیں۔ اگر یہ روایات غلط ہیں اور مسیح و مہدی نے نہیں آنا تو مرزا قادیانی کی چھٹی ہوگی۔ اگر ان دونوں نے آنا ہے تو ان کی علامات کو مسیح کا نام عیسیٰ، بغیر باپ، ماں کا نام مریم، جائے نزول دمشق، کوئی ایک علامت مسیح جو حدیث میں بیان ہوئی۔ مرزا میں نہ پائی گئی۔ اس طرح مہدی کہ ان کا نام محمد والد کا نام عبداللہ، مدینہ میں پیدائش، مکہ میں آمد، دمشق میں ورود۔ مرزا قادیانی میں ایک علامت بھی مہدی کی جو احادیث میں بیان ہوئی نہ پائی گئی۔ مرزا قادیانی نے قادیانی جماعت کو عجیب مخمصہ میں مبتلا کر دیا کہ وہ نہ تو احادیث کا انکار کر سکتے ہیں۔ نہ مان سکتے ہیں۔ اس مخمصہ کا نام قادیانیت کا گورکھ دھندہ ہے۔ خدارا خود کو بھی اور امت مسلمہ کو بھی اس مخمصہ سے نکالو۔ ورنہ اعلان کرو کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا ہے۔

مرزا قادیانی کی پہچان اپنی علامات میں

سوال نمبر:۳۸...... (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۸، خزائن ج۲۱ ص۳۵۹) پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ”ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔“

احادیث صحیحہ کا لفظ کم ازکم تین احادیث پر بولا جاتا ہے۔ لہٰذا مسیح موعود کی ان دو علامتوں کہ:

۱...... صدی کے سر پر آئے گا اور

۲...... چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔

کو جو مرزا قادیانی نے احادیث صحیحہ کے حوالے سے لکھا ہے، کے بارے میں کم ازکم تین تین احادیث کا حوالہ دیجئے؟

کیا مرزا قادیانی ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہا؟

سوال نمبر:۳۹...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”دانیال نبی بتاتا ہے کہ اس نبی آخرالزمان کے ظہور سے جب بارہ سو نوے برس گذر جائیں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور ۱۳۳۵ھ تک اپنا کام چلائے گا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص۱۱۷ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۲۹۲)

مرزا قادیانی اگر مسیح موعود تھے تو ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہتے۔ لیکن وہ تو ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گئے۔ تو اس حوالہ کے لحاظ سے وہ اپنے دعویٰ مسیح موعود میں سچے نہ ہوئے۔ ہے کوئی قادیانی ماں کا لال، جو اس مشکل سے مرزا قادیانی کو نکالے؟

دمشق کا کون سا معنی صحیح ہے؟

سوال نمبر:۴۰...... مرزا قادیانی (آئینہ کمالات اسلام ص۴۵۶) پر کہتا ہے کہ: ”دمشق سے مراد دمشق شہر کیونکر مراد ہو سکتا ہے۔ کیا حضور ﷺ علماء کے ساتھ دمشق گئے؟ اور وہاں جا کر ان کو مینارہ اور موضع نزول مسیح دکھایا ہے؟ یا اس مقام کا نقشہ بنا کر دکھایا؟ دمشق کے کئی معنی ہیں۔ یہ کنعان کی نسل کے سردار کے لئے بولا جاتا ہے۔ ناقہ اور جمل کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ مرد چابک دست کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی معنی ہیں۔ اس خاص معنی (یعنی شہر) میں کیا خاص بات ہے کہ علماء اس پر اصرار کرتے ہیں اور دیگر معانی سے اعراض کرتے ہیں۔“

یہاں پر قادیانیوں سے سوال ہے کہ مرزا قادیانی نے دمشق کے کئی معنی بیان کئے۔شام کا شہر، کسی قوم کا سردار، ناقہ، جمل، ہوشیار آدمی، کون سا معنی۔لیکن مرزا قادیانی نے ان معنوں سے یہ متعین نہیں کیا کہ حدیث میں لفظ دمشق سے کیا مراد ہے۔قادیانی وہ معنی متعین کر دیں کہ حضور ﷺ نے جب حدیث میں مسیح علیہ السلام کے اترنے کی جگہ کے لئے دمشق کا لفظ، منارۃ البیضاء کا لفظ بولا، تو اس سے حضور ﷺ کی مراد کیا تھی؟۔شہر دمشق یا کچھ اور؟

مرزا قادیانی اپنے دام میں......نزول کا معنی اترنا ہے پیدائش نہیں

سوال نمبر:۴۱...... مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے۔جس میں دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہو اور خدا تعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ (پیدائش کی نہیں) جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصل مسیح نہیں (بلکہ نقلی) جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۶، خزائن ج۳ ص۱۳۵)

اس میں کئی چیزیں توجہ طلب ہیں۔خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا، اترنے کی جگہ نہ کہ پیدائش کی، مرزا قادیانی نے خود تسلیم کر لیا۔مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں تو کیا نقلی مسیح مراد ہے؟ وہ مسیح جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔مرزا مسیح علیہ السلام کے نزول سے اپنی پیدائش مراد لیتا ہے۔نزول کا معنی پیدائش تو کیا انجیل بھی پیدا ہوئی تھی؟

کیا مرزا قادیانی قرآن کا معجزہ ہے؟

سوال نمبر:۴۲...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’قرآن شریف اگرچہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔مگر ایک کامل کے وجود کو چاہتا ہے کہ جو قرآن کے اعجازی جواہر پر مطلع ہو، اور وہ اس تلوار کی طرح ہے جو درحقیقت بے نظیر ہے۔لیکن اپنا جوہر دکھلانے میں ایک خاص دست وبازو کی محتاج ہے۔اس پر دلیل شاید یہ آیت ہے کہ ’’لا یمسہ الا المطھرون‘‘ پس وہ ناپاکوں کے دلوں پر معجزہ کے طور پر اثر نہیں کر سکتا۔بجز اس کے کہ اس کا اثر دکھلانے والا بھی قوم میں ایک موجود ہو اور وہ وہی ہوگا جس کو یقینی طور پر نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ نصیب ہوگا...... ہاں قرآن شریف معجزہ ہے۔مگر وہ اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک ایسا شخص ہو جو اس معجزہ کے جوہر ظاہر کرے اور وہ وہی ہوگا جو بذریعہ الٰہی کلام کے پاک کیا جائے گا۔‘‘ (نزول المسیح ص۱۰۸ تا ۱۱۲، خزائن ج۱۸ ص۴۸۶ تا ۴۹۰)

قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ: ’’وہ وہی ہوگا جس کو یقینی طور پر نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کا مکالمہ ومخاطبہ نصیب ہوگا۔‘‘ اس کے پیش نظر فرمائیں۔قرآنی تلوار کے جوہر کے لئے نبیوں کی طرح کا آدمی مکالمہ ومخاطبہ سے سرفراز چودہ سو سال میں کون کون سے ہیں اور پھر مرزا قادیانی کے بعد کون کون؟ اور آئندہ کون کون ہوں گے؟۔اگر نہیں تو پھر مان لیا جائے کہ سب چرب لسانی اور الفاظ کا گورکھ دھندہ صرف آپ کے ایمان کو ضائع کرنے کا خطرناک جال ہے اور کچھ نہیں؟

کیا مرزا قادیانی نے یہود کی بے گناہی بیان نہیں کی؟ اور قرآن مجید کو غلط نہیں کہا؟

سوال نمبر:۴۳...... مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ’’یہود خود یقیناً اعتقاد نہیں رکھتے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰۵، خزائن ج۲۱ ص۲۷۸)

ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ سورۃ نساء آیت نمبر ۱۵۸ میں قرآن مجید نے یہود کا قول یوں نقل کیا ہے۔ ’’اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ ‘‘ تحقیق ہم نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا۔ کیا مرزا قادیانی نے ایک ایسا جھوٹ نہیں بولا؟ جس سے قرآن مجید کے دعویٰ کی تکذیب لازم آتی ہے؟ اگر قرآن مجید کی تکذیب نہیں کی تو پھر کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہود کی صفائی پیش کر کے یہود کی طرح مغضوب، مطرود، ملعون، ذلت زدہ ہوا؟

کیا مرزا قادیانی لعنتی اور بدذات تھا؟

سوال نمبر:۴۴...... مرزا قادیانی قسم اٹھا کر دھڑلے سے جھوٹ بولتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ: ’’واللّٰہ قد کنت اعلم من ایام مدیدۃ اننی جعلت المسیح بن مریم وانی نازل فی منزلہ ولکنی اخفیت...... وتوقفت فی الاظہار الیٰ عشر سنین‘‘ (دیکھئے اس کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۱، خزائن ج۵ ص۵۵۱)

ملاحظہ فرمائیں کہ قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ خدا کی قسم میں جانتا تھا کہ مجھے مسیح ابن مریم بنادیا گیا ہے۔ مگر میں اسے چھپاتا رہا۔

جب اس کے برعکس (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) میں لکھتا ہے: ’’مجھے بارہ سال تک کوئی پتہ نہ چلا کہ خدا کی وحی مجھے مسیح ابن مریم بنارہی ہے۔‘‘ بتلایئے! مرزا قادیانی کا یہ حلفیہ بیان درست ہے یا بلا حلف۔ ایک میں ہے کہ مجھے پتہ تھا۔ مگر میں نے ظاہر کرنے میں ۱۰ سال تاخیر کردی۔ دوسری جگہ ہے کہ مجھے پتہ ہی نہ تھا۔ اسی طرح بارہ سال گذر گئے۔ فرمایئے کون سی بات درست ہے؟

یہ تو ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے قسم اٹھا کر غلط بیانی کی ہے۔ اب خود مرزا قادیانی کے بقول ایسی بات کے متعلق نتیجہ بھی سماعت فرمایئے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

۱...... ’’جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۲۳۷، خزائن ج۱۸ ص۶۱۵، نسیم دعوت ص۸۷، خزائن ج۱۹ ص۴۵۳)

۲...... ’’خدا کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے۔‘‘

(تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۴۰، نزول مسیح ص۱۰، ۱۱، خزائن ج۱۹ ص۳۸۸، ۳۸۹)

اب اس فتویٰ کی روشنی میں جناب قادیانی لعنتی اور بدذات ثابت ہوئے۔ فرمایئے بدذات اور لعنتی فرد کسی بھی اچھے منصب کا مستحق ہوسکتا ہے؟ کیا اسے مہدی یا مجدد، ملہم یا مسیح وغیرہ تسلیم کیا جاسکتا ہے؟

کیا نبی برائی کو مستحکم کرنے آتا ہے یا مٹانے؟

سوال نمبر:۴۵...... مرزا قادیانی جب بڑھاپے میں پہنچ گیا تو اس کا نکاح ’’نصرت جہاں بیگم‘‘ سے ہوا۔ نصرت جہاں نے بڑھاپے میں مرزا قادیانی سے نکاح کیا وہ قادیانیوں کی ام المؤمنین کہلاتی ہے اور وہ غریب عورت جس کا مرزا قادیانی کے ابتدائی دن سے زندگی کا رشتہ جڑا، وہ صرف ’’پھجے دی ماں‘‘ رہ گئی۔ یہ معاشرہ میں بڑے جاگیرداروں کی بیماری ہے کہ وہ پہلی عورت کو اہمیت نہیں دیتے۔ دوسری پسند کی شادی کرتے اور اسے بیگم صاحبہ قرار دیتے ہیں۔ معاشرہ کی اس بیماری وعیب کو مرزا قادیانی نے ختم کرنے کی بجائے خود عمل پیرا ہوئے۔ گویا نئے نبی صاحب نے معاشرہ کی بیماری پر اپنی تقلید کی مہر لگادی اور اس عیب وبرائی کو اپنے عمل سے مزید مستحکم کردیا۔ کیا نبی عیب وبرائی کو مٹانے کے لئے آتے ہیں یا مستحکم کرنے کے لئے؟

کیامرزا قادیانی کی وحی، وحی ربانی ہے یاشیطانی؟

سوال نمبر:۴۶...... وحی کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔’’وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (ابراهيم:٤)‘‘اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی تاکہ ان کو سمجھائے۔اس فرمان الٰہی کے مطابق مرزا قادیانی کو تمام تر وحی پنجابی زبان میں ہونی چاہئے تھی۔مگر مرزا قادیانی کی وحی:

۱......انگلش۔ ۲......اردو۔ ۳......عربی۔ ۴......فارسی۔ ۵......سنسکرت۔

۶......عبرانی۔ ۷......پنجابی کے فقرات۔

پر مشتمل ہے۔اب اگر یہ سچ ہے تو مرزا قادیانی کی وحی ربانی نہیں بلکہ شیطانی ہے۔نیز بتائیں! کیا مرزا قادیانی کی یہ ساتوں زبانیں تھیں؟ یا اس کی قوم کی تھیں؟ اگر نہیں تو پھر کہہ دو کہ مرزا قادیانی نے قانون الٰہی کی تکذیب کر کے ایک نہیں کئی جھوٹ اپنے اوپر چسپاں کئے؟

کیاقرآن میں مرزا قادیانی کا نام ابن مریم ہے؟

سوال نمبر:۴۷...... مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ:’’اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔‘‘

(تحفۃ الندوہ ص۵،خزائن ج۱۹ص۹۸)

قادیانی حضرات پورے قرآن مجید میں کہیں دکھا سکتے ہیں کہ:’’ايها المرزا سميتك ابن مريم‘‘ کہیں لکھا ہوا ہو۔نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا قادیانی کے کذاب اور مفتری علے اللہ ہونے میں کیا کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

کیاقرآن میں ہے کہ جسم عنصری آسمان پر نہیں جاسکتا؟

سوال نمبر:۴۸...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے:’’قل سبحان ربی هل كنت الا بشراً رسولاً‘‘یعنی جب کافروں نے آنحضرت ﷺ سے آسمان پر چڑھنے کی درخواست کی کہ یہ معجزہ دکھلائیں کہ مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائیں تو ان کو یہ جواب ملا کہ’’قل سبحان ربی‘‘یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا خدا اس بات سے پاک ہے کہ اپنے عہد اور وعدہ کے برخلاف کرے۔وہ پہلے کہہ چکا ہے کہ کوئی جسم عنصری آسمان پر نہیں جائے گا۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۲۴،خزائن ج۲۱ص۴۰۰)

اس پر ہمارا قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں یہ بات کس جگہ کس آیت میں ہے کہ کوئی جسم عنصری آسمان پر نہیں جائے گا؟

کیایہ مرزا قادیانی کی حماقت نہیں؟

سوال نمبر:۴۹...... مرزا قادیانی نے تحریر کیا کہ:’’میرا دعویٰ مسیح موعود کا نہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۹۰،خزائن ج۳ص۱۹۲)

حالانکہ اسی کتاب میں لکھا کہ:’’اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دیکھائیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۵۴،۱۸۵،خزائن ج۳ص۱۷۹،۱۸۹)

اب ایک کتاب میں دو باتیں ایک دوسرے کے مخالف ومتضاد ہیں۔کیا قادیانی،مرزا کی حماقت پر اب بھی توجہ نہیں فرمائیں گے؟

کیا یہ مرزا قادیانی کی نامعقول حرکت نہیں؟

سوال نمبر:۵۰...... مرزا قادیانی نے تحریر کیا کہ:''سچا خداوہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۳۱)

مرزا قادیانی نے اپنی رسالت سے خداتعالیٰ کی سچائی کو باندھ دیا۔ گویا مرزا قادیانی رسول قادیان نہیں تو خدا بھی سچا نہیں۔ قادیانی بتائیں کہ مرزا قادیانی کا ایسا کرنا ان کے نزدیک معقول امر ہے یا غیر معقول حرکت۔ اگر غیر معقول ہے اور یقیناً غیر معقول تو پھر قادیانی اس غیر معقول اور عقل کے کورے انسان کو نبی مان رہے ہیں؟ کیا نبی کی یہی شان ہے؟

کیا مرزا قادیانی اب بھی ملعون نہیں؟

سوال نمبر:۵۱...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے:''سمعت ان بعض الجهّال یقولون ان المهدی من بنی فاطمة''میں نے سنا بعض جاہلوں سے کہ وہ کہتے ہیں بیشک مہدی علیہ السلام بنی فاطمہ سے ہوں گے۔''

(خطبہ الہامیہ حاشیہ، خزائن ج۱۶ص۲۴۱)

''ان المهدی من ولد فاطمة''یہ حدیث شریف میں واقع ہے۔ اس فرمان رسالت ﷺ کو مرزا قادیانی جاہلوں کا قول بتاتا ہے۔ اب اس ملعون قادیان کا یہ فتویٰ براہ راست آنحضرت ﷺ پر ہے۔ جو سرتاپا اہانت پیغمبر ﷺ کو شامل ہے۔ کیا قادیانی مرزا قادیانی کے اس ملعون قول کو دیکھ کر قادیانیت کو ترک کرنے کی جرأت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کیا اللہ کا سچا نبی اپنے سے پہلے نبی کی شان میں ایسی گستاخی کا ارتکاب کرسکتا ہے؟

کیا غیر نبی، نبی سے افضل ہوسکتا ہے؟

سوال نمبر:۵۲...... لاہوری مرزائیوں سے سوال کریں کہ کیا غیر نبی کسی نبی سے افضل ہوسکتا ہے؟۔ ان کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا تو پھر ان کے سامنے مرزا قادیانی کا یہ حوالہ پڑھیں:''خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا۔ جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ص۲۳۳)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کی شان حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ اگر مرزا قادیانی نبی نہیں تھا تو غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم آتا ہے۔ جب کہ لاہوری بھی مانتے ہیں کہ غیر نبی، نبی سے افضل نہیں ہوسکتا۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کا لاہوریوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس حوالہ میں جزوی فضیلت کی بھی نفی ہے۔ تمام شان میں یعنی من کل الوجوہ بہت بڑھ کر۔

کیا مرزا قادیانی کو مثیل محمد ﷺ کہہ سکتے ہو؟ العیاذ باللہ!

سوال نمبر:۵۳...... مرزا قادیانی نے اپنے کو مثیل محمد ﷺ بھی قرار دیا۔ جیسا کہ اس کی تمام کتب میں ہے۔ قادیانی ویب سائٹ پر''کلمۃ الفصل'' مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی کا تو شاید کوئی صفحہ اس سے خالی نہیں۔ اب توجہ فرمائیے کہ رحمت عالم ﷺ تو دشمنوں کے مقابلہ میں پہاڑ پر کھڑے ہوکر فرماتے ہیں۔''هل وجدتمونی صادقا اوکاذبا۰ قالوا جربناك مرارا ماوجدنا فيك الا صدقا وعدلا'' معاذ اللہ اگر مرزا قادیانی مثیل تھا تو ایسے ہوتا۔ مگر وہ تو دادا کی اس زمانہ کی سات سو روپیہ کی رقم ادھر ادھر کے کاموں میں اڑا کر خیانت کا مرتکب ہوا۔ کیا اس کو مثیل کہہ سکتے ہیں؟

مرزا قادیانی بارہ برس تک کفر میں کیوں؟

سوال نمبر:۵۴...... مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے:''ان اللّٰہ لا یترکنی علیٰ خطاء طرفة عین ویعصمنی من کل حین ویحفظنی من سبل الشیطان ''بے شک اللہ مجھے غلطی پر لحہ بھر بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر غلط اور جھوٹ سے محفوظ فرمالیتا ہے۔ نیز شیطانی راستوں سے میری حفاظت فرماتا ہے۔'' (نورالحق ص۸۶،خزائن ج۸ص۲۷۲)

اور پھر دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں:''پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے اس رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی گئی۔ ورنہ میرے مخالف بتلادیں کہ باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین احمدیہ میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔'' (اعجاز احمدی ص۷،خزائن ج۱۹ص۱۱۳،۱۱۴)

اب قادیانی حضرات فرمائیں کہ:

۱...... مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ لحہ بھر خدا تعالیٰ مجھے غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔

۲...... مرزا قادیانی کا یہ اعتراف کہ بارہ برس تک عرصہ دراز رسمی عقیدہ پر جما رہا۔

۳...... براہین میں خدا کی وحی کے خلاف لکھ دیا۔

کیا قادیانیوں کے ہاں بارہ برس ایک لحہ سے کم ہے؟ خدا کی وحی کے خلاف بارہ برس چلنے والا شخص اس قابل ہے کہ اسے مذہبی مقتداء مانا جائے اور پھر مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ:''مجھے اپنی وحی پر مثل قرآن پختہ یقین ہے۔ اگر اس میں ایک دم (لحہ) بھی شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔'' (تجلیات الٰہیہ ص۲۰،خزائن ج۲۰ص۴۱۲)

تو کیا یہ بارہ سال تک کافر بنا رہا؟ خدا لحہ بھر غلطی پر نہیں رہنے دیتا تو پھر بارہ سال کفر کی دلدل میں مرزا قادیانی کیوں پھنسا رہا؟

کیا اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے مرید؟ (العیاذ باللہ)

سوال نمبر:۵۵...... مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ:''بایعنی ربی'' (البشریٰ ج۲ص۷۱،تذکرہ ص۴۲۰،طبع سوم)

مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ کیا:''اے رب میری بیعت قبول فرما۔'' مرزا قادیانی کا یہ ترجمہ کسی طور پر صحیح نہیں۔ اس کا سیدھا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ میرے رب نے میری بیعت کی۔ قادیانی بتائیں کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کو مرزا قادیانی کا مرید سمجھتے ہیں؟ کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں اللہ تعالیٰ گستاخی کا ارتکاب نہیں کیا؟

کیا مرزا قادیانی مریم تھا؟ تو اس کا شوہر کون؟

سوال نمبر:۵۶...... مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۲ص۷،خزائن ج۱۷ص۳۵۳) پر اپنا الہام نقل کیا۔''یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة ''اس کا ترجمہ (اربعین نمبر۲ص۱۷،خزائن ج۱۷ص۳۶۴) میں یوں کیا۔''اے مریم تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔'' تیرے دوست کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ پھر مریم کی بیوی کا کیا معنی؟ کیا عورت

کی بیوی ہوتی ہے؟ اگر ''زوج'' کا معنی شوہر ہو تو مرزا قادیانی کا شوہر کون؟ نیز مرزا مریم ہے تو سر پر پگڑی اور چہرے پر داڑھی کا کیا بنے گا؟ کیا خواتین کے لئے پگڑی اور داڑھی شرعاً وفطرتاً ہے؟

کیا سچے پیغمبر کے کئی نام ہوئے؟

سوال نمبر:۵۷...... مرزا قادیانی کا الہام ہے:

۱...... ''یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة''

۲...... ''یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة'' (اربعین نمبر۲ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۳۵۳)

اس کا ترجمہ خود کرتا ہے کہ: ''اے آدم تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔ اے احمد تو تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔'' (اربعین نمبر۲ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۳۶۴)

ان دونوں الہاموں کے ترجمہ میں مرزا قادیانی نے ''تیرے دوست'' کا لفظ ترجمہ میں شامل کیا۔ یہ الہام کے کس لفظ کا حصہ ہے؟ نیز کیا مرزا قادیانی کا نام احمد اور آدم تھا؟ کیسے اور کیونکر؟ پھر غلام احمد نام کا کیا بنے گا؟ اور جو بندہ اپنا نام ونسب تبدیل کردے کیا وہ حلالی رہ سکتا ہے؟ ان سوالات کو مدنظر رکھ کر بتائیں کہ کیا ایسا شخص پر جنت کا الہام اور جنت میں داخل ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو قادیانی ذریت اس دھوکا سے کیوں نہیں نکلتی؟

مرزا قادیانی کی تحقیق عجیب اور اس کا مبلغ علم

سوال نمبر:۵۸...... حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رحم کے سامنے ایک انڈا جسے ادوم کہتے ہیں موجود ہوتا ہے۔ مخالطت کے وقت ماء الحیات کا کوئی ذرہ جسے سپرم کہتے ہیں۔ اس انڈے سے مل جائے تو وہ ایک دوسرے کو مضبوطی سے گرفت میں لے لیتے ہیں اور سرک کر رحم میں چلے جاتے ہیں۔ پھر رحم کا منہ بند ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد ولادت تک کوئی سپرم اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔ لیکن مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ'' یعنی حمل والی عورتوں کی طلاق کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع (حمل) تک بعد طلاق کے دوسرا نکاح کرنے سے دستکش رہیں۔ اس میں حکمت یہی ہے کہ اگر حمل میں ہی نکاح ہوجائے تو ممکن ہے کہ دوسرے کا نطفہ ٹھہر جائے۔ اس صورت میں نسب ضائع ہوگی اور یہ پتہ نہیں لگے گا کہ وہ دونوں لڑکے کس کس باپ کے ہیں۔'' (آریہ دھرم ص۲۱، خزائن ج۱۰ ص۲۱)

اس پر سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک ایسی بات کہی جو سراسر خلاف عقل اور کذب محض ہے۔ کیا بالفرض حمل کی حالت میں ''دوسرے کا نطفہ ٹھہر جائے'' پہلے حمل کے چار ماہ بعد دوسرا حمل ہوجائے۔ دو ماہ کے بعد تیسرا حمل ہو جائے اور پھر ایک ماہ کے بعد چوتھا اور ہر بچہ نو ماہ کے بعد پیدا ہو تو غریب بیوی سارا سال بچے جنتی رہی۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے علوم وفنون کا شاہکار۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ ''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا...... بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔'' (پیغام صلح ص۴۷، خزائن ج۲۳ ص۴۸۵)

کیا حالت حمل میں حمل ٹھہر جاتا ہے؟ اگر ٹھہر جاتا ہے تو مذکورہ عبارت کی تحقیق کا کیا بنے گا؟ نیز بالفرض حمل ٹھہر جائے تو کیا ضروری ہے؟ ایک حمل ہو تو سابقہ کی وضع ہوجائے؟ ساتھ حمل، ساتھ وضع؟ شاید قادیانی ذریت کو۔ ہو تو ہو کسی اور کو تو اس کا دعویٰ نہیں؟

کیا یہ مرزا قادیانی کا قرآن پر بہتان نہیں؟

سوال نمبر:۵۹...... مرزا قادیانی نے لکھا:’’خسف القمر والشمس فی رمضان ۰ فبأی الاء ربکما تکذبان ‘‘الاء سے مراد میں ہوں اور پھر میں نے ایک دالان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کہ اس میں چراغ روشن ہے۔ گویا رات کا وقت ہے اور اسی الہام مندرجہ بالا کو چند آدمی چراغ کے سامنے قرآن شریف کھول کر اس سے یہ دونوں فقرے نقل کر رہے ہیں۔ گویا اسی ترتیب سے قرآن شریف میں وہ موجود ہے اور ان میں سے ایک شخص کو میں نے شناخت کیا کہ میاں نبی بخش رفوگر امرتسری ہے۔ (ریویو بر مباحثہ چکڑالوی ص۴، خزائن ج۱۹ص۲۰۹ حاشیہ)

فرمایئے! مرزا قادیانی کا یہ الہام وکشف صحیح ہے یا غلط؟ اور پھر دیکھئے یہ ملعون قرآن شریف پر افتراء کرتا ہے اور پھر اس پیوندکاری کی روایت کے لئے رفوگر کا انتخاب بھی قابل توجہ ہے؟

کیا مرزا قادیانی مہدی ہے؟

سوال نمبر:۶۰...... مرزا قادیانی نے لکھا کہ:’’خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ’’ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی ‘‘اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ص۳۳۷)

دوسری جگہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:’’اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث یعنی حضرت محمد اسماعیل صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقع کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا۔ لیکن امام محمد اسماعیل بخاری نے مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۱۸، خزائن ج۳ص۳۷۸)

اب ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ پہلے حوالہ میں مرزا قادیانی بڑے شدومد سے کہتے ہیں کہ مہدی کے متعلق بخاری میں روایت ہے۔ دوسرے حوالہ میں کہتے ہیں کہ مہدی کا بخاری نے نام نہیں لیا۔ دونوں باتیں مرزا قادیانی کی ہیں۔ جو آپس میں متعارض ہیں۔ دونوں سچی نہیں ہوسکتیں۔ اب قادیانی بتائیں کہ مرزا قادیانی کی کون سی بات جھوٹی ہے۔

کیا مرزا قادیانی خود غرض تھا؟

سوال نمبر:۶۱...... مرزا قادیانی نے لکھا:’’میری رائے یہ ہے کہ استخارہ تقویٰ کے بہت قریب ہے۔ کیونکہ وارث مفقود الخبر ہے اور ہمیں یقین نہیں کہ وہ مر چکا ہے یا زندہ ہے۔ پس اس کی جائیداد کو میت کے ترکہ کی طرح تقسیم کرنے میں عجلت روا نہیں۔ پس بہتر یہ ہے کہ اس معاملہ پر بحث ختم کی جائے۔ تاکہ عالم الغیب اور ذوالجلال آپ سے مشورہ کرلوں اور یقینی راہ پالوں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۲، خزائن ج۵ص ایضاً)

مرزا قادیانی کی یہ عبارت پکار پکار کر نہیں چیخ وچلاّ کر اعلان کر رہی ہے کہ مرزا احمد بیگ نے جب ہبہ نامہ پر دستخطوں کے لئے مرزا قادیانی سے درخواست کی۔ چونکہ ہبہ نامہ غلام حسین مفقود الخبر کی زمین کی بابت تھا۔ اس لئے استخارہ کیا گیا کہ وہ غلام حسین زندہ ہے یا مردہ۔ اگر زندہ ہے تو ہبہ نامہ پر دستخط کر کے اس کی زمین کسی اور کو منتقل کرنا روا نہیں

ہے۔ اگر مردہ ہے تو ہبہ نامہ پر دستخط نہ کر کے جائز وارث کو محروم کرنا روا نہیں۔ جب ''عالم الغیب رب ذوالجلال سے مشورہ'' کیا تو رب نے جواب دیا کہ محمدی بیگم کے رشتہ کی بابت بات کر۔ اگر رشتہ کر دیں تو ہبہ نامہ پر دستخط کر دو۔ گویا غلام حسین مفقود الخبر مر گیا ہے۔ اگر رشتہ نہ کریں تو ہبہ نامہ پر دستخط نہ کریں۔ گویا غلام حسین مفقود الخبر زندہ ہے۔ ہمارا قادیانیوں سے درد بھرے دکھے دل سے سوال ہے کہ کیا واقعی آپ اس جواب کو خدائی جواب سمجھتے ہیں یا کافر، نانہجار، مرزا قادیانی کی زناری اور خود غرضی فراڈ و دھوکہ کی انوکھی مثال؟ اب آپ کی مرضی کہ خدا تعالیٰ پر غلط جواب کا الزام لگا کر جہنم کا راستہ اختیار کریں یا مرزا قادیانی کے فراڈ پر محمول کر کے مرزا قادیانی کو جہنم روانہ کریں؟

کیا مرزا قادیانی کے نزدیک ''اعور'' کا معنی کانا نہیں؟

سوال نمبر:۶۲...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ''دجال کے اعور یعنی ایک آنکھ سے کانا ہونے سے مراد یہ ہے کہ دینی اور دنیوی علوم کی دونوں آنکھوں میں سے اس قوم (انگریز) کی ایک آنکھ روشن ہوگی اور دوسری ناکارہ اور یہ ظاہر ہے کہ افرنگ کو زمینی علوم میں نہایت درجہ کی مہارت حاصل ہے۔ لیکن روحانیت سے بے بہرہ ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۵۰۱، خزائن ج۳ ص۳۶۹ ملخص)

لیکن حدیث میں جہاں دجال کے اعور ہونے کا ذکر ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے اعور ہونے کی نفی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے اعور نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟۔ کیا خدا تعالیٰ کی نسبت دینی و دنیوی علوم میں مہارت ہونے یا نہ ہونے کے سوال کا بھی تصور ہو سکتا ہے؟۔

پھر اسی حدیث شریف میں حضور علیہ السلام نے دجال کے اعور ہونے کے بارہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی شبہ میں نہیں چھوڑا۔ بلکہ فرمایا کہ ایک آنکھ انگور کے ابھرے ہوئے دانہ کی مانند ہوگی اور ساتھ نمونہ بھی بتا دیا کہ ابن قطن کو دیکھو۔ پس دجال کی آنکھ اس کی آنکھ کی مانند ہوگی۔ مرزا قادیانی روایت کے اس حصہ کو شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے۔ کیوں؟

کیا قرآن مجید میں ''قادیان'' کا نام ہے؟

سوال نمبر:۶۳...... مرزا قادیانی اپنے کشف کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

الحمد سے لے کر والناس تک پورے قرآن مجید میں کہیں قادیان کا نام ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو قادیانی حضرات ارشاد فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے صریح کذب بیانی کی یا نہیں؟

کیا مرزا قادیانی آدم زاد نہیں؟

سوال نمبر:۶۴...... مرزا قادیانی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین اردو ص۱۱۶، از مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

محققین حضرات کہتے ہیں کہ ''نہ آدم زاد'' میں ''نہ'' کا لفظ عطف کی صورت میں استعمال ہوتا ہے۔ گویا ''کرم خاکی'' کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے اور ''آدم زاد'' کے ساتھ بھی۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ نہ تو میں مٹی کا کیڑا ہوں اور نہ ہی آدم زاد (یعنی بندے دا پتر) یہ جملہ منفیہ اگر نہ بنایا جائے تو اگلے مصرع ''ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار'' میں اثبات اور حصر سمجھ میں نہیں آسکتی۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی بقول خود نہ مٹی کا کیڑا ہے ''نہ بندے دا پتر'' تو پھر نبی کیسے؟۔ نیز ''جائے نفرت'' اور ''عار'' کی تعیین بھی آپ کے ذمہ ہے؟۔ پھر انسان کے تحت مرد وعورت دونوں داخل ہوتے ہیں۔ متعین کرو کہ مرد کی ہے تو کونسی اور عورت کی ہے تو کونسی؟۔ پھر حکم لگایا جائے؟۔

کیا مرزا قادیانی شراب پیتا تھا؟

سوال نمبر:۶۵...... مرزا قادیانی نے اپنے ایک مرید کے ہاتھوں لاہور سے عمدہ قسم کی شراب ''ٹانک وائین'' منگوائی۔ کیا مرزائی اس بات کا انکار کر سکتے ہیں؟ (خطوط امام بنام غلام ص۵، از حکیم محمد حسین بٹالوی)

کیا شراب پینے والا نبی، مسیح، مہدی، مجدد، ملہم من اللہ بن سکتا ہے؟۔

جبکہ قرآن بتلاتا ہے کہ شراب پینا شیطانی عمل ہے اور احادیث بتلاتی ہیں کہ شرابی جنت میں نہیں جائے گا۔ اس کی دنیا میں نماز قبول نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ!

جب شرابی اس قدر خدا کی رحمت سے بعید ہوتا ہے تو مرزا قادیانی اتنا مقرب کیسے بنا؟ کہ نبی، مہدی، مسیح موعود بن بیٹھا؟

کیا مرزا قادیانی کے آنے سے جہاد منسوخ ہو گیا؟

سوال:۶۶...... آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے برعکس کہا کہ جہاد منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی ''ضمیمہ تحفہ گولڑویہ'' میں لکھتا ہے کہ۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص۴۱، خزائن ج۱۷ ص۷۷، ۷۸)

سوال یہ ہے کہ کیا قادیانی قرآن وسنت کی روشنی میں جہاد بالسیف کی منسوخی پر کوئی عقلی اور نقلی دلیل پیش کر سکتے ہیں؟۔ جو اہل عقل کی دانست میں بھی آسکے؟

نیز مرزا قادیانی کے اس شعر سے پتہ چل رہا ہے کہ مرزا قادیانی کا نبوت تشریعیہ کا دعویٰ تھا۔ مرزائیو! تم کہتے ہو غیر تشریعی کا؟ تو سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی سچا ہے یا تم؟ اور مرزا قادیانی کے مذکورہ دعویٰ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو حضور ﷺ سے افضل سمجھتا تھا۔ کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جہاد قیامت تک! اور مرزا لعین کہتا ہے کہ منسوخ۔

تو اب بتاؤ! مرزا قادیانی کے کفر اور دجل میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

کیا نبی گھر کی طعن وتشنیع سے خوف کھا کر سرکاری ملازمت کرتا ہے؟

سوال نمبر:٦٧......

١...... ”حضرت صاحب (مرزا قادیانی) اپنے گھر والوں کے طعنوں کی وجہ سے کچھ دنوں کے لئے قادیان سے باہر چلے گئے اور سیالکوٹ جا کر رہائش اختیار کر لی اور گزارہ کے لئے ضلع کچہری میں ملازمت بھی کر لی۔“ (تحفہ شہزادہ ویلز ص۵۳)

٢...... ”جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو اس وقت حکومت برطانیہ پنجاب میں مستحکم ہو چکی تھی اور لوگ سمجھ رہے تھے کہ اب اس گورنمنٹ کی ملازمت میں ہی عزت ہے۔ اس لئے شریف خاندانوں کے نوجوان اس کی ملازمت میں داخل ہو رہے تھے۔ حضرت صاحب بھی اپنے والد صاحب کے مشورہ سے سیالکوٹ بحصول ملازمت تشریف لے گئے۔“

(سیرۃ مسیح موعود ص۱۳، روایت نمبر۴۹)

یہ دونوں عبارتیں مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تحریر کردہ ہیں۔ پہلی عبارت میں ہے۔ گھر والوں کے طعن سے قادیان کو چھوڑ کر باہر چلے گئے اور سیالکوٹ میں ملازمت کر لی۔ دوسری عبارت میں ہے کہ والد صاحب کے مشورہ سے گئے۔ ان دونوں میں سچ کون سا ہے اور جھوٹ کون سا؟ پھر اس کے ساتھ یہ عبارت ملالی جائے۔

٣...... ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن (مبلغ سات صد روپے) وصول کرنے گئے۔ تو پیچھے پیچھے مرزا امام دین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو وہ آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت صاحب اس شرم کے مارے گھر نہیں آئے۔ بلکہ سیالکوٹ پہنچ کر ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ (پندرہ روپیہ ماہوار) پر ملازم ہو گئے۔“ (سیرۃ المہدی ج۱ ص۴۳، روایت نمبر۴۹)

پہلی عبارت مرزا محمود، میں ہے گھر والوں کے طعنوں سے ملازمت دی۔

دوسری عبارت مرزا محمود، میں ہے والد صاحب کے مشورہ سے ملازمت کی۔

تیسری عبارت مرزا بشیر بحوالہ زوجہ مرزا قادیانی میں ہے کہ سات صد روپیہ پنشن کے اڑا کر کھا گئے۔ مارے شرم کے قادیان آنے کی بجائے سیالکوٹ جا کر قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔

ان تینوں باتوں میں سے کون سی بات سچی ہے؟ ہے کوئی قادیانی جو مرزا قادیانی کے باپ، مرزا کے دو بیٹوں، مرزا کی گھر والی کی ان باتوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے بتا سکے؟ کہ ان تینوں باتوں میں سے کس بات میں کذب محض ہے اور کس کی بات سچی ہے؟ نیز نبی کی متوکلانہ زندگی ہوتی ہے اور امت کو توکل کی تعلیم دیتا ہے۔ تو پھر مرزا قادیانی تو نبی معلوم نہیں ہوتا؟ اگر نبی ہے تو سرکار انگریزی کا ملازم کیوں؟ جب کہ انگریز دشمن خدا اور دشمن رسول ﷺ ہے اور یہ بھی نقاب کشائی کریں کہ کیا نبی پنشن وصول کر کے آوارہ گردی کرتا ہے؟ وہ نفس پرست، گناہوں کا عادی، نفسیاتی مریض تو ہو سکتا ہے مگر نبی؟

کیا ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے؟

سوال نمبر:٦٨...... مرزا قادیانی نے کہا کہ: ”ازاں جملہ ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے۔ جس کے

بین الاذنین (دو کانوں کے درمیانی فاصلہ) کا اندازہ ستر باع اور ریل گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ لازمی ہوتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۷۳۰، خزائن ج۳ ص۴۹۳)

کانوں کے درمیان کا فاصلہ ستر باع (قریباً ۱۴۰ گز) ہوگا۔ مرزا قادیانی کانوں کے درمیان کا فاصلہ سے مراد سر اور دم کی لمبائی لیتے ہیں۔ ہے کوئی اس کا جواز؟

پھر گدھے کا رنگ سفید بیان کیا گیا۔ گاڑیوں کی رنگت ہر جگہ سفید ہو تو یہ بھی فٹ نہیں آتا۔ چلو۔ ایک کان سے مراد سر دوسرے کان سے مراد دم۔ ریل دجال کا گدھا، رنگ سفید، چلو اس کو چھوڑ دیں۔ دجال کی سواری ریل۔ اس پر جو سوار ہوئے وہ کون؟ پھر مرزا قادیانی مر کر بھی دجال کے گدھے پر سوار ہو کر قادیان گیا۔ سواری دجال کی، سوار ہوئے مرزا قادیانی۔ رہ گئی مرزا قادیانی کے دجال بننے میں کوئی کسر؟ اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

جو بخاری شریف پر جھوٹ باندھے وہ مسیح کیسے؟

سوال نمبر:۶۹...... (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) پر لکھتا ہے: ''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان احادیث پر عمل کرنا چاہئے۔ جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً ''صحیح بخاری'' کی وہ احادیث جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری شریف میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ: ''ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی'' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔''

ہمارے سامنے صحیح بخاری کا جو نسخہ ہے۔ اس میں تو حدیث: ''ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی'' ہمیں کہیں نہیں ملی۔ لیکن جس طرح مرزا قادیانی کے گھر میں قرآن کریم کا ایسا نسخہ تھا۔ جس میں: ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' لکھا تھا۔ (ازالہ اوہام ص۷۶، ۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰ حاشیہ) اسی طرح شاید ان کے مسیح خانہ میں کوئی نسخہ صحیح بخاری کا ایسا بھی ہو۔ جس میں سے دیکھ کر مرزا قادیانی نے یہ حدیث لکھی ہو۔ بہرحال اگر مرزا قادیانی نے ''صحیح بخاری شریف'' کا حوالہ صحیح دیا ہے تو ذرا اس صفحہ کا عکس شائع کر دیں، اور اگر جھوٹ دیا ہے تو یہ فرمائیے کہ جو شخص صحیح بخاری جیسی معروف و مشہور کتاب پر جھوٹ باندھ سکتا ہے وہ اپنے دعویٰ مسیحیت میں سچا کیسے ہوگا؟ کیونکہ مرزا قادیانی ہی کا ارشاد ہے کہ: ''ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں بھی اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

لہٰذا مرزا قادیانی تمام تر دعاوی میں جھوٹا تھا! اگر سچا ہے تو قادیانی اس کا سچ ثابت کریں؟ اور بخاری شریف میں حوالہ دکھائیں؟

مرزا قادیانی کی ''سلطان القلمی'' یا جہالت؟

سوال نمبر:۷۰...... مرزا قادیانی نے (اعجاز المسیح ٹائٹل، خزائن ج۱۸ ص۱) پر لکھا: ''وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یوماً من شھر رمضان'' کہ یہ کتاب مطبع ضیاء الاسلام میں ماہ رمضان کے ستر دنوں میں چھپی ہے۔'' حالانکہ رمضان کے دن انتیس یا تیس ہوتے ہیں۔ ستر دن کبھی نہیں ہو سکتے۔ سلطان القلم کی فصاحت و بلاغت پر قادیانی کیا کہتے ہیں؟ جس شخص کی علمی سطح یہ ہو کیا اسے جاہل کہہ سکتے ہیں؟ اگر کہنے کی اجازت ہے تو تمہیں عار کیوں؟

مرزا قادیانی ”رجل فارس“ کیسے؟

سوال نمبر:۷۱...... مرزا قادیانی مغل تھا۔ اس نے رجل فارس ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ اب مشکل یہ تھی کہ مغل کبھی ”فارس النسل“ نہیں رہے تو مرزا قادیانی نے کہا: ”میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۱۶)

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دعاوی صحیح تھے یا غلط۔ اس کو جانچنے کے لئے ضروری تھا، دیکھا کہ وہ ان شرائط پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔ شرائط میں سے یہ کہ رجل فارسی تب ثابت ہوتا کہ فارسی النسل ہوتا۔ وہ ہے نہیں۔ اس کے لئے ثبوت میں پیش کرتا ہے اپنی وحی کو جو سرے سے ہمارے نزدیک ناقابل تسلیم ہے۔ اس لئے مسٹر فارسی النسل ہی نہیں تو ”رجل فارس“ کیسے؟۔

کیا مرزا یزیدی؟ اور قادیان پلید جگہ ہے؟

سوال نمبر:۷۲...... مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے: ”واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے۔ جس میں ایسے لوگ رہتے ہوں جو یزیدی الطبع ہیں اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۶، ۶۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۵، ۱۳۶)

مرزا قادیانی نے اپنا الہام بیان کیا کہ: ”اخرج منہ الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۲ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

”اخرج“ کا معنی پیدا کئے گئے؟ چلو جانے دیں۔ پیدا ہوئے قادیان میں مرزا قادیانی بھی کیا وہ بھی یزیدی؟ چلو اسے بھی جانے دیں۔ حیرت تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی اس کتاب میں لکھتا ہے کہ: ”کشف میں دیکھا میرا بھائی مرزا غلام قادر قرآن مجید میں پڑھ رہا ہے۔ ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰ حاشیہ)

پہلی عبارت میں قادیان کو دمشق سے تشبیہ دے کر ان کی مذمت کی۔ دوسری عبارت میں مکہ، مدینہ کے ساتھ تشبیہ دے کر اس کو مقدس بنایا تو ان دونوں باتوں سے کون سی بات صحیح ہے؟

پھر اگر یہ پلید جگہ ہے تو پلید لوگوں! خود بدولت کا آنا، ایسے لوگ تھے اس کے آباؤ اجداد چلو مرزا قادیانی کو مبارک ہو اور اگر یہ مقدس شہر ہے تو پھر وہ جو دمشق والی تاویل کر کے خود مسیح بنے تھے وہ ختم ہوگئی۔ چلو یہ بھی مرزا قادیانی کو مبارک ہو؟

کیا خدا کا ”حیّ“ ہونا مرزے کی وحی ماننے پر موقوف ہے؟

سوال نمبر:۷۳...... مرزا قادیانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اگر الہام نہ کرے تو اس کا یہ معنی کہ اس کی زبان کو مرض لاحق ہوگئی

ہے۔’’کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)

اس عبارت میں دعویٰ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ زندہ ہے۔ زندہ خدا کو کلام کرنا چاہئے اور خلاصہ یہ کہ اس خدا نے چودہ سو سال میں کسی سے کلام نہیں کی۔ (اس لئے کہ خود مرزا قادیانی کے نزدیک اس عرصہ میں کوئی نبی نہیں ہوا) صرف اور صرف مرزا قادیانی سے کلام کی۔ پھر مرزا قادیانی کے بعد بھی کسی پر وحی نبوت نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی پر وحی نبوت کو مانا جائے تو خدا زندہ ہے۔ ورنہ خدا کو مردہ کہنا پڑے گا۔ زندہ خدا کی تمام قدرت گویا مرزا قادیانی کے ماننے نہ ماننے پر موقوف ہوگئی۔ آخر اس کی کوئی وجہ؟

نیز بالفرض مان لیا جائے کہ خدا تعالیٰ کی تمام تر قدرت مرزا قادیانی کے ماننے پر ہے تو مرزا قادیانی کے بعد کیا وحی جاری ہے یا نہیں؟ اگر جاری ہے تو کس پر؟ اگر جاری نہیں تو العیاذ باللہ! پھر خدا زندہ نہیں؟ قادیانی نمک حلالی کریں اور مرزا قادیانی کا پیچھا چھڑائیں۔

مفسر بننے، صاحب تقویٰ ہونے کا معیار مرزا قادیانی کو ماننا؟

سوال نمبر:۷۴...... ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی مرزا قادیانی کے مرید تھے۔ انہوں نے تفسیر لکھی تو مرزا قادیانی نے اس کی تعریف میں کہا۔’’ڈاکٹر صاحب (عبدالحکیم پٹیالوی) کی تفسیر القرآن بالقرآن ایک بے نظیر تفسیر ہے۔ جس کو ڈاکٹر عبدالحکیم خان بی۔اے نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرمایا ہے۔ نہایت عمدہ شیریں بیان اس میں قرآنی نکات خوب بیان کئے گئے ہیں۔ یہ تفسیر دلوں پر اثر کرنے والی ہے۔‘‘ (اخبار بدر مورخہ ۹؍اکتوبر ۱۹۰۳ء)

یہی ڈاکٹر صاحب مرزا قادیانی کے کرتوت دیکھ کر مرزا قادیانی سے باغی ہوگئے۔ مرزا قادیانی اور قادیانیت پر چار حرف بھیج کر مسلمان ہوگئے تو اب اس تفسیر کے متعلق کہا۔’’ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کا اگر تقویٰ صحیح ہوتا تو وہ کبھی تفسیر لکھنے کا نام نہ لیتا۔ کیونکہ وہ اس کا اہل ہی نہیں تھا۔ اس کی تفسیر میں ذرہ برابر روحانیت نہیں اور نہ ہی ظاہری علم کا حصہ۔‘‘

(اخبار بدر مورخہ ۷؍جون ۱۹۰۶ء)

قادیانی حضرات! اس دورخے شخص کا رخ صحیح کردیں۔ کیا اب بھی مرزا قادیانی کے دجل وفریب میں کوئی شبہ ہے؟ نیز یہ بتائیں کہ جو شخص مرزا قادیانی کو مانتا ہو وہ صاحب علم بھی ہے اور تفسیر لکھنے کا اہل بھی؟ اور جو نہ مانے تو وہ بے علم ہے۔ تفسیر لکھنے کا اہل بھی نہیں اور اس میں تقویٰ بھی نہیں؟ کیا تقویٰ اور تفسیر لکھنے، اہل علم میں سے ہونے کے لئے معیار مرزا قادیانی ہے؟ اگر معیار مرزا قادیانی کو ماننا ہے تو کیا سابقہ تیرہ صدیوں کے مفسرین جنہوں نے مرزا قادیانی کا نام بھی نہیں سنا تھا وہ قابل اعتماد ہے یا نہیں؟

کیا مرزا قادیانی کی بڑھتی ہوئی ترقی معکوس ہوگئی؟

سوال نمبر:۷۵...... مرزا قادیانی نے تحریر کیا کہ:’’تین ہزار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیش گوئیاں جو امن عامہ کے مخالف نہیں پوری ہوچکی ہیں۔‘‘ (حقیقت المہدی ص۱۵، خزائن ج۱۴ ص۴۴۱)

یہ تحریر اس کی مورخہ ۲۱؍فروری ۱۸۹۹ء کی ہے۔ دیکھئے (خزائن ج۱۴ ص۴۷۲) لیکن اس تحریر کے پونے تین سال بعد مورخہ ۵؍نومبر ۱۹۰۱ء میں (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰) تحریر کیا:’’پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں۔‘‘

اب ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ مورخہ ۲۱ر فروری ۱۸۹۹ء میں مرزا قادیانی کی تین ہزار پیش گوئیاں پوری ہوچکی تھیں۔ اس کے پونے تین سال بعد پوری شدہ پیش گوئیوں کی تعداد ڈیڑھ سو ہوگئی۔ یہ ترقی معکوس کے علاوہ مرزا قادیانی کے کذب پر کھلا نشان نہیں؟ کیا قادیانی مریدان عبارتوں کے واضح تضاد و کذب بیانی سے مرزا قادیانی کے دامن کو بچاسکتے ہیں؟

کیا فلاسفہ کی پیروی نادانی ہے؟

سوال نمبر:۷۶...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے...... بلندی پر...... زندہ رہنا ممکن نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

اس حوالہ میں فلسفیوں کے فلسفہ کو بنیاد بنا کر سیدنا مسیح علیہ السلام کی وفات پر استدلال کر رہا ہے۔ لیکن (کشتی نوح ص۲۲، خزائن ج۱۹ ص۲۴) پر لکھا: ’’تمہیں اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں۔ سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنے کلام میں سکھلایا ہے۔‘‘

اب قادیانی فرمائیں کہ مرزا قادیانی پہلے حوالہ میں فلسفیوں کے قول سے استدلال کر رہا ہے۔ دوسرے میں فلسفیوں کی پیروی سے انکار کر رہا ہے۔ کیا مرزا قادیانی کی مثال اس عیار کی طرح نہیں؟ کہ مطلب کی بات جھوٹی گھڑے اور مطلب کے خلاف کی حقیقت کو بھی جھٹلا دے؟ مرزا قادیانی کی اس دورخی کا قادیانیوں کے پاس کوئی علاج ہے؟ اس موقعہ پر مرزا قادیانی کا یہ حوالہ بھی مدنظر رہنا مفید ہوگا جو (ازالہ اوہام ص۸۶۲، خزائن ج۳ ص۵۷۲) میں ہے۔ ’’جھوٹے پر ہزار لعنت نہ سہی پانچ سو سہی۔‘‘ کیسے رہا؟

کیا تمام انبیاء علیہم السلام نے مرزا قادیانی کے بارے میں خبر دی؟

سوال نمبر:۷۷...... مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ: ’’تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۲، خزائن ج۲۰ ص۶۴)

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا مسیح ابن مریم علیہم السلام تک تمام انبیاء علیہ السلام سے رحمت عالم ﷺ کی بشارت دینے اور مدد کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے لیا۔ مرزا قادیانی نے اس اعزاز کو آنحضرت ﷺ سے سلب کر کے اپنے لئے ثابت کر رہا ہے۔ کیا ساری دنیا کے قادیانی مل کر مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کو سچا ثابت کر سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر مرزا قادیانی کے کذاب اعظم ہونے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟

پیش گوئی پوری نہ ہونے کی کوئی شکل؟

سوال نمبر:۷۸...... مرزا قادیانی نے کہا کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا، وہ نکاح نہ ہوا۔ مگر قادیانی کہتے ہیں کہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ ’’محمدی بیگم‘‘ سے مرزا قادیانی کا نکاح ہوجاتا تو بھی پیش گوئی پوری اور اگر نکاح نہیں ہوا تو بھی پیش گوئی پوری، تو پیش گوئی کے پورا نہ ہونے کی کون سی شکل تمہارے نزدیک ہوسکتی ہے؟

گھر کا معنی اور کشتی کی توسیع

سوال نمبر:۷۹...... مرزا قادیانی کو طاعون کے زمانہ میں الہام ہوا:’’انی احافظك كل من فی الدار ‘‘یعنی میں ہر اس شخص کی حفاظت کروں گا جو اس گھر میں رہتا ہے۔مرزا قادیانی اس گھر کی تشریح کرتا ہے۔

گھر کا معنی

’’ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیواری میں ہے۔میں اس کو بچاؤں گا۔اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں۔بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں۔میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔‘‘ (کشتی نوح ص۱۰،خزائن ج۱۹ص۱۰)

مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ میں تیرے گھر والوں کی حفاظت کروں گا اور مرزا قادیانی نے اس کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ گھر سے مراد خاک وخشت کا گھر نہیں بلکہ روحانی گھر ہے اور میری تعلیم پر صدق دل سے عمل کرنے والے جہاں کہیں بھی ہوں۔اس گھر میں شامل ہیں۔اس عبارت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل حوالہ غور سے پڑھئے۔

’’چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر کے بعض حصوں میں مرد رہتے ہیں اور بعض حصہ میں عورتیں۔اس لئے مکان میں سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن ہی چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چاردیواری میں رہتے ہیں۔حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے۔ہمارے ساتھ والا مکان اس وقت قیمتاً مل رہا ہے۔میرے خیال میں یہ مکان دو ہزار تک مل سکتا ہے۔چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان میں بطور کشتی کے ہوگا۔مگر میں دیکھتا ہوں کہ آئندہ کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے اور نہ عورت کی۔اس لئے اس کشتی کی توسیع کی ضرورت پڑی۔لہٰذا اس کی وسعت میں کوشش کرنی چاہئے۔‘‘ (یعنی چندہ دینا چاہئے) (کشتی نوح ص۷۶،خزائن ج۱۹ص۸۶)

ناظرین! کیا اب بھی مرزا قادیانی کے دنیادار اور دنیاپرست ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے؟۔ایک طرف تو گھر سے مراد روحانی گھر بتاتے ہیں اور دوسری طرف خاک وخشت والے مکان کی وسعت کے لئے چندہ مانگ رہے ہیں۔کیا قادیانی یہ معمہ حل کریں گے؟

ٹیکہ کے مقابلہ میں الہام اور ایام طاعون میں احتیاط

سوال نمبر:۸۰...... مرزا قادیانی نے اپنے الہام اور ٹیکہ کا بیان کرتے ہوئے کہا کہ:’’ہمیں تو اپنے الہام پر کامل یقین ہے کہ جب افسران گورنمنٹ ہمیں ٹیکہ لگانے آئیں گے تو ہم اپنا الہام ہی پیش کر دیں گے۔میرے نزدیک تو اس الہام کی موجودگی میں ٹیکہ لگانا گناہ ہے۔کیونکہ اس طرح تو ثابت ہوگا کہ ہمارا ایمان اور بھروسہ ٹیکہ پر ہے۔اللہ تعالیٰ کے کرم اور وعدہ پر نہیں۔‘‘ (ملفوظات مرزا حصہ چہارم،پنجم ص۲۵۶)

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ الہام حفاظت از طاعون کی موجودگی میں ٹیکہ وغیرہ دنیاوی اور مادی احتیاط سے کام لیں گے تو الہام الٰہی سے بے یقین ثابت ہوں گے۔ناظرین مندرجہ عبارت کو ذہن نشین رکھئے اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم.اے کا مندرجہ ذیل بیان پڑھئے کہ:’’طاعون کے ایام میں حضرت مسیح موعود فینائل

لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔ نیز گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے۔ تا کہ ضرر رساں جراثیم مر جاویں اور آپ نے بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی۔ جس میں کوئلے اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور تمام دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد کمرہ کھولا جاتا تھا تو کمرہ اندر بھٹی کی طرح تپا ہوتا تھا۔''

(سیرۃ المہدی ج۲ ص۵۹، بروایت نمبر۳۷۹)

اور سنئے! ''حضور کو بٹیر کا گوشت بہت پسند تھا۔ مگر جب سے پنجاب میں طاعون کا زور ہوا بٹیر کھانا چھوڑ دیا۔ بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔''

(سیرت المہدی ج۲ ص۱۳۲، بروایت نمبر۴۴۴)

اور سنئے! ''وبائی ایام میں حضرت صاحب اتنی احتیاط فرماتے کہ اگر کسی خط کو جو وبا والے شہر سے، آتا چھوتے تو ہاتھ ضرور دھو لیتے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

مرزائیو! اگر ٹیکہ لگانے سے الہام الٰہی پر ایمان نہیں رہتا تو یہ احتیاطیں کرنے والا کون ہوا؟ فرق صرف یہ ہے کہ ٹیکہ لگوانے سے خطرہ تھا کہ لوگ اعتراض کریں گے اور یہ احتیاطیں اندرون خانہ ہوتی تھیں۔ جہاں سب کے سب جی حضورئے ہوتے تھے۔ کیا سچا انسان اسی شان کا مالک ہوتا ہے؟

''سلطنت برطانیہ تا ہشت سال'' کے الہام سے مرزا انکاری، بیٹا اقراری

سوال نمبر:۸۱...... انبیاء علیہم السلام کو سب سے پہلے اپنے الہام پر ایمان ہوتا ہے اور وہ ''بلغ ما انزل'' کے تحت مامور ہوتے ہیں کہ خدا کا الہام بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچا دیں۔ خواہ انہیں اس جرم کی پاداش میں بھڑکتی ہوئی آگ یا تختہ دار سے ہمکنار ہونا پڑے۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی اس مقام پر بھی بالکل فیل نظر آتے ہیں۔ ۱۸۶۰ء کے زمانہ میں ایک دفعہ انہیں الہام ہوا تھا کہ سلطنت برطانیہ ۷، ۸ سال تک کمزور ہو جائے گی۔ الہام کے اصل الفاظ یہ تھے کہ: ''سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں ایام ضعف واختلال'' ان کے کسی مرید نے یہ الہام مولانا محمد حسین بٹالوی کو بتا دیا اور انہوں نے اپنے اخبار ''اشاعۃ السنہ'' میں شائع کر دیا۔ پس پھر کیا تھا۔ مرزا قادیانی کو فکر پڑ گئی کہ انگریز بہادر ناراض ہو کر خود کاشتہ پودا کی جڑ ہی نہ اکھڑوادے۔ فوراً ایک رسالہ ''کشف الغطاء'' لکھ مارا۔ جس کے ٹائٹل پر بحروف جلی لکھا کہ: ''یہ مؤلف تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام سے باادب گذارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری وکرم گستری اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے یا سنا جائے۔''

پھر ''صفحہ ب'' پر الہام مذکورہ سے انکار کرتے ہوئے لکھا کہ: ''میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے اپنی عاجزانہ عرض کو گورنمنٹ پر ظاہر کروں کہ مجھے اس شخص کے ان خلاف واقعہ کلمات سے کس قدر صدمہ پہنچا ہے اور کیسے درد رساں زخم لگے ہیں۔ افسوس کہ اس شخص نے عمداً اور دانستہ گورنمنٹ کی خدمت میں میری نسبت نہایت ظلم سے بھرا ہوا جھوٹ بولا ہے اور میری تمام خدمات کو برباد کرنا چاہا ہے۔ خدا جھوٹے کو تباہ کرے۔''

گویا مرزا قادیانی نے خوب زور و شور سے الہام مذکورہ کا انکار کر دیا۔ چونکہ مولانا بٹالوی کے پاس مرزا قادیانی کی کوئی تحریر متعلقہ الہام نہیں تھی۔ اس لئے انہیں خاموش ہونا پڑا اور عرصہ ۲۵ سال تک اس الہام پر انکار کا پردہ پڑا رہا۔ مگر

’’نہاں ماند کجا رازے کز و سازند محفلہا‘‘ کہی ہوئی بات کو چھپانا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی رنگ میں ظاہر ہو ہی جایا کرتی ہے۔ مذکورہ الہام کے سلسلہ میں بھی ایسا ہی ہوا کہ مرزا قادیانی نے انکار کیا اور دعا کی کہ: ’’جھوٹے کو خدا تباہ کرے۔‘‘ مگر ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے نے (سیرۃ المہدی ج۱ص۷۵، روایت نمبر۹۶) پر تسلیم کر لیا کہ حضرت صاحب کو واقعی یہ الہام ہوا تھا۔

اب ناظرین یہ بتائیں کہ مرزا قادیانی کو کیا کہیں؟۔ مرزائیو! یہ کیا بات ہے؟ کہ باپ اپنے الہام سے منکر ہے اور صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ الہام واقعی ہوا تھا۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دینا۔

کیا جاہل محض مقتداء بن سکتا ہے؟

سوال نمبر:۸۲...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے۔ ان الہامات کی منشاء سے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ صریح نقیض میں پڑا ہوا ہے۔‘‘ (ایام الصلح ص۴۲، خزائن ج۱۹ص۲۷۲)

دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ’’پرلے درجہ کا جاہل جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔‘‘ (ست بچن ص۲۹، خزائن ج۱۰ص۱۴۱)

نیز لکھا کہ: ’’جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ص۲۷۵)

قادیانی حضرات خود توجہ فرمائیں! کہ مرزا قادیانی اپنے الہامات میں صریح نقیض کا معترف ہے اور متناقض الکلام کو پرلے درجہ کا جاہل اور جھوٹا قرار دیتا ہے تو جاہل اور جھوٹے شخص کو اپنا مقتداء ماننا کیا عقلمندی کے خلاف نہیں ہے؟

کیا نبی کا فرشتہ جھوٹ بول سکتا ہے؟

سوال نمبر۸۳...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ص۳۴۶) پر لکھا: ’’مورخہ ۵/مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا؟ اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔‘‘

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نام کچھ نہیں تھا تو یہ کیوں کہا کہ میرا نام ٹیچی ہے؟۔ اگر نام ٹیچی تھا تو یہ کیوں کہا کہ میرا نام کچھ نہیں؟۔ دو باتوں سے ایک بات ہی سچی ہو سکتی ہے دوسری جھوٹ۔ تو قادیانی فرمائیں! کہ مرزا قادیانی کتنا مقدس نبی تھا؟۔ جس کا فرشتہ بھی جھوٹ بولتا تھا۔

’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ یا نفسانی تحقیقات

سوال نمبر:۸۴...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’مرد کی بیوی تغیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کاروائی (؟) کا ہے۔ بے کار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ کاروائی کی کل (؟) مرد کو دی گئی ہے۔ اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۲، خزائن ج۵ص ایضاً)

اس عبارت میں دو جگہ سوالیہ نشان (؟) لگائے گئے ہیں۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی ذہنیت

کا اندازہ فرمائیں؟ اور پھر سوچیں کہ یہ خیالات جس کتاب میں لکھے گئے۔ اس کا نام آئینہ کمالات اسلام رکھا ہے؟ کیا اسلام اور دینی شخص کے ذہنی کمالات ایسے ہی ہوتے ہیں؟ یا نفسیاتی مریض کے؟

کیا ماہ صفر چوتھا اسلامی مہینہ ہے؟

سوال نمبر:۸۵...... مرزا قادیانی نے تحریر کیا کہ: ''صفر کا مہینہ اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ ہے۔''

(تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۸)

کیا اس سے بڑھ کر جہالت کی اور بات ہوسکتی ہے۔ جس کا مرتکب مرزا قادیانی ہورہا ہے؟۔ مرزائی بتائیں کہ اسلامی مہینوں میں صفر چوتھا مہینہ ہے؟۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو قادیانی فیصلہ کر کے بتائیں کہ مرزا قادیانی عالم تھا یا جاہل؟ اگر جاہل تھا اور پکی بات ہے جاہل تھا تو نبی کیسے؟

کیا سورۂ لہب میں ابی لہب سے مراد مرزا قادیانی کی تکفیر کرنے والے ہیں؟

سوال نمبر:۸۶...... مرزا قادیانی نے لکھا: ''غرض براہین احمدیہ کے اس الہام میں سورہ ''لہب کی پہلی آیت کا مصداق اس شخص کو ٹھہرایا ہے۔ جس نے سب سے پہلے خدا کے مسیح موعود پر تکفیر اور توہین کے ساتھ حملہ کیا۔ یہ تفسیر سراسر حقانی ہے اور تکلف اور تصنع سے پاک ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۷۵، خزائن ج ۱۷ ص ۲۱۶)

''تبت یدا'' کی یہ تفسیر جو مرزا قادیانی نے کی ہے۔ پوری امت میں سے کسی بھی مفسر، مجدد نے بھی یہ تفسیر کی ہے؟۔ نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ملعون قادیان پورے قرآن مجید کو اپنے اوپر فٹ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ نیز یہ کہ یہ سورۃ حضور ﷺ کے دشمن کے متعلق تھی۔ مرزا قادیانی نے اپنے مخالف پر فٹ کردی۔ یہ تحریف وتلبیس، دجل وافتراء کا وہ نمونہ ہے کہ پوری قادیانیت اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ کیا ہے ہمت؟

کیا انگلش ناخواندہ ملازم؟ اور انگریزی الہامات ''آئی لو یو'' وغیرہ کیسے؟

سوال نمبر:۸۷...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''میں انگریزی خواں نہیں ہوں اور بکلی اس زبان سے ناواقف ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۰۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۷)

اس کے برعکس مرزا قادیانی کا اپنا بیٹا بشیر احمد ایم.اے لکھتا ہے: ''سیالکوٹ ملازمت کے زمانہ میں مولانا الٰہی بخش چیف محرر مدارس کی کوشش سے کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ کمشنر سرجن پنشنر ہیں۔ استاذ مقرر ہوئے۔ مرزا قادیانی نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔'' (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۵۵، روایت نمبر ۱۵۰، حیات النبی ج ۱ ص ۶۰)

''میں انگریزی خواں نہیں۔ بلکہ اس زبان سے ناواقف ہوں۔'' یہ قول مرزا قادیانی کا ہے۔ اس کے گھر کے بھیدی کہتے ہیں کہ انگریزی کی ایک دو کتابیں پڑھیں۔ اب مرزا قادیانی کی راست بازی پر قادیانی سر دھنیں۔ الٹ پلٹ بیہودہ احمقانہ انگلش الہام انہیں ایک دو کتابوں کی کرشمہ سازی ہے اور بس؟

اگر انگلش نہیں پڑھی تو الہام کیسے سمجھ لیتا تھا؟ پھر جن استاذوں کے نام مرزے کی کتابوں میں ہیں۔ یا قادیانی کتب میں ہیں۔ نکال دیئے جائیں؟ تا کہ اسے نبی ماننے والوں کو دھوکا نہ ہو؟

کیا غیر زبانی الہام برحق ہونے کی دلیل؟

سوال نمبر:۸۸...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:''اور یہ بات بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔''

(چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

اس کے برعکس خود لکھا کہ:''زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔'' (نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)

انگریزی، عبرانی، سنسکرت کے الہامات کی توضیح وترجمہ کے لئے مرزا قادیانی اپنے مرید''میر عباس علی شاہ'' سے مدد طلب کرتا تھا۔ (مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۶۸)

اب مرزا قادیانی کی اس غیر معقولیت وبیہودگی کے متعلق مریدان مرزا کیا ارشاد فرماتے ہیں؟۔ پھر خود مرزا قادیانی نے غیر زبانوں میں اپنے الہامات کو اپنے منجانب اللہ ہونے کی دلیل قرار دیا۔

(نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)

جو بیہودہ امر ہو وہ منجانب اللہ ہونے کی دلیل؟ کیا فرمایا مرزا قادیانی نے؟

بوقت دعویٰ پیٹ میں اب اولاد جوان؟

سوال نمبر:۸۹...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے:''جو لوگ میرے دعویٰ کے وقت ابھی پیٹ میں تھے۔ اب ان کی اولاد بھی جوان ہوگئی ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۴۵، خزائن ج۲۱ ص۳۱۳)

یہ لغو مبالغہ کی بہترین مثال ہے۔ کیونکہ ہر صورت میں تو پیٹ والے افراد کم ازکم چالیس سال کی عمر کے ہونے چاہئیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ۱۸۸۰ء سے بھی تسلیم کیا جائے تو ۱۹۰۸ء تک صرف اٹھائیس سال بنتے تھے۔ کیا ابھی پیٹ والے جوان ہوئے نہ کہ ان کی اولاد؟۔ قادیانی بتائیں کہ مرزا قادیانی کے اونٹ کی کون سی کل سیدھی ہے؟۔

کیا''بکر وثیب'' والی پیش گوئی پوری ہوئی؟

سوال نمبر:۹۰...... مرزا قادیانی لکھتا ہے:''خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آئے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹)

کیا وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی؟۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر یہ کتنی بیہودہ بات ہے کہ کہا جائے کہ وہ پیش گوئی پوری ہوگئی؟

کیا راست باز کا کام لعنت کرنا؟

سوال نمبر:۹۱...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۳۵۶، خزائن ج۳ ص۴۵۶) پر لکھا ہے کہ:''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں، مؤمن لعان نہیں ہوتا۔''

دوسری جگہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (نور الحق ص ۱۱۸ تا ۱۲۲، خزائن ج ۸ ص ۱۵۸ تا ۱۶۲) میں نمبر شمار کر کے ایک ہزار مرتبہ صرف ''لفظ لعنت'' لکھا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ پہلے حوالہ کے مطابق ''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مؤمن لعان نہیں ہوتا'' اور دوسرے حوالہ کے مطابق مرزا قادیانی نے ایک ہزار مرتبہ لعنت کی ہے تو کیا مرزائی بتائیں گے کہ مرزا قادیانی جھوٹا اور کذاب تھا؟ صدیق اور راست باز نہ تھا؟ دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی لعنت کرنے کی وجہ سے خود مؤمن نہ رہا کیا خیال ہے؟

کیا نبی گالیاں دیتا ہے؟

سوال نمبر:۹۲...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفین کو حروف تہجی کے اعتبار سے سینکڑوں گالیاں دی ہیں۔ کیا قادیانی بتائیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسی فصاحت اپنے لئے مانگنے پر تیار ہیں؟ اور گالیاں دینا شریف آدمی کا کام ہے یا بازاری آدمی کا؟

حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔'' میں گالیاں دینے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ گالیاں دینا نبی کا کام اور اس کی صفت نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی گالیاں دے تو بھی نبی؟ کیا قادیانی شرافت گالیوں کی اجازت دیتی ہے؟

کیا مرزا قادیانی کی جماعت بے تہذیب، درندہ صفت؟

سوال نمبر:۹۳...... مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب (شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۳۹۶) پر لکھتا ہے: ''مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے۔ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔'' اب قادیانی بتائیں کہ وہ درندہ رہنا پسند کریں گے؟ یا مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ کر اشرف المخلوقات بننا پسند فرمائیں گے؟

نیز مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو بے تہذیب وغیرہ کہا ہے۔ کیا اب مرزائیوں میں تہذیب آچکی ہے؟ جب کہ مرزا قادیانی کی موجودگی میں نہیں تھی؟ اگر تمہیں کچھ تہذیب اور سمجھ ہے؟ تو مرزا قادیانی کی جماعت کو کیوں نہیں چھوڑتے؟ وہ تمہیں بے تہذیب وغیرہ لکھے اور تم اسے نبی مانو؟۔ واقعی تمہاری حس اور شعور ختم ہو چکا ہے۔

کیا نبی امتی کی تقلید کر سکتا ہے؟

سوال نمبر:۹۴...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (ملفوظات ج ۹ ص ۱۷۰) پر لکھا ہے کہ: ''سو ہمارے نزدیک سب سے اوّل قرآن مجید ہے۔ پھر احادیث صحیحہ جن کی نسبت تائید کرتی ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ان دونوں میں نہ ملے تو پھر میرا مذہب یہی ہے کہ حنفی مذہب پر عمل کیا جاوے۔ کیونکہ ان کی کثرت اس بات کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی یہی ہے۔''

سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷) پر لکھتا ہے کہ: ''اس وحی الٰہی میں اللہ نے میرا نام محمد رکھا اور رسول بھی۔''

معلوم ہوا مرزا قادیانی مدعیٔ نبوت ہے اور پھر ایک نبی کا یہ کہنا کہ قرآن وسنت کے بعد حنفی مذہب پر عمل کیا

جائے۔کیا اس سے غیر نبی کا نبی پر فائق ہونا لازم نہیں آتا؟ کیا مرزا قادیانی کا یہ کہنا نبوت کے منصب کی توہین نہیں؟ کیا نبی کا امتی کی تقلید کرنا یہ نبی کی توہین نہیں؟

کیا نبی بدعت پر عمل کرتا ہے؟

سوال نمبر:۹۵...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (ملفوظات ج۲ص۲۰۸) پر لکھا ہے کہ:’’لوگوں نے جو اپنے نام حنفی شافعی وغیرہ رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں۔‘‘

نیز اس نے اپنی کتاب (ملفوظات ج۹ص۱۷۰) پر لکھا ہے کہ:’’میرا مذہب تو یہی ہے کہ حنفی مذہب پر عمل کیا جائے۔‘‘

سوال یہ ہے کہ ایک جگہ مرزا قادیانی حنفی نام کو بدعت کہہ رہا ہے اور دوسری جگہ خود حنفی مذہب کی تائید کر رہا ہے۔کیا نبی بدعت کو ختم کرنے کے لئے آتے ہیں یا اپنے قول وعمل سے اس کی تائید کرتے ہیں؟

مرزا قادیانی نماز کس وقت پڑھتا تھا؟

سوال نمبر:۹۶...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (اربعین ضمیمہ نمبر۳،۴ص۴،خزائن ج۱۷ص۴۷۱) پر لکھا ہے کہ:’’بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں میرے شامل حال ہیں۔‘‘

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی دن یا رات میں سو سو دفعہ پیشاب کرتا تھا۔کوئی قادیانی بتا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کس وقت نماز پڑھتا تھا؟۔کھانا کھاتا تھا۔بیوی کے پاس جاتا تھا۔کتابیں لکھتا تھا۔مریدوں کو ملتا تھا۔سوتا تھا؟۔جبکہ کثرت پیشاب کی وجہ سے ضعف بھی ہو جاتا تھا؟

کیا اب بھی مرزا قادیانی کا انکار کفر ہے؟

سوال نمبر:۹۷...... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:’’ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۳۰،خزائن ج۱۵ص۴۳۲)

سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت ہے۔کیا قرآن وسنت کی روشنی میں نبی کا انکار کفر نہیں؟ اگر کفر نہیں ہے تو پھر مرزا قادیانی کے انکار کرنے سے مسلمان کافر کیوں؟

جو معجزہ کو مسمریزم کہے وہ کون؟

سوال نمبر:۹۸...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:’’یہ اعتقاد بالکل مشرکانہ اور فاسد خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر ان کو سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔بلکہ یہ صرف عمل الترب (مسمریزم) تھا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۲۲،خزائن ج۳ص۲۶۳)

حالانکہ قرآن مجید میں ہے:’’اِنِّیٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ (آل عمران:۴۹)‘‘ ﴿کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو

جاتا ہے وہ اڑتا جانور اللہ کے حکم سے۔﴾

اب سوال یہ ہے کہ بقول مرزا قادیانی اگر یہ عمل الترّاب ہے جسے وہ مسمریزم کہتا تھا تو کیا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مسمریزم کو اپنے نبی کا معجزہ قرار دے رہے ہیں؟ پھر اگر قرآن مجید سچا ہے تو مسیح کا مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مارنا اوران کا اڑنے لگ جانا معجزہ ہے تو معجزہ کو مسمریزم کہنے والا کون ہے؟ مسلمان یا کافر؟ قادیانی جواب دیں۔

اللہ کا فرمان سچا یا مرزا قادیانی کی بکواس؟

سوال نمبر:۹۹...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:''حضرت مسیح کے عمل مسمریزم سے وہ مردے زندہ ہوتے تھے۔''

(ازالہ اوہام ص ۳۱۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

حالانکہ قرآن مجید میں ہے:''وَاُحيِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ (آل عمران:۴۹)''﴿اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے۔﴾

اس آیت میں مردوں کو باذن الٰہی زندہ کرنا مسیح علیہ السلام کا معجزہ قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی ملعون اسے مسمریزم قرار دیتا ہے۔ قادیانی حضرات فرمائیں؟ کہ کیا اللہ تعالیٰ صحیح فرماتے ہیں کہ مردے زندہ کرنا واقعی مسیح علیہ السلام کا معجزہ تھا یا مرزا قادیانی صحیح کہتا ہے کہ وہ مسمریزم تھا؟ مرزائی حضرات فیصلہ فرمائیں کہ کون صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ یا مرزا قادیانی؟

کیا قابل نفرت عمل اللہ کو پسند؟

سوال نمبر:۱۰۰...... مرزا قادیانی نے لکھا:''اگر یہ عاجز (مرزا قادیانی) اس عمل (مسمریزم/عمل الترّاب) کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم (علیہم السلام) سے کم نہ رہتا۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

مرزا قادیانی نے پہلے حوالوں میں مسیح کے معجزات کو مسمریزم وعمل الترّاب کہا۔ اس حوالہ میں اس مسمریزم وعمل الترّاب کو مکروہ وقابل نفرت کہا۔ قادیانی حضرات فرمائیں؟ کہ کیا قابل نفرت ومکروہ عمل اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے ہاتھوں پر ظاہر کرتا تھا؟۔ پھر قرآن میں اسے اپنا انعام قرار دے کر اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ میں نے یہ انعام کیا۔ یہ انعام کیا۔ واہ! اگر وہ انعام الٰہی تھے تو قابل نفرت اور مکروہ نہیں۔ اگر مکروہ ہیں تو انعام الٰہی نہیں؟۔ مرزائی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن سچا ہے یا مرزا قادیانی؟

کیا اللہ تعالیٰ نبیوں کو قابل نفرت عمل کا حکم دیتے تھے؟

سوال نمبر:۱۰۱...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں:''مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترّاب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۰۸، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷)

مرزا قادیانی نے عمل الترّاب یعنی مسمریزم کو مکروہ وقابل نفرت کہا۔ پھر اس حوالہ میں کہا کہ مسیح ابن مریم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس عمل ومسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ قابل نفرت ومکروہ اعمال کرنے کا اپنے نبیوں کو حکم دیتے تھے؟ اور وہ نبی ان قابل نفرت ومکروہ اعمال میں کمال حاصل کر لیتے تھے؟

اگر نبی سچا تو پیش گوئیاں کیوں ٹلیں؟

سوال نمبر:۱۰۲...... مرزا قادیانی نے لکھا: ’’ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔‘‘

(کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵)

نیز مرزا قادیانی نے لکھا: ’’عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۱۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱)

قادیانی بتائیں؟ کہ خود مرزا قادیانی کو اعتراف ہے کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ناممکن ہے کہ ٹل جائیں۔ پھر کہتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں غلط نکلیں؟۔ کیا اس کا یہ معنی نہیں کہ مرزا قادیانی کے نزدیک سیدنا مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے نبی نہ تھے۔ ورنہ ان کی پیش گوئیاں کیوں جھوٹی نکلتیں؟ (معاذ اللہ)

باب پانزدہم ...... متفرق قادیانی سوالات کے جوابات

قادیانیوں کا کلمہ پڑھنا کیسے؟

سوال نمبر:۱...... مرزائی کہتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نماز تمہارے جیسی پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، قبلہ کی طرف رخ بھی کرتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور مسلمانوں کی طرح جانور ذبح کرتے ہیں، تو پھر ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب نمبر:۱...... مسلمان ہونے کے لئے پورے اسلام کو ماننا ضروری ہے۔ جب کہ کافر ہونے کے لئے پورے اسلام کا انکار کرنا ضروری نہیں۔ دین کے کسی بھی ایک مسئلہ اور ایک جزء کے انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے دین کے ایک ضروری مسئلہ کا انکار کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ چاہے کروڑ دفعہ وہ کلمہ کیوں نہ پڑھتا ہو۔ یا نمازی، حاجی اور زکوٰۃ دینے والا کیوں نہ ہو۔ اس کی مثال یوں ہے: جیسے ایک دیگ میں چار من دودھ ہو، اس کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پورے کا پورا پاک ہو۔ ناپاک ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ چار من شراب اس میں ڈالی جائے تب وہ ناپاک اور پلید ہو۔ بلکہ ایک تولہ شراب سے بھی چار من دودھ ناپاک ہو جائے گا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دین کے کسی ایک امر اور کسی ایک مسئلہ کا انکار کر دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

مرزائی صرف کسی ایک مسئلہ کا نہیں۔ کئی ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں۔ اس لئے وہ کافر ہیں۔ مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے چاہے وہ کروڑ دفعہ ہی کلمہ کیوں نہ پڑھیں تب بھی کافر ہیں۔

جواب نمبر:۲...... مسیلمہ کذاب اور اس کی پارٹی کے لوگ نماز پڑھتے تھے، اور اذان دیتے تھے۔ کلمہ بھی پڑھتے تھے، اور مسلمانوں کے قبلہ کی طرف رخ بھی کرتے تھے۔ مسلمانوں کا ذبیحہ بھی کھاتے تھے۔ غرض یہ کہ تمام مسلمانوں کا اور مسیلمہ کذاب کا دین کے دیگر مسائل میں اختلاف نہ تھا۔ صرف ایک مسئلہ میں اختلاف تھا، وہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نبی ہیں اور آخری نبی ہیں۔ جب کہ مسیلمہ کہتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں بھی نبی ہوں، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ارشاد فرمایا: مسیلمہ! تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ اب تیری کوئی نیکی نیکی نہیں رہی۔ جھوٹی نبوت کے دعویٰ کے بعد تو کافر ہے۔ اب نہ تیرے کلمہ کا اعتبار نہ نماز وغیرہ کا!

اس لئے صحابہ کرام ﷺ نے اس کے ساتھ جنگ کی اسے اور اس کی پارٹی کو جہنم رسید کیا۔

بعینہ اسی طرح مرزا قادیانی ملعون کا دعویٰ نبوت کاذبہ، اور مرزائیوں کا اسے نبی مان لینا یہ وہ جرم عظیم ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی ملعون کی اور مرزائیوں کی کوئی نیکی نیکی نہیں رہی۔ جس طرح مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والے باوجود کلمہ پڑھنے کے کافر ہوئے۔ اسی طرح مرزائی بھی کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ہیں۔

جواب نمبر:۳...... مرزائیوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں، غلط ہے! اس لئے کہ کلمہ کا مفہوم مسلمانوں کے نزدیک اور ہے، اور قادیانیوں کے نزدیک اور۔ وہ اس طرح کہ کلمہ طیبہ کے دوسرے جز ''محمد رسول اللّٰہ'' (ﷺ) سے مسلمانوں کے نزدیک صرف اور صرف حضور سرور کائنات، خاتم النّبیین ﷺ کی ذات اقدس ہی ہے۔ اس مفہوم میں کسی اور کی شراکت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جب کہ قادیانیوں کے نزدیک کلمہ طیبہ کے اس دوسرے جز ''محمد رسول اللّٰہ'' سے مراد مرزا قادیانی ملعون ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا بیٹا ''مرزا بشیر احمد'' اپنی کتاب ''کلمۃ الفصل'' میں لکھتا ہے: ''مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی۔ ناقل) کی بعثت کے بعد ''محمد رسول اللّٰہ'' کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ ''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کا مفہوم قادیانیوں کے نزدیک اور ہے اور مسلمانوں کے نزدیک اس عبارت والا مفہوم نہیں ہے۔

نیز اسی کتاب کے مذکورہ بالا صفحہ پر آگے لکھتا ہے: ''پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود ''محمد رسول اللّٰہ'' ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

یہ عبارت بھی پکار پکار کر بانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک ''محمد رسول اللّٰہ'' سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ کلمہ طیبہ میں مسلمان ''محمد رسول اللّٰہ'' سے مراد رحمت عالم حضور خاتم النّبیین ﷺ ہی کی ذات اقدس کو لیتے ہیں اور مرزائی مرزا قادیانی کو۔

معلوم ہوا مسلمانوں کا کلمہ اور اس کا مفہوم اور ہے اور مرزائیوں کا کلمہ اور اس کا مفہوم اور ہے۔ اس بات کو ایک مثال سے یوں سمجھیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد کا نام بھی محمد تھا۔ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کا نام بھی محمد ہے۔ اب فرض کیجئے۔ یہ تینوں ایک مجلس میں موجود ہوں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد آکر کہیں: محمد! تو اس سے مراد ان کا اپنا بیٹا ''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ'' ہوگا اور اگر بالفرض! اسی مجلس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آکر کہیں: محمد! تو اس سے ان کا اپنا شاگرد ''امام محمد رحمۃ اللہ علیہ'' مراد ہوگا، اور اگر اسی مجلس میں حضرت سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ آکر کہیں: محمد! تو اس سے مراد ان کا اپنا بیٹا ''محمد بنوری'' ہوگا۔

دیکھیں! تینوں شخصیتوں نے لفظ ایک ہی بولا: محمد! لیکن ہر ایک کی مراد اس لفظ سے علیحدہ علیحدہ اشخاص تھے۔

اسی طرح سمجھیں! مسلمان جب ''محمد رسول اللّٰہ'' بولتے ہیں تو اس سے مراد رحمۃ للعالمین، حضور خاتم النّبیین ﷺ کو لیتے ہیں اور جب مرزائی ''محمد رسول اللّٰہ'' بولتے ہیں تو اس سے مراد مرزا قادیانی ملعون کو لیتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ کلمہ طیبہ اور اس کا مفہوم مسلمانوں کے نزدیک اور ہے اور مرزائیوں کے نزدیک جدا۔

جواب نمبر:۴...... مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ پھر ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے۔بعینہ یہی سوال مرزائیوں سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ جب مسلمان کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو مرزائی مسلمانوں کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ جیسا کہ مرزا قادیانی کا ایک مکتوب (جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام مارچ ۱۹۰۶ء میں لکھا تھا) ''تذکرہ'' میں درج ہے اس میں لکھا ہے:''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔''

(تذکرہ ص ۶۰۷،مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

اسی طرح مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ ''مرزا بشیرالدین محمود'' اپنی کتاب ''آئینہ صداقت'' میں لکھتا ہے:''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵)

اور ایسے ہی مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔اے اپنی کتاب ''کلمۃ الفصل'' میں لکھتا ہے:''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا مردود۔ناقل) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانیوں کی مذکورہ بالا تینوں عبارتوں سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک مسلمان ہزار دفعہ ہی کیوں نہ کلمہ پڑھتے ہوں۔لیکن مرزا قادیانی کو نہیں مانتے۔(اگرچہ اس کا نام بھی نہیں سنا) تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں،تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک شخص یا کئی افراد باوجود اس کے کہ کلمہ پڑھتے ہیں کافر ہوسکتے ہیں اور یہ امر قادیانیوں کے ہاں بھی مسلم ہے تو اسی مسلمہ ضابطہ کے تحت مرزائی ہزار بار کلمہ پڑھتے ہوں۔مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو ماننے کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ان کا کلمہ پڑھنا،کلمہ کا بورڈ لگانا انہیں کفر سے نہیں بچاسکتا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ

سوال نمبر:۲...... ایک موقع پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو قتل کرنا چاہا۔اس نے فوراً کلمہ پڑھا۔لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ واقعہ عرض کیا۔جس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے کلمہ پڑھنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس نے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''ھل شققت قلبه'' (کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا؟) کہ وہ ڈر کے مارے پڑھ رہا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کل قیامت کے دن اس کے بارے میں پوچھ ہوئی تو میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے بری ہوں گا۔

مرزائی استدلال

مرزائی اس سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو ہمارے کلمہ پڑھنے کا بھی اعتبار ہونا چاہئے۔کیا مسلمانوں نے ہمارے دل چیر کر دیکھ لئے ہیں؟ کہ ہم اوپر سے کلمہ پڑھتے ہیں؟ اور ہمارے دل میں کچھ اور ہوتا ہے؟

جواب نمبر:۱...... ایک شخص جب کلمہ پڑھتا ہے تو اسے موقع ملنا چاہئے کہ وہ اپنے فعل اور طرز عمل سے ثابت کر دکھائے کہ اس نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے یا صرف زبان سے۔ نیز یہ ثابت کردے کہ میں خلاف اسلام کاموں سے بری ہوں۔ چونکہ زبان دل کی ترجمان ہے۔اب اس کا طرز عمل بتلائے گا کہ اس کا دل اور زبان ایک ہے یا نہیں؟ رہا واقعہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا؟ تو چونکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو موقع ہی نہیں دیا تھا کہ وہ اپنے فعل اور طرز عمل سے ثابت کردے کہ میں نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے؟ اس لئے حضور ﷺ نے اس پر نکیر (ناپسندیدگی) فرمائی۔

مرزائی فریب

قادیانی حدیث پاک کے مذکورہ واقعہ سے ہرگز یہ استدلال نہیں کرسکتے کہ ہم تو کلمہ پڑھتے ہیں یہ محض ان کا دھوکہ اور فریب ہے کہ غلط استدلال کی آڑ میں ہم اپنے آپ کو اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو بچالیں گے۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

عرصہ دراز سے مسلمانوں نے مرزائیوں کو موقع فراہم کیا اور آج بھی مرزائیوں کو موقع دیا ہوا ہے کہ وہ اپنے فعل اور طرز عمل سے یہ ثبوت پیش کرتے اور کریں کہ ہمارا دل اور زبان ایک ہے۔مگر قیامت یہ ہے کہ مرزائیوں کا ''لٹریچر'' اور ان کا طرز معاشرت، اور بود وباش یہ بتارہی ہے کہ زبانی حد تک کلمہ پڑھنے کے باوجود ان کے دل میں عقیدۂ ختم نبوت نہیں۔ بلکہ انکار ختم نبوت اور اجراء نبوت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تنقیص وتوہین ان کے دلوں میں موجود ہے۔جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ وہ ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مسیح موعود، اور مہدی معہود اور پتہ نہیں کیا کیا مانتے ہیں۔تو مرزائی اپنے طرز عمل سے تو یہ بتلا رہے ہیں کہ ہمارا دل اور زبان ایک نہیں۔ لہٰذا کروڑوں بار بھی کلمہ پڑھیں، نمازیں پڑھیں، تب بھی کافر ہیں۔ان کے اس کلمہ پڑھنے کا کوئی اعتبار نہیں۔لہٰذا مرزائیوں کا حدیث حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے استدلال کرنا باطل اور اپنے آپ کو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے مقتول پر قیاس کرنا ''قیاس مع الفارق'' ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تابکجا

جواب نمبر:۲...... مشہور واقعہ زبان زد خاص وعام ہے کہ رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک یہودی اور دوسرا منافق (بشر نامی جو بظاہر کلمہ گو ہونے کا دعویٰ رکھتا تھا) ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کردیا۔ بشر نامی منافق (جو بظاہر اسلام اور کلمہ گو ہونے کا دعویٰ رکھتا تھا) نے یہودی سے کہا کہ حضور ﷺ کا فیصلہ تو آپ کے حق میں ہوا۔لیکن بہتر یہ ہے کہ ہم یہ فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرائیں۔ بشر منافق کی اندرونی سازش تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہودی کو قتل کردیں گے، یا میرے حق میں فیصلہ کردیں گے۔ کیونکہ میں کلمہ گو ہوں۔ یہودی نے کہا ٹھیک!

چنانچہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔کیس عرض کیا، یہودی نے حضور ﷺ کا فیصلہ بھی سنایا کہ آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کردیا ہے۔لیکن یہ منافق نہیں مانتا۔اس کے کہنے پر فیصلہ آپ کے پاس لے آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا حضور ﷺ نے فیصلہ اس طرح فرمادیا ہے؟ کہا: جی ہاں! یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے، تلوار ہاتھ میں لی اور یہ فرماتے ہوئے کہ جو حضور ﷺ کے مبارک فیصلہ کو نہ مانے اس کا فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کرے گی۔ تشریف لائے اور بشر منافق کا سر گردن سے الگ کردیا۔اس پر نہ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: عمر رضی اللہ عنہ! تم

نے کیوں قتل کیا؟ اور نہ ہی اللہ رب العزت نے فرمایا کہ عمرؓ نے غلط کیا ہے۔ بلکہ وحی الٰہی نازل ہوئی: ''فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (نساء:٦٥)'' ﴿سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مؤمن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں۔ اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔﴾

اسی واقعہ کے تحت ''روح المعانی'' اور (معارف القرآن ج۲ص۴۶۱) میں ہے کہ بشر نامی منافق کے ورثاء نے حضور ﷺ کی عدالت میں حضرت عمرؓ کے خلاف قتل کا مقدمہ بھی دائر کیا، تو وحی الٰہی نے نہ صرف یہ کہ حضرت عمرؓ کو بری کر دیا۔ بلکہ تاقیامت مسلمانوں کے لئے یہ دستور العمل قرار پایا کہ جو شخص حضور ﷺ کے فیصلہ کو نہ مانتا ہو چاہے وہ کلمہ بھی کیوں نہ پڑھتا ہو وہ مؤمن نہیں۔ لہٰذا اس کی گردن ماری جائے۔ اس کے کلمہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس واقعہ کے تناظر میں حضرت اسامہؓ کے واقعہ کو بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ حضرت اسامہؓ نے بھی اس شخص کو باوجود کلمہ پڑھنے کے موقع نہیں دیا کہ وہ اپنے طرز عمل سے ثابت کرتا کہ میرے دل میں کیا ہے؟۔ حضرت عمرؓ نے کلمہ پڑھنے والے بشر منافق کو اسی وجہ سے قتل کر دیا کہ اس کے طرز عمل نے بتا دیا تھا کہ کلمہ صرف اس کی زبان کی حد تک ہے۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ظاہری طور پر کلمہ پڑھتا ہے۔ اس کے دل میں کفر ہی کفر ہے۔

یہی حال مرزائیوں کا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لینے کے لئے لسانی اور زبانی طور پر کلمہ کی رٹ لگاتے ہیں۔ اندر مرزا قادیانی کو ماننے کی وجہ سے کفر ہی کفر رکھتے ہیں۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

حضرت ابومحذورہؓ کی اذان، اور قبول اسلام!

سوال نمبر:۳...... ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت بلالؓ اذان دے رہے تھے۔ حضرت ابومحذورہؓ جو ابھی چھوٹے بچے تھے۔ اسلام بھی ابھی تک قبول نہیں کیا تھا۔ انہوں نے حضرت بلالؓ کے ساتھ (نقل اتارتے ہوئے) اذان دینی شروع کی۔ جب حضرت بلالؓ نے اذان مکمل کر لی، تو حضور ﷺ نے حضرت ابومحذورہؓ کو بلا کر اذان کے کلمات کہلوائے۔ آپ ﷺ کی محبت اور کمال دیکھئے۔ جونہی کلمات اذان ختم ہوئے تو حضرت ابومحذورہؓ نہ صرف یہ کہ مسلمان ہوئے بلکہ شرف صحابیت بھی حاصل کر لیا۔

مرزائی استدلال

اس واقعہ سے مرزائی یہ استدلال کرتے ہیں کہ ابومحذورہؓ نے ابتداءً بحالت کفر اذان کہی تھی۔ چلو! ہم آئین کے اعتبار سے کافر ہی سہی! تو ہمیں بھی کفر کی حالت میں اذان کہنے کی اجازت ہونی چاہئے؟

جواب...... قرآن وسنت کی روشنی میں پوری کائنات کے قادیانی زندہ اور مردہ سبھی مل کر ایک واقعہ بھی ایسا ثابت نہیں کر سکتے کہ مسلمانوں نے کبھی کسی کافر کو نماز کے لئے اذان کہنے کی اجازت دی ہو؟ یا کسی کافر نے نماز کے لئے اذان دی ہو؟ جس دن حضرت ابومحذورہؓ نے حضرت بلالؓ کی اذان کی نقل اتاری تھی۔ اس دن بھی نماز کے لئے اذان حضرت بلالؓ نے ہی دی تھی۔ حضرت ابومحذورہؓ نے تو صرف نقل اتاری تھی۔

ہاں! اس حدیث شریف کی رو سے اگر مرزائی استدلال کرنا چاہتے ہیں تو آئیں! ایک دفعہ تعلیم کی غرض سے اذان کے کلمات کہہ لیں اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو جائیں۔ لیکن وہ اذان فقط تعلیم کے لئے ہوگی! نماز کے لئے نہیں! ہاں! مسلمان ہو جانے کے بعد زندگی بھر اذان دینے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

مگر! کسی بھی کافر کو نماز کے لئے اذان کہنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

بزرگوں کے ''خلاف شرع'' اقوال حجت نہیں

سوال نمبر:۴...... ''تذکرۃ الاولیاء'' وغیرہ کتب میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں سے یہ اقوال صادر ہوئے کہ میں نبی ہوں، میں محمد ہوں۔ میں خدا ہوں وغیرہ وغیرہ! اگر مرزا قادیانی نے بھی کہہ دیا ہے تو اس پر فتویٰ کفر کیوں؟

جواب...... بزرگان دین اور حضرات صوفیاء کرام کے ہاں ایک خاص اصطلاح ہے۔ جسے ''شَطحِیَّات'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگان دین وصوفیاء کرام پر کچھ باطنی حالات گذرتے ہیں۔ جو ایک بے خودی اور مدہوشی کی حالت ہوتی ہے۔ اس حالت میں ان سے بعض ایسے کلمات نکل جاتے ہیں جو کتاب وسنت اور قواعد شریعت کے خلاف ہوتے ہیں۔ جب ہوش میں آتے ہیں تو ایسے کلمات سے توبہ واستغفار کر لیتے ہیں۔ نیز ان بزرگان وصوفیاء کرام نے اپنی اپنی کتب میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ہماری ان بے اختیارانہ باتوں پر کوئی شخص ہرگز عمل پیرا نہ ہو۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ جو ہمارے طریق سے واقف نہیں اس کے لئے ہماری ان کتب کا مطالعہ کرنا بھی جائز نہیں۔ اسی طرح ہمارا کشف والہام بھی کسی پر حجت نہیں۔

خلاصہ یہ کہ بزرگان دین کی اس طرح کی باتیں خلاف شرع ہوتی ہیں۔ جو کسی کے لئے بھی حجت نہیں ہوتیں۔ جب کہ نبی کی ہر بات شریعت ہوتی ہے اور قابل حجت! جس کے مانے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ جو نہیں مانے گا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا، اور خود نبی بھی اپنی اطاعت واتباع کی تعلیم وتلقین کرتا ہے۔ دیکھئے! قرآن پاک نے بھی رسولوں اور نبیوں سے متعلق اصول سمجھایا: ''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (نساء:٦٤)'' ﴿اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اسی واسطے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جائے۔﴾

رہے مرزا قادیانی کے اقوال؟ تو وہ مرزائیوں کے لئے تو حجت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اسے نبی مانتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے مرزا قادیانی کے اقوال حجت شرعیہ نہیں! اس لئے کہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا قادیانی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور کافر کا قول مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی حجت شرعیہ نہیں بن سکتا۔ خلاصۂ جواب یہ ہے کہ اگر کسی بزرگ نے معذوری یا مدہوشی کی حالت میں کہہ دیا ہے کہ میں نبی ہوں۔ میں محمد ہوں وغیرہ تو اس کا یہ قول حجت شرعیہ نہیں ہے تو جن کتابوں میں اس طرح کے اقوال ہیں۔ ان کتابوں میں ان بزرگوں کی تعلیمات وتلقینات اپنے مریدین کے لئے یہ موجود ہیں کہ تم نے مجھے قتل کیوں نہ کیا؟ کیا نبی اس طرح کہتا ہے؟

ہم مرزائیوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا مرزا قادیانی نے اپنی پوری زندگی میں یا اپنی کتابوں میں کہیں اشارۃً یا کنایۃً یا صریحاً کوئی ایک جملہ لکھا ہے؟ کہ مجھے ان دعاوی (میں نبی ہوں، میں محمد ہوں، میں آدم ہوں، میں عیسیٰ ہوں۔ وغیرہ) کی وجہ سے قتل کر دیا جائے؟ بلکہ اپنی بات نہ ماننے والوں کو کافر، دائرۂ اسلام سے خارج، کتیوں، خنزیروں کی اولاد،

کنجریوں کی اولاد کہتا رہا۔کیا ولی اس طرح کہا کرتا ہے؟ یا مرزا قادیانی نے یہ باتیں معذوری اور مدہوشی میں کہی ہیں؟ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ کسی بزرگ نے یا کسی ولی نے اپنی زندگی میں اس طرح کہا ہو تو مرزائیوں پر لازم ہے دکھائیں؟ لہٰذا تذکرۃ الاولیاء وغیرہ کتب میں موجودان بزرگوں کے اقوال ہمارے لئے حجت شرعیہ نہیں ہیں۔اس قسم کے لوگوں کو معذور، اور مرزا قادیانی اوراس کے پیروکاروں کو کافر سمجھا جائے گا۔

قادیانی جماعت برابر بڑھ رہی ہے

کیا یہ مرزا قادیانی کے سچا ہونے کی علامت ہے؟

سوال نمبر:۵...... اللہ تعالیٰ جھوٹے مدعیٔ نبوت کو مہلت نہیں دیتا۔جب کہ مرزا قادیانی کی جماعت مرزائیہ برابر بڑھ رہی ہے۔معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی سچا تھا۔

جواب...... یہ اصول سراسر غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے کو مہلت نہیں دیتا۔دیکھئے! شیطان سے بڑھ کر اور کون جھوٹا ہوگا؟ وہ کب سے مہلت پر ہے اور تا قیامت مہلت پر رہے گا۔کیا یہ شیطان کے سچا ہونے کی دلیل ہے؟ رہا جھوٹا مدعی نبوت؟ تو دنیا میں مرزا قادیانی سے قبل ایک نہیں بے شمار جھوٹے مدعیٔ نبوت گذرے ہیں۔جنہوں نے طویل زندگی پائی ہے۔مثلاً ایران میں ایک شخص صالح بن طریف ہوا۔وہ دعویٔ نبوت کے بعد سنتالیس (۴۷) سال تک زندہ رہا۔اور اس کی اولاد نے تین سو سال تک حکومت کی۔کیا یہ اس کے سچا ہونے کی دلیل ہے؟ ان جھوٹے مدعیان نبوت کے مہلت پانے کی تفصیل دیکھنی ہو تو مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ائمہ تلبیس'' دیکھ لیں۔جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ان مدعیان نبوت نے دعویٰ نبوت کے بعد عرصہ تک مہلت پائی ہے۔کیا یہ ان کے سچا ہونے کی دلیل ہے؟ یہ یاد رکھیں کہ صادق کے صدق اور کاذب کے کذب میں کسی مدت دعویٰ کو قطعاً دخل نہیں۔جس سے یہ سمجھا جاسکے کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا؟۔

یہ ضرور ہے کہ جھوٹ ایک دن ختم ہو جاتا ہے اور جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے ماننے والے ہزار ترقیوں کے باوجود آخر ختم ہو گئے۔آج ان کا کوئی نام لیوا موجود نہیں۔قادیانیت بھی ''انشاء اللہ'' اسی طرح اپنے انجام کو پہنچے گی۔ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں ان کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔ انشاء اللہ!

ذرا توجہ تو کریں! ایک وہ وقت بھی تھا کہ پاکستان میں مرزا قادیانی کو کافر کہنے پر مقدمے بنتے تھے۔آج ''الحمدللہ'' وہ وقت ہے کہ کوئی مرزا قادیانی ملعون کو مسلمان کہے تو جیل جانا پڑتا ہے۔اتنا بڑا انقلاب آیا کہ مرزائیوں کا نام چوڑھوں کے ساتھ لکھا گیا۔جو پاکستان میں اپنے اقتدار کے خواب دیکھتے تھے۔مرزائی سازشیں کرتے اور دن گنا کرتے تھے۔آج ان کے چیف گرو مرزا مسرور کو پاکستان میں قدم رکھنے کی سکت نہیں۔وہ آج بھی صلیب پرست عیسائیوں کے زیر سایہ ''لندن'' میں زندگی گذار رہے ہیں۔جس طرح ان کا جھوٹا مدعی مسیحیت (مرزا قادیانی) عیسائیوں کا آلہ کار بنا تھا۔اسی جھوٹے مدعی مسیحیت کے جھوٹے پیروکار آج انہی صلیب پرستوں کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں اور وہ ان کے سرپرست، فیصلہ قادیانی عدالت کرے کہ یہ مرزا قادیانی کے سچا ہونے کی علامت ہے یا جھوٹا ہونے کی؟

دیوبندی، بریلوی وغیرہ کے ایک دوسرے پر فتوے اور قادیانی

سوال نمبر:۶...... دیوبندی، بریلوی، شیعہ، اہل حدیث ایک دوسرے پر فتوے لگاتے ہیں۔اگر ہم پر فتویٰ لگا دیا تو ہم

کیسے کافر ہوگئے؟ یہ تو ان کی عادت ہے۔

جواب نمبر:۱...... دیوبندی، بریلوی وغیرہ پر قادیانیت کو قیاس کرنا ’’قیاس مع الفارق‘‘ ہے۔ اس لئے کہ یہ اسلام کے فرقے ہیں اور قادیانی کفر کے داعی ہیں۔ دیوبندی، بریلوی کے بعض لوگوں نے اگر ایک دوسرے پر فتویٰ لگایا تو غلط فہمی یا بدنیتی کی بناء پر۔ جب کہ دوسرا فریق اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ جیسے بریلوی حضرات نے کہا کہ دیوبندی گستاخ رسول ہیں۔ دیوبندیوں نے کہا کہ ہم گستاخ رسول نہیں۔ بلکہ ہم تو گستاخ رسول کو کافر سمجھتے ہیں۔ گستاخ رسول واجب القتل ہے۔ تو دیوبندیوں نے ان کے اس فتویٰ کو قبول نہیں کیا۔ سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ بلکہ اسے اپنے اوپر بہت بڑا الزام قرار دیا۔ دیوبندی اگر الزام کو قبول کرتے کہ واقعی ہم گستاخ رسول ہیں تو واقع میں کافر ہو جاتے۔ غرضیکہ ایک دوسرے کے فتویٰ کو الزام قرار دے کر مسترد کرتے ہیں۔ بخلاف مرزائیوں کے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا جو کفر ہے قادیانیوں نے اس کافرانہ دعویٰ کو قبول کر کے کفر کے فتویٰ کو اپنے اوپر تسلیم اور لاگو کیا۔

مرزا قادیانی نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین کی جو کفر ہے۔ مرزائیوں نے اس کفر کو شریعت سمجھ کر اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ مرزا قادیانی نے نصوص قطعیہ کا انکار کیا جو کہ کفر ہے۔ مرزائیوں نے اسے اپنے ایمان کا حصہ بنا کر اپنے کفر کو اور پختہ کر لیا۔

غرضیکہ دیگر فرقوں کا اختلاف ایسا ہے۔ جیسے ایک مقدمہ میں مختلف وکلاء اپنے اپنے دلائل دیتے ہیں۔ جو قانون کو مانتے ہیں تو ان کا یہ اختلاف وکیلوں جیسا اختلاف ہے۔ جیسے ایک وکیل کہے کہ میں قانون کو یوں سمجھا ہوں۔ دوسرا کہے کہ میری نظر میں قانون یہ کہتا ہے تو ان کا یہ اختلاف سمجھ اور فہم کا اختلاف ہے۔ قانون کو سب مانتے ہیں۔ جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے وکیل ہیں۔ اسی طرح دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی، بھی اسلام کے وکیل ہیں۔ ان سب کا راستہ ختم نبوت کے تاجدار، گنبد خضراء کے مکین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا ہے۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کی وابستگی کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

اب ایک دوسرا گروہ یا فریق (یعنی جماعت مرزائیہ) جو سرے سے قانون کو ہی نہیں مانتا۔ بلکہ قانون سے بغاوت کرتا ہے۔ ان کا اختلاف اصول اور قانون سے بغاوت کا اختلاف ہے۔ جیسے بینا اور نابینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح قانون کو ماننے والا اور قانون سے بغاوت کرنے والا بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ بلکہ قانون کا باغی اور قانون کا منکر لائق تعزیر و واجب القتل ہے۔

جواب نمبر:۲...... نبی کے بدلنے سے امت بدل جاتی ہے۔ مثلاً چار آدمی ہوں۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ ان پر ایمان لائے۔ تو یہودی کہلائے۔ اب ان چار میں سے تین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ ان پر ایمان لائے تو یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے نکل کر عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ پھر ان تین میں سے دو آدمیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی تسلیم کر لیا تو یہ دونوں عیسائیت سے نکل کر اسلام میں داخل ہو گئے اور مسلمان کہلائے۔ ان میں سے کسی نے پہلے نبی کا انکار نہیں کیا۔ مگر ایک سچے نبی کے بعد دوسرے سچے نبی کو مانتے ہی پہلے سچے نبی کی امت سے نکل کر نئے سچے نبی کی امت میں داخل ہو گئے۔ خدانہ کرے اب ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کو مان لیتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے شخص کو نبی مانتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت

میں نہیں رہے گا۔یہی حال مرزائیوں کا ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کو اپنا (جھوٹا) نبی تسلیم کیا۔جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ’’دافع البلاء‘‘ میں دعویٰ کیا ہے اور لکھا ہے: ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

اس دعویٰ مذکور کی وجہ سے مرزا قادیانی کافر ہے۔ جب قادیانیوں نے اسے اپنا نبی تسلیم کر لیا تو اب یہ بھی مسلمان نہ رہے۔حضور ﷺ کی امت سے نکل گئے۔قادیانی اور مرزائی یا غلام احمدی، غلامی، اور غلمدی ہوگئے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھیں۔دیوبندی، بریلوی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ ایسے ہیں جیسے ایک باپ کی اولاد۔ ہزار اختلاف سہی لیکن باپ تو ایک ہے۔رشتہ تو ایک ہے۔آپس میں رشتے کے اعتبار سے بھائی بھائی ہیں۔ لیکن ایک اور شخص جس نے اپنا باپ ہی علیحدہ بنالیا ہو تو یہ ان کا کچھ نہیں لگتا۔کیونکہ اس کا باپ ہی الگ ہے۔دیوبندی، بریلوی، وغیرہ اختلاف چاہے کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو جائے یا بعض اغراض پرست قوتیں انہیں آپس میں کیوں نہ لڑا دیں اور یا دین دشمن حکومتیں ان میں اختلاف کو ہوا دیں اور ان میں سے ایک کو دوسرے کے مقابل لا کھڑا کر دیں تو اعلیٰ فہم رکھنے والے حضرات اسے عارضی یا وقتی حالات کا سانحہ سمجھ کر صرف نظر کر لیتے ہیں۔تو تکرار اور غلط فہمی کا شکار نہیں ہوجاتے۔ کیونکہ ہیں جو ایک دوسرے کے بھائی اور ایک باپ کی اولاد۔

بخلاف اس شخص کے جس کا باپ الگ ہو۔ان کا آپس میں کوئی رشتہ نہ ہو۔ بلکہ وہ شخص جوان بھائیوں کے باپ کا بھی دشمن ہو۔اب یہ دشمن شخص جب ان کے باپ کی عزت پر حملہ کرے گا تو تمام بھائی اپنے اپنے اختلافات کو بھول کر جمیع قسم کے تنازعات چھوڑ کر باپ کے دشمن کے مقابلہ میں ایک ہو جائیں گے۔تو یہ روزمرہ کے واقعات میں دیوبندی، بریلوی اختلافات لاکھ سہی۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی دجال وکذاب جیسے دشمن شخص نے ان کے روحانی والد حضرت محمد عربی ﷺ کے منصب ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا، اور آپ ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کر کے مذاق اڑایا تو دیوبندی، بریلوی وغیرہم حلالی بھائیوں کی طرح ایک ہو کر اپنے عظیم روحانی والد کے دشمن اور منکرین ومخالفین کے خلاف صف آراء ہوگئے، اور مار مار کر ان کا منہ بگاڑ دیا اور انہیں اپنی صفوں سے نکال کر دنیا کو بتا دیا، کہ دیوبندی، بریلوی اختلافات سے قادیانیت ومرزائیت، غلام احمدیت وغلمدیت کو ہرگز ہرگز فائدہ نہیں اٹھانے دیا جائے گا۔

جواب نمبر: ۳...... قادیانیوں کو اگر دیوبندی، بریلوی اختلاف نظر آتا ہے، تو یہ اپنے اختلافات اور فتویٰ جات کو کیوں نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اپنے اختلافات سے استدلال کیوں نہیں کرتے۔ لاہوری مرزائیوں نے کہا، کہ مرزا قادیانی نبی نہیں تھا۔قادیانی مرزائیوں نے ان کے خلاف غیر نبی کو نبی مان کر کفر کا ارتکاب کیا۔قادیانی مرزائیوں نے کہا، کہ مرزا قادیانی نبی تھا تو ان (قادیانیوں) کے بقول لاہوری مرزائیوں نے ایک نبی کو نہ مان کر کفر کیا۔تو اس لحاظ سے لاہوری مرزائیوں کے نزدیک قادیانی مرزائی کافر، اور قادیانی مرزائیوں کے نزدیک لاہوری مرزائی کافر۔

خس کم جہاں پاک شد

خلاصہ یہ کہ قادیانی ذرّیت امت مسلمہ کے اختلاف کو نظیر بناتے وقت، اور ان سے استدلال کرتے وقت اپنے کفریہ عقائد اور فتویٰ جات کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں؟

الزام ہم ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

سچ ہے کہ لینے کا پیمانہ اور، دینے کا پیمانہ اور! بددیانتی کی سب سے بڑی علامت یہی ہے۔ فافہم!

جھوٹے نبی کا جھوٹا فرشتہ

سوال نمبر:۷...... مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام کیا تھا؟

جواب...... مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیچی تھا۔ مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب ''حقیقت الوحی'' میں لکھا ہے: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا۔ میرا نام ہے ٹیچی! ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

اس سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ مرزا قادیانی مرزائیوں کے نزدیک نبی تھا، تو نبی کا خواب بھی شریعت میں حجت ہوتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور بیدار ہونے کے بعد اس پر عمل کرنا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ امتی کا خواب غلط ہوسکتا ہے۔ نبی کا خواب غلط نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ نبی اور امتی کی نیند میں فرق ہے۔ امتی کی نیند ناقض وضو ہوتی ہے۔ نبی کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی۔ امتی جب سوتا ہے تو اس کی آنکھیں بھی سو جاتی ہیں اور دل بھی سو جاتا ہے۔ بخلاف نبی کے کہ نبی جب سوتا ہے تو اس کی آنکھیں تو سو جاتی ہیں مگر اس کا دل یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ (بخاری ج ۱ ص ۱۵۴)'' ﴿کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔﴾

مرزائیوں کے نزدیک جب مرزا قادیانی نبی تھا، تو مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا خواب بھی مرزائیوں کے لئے حجت ہے۔ مرزا قادیانی نے فرشتہ سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام کچھ نہیں ہے۔ جب دوبارہ مرزا قادیانی نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ تب اس پر فرشتہ نے کہا کہ میرا نام ٹیچی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ پہلی بار سوال کرنے پر کہا کہ کچھ نام نہیں۔ دوبارہ پوچھنے پر کہا کہ میرا نام ٹیچی ہے۔ اگر اس کا کچھ نام نہیں تھا تو یہ کیوں کہا؟ کہ میرا نام ٹیچی ہے۔ اگر نام ٹیچی تھا تو یہ کیوں کہا؟ کہ میرا نام کچھ نہیں۔ دونوں باتوں میں سے ایک سچی ہے دوسری جھوٹی۔ دونوں باتیں سچی نہیں ہوسکتیں۔ اب مرزائی بتائیں کہ وہ نبی کتنا مقدس ہوگا؟ جس کا فرشتہ بھی جھوٹ بولتا تھا۔ کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رحمت عالم ﷺ تک کبھی کسی نبی پر آنے والے فرشتے نے جھوٹ بولا؟ اور پھر وہ بھی نبی کے سامنے؟ نیز یہاں پر ''توریہ'' کی تاویل بھی نہیں چل سکتی۔ کیونکہ ''تُوْرِیَہ'' کے لئے فتنہ وفساد یا جان کا خطرہ لاحق ہونا ضروری ہے، اور یہاں فرشتہ کے لئے وہ ''توریہ'' کا مقام نہیں تھا۔

کیا مرزا قادیانی مجدد تھا؟

سوال نمبر:۸...... بعض مرزائی کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ وہ مجدد تھا۔

جواب...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''دافع البلاء'' میں لکھا ہے: ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

اسی طرح مرزا قادیانی نے اپنی دوسری کتاب ''حقیقت الوحی'' میں لکھا ہے: ''اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری

میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶، ۴۰۷)

مرزا قادیانی کی بے شمار عبارتوں میں سے دو عبارتیں آپ کے سامنے ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی نے کہا، کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ مرزائی کہتے ہیں کہ وہ نبی نہیں تھا۔ اب مرزائی بتائیں؟ کہ تم سچے ہو یا مرزا قادیانی؟ نیز مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد اس کو کافر نہ کہنے والا شخص بھی کافر ہوگا۔ چہ جائیکہ کوئی اسے مجدد مانتا ہو۔

کیا حضور ﷺ کے دشمنوں سے نرمی کرنا سنت نبوی ہے؟

سوال نمبر:۹...... مرزائی، اور مرزائی نواز طبقہ عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مرزائیوں کے ساتھ شدت والا معاملہ نہیں کرنا چاہئے۔ حضور ﷺ نے ہمیشہ اپنے دشمنوں سے درگذر والا معاملہ کیا۔ تو اب حضور ﷺ کی سنت کا تقاضا یہ ہے، کہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے درگذر والا معاملہ کیا جائے، نہ کہ ان کے ساتھ شدت برتی جائے۔

جواب...... ایک ہے ذات، اور ایک ہے دین۔ جہاں تک اپنی ذات کا تعلق ہے تو اپنی ذات کے لئے شدت کے بجائے درگذر والا معاملہ کرنا چاہئے۔ مگر دین کے لئے بعض اوقات شدت لازمی ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ اگر اپنے دشمنوں کو معاف فرمادیتے تھے، تو یہ آپ ﷺ کی ذات کا مسئلہ تھا۔ چونکہ حضور ﷺ کی ذات پاک ہمارے لئے صرف دین کا حصہ ہی نہیں، بلکہ سراپا دین ہے، اور دین کے معاملہ میں درگذر کرنا مداہنت ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک حضور ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ نرمی یا رعایت کرنا قطعاً جائز نہیں، بلکہ حضور ﷺ کے دشمنوں کے مقابلہ میں ''اشداء علی الکفار'' کا نمونہ بننا چاہئے۔ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ: جس طرح حضور ﷺ کے ساتھ محبت رکھنا ایمان کی علامت اور نشانی ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کے دشمن کے ساتھ بغض رکھنا یہ بھی ایمان کی علامت اور نشانی ہے۔ حضور ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ارشاد ہے: ''مَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ أَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ (مشکوٰۃ ص ۵۵۴)'' ﴿جو شخص صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔﴾

نیز ''اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ'' کا تقاضا بھی یہی ہے۔

اب آیئے! اس طرف کہ آیا کبھی صحابی رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی بدبخت نے حضور ﷺ کی توہین کی ہو؟ (نعوذ باللہ) اور اس صحابی رضی اللہ عنہ نے اسے برداشت کر لیا ہو؟۔ پوری اسلامی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے برخلاف یہ تو ہے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور ﷺ کی کسی شخص نے توہین کی تو صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر حضور ﷺ کی عزت کا تحفظ کیا۔

واقعہ نمبر:۱

۱...... اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ بھی بڑا سنہری ہے، کہ ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو پھانسی پر لٹکایا جارہا تھا، تو کفار نے اس سے کہا کہ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے؟ کہ تجھے چھوڑ دیا جائے؟ اور تیری جگہ تیرے نبی (ﷺ) کو پھانسی پر لٹکا دیا

جائے؟ (نعوذ باللہ) تو جواب میں صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھانسی پر لٹکایا جانا درکنار، اگر مجھے یہ کہہ دیا جائے کہ ہم تجھے چھوڑ دیتے ہیں، اور تیری جگہ تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کانٹا چبھو دیتے ہیں تو میں پھانسی پر لٹکنا گوارا کرلوں گا۔ لیکن اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کانٹا چبھانا گوارا نہیں کرسکتا۔

نیز اس کے علاوہ (تبلیغی نصاب ص۱۷۰) پر ہے: ''کہ جب عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ اشراف کی جماعت نہیں دیکھتا۔ یہ اطراف کے کم ظرف لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ مصیبت پڑنے پر سب بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس کھڑے ہوئے تھے۔ یہ جملہ سن کر غصے میں بھر گئے اور ارشاد فرمایا۔ تو اپنے معبود ''لات'' کی پیشاب گاہ کو چاٹ۔ کیا ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھاگ جائیں گے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیں گے؟''

واقعہ نمبر:۲

نیز اس کے علاوہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''معارف القرآن'' میں سورۂ ممتحنہ کی پہلی آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے ''بخاری شریف'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ''مکہ مکرمہ کی ایک مغنیہ عورت ''سارہ نامی'' مدینہ منورہ میں آئی ہوئی تھی۔ جب وہ مدینہ سے جانے لگی تو ''حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ '' نے اسے کفار کے نام ایک خط دیا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ مکرمہ پر خفیہ حملہ کرنے کے ارادہ پر مشتمل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابومرثد رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تینوں حضرات کو حکم دیا کہ سارہ کے پاس ایک خفیہ خط ہے جو وہ مکہ مکرمہ لے جارہی ہے۔ وہ تمہیں ''روضۂ خاخ'' پر ملے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے گھوڑوں پر بیٹھ کر اس کا تعاقب کیا۔ ٹھیک وہ ہمیں اسی مقام پر ملی جس مقام کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ہم نے اس عورت سے کہا کہ خط دے دو۔ اس نے انکار کیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم نے دل میں سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا۔ خط ضرور اس کے پاس ہے۔ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی۔ مگر خط نہ ملا۔ ہم نے اسے کہا کہ خط دے دو۔ ورنہ تیرے کپڑے پھاڑ کر خط لے لیں گے۔ اس پر گھبرا کر اس نے خط دے دیا۔''

(معارف القرآن ج۸ ص۳۹۹، ۴۰۰، بخاری ج۲ ص۶۱۲)

غرضیکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کو سچا ماننا، آپ کی عزت وناموس کا تحفظ کرنا، حتیٰ کہ ماں باپ، آل اولاد، عزیز واقارب، جان ومال سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے محبت کرنا مؤمن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ حدیث پاک: ''لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری ج۱ ص۷)'' کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان مرمٹے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کو برداشت نہ کرے۔ غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمنوں کو معاف فرمانا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی معاملہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچانا یہ ہمارے لئے اہم دینی امر ہے۔ ذاتی دشمن کو معاف کرنے کا ہمیں حق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو معاف کرنا شریعت اس کی امت کو اجازت نہیں دیتی۔ اس لئے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جو شخص معاذ اللہ! توہین رسالت کا ارتکاب کرے اس کی توبہ قبول نہیں۔ اس پر قاضی سزا نافذ کرے گا۔

مرزا قادیانی کی موت ہیضہ سے

سوال نمبر:۱۰...... کیا مرزا قادیانی ہیضہ سے مرا تھا؟

جواب...... مرزا قادیانی نے اپنے خسر ''میر ناصر'' کو آخری بات یہ کہی تھی کہ مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔اس کے بعد مرزا قادیانی نے کوئی بات نہیں کہی۔ اگر افتراء ہے تو مرزا قادیانی کا۔ سرور ولطف یہ ہے کہ جب پیدا ہوا تو بہن کی ٹانگوں سے سر ملایا ہوا تھا۔ جب مرا تو آخری جھوٹ بول کر مرا۔ اب اگر جھوٹ ہے تو حوالہ طلب کریں۔ میں دکھانے کو تیار ہوں۔

(حیات ناصر ص۱۴) پر مرزا قادیانی کے خسر، نام نہاد صحابی اپنے خود نوشت حالات میں تحریر کرتے ہیں: ''آپ (مرزا قادیانی) کا حال دیکھا، تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے آپ کا انتقال ہوگیا۔'' اور (سیرت المہدی ج۱ ص۱۱) پر مرزا قادیانی کی بیوی کی روایت ہے کہ: ''حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ (اوپر سے ڈال رہے تھے نیچے سے نکل رہا تھا) مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے، اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا کہ نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔ اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام (پاخانہ کا) کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہوگیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا، اور پھر ایک اور قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا۔ (پاؤں کہاں تھے اور نیچے کیا تھا) اور حالت دگرگوں ہوگئی۔''

اب دست اور قے، قے اور دست کا بار بار حملہ یہ ہیضہ نہیں تو کیا تھا؟۔

پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی روایت ہے کہ: ''مورخہ ۲۶ رمئی کو مرزا قادیانی کو ہیضہ نے آن گھیرا۔ ڈاکٹر نے ایسی دوائی دے دی کہ نجاست کا رخ جو نیچے کی طرف تھا اوپر کو ہوگیا اور بیت الخلاء (جو چارپائی کے پاس بنایا تھا) میں جان نکل گئی۔'' (ضیائے حرم دسمبر ۱۹۷۴ء، ایمان پرور یادیں ص ۳۸)

مرزائی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر مرض ہیضہ ہوتا تو ڈاکٹر آپ کے لئے سرٹیفکیٹ نہ دیتے۔ حالانکہ انہوں نے سرٹیفکیٹ دیا کہ ہیضہ نہیں اور پھر ریل پر بک کرا کر ان کو لاہور سے قادیان لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں کے سرٹیفکیٹ کو تو مرزائی مانتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا اپنا حکم، قول مبارک، مقدس فرمان جو آخری تھا جو اپنے صحابی کو ارشاد فرمایا کہ مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کو نہیں مانتے۔ پھر یہ نہیں سوچتے کہ جس طرح مرزا قادیانی کی پنجابی نبوت کا کاروبار چل گیا اسی طرح ڈاکٹر سے سرٹیفکیٹ بھی لے لیا ہوگا۔ باقی رہا کہ ریل میں بک ہوگئے۔ بک تو ہوئے پیسے دے کر۔ پیسے دے کر کیوں ہوئے اس میں حکمت ہے۔

وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مسیح ہوں، دجال انگریز ہیں۔ یاجوج ماجوج امریکہ اور روس ہیں اور دجال کا گدھا ریل گاڑی ہے۔ مرزا قادیانی ریل گاڑی کو دجال کا گدھا کہتا تھا۔ مگر مسیح صاحب دجال کے گدھے پر عمر بھر سواری

کرتے رہے، اور آخری سفر بھی دجال کے گدھے پر کیا۔ اچھا مسیح ہے۔ جو دجال کے گدھے پر عمر بھر سواری کی، اور آخری سفر بھی لاش کا اس سے کرایا گیا۔ کیا مرزا قادیانی کی کذب کے لئے یہ بات کافی نہیں؟

کیا قادیانیوں کو گالیاں دی جاتی ہیں؟

سوال نمبر:۱۱...... قادیانیوں کو گالیاں دی جاتی ہیں؟

جواب...... ہم کبھی کبھار گفتگو میں مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس کی ''مقدس زبان'' کے نمونے پیش کرتے ہیں تو مرزائی پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مولوی صاحبان گالیاں دیتے ہیں۔ مگر میرا دعویٰ ہے کہ ساری کائنات کے بدزبان لوگوں کا عالمی کنونشن بلایا جائے تو بدزبانوں کے ''عالمی چمپئن شپ'' کا اعزاز مرزا قادیانی کو ملے گا۔ اس لئے کہ الف سے لے کر یا تک کوئی ایسی گالی نہیں جو مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کو نہ دی ہو۔ اس سلسلہ میں ہمارے بزرگ رہنما مولانا نور محمد خان سہارن پوریؒ کا رسالہ جو ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے مرکزی دفتر ملتان پاکستان نے بھی شائع کیا ہے۔ جس کا نام ہے ''مغلظات مرزا'' اور دوسرا رسالہ جس کا نام ہے ''مرزا قادیانی کا حسن کلام'' ہمارے ساتھی جناب اشتیاق احمد جو لاہور پاکستان کے معروف ناول نگار ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ وہ دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی کے اخلاق واطوار کیا تھے؟۔ مرزا قادیانی کی کتاب (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص ایضاً) پر ہے: ''تلك کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفها ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا۔ الذین ختم الله علی قلوبهم فهم لا یقبلون '' میری ان کتابوں کو تمام مسلمان محبت وشفقت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کردی ہے وہ مجھے نہیں مانتے۔''

تو اس کتاب میں مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد کہا ہے، اور پھر لطف یہ کہ اس کا اپنا بیٹا مرزا فضل احمد مرزا قادیانی کو نہیں مانتا تھا۔ تو مرزا قادیانی کے فتویٰ کے مطابق وہ بھی کنجری کا بیٹا ہوا۔ جب اس کی ماں کنجری ہوئی تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کی بیوی کنجری تھی۔ جس کی بیوی کنجری ہو وہ خود کون ہوگا؟ اور جو کنجر کو نبی مانیں وہ کون ہوں گے؟ مسلمانوں پر فتویٰ لگایا اور خود اس کی زد میں آ گئے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ: ''ذریة البغایا'' کا معنی کنجریوں کی اولاد نہیں۔ بغیہ کا معنی کنجری، بدکار ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ''وما کانت امك بغیا'' جب مریم علیہا السلام بیٹا لائیں تو یہودیوں نے کہا کہ آپ کی ماں تو ایسی نہ تھی۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (انجام آتھم ص۲۸۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) پر ''ابن مغایا'' کا نیچے خود ترجمہ کیا ہے: ''نسل بدکاراں۔''

اور (نور الحق ج۱ ص۱۲۳، خزائن ج۸ ص۱۶۳) پر ''ذریة البغایا'' کا معنی خود کیا ہے: ''خراب عورتوں کی نسل۔''

اسی طرح مرزا قادیانی نے (خطبہ الہامیہ ص۴۹، خزائن ج۱۶ ص۴۹) پر ''رقص البغایا'' کا معنی کیا ہے۔ ''رقص زنان بازاری۔''

(لجتہ النور ص۹۲، خزائن ج۱۶ ص۴۲۸) پر ''البغی'' کا معنی ''زن فاحشہ'' (لجتہ النور ص۹۲، خزائن ج۱۶ ص۴۲۸) پر ''البغایا'' کا معنی ''زنان بازاری، ہمچو زنان بازاری'' (لجتہ النور ص۹۳، خزائن ج۱۶ ص۴۲۹) پر ''ان البغایا'' کا معنی

’’زنان فاحشہ‘‘ (لجۃ النورص۹۴،خزائن ج۱۶ص۴۳۰) پر’’البغایا‘‘ کا معنی’’زنان فاسقہ‘‘ (لجۃ النورص۹۴،خزائن ج۱۶ص۴۳۰) پر’’نطفۃ البغایا‘‘ کا معنی’’نطفہ زنان بازاری‘‘ (لجۃ النورص۹۵،خزائن ج۱۶ص۴۳۱) پر’’ان البغایا‘‘’’زنان فاحشہ‘‘ کیا ہے۔دیکھئے (لجۃ النورص۹۲تا۹۵،خزائن ج۱۶ص۴۹،۴۲۸تا۴۳۱)

اب ان تصریحات کے بعد کوئی شخص کہے کہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد نہیں کہا یا یہ کہ:’’ذریۃ البغایا‘‘ کا معنی کنجریوں کی اولاد نہیں تو ہم قادیانیوں کو ذریۃ البغایا کہتے ہیں۔وہ آمین کہہ دیں۔اب سوائے اس کے کہ ہم اس کی ہدایت کے لئے دعا کریں اور کیا کہہ سکتے ہیں؟

کیا علماء سخت بیان ہیں؟

سوال نمبر:۱۲...... آپ لوگ سخت بیانی سے کیوں کام لیتے ہیں؟

جواب...... چور ہمیشہ زبان نرم اور آہستہ قدم سے کام لیتا ہے،اور جس کے گھر پر ڈاکہ پڑے وہ چیختا چلاتا ہے۔ مرزائیوں کی مثال چوروں کی ہے۔جو ایمانوں پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں اور ہماری مثال اس شخص کی ہے کہ جس کے گھر پر ڈاکہ پڑے۔آپ مسلمانوں پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔قرآن وحدیث پر ظلم کرتے ہیں۔اس لئے ہم سے بعض اوقات سخت بیانی ہو جاتی ہے۔

کیا قادیانی بااخلاق ہیں؟

سوال نمبر:۱۳...... قادیانی لوگ نرم زبان والے ہیں۔قادیانی اخلاق کے آپ بھی قائل ہوگئے؟

جواب...... صرف ہم نہیں بلکہ مرزا قادیانی بھی آپ کی جماعت کے اخلاق کا قائل تھا۔لیجئے! یہ کتاب ہے، نام ہے’’شہادت القرآن‘‘ مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی ہے۔اس کے ملحقہ اشتہار میں،آپ کی جماعت کے اوّلین جو آپ کے عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی کے صحابہ تھے۔ان کے متعلق مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے:’’اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ردسمبر ۱۸۹۳ء اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں،کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور دلی محبت باہم پیدا نہیں کی۔سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکر،اور اس عاجز سے بیعت کر کے،اور عہد توبہ نصوح کر کے،پھر بھی ویسے کج دل ہیں،کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے’’السلام علیک‘‘ نہیں کر سکتے۔چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بنا پر لڑتے ہیں،اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں،اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے۔بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں،اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں ہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے،کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔یہ حالات ہیں جو میں اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا

ہے۔‘‘ (شہادۃ القرآن ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۶ص۳۹۵،۳۹۶)

اسی طرح مرزا آنجہانی نے (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۷، خزائن ج۲۱ص۱۱۴) پر اپنے مریدوں کے بارے میں لکھا ہے: ’’ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں، اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں، اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں۔ جیسے کتا مردار کی طرف۔‘‘

تو جناب! مرزا قادیانی کے زمانہ کے قادیانی لوگوں کی یہ حالت تھی اور جو قادیانی لوگ مرزا قادیانی کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق مرزا قادیانی کا یہ فرمان ہے جو (تریاق القلوب ضمیمہ نمبر۲ص۱۵۹، خزائن ج۱۵ص۴۸۳) پر شیخ ابن عربیؒ کی پیش گوئی پر بحث کرتے ہوئے مسیح موعود کی یہ خاص علامت ذکر فرماتے ہیں کہ: ’’اس کے بعد یعنی اس (مسیح موعود) کے مرنے کے بعد نوع انسانی میں علت عقم (بانچھ پن) سرایت کرے گی۔ یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود ہو جائے گی۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام، پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔‘‘

ظاہر ہے کہ ہمارے نزدیک تو مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں۔ لہٰذا ہمارے نزدیک تو اس پیش گوئی کا ابھی وقت نہیں آیا۔ لیکن آپ لوگ مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں تو آپ کو یہ مسیح موعود کی خاصیت بھی تسلیم کرنا ہوگی۔ گویا آپ کے نزدیک مرزا قادیانی کی وفات مورخہ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کے بعد جتنے مرزائی پیدا ہوئے وہ سب حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہ ہیں۔ اگر مرزا قادیانی آپ کے نزدیک راست باز تھا تو پھر اس کا فتویٰ بھی تسلیم کریں۔

فرمائیے! مزاج کیسے ہیں؟ وہ تو مرزا قادیانی کا قادیانیوں کے بارہ میں فتویٰ تھا۔ اب وہ جو اپنے متعلق ارشاد فرماتے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ص۱۲۷) پر لکھا کہ

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اس میں مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو کہا ہے کہ میں آدم زاد نہیں ہوں۔ یعنی ’’بندے دا پتر‘‘ ہی نہیں۔

نتیجہ

مرزا قادیانی کے زمانہ کے قادیانی درندوں سے بدتر، تہذیب، مرزا قادیانی کے بعد کے قادیانی وحشی، حیوان اور مرزا قادیانی خود انسان کا بیٹا نہیں یہ ہیں مرزائی اخلاق؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی اور تضادات مرزا

سوال نمبر:۱۴...... مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے تو جس شخص کی وہ تعریف کرے۔ اس کی تنقیص کیسے کر سکتا ہے؟

جواب نمبر:۱...... مرزا قادیانی تسلیم کرتا ہے کہ: ’’شریر انسانوں کا طریق ہے کہ ہجو کرنے کے وقت پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔‘‘ (ست بچن ص۱۳، خزائن ج۱۰ص۱۲۵) چنانچہ مرزا قادیانی کا بھی یہی حال تھا۔

اس نے (سیرۃ المہدی ج۳ص۲۲۰) پر روایت نمبر۱۰۸ میں بیان کیا ہے:''مولوی محمد ابراہیم بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ایک دفعہ میں نے مسیح موعود(مرزا قادیانی) کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔اس پر حضور(مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے۔جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں۔''بھرجائی کانئے سلام آکھناواں''جس سے مقصود''کانا''ثابت کرنا ہوتا ہے۔نا کہ سلام کہنا۔اس طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار۔''

اسی شرارت اور بدباطنی کے تحت مرزا قادیانی آنجہانی،حضرت مسیح کی تعریف کیا کرتا تھا۔

جواب نمبر:۲...... ہمارا یہی مؤقف ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔جھوٹے آدمی کے کلام میں تناقض ہوتا ہے۔مرزا قادیانی کا روز بروز،صبح وشام،قدم بقدم مؤقف بدلنا پینترا تبدیل کرنا اس کی عادت تھی۔جن لوگوں کی مرزا قادیانی کی کتابوں پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ کس طرح مرزا قادیانی کے کلام میں تناقض ہے۔اس عنوان پر مرزا قادیانی کی رد میں اس کی تحریرات کی روشنی میں امت نے کافی کتابیں لکھی ہیں۔کذبات مرزا،تضادات مرزا،مرزا قادیانی کی تردید کا ایک مستقل عنوان ہے۔

کیا مرزا قادیانی پر زنا کا الزام ہے؟

سوال نمبر:۱۵...... مرزائی کہتے ہیں کہ اخبار''الفضل''کی عبارت(کہ مرزا قادیانی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے تھے) مرزا قادیانی پر الزام ہے زنا کا۔

جواب...... الزام ہم نے مرزا قادیانی پر لگایا نہیں،پڑھ کر سنایا ہے۔اس پر زنا کا الزام تو اس کے مرید نے جو اس کو مسیح موعود اور ولی اللہ لکھتا ہے اس نے لگایا،اور اس کے مقدس بیٹے نے پڑھ کر خط سنایا۔ہم جس وقت یہ حوالہ دیتے ہیں تو مرزائی اس سے بہت چیں بہ جبیں ہوتے ہیں۔لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا قصور صرف اتنا ہے کہ ہم صرف حوالہ دیتے ہیں۔اگر یہ حوالہ پڑھنا قصور ہے تو سب سے بڑا قصوروار مرزا محمود تھا جس نے خط پڑھ کر سنایا،خط لکھنے والا مرزائیوں کا اپنا آدمی تھا۔جس نے خط میں مرزا کو ولی اللہ اور مسیح موعود لکھا ہے۔اس کا مرزا کو مسیح موعود اور ولی اللہ لکھنا دلیل اس بات کی ہے کہ وہ آدمی ہمارا نہیں مرزائیوں کا تھا اور وہ یہ لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی کبھی کبھی (ذائقہ بدلنے کے لئے) زنا کرلیا کرتے تھے۔

ہم قادیانیوں سے درخواست کریں گے کہ کیا تاریخ الانبیاء میں ایک مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ اس نبی پر ایمان لانے والوں نے،یا پیروکاروں نے،اپنے نبی پر زنا کا الزام لگایا ہو؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو مرزا قادیانی کے پیروکاروں،اس کے ماننے والوں کا،بالفاظ دیگر بزعم خود مرزا قادیانی کے صحابیوں کا مرزا پر الزام لگانا کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ جھوٹا تھا۔اگر سچا ہوتا تو کبھی امت کی طرف سے اس پر زنا کا الزام نہ لگتا۔

کیا قادیانی یا قادیانیوں کو خنزیر کہنا جائز ہے؟

سوال نمبر:۱۶...... اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کی گستاخیوں کو دیکھ کر اس کو خنزیر کہہ دے تو کیا اس کو ایسا کہنا درست ہوگا؟

جواب نمبر:۱...... قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ نافرمان لوگوں کے لئے قرآن مجید میں ”اولئك كالانعام بل هم اضل“ (یہ لوگ جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں) ہے۔ پس جانوروں میں خنزیر بھی شامل ہے تو قرآن کی نص قطعی سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اور اس جیسے اور لوگوں کو خنزیر جیسے جانور سے تشبیہ دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

جواب نمبر:۲...... خنزیر تو کیا مرزائی خنزیروں سے بھی زیادہ بدتر ہیں۔ اس لئے کہ اگر کہیں اسلامی حکومت قائم ہو تو اس میں خنزیر پالنا جرم ہوگا۔ لیکن دور دراز کے جنگلوں میں خنزیر کو تلاش کر کے قتل کرنا اسلامی مملکت کے ذمہ نہیں، مل جائے تو قتل کر دو۔ تلاش کر کے قتل کرنا ضروری نہیں۔ جبکہ مرتد اور زندیق کو تلاش کر کے قتل کرنا اسلامی حکومت کے ذمہ ہے۔ اس لئے کہ خنزیر، سانپ، بچھو وغیرہ جان کے دشمن ہیں اور زندیق و مرتد ایمان کے دشمن ہیں۔ جس طرح جان سے زیادہ ایمان قیمتی ہے۔ اسی طرح ان متذکرہ جانوروں سے زندیق و مرتد اور زیادہ خطرناک ہیں اور یہی حکم مرزا قادیانی وقادیانیوں کا ہے۔

جواب نمبر:۳...... قادیانی ہم پر الزام لگانے سے قبل یہ کیوں نہیں سوچتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی کتاب (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳) پر اپنے دشمنوں کو جنگل کا خنزیر کہا ہے۔ اگر مرزا قادیانی اپنے مخالفین کو خنزیر کہے تو قادیانیوں کے لئے شریعت، اور اگر مسلمان جواب آں غزل کے طور پر یہ اعزاز مرزا قادیانی کو واپس کر دیں تو قابل اعتراض آخر یہ دوہرا معیار کیوں؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زنا کا الزام

سوال نمبر:۱۷...... یہ بھی ذہن میں رہے کہ مرزا قادیانی کے زنا کے اس حوالہ سے مرزائی بہت چیں بہ جبیں ہوتے ہیں۔ لیکن اگر یہی الزام مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے تو اس سے مرزائیوں کی رگ حمیّت نہیں پھڑکتی۔ مرزائی یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں کی۔

جواب...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (دافع البلاء آخری ٹائٹل ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰) پر لکھا ہے کہ: ”لیکن مسیح علیہ السلام کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس کا یہ نام رکھنے سے مانع تھے۔“

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے چار باتیں ثابت ہوئیں۔

۱...... مسیح شراب پیتا تھا۔

۲...... فاحشہ عورت اپنی بدکاری کے مال سے خریدا ہوا عطر ان کے سر پر لگاتی تھی۔

۳...... فاحشہ عورتیں اپنے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے مسیح کے جسم کو چھوتی تھیں۔

۴...... غیر محرم جوان عورت مسیح علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی تھی۔

ان گناہوں میں ملوث ہونے کے باعث مسیح علیہ السلام کا نام قرآن میں حصور نہیں رکھا گیا۔اس عبارت میں دو چیزیں قابل توجہ ہیں۔

۱...... مرزا قادیانی نے عیسائیوں کی کتابوں سے مسیح علیہ السلام پر الزام نہیں لگایا۔ بلکہ مسیح علیہ السلام کے دامن کو داغ دار کرنے کے لئے قرآن سے استدلال کیا ہے۔(معاذاللہ)

۲...... پھر استدلال بھی کیسا بودا اور بیہودہ ہے۔اگر قرآن مجید نے مسیح علیہ السلام کے ان گناہوں کے باعث ان کو حصور نہیں کہا تو قرآن مجید میں باقی انبیاء علیہم السلام، حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام خود حضرت محمد ﷺ کو بھی حصور نہیں کہا گیا۔کیا ان کو بھی حصور نہ کہنے کی یہی وجہ تھی۔نعوذ باللہ! کہ ان سے بھی یہی گناہ ہوا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ازلی، بدبخت، بدترین دشمن تھا۔آپ کی والدہ کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:''مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکے رکھا اور پھر بزرگان قوم کے نہایت اسرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔'' (کشتی نوح ص۱۶،خزائن ج۱۹ص۱۸)

لکھا ہے کہ:''حضرت مسیح علیہ السلام ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۳ حاشیہ،خزائن ج۳ص۲۵۴)

لکھا ہے کہ:''آپ کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔'' (کشتی نوح ص۱۷،خزائن ج۱۹ص۱۸ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کے خاندان کے متعلق لکھا کہ:''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔آپ کی تین نانیاں اور دادیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ،خزائن ج۱۱ص۲۹۱)

یہاں اس حوالہ میں دادیاں کا لفظ توجہ طلب ہے۔دادی اس کی ہوتی ہے جس کا دادا ہو اور دادا اس کا ہوتا ہے جس کا باپ ہو۔مرزا قادیانی حضرت مسیح کی دادیاں کے لفظ لکھ کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ آپ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے۔مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات کے متعلق لکھا ہے:''مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار،متکبر خود بین اور خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۳ص۲۱)

مسیح علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ،خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

مرزا قادیانی نے اسی پر لکھا ہے کہ:''آپ کے ہاتھ میں سوائے فریب اور مکر کے کچھ نہ تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷،خزائن ج۱۱ص۲۹۱)

لکھا ہے:''ہائے کس کے آگے ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔'' (اعجاز احمدی ص۱۴،خزائن ج۱۹ص۱۲۱)

مرزا قادیانی نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو دل آزار و افسوسناک، اندوہناک، شرمناک قابل نفرت توہین کی ہے۔اس پر استاذ محترم مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کا مستقل رسالہ ہے۔(احتساب قادیانیت کی جلد اوّل میں شائع شدہ ہے) جس کا نام ہے۔''حضرت مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں'' اس کا مطالعہ کیا جائے۔

خود مدعی مسیحیت، تو مسیح کی توہین کیسے؟

سوال نمبر:۱۸...... مرزا قادیانی خود مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے تو وہ مسیح علیہ السلام کی کس طرح توہین کے مرتکب ہوسکتے ہیں؟

جواب...... پہلے تو مرزائی یہ بتلائیں کہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷) پر لکھا: ’’ممکن ہے دس ہزار مسیح آجائیں اوران میں سے ایک دمشق میں نازل ہوجائے۔ ہاں اس زمانہ کا میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے۔‘‘

اور پھر اس طرح (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲) پر لکھا ہے کہ: ’’اس عاجز نے جس نے مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ میں نے یہ ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔‘‘

مرزا قادیانی کے اس فرمان کو قادیانی بار بار پڑھیں وہ کہتا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں نہ کہ مسیح موعود۔ جو مجھے مسیح کہے وہ کم فہم مفتری اور کذاب ہے۔ اسی کتاب کے ٹائٹل پر دیکھیں کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہا گیا ہے۔ اب مرزائی ارشاد فرمائیں کہ اندر کی بات صحیح ہے یا ٹائٹل کی یا یہ کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور اس کا جواب مرزائیوں کے ذمہ ہے۔

۲...... اس (ازالہ اوہام ص۶۷۴، خزائن ج۳ ص۴۶۴) میں ایک اور الہام مرزا قادیانی نے اپنا لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا: ’’انا جعلناك المسیح ابن مریم‘‘ اب دیکھیں۔ اس کتاب (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲) پر جو مسیح کہے وہ کم فہم مفتری وکذاب اور اسی کتاب (ازالہ اوہام ص۴۶۴، خزائن ج۳ ص) پر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ اگر یہ الہام صحیح ہے تو اللہ نے مسیح بنایا اور یہ کہتا کہ جو مجھے مسیح کہے وہ کم فہم۔ مفتری وکذاب تو یہ فتویٰ خدا پر مرزا قادیانی کا ہوا۔ اگر الہام غلط ہے تو مرزائیت کی ساری عمارت دھڑام سے گرگئی۔ اب مرزائی فیصلہ کریں کہ ایک ہی کتاب کی دو باتوں سے کون سی جھوٹی ہے؟

مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ میں مثیل مسیح ہوں۔ مگر کشتی نوح میں لکھا ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ اب قادیانی بتائیں کہ ازالہ والی بات صحیح ہے یا کشتی نوح والی اور پھر لطف یہ کہ مسیح ابن مریم بننے کے لئے مرزا قادیانی نے جو کہانی تراشی ہے۔ وہ عجیب ہی عبرت آموز اور حیاء سوز ہے۔

مرزا قادیانی نے (کشتی نوح ص۴۶، ۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰) پر لکھا ہے کہ: ’’مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ پر نفخ کی گئی اور باستعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔‘‘

اور اس سے اگلے صفحہ ۵۱ پر دردزہ اور کھجور کا بھی ذکر ہے۔ اب مرزائی فیصلہ کریں کہ اس نے ازالہ میں کہا کہ میں مثیل مسیح ہوں اور اس حوالہ میں کہا کہ میں مسیح ہوں۔ کیا اس سے مرزا قادیانی کے اس طرز عمل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس کے دل میں چور تھا۔ جیسے چور ہر قدم گھر والوں کو سویا ہوا پا کر چوری کے لئے اٹھاتا ہے۔ یہی کیفیت مرزا کی دماغی بناوٹ کی تھی۔ اب ظاہر ہے کہ ان دو میں سے ایک صحیح اور ایک غلط مرزائی فیصلہ کریں کہ مرزا نے کون سی بات صحیح کہی ہے اور کون سی غلط اور یہ بھی یاد رہے کہ جھوٹا نبی نہیں ہوسکتا۔ یہاں ایک سوال یہ بھی رہ جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کو حمل کیسے ٹھہرا؟

(اسلامی قربانی ص۱۴) پر مرزا قادیانی کے مرید باصفا نے حضرت صاحب کا ایک کشف لکھ کر اس معمہ کو حل کر دیا۔ حضرت صاحب نے ''ایک دفعہ اپنے کشف کی یہ حالت بیان کی کہ گویا آپ عورت ہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ سے قوت رجولیت کا اظہار کیا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔''

اللہ رب العزت کے متعلق یہ دریدہ دہنی یاوہ گوئی پھر خود حاملہ خود ہی خود سے پیدا ہوگئے بقلم خود ہوگئے۔ یہ میں ولد میں کے معمہ کو حل کرنا مرزائیوں کے ذمہ ہے۔ باقی رہا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ وہ کس طرح مسیح کی توہین کے مرتکب ہوئے یہ تو ممکن ہی نہیں، بات امکان کی نہیں۔ یہاں تو مسئلہ وقوع کا ہے کہ وہ توہین کے مرتکب ہوئے۔ اس کا باعث مندرجہ ذیل ہے۔

۱...... مرزا قادیانی کے مسیح بننے کے لئے ضروری تھا کہ وہ مسیح علیہ السلام کی صفات کا حامل ہوتا۔ مرزا قادیانی اس درجہ پر پہنچ نہیں سکتا تھا تو ان کا درجہ کم کر کے اپنے درجہ اور سطح پر ان کو لے آیا کہ جیسے میں ہوں ویسے ہی مسیح تھے۔ (نعوذ باللہ)

۲...... آئینہ میں انسان کو اپنی شکل نظر آتی ہے۔ مرزا قادیانی اپنے کردار کے آئینہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھتا تھا۔ اس لئے ان کی توہین کا مرتکب ہوتا تھا۔

۳...... مسیح بننے کے باعث رقابت کے مرض کا شکار ہو کر واہی تباہی بکنی شروع کر دی کہ چلو میں ان جیسا نہیں تو وہ میرے جیسے تھے۔ مرزا قادیانی کو مرض لاحق تھا۔ جب تک حضرت مسیح علیہ السلام کی کسی بھی پہلو سے توہین نہ کر لیتا اسے چین نہ آتا۔

(ازالہ اوہام ص۳۱۲، خزائن ج۳ ص۲۵۸ حاشیہ) پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ ''یہ عاجز اس عمل کو اگر مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔'' اور پھر آگے لکھا کہ: ''ابن مریم استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم رہنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔'' (استغفر اللہ)

اور اسی کتاب (ازالہ اوہام ص، خزائن ج۳ ص۲۹۹) پر ہے کہ: ''مسیح کو دعوت حق میں قریباً ناکامی رہی۔''

یہ ہے مرزا قادیانی کی خودنمائی اور مسیح علیہ السلام کے بارے میں اس کی تنقیص کا انداز۔ یا شاطرانہ چال، چلو ان کو کمتر ثابت کرنے کی کوشش کرو۔ پھر ایک اور امر کی طرف توجہ کرنا انتہائی ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ظاہر امر ہے کہ اس میں نبوت تو درکنار شرافت تک قریب نہ بھٹکنے پائی تھی تو مرزا قادیانی نے نبوت کا ایسا تصور دیا کہ الامان۔

یہ مرزا قادیانی نے اپنی (تریاق القلوب ص۶۷، خزائن ج۱۵ ص۲۷۹) پر لکھا ہے کہ: ''ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمان کی ۳۰، ۴۰ سال سے خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے۔ چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن ہے کہ وہ ایسے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔''

اس عبارت سے مرزا قادیانی کی تکنیک (ڈھنگ) کو سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ جس منصب کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر

اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا تو اس منصب کو کم کر کے اپنے اوپر فٹ کرنے لگتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے منصب پر فائز ہونے کے لئے اسے مسیحی شان اور بزرگی کی ضرورت تھی۔ اس کو پورا نہ کر سکا تو مسیح علیہ السلام کی تنقیص کر کے اسے اپنے برابر لاکھڑا کیا اور یا ان کو اتنا گرایا کہ خود ان سے افضل ہونے کا مدعی ہوگیا۔ یہ اس کے حسد اور رقابت کی دلیل ہے۔

چنانچہ (دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰) پر لکھتا ہے: ''کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔'' (نعوذ باللہ)

حضرت مریم کو صدیقہ کہا تو توہین کیسے؟

سوال نمبر:۱۹...... مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں حضرت مریم کو صدیقہ لکھا ہے تو جس کو وہ صدیقہ لکھے اس کی توہین کا کس طرح مرتکب ہو سکتا ہے؟

جواب...... (سیرۃ المہدی ج۳ ص۲۲۰) پر ہے: ''مولوی ابراہیم بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں پیش ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا لفظ استعمال کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے کہ جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں۔ بھرجا کا ئیئے میں سلام آ کھناں واں، جس سے مقصود کانا ثابت کرنا ہوتا ہے۔ نہ سلام کہنا۔''

اس طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے۔ نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار۔

مرزا قادیانی کی یہ کمینگی کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ اب آپ فرمائیں کہ کیا مرزا قادیانی وقعتاً حضرت مریم کے صدیقہ ہونے کا قائل تھا؟

مرزا قادیانی نے مسیح کے متعلق جو کچھ کہا الزامی طور پر کہا

سوال نمبر:۲۰...... مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا وہ الزامی رنگ میں ہے۔ یہودیوں کے اس نے الفاظ ذکر کئے۔ جیسے (چشمہ مسیحی ص۴، خزائن ج۲۰ ص۳۳۶) پر اس کی صراحت ہے کہ: ''ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔''

جواب...... ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اور یہودی بغض عیسیٰ علیہ السلام میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ یہودی استاد ہیں تو مرزا ان کے شاگرد۔ مگر مرزا قادیانی اب بھی بغض عیسیٰ علیہ السلام میں یہودیوں کی سنت پر عمل پیرا ہے۔ دو کردار ہیں ایک دشمنان مسیح یہود کا، دوسرا کردار ہے وکالت مسیح کا، جو قرآن ادا کر رہا ہے۔ مرزا قادیانی کس کردار کو ادا کر رہا ہے؟ وہ آپ کے سامنے ہے۔

یسوع، مسیح، ابن مریم ایک ہیں

سوال نمبر:۲۱...... مرزا قادیانی نے انجیلی یسوع کے متعلق یہ الفاظ کہے ہیں نہ کہ حضرت مسیح کے متعلق۔

جواب...... ہم نے جو حوالہ جات عرض کئے ہیں۔ ان میں صراحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ان کو گالیاں دی ہیں۔ اس کے باوجود اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس نے یسوع کے متعلق یہ کہا ہے تو بھی وہاں مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲) پر لکھا ہے کہ: ''یسوع، مسیح ابن مریم ایک شخص کے نام ہیں۔'' پس ثابت ہوا کہ جہاں اس نے یسوع کی توہین کی ہے۔ وہاں بھی مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

مسیح کے متعلق جو کہا جواباً وتردیداً کہا

سوال نمبر:۲۲...... مرزا قادیانی نے عیسائیوں کے رد میں ایسے لکھا۔ اس لئے کہ وہ ہمارے نبی علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں تو مرزا قادیانی نے الزامی رنگ میں مسیح علیہ السلام کے بارے میں ایسا لکھ دیا ہے۔

جواب...... تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت وتوقیر اور ان پر ایمان لانا بموجب ''لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُسُلِهٖ'' ان میں تفریق نہ کرنا مسلمانوں پر فرض ہے کسی ایک نبی کی توہین کا مرتکب بھی کافر ہے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کی عزت بچانے کے لئے کسی دوسرے نبی پر الزام تراشی کرے یہ بھی کفر ہے۔ باقی یہ مستقل بحث ہے کہ مرزا قادیانی حضور علیہ السلام کی عزت کا محافظ تھا۔ یا سب سے بڑا دشمن، ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا قادیانی سے بڑھ کر اور کوئی بدبخت بھی آپ ﷺ کی عزت وناموس کا اتنا دشمن نہیں ہے۔ جتنا مرزا قادیانی دجال تھا۔

مرزا قادیانی نے فرضی مسیح کو کہا

سوال نمبر:۲۳...... مرزا قادیانی نے فرضی مسیح کی توہین کی ہے نہ کہ حقیقی کی؟

جواب...... اگر فرضی نبی کو گالیاں دینا جائز ہے تو کیا ہم مرزا قادیانی کو الّو کا پٹھہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر اس پر قادیانی سیخ پا ہوئے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم نے فرضی غلام احمد قادیانی کو گالی دی ہے۔ اس طرح تو فساد کا ایک ایسا دروازہ کھل جائے گا کہ جو مرزائیوں سے بھی بند نہ ہو سکے گا۔ دوسرا یہ کہ اگر فرضی اور خیالی مسیح کو گالیاں دی ہیں تو وہ عیسائیوں کے لئے حجت اور قابل تسلیم کیسے ہوں گے؟

تاہم! عام آدمی کے لئے بھی چاہے کسی کو فرضی تصور کیا جائے۔ گالیاں دینا شرعاً اور اخلاقاً جائز نہیں۔

انجیل کے حوالہ سے کہا

سوال نمبر:۲۴...... مرزا قادیانی نے انجیل کے حوالہ سے بات کی ہے۔

جواب...... مرزا قادیانی نے (چشمہ معرفت ص۲۵۵، خزائن ج۲۳ ص۲۶۶) پر لکھا ہے کہ: ''تورات اور انجیل محرّف، مبدّل کتابیں ہیں۔'' محرّف ومبدّل کتابوں سے تحریف شدہ حوالہ جات لے کر کسی نبی کو تختہ مشق بنانا کہاں کی شرافت ہے۔

مسیح کے بہن بھائی کا ذکر ''انما المؤمنون اخوۃ'' کے درجہ میں

سوال نمبر:۲۵...... مرزا قادیانی نے جہاں مسیح علیہ السلام کی بہنوں یا بھائیوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ'' کے تحت کہا ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔

جواب...... مرزا قادیانی نے (کشتی نوح ص۱۷، خزائن ج۱۹ ص۱۸ حاشیہ) پر لکھا ہے کہ ''آپ کے چار بھائی اور دو

بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں۔‘‘ تو اب مرزا قادیانی نے ’’اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ‘‘ کے تحت نہیں کہا۔ بلکہ حقیقی طور پر ان کی بہنیں اور بھائی مراد لیتے ہیں۔ جو شرعاً نہ صرف غلط بلکہ دجل وتلبیس کا مرقع ہیں۔

دشمنوں کے اعتراض نقل کئے

سوال نمبر:۲۶...... کیا دشمنوں کے اعتراض نقل کرنے جرم ہیں؟

جواب...... مرزائیوں کے نزدیک اگر دوسروں کے اعتراض نقل کرنا جرم نہیں تو ہمیں بھی یہ حق ہے کہ مرزا قادیانی کے دشمنوں نے مرزا قادیانی کے متعلق جو اعتراض کئے ہم بھی ان کو نقل کر سکیں۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں جن لوگوں نے مرزا قادیانی کے متعلق جو کہا اور مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب میں اسے نقل کیا ہے وہ ہم عرض کر دیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۱۸۱، خزائن ج۲۲ ص۱۸۸) پر لکھا ہے: ’’ازاں جملہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے ہم جنسوں کی پیروی کر کے میرے پر یہ الزام لگائے ہیں کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں اور میں دجال ہوں اور حرام خور ہوں اور خائن ہوں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں طرح طرح کی میری عیب شماری کی ہے۔ چنانچہ میرا نام شکم پرست، نفس پرست، متکبر، دجال، شیطان، جاہل، مجنوں، کذاب، سخت، حرام خور، عہد شکن، خائن رکھا ہے اور دوسرے کئی عیب لگائے ہیں۔‘‘

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (تتمہ حقیقت الوحی ص۲۱، خزائن ج۲۲ ص۴۵۳) پر لکھا ہے کہ: ’’مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب وہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود ونصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب، مفسد، دجال، مفتری، مکار، ٹھگ، فاسق، فاجر، خائن رکھا۔‘‘

اب مرزائی بتائیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے اعتراض سے مرزا قادیانی استدلال کر سکتے ہیں تو پھر مرزا قادیانی پر جن مخالفین نے اعتراض کئے وہ آپ کے ہاں کیوں قابل قبول نہیں؟ نیز اگر مرزا قادیانی کے نزدیک دشمنوں کے اعتراض نقل کرنا باعث اجر اور ثواب ہے۔ تو مرزا قادیانی کے مخالفین کے اعتراض اور القابات نقل کرنا ہمارے نزدیک بہت بڑا اجر رکھتا ہے کہ اسے دجال کہا جائے۔ کذاب، مفسد، حرام خور وغیرہ القابات نقل کئے جائیں۔

وہ مسیح جو ابنیت کا مدعی تھا

سوال نمبر:۲۷...... مرزا قادیانی نے اس مسیح کے متعلق سخت الفاظ کہے تھے۔ جس نے ابنیت کا دعویٰ کیا تھا۔

جواب...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (تحفہ قیصریہ ص۱۶، خزائن ج۱۲ ص۲۷۳) پر لکھا ہے کہ: ’’حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ تثلیث وابنیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں تو گویا ایک بھاری افتراء ہے جو ان پر کیا گیا ہے۔‘‘ لیجئے! مرزا قادیانی نے خود تسلیم کر لیا کہ نصاریٰ کے غلط عقائد سے عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی تعلق نہیں۔ تو نصاریٰ کے ان غلط عقائد کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے ارتکاب کا جواز کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟

رحمت اللہ کیرانوی وغیرہ

سوال نمبر:۲۸...... پہلے جیسے علماء، مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے بھی تو جوابات دیئے ہیں عیسائیوں کو۔

جواب...... کسی کو الزامی جواب دیتے وقت اگر کسی نبی کی تحقیر کا پہلو آ گیا تو یہ کفر ہے۔ چاہے جواب دینے والا کوئی کیوں نہ ہو۔ جواب حقیقی ہو یا الزامی۔ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک کی توہین و تحقیر کرنا کفر ہے۔ چنانچہ پہلے علماء نے ایسے قطعاً نہیں کیا۔ نیز یہ کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’حق بات یہ ہے کہ آپ (مسیح) سے کوئی معجزہ سرزد نہیں ہوا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۲۹۰) تو ’’حق بات‘‘ کے الفاظ یہ بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی طرف سے یہ بات کہہ رہا ہے نہ کہ الزامی طور پر۔

قادیانی اعتراضات کے مسکت جوابات

عیسیٰ علیہ السلام کب فوت ہوئے؟

سوال نمبر:۲۹...... ایک بار قادیانی نے کہا کہ دیکھئے جی! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہوگئے۔ راقم نے عرض کیا کب فوت ہوئے۔ رحمت عالم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل یا بعد میں؟ قادیانی نے کہا کہ حضور علیہ السلام سے قبل مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے۔ راقم نے عرض کیا کہ مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۹، خزائن ج۱ص۵۹۳) پر لکھا ہے کہ: ’’جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔‘‘ یہ کتاب ۱۸۸۴ء میں مرزا قادیانی نے لکھی۔ معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام ۱۸۸۴ء تک مرزا قادیانی کے بقول زندہ تھے۔ اس کے بعد کب فوت ہوئے۔ آپ بتادیں؟ یا لکھ دیں کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا ہے؟

ابن مریم کی جگہ ابن چراغ بی بی کیسے؟

سوال نمبر:۳۰...... ایک بار ایک قادیانی نے کہا کہ جی! عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ راقم نے عرض کیا کب؟ کہا حضور علیہ السلام سے پہلے۔

راقم...... تو مرزا قادیانی کیسے مسیح ہوگیا؟

قادیانی...... حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مسیح آئے گا تو مراد اس سے مرزا۔

راقم...... بندۂ خدا! آپ کے بقول عیسیٰ علیہ السلام، حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے فوت ہوگئے تو جو فوت ہوگئے ان کے متعلق حضور علیہ السلام کیسے فرماتے ہیں کہ وہ آئیں گے؟ اگر فرمایا کہ وہ آئیں گے تو اس کا معنی یہ کہ وہ فوت نہیں ہوئے۔ اچھا اگر آپ کے بقول مسیح کی جگہ مرزا قادیانی نے آنا تھا وہ آ گئے۔

بہت اچھا تو دیانت وعقل کا تقاضہ ہے کہ جس نے آنا تھا اس کے آنے کا اعلان کیا جاتا۔ آنا مرزا ابن چراغ بی بی نے تھا۔ لیکن اعلان کیا مسیح ابن مریم آئے گا۔ بھائی! تو جس کا اعلان ہوا وہی تشریف لائیں گے۔ اگر مرزا قادیانی نے آنا تھا تو اس کا اعلان ہوتا۔ قرآن وحدیث کے ذخیرہ میں ایک آیت، ایک حدیث دکھادو۔ جس میں ہو کہ مرزا قادیانی بن چراغ بی بی آئے گا تو ہم مان لیں گے۔ وہ قادیانی مبہوت ہوگیا۔

مرزا قادیانی کا الہام قرآن کا ناسخ؟

سوال نمبر:۳۱...... ایک بار ایک قادیانی نے کہا کہ آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی سے کیا ضد ہے کہ آپ اسے کافر کہتے

ہیں۔ راقم نے عرض کیا۔ میاں ضد نہیں بلکہ ہم مرزا قادیانی کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے الہام سے قرآن مجید کو منسوخ کیا۔ اس لئے مرزا قادیانی نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر و مرتد ہے۔ قادیانی نے حیرت سے کہا وہ کیسے؟

راقم نے عرض کیا۔ مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳) پر تحریر کیا ہے: ''هُــوَ الَّـذِیْ اَرْسَـلَ رَسُـوْلَـهٗ بِاالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ '' یہ آیت حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔

براہین کی تصنیف کے وقت مرزا قادیانی کا مجدد، مامور اور ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ تھا۔ اس وقت قرآن مجید سے استدلال کر کے کہا کہ گویا قرآن مجید کی رو سے مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود کہتا ہے: ''لیکن ۱۸۹۱ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا۔ یعنی حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح ناصری (علیہ السلام) جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں وہ فوت ہو چکے...... اور ان کی جگہ آپ (مرزا قادیانی) ہیں۔'' (سیرۃ مسیح موعود ص۳۰، مصنفہ مرزا محمود)

مرزا قادیانی نے پہلے ۱۸۸۴ء میں قرآن مجید کی رو سے کہا کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ پھر ۱۸۹۱ء میں اپنے الہام کی رو سے کہا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے تو گویا مرزا قادیانی کے الہام نے قرآن مجید کو منسوخ کر دیا؟ اتنی بات مرزا قادیانی کے کافر ہونے کے لئے کافی ہے۔

میں رانجھا ہو گئی؟

سوال نمبر:۳۲...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷) پر لکھا ہے: ''پھر اسی کتاب (براہین احمدیہ) میں اس مکالمہ کے قریب یہ وحی اللہ ہے۔ ''مُـحَمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

راقم نے ایک گفتگو میں یہ حوالہ پیش کیا۔ قادیانی مجیب نے کہا: ''میں رانجھا، رانجھا کر دیں رانجھا ہو گئی'' کہ مرزا قادیانی محمد ﷺ، محمد ﷺ کرتے کرتے محمد ﷺ ہو گیا۔ میرے لئے یہ جواب بہت ہی سوہان روح، ایک تو مرزا قادیانی کو معاذ اللہ محمد رسول اللہ ثابت کیا جا رہا ہے اور استدلال میں کسی پنجابی شاعر کے شعر کا ایک ٹکڑا پیش کیا جا رہا ہے۔ عوام سامعین دیہاتی، پنجابی ذوق کے، اب ان کو کس طرح اس دجل سے بچایا جائے؟ راقم نے کہا۔

راقم...... (قادیانی سے) آپ کے والد نام

قادیانی...... کیوں؟

راقم...... میاں ہے تو بتا دو؟

قادیانی...... کیا ضرورت پیش آ گئی؟

راقم...... میاں آپ سے والد کا نام پوچھا ہے کسی خاتون کا تو نہیں۔ اگر ہے کوئی تو بتا دو؟

قادیانی...... میرے والد کا نام گل خان۔

راقم...... جیب سے نکالی تسبیح اور پھیرنی شروع کی۔ گل، گل، گل۔ ضرب پے ضرب، چل سو چل۔ گل ہی گل۔ قادیانی اور

پبلک حیرت زدہ کہ مولوی صاحب نے یہ کیا شروع کر دیا۔ خیر جب تسبیح مکمل ہوگئی اوران کی حیرت کا گراف بھی آخری ڈگری پر چلا گیا تو قادیانی نے کہا۔

قادیانی...... یہ کیا؟

راقم...... میں گل، گل کر دیں گل ہوگئی۔ میں آپ کا باپ آپ میرے بیٹے۔ تو حلالی بیٹے۔ باپ کے سامنے نہیں بولا کرتے۔ آپ مناظرہ کرر ہے ہیں؟

قادیانی...... اخلاق بھی کوئی چیز ہے؟

راقم...... اخلاق کے باعث ہی کہا کہ میں آپ کا باپ، ورنہ تو کہتا کہ میں گل، اوروالدہ کو کہنا شام کو میرا انتظار کرے۔

قادیانی...... مولوی صاحب! آپ بدتمیزی کرر ہے ہیں۔

راقم...... شریف آدمی! تم کہو کہ مرزا قادیانی محمد ﷺ تھا تو کوئی حرج نہیں۔ میں کہوں کہ میں تمہارا باپ، تو بداخلاقی۔ حالانکہ جو دلیل تم نے دی، وہی دلیل میری۔ اب یا مجھے اپنا باپ مانو یا تسلیم کرو کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میں محمد ﷺ ہوں۔ یہ اہانت رسول اللہ ہے اور مرزا قادیانی کے کفر کی دلیل صریح۔ قادیانی کی گردن جھک گئی اور زبان رک گئی۔

قادیانی مسیلمہ کذاب؟

سوال نمبر:۳۳...... ایک مناظرہ میں قادیانی سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک مسلمانوں کی کیا پوزیشن ہے۔ لگا کہنے کہ ہم ان کو اہل کتاب سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی اس نے سوال کیا کہ مولوی صاحب آپ بھی بتا دیں کہ آپ احمدیوں (قادیانیوں) کو کیا سمجھتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے گرو مرزا قادیانی کو مسیلمہ کذاب کا بھائی اور قادیانیوں کو مسیلمہ کذاب کی پارٹی کی طرح کافر و مرتد سمجھتے ہیں۔

پٹواری نہیں بلکہ مفسرین؟

سوال نمبر:۳۴...... ایک قادیانی نے کہا مولوی صاحب! لفظ تُوَفّٰی کا معنی تو پٹواری، نمبردار کو بھی معلوم ہے کہ وہ مرنے والے کو متوفی لکھتے اور کہتے ہیں۔ پٹوار کے کاغذات اس پر شاہد ہیں۔ مولانا محمد امین اوکاڑوی نے فرمایا کہ آپ کے جھوٹے ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ آپ قرآنی الفاظ کے معانی پٹواریوں والے کرتے ہیں۔ جب کہ ہم کہتے ہیں قرآن کے معانی وہ کرو جو آج تک امت مسلمہ اپنے مسلّمات کی رو سے کرتی چلی آئی ہے۔

مرزا جاہل تھا؟

سوال نمبر:۳۵...... ایک دفعہ ایک مناظرہ میں ایک قادیانی نے کہا کہ مرزا قادیانی کو کم از کم عالم ہی مان لیں۔ راقم نے کہا کہ مرزا قادیانی (خطبہ الہامیہ ص۴۹، خزائن ج۱۶ ص۴۹) پر لکھتا ہے کہ: ”عید اس کا نام نہیں کہ بازاری عورتوں کے رقص کا شوق کیا جائے۔“ وبؤسھن وعناقھن ”اور ان کا بوسہ گلے لپٹانا۔“

بوسہ کی عربی مرزا قادیانی نے بؤسھن لکھی ہے۔ کیا دنیا میں کسی عرب نے لفظ بوسہ کو عربی شمار کیا ہے۔ بوسہ

اردو کا لفظ ہے۔ اسے عربی میں گھسیڑنا مرزا قادیانی کی فصاحت وبلاغت کا ہی کرشمہ قرار دیا جاسکتا ہے اور اس سے یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کتنا بڑا جاہل تھا۔ جسے اردو الفاظ کی عربی تک نہ آتی ہے۔ اس سے اس کی جہالت ماٰبی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

مرزا قادیانی دنیا کا سب سے بڑا جاہل؟

سوال نمبر:۳۶...... ایک دفعہ ایک مناظرہ میں ایک قادیانی نے کہا کہ اور کچھ نہیں مرزا قادیانی کو عالم ہی مان لیں۔ راقم نے کہا کہ میرا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی دنیا کا سب سے بڑا جاہل تھا۔ اس پر وہ قادیانی بھنّا گیا۔ راقم نے دوسرا وار کیا کہ مرزا قادیانی تو رہے اپنی جگہ، میرے نزدیک تو آپ بھی جاہل ہیں۔ یہ سنتے ہی اس کے تن بدن کو آگ لگ گئی۔ اس کے کچھ کہنے سے قبل، راقم نے کہا کہ اگر آپ کچھ جانتے ہیں تو اسلامی مہینوں کے نام بتائیں۔ اس نے کہا۔ محرم، صفر، ربیع الاوّل، راقم نے کہا آپ غلط کہتے ہیں۔ صفر دوسرا مہینہ نہیں چوتھا ہے۔ اب وہ کہے دوسرا، راقم عرض کرے کہ چوتھا۔ اس پر اسے آیا غصہ۔ مارے غصہ کے کانپتے ہوئے کہا کہ کون الّو کا پٹھہ کہتا ہے کہ صفر چوتھا مہینہ ہے۔ راقم نے کہا کہ مرزا قادیانی نے (تریاق القلوب ص۴۱، خزائن ج۱۵ ص۲۱۸) پر لکھا ہے۔ اب اس بیچارے کی کیفیت دیدنی تھی۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ مرزا قادیانی کو عالم ثابت کرنا چاہتا تھا۔ خود الّو کا پٹھہ مان لیا۔

شیطان کے ماننے والے بہت؟

سوال نمبر:۳۷...... ایک بار مناظرہ میں قادیانی لاجواب ہوگیا تو اس نے چال چلی کہ مولوی صاحب چلو آپ کے نزدیک مرزا قادیانی جھوٹا ہی سہی۔ لیکن اتنا تو مانیں کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے بہت ہیں۔ راقم نے کہا کہ یہ کوئی دلیل نہیں۔ ماننے والے تو شیطان کے بھی بہت ہیں۔

دنیا میں مرزا قادیانی کا ایک بھی ماننے والا نہیں؟

سوال نمبر:۳۸...... ایک بار دوسرے مناظرہ میں قادیانی مناظر نے کہا کہ مرزا قادیانی کے ماننے والوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور یہ کہ ہماری تعداد اتنی ہے۔ راقم نے کہا کہ میاں صاحب میرا دعویٰ یہ ہے کہ: ''پوری دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا مان کر ان پر عمل بھی کرتا ہو۔'' اس پر وہ قادیانی ایسا آگ بگولا ہوا کہ لگا اچھلنے۔ ہاتھ ہلائے، گردن گھمائے، ایسی تیزی دکھائی کہ پٹھے پر ہاتھ رکھنا مشکل ہوگیا۔ مولوی صاحب! آپ کا ایسا بدیہہ البطلان دعویٰ کہ تعجب ہے کہ لوگوں نے آپ ایسے شخص کو میرے سامنے لاکر بٹھادیا۔ لوگو! دیکھو میں قادیانی، میرا باپ قادیانی، میری ماں، میرا خاندان، میرے چک کے لوگ اور جو میرے ساتھ آئے۔ یہ سب مرزا صاحب کو اس کے تمام دعاوی میں سچا مان کر اس کے ہر قول وفعل پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ راقم نے عرض کیا میاں صاحب میرے دعویٰ کے الفاظ پھر سنیں۔ پوری دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا مان کر ان پر عمل بھی کرتا ہو۔ اگر یہ غلط ہے تو سنئے: مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ''میں حجر اسود ہوں۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۵، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

اسی طرح مرزا قادیانی نے دوسری جگہ لکھا ہے: ''انی واللّٰہ فی ھذا الامر کعبة المحتاج کما ان فی

مکة کعبة الحجاج وانی انا الحجر الاسود الذی وضع له القبول فی الارض والناس یمسّهٖ یتبرکون ''خدا کی قسم جیسے مکہ حجاج کا کعبہ ہے۔ میں محتاجوں کا کعبہ ہوں اور میں وہ حجر اسود ہوں جس کی زمین پر مقبولیت رکھ دی گئی اور لوگ اس کو تبرک کے طور پر چھوتے ہیں۔ (الاستفتاء ص۴۱، ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۶۶۳)

قادیانی...... ہاں میں مانتا ہوں کہ میرے ماں باپ ہم موجود سب قادیانی مانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے حجر اسود بنایا۔ وہ حجر اسود تھے۔ راقم نے عرض کیا کہ حجر اسود کو سامنے سے سنٹر میں چوما جاتا ہے۔ تم نے سامنے سے مرزا قادیانی کی سنٹر کی کون سی جگہ کو چوما ہے؟ تمہارے باپ نے، ان تمام سے ایک آدمی کہہ دے کہ میں نے اسے سنٹر میں چوما ہے تو میرا دعویٰ غلط۔ اس پر اس قادیانی نے صرف بغلیں جھانکتے نہیں بلکہ دوڑنے میں عافیت تلاش کی۔

قرآن میں ربوہ؟

سوال نمبر:۳۹...... ایک بار قادیانی مناظر نے کہا کہ مولانا آپ ہمارا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے شہر کا نام قرآن میں لکھا ہے۔ ربوہ۔

راقم نے کہا میاں صاحب! آپ تو فرماتے ہیں کہ قادیانیوں کے شہر کا نام قرآن مجید میں لکھا ہے۔ میرے نزدیک تو قادیانیوں کا نام بھی قرآن مجید میں لکھا ہے۔ وہ مناظر لگا کہنے مولانا آپ بہت وسیع ظرف ہیں۔ پڑھیں قرآن مجید کی آیت میں کہاں ہمارا نام لکھا ہے۔ راقم نے کہا میاں صاحب صرف قادیانیوں کا نہیں، لاہوری مرزائیوں کا بھی قرآن مجید میں نام ہے۔

قادیانی...... مولانا آپ کے منہ میں گھی شکر۔ آیت تلاوت فرمائیں۔ آپ کی وسیع ظرفی پر تو فدا ہونے کو دل کرتا ہے۔ آیت تلاوت کریں۔

راقم...... میاں! میری زبان پر اعتماد کرلو۔ قادیانیوں اور لاہوریوں، دونوں کا نام لکھا ہے۔

قادیانی...... مولانا کرم فرمائیے۔ وہ آیت تلاوت کریں۔

راقم...... ''بسم اللہ الرحمن الرحیم! حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر''

میتہ مردار سے مراد لاہوری اور خنزیر سے مراد قادیانیوں کا بیان ہے۔ دونوں کا تذکرہ ہوا۔

قادیانی...... مولوی صاحب کچھ خدا کا خوف کرو۔ جب قرآن مجید اترا تھا، قادیانی تھے؟

راقم...... جب قرآن مجید اترا تھا یہ ربوہ تھا؟

قادیانی...... واقعی مجھ سے غلطی ہوئی۔

راقم...... چلو مجھ سے بھی ہوگئی۔

قادیانی...... سوری۔

راقم...... سوری دے آ۔ اب بس کر۔ تمہارے لئے بہت ہوگئی ہے۔ اس سے زیادہ کیا تمہاری خدمت کروں۔

مرزا کو ماننا

سوال نمبر:۴۰...... ایک بار مناظرہ میں قادیانی مناظر غصہ میں آ کر لگا دعویٰ کرنے کہ مولوی صاحب اگر آج مرزا کو

نہیں مانتے تو کل وقت آئے گا کہ آپ کو ماننا پڑے گا۔ راقم نے کہا میاں صاحب! دھمکی کیوں لگاتے ہو۔ کل کیا ہوتا ہے میں تو ابھی مرزا قادیانی کو مانتا ہوں۔

قادیانی...... مرزا صاحب کو آپ کیا مانتے ہیں؟

راقم...... الّو کا چرخہ! پاگلوں کا چیئر مین مانتا ہوں۔ وہ اس طرح کہ جس کو دائیں بائیں پاؤں کے جوتے کی تمیز نہ تھی۔ (سیرۃ المہدی ج اص ۵۳)، جس کو صدری اور کوٹ کے بٹنوں کی تمیز نہ تھی۔ (سیرۃ المہدی ج ۲ص ۱۲۶) جس کو اوپر کے کاج اور نیچے کے کاجوں کی تمیز نہ تھی۔ (سیرۃ المہدی ج ۲ص ۱۲۶) جو ایک ہی جیب میں گڑ اور مٹی کے ڈھیلے رکھتا تھا۔ (مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ ص ۶۷) جس کی واسکٹ کی جیب میں اڑھائی سیر کی اینٹ رکھی رہتی تھی اور اسے معلوم نہ ہوتا تھا۔ (مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم ص ق) فرمایئے یہ عقلمند انسان تھا یا الّو کا چرخہ اور پاگلوں کا چیئر مین تھا؟

فبھت الذی کفر!

مرزا کی دو سچی باتیں

سوال نمبر:۴۱...... ایک بار مناظرہ میں قادیانی مناظر جب بالکل لاجواب ہوگیا تو اپنی خفت مٹانے کے لئے کہنے لگا۔ مولوی صاحب، کیا مرزا قادیانی نے کوئی صحیح بات بھی کہی ہے یا سب ہی غلط تھیں؟ تو راقم نے کہا کہ ہاں مرزا قادیانی نے سچی بات بھی کہی اور خوب کہی۔ وہ یہ کہ مرزا نے کہا:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ص ۱۲۷)

اس شعر میں مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مٹی کا کیڑا ہوں اور آدم کی اولاد نہیں۔ یعنی انسان زادہ نہیں ہوں۔ یہ بالکل صحیح کہا کہ واقعی مرزا قادیانی کا کوئی کام بندے دے پتراں والا نہ تھا۔ اس پر وہ قادیانی ایسا کھسیانا ہوا کہ لگا کہنے، اچھا اور کوئی صحیح بات نہیں کہی؟ راقم نے کہا کہ اور بھی صحیح بات کہی۔ وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے کہا حضور علیہ السلام کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج اص ۲۳۱)

پھر کہا کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ ج ۱۰ص ۱۲۷)

دعویٰ رسالت کر کے خود اپنے فتویٰ کی رو سے خود کافر ہوگیا۔ قادیانی مناظر بے چارہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن لگا کہنے اچھا بس؟

راقم نے کہا کہ نہیں، مرزا قادیانی نے ایک اور صحیح بات کہی کہ میرے مخالف کنجریوں کی اولاد۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸)

تو مرزا قادیانی کا بیٹا فضل احمد اس کو نہیں مانتا تھا تو مرزا قادیانی کے فتویٰ کے مطابق وہ کنجری کا بیٹا، اس کی ماں مرزا کی بیوی تھی...... تو جو کنجری کا خاوند ہو وہ بھی...... اور جو...... کو نبی مانیں یا مصلح یا مجدد یا مسیح وہ بھی...... اس پر وہ قادیانی دم بخود ہو کر ناخنوں سے زمین کھودنے لگ گیا۔

مرزا قادیانی کو صاحب کیوں نہیں کہتے؟

سوال نمبر:۴۲...... ایک بار ایک قادیانی نے کہا کہ مرزا قادیانی کو آپ لوگ صاحب کیوں نہیں کہتے؟ اندرا گاندھی صاحبہ، اوباما صاحب، جناب پرویز مشرف سب کو صاحب کہتے ہو تو مرزا قادیانی کو صاحب کیوں نہیں کہتے۔ راقم نے عرض کیا کہ کیا آج تک کسی قادیانی نے شیطان کو صاحب کہا، ابوجہل یا فرعون کو صاحب کہا ہے۔ کیا آپ کہتے ہیں کہ رات شیطان صاحب خواب میں میرے پاس تشریف لائے تھے۔ کہنے لگا نہیں، شیطان کو تو کوئی صاحب نہیں کہتا۔ راقم نے عرض کیا کہ شیطان صرف شیطان تھا۔ مرزا قادیانی سپر شیطان تھا۔ شیطان نے صرف سیدنا آدم علیہ السلام کی اہانت کی تھی۔ مرزا قادیانی نے تمام انبیاء علیہم السلام کی اہانت کی ہے۔ جب آپ شیطان کو صاحب نہیں کہتے، تو میں سپر شیطان کو کیسے صاحب کہوں؟۔

کیا کبھی ایسے ہوا؟

ذیل میں مرزا قادیانی کی سات عبارتیں پیش خدمت ہیں۔ قادیانی براہ کرم بتائیں کہ کیا کسی نبی نے کسی فیصلہ کے لئے اپنے لئے ایسے الفاظ استعمال کیے؟۔

۱...... ”اگر میعاد گزر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳، خزائن ج۵ ص۵۷۴)

۲...... ”اور اگر یہ تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر تیری نظروں میں، میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں۔ جیسا مخالفوں نے سمجھا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۱۶)

۳...... ”اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔“

(جنگ مقدس ص۱۸۸، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

۴...... ”میرے مالک میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ثناء اللہ کی زندگی میں ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر۔ موت قتل کی رو سے واقع نہ ہو۔ بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔ مثلاً طاعون سے یا ہیضہ سے۔“ (ضمیمہ نزول المسیح ص۱۸، خزائن ج۱۹ ص۱۲۲)

۵...... ”مجھے جھوٹا قرار دے کر ہلاک کیا تو میں جھوٹے ہونے کی حالت میں کسی پیشگوئی اور امامت کو نہیں چاہتا۔ بلکہ اس حالت میں ایک یہودی سے بھی بدتر ہوں گا اور ہر ایک کے لئے جائے عار ننگ۔“

(ضمیمہ نزول المسیح ص۲۰، خزائن ج۱۹ ص۱۲۴)

۶...... ”اللہ تعالیٰ کے کسی نبی نے تو کجا خدا کے کسی مقربین نے بھی اس قسم کی کوئی پیش گوئی نہیں کی کہ اگر میں اتنی عمر پا کر مروں تو میں سچا ہوں گا۔ ورنہ تم مجھے جھوٹا سمجھنا۔“ (ازالہ اوہام ص۲، خزائن ج۳ ص۳۴۲)

۷...... ”اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اس بات پر راضی ہوں۔ مجھے گلہ میں رسہ ڈال کر پھانسی (سولی) پر کھینچا جائے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۶۵۱، خزائن ج۵ ص۶۵۱)

تمت بالخیر!

www.amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

Aalmi Majlis Tahaffuz Khatm-e-Nubuwwat

kn apps	www.khatm-e-nubuwwat.com	www.khatm-e-nubuwwat.info	www.laulak.info	facebook.com/amtkn313
ختم نبوت ایپ	مرکزی ویب سائٹ	ہفت روہ ختم نبوت	ماہنامہ لولاک	فیس بک

kk Course	Online Course	E-Maktaba	Sitemap	Contact us
خط و کتابت کورس	خط و کتابت آن لائن کورس	ای مکتبہ	سائٹ میپ	رابطہ

/amtkn313 www.emaktaba.info

WWW.AMTKN.COM

ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ